يُعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعۂ معارف وحقائق ذخیرۂ اسرار ودقائق ترجمۂ تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی وتفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ جس میں بہت سے فوائد الترامات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین وایمان

المَوسوم بہ

# تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

# جامع البیان

مصنفۂ

حبر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیۃ ترجمۂ عالمگیری وعین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید اہتمام محسن استظام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن وخوبی چھپی

اعلان۔ حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

حتی کہ ہزارہا سال عمر پاوین تو بھی اس سے نہ ٹلین تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلون مین دنیا کی [illegible]
ہے اور زرِ عقل سے محروم رکھا اور دل پر مہر کر دی پس بدن کے سوائے ان مین کچھ نہین ہے وہ اچھے [illegible]
مین مصروف ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کے دماغ مین حواس دیدیئے کہ وہ لوگ ان حواس سے دنیا کی زینت حاصل
اور تن پروری کے سامان پیدا کرنے مین ہوشیار ہین پھر دل سے اندھے اور لایعقل ہو کر دنیا مین اپنی عمر
سامان جمع کرتے ہین پھر اچانک موت آجاتی ہے تو سب جمع کیا ہوا سامان چھوٹ جاتا ہے اور خود اپنے انجام
جہنم کو پہونچ جاتے ہین اور ان کو اسقدر مہلت دی گئی مگر اُنھون نے سوائے شرک و کفر کے ہرگز نہ مانا کہ جہنم نصیب
ہوئی اب ان لوگون سے پوچھا جاوے کہ تم نے اپنے ہاتھون یہ سب کیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تم پر کچھ ظلم کیا
کیونکہ تم نے ہر طرح اپنے قصد و اختیار سے اسی پر عزم کیا کہ اسلام کچھ چیز نہین ہے اور برابر شرک پر قائم
رہے اور اسی پر لڑے و مرے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب اخیار رضی اللہ
عنہم حتی کہ آخری درجہ کے مسلمانون کو تم پر فتح و نصرت عنایت فرمائی اور تم دنیا و آخرت مین خوار ہوئے۔ فقطع
دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

ساتوان جزو تمام ہوا بعدہٗ آٹھوان و نوان آتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا

اور اگر ہم اُنپر اُتارتے فرشتے اور اُنسے بولتے مردے اور جلا دین ہم

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

اُنپر ہر چیز کو اُنکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین مگر جو چاہے اللہ پر یہ اکثر نادان ہین

وَلَوْ اَنَّنَا یعنے اگر ہم اُن لوگون کا سوال نزول آیات و معجزات کا قبول کر کے نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اُنکی جانب ملائکہ کو نازل فرماتے جیسے اُن لوگون نے ہمارے رسول صادق مصدوق حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہی۔ کما قال تعالیٰ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا الآیۃ۔ یعنی کافرون نے مجادلہ کیا کہ ہم تجھے جب مانین گے کہ چنین وچنان ہو از انجملہ یہ کہ تو ہمارے روبرو لاوے اللہ تعالیٰ کو اور ملائکہ کو یعنے وہ تیرے صدق نبوت کی گواہی دین تب ہم مانینگے اور کہا۔ لولا انزل علیہ الملائکۃ او نری ربنا الآیۃ۔ یعنی رسول پر گواہی کے لیئے فرشتے کیون نہین نازل کیئے گئے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے لیئے ہمپر گواہی دیتے یا ہملوگ خود ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے۔ ہمارے ہمارے باپ دادے جو صدہا برس پہلے مر چلے ہین دوبارہ زندہ ہو کر گواہی دین کہ بیشک یہ شخص رسول ہی یا آیندہ دار آخرت ہی یا قیامت مین حشر و نشر ہوگا بلکہ اُن مُردونکا زندہ ہو کر ہمسے باتین کرنا بھی ہمارے واسطے اس امر کی دلیل ہوگی کہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہی پس حق عزوجل نے اُن جاہلون کی فہمایش کے لیئے ارشاد فرمایا۔ کہ لو اننا نزلنا الخ یعنے اگر ہم اُنکی خواہش کے موافق اُنپر ملائکہ اُتارین۔ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى كما اقترحوا۔ یا اُنسے مُردے باتین کرین جیسے کہ اُنھون نے ہٹ باندھی تھی پس موتی اگلے زمانے کے زندہ ہو کر آتے۔ وَحَشَرْنَا جمعنا۔ اور جمع کر دیتے ہم عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اُنپر ہر چیز کو فوج فوج یا آنکھون کے سامنے مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا تو بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لاوین کیونکہ علم الٰہی مین انکا کافر مرنا مقدر ہو چکا ہی پس ہدایت پر آنا انکی قدرت مین نہین بلکہ اوتعالیٰ کی طرف سے ہی بلکہ ملائکہ و موتی سے انکو استطاعت نہین ہی۔ قُبُلًا بضمتین جمع قبیل یعنے فوج فوج کر کے اور یہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا۔ اور حاصل آنکہ اگر آنکے پاس تمام اُمتین گذری ہوئی فوج فوج کر دیجاتین اور وہ رسولون کی سچائی کی گواہی دیتین تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ اور علی بن ابی طلحہ و عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قُبُلًا بضمتین کے معنی مقابلہ و معاینہ کی روایت کیئے اور یہی قتادہ و عبد الرحمن بن زید کا قول ہی۔ اور واحدی رحمہ اللہ نے اہل لغت کا اسپر اجماع ذکر کیا پس نافع و ابن عامر نے جو قبلا بکسر قاف و فتح با موحدہ بمعنی معائنہ و مقابلہ پڑھا ہی تو دونون قراءۃ کے ایک ہی معنی ہوگئے اور یہی اصل ہی۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احتمال ہی کہ قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل ہو جیسے قولہ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا۔ مین ہی حاصل آنکہ اگر محشور کر دین ہم ہر شی کہ جو انپر کفیل ہو کہ بعد موت کے جو حال انبیاء علیہم السلام خصوص محمد صلعم نے بیان کیا سب برحق ہی تو بھی ایمان نہ لاوین۔ بیضاوی و زمخشری وغیرہ نے قبیل کی کفیل ہی سے تفسیر لکھی ہی۔ حاصل آنکہ اوتعالےٰ نے ایسے لوگون کے ایمان سے قطعی انقطاع کر دیا کہ جنکے حق مین گمراہی مقدر ہی اگر وہ جملہ آیات دیکھ لین تو بھی ایمان نہین لا سکتے ہین اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مفسر رح نے اسکو بمعنی لکن قرار دیا یعنے استثناء منقطع ہی اور بیضاوی نے زمخشری کے مانند استثناء متصل کیا بتقدیر آنکہ لیس لہم ان یومنوا فی حال الا فی حال المشیۃ۔ یعنی یہ لوگ نہین ایمان لا سکتے کسی حال مین الا حالیکہ مشیت الٰہی مین انکار ایمان مقدر ہو۔ وقول مفسر ارجح ہی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ای لا یعلمون ذالک۔ یعنی انمین سے بہتون کو یہ بات معلوم نہین ہی پس اصل اس بارہ مین یہ ہی کہ اوتعالےٰ عزوجل کی طرف رجوع

Marfat.com

لا دے اور اُس سے ہدایت کا اور اُسپر ثابت رہنے کا سوال کرے اور آیات مذکورہ وغیرہ جو اتقی زعم کیا فعلا وجہا متضمن ہدایت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پس جسکو او تعالےٰ ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہ پا دیگا اور یہ آیت ایسی ہے ان الذین حقت علیهم کلمة ربک لا یؤمنون ولو جاءتهم کل آیة حتی یروا العذاب الالیم جن لوگون پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہو چکا وہ ایمان نہین لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس تمام آیات ومعجزات آجاوین یہانتک کہ عذاب الیم دیکھین یعنی عذاب موت وعذاب قبر وعذاب آخرت اُسوقت ایمان لاوینگے ولیکن کچھ فائدہ نہوگا اور اسمین حضرت صلعم کو علم دیا اور تسلی فرمائی

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا

اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نکرتے تو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ اور تا جھکین اُسطرف دل اُنکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝

اور وہ اُسکو پسند کرین اور تا کہ کئے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا یعنے اے محمد صلعم ایسے ہی ہمنے اگلے انبیاءؑ کے دشمن کردیے تھے جیسے تیرے دشمن کردیے ہین پس تو غمگین مت ہو پھر عدوًا کا بدل قرار دیا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ شیطان یعنی سرکش وشریر و نافرمان مراد ہے جسکو عربی مین مارد کہتے ہین اور جمع اسکی مَرَدَۃ ہے۔ یعنی ایسے ہی ہر نبی کے دشمن کردیے اور وہ دشمن شیاطین الانس والجن ہین قال قتادہ رحہ انسانون مین سے شیطان ہین اور جنون مین سے شیطان ہین۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ فی الحدیث مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تونے شیاطین الانس والجن سے پناہ مانگی یعنے نماز مین انسے پناہ کی دعا مانگی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آدمیون مین بھی شیطان ہین فرمایا کہ ہان اور آدمیون کے شیطان بہ نسبت اصلی شیطانون کے زیادہ ضرر پہونچاتے ہین رواہ عبد الرزاق والامام احمد وابن مردویہ وابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ منقطعًا وموصولاً کما اوردہ الحافظ رحہ وذکران المجموع یفید انہ حدیث صحیح يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وحی سے مراد وسواس ہے یعنی آپس مین ایک دوسرے کو وسواس دلاتے وبہکاتے ہین۔ اور زخرف یعنی باطل جو اوپر سے ملمع کیا ہوا اور لیپ پوت دیا گیا ہو یا نقش ونگار بیہودہ کیا گیا ہو مدارک مین ہے کہ مالک بن دینار رحہ نے فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہون تو شیطان بھاگ جاتا ہے ولیکن شیطان الانس بہت سخت ہین کہ میری آنکھون کے سامنے آکر مجھکو بہکاتے ہین بالجملہ شیطان اپنے پردے کرنے والون کو وسواس دلاتا ہے اور وہ لوگ اسکو قبول کرلیتے اور بسبب جہالت او عدم نور باطن وعدم ہدایت کے نہین پہچانتے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر اُسکو یقین کرکے دوسرون کو بہکاتے ہین اور یہ سب اہل حق واہل ایمان کی ایذا رسانی کرتے ہین اور مترجم پناہ مانگتا ہے اللہ تعالےٰ سے ان شیطانون انس وجن سے اور دعا کرتا ہے کہ او تعالیٰ اپنی رحمت سے مترجم کو انکے شر وفتنہ سے محفوظ فرمادے آمین اور واضح رہے کہ بدون مشیت الٰہی کے ان شیطانون کو کوئی قدرت نہین ہے اسی واسطے فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ ای ما فعلوا الایحاء المذکور۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو یہ لوگ آپس مین ایسے وسوسہ دلانے کو جو مذکور ہوا نہ کرتے لیکن مشیت وحکمت الٰہی مین جاری ہوا اسلیئے یہ سب کے سب ایسی گمراہی وکفر کو کرتے ہیں

Marfat.com

فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ اسے فدع الکفار وما یفتری الکفار من الکفر وغیرہ مما زین لہم یعنی چھوڑ دے کافرون اور اُنکے مفتریات کفر وغیرہ کو جو اُنکی نظرون مین مزین کیئے گئے ہین مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم قتال ہونے سے پہلے یہ حکم آیا تھا وَلِتَصْغٰۤی اِلَیْهِ یہ عطف ہو غرورا پر اور معنی صغو کے میل کرنا ہو لتمیل الیہ تاکہ اسکی طرف مائل ہون اَفْـِٕدَةُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ دل اُن لوگون کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے ہین یعنے زخرف وغرور کی طرف کافر لوگون کے دل مائل ہون یتصغی مین لام امر نہین ہو بلکہ لام کی ہو۔ اور مفسر رح نے جو غرورا پر عطف قرار دیا وہ باعتبار معنی کے ہو یعنی لیغروہم ولتصغی یعنی زخرف القول کی وحی کرتے ہین تاکہ مغرور ہون اور تاکہ جھکین اُسکی طرف وَلِیَرْضَوْهُ اور تاکہ اس زخرف القول کو گوش دل سے سُنکر اپنے واسطے پسند کرین وَلِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ابن عباس نے فرمایا اور تاکہ کماوین جو کچھ وہ کما رہے ہین یعنی کفار جو گناہ سمیٹ رہے ہین وہ بھرپیٹ خوب کماوین تاکہ آخر قیامت مین جسپر ایمان نہین رکھتے ہین پورا عذاب پاوین۔ ابو حیان رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ان باتون مین ترتیب نہایت فصاحت کے ساتھ ہو کہ پہلے تو شیاطین کی طرف سے غرور و فریب ہوا جسکو کافرون نے گوش دل سے سُنکر میل کیا پس اپنے حق مین اُسکو پسند کیا پھر اسی کے موافق بداعمالیان کمانے لگے

اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ
اب سوائے اللہ کے کسی اور کو منصف کرون اور اُسی نے تمکو یہ کتاب بھیجی واضح اور جنکو ہمنے کتاب دی وہ سمجھتے ہین کہ یہ
مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ
نازل ہوئی ہو تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تو مت ہو جیو شک لانیوالا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہو اور انصاف کی کوئی بدلنے والا
لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝
نہین اُسکے کلام کو اور وہی ہو سنتا جانتا

مشرکون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ اپنے و انکے درمیان کسی کو حکم بناوین تو نازل ہوا اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا یعنی بھلا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کو قاضی و حاکم بناؤن کہ وہ میرے تمہارے درمیان مین حکم ہو حالانکہ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ وہی پاک پروردگار ہو جسنے تمہاری طرف قرآن نازل کیا مُفَصَّلًا اس حالت پر کہ وہ قرآن مفصل ہو یعنے اسمین حق کو باطل سے جدا کرکے بیان کیا گیا ہو۔ یہ استفہام توبیخی انکاری ہو یعنے ای مشرکو تمپر ملامت ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کو حکم بناتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دنیا مین قاضی و حاکم کیون شرع مین جائز ہین اور نیز اللہ تعالیٰ کے قاضی بنانے سے فیصلہ کیونکر معلوم ہوگا۔ تو جواب یہ ہو کہ جملہ وہو الذی انزل اسی وہم کا رد ہو یعنے اُسنے کتاب مفصل اُتاردی جسمین باطل و حق کو جدا و تمیز کردیا پس حکم الٰہی میرے تمہارے معاملہ مین اس کتاب سے ثابت ہو۔ اللہ کو قاضی بنانے کے یہ معنی ہین کہ قرآن مجید سے سمجھکر ہر معاملہ کا حکم بتاوے نہ آنکہ اپنی راے سے بتاوے ورنہ حکم حق نہوگا اور یہی دلیل ہو کہ قاضی ضرور ہو کہ احکام قرآن کو جانتا ہو۔ اور دلیل ہو کہ مدعی و مدعا علیہ اگر کسی عالم فقیہ سے اپنے مقدمہ مین حکم الٰہی حاصل کرین تو جائز ہو بلکہ یہی صواب ہو کہ مسلمان اس زمانہ مین اسی طرح فیصلہ کرلین تاکہ اپنے معاملہ مین حکم حق حاصل کرین اور کچہریون مین زحمتین نہ اُٹھاوین۔ فافہم۔ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الف لام عہد کا ہو اور مراد توریت ہو لہذا مفسر رح نے کہا کہ معنی آنکہ اور جن لوگون کو ہمنے دی کتاب ای توریت مانند عبداللہ بن سلام و انکے ساتھیون کے یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ اکثر کی قراءۃ منزل از انزال اور ابن عامر و حفص کی قراءۃ مین تنزیل سے بتشدید ہو فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ امترا بمعنی شک مین ہونا۔ یعنی تو شک والون مین سے

Marfat.com

ست ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نزول وحی خود تھا پس انکو تو اسمین شک نہین تھا اور یہ ظاہر ہی لہذا مراد اس سے کافروں مین [illegible]
کہ قرآن مجید حق ہی اور زمخشری وغیرہ نے یہ اختیار کیا کہ معنی یہ ہین کہ تو اس بات مین شک کرنے والا مت ہو کہ اہل کتاب جانتے [illegible]
قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ ارجح ہی اسواسطے کہ سورہ مکیہ ہی اور عبد اللہ بن سلام کا ایمان مدینہ مین واقع ہوا [illegible]
مراد آیت سے یہ ہی کہ اہل کتاب کو قرآن حق ہونیکا علم ہی پس اگر جہال مکہ اسکو نہ مانین تو تجھکو غم نہونا چاہیے اور یہ اخبار از غیب ہی۔ فافہم
بالجملہ تجھکو شک نہ کرنا چاہیے اس امر مین کہ اہل کتاب تیری نبوت اور قرآن کی حقیقت کو اپنی کتابون سے بخوبی جانتے ہین وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
کلمہ سے مراد احکام شرع و وعدہ و وعیدین اور یہ مومنون پر فضل ہی کہ قرآن مین انکی تکمیل ہوئی ہی یعنی پورا ہوا کلمہ تیرے پروردگار کا صِدْقًا
وَّعَدْلًا از راہ صدق و عدل کے۔ یہ تمیز محول از فاعل ہی یا حال ہی یعنی کوئی اسمین سے کچھ تبدیل نہین کر سکتا چنانچہ فرمایا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ
یعنی کوئی چیز ایسی نہین کہ ان احکام کو تبدیل کرے یا اُسکے وعدہ و وعید مین خلاف ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ احکام شرع مین زمانہ کی گردش سے
کوئی تبدیل نہین ہوسکتی ہی اور جو شخص تبدیل کو جائز سمجھے وہ کافر گمراہ ہی جیسے اس زمانہ مین بعضے ملحد مبتدع کہتے ہین۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید
عذاب مین بھی خلاف نہوگا بلکہ جسکو جسطرح وعید ہوئی ہی ویسا ہی واقع ہوگا مگر اشاعرہ خلف الوعید کو بنظر کرم جائز سمجھتے ہین وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
یعنی ہر قول کا سننے والا اور ہر فعل کا جاننے والا ہی اُسپر کچھ پوشیدہ نہین پس جو کوئی جیسا کریگا اُسکی جزا و سزا پاویگا ف بعض نے کہا کہ قولہ
تمت کلمۃ ربک مین کلمہ سے مراد قرآن ہی اور حاصل آنکہ جیسے توریت وغیرہ مین لوگون نے تحریف کی ویسے قرآن مجید کی تحریف پر کوئی قادر نہوگا
پس اس سے نکلا کہ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہیگا جب تک کہ اللہ تعالے لیجاوے اور تمام کے معنی یہ کہ انتہا پر پہونچا اور حضرت انس رضی سے روایت
ہے کہ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہی۔ رواہ ابن النجار و ابن مردویہ عنہ مرفوعًا۔ عامر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم مسجد الحرام مین داخل
ہوے اور بتون کو مارتے اور توڑتے اور باہر پھنکواتے جاتے اور زبان سے پڑھتے جاتے وتمت کلمۃ ربک صدقًا وعدلًا الآیۃ۔ قولہ
صدقًا وعدلًا بعض مفسرین نے مانند شیخ ابن جریر اور شیخ عکبری رح کے اسکو تمیز قرار دیا اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ صواب نہین کیونکہ اسمین ابہام نہین ہی
اور مترجم کہتا ہی کہ یہ وہم ہی کیونکہ تمام ہونے مین تمامیت باعتبار تکمیل افادہ وغیرہ امور کے ہوسکتی ہی پس صدق و عدل سے مراد ہونا تمیز
کردیا گو ابن عطیہ نے اسکو حال کہا یا مفعول لہ کا اعراب بیان کیا قتادہ رح نے کہا کہ صدق ان کلمات مین جنمین وعدہ و وعید ہی اور عدل ان کلمات مین جنمین حکم ہی اور بعض نے
کہا کہ ہر وعدہ و وعید و احکام سب صدق و عدل سے ہین نیز وعدہ و وعید و احکام و اگلی اُمتونکے اخبار اور آئندہ قیامت تک ہونیوالے امور کے اخبار وغیرہ جملہ امور
جنکی خبر قرآن مجید مین ہی سب صدق و عدل ہین اور یہ اولیٰ ہی باعتبار عموم کے فافہم قولہ لا مبدل لکلماتہ امام محمد بن کعب سے مروی ہی کہ جو کچھ امر دنیا و آخرت مین فرمایا
اُسمین کسی بندے سے تبدیل نہین ہی اسمین دلیل ہی کہ جو دوزخی ہوا وہ جنتی نہین ہوسکتا اور جو جنتی ہوا ہی وہ دوزخی نہین ہوسکتا اور یہی متواتر اخبار صحیح و آیات کریمہ سے ثابت
اور یہی اہل سنت کا اعتقاد ہی فاحفظہ ف فی العرائس وتمت کلمۃ ربک الآیۃ اوتعالیٰ نے اپنے سابق کلمات قدیم سے خبر دی جو کلام نفسی ہین جنمین خود بخود
در ذات خود کلام فرمایا پس جو اہل معرفت توحید بندون کے حق مین قبل اُنکے وجود کے اور قبل اُنکی نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کرنیکے بدون کسی علت و سبب کے ازل [illegible]
اُنکے وجود کے اُنکے حق مین محض فضل و کرم سے انعام و اکرام مقدر فرمایا ہی اسمین تبدیل کسی فعل و حرکت سے نہین ہوسکتی ہی اور جو اسکی مشیت ہی وہ عین صدق
وعدل ہی پس اہل توحید و عرفان کے حق مین حسن قبول اُسکی مشیت و احسان و فضل ہی اور تعالیٰ قادر مختار ہی جو چاہے کرے کسی بندہ کو یہ تاب
مخلوق ہی دم مارنے کی مجال نہین ہی اور تمام ہونا کلمات کا یہ بھی ہی کہ لطف عنایت سے بدون بندون کی طرف سے کسی علت کے
انکو انعام و اکرام سے قطعًا سرفراز کیا اور جو وعدہ فرمایا وہ ضرور واقع ہونیوالا ہی۔ اور قولہ لا مبدل لکلماتہ سے واضح ہی کہ

اہل ہدایت پر جو سابقہ رحمت ہے اسکو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اور مور د امتحان انکو مردود نہیں کر سکتے جیسے مردود کو ظاہری افعال مقبول
نہیں کر سکتے ہیں بعض نے قولہ صدقا و عدلا کی تفسیر میں کہا کہ صدق ہے مومنین کے لیئے کہ انکو جو دیا سب فضل ہے اور عدل ہے کافرون پر کہ
میزان عدل میں ہلاک ہوے اور پورے نہ اُترے

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہین خیال پر اور سب اٹکل دوڑاتے ہین

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

تیرا رب ہے خوب جانتا جو بہکتا ہے اُسکی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے جو اُسکی راہ پر ہین سو تم کھاؤ اُسمین سے جسپر نام لیا اللہ کا اگر تمکو

بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ

اُسکے حکم پر یقین ہے اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُسمین سے جن پر نام لیا اللہ کا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہے مگر جسوقت ناچار ہو

اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝

اُسکی طرف سے اور بہت لوگ بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے جو لوگ حد سے بڑھتے ہین

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اکثر سے مراد کفار ہین کیونکہ وہی بہت ہین اور اہل ایمان تھوڑے ہین اور بعض نے کہا کہ ارض سے مراد مکہ ہے یعنے مکہ والون مین سے اکثر لوگون کے اور وہ اسوقت کفار تھے اگر تو اطاعت کریگا تو يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تجھکو دین الٰہی سے بہکا دینگے یعنی ایسی باتین وہم و شیطان کی بتلا دینگے جنکے ماننے سے غضب الٰہی ہوتا ہے اور اللہ تعالی مقہور کرکے اسکو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے اور یہ شرط ہے مقتضی وقوع نہین بلکہ امت کو تعلیم ہے کہ اہل مکہ یا کفار کے باتون پر نہ رہین اور حق سے تجاوز نہ کرین اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ مروی ہے کہ بارہ مین مکہ کے کفار نے جھگڑا کیا اور کہا کہ جو اللہ تعالی نے مار ڈالا وہ بہ نسبت لوگون کے مارے ہوے جانور کے بدرجہ اولی کھانا چاہئے تو فرمایا کہ ان یتبعون الا الظن یعنی تیرے ساتھ مجادلہ کرنے مین یہ لوگ نہین پیروی کرتے مگر اپنے وہم و گمان کی جسکی کچھ اصل نہین اور ایسے ہی بتون کے بارہ مین انکو مستحق عبادت خیال کرتے ہین اور مانند اسکے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ خرص دراصل اندازہ کرنے کو کہتے ہین جسمین تحقیقی بات معلوم نہو جیسے درخت کے پھل اندازہ کرنے کو خرص بولتے ہین پس حاصل آنکہ حالت انکی یہ ہے کہ تحقیقی بات کو نہین مانتے اور اپنے اندازہ تخمینہ پر چلتے ہین جہان خرص جائز نہین ہے پس خارص اپنی خرص کو تحقیق کہے تو جھوٹا ہے لہذا مفسر رح نے کذب سے تفسیر کی جیسا کہ بعض سلف سے مروی ہے یعنے نہین یہ لوگ مگر آنکہ جھوٹ بولتے ہین۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ واضح ہو کہ اعلم صیغہ اسم تفضیل ہے اور وہ اسم ظاہر کو نصب نہین دیتا لہذا من اس سے منصوب نہین ہو سکتا تو بعض نے کہا کہ مَنْ مقدر بہ بار ہے اور بعض نے کہا کہ منصوب بفعل یعلم ہے جسکی جگہ اسم تفضیل آیا ہے اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ اعلم بمعنی عالم ہے کیونکہ اللہ تعالی کی راہ سے گمراہ مرنے والے کو سوائے اسکے کوئی نہین جانتا ہے وہی عالم ہے اور بعض نے کہا کہ اسم تفضیل بھی کبھی اسم ظاہر کو نصب دیتا ہے اور بیضاوی رح نے کہا کہ منصوب بفعل مقدر ہے جسپر اعلم دلالت کرتا ہے اور نیز کہا کہ اعلم بمعنی اسم تفضیل اس معنی مین کہ اوتعالے کا علم محیط و کثیر ہے ان وجوہ کو جنسے علم کا متعلق ہونا ممکن ہے اور نیز لازمی ہے اور نیز علم الٰہی بالذات ہے وہ بالغیر حاصل آنکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے ہر ایسے شخص کو جو اسکے دین سے گمراہ ہو وهو اعلم بالمهتدين اور وہی خوب جانتا ہے ہدایت و طاعت پر چلنے والون کو پس دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا بدلا ثواب یا عذاب دیگا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ای ذبح علی اسمہ

Marfat.com

سو کھایا کرو اُمین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو حلال جانورون مین سے یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو
جواب شرط مقدر ہی۔ کما قال الزمخشری یا عطف بر محذوف ہی کما قال الواحدی اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ شرط یعنی پس ایمان
شرایع الٰہی پر چلنے کے لیئے آمادہ کیا ہی پس یہ خطاب ہی مسلمانون کو اور بعض نے مشرکون کی طرف خطاب قرار دیا یعنی آنکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ
حلال کیا اسکو حلال جانو اور جو حرام کیا حرام جانو اور اسی پر عمل کرو اور مردار وغیرہ کو چھوڑ دو لیکن اول ارجح ہی مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ
اللّٰهِ عَلَيْهِ استفہام انکاری ہی یعنی کون مانع ہی تمکو اس سے کہ نہ کھاؤ اُس ذبیحہ کو جسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہوا بعد ازانکہ تمکو اسکے کھانے کی
اجازت دیدی وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ابن کثیر و ابوعمرو و ابن عامر نے فصل بصیغہ مجہول پڑھا اور باقیون نے بصیغہ معروف
پڑھا حفص نے حرم بربناء فاعل یعنی بصیغہ معروف پڑھا اور باقیون نے بصیغہ مجہول پڑھا ہی والمعنی حال یہ کہ تفصیل کیا تمھارے واسطے
جو تمپر حرام ہوا ہی **قال المفسر** یعنے قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ مین تمپر محرمات طعام مفصل بیان کر دیے ہین اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سوائے
اسکے جسکی طرف تم مضطر ہوا ان محرمات سے تو اس حال اضطرار مین وہ بھی تمپر حلال ہی۔ المعنی کوئی مانع نہین تمکو کھانے اس چیز سے جسپر اللہ تعالیٰ
کا نام مذکور ہوا اور حال یہ کہ جنکا کھانا حرام ہی وہ تمکو مفصل بتلا دیے اور بنام الٰہی ذبیحہ ان محرمات مین سے نہین ہی واضح ہو کہ استثناء منقطع ہی
جیسا کہ تفتازانی رح نے کہا اور اعراب القرآن ابو البقاء مین ہی کہ ازراہ معنی استثناء متصل ہی کیونکہ انکو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیے ہوے کے
کھانے کو ترک کرنے پر توبیخ کی اور یہ متضمن ہی مطلقاً اباحت پر۔ حاصل آنکہ جنس سے استثناء ہی اور بعض نے کلام کیا کہ اس صورت مین ظرف
عام مقدر سے استثناء ہوا تو مفرغ ہوا متصل نہوا پھر واضح ہو کہ اس مقام مین اشکال ہی جو امام رازی نے تفسیر کبیر مین وارد کیا بایں طور کہ یہ سورہ
انعام تو مکیہ ہی پس نزول اسکا سورۂ مائدہ مدینہ سے پہلے ہوا خصوص جب کہ سورۂ مائدہ کی نسبت آیا ہی کہ وہ قرآن کی سورتون مین سے سب سے
آخر نازل ہوئی ہی اور قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ اسی سورۂ مائدہ مین ہی پس یہان جو قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم سے حوالہ دیا یا اس آیت پر جو پیچھے
نازل ہوئی کیونکر صادق ہوگا کیونکہ جسپر حوالہ ہی اسکا مقدم ہونا لازم ہی۔ پھر امام رازی نے جواب دیا کہ جس آیت پر حوالہ ہی وہ قولہ قل لا اجد فیما اوحی
الی محرما الآیۃ ہی جو کچھ پیچھے مذکور ہی۔ اور دیگر علماء مفسرین نے یہ جواب دیا کہ علم الٰہی ہر موجود و ہونے والے سب کو محیط ہی اور علم الٰہی مین موجود
تھا کہ ترتیب قرآن مجید مین جو محفوظ بحفظ الٰہی ہی سورۂ انعام پر سورۂ مائدہ مقدم ہوگی اگرچہ نزول مین مقدم ہووے پس بایں معنی یہ حوالہ بہت خوب ہی
**مترجم** کہتا ہی کہ بنا برین ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن مجید بتوفیق الٰہی عزوجل ہی اور کیون نہین کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مصرح اس کتاب مجید کی حفاظت
کا وعدہ فرمایا ہی۔ فانہم وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآىِٕهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یضلون مین دو قراءۃ ہین بفتح یا از باب ثلاثی مجرد اور بضم یا از باب
افعال۔ اور مراد ان سے مشرکین عرب ہین جیسا کہ سعید بن جبیر رح وغیرہ سے مروی ہی المعنی البتہ بہت سے یعنی مشرکین گمراہ ہوتے یا گمراہ کرتے
ہین اپنی خواہش نفسانی سے بدون کسی علم کے جسپر وہ اعتماد کرتے ہون اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ اعتدا یعنی تجاوز کرنا یعنی
تیرا پروردگار جانتا ہی اُن لوگون کو جو تجاوز کرتے ہین حلال سے حرام کی طرف یعنی گناہ کرتے ہین پس انکو سزا دیگا **فی العرائس**
قولہ تعالیٰ وان کثیر الیضلون باہوائہم اسی مین وہ لوگ بھی شامل ہین جو ضلالت و بدعت کی طرف بلاتے ہین پھر جب وہ لوگ اپنی فضیحت
ہونے کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ سچے اہل ارادت بھی انھین کے مثل ہو جاوین پس شہوتون کا راستہ انکو بتاتے ہین اور اسکی خوبیان بیان کرتے
ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگون کو بیان فرمایا بقولہ اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ اور ریا سو جہ سے ہی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ
عزوجل کی معرفت سے جاہل ہین اور اسکے علم سے جو تمام موجود ظاہر و باطن کی ماہیت و حقیقت کو شامل ہی غافل ہین شیخ فرماتے

Marfat.com

اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ لوگ اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہین اور کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم کو چھوڑتے ہین ٭

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝

اور چھوڑو کھلا گناہ اور چھپا جو لوگ گناہ کماتے ہین سزا پاوینگے اپنے کیے کی

وَذَرُوْا امر و ترک وا اور چھوڑ دو تم لوگ ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ علانیہ و پوشیدہ گناہ بعض نے کہا کہ گناہ زنا اور بعض نے کہا کہ ہر گناہ۔ اول تو مجاہدؒ سے مروی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ نیت بد وہ پوشیدہ گناہ ہے۔ اور قتادہؒ نے ظاہر یعنے علانیہ و پوشیدہ و قلیل و کثیر سے تفسیر کی سُدی نے کہا کہ ظاہر الاثم رنڈیون سے زنا کرنا۔ اور باطن الاثم وہ آشنائی کر کے زناکاری ہے۔ عکرمہؒ نے کہا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا بیٹے کی منکوحہ سے نکاح کرنا۔ اور صحیح یہ ہے کہ آیت کریمہ سب کو شامل ہے اور نیز دیگر گناہ ظاہر و باطن سے ممانعت ہے پس ظاہر وہ جو اعضاء و جوارح سے ظاہر مین محسوس ہو اور باطن وہ جو ظاہر نہو پس حسد و غرور و عجب و خودنمائی اور مسلمانون کی بدی سوچنا وغیرہ سب داخل ہین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اثم کیا ہے فرمایا کہ اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو برا جانے کہ لوگ اُسپر مطلع ہون۔ رواہ ابن ابی حاتم وغیرہ بسند صحیح پھر گناہ سمیٹنے والون کو وعید شدید فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ کسب یعنی کمانا اور بندہ گناہ کو پیدا کرنیوالا نہین بلکہ کمانیوالا ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے یعنی جو لوگ گناہ کماتے ہین سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ اقتراف یعنی اکتساب یعنی عنقریب آخرت مین جزا دیے جاوینگے بدلے اُس چیز کے جسکو کمایا کرتے تھے **ف**

**فی العرائس** قولہ و ذروا ظاہر الاثم الآیۃ۔ ظاہری گناہ وہ ہے جسکی مذمت ثابت از ظاہر قرآن و حدیث ہے اور باطن الاثم وہ جسکی مذمت باطن قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ **قال المترجم** بنا برین تمام عیوب نفس و ریا و خطرات شیطانی و نہایت باریک باتین کہ جب کھلجاوین تو بڑا گناہ معلوم ہوتی ہین سب کو شامل ہے اور یہی کمال تقویٰ ہے اور حدیث صحیح مین جو آیا کہ آدمی مین شیطان ایسی جگہ گھسا ہوا رواں ہے جہان خون رواں ہے تو اسمین ان باطن کے عیوب نفس و خطرات کی طرف خیال رکھنے اور اپنے کو درست رکھنے کا صریح اشارہ ہے۔ فافہم۔ نیز ظاہر الاثم وہ ہے جسکے ساتھ عقول نورانی موافق نہون اور باطن الاثم جنکے ساتھ قلوب صافی موافق نہون اور نیز ظاہر الاثم وہ جو اعضا کو راہ سنت سے کج کرین اور باطن الاثم جو دلون کو مشاہدہ سے تشویش مین ڈالین۔ نیز ظاہر الاثم اس دنیا کی محبت ہے و باطن الاثم جاہ و مرتبہ کی خواہش ہے۔ نیز ظاہر الاثم وہ اعمال نیک جو تجھے مغرور کرین اور باطن الاثم وہ احوال جنکی لذت مین تجھکو سکون ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ظاہر الاثم اپنے افعال پر نظر ہے اور باطن الاثم ان افعال پر باطن مین تسکین ہے سہلؒ نے کہا کہ حکم فرمایا ہے کہ اعضاء ظاہر سے نافرمانی اور دل سے انکی محبت چھوڑ دو شبلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ظاہری گناہ تو غفلت ہے اور باطنی گناہ یہ کہ سابق تقدیر پر نظر رکھنے سے نسیان ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ باطنی گناہ وہ عقیدے پوشیدہ ہین جو دل مین متردد ہون اور نگاہ باطن کے اندر جو رہون

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ

اور اسمین سے مت کھاؤ جسپر نام نہین لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہے اور شیطان دل مین ڈالتے ہین اپنے رفیقون کے کہ تسے جھگڑا کرین

ع 14 11 وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝

اور اگر تم نے اُنکا کہا مانا تو تم مشرک ہوے

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ واضح ہو

کہ اس بات مین اتفاق ہو کہ ما موصولہ سے جانور مراد ہین اور جانور ہین سے بھی وہ جانور جنکا کھانا حلال ہو لیکن اگر ... نہین ذکر کیا گیا تو مت کھاؤ۔ پھر ذکر نہ کیے جانے کی کئی صورتین ہو سکتی ہین ایک یہ کہ خود اپنی موت سے مرگیا ذبح نہین کیا گیا ... ذبح کیا گیا تو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا پس اسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہوا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے ذبح کیا مگر عمداً تسمیہ بسم اللہ نہ پڑھی یا بھول گیا۔ ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ آیت دربارۂ مردار جانورون کے ہے اور جو اسکے معنی مین ہو مانند منخنقہ وغیرہ کے جنکا ... وارد ہوئی ہے۔ عطارؒ نے کہا کہ ذبائح کی تحریم مین ہے کہ مشرکین اپنے بتون کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ **مفسر سیوطی**ؒ نے آیت کو اسی پر محمول کیا یعنی یہ آیت مخصوص ہے ایسے جانورون کے حق مین جو خود بخود مر گئے ہون یا کسی بت وغیرہ کے نام پر ذبح ہوئے ہون اور دلیل یہ کہا کہ اگر ایسا نہووے تو جو جانور کوئی مسلمان ذبح کرے اگرچہ عمداً اسپر تسمیہ نہ کہے وہ بنا بر قول شافعیؒ کے حلال ہوتا ہے **مترجم** کہتا ہے کہ یہ طریقہ دلیل خلاف کا جس سے کچھ کی تخصیص ثابت کیجاوے عجیب ہے کیونکہ مذہب شافعیؒ مین اگر اجتہاد سے کوئی بات قرار پائی وہ مخصص نہین ہو سکتی بلکہ دلیل شرعی لانی چاہیے ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسلمان نے اگر عمداً تسمیہ چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہین بلکہ مردار ہو گیا اور تفصیل یہ ہے کہ ائمہ علماء رحمہم اللہ کے اس مسئلہ مین تین قول ہین بعد ازانکہ سب کا اجماع ہو گیا کہ جو حلال جانور زمین سے خود بخود مر گیا وہ مردار قطعاً حرام ہے اور کلام ذبیحہ مین ہے پس اگر ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام عمداً ذکر کیا تو بالاجماع حرام ہے اور اگر کسی کا نام ذکر نہین کیا تو ایک جماعت علماء کا قول ہے کہ جو ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالیٰ کا نام نہین ذکر کیا گیا یعنی کوئی نام نہین لیا گیا تو وہ مردار و حرام ہے خواہ عمداً اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا ہو یا سہو سے نہ لیا ہو اور یہی نافع مولیٰ ابن عمرؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ و عامر الشعبی و محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے مروی ہے اور ایک روایت از امام مالک۔ اور قوی روایت از امام احمد ہے اور یہی ابو ثور و داؤد ظاہری نے اختیار کیا اور یہی مختار ابو الفتوح محمد بن محمد الطائی الشافعیؒ کا ہے اور دلیل اسکی یہی ظاہر آیت اور قولہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ اور بیان قولہ تعالےٰ وانہ لفسق سے اور تاکید ہو گئی اور نیز احادیث صحیحین وغیرہ جنمین حکم تسمیہ مذکور ہے نیز حجت ہین اور وہ بہت ہین اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ کچھ لوگون نے کہا یا رسول اللہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہین ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ اسپر اسم اللہ تعالیٰ ذکر کیا گیا ہے یا نہین۔ تو فرمایا کہ اسپر اللہ تعالےٰ کا نام ذکر کرو اور کھاؤ۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ ان لوگون کو کفر چھوڑے ہوئے تھوڑا زمانہ گزرا تھا۔ رواہ البخاری

**قال الحافظ العماد** اس سے دلالت اسطرح ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا تھا کہ تسمیہ کہنا ایک امر لابدی ہے اور خوف کیا کہ شاید ذبح کرنے والون نے بسبب اسکے کہ مسلمان ہوئے تھوڑے دن ہوئے ہین تسمیہ چھوڑ دیا ہو پس حضرت صلعم نے کھانے کے وقت تسمیہ کہنے کا احتیاطاً حکم دیدیا تاکہ اگر ترک ہوئی ہو تو اس سے عوض کے مانند ہو جاوے اور مسلمانون کے احکام کو نیک گمان پر جاری رکھنے کا حکم دیا واللہ اعلم۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ اسلام شرط ہے تسمیہ کچھ شرط نہین ہے بلکہ مستحب ہے پس اگر عمداً یا بھولے سے چھوڑ دی تو کچھ مضر نہین ہے اور یہ امام شافعی و جمہور اصحاب شافعی کا مذہب ہے اور یہ حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے قولہ وانہ لفسق کو محمول کیا اس امر پر کہ وہ غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس طرح ذبح ہوا ہو کہ اسپر نام الٰہی ذکر نہوا ہو بمانند قولہ تعالےٰ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ پس فسق سے مراد وہ مذبوحہ ہے جو اسپر غیر اللہ تعالیٰ کا نام ... **شیخ ابن کثیر**ؒ نے اسکو قوی کہا اور رد کر کیا کہ ابن جریرؒ نے عطاءؒ سے نقل کیا کہ آیت مین ممانعت ہے اُن ذبائح کے کھانے سے جو قریش بتون کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ممانعت ہے مجوس کے ذبائح سے **مترجم** کہتا ہے کہ یہان سے ظاہر ہوا کہ حجت تخصیص آیت کی بنا مذہب شافعیؒ کے یہ ہے جو مذکور ہوئی اور **مفسر سیوطی** رحمہ اللہ کو خود یہ حجت معلوم تھی چنانچہ مقدمہ اتقان مین ...

Marfat.com

اور اسطرح ذکر کی کہ قولہ وانہ لفسق یعنی واو حالیہ ہے اور لاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ حال کو نہ فسقا۔ اور وہ فسق نہوگا جب تک کہ اہل لغیر اللہ تعالیٰ نہو بدلیل قولہ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ۔ پھر فخر رازی نے دعوی کیا کہ یہی متعین ہے یعنی واو یہان حالیہ ہی ہوسکتا ہی عاطفہ نہیں ہوسکتا ورنہ عطف جملہ اسمیہ خبریہ کا جملہ فعلیہ طلبیہ پر لازم آویگا اور یہ ممنوع ہی **قال المترجم** فخر رازی نے امام شافعیؒ کے استدلال پر اکتفا نہ کیا اور خود ایک طومار نکالا جیسا کہ مذکور ہوا لیکن یہ ٹھیک نہیں ہی چنانچہ شیخ حافظ العمادؒ نے اسکو رد کر دیا اسطرح کہ قولہ تعالیٰ وان الشیاطین لیوحون الخ سے فخر رازی کے اوپر خود نقض وارد ہوتا ہی کیونکہ یہ واو خواہ مخواہ عاطفہ ہی پس جس واو کے حالیہ ہونے کا مدعی ہو اگر صحیح ہو تو اس جملہ کا عطف جملہ ماقبل پر ممتنع ہوگا پس اگر جملہ طلبیہ پر عطف کیا جاوے تو جو اسنے امتناع وارد کیا ہی وہ خود اسپر وارد ہوتا ہی اور اگر واو کو حالیہ نہ لیوے تو جو کچھ اُسنے دعوی کیا ہی وہ سرے سے باطل ہوگیا واللہ اعلم اور صلت السدیؒ وسی سے جو مرفوعا روایت ہی کہ مسلمان کا ذبیحہ حلال ہی خواہ نام الٰہی ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ تو یہ مرسل ہی اور شافعیہ کے نزدیک مراسیل مالک وزہری کے سوائے حجت نہیں مگر آنکہ مذہب ابن عباس بھی مروی ہی جو اُسکا مقوی ہی اور حنفیہ اسمین تاویل کرینگے۔ اور بیہقی نے حدیث عائشہؓ مذکورہ بالا سے حجت پکڑی کہ تسمیہ شرط ہوتا تو آپ نہ فرماتے کہ تم تسمیہ کہکر کھاؤ۔ مگر پوشیدہ نہیں کہ یہ حجت ضعیف ہی اسواسطے کہ مسلمان ذبح کرکے لانے والے پر گمان ترک تسمیہ کا خلاف ظاہر حال تھا لہذا احتیاطًا ایسا کہا جیسا کہ اشارہ اوپر مذکور ہوچکا فافہم واللہ اعلم اور ایک بڑی جماعت علمار نے کہا کہ اگر تسمیہ کہنا بھول گیا تو مضر نہیں اور اگر عمدًا چھوڑدی تو ذبیحہ حلال نہوگا اور یہی حضرت علی وابن عباس رضی اللہ عنہما وسعید بن المسیب وعطار وطاؤس وحسن بصری وابو مالک وعبدالرحمن بن ابی لیلی۔ وجعفر بن محمد وربیعہ بن عبدالرحمن سے حکایت کیا گیا پس روایات ابن عباس اس امر پر محمول ہونگی کہ تسمیہ ذکر کیا حالت یاد میں اور نہ ذکر کیا حالت فراموشی میں تاکہ ابن عباس کے اقوال مین اختلاف لازم نہ آوے اور یہی مشہور مذہب امام مالک واحمد بن حنبل کا اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ واُنکے اصحاب اور اسحاق بن راہویہ کا ہی۔ **قال الحافظ ابن الکثیرؒ** اور امام ابوالحسن مرغینانی نے ہدایہ مین نقل کیا کہ شافعیؒ سے پہلے علمار کا اجماع تھا کہ جو کوئی عمدًا تسمیہ چھوڑے اُسکا ذبیحہ حرام ہو اسیواسطے ابو یوسف ومشائخ نے کہا کہ اگر عمدًا تسمیہ چھوڑے ہوے ذبیحہ کے بیع جائز ہونے پر کوئی قاضی وحاکم حکم دیدے تو اُسکا حکم نافذ نہوگا کیونکہ محل مختلف فیہ قابل اعتبار نہین بلکہ اجماع معتبر ہی **قال الحافظ** لیکن مرغینانی کا یہ قول غریب ہی اور ہم پہلے لکھ چکے کہ شافعیؒ سے اگلون نے بھی خلاف کیا ہی واللہ اعلم **مترجم** کہتا ہی کہ اگلون سے جو خلاف مذکور ہوا وہ بدون انکے کلام کے ہی سوائے قول ابن عباسؓ کے پھر جب ابن عباسؓ سے متروک التسمیہ کے حرام ہونیکا مذہب نقل کیا گیا تو تناقض کر دینا خلاف اصل ہی پس دو قول ابن عباس کے بتاویل دونوں موافق ہین تو خلاف ابن عباس باقی نہین رہا اور علی ہذا دیگر علما کے قول مین یہی گمان ہی بالجملہ فقط نام ذکر کرنا مثبت خلاف نہین ہی۔ پھر ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جس شخص نے بھول کر تسمیہ چھوڑنے والے مسلمان کا ذبیحہ حرام کیا وہ اجماع حجت سے خارج ہی اور **حافظ ابن کثیرؒ** نے بعد کلام طویل کے بیان کیا کہ ابن جریر کے نزدیک ایک دو علمار کے خلاف سے اجماع مین خلل نہین آتا وہ اسکو اجماع ہی کہتے ہین پھر اس مذہب کی تقویت مین پیش کیا آیۃ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا الآیۃ۔ اور نیز وہ حدیث مشہور جسمین آنحضرت صلعم نے اپنی امت سے خطا واکراہ ونسیان مرفوع ہونے کو فرمایا ہی لیکن حنفیہؒ کے نزدیک جو امور شرعی ایسے ہین کہ جد وہزل سب طرح سے انکا حکم لازم ہوتا ہی مثل طلاق وعتاق وغیرہ کے انمین خطا ونسیان وغیرہ کا غیر موثر ہونا معتبر نہین بلکہ گناہ مرفوع ہوگا پس شاید کہ مقام ذبیحہ مین اسکا اعتبار ہو

بالجملہ جج تو یہ کافی ہین واللہ اعلم پھر مجاہدؒ وعامہ اہل علم کے نزدیک یہ آیت محکم ہو اسمین سے کچھ منسوخ نہین ہوا اور حسن بصری و عکرمہ وغیرہ
نے روایت کیا کہ اس سے طعام اہل کتاب مستثنیٰ ہوا اور ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو منسوخ کیا
یوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب الآیہ۔ پھر ابن جریرؒ نے فرمایا کہ تحریم مالم یذکر اسم اللہ علیہ۔ اور تحلیل طعام اہل کتاب مین
تعارض نہین اور یہی صواب ہو **قال الحافظ** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہو اور سلف مین سے جسنے نسخ کا لفظ کہا ہو اسکی مراد تخصیص ہے
واللہ اعلم بالجملہ معنی قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے یہ کہ مت کھاؤ اس چیزمین سے جسپر نہین مذکور ہوا نام اللہ تعالےٰ کا
وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ای وان الاکل منہ لخروج عما یحل۔ اور کھانا ایسی چیزمین سے البتہ باہر ہونا اس چیز سے جو حلال ہو وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ
لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ ای یوسوسون الی الکفار۔ اور شیاطین جو شیطان رجیم کے ذریات ہین وہ مع شیطان کے اپنے اولیار کو
یعنے کافرون کو وسوسہ دلاتے ہین علی ہذا شیطان سے مراد حقیقی شیطان ہین بعض نے کہا کہ وہ قسم جن ہین لیکن مرتے نہین ہین بخلاف جن
کے کہ انمین مسلمان بھی ہین کافر بھی ہین اور مرتے بھی ہین۔ بالجملہ شیاطین حقیقی مراد ہین اور وحی سے وسوسہ مراد ہو اور وسوسا انکا اگرچہ عام ہو
لیکن کافرون کی خصوصیت اسوجہ سے ہو کہ اہل ایمان انکے وسوسہ کو قبول نہین کرتے اور رد کر دیتے ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ
قبول کر لیتے ہین اور انھین پر خوب قابو پاتے ہین اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عکرمہؒ سے قصہ مختار بن ابی عبید ثقفی
مین روایت کیا ہو کہ ایک شخص نے آکر ابن عباسؓ سے کہا کہ مختار بن ابی عبید کو زعم ہو کہ آج کی رات مجھپر وحی ہوئی تو ابن عباس نے کہا کہ
ہان وہ سچا ہو تو اس شخص نے متنفر ہوکر کہا کہ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ سچا ہو تو ابن عباس نے فرمایا کہ وحی دو طرح کی ہو ایک وحی الٰہی بجانب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری وحی شیطان بجانب اپنے اولیار کے پھر پڑھا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم یعنی شیطان
اپنے دوستونکو گمراہی کی باتین القاء کرتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ شیاطین سے آدمیون کے شیطان مراد ہین اور وحی ایک تشبیہ کے طور پر ہو
یعنی ان شیاطین الانس یلقون الی اولیائہم اور ظاہر آنکہ دونون کو شامل ہو ایک کو حقیقۃً اور دوسرے کو حکماً تاکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے
حاصل آنکہ شیاطین اپنے ساتھ موالات رکھنے والونکو القاء کرتے ہین لِيُجَادِلُوْكُمْ تاکہ اولیار شیاطین مردار کھانے مین تمھاری ممانعت کو نہ مانین اور
تم سے جھگڑین وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اگر تم نے اس بارے مین انکی پیروی کی تو تم مشرک ہو۔ زجاج نے کہا کہ اسمین دلیل ہو
کہ جسنے اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حلال جانا یا حلال کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حرام جانا وہ کافر
مشرک ہو کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اسنے غیر کو اپنا حاکم بنایا عن ابن عباس جب نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ تو
فارس والون نے قریش کو کہلا بھیجا کہ محمد کو قائل کرو کہ جو جانور تم اپنے ہاتھ سے چھری سے ذبح کرو وہ حلال ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے
سونے کی تلوار سے قتل کیا یعنے مردار وہ حرام ہو تو نازل ہوا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم الآیۃ یعنی شیاطین فارس
کے اپنے اولیار قریش کو وحی کرتے ہین۔ رواہ الطبرانی۔ وعن ابن عباس فی قولہ وان الشیاطین لیوحون یعنی کہتے ہین کہ جو اللہ تعالیٰ نے
ذبح کیا وہ نہ کھاوین اور جو تمنے ذبح کیا وہ کھاوین تو نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وابن
ابی حاتم واسنادہ صحیح ورواہ ابن جریر من طرق عنہ اور ابن جریرؒ نے قصہ تحریر اہل فارس کو عکرمہ سے روایت کیا اور سدیؒ وغیرہ تابعین
نے مشرکون کا اعتراض مسلمانون پر ذکر کیا جیسا کہ فارس والون کا قریش کو بہکانا مذکور ہوا ہو مترجم کہتا ہو کہ ایسے ہی مشرکین و مسلمانون کا
جھگڑا دنیا کے حق مین ہو فلیتفکر واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **ف فی العرائس** قولہ تعالےٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوا کہ آدمیون سے ایک مخلوق ہے جو شیطانون کی طبیعت پر پیدا ہوے ہین۔ کما قال تعالیٰ شیاطین الانس والجن پھر شیطان الانس بہی وہ لوگ بہی داخل ہین جو سالوس و ناموس کے ساتھ روکھے خشک ہین آخرت کی طرف سے مگر لباس ظاہری سنوارے ہوئے اولیاء اللہ کے مراتب کے مدعی ہین انکے دلون مین شیطانی مزخرفات بہت بھرتے ہین اور الفاظ طامات وغرور سے اپنی بڑائی و تعلی بیان کرتے ہین اور جو شخص کہ حق و باطل مین تمیز نہین کرسکتا اسکے نزدیک عزت والے بنتے ہین۔ ابو عثمان مغربیؒ نے اس آیت مین کہا کہ شیاطین ایسے انسانون کی طرف جو مدعی بطّال ہین ایسی باتین القا کرتے ہین جس سے ایسے مریدون کی راہ مارین جو تحقیق پر چلتے تھے۔ پھر جب اوتعالےٰ عزّوجل نے ایسے لوگون کی مذمت بیان فرمائی جو دنیا کے بندے اپنے مالک خالق سبحانہ تعالےٰ سے غافل کفر و ظلمت مین پڑے تو اسکے بعد محبوب جنکو نور قدیم کے مکاشفہ مین لے لیا اور انواع معارف کے حجاب سے نکالکر عارف کیا انکی تعریف کی

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی اُسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہے لوگون مین برابر اُسکے کہ جسکا حال یہ ہے کہ اندھیرون مین پڑا وہانسے نکل نہین سکتا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ

اسی طرح بھلا دکھایا ہے کافرون کو جو کام کر رہے ہین اور یون ہی رکھے ہین ہمنے ہر بستی مین گنہگارون کے سردار کہ حیلہ لایا کرین وہان اور جو حیلہ کرتے ہین

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

سو اپنے اوپر اور نہین بوجھتے

ونزل فی ابی جہل وغیرہ یعنی نزول اس کلام کا ابوجہل وغیرہ کے حق مین ہوا اور مراد یہ کہ اس آیت مین جو بیان کیا گیا کہ تاریکی سے خارج نہین ہوا اور کفر و ضلالت مین پڑا ہے اس سے ابوجہل و اسکے مانند مراد ہین اور یہ غرض نہین کہ جسکو زندہ کر دیا نور سے وہ ابوجہل وغیرہ کے حق مین ہے اور تحقیق عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالےٰ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا بھلا وہ جو مردہ تھا بسبب کفر کے فَاَحْيَيْنٰهُ اُسکو ہمنے ہدایت سے زندہ کیا وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور اُسکے لیئے نور دیا کہ اسکے ساتھ لوگون مین پھرتا ہے یعنی بواسطہ اُس نور کے حق کو باطل سے تمیز دیکھتا ہے اور یہ نور ایمان ہے اور بعض نے کہا قرآن مجید ہے اور یہ سب صحیح ہے كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ مثل کا لفظ زائد ہے یعنی کمن ہو فی الظلمات کیا وہ مثل اُس شخص کے ہے کہ جو اندھیاری مین پڑا ہوا ہے اور بعض نے کہا کہ کمن شلہ مثل من فی الظلمات لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا کہ اندھیرے سے نکلا نہین اور وہ کافر ہے حاصل انکہ یہ استفہام انکاری ہے اور معنی یہ کہ بھلا جسکو ہمنے زندہ کرکے نور دیا وہ مثل اسکے ہے جو اندھیرے مین پڑا ہوا کفر مین اندھا ہے یعنی بھلا دونون یکسان ہین یعنی ہرگز ایسا نہین ہے اور تعالیٰ نے اس سے مومن و کافر کے مثل بیان فرمائی ہے اور معنی نور و ظلمت کے یہی روشنی و تاریکی ہے اور مثل کا حاصل ظاہر ہے کہ جو نور کے واسطے سے چلتا پھرتا ہے وہ ایسا نہین جو اندھیرے مین ٹاپتا پھرتا ہے اور مقصود یہ کہ جو نور ایمان و اسلام و قرآن سے منور ہوا وہ ایسا نہین جو کفر و ضلالت و جہالت مین پڑا ہے اور کلام مجید مین بہت ایمان و کفر کی مثل مین زندگی و موت سے اور نور و ظلمت سے اور بینائی اور اندھے پن سے اور سننے والے و بہرے سے مثل فرمائی۔ کما فی قولہ اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیۃ۔ وکما فی قولہ مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع ہل یستویان مثلاً الآیۃ۔ وکما فی قولہ تعالیٰ وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات الآیۃ۔ ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ مراد اس سے حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب ہین اور ابوجہل ملعون ہے۔ زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب کے

Marfat.com

حق مین اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی عکرمہؓ سے مروی ہو کہ عمار بن یاسرؓ اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی
کہا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفےٰ صلعم کے حق مین اور ابوجہل ملعون کے حق مین ہو شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ بعض نے
اسکا و شخص معین کے حق مین ہو چنانچہ جسکو زندہ کرکے نور دیا وہ عمر بن الخطاب ہین یا عمار بن یاسر ہین اور جو ظلمات مین پڑا
سے نکلا نہین وہ ابوجہل ملعون ہو۔ پھر کہا کہ صحیح یہ ہو کہ آیت عام ہو اسمین ہر مومن و کافر داخل ہو یعنے کوئی مومن ہو کسی کافر کے
نہین اور حاصل آنکہ مومن و کافر مین از راہ آخرت کے کچھ مساوات نہین ہو اور اسی کو اکثر مفسرین نے صحیح کہا ہو قال الرحیم
اگر نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ثابت ہو تو بھی اعتبار اُسکے عموم معنی کا ہو جس سے ثابت ہے کہ مومن و کافر یکسان نہین
کَذٰلِكَ اے کما زین للمؤمنین الایمان کذلک زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ من الکفر والمعاصی یعنی جیسے مومنون کی
نظر مین ایمان و طاعت خدا و رسول مزین کی گئی ہو ایسی ہی مزین کیئے گئے کافرون کے لیئے جو وہ کرتے ہین کفر و نافرمانیان و
گناہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر عمل کرنے والے پر تقدیر جاری ہو اور حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ ہر ایک پر وہ آسان ہو جسکے
واسطے وہ پیدا کیا گیا ہو وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا یعنے جیسے ہمنے مکہ والون مین سے فاسق انمین سے بڑے بڑون کو کر دیا ایسے ہی کر دیا ہم نے
فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا ہر قریہ مین اکابر مجرمین اُسکے کمالین مین کہا کہ اکابر مجرمیہا دونون مفعول جعلنا کے ہین اور اول پر دوم کو
مقدم کیا گیا قال الواحدی ای مجرمیہا اکابر۔ اور اکابر اسواسطے مجرم و فساق ہوئے کہ انمین وسعت و قوت ہونے سے مکر و کفر کی طرف
زیادہ داعی ہین۔ مروی ہو کہ ولید بن المغیرہ نے کہا کہ اگر نبوت سچ ہوتی تو مین ہوتا کیونکہ مجھمین بزرگی و مال زیادہ ہو اور یہ شخص بڑا سرکش تکبر کا تھا
لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا یعنے تاکہ ایمان لانے سے لوگون کو روکنے مین اس قریہ مین مکر کرین قریہ گاؤن و شہر و آبادی کے معنی مین آتا ہو۔ ابو
عبیدہؒ نے کہا کہ مکر بمعنی فریب و دھوکا و غدر و حیلہ و فجور بعض نے زیادہ کیا اور غیبت و چغلی و جھوٹی قسمین و باطل کا رواج دینا قال الحافظ
مراد مکر سے یہان گمراہی کی طرف باطل اقوال و افعال سے بلانا۔ ابن ابی حاتم نے بعض علماء سے روایت کی کہ قرآن مین جہان مکر کا
لفظ ہو وہ عمل ہو حاصل آنکہ ہمنے مکہ کے فاسقون کے مانند سابق امتون مین بھی ہر قریہ کے ایسے لوگون کو فاسق بنایا تاکہ مکر کو پورا کرین
وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ حالانکہ اپنی ہی جان کے ساتھ مکر کرتے ہین کیونکہ وبال اُسکا انھین کی جانون پر ہو پس وہ اپنی ہی جانون پر
مکر کرتے ہین وَمَا يَشْعُرُوْنَ بذلک۔ اور اس سے اُنکو شعور نہین ہوتا اسمین تاکید بلیغ ہو یعنے یہ بات اگرچہ ایسی ظاہر ہو کہ حواس و شعور سے
دریافت کرنے کی ہو مگر اُسکو بھی نہین سمجھتے ف فی العرائس قولہ تعالےٰ اومن کان میتا الآیۃ یعنے جو مردہ تھا عدم مین ہمنے اسکو
نور قدم سے زندہ کیا نیز جو مجاہدات سے مردہ تھا اسکو روح مجاہدہ سے زندہ کیا نیز جو شہوات نفس مین مردہ تھا اسکو صفاء قلب
سے زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا بسبب اسکے کہ مخلوق کی طرف نظر رکھتا تھا یا اپنی خلقت مین پڑا ہوا تھا پھر ہمنے اسکو حقیقت دکھلا کر
زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا اسوجہ سے کہ ثواب اعمال پر نظر رکھتا تھا پھر ہمنے اسکو یہ دکھلا کر کہ انجام کار رواج بجانب خالق عز و جل ہے
زندہ کیا اور اسکے واسطے ایک نور دیدیا کہ جسکے ساتھ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہو یعنے اسکو نور فراست دیدیا کہ اس سے لوگون کے
قلوب سے وقوف پاتا ہو اور نیز اسکو انوار غیب سے لباس دیا کہ لوگون کے درمیان چراغ روشن ہو گیا کہ ہدایت [illegible]
مین سے نکالتا ہو۔ اور نیز اسکی روح کو لباس مشاہدہ پہنایا اور اُسکی عقل کو نور آیات دکھلایا اور قلب کو نور صفات [illegible]
کو نور ذات دکھلایا اور اُسکے تمام وجود کو خلائق کے درمیان نور کر دیا کہ ہر نیک بخت جو ازل مین مقدم ہو چکا ہو اس [illegible]

عجیب بات ہو **قال المترجم** حدیث صحیح مین آنحضرت صلعم کی دعا، تمام اعضاء وجوارح کے لیئے نور کی حتی کہ تمام وجود نور ہو جانیکی آئی ہو فاہم
بلکہ بیان ہو کہ جو بندہ ہو کہ اسطرح منور ہو وہ ہرگز مساوی نہین کسی کافر کے جو اپنی طبیعت ونفس کے اندھیرے مین اور ہوا وہوس
کی تاریک دوزخ مین متحیر ٹاپتا پھرتا ہو اسکو راہ حق کی طرف نشان نہین ملتا کیونکہ ازل مین مقدر ہو کر ہمیشہ حجاب قہر مین سرگردان رہیگا
بیان ہے پیچے ایمان والون کو اللہ عزوجل کی حیات مین اسکے فضل واحسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور مقہور کافرون کو دیکھکر عبرت
حاصل کرنا چاہیئے **قال المترجم** معتزلہ وغیرہ کی طرح اپنے آپ کو قادر نہ سمجھے ورنہ کافر ہو جائیگا اور آیت کریمہ مین صریح ہدایت واضلال
کی نسبت حقیقی حضرت باری تعالے کی طرف ہی خصوص جبکہ فرمایا وکذلک جعلنا فی کل قریۃ الآیۃ۔ کیونکہ صریح یہ ایجاد وخلق از حضرت باریتعالی
عزوجل ہو **قال الشیخ**۔ اوتعالی نے ہدایت ہونا اور گمراہ ہونا اپنی عنایت ازلی اور نسبت تقدیر کی طرف مضاف فرمایا۔ مرید صادق کو
نور عرفان حاصل ہونے سے پہلے میت کہا کیونکہ وہ تقصیر کرنے والون مین تھا اگرچہ بعد اسکے توفیر والون مین ہو گیا کیونکہ جو اکابر اہل
معرفت ہین وہ تو ازل سے ابد تک ہمیشہ اُسکے فضل ولطف سے ایک حال پر زندہ ہین عارف ہین جعفر علیہ السلام سے منقول ہو کہ قولہ او من کان
میتا یعنے ہم سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اپنے ساتھ اسکو زندہ کیا۔ وجعلنا لہ نورا یعنی اسکو پیشوا کر دیا کہ اور لوگ اس سے ہدایت پاتے ہین۔
کمن مثلہ فی الظلمات۔ یعنی مانند ایسے شخص کے جو اپنی شہوت نفس وہوا وہوس کو دیکھتا ہو پس اسکو قرب درگاہ کی تائید نہین ہوتی ہو احمد بن عطا
نے کہا کہ قولہ او من کان میتا یعنے اپنے نفس کی حیات سے اور اپنے قلب کی موت سے مردہ تھا۔ فاحییناہ یعنی اسکو اسکے نفس سے
موت دیکر اور اُسکے قلب کو زندہ کر کے ہمنے اُسکو زندگی دی۔ اُسپر راہ توفیق آسان کر دی اور انوار قرب سے اُسکی بینائی روشن کر دی
کہ وہ ہمارے سوا سے غیر کی طرف نظر نہین کرتا اور کسی اور پر التفات نہین کرتا جریری نے کہا کہ اوتعالے نے جب کسی بندہ کو اپنے
انوار سے زندہ کیا تو وہ کبھی نہین مرتا ہو اور جب کسی کو خوار کرنے سے مار ڈالا تو وہ کبھی زندہ نہین ہوتا ہو جعفر علیہ السلام نے کہا
کہ قولہ او من کان میتا یعنے اپنی طاعت پر اعتماد کرنے سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اسکے واسطے نور عرفان کشادہ کیا کہ جس سے اُسنے دیکھا
کہ سراپا تقصیر ہو اور تضرع وعذر کرنے کیطرف متوجہ ہوا کہ مجھسے ہرگز کچھ بھی اُسکے لائق عبادت نہین ہو سکتی ہو بعض نے کہا کہ مردہ تھا
انفعال سے پس ہمنے دیدار قدرت سے زندہ کیا **قاسم** نے کہا کہ اولیاء کو چمکا کر زندہ کیا جیسے اجسام کو روحون سے اُٹھایا۔
سہل نے کہا کہ جہالت سے مردہ تھا اسکو علم سے زندہ کیا۔ ابن عطا نے کہا کہ یعنے ہمسے منقطع ہونے کی وجہ سے مردہ تھا
پس وصل عطا کر کے زندہ کیا اور اسکو نور بھی دیا پس یہ ویسا نہین جسکو ہمنے ملعون ومردود چھوڑ دیا۔ استاد نے فرمایا کہ اکابر اہل عرفان
کے نزدیک ایمان یہ ہو کہ دل زندہ ہو جاوے اللہ تعالے کے ساتھ پس جو لوگ غافل ہین جب اُنکو یاد الٰہی الہام کی گئی تو وہ مردے
تھے اب زندہ ہو گئے اسی طرح جنکو یاد ہو اگر بعد اسکے غفلت مین پڑے تو زندہ تھے اب مر گئے بالجملہ جو شخص کہ انوار قرب سے شعاع
آفتاب عرفان مین ہو اور اُسکی روح کو بصیرت ہی تو اُسکی برابری کہان ہو سکتی ہو ایسے شخص سے جو ظلمات وتاریکیون مین اور آفات مین
پھنسا ہوا ہو **قال الشیخ** مجھے یہان مقام حقیقت کا ایک اشارہ منکشف ہوا وہ یون کہ جو شخص مقام نکرۃ التوحید مین فنا تھا
جبکہ اسکو انوار کبریاء وعظمت ظاہر ہوئے تھے تو ایسی میت کو روح بقاء ومشاہدۂ ابدیت سے زندہ کیا کیونکہ وہ میدان نکرت
سے بسبب انوار معرفت کے اسرار وارواح کے پانون سے انوار بقاء کے پر فضا وشگفتہ کشادہ چمنستان مین چلا وہ شخص
ذوالجلال سے محبوب ہوگا اور اس سے ہر مردہ دل کو زندگی حاصل ہو گی اور جو نفس کہ طاعت پروردگار سے فتور وقصور کر گیا ہو اسکے دیدار سے

مقام طمانیت مین پہونچیگا اور اپنی شہوات مین مفتون نہ رہیگا۔ **قال المترجم** نکرۃ التوحید ایک مقام خاص ہی جمال الہی کا
یعنے بعد طی مراتب صفات کے اول ظہور انوار ذات جل جلالہ مین نکرت طاری ہوتی ہی عظمت کبریا کی محض غایت پاکی سے
واصل ہی پس یہ مقام نکرت ہی اور اشارات مذکورہ مختلف مراتب عرفان پر محمول کرکے سمجھنا چاہیے۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
اور جب پہنچے انکو ایک آیت کہیں ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول اللہ بہتر جانتا ہی جہان بہیجے
رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○
اپنے پیام اب پہونچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے ہان اور عذاب سخت بدلا حیلہ بنانے کا

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اور جب آتی ہی اہل مکہ کے پاس اٰيَةٌ کوئی آیت یعنی آنحضرت صلعم کی تصدیق رسالت کی قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ
کہتے ہین کہ ہرگز ہم ایمان نہ لاوینگے محمد صلعم پر حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ یہانتک کہ دیے جاوین ہم مثل اس چیز کے
جو اللہ تعالی کے رسولون کو دی گئی یعنی رسالت ہمکو بھی ملے اور ہمکو بھی وحی کیجاوے کیونکہ ہم مال مین زیادہ اور سن مین بڑے ہیں
بعض نے کہا کہ ولید بن المغیرہ نے کہا تھا اور بعض نے ابوجہل کا قول بیان کیا کہ شرافت مین ہم اور بنو عبد مناف مقابلہ کرتے رہے
یہانتک کہ جب جوڑی کے دو گھوڑے برابر ہونے کو پہونچے تو انھون نے دعوی کیا کہ ہم مین نبی ہی جسپر وحی ہوتی ہی پس واللہ
ہم اسپر ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ ہمپر بھی وحی ہو یہ قول انکا آنحضرت صلعم پر حسد تھا بعض نے کہا کہ مراد انکی یہ تھی کہ ہم تابع نہونگے
ہم بھی متبوع ہونگے اور یہ مقتضاے کمال جہالت ہی رسل اللہ پر وقف مسنون ہی اور یہان نام پاک پر دوبار جمع ہو گیا بعض نے کہا
کہ بعد وقت کے دونون کے بیچ مین دعا قبول ہوتی ہی شاید یہ قول تجربہ سے معلوم ہوا ہو واللہ اعلم پھر اوتعالی نے ان
جاہلون کا جواب دیا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ جانتا ہی جہان وہ رسالت رکھتا ہی اکثرون کی قراءۃ مین رسالاتہ
بجمع ہی اور ابن کثیر و حفص کی قراءۃ مین رسالت بافراد ہی اور حیث مفعول بہ ایسے فعل کا ہی جسپر اعلم اسم تفضیل دلالت کرتا ہی کیونکہ
خود اسم تفضیل مابعد اسم ظاہر مین عمل نہین کرتا اور وہ فعل مدلول یعلم ہی اور حیث بمعنی موضع ہی ای یعلم الموضع الصالح لوضعہا یعنے
رسالت رکھنے کے لیے مقام صالح اوتعالی جانتا ہی پس جو محل صالح ہی وہی رسول ہوتا ہی اور یہ لوگ اسکی اہلیت نہین رکھتے ہین
اور یہ تقریر اولی ہی بہ نسبت قول البعض کے کہ اللہ اعلم بمن یستحق ان یجعلہ رسولاً کیونکہ حیث بمعنی موضع و محل وغیرہ ظرف کے
ہو سکتا ہی اور من موصولہ کے معنی مین نہین ہو سکتا اور نیز رسالت کسی استحقاق پر نہین ہی بلکہ محض فضل عظیم ہی کما قال لحبیبہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکان فضل اللہ علیک عظیما بیضاوی نے کہا کہ یہ کلام مستانف ہی جس سے ان کافرون پر رد کر دیا کہ رسالت و نبوت
کچھ نسب و مال پر نہین ہی بلکہ وہ فضائل نفسانی ہین جن سے اوتعالے جسکو چاہتا ہی مخصوص فرماتا ہی پس اسکو رسالت کے لیے
برگزیدہ کرتا ہی اور یہ محل صالح وہی خوب جانتا ہی۔ حاصل آنکہ اس بزرگی کے واسطے اوتعالے علیم و حکیم عز و جل نے محمد صلعم کو
چن لیا پس اور کسی کو یہ ہوس نہین ہو سکتی بلکہ اورون کے واسطے یہی کمال ہی کہ اس رسول پاک کی پیروی کیجاوے اور حال تو یہ تھا کہ
آنحضرت صلعم مین شرافت ذات و نسب و کمال مرضی اوتعالے نے جمع فرمایا تھا **قال الحافظ** اہل مکہ اور ان کے بڑے
بڈھے اس بات کے مقر تھے کہ آنحضرت صلعم کو ہمارے درمیان فضیلت و شرافت و نسب اعلی حاصل تھا

اور وجہ بزرگ و بلندی حاصل ہوتی کہ کافرون کے سردار ابو سفیان نے بر وقت سوال ہرقل بادشاہ روم و شام کے کہا تھا
کہ وہ شخص یعنی محمد صلعم ہماری قوم مین بڑے مرتبہ کا نسب والا ہے ہرقل بولا کہ بھلا تم کبھی اسکو دروغ گوئی سے متہم کرتے تھے ابو سفیان
نے کہا کہ کبھی نہین۔ کما فی حدیث البخاری اور واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم مین سے اسمعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمعیل سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور
بنو ہاشم سے مجھکو برگزیدہ فرمایا۔ رواہ مسلم۔ اس سے نکلا کہ اولاد ابراہیم مین اسحاق و یعقوب کے بہ نسبت اسمعیل علیہ السلام برگزیدہ تھے
وعن ابی ہریرہ مرفوعاً فرمایا کہ اولاد آدم مین سب سے بہتر گروہ مین نبی مبعوث ہوتا آیا یہانتک کہ مین اس قرن مین ہوا جسمین ہوا
رواہ البخاری۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس علم ازلی مین محمد صلعم کے دلکو سب
سے بہتر رکھکر اسکو اپنی رسالت کے واسطے برگزیدہ فرمایا پھر اسکے بعد بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس محمد صلعم کے اصحاب کے
دلون کو سب سے بہتر رکھکر انکو اپنے رسول صلعم کے وزیر بنائے جو اللہ تعالے کے دین کے واسطے جہاد کرتے ہین پس جس بات کو
مسلمانون نے بہتر دیکھا وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ہے اور جسکو مسلمانون نے برا دیکھا وہ اللہ تعالے کے نزدیک بری ہے
رواہ احمد وغیرہ **قال المترجم** یہ او تعالے کے علم قدیم کا بیان لوگون کی سمجھ کے موافق ہے اور مسلمانون سے حضرت صلعم کے اصحاب
مراد ہین جیسا کہ بیان سے خود ظاہر ہے اور معنی یہ ہین کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالے کے برگزیدہ بندے ہین انکو جو بات بھلی
نظر آتی ہے وہ اللہ تعالے کے نزدیک بھلی ہے اسی واسطے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حجت قطعی ہے فافہم **مترجم** نے بضرورت تفسیر
حدیث مختصر لکھدی۔ اور حاصل تفسیر آیہ کریمہ یہ ہوا کہ رسالت فضل الٰہی ہے او تعالے نے اپنے علم سے جہان بہتر کیا وہان رکھی ہے لہذا
کفار مکہ یہ ہوس نہ کرین اور ایمان لاوین پھر انکو تہدید فرمائی بقولہ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا عنقریب پہونچیگی ان لوگون کو جنھون نے
اجرام کیا یعنی اس قول باطل و بے ادبی سے جرم کیا صَغَارٌ ذلت عِندَ اللَّهِ اللہ تعالے کے یہان۔ یعنی ایسے کفر کی بات کہنے
والون کو اللہ تعالیٰ کے یہان ذلت و خواری حاصل ہوگی یعنی قیامت مین خوار ہونگے بعد ازانکہ بڑے مڈھ بنے تھے یا عند اللہ
یعنی من عند اللہ ہے یعنے اللہ تعالے کی طرف سے حاصل ہوگی خواری وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ بسبب اور مکر
ہو یعنے اور عذاب شدید بسبب انکے مکر کرنے کے یعنی بسبب حسد و کفر کرنے کے ف **فی العرائس** قولہ اللہ اعلم حیث
یجعل رسالتہ یعنے او تعالے بندون کے باطن قلوب اسرار و ارواح سے وہ باتین جانتا ہے جو انکے اندر نبوت و معرفت
و رسالت و توحید و محبت کی پنہان پیدا کی ہین اور انمین ازل سے ودیعت رکھی ہین۔ انمین بندون کو آگاہ کردیا کہ کرامت خیر
البشر کو او تعالے نے ازل ہی سے دلون مین ودیعت رکھدیا ہے پس خود اپنی ذات پاک کی طرف نظر فرمائی پس نور صفات
چمکا اور اسکی روشنی بلند ہوئی پھر اسکا عکس غیب الغیب پر ہوا اور اس سے روحین جو ملکوتی لاہوتی ہین پیدا فرمائین اور انمین انوار
ولایت و رسالت و نبوت کے پنہان ودیعت کیئے اور تمام مخلوق سے ان ارواح کو اپنے اس فضل وکرم کے ساتھ
مخصوص فرمایا اور اسمین کسی سبب و علت کو دخل نہین اور نہ کوئی حاجت و باعث و غرض کی مجال ہے بلکہ عین فضل وکرم ہے لیکن
ان ارواح کو مخلوق کے لیئے ہدایت قرار دیا جنکی پیروی سے مخلوق اپنے خالق کی بندگی اور عرفان کی راہ پاتے ہین پس جسکو
عنایت سے مخصوص کیا اسکو کسی حاسد کا حسد اور کسی مکار کا مکر کچھ مضر نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسکا شرف بڑھتا جاتا ہے اور سب

حمد وثنا اسی پاک پروردگار کے لئے خاص ہے جسنے ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلعم کو اس کرامت سے برگزیدہ فرمایا جس [illegible]
خوار ہوئی اور دوستون کی مددگاری ہوئی۔ نصر آبادیؒ نے کہا کہ اوتعالیٰ خوب جانتا ہے ان دلونکو جو اسرار الٰہی و مکاشفات [illegible]
خاص انوار سے تربیت اور ا الطف علوم سے مطلع فرماتا ہے **ابوبکر الوراقؒ** نے فرمایا کہ جیسے دنیاوی بادشاہ لوگ اپنے جواہر [illegible]
کے موضع جانتے ہین اور اچھی جگہ رکھتے ہین اوتعالیٰ خالق ذوالجلال والاکرام اپنی درگاہ سے کرامت ونبوت کا محل معان [illegible]
اور علم اسی کا علم ہے۔ پھر جب اوتعالیٰ جوہر معرفت کسی بندہ صالح کے دل مین رکھا چاہتا ہے تو اسکو نور تجلی و ربوبیت سے وسیع و کشادہ [illegible]
و پیراستہ فرماتا ہے تاکہ اسرار و معارف محبت و علوم غیب کو برداشت کرسکے چنانچہ آگے کے کلام سے ثابت ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

سو جسکو اللہ چاہے راہ دے کھول دے اُسکا سینہ حکم برداری کو اور جسکو چاہے راہ سے بھلاوے اسکا سینہ کردے تنگ غفہ

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۚ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب یقین نہ لانے والون پر اور یہ ہے راہ تیرے رب کی

مُسْتَقِيْمًا ۚ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

سیدھی ہمنے کھول دیے نشان دھیان کرنے والون کو انکو سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہان اور وہ انکا مددگار ہے بدلہ اُنکے کیے کا

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ پس جو بندہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسکو ہدایت کرنا تو يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کھول دیتا ہے اُسکا سینہ
اسلام کے واسطے باین طور کہ اُسکے دل مین نور ڈال دیتا ہے پس اسلام کے واسطے کشادہ ہو جاتا ہے اور اسکو قبول کرلیتا ہے جیسا کہ حدیث مین
وارد ہوا ہے پوری حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت سے یون ہے کہ آنحضرت صلعم سے یہ آیت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ نور
سینہ مین ڈالا جاتا ہے پس اسلام کے واسطے سینہ کشادہ ہو جاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ نشانیان
بھی ہین آپ نے فرمایا کہ جھک جانا ایسے گھر کی طرف جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور پہلو تہی کرنا دار الغرور یعنی دنیا کی طرف سے
اور استعداد حاصل کرنا موت کی اُسکے آجانے سے پہلے۔ رواہ ابن المبارک وعبد الرزاق والفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر
وابن المنذر وابن مردویہ والبیہقی۔ **قال الحافظ ابن کثیرؒ** بعد ذکر الطرق اس حدیث کے اسقدر طرق ہین بعض مرسل ہین اور بعض
متصل ہین جو باہم ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہین اور حاصل کلام یہ کہ حدیث ثابت ہے اور عراقیؒ نے تخریج احادیث الاحیاء
مین کہا ہے کہ حدیث حسن ہے پس جب حدیث سے اسکی تفسیر ثابت ہوئی تو یہی تفسیر متعین ہے اور یہ بیان کیفیت ہدایت ہے جو محض فضل الٰہی پر [illegible]
اور ایسے ہی اضلال کی کیفیت فرمائی بقولہ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور جسکو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا
کر دیتا ہے اُسکا سینہ تنگ حَرَجًا نہایت بھچا ہوا یعنے قبول اسلام سے تنگی کرتا اور بھچتا ہے **قال البیضاوی** ضیقا کو ابن کثیرؒ نے
بروزن سیفا بدون تشدید پڑھا یعنے جیسے باقیون نے بتشدید یاء پڑھا۔ اور حرجا اسکی صفت ہے پس نافع و ابوبکر نے حرجا بفتح اول و کسر
ثانی صیغہ صفت مشبہ از حرج بمعنی الضیق پڑھا اور باقیون نے بفتحتین مصدر پڑھا جو بطریق مبالغہ کے صفت قرار دیا گیا ہے
اور زجاج نے کہا کہ حرج نہایت تنگی ہے پس تکرار نہین ہوگی۔ اور والحافظ فی التفسیر عمر بن الخطابؓ نے ایک دیہاتی بدو [illegible]
پوچھا کہ حرجہ جانتا ہے اُسنے کہا ہان وہ ایک درخت ہوتا ہے کہ اُس تک نہ پالو چرائی کا جانور پہونچتا اور نہ کوئی جنگلی [illegible]

نہ کوئی چیز اسکو باقی ہو تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی منافق کا دل ہو کہ بھلائی اسکو کچھ نہین پہونچتی ہو **قال مجاہد والسدی** ضَیِّقًا حَرَجًا یعنے
تنگ ہونے والا **قال عطا** یعنے بھلائی کا اسمین گزر نہین ہو کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ یعنے جب اسلام لانے کو اس سے
کہا جاتا ہو تو اسپر اسقدر سخت ہوتا ہو کہ گویا آسمان کو صعود کرتا ہو۔ اور یہ بنا بر قراءۃ **ابن کثیرؒ** کے یصعد بسکون صاد از صعود ہو **قال**
**البیضاوی** اس کافر کی تنگی دل کی انتہاء کو تشبیہ دی ایسے شخص سے جو ایسی چیز کی مزاولت کرے جو اُسکی قدرت سے خارج ہو
چنانچہ عرب مین اور دیگر محاورات مین آسمان کو چڑھ جانا مثل مشہور ہو کہ آدمی کی اپنی کوشش سے خارج ہو اور یہ ایسے کام کرنے مین بولتے
ہین جو آدمی کی وسعت سے باہر ہو حاصل آنکہ اس سے ایمان ایسا ممتنع ہو جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہو اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں
کہ اسلام سے ایسا دور بھاگتا ہو گویا انتہا درجہ کا فاصلہ کیا کہ آسمان پر چڑھ گیا اور حق بات سے نہایت ہی دور بھاگ گیا۔ ابوبکر
کی قراءۃ مین یصّاعد بتشدید صاد ہو اور جمہور کی قراءۃ مین یصّعّد بتشدید صاد و عین ہو اور دراصل یتصعد و یتصاعد تھا پس ادغام تا در صاد ہو
اور معنی اُسکے تکلف کرنا آسمان پر چڑھنے مین حاصل آنکہ اسلام لانے کے وقت اسکو اسقدر تنگی ہوتی ہو جیسے آسمان پر چڑھنے کے
قصد مین نہایت تکلیف اُسکو ہو اور یہ بھی ضرب المثل ہو ایک محال کام کرنے کے بارہ مین بولتے ہین۔ وذکر الحافظ عطاؒ خراسانی نے
فرمایا کہ یہ مثل ہو یعنے اسکی مثال ایسے شخص کے مانند ہو جو آسمان کو نہین چڑھ سکتا ہو۔ وعن ابن عباس جیسے آدمی کی مجال نہین کہ اپنی
قوت سے آسمان کو پہونچ جاوے ایسی ہی اپنے دل مین ایمان و توحید نہین داخل کر سکتا ہان اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو داخل کردے
**اوزاعیؒ** نے کہا کہ جسکے سینہ کو اللہ تعالیٰ نے مردہ کر دیا اسکو مسلمان ہو جانے کی استطاعت کہان ہو **قال البیضاوی**
اسمین تنبیہ ہو کہ جسکے حق مین اضلال مقدر ہو اس سے خود اسلام لانا محال ہو جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہو۔ آیت مین دلیل ہو کہ جملہ
اشیاء سب بمشیت و ارادہ الٰہی عزوجل ہین حتی کہ مومن کا ایمان و کافر کا کفر بمشیت الٰہی ہو پس کفار قریش جو حضرت صلعم پر ایمان نہین
لاتے اور اپنی رسالت و ملائکہ کی گواہی اور دیگر اشیاء سے عناد و حسد کی راہ سے سوال کرتے تو مشیت الٰہی مین ناپاک کا فرانکا ہونا
مقدر تھا کَذٰلِكَ کما یضیق صدرہ و یبعدہ عن الحق کذلک یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنے جیسے کافر کا سینہ
تنگ کر دیا اور حق سے دور کر دیا ایسے ہی کر دیتا ہو اللہ تعالےٰ رجس کو ان لوگون پر جو ایمان نہین لاتے ہین۔ عن ابن عباس قال الرجس
بمعنی شیطان **قال مجاہد** ہر وہ چیز جسمین بھلائی نہین ہو **قال عبدالرحمن بن زید** رجس بمعنی عذاب زجاج نے کہا کہ رجس
دنیا مین لعنت ہو اور آخرت مین عذاب ہو لہذا مفسرؒ نے کہا کہ کافرون پر عذاب گویا شیطان کو مسلط کر دیتا ہو وَھٰذَا یعنے یہ راہ
جسپر تو ثابت ہو اے محمد صلعم صِرَاطُ رَبِّكَ راہ تیرے پروردگار کی ہو یعنے اسی کا پسند کیا ہوا دین ہو مُسْتَقِيْمًا درحالیکہ مستقیم یعنے
راست ہو جسمین بالکل کہین کجی نہین ہو پس مستقیما حال ہو اور یہ حال موکدہ ہو کیونکہ راہ الٰہی تو مستقیم ہو اور عامل اس حال مین ہذا اسم اشارہ
کے معنی ہین قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ یعنے صاف بیان کر دیا ہمنے آیات کو لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ یتذکرون پس تاء فوقانیہ کا ذال معجمہ
مین ادغام ہوا ہو ایسی قوم کے واسطے جو نصیحت اختیار کرتے ہین اگرچہ آیات سب مخلوق کے واسطے ہین لیکن انھین لوگون کی خصوصیت
اسواسطے کی کہ آیات پاکیزہ سے نفع انھین کو حاصل ہوتا ہو **قال المترجم** جو علوم غیب و اسرار لطیف ان آیات مین بیان فرمائے
بہت عالی ہین جنکو نورانی عقل والے سمجھ سکتے ہین حتی کہ معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے بھی خوار و برباد و بے عقل رہے لہذا قوم متذکرین سے
اہل عقل نورانی مفہوم ہین بدلیل قولہ تعالےٰ و ما یتذکر الا اولوا الالباب کیونکہ عموماً تذکر فقط اولوا الالباب کو ہو واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ اے لهم دار السلامة وهی الجنة عند ربهم۔ انکے لیئے اپنے پروردگار کے یہان دار السلامت یعنے جنت ہے کیونکہ وہان ہر مکروہ چیز سے سلامتی ہے اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ جنت ہے سدی رحمہ اللہ حسن بصری رح نے کہا کہ السلام نام پاک الٰہی ہے اور دار اسکا جنت ہے یعنے جو اسنے اپنے نیک بندون کے لیئے پیدا کیا ہے وہ جنت ہے اور جابر بن زید نے فرمایا کہ دار السلام اے دار التحیہ۔ اور شاید یہ مستفاد از قولہ تعالی وتحیتہم فیہا سلام یعنے تحیت انکی آپس مین جنت کے اندر سلام سے ہوگی پس جنت دار السلام ہوئی اور ظاہر ارجح قول حسن بصری رح ہے بنظر ضمیر قولہ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنے اور وہ السلام یعنے او تعالے عز وجل انکا ولی وناصر ہے ہر بھلائی انکو عطا فرمانے کا متولی ہے بعوض اُس چیز کے جسکو بجا لاتے تھے دنیا مین یعنی اللہ تعالی کی فرمانبرداری و اُسکے رسول صلعم پر ایمان اور شرک سے پرہیز قطعی وغیرہ ف فی العرائس قولہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ الآیۃ یعنے جسکو او تعالی اپنی صفات وذات پاک کی معرفت عطا فرماتا ہے اسکا سینہ انوار لطف وقرب سے کشادہ فرماتا ہے تاکہ وہ بندہ بہدایت الٰہی اُسکا مشاہدہ پاتا ہے نہ کسی اور طاقت وقوت سے کیونکہ مشاہدہ الٰہی بقوت صفات الٰہی ممکن ہے ورنہ حادث کو مجال نہین ہے نہرجوری رح نے فرمایا کہ مراد ہوجانے کی صفت یہ کہ جو اُسکے واسطے ہے اس سے خالی کرے اور جسپر وہ ہے قبول کرے اور مراد حق تعالی پر اسکا سینہ کشادہ ہو بعض نے فرمایا کہ نور ہے ابتدا مین وہ نور عقل ہے اور نور ہے وسائط مین وہ نور علم ہے اور نور ہے انتہا مین وہ نور عرفان ہے پس عقل والا تو برہان کے ساتھ ہے اور علم والا بیان کے ساتھ ہے اور معرفت والا عیان کے ساتھ ہے اور حضرت صلعم نے اسکی کیفیت ونشان بیان فرمائے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت اوپر بیان ہوچکی ہے۔ شیخ نے کہا کہ حضرت صلعم نے نور تجلی واقع ہونے سے سینہ کا کھل جانا بیان فرمایا یعنے اُسکی روشنی سے سینہ روشن ہوتا ہے اور بندہ پہلے اس سے فقط اللہ تعالی کی طرف رجوع لاتا ہے اور انوار سے مالامال ہوجاتا ہے اور یہ محض عنایت سے اپنے مشاہدہ کی طرف جذب ہے پس عنایت کا ظہور یہ کہ بندہ کو اسکا شوق جمال پیدا ہوتا ہے اور ماسوائے حق کے جملہ مالوف ومحبوب سے کنارہ کرکے اسکی بندگی کی طرف رجوع لاتا ہے اور یہی راہ مستقیم ہے جسمین اضطراب نفس و وسواس شیطان سے او تعالے عز وجل کی ہدایت کی وجہ سے امن ملجاتا ہے وقد قال تعالی وہذا صراط ربک مستقیما۔ صراط مستقیم درحقیقت یہ کہ معرفت وکشف کے ساتھ صفات سے ذات کی طرف راہ پاوے اور خود بھی کلام پاک دلیل ہے کیونکہ ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے اور وہ صفت قدیم ہے پس یہی راہ ہے حضرت قدیم باری تعالی ذو الجلال والاکرام کی طرف پس یہ صراط ہے کہ روح حالانکہ اجسام مین مقید ہے اپنے مقام مین سیر کرے اور عالم ملکوت سے منور ہو اور یہ مستقیم ہے کیونکہ وصول اسکا بانوار ذات قدیم ہے جو عین مقصود ہے اسی واسطے جسنے یہ راستہ مضبوطی سے پکڑلیا اور دائین بائین نہین بھٹکا وہ منقطع وہلاک نہوگا اور صراط ربک سے مخصوص اپنی طرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہے کہ تجلی واصطفائیت بظہور صفات وانوار ذات سے راہ سے ہے اسیواسطے یہ نہین فرمایا کہ یہ تمھاری راہ میری طرف کو ہے بلکہ فرمایا ہذا صراط ربک یعنی میری راہ ہے جسمین انوار صفات روشن ہین جو اس راہ سے آیا اور مضبوط رہا وہ مطمئن ومقبول ہوا شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ نہایت قویم اقوم مستقیم طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے اعتقاد واعمال وافعال واخلاق واقوال سب مین اللہ تعالے کے کلام پاک واحادیث رسول اللہ صلعم و سنت کی متابعت کرے اور بڑا سست وبرباد راستہ یہ ہے کہ دعوی ومخالفت مین سر اٹھاوے سہیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستقیم راہ پروردگار کی توحید واسلام ہے پھر جب اس راہ کی ہدایت کرکے انکو منزل سلامت مین اُتارا جہان کشف کے بعد معاینہ ودیدار نصیب ہے کما قال تعالی لہم دار السلام عند ربہم الآیۃ دار السلام وہ مقام ظہور جمال وقدس صفات ہے منزہ از خطر وحجاب وعتاب

ف یہ بندہ مسلمان کے دل ہونیکا ہے اور کافر کے مسلمان ہونیکا بیان نہین لکھا ۱۲ م

حالانکہ مصرح فرمادیا بقولہ وہو ولیہم۔ اسکی ولایت و رعایت ابدی و سرمدی سے دائمی سلامتی ہے۔ نیز السّلام نام حضرت باری تعالےٰ ہے تاکہ عارفون کے دل خوف سے دہل نجاوین اور محبین وواصلین اپنے حال ومقام مین سلامت رہین اور اسی کی طرف متوجہ ہون اور قولہ عندربہم سے تقلب بانوار صفات ہے وحدیث صحیح مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمام قلوب حضرت او تعالیٰ کے پنجۂ قدرت کے دو انگلیون کے درمیان ہین جیسے چاہتا ہے انکو پھیرتا ہے۔ او تعالیٰ انکا ولی ہے انکی حفاظت فرماتا ہے تاکہ نفس شیطان کے وساوس انمین راہ نہ پاوین اور مطالعہ ومشاہدہ مین رہین جسکی خوبی کہانتک بیان ہوسکتی ہے۔ نیز انکو دار کرامت سے لگاؤ دلایا اور جوار سے تعلق دلایا جاتا تو درمیان سے حدیث الدار اٹھ جاتی لیکن فی الجملہ یون ہی لگاؤ حدوث کا تھا اگرچہ بطریق نصیحت غیر ہو لہذا دار السّلام سے متعلق کیا لیکن اپنے فضل سے انکو اسی تعلق مین نہین چھوڑا بلکہ فرمایا وہو ولیہم یعنی درمیان سے غیر پر نظر رکھنے سے اونچا کر دیا **قال المترجم** ہذا قال الشیخ وظاہر کلام آنکہ جنکو ازل سے انوار معرفت کی بینائی نہین انکی نظر مخلوقات ومحسوسات یعنی غیر پر رہتی ہے اور اغیار فقط مناظر ہین پس اس راہ سے انکو معارف کی طرف بلایا حتی کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ یعنے نور سے ہلاک ہو اور حجت انپر تمام ہو اور اہل معرفت کا اس سے تعلق بسبب اسکے کہ ظہور دیدار وہان موعود ہے پس اس راہ سے جنت محبوب ہے اور اسی معنی کو شیخ نے آگے کے کلام مین بیان کیا بقولہ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کل شئی ہالک الا وجہہ۔ اشارہ ہے کہ ہر حادث بروقت ظہور قدیم کے مضمحل ہے پھر جب او تعالےٰ نے خود انکو دعوت فرمائی تو تمام جگہین پاکیزہ ہوگئین خواہ دنیا مین ہون یا آخرت مین ہون کیونکہ اسکے حفظ سے اکوان پاکیزہ اور اسکے حسن جوار سے جنان لطیف ہوگئی **س** اذا نزلت سلمی بواد فماؤہا ٭ زلال وسلسال وشیحا نہا ورد ٭ اور نہین دیکھتا کہ کیونکر حضرت خلیل علیہ السلام کے حق مین فرمایا قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم الآیۃ **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ ہے جسمین ہواجس نفس و وساوس شیطان سے امن ہے بعض نے کہا کہ دار السّلام جہان انقطاع یعنے فراق سے سلامتی ہے بعض نے کہا کہ دار السلام جنت ہے اور اسکو اسواسطے دار السّلام فرمایا کہ جب اہل جنت بعد حساب کتاب ومعاملہ قیامت کے جنت مین داخل ہونگے اور دوزخ والے دوزخ مین پہونچ جاوینگے تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے اہل جنت کو سلام ہوگا۔ کما قال تعالےٰ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار الآیۃ **قال المترجم** ظاہر آنکہ سلام سے مراد سلامتی ہے فافہم

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ج يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ ج وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ

اورجسدن جمع کرینگے اُن سب کو ای جماعت جنون کی تمنے بہت کچھ لیا انسانون سے اور بولے انکے دوستدار انسان ای رب ہمارے کام نکالا

بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ط قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ رَبَّكَ

ہم مین ایک نے دوسرے سے اور پہونچے اپنے وعدہ کو جو تونے ہمارا ٹھہرایا تھا فرماویگا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو اُس مین مگر جو چاہے اللہ تیرا رب

حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

حکمت والا خبردار ہے اور اسیطرح ہم ساتھ ملاوینگے گنہگارونکو ایک دوسرے کو بدلا انکی کمائی کا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ واذکر یوم نحشرہم۔ بیان کر جسدن محشور کرینگے ہم ان لوگونکو نحشرہم بالنون اکثر کی قرارت ہے اور حفص نے بالیاء پڑھا ہے یحشرہم اللہ تعالےٰ انکو یعنی مخلوق کو محشور فرماویگا۔ ظاہر آنکہ تمام مخلوق محشور ہوگی اسمین یہ لوگ بھی محشور ہونگے اور ہم ضمیر سے جن وانس دونون گروہ مراد ہین اور قولہ جمیعا تاکید ہے کہ تمام مخلوق کو شامل ہے یا ان سب کے واسطے ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ یعنے کہا جائیگا فرشتون کی زبان سے کہ اے گروہ جنون کے قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ تمنے بہت سے لیئے انسان مین سے۔ عن ابن عباس یعنی بہتیرے انسان مین سے تمنے گمراہ کر لیئے

Marfat.com

وکذا قال مجاہد وقتادہ والحسن۔ مراد جن سے شیاطین اور کافر جن ہیں بعض نے کہا کہ استکثار یعنی استمتاع کثیر ہوا اور بنا بر قول اول کے جواب کا
معنی یہ کہ تم نے انسانون مین سے بہت سے گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیے گویا وہ تمہارے خادم ہو کر تمہارے ساتھ محشور ہوئے اور شاید
اسکا کچھ جواب نہیں دے سکین گے کیونکہ شیطان کا معاملہ معروف ہے اور اللہ تعالے نے اُسکی کھلی دشمنی سے انسانون کو آگاہ فرما کر اسکی پیروی
نہ کرنے کا حکم دیدیا ہے اسی واسطے شیطان کی طرف سے جواب نہیں ہے بلکہ شیطان کی دوستی و پیروی کرنے والون کا جواب بیان فرمایا اللہ تعالے
وَقَالَ اَوْلِیٰۤؤُھُمْ مِّنَ الْاِنْسِ یعنی انسانون مین سے جو جنون کے پیرو اور دوست ہوئے ہین وہ کہینگے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اے ہمارے رب
ہم مین بعض نے بعض سے استمتاع اٹھایا جنون نے تو شہوات کو مزین کیا اس سے انسانون نے استمتاع اٹھایا اور انسانون نے جن کی اطاعت
کی پس وہ مخدوم بنکر خوش ہوئے شیخ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت مین عرب والے اس حال مین تھے کہ انمین کا آدمی کسی جنگل مین آترتا
تو کہتا اعوذ بکبیر ہذا الوادی یعنی مین اس بیابان کے سردار سے پناہ مانگتا ہون کہ کوئی شریر جن مجھکو ستانے نہ پاوے پس یہ تو انسانون نے
جن سے نفع لیا اور جنون کا انسان سے یہ استمتاع ذکر کیا کہ انسانون کی تعظیم واستعانت مانگنے سے وہ خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم جن وانسان دونون
کے سردار ہو گئے۔ عن الحسنؒ جنون کا حکم دینا اور انسان کا اسپر عمل کرنا یہی استمتاع مذکور تھا عن محمد بن کعب یعنی دنیا مین میل میل سے بسر کرنا
وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا اور ہم اپنی اس میعاد کو پہونچ گئے جو تو نے ہمارے لیئے مقرر کی تھی سدیؒ نے کہا کہ اجل سے
مراد موت ہے یعنے دنیا کی زندگی مین بعض نے بعض سے استمتاع پایا یہانتک کہ موت آگئی قال المفسرؒ وہ روز قیامت ہے اور یہ کلام
اُن لوگون کی طرف سے حسرت کے طور پر ہے قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ یعنے ملائکہ کی زبان سے اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوگا کہ آگ یعنی دوزخ تمہارا
ٹھکانا ہے یعنے تم دونون فریق آگ مین داخل ہو وہین رہو خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ درحالیکہ تمہارے حق مین حکم ہوا کہ ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہو اِلَّا
مَا شَآءَ اللّٰهُ یعنے سوائے ان اوقات کے جسمین حمیم پینے کے واسطے نکلو گے کیونکہ حمیم اس سے باہر ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ثم ان مرجعهم
لالی الجحیم یعنی بعد حمیم پینے کے پھر لوٹ کر جہنم مین جاوینگے وہین انکے لوٹ جانیکا ٹھکانا ہے قیل علی ہذا معنی کلام یہ ہوے کہ وہ لوگ سب اوقات
مین دوزخ مین رہینگے الا ماشاء اللہ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمین اللہ تعالی نے انکا رہنا نہین چاہا۔ اور یہ بمقتضائے زبان عربی ہے
اور یہی شیخ محلیؒ نے سورۂ صافات مین فرمایا ہے حالانکہ یہ تاویل خلاف ہے قولہ تعالی یریدون ان یخرجوا من النار وماہم بخارجین منہا الآیۃ
کے اور ملا علی قاری نے کہا کہ تعجب ہے کہ باوجود اسکے شیخ سیوطیؒ نے اپنی تفسیر در المنثور مین کہا کہ سلف نے فرمایا کہ آگ سے کافر بالکل
نہین نکلینگے۔ پھر اس تفسیر مین یہ تاویل اختیار کی قال المترجم جواب ممکن ہے کہ اللہ تعالے نے جو فرمایا اس سے خلاف اسوجہ سے نہین کہ وہ نکلنے کا
ارادہ کرینگے مگر نہ نکلینگے اور یہان یہ ثابت ہوا کہ اوقات مشیت مین تنویع تعذیب کے واسطے حمیم پینے کو قعر دوزخ سے نکالے جاوینگے اور
نیز یہ اصلی خروج نہین بلکہ تنویع عذاب ہے اور اسی سے ظاہر ہوا کہ سلف کے قول سے بھی خلاف لازم نہین آتا اسواسطے کہ دوزخ سے چھوٹے
پھر مفسرؒ نے ذکر کیا وعن ابن عباسؓ یہ استثناء ایسے لوگون کی طرف راجع ہے جنکے حق مین اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ وہ ایمان لاوینگے پس ماشاء
بمعنی من شاء ہے قال البعض یعنے الا من شاء اللہ ایمانہ۔ سوائے اُس شخص کے جسکے حق مین اللہ تعالے نے ایمان چاہا پس وہ آگ مین
داخل نہوگا اور اس قول ابن عباس کو جمہور نے حکایت کیا اور یہی کرخیؒ کا قول ہے قال المترجم بعض نے جو یہ معنی قول ابن عباس کے بیان کیئے
اسپر وارد ہوتا ہے کہ قیامت مین ان لوگون سے جب کہا جائیگا تو استثناء کے کیا معنی ہین کیونکہ مشیت بر ایمان لانا دار دنیا مین واقع ہو چکا
اللہم الا ان یقال خطاب مجموع جن وانس سب کو ہوگا خواہ مشرک ہون یا مومن ہون ولیکن یہ خلاف سیاق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان مجرمون

Marfat.com

**الا قلیلا** ۔ پس نہین ایمان لاتے مگر انمین سے تھوڑے ف جنکے دلونپر مہر نہین ہی جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ
... کہاکہ الا ایمانا قلیلا ۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہین لاتے بلکہ بعض رسولونپر مانند موسیٰ کے جو کلام
... ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہی ۔ **وَبِكُفْرِهِمْ** ۔ ثانیا بعیسے وکرر الباء للفصل بینہ وبین ماعطف علیہ
... ایمان کیا ہے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہی بنقضہم پر یا کفرہم پر لیکن بار کو بعد اعادہ
... اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاوے تو اعادہ بلا فصل
... حسن ہی ۔ **وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا** ۔ اور بسبب انکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم لگاکر ف کیونکہ یہود نے ان پاک
بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم ۔ ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہی اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بد فعل ہی جس سے فرزند کا خراب ہوتا ہے
خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰ سے پوری بریت کے معجزات ظاہر ہوے خصوص جبکہ حضرت یحییٰ اسکے قریب
... تھے کہ بوڑھے بڑھے و بڑھیا سے پیدا ہوے جیسے حضرت عیسیٰ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ کے پیدا ہوے تھے ۔
**وَقَوْلِهِمْ** مفتخرین اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوے اُنھوں نے کہا کہ ۔ **إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ**
**اللَّهِ** ہمنے قتل کیا ہی مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین کہنے حضرت
صلعم کو کہاکہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون ۔ پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور
شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا ۔ بہرحال مراد یہ ہی کہ اپنے زعم مین وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل
کر دیا ۔ حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ہمنے مجموع ان سب باتونکی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین انکو عذاب لعنت مین گرفتار کیا پھر اللہ
تعالیٰ نے اُن مردودونکے دعوے قتل مین تکذیب کی چنانچہ فرمایا ۔ **وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ** ۔ اور انھوں نے
عیسے ابن مریم کو قتل نہین کیا اور نہ اسکو سولی دی ولیکن اُنپر شبہہ کیا گیا ف یعنے ان بیاکون نے تو اپنے زعم مین حضرت عیسیٰ کو جو اللہ عز
رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہی سمیٹا لیکن یہ گمان اُنکا غلط ہی حقیقت مین وہ قتل نہین کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکن اُنکی نظر
کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب ہو صاحبہم بعیسے ای القی اللہ شبہہ علیہ فظنوہ ایاہ ۔ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھین کا ساتھی
تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالےٰ نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰ کی شباہت ڈال دی پس
یہود نے اسی کو عیسےٰ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰ کو اللہ تعالےٰ نے اُٹھا لیا ۔ **مترجم** کہتا ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ
یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُنپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ ... اندھے و کوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے
ماسح تھے یا اسلئے کہ مساح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہی کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسےٰ کے منھ پر اُنکی
ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالےٰ جامع صفات کمال تو ہی میرا پروردگار ہے
... مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا مین ان لوگو نکی ہدایت چاہتا ہون اور یہ اسطرح مجھے خوار بنانا چاہتے ہین تو
... فرما اور مجھے عفو کر دے پس ناگاہ ان ملعونوں پر جنھوں نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے انکو سور و بندر کر دیا اور
... ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوے اور دوسرا گروہ بندر ہوے تھے باوجود اسکے ان ملعونونکو تنبیہ نہوئی اور
... سمجھے کہ بڑا ساحر زبردست ہی اور بادشاہ پر جادو اثر نہ کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس گئے جو کافر

Marfat.com

انسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لے لیا تھا ف پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بدعملیون کا [illegible]
موسیٰ و مابعد پیغمبرونکے ساتھ کین جنکے واسطے آج تعصب کرتے ہین اور آئندہ اُنکی سزا ذکر ہوتی ہے [illegible]

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا

سو اُنکے توڑنے پر قول اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر ہمارے دل

غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ

غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر مارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ

بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ۚ

نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

کچھ نہین اُنکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ - اس مین ما زائدہ ہے جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا ہوا - اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اے لعناہم بسبب نقضہم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا بسبب اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو - ھ - اور یہ حذف فعل بقرینہ دوسری آیت کے کہ فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم کما لعنا اصحاب السبت الآیۃ - اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل اسکے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مین تحریف کرنا اور چھپانا اُنسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف واخفا کرنیوالے تو یہ لوگ ہوے جو زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے [illegible] ان گستاخونکے عہد توڑنیکے سبب - وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ - اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب ف وہ آیات جو توریت مین لکھی تھین اور عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ ع اور انبیاء کو قتل کرنیکے سبب ف جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل کر ڈالا - بِغَيْرِ حَقٍّ - بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کیوجہ سے قتل کیا تھا وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ج اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف ف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا بقولہ تعالے وقالوا قلوبنا غلف - اور احتمال ہے کہ دیگر انبیا علیہم السلام سے ان یہودیونکے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی یہ کہ [illegible] دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و جماعہ تابعین سے مروی ہے اور یہ مانند قول مشرکین کے ہے کہ قالوا قلوبنا فی اکنۃ [illegible] نے کہا کہ جمع اغلف ای قلوبنا اوعیۃ للعلم - ہمارے دل تو خزانہ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت و [illegible] طعن سے کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوے ہین تمھاری بات انمین نہین سماتی ہے اسکو اللہ تعالی نے [illegible]

عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ - یعنے اُنپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اُنپر مہر کر دی [illegible]

Marfat.com

[illegible] یہ لوگ بت جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالیٰ اولئک کالانعام بل ھم اضل۔ اور یہی بعید ہو کر [illegible] تھے تو پھر انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اسکو پوجنے لگے۔ اور بعض علما نے ذکر کیا کہ اس بچھڑے [illegible] واسطے فرمایا۔ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِکَ پھر ہمنے ان لوگونکو عفو کیا یعنی جڑ سے نابید [illegible] موسٰی سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا۔ اور دیا ہمنے موسٰیؑ کو تسلط کھلا ہوا ظاہر ان لوگون پر چنانچہ موسٰیؑ نے انکو حکم دیا کہ تم [illegible] تمہاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کرو پس انھون نے موسٰیؑ کی اطاعت کی اور انکار نہ کر سکے۔ اور محتمل ہے کہ سلطان مبین [illegible] مراد ہو یعنے توریت [illegible] دیگر آیات کہ منجملہ انکے یہ واقعہ تو بہ بھی ہو فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ [illegible] اسکے کہ اعمال شرعیہ [illegible] سے مرتاض نہوئے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کر کے توریت عطا ہوئی لیکن انھون نے [illegible] احکام کو جو یکبارگی مجموعہ لکھے ہوئے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ۔ اور اونچا کیا ہمنے [illegible] طور کو یعنے پہاڑ کوف اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہے پس مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ معروف پہاڑ طور سینا مراد نہین ہے پس بلند کرنا اس پہاڑ کا انکے سر و نپر مانند سائبان کے۔ بِمِیْثَاقِهِمْ۔ اسواسطے تھا کہ انسے عہد لیا جاوے کہ اسپر عمل کرنیکا عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کر کے اسکو قبول کرلین اور یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرۂ قلزم پر جہان عبور کر کے ہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوئے تھے واقع ہوا اسیطرح انکی دوسری سرکشی بیان فرمائی۔ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ۔ اور ہمنے انسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے ف اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوئے مراد نہین بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوئے جانا مراد ہے کیونکہ قرینہ سے یہ معنی ظاہر ہین۔ حاصل آنکہ ان سرکشون نے اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ چوتڑ و نکے بل گھسلتے ہوئے چلے۔ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ انپر بلند کیا جانا کلام مجید مین مذکور ہے اور مفسر جلالؒ نے مانند بیضاوی و نسفیؒ وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونے کیوقت بھی انپر پہاڑ بلند کیے جانیکی قید ذکر فرمائی ہے حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسٰیؑ نے اسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہے پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی مقام مین [illegible] قصہ مین خلط واقع ہو گیا ظاہرا اکثر روایات اسمین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہے کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہے اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے اور قصص اسکے دخل نہ دیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالیٰ مابعد مین اسکو تحقیق کر دیگا۔ [illegible] سے یہی بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور ابن کثیرؒ نے بھی [illegible] ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ [illegible] نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسٰی علیہ السلام کی زندگی مین بنو اسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوئے ولیکن یہان منصوص [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق آگی نافرمانیونکی تعداد ہے اسی سے سبت کا قصہ فرمایا کہ۔ وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا [illegible] یعنے اور ہمنے انکو حکم دیا کہ تجاوز مت کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے سب کامونسے فارغ کیا گیا ہے [illegible] مت کرو کہ اس روز مچھلیونکا شکار کرو۔ اور ورش نے نافع سے لا تعدوا بفتح عین و تشدید دال روایت کیا پس اصل لا تعتدوا [illegible] داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز چڑھاؤ ہوتا تھا اور اسی روز [illegible] مچھلیان چلتے تھے اور حاصل آنکہ ان لوگون نے نہ مانا۔ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔ اور لیا ہمنے

کہ یہودیون نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص و فلان کے اوپر اتارو [illegible]
[illegible] جو جامع فضائل قرآن مین تھا اسکو نہ مانا ہو مقتضا ئے [illegible]
[illegible] ومعجزات باہرہ وراہ صواب کلام [illegible]
[illegible] نسبت کفار قریش کے بھی [illegible] ادہ تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نومن لک [illegible]
تماسا چا [illegible] اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی [illegible] کتنی دور [illegible]
ین سوال [illegible] کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہی کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور [illegible]
عزوجل کی وحدانیت [illegible] اسکی کھلی دلیلین و اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انعام [illegible]
ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہوگئی کہ کفر [illegible]
پیروی اور عقل کی دشمنی انمین کسقدر جمی ہوئی ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ [illegible]
سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو انکے باپ دادون نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا [illegible] جس نے [illegible]
کہ کفر مین انکا قدم کہانتک جما ہوا ہی چنانچہ انکے باپ دادون کا سوال نقل کیا کہ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی موسیٰ سے کہا کہ دکھلا [illegible]
اللہ تعالیٰ کو جہر سے یعنے آنکھون کے سامنے۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ سو پکڑ لیا انکو صاعقہ نے ف یعنے ہوئے انکو عذاب کرنے
کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اتری جسنے انکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور
شیخ جلال نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی اور شاید لفظ صوت ہو یعنے صیحہ کہ آواز آسمان سے آئی کہ انکے دل پھٹ گئے اور یہی سورۂ بقرہ مین
مذکور ہی واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوے۔ بِظُلْمِهِمْ بسبب انکے ظلم کے ف کیونکہ انھون نے
سوال مین تعنت کیا اور اس وجہ سے نہین کہ انھون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالیٰ محال ہی چنانچہ اسکا
سوال کرنے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ بدرجۂ اولی ماخوذ ہوتے کیونکہ انھون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک
سے سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگونپر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال بالکل غلط ہی صحیح
یہ ہی کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت سے واضح ہی کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسیٰ لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے انشاء اللہ
تعالیٰ حضرت موسیٰ کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا والحمد للہ
حمداً کثیراً علی نعمائہ وافضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب انکے اس ظلم کے کہ انھون نے بے محل ایک چیز مانگی اور کسی چیز کو اسکے موقع
محل سے ہٹانا ظلم ہی اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالیٰ ہی اسکو بجانب [illegible]
کرکے شرک کیا تو ظلم عظیم ہی پس یہ تو انکی تعنت و سرکشی کا حال ہی کہ بے ادبی مین کمال کو پہونچے ہوے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے جیسے اللہ
کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہی تو رسول اللہ صلعم کی شان مین اور نیک بندونکے حق مین ہر ایک کے درجے کے موافق محض اللہ تعالیٰ کیواسطے
ادب چاہیے ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر بنالیا ان لوگون نے بچھڑے [illegible]
معبود ف یعنے سامری نے جو بچھڑے کی مورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنادی اور اسمین سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اسی کو پوجنے لگے
معرفت ذات و صفات الٰہی اور شرک و کفر کو سن چکے تھے مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ یعنی انھون نے بعد [illegible]
آچکی تھین انکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر معجزے انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون [illegible]
منور نہوئی اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنالیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے بھی نورانی [illegible]

Marfat.com

... کفر ... مجرم نہین ہونگے بلکہ حرام و مرتکب کبیرہ بھی جنہون نے شیطان کی پیروی مین گناہ کیئے ہین انکے ساتھ شامل ہونگے جنکے حق مین بدون تعذیب کے رہائی نہونا مقدر ہوا ہی اور جنون کی جماعت کے بڑھانے و استکثار کرنے مین ایسے گناہگار بھی شامل ہونگے پھر سب کے حق مین دخول نار کا حکم ہوگا لیکن خلود سے استثناء ہوگا یعنی سب خلدین فیہا۔ رہو سوا ہے اُن لوگون کے جنکے حق مین بسبب اسلام دنیادی کے مشیت ہو چکی ہی کہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے پس وہ بعد تعذیب کے نکالا جائیگا اور بچایا جائیگا ما موصولہ سے اشعار وقت مقدر کا ہی اور تاکہ متن سے وہم بجانب عدم دخول نہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ ما بمعنی من نہین بلکہ اول براے غیر ذوی العقول و دوم براے ذوی العقول ہی تو جواب آنکہ ما موصولہ عم ہی جیسا کہ محققین نے تصریح کردی ہی۔ **قال الحافظ** بعض نے کہا کہ استثناء کا مرجع برزخ کی طرف ہی یعنے زمانہ برزخ تک مستثنیٰ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مدت بقاء دنیا تک استثناء ہی اور دیگر اقوال بھی آئے ہین چنانچہ قولہ تعالےٰ واقع سورۂ ہود۔ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالےٰ سب تقریر آویگی **قال البیضاوی** فی قولہ الا ما شاء اللہ۔ سواے ان اوقات کے جنمین آگ سے زمہریر کی طرف منتقل کیئے جاوینگے **قال التفتازانی فی حاشیۃ الکشاف** ایک وجہ دیگر نکلتی ہے وہ یون ہی کہ اس استثناء سے مراد مبالغہ ہی ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہنے کا یعنے خلود کا وقت کبھی منتہی نہوگا مگر اسوقت کہ اللہ تعالےٰ چاہے حالانکہ معلوم ہی کہ مشیت الٰہی کبھی انکے خروج کے واسطے نہوگی پس خلود مؤکد ہوا اگرچہ پہلے وہم تھا کہ شاید کبھی مشیت ہو اور نیز خلود کو بصورت استثناء بیان کرنے مین طمع دلانے کا تہکم ہی **قال الحافظ** ابن عباس رض سے روایت ہی کہ یہ آیت ایسی آیت ہی کہ کسی کو سزاوار نہین ہی کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے بارہ مین اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی حکم لگاوے اور مخلوق کو نہ جنت مین اتارے اور نہ دوزخ مین اُتارے۔ رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم اور زیادہ بسط اس مقام کا انشاء اللہ تعالےٰ سورۂ ہود کی آیت مین آویگا اور ان مقامات مین زیادہ ضرورت جان لینے کی نہین ہی بلکہ جہانتک معلوم ہو جاوے بہتر ہی ورنہ او تعالیٰ عزوجل داناتر ہی اِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ تیرا پروردگار اپنی صنع مین حکمت والا اور اپنی خلق کا خوب جاننے والا ہی۔ ظاہر ہی کہ تمام علم و حکمت الٰہی بندہ کی مجال سے باہر ہی تا فہم وَكَذَٰلِكَ یعنے جیسے ہمنے نافرمانی کرنے والے جنون و انسانون کو بعض کو بعض سے نفع اُٹھانے دیا ایسے ہی نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا دوست کرتے ہین ہم بعض ظالمونکو بعض کا **ف** نولی از تولیہ مصدر ولایت بمعنی دوست کر دینا۔ عن عبد الرحمن بن زید یعنے ظالم جنون کو ظالم انسانون پر مسلط کرتے ہین پس تولیہ بمعنی تسلیط ہی اور فرق درمیان ہر دو ولایت آنکہ ولایہ بالفتح بمعنی نصرت و یاری و دوستی ہی اور بالکسر بمعنی غلبہ و ملک و سلطنت ہی کذا ذکرہ الزمخشری قتادہ رح نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ لوگون کو انکے اعمال کے بموجب متولی کرتا ہی پس ہر مومن دوسرے مومن کا ولی ہی چاہے جہان سے اور جہان ہو اور ہر کافر دوسرے کافر کا ولی ہے جہان ہو اور ایمان تمنا کرنے اور صورت بنانے پر نہین ہوتا **قال الحافظ** اسی تفسیر کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا۔ **قال قتادہ رح** یعنے دوزخ مین بعض ظالم بعض کے پیچھے پیچھے ہونگے یعنے دنیا مین جو ایک دوسرے سے موالات کرکے ... کے واسطے فرمایا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنے انکے گناہ کمانے کے سبب سے ایسا کردیا ہی **ف** کہ بعضے بعضون کے ... ظاہر ہی کہ ظلم یہان عام ہی خواہ اپنے نفس پر ظلم ہو باین طور کہ دوسرے کے موالات مین کفر و شرک کیا یا غیر پر ظلم ہو کہ اسکو ... ضرر تا حاذ پہونچائی۔ عن ابن عباس جب او تعالےٰ کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو انمین سے بہتر کو متولی کرتا ہی

اور جنکی برائی چاہتا ہے تو انکے شریرون کو متولی فرماتا ہے اعمشؒ نے کہا کہ مین نے بزرگون کو کہتے سنا کہ جب [illegible]
شریر بدکار سردار ہونگے۔ اللھم انی اعوذبک من الفتن واسألک العافیۃ

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ [illegible]

اے جماعت جنون اور انسانون کی کیا تمکو نہین پہونچے تھے رسول تمہارے اندر کے سناتے تمکو میرے حکم اور ڈراتے [illegible]

قَالُوۡا شَہِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا وَ غَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَ شَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ۞ ذٰلِکَ اَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ

بولے ہینے مانے اپنے گناہ اور انکو بہکا دیا دنیا کی زندگی نے اور قائل ہوئے اپنے گناہ پر کہ وہ تھے منکر یہ اسواسطے کہ تیرا

رَّبُّکَ مُہۡلِکَ الۡقُرٰی بِظُلۡمٍ وَّ اَہۡلُہَا غٰفِلُوۡنَ ۞

رب ہلاک کرنے والا نہین بستیون کو ظلم سے اور وہان کے لوگ بیخبر ہون

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ معشر جماعت اور جمع آن معاشر یعنے اے گروہ جن وانسان کے اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ کیا نہین آئے تمھارے پاس رسول جو تم مین سے ہین چونکہ وہم ہوتا تھا کہ جنون مین کوئی جن رسول نہین ہوا لہذا مفسرؒ نے توضیح کردی کہ منکم کے معنی من مجموعکم ہے یعنے جن وانس کے مجموع مین سے پس اگرچہ جنون مین رسول نہین ہوا لیکن انسان مین سے رسول ہوئے تو منکم اس مجموعہ مین سے صادق ہے جیسے قولہ تعالے یخرج منہما اللولو والمرجان یعنے آب شیرین وشور مین سے موتی و مونگا نکلتے ہین حالانکہ فقط آب شور سے نکلتے ہین آب شیرین سے نہین نکلتے لیکن منہما مجموعہ کے اعتبار سے جبکہ ایک ہی ٹکڑے سے نکلے تب بھی صادق ہے اور یہ جواب شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا اور فرمایا کہ قولہ الم یاتکم مین استفہام تقریری ہے اور منکم یعنے منجملہ تم سب کے رسول ضرور آئے ہین حالانکہ رسول فقط انس مین سے ہوئے اور جنون مین سے نہین ہوے جیسا کہ حضرت مجاہد و ابن جریج وبہتیرے ائمہ سلف وخلف یعنے علماء صحابہ وتابعین نے صریح فرما دیا ہے اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ رسول فقط بنی آدم سے ہوئے ہین اور جنون مین نذیر گزرے ہین قال المترجم یہین سے مفسرؒ نے دوسرا جواب دیا بقولہ ورسل الجن نذرہم الذین یسمعون کلام الرسل فیبلغون قومہم یعنی اگر رسل سے حقیقی معنی معروف مراد ہین تو پہلا جواب گزرا کہ منکم سے مجموع جن وانس مین سے ہونا مراد ہے پس جبکہ انس مین سے ہوئے تو مجموعہ مین سے ہونا صادق ہوا اور یا رسول سے اعم معنی مراد ہین پس جنون کے رسولان انکے نذیر مراد ہین جو رسولون سے کلام و احکام الٰہی سنکر اپنی قوم جن کو جاکر سناتے اور نافرمانی سے ڈراتے ہین اور نذر بضمتین جمع نذیر یعنے ڈرانے والا قال الحافظ ما حاصلہ اور دلیل اسکی کہ رسول فقط انس ہی مین ہوے قولہ تعالے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیۃ۔ اور قولہ تعالے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ اور کوئی قائل نہین کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جنون مین نبی [illegible] پھر نبوت منقطع ہوئی و قد قال تعالی وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق الآیۃ۔ اور معلوم ہو کہ جن باب مین انسانون کے تابع ہین لہذا فرمایا واذ صرفنا الیک نفرا من الجن الآیۃ مترجم کہتا ہے کہ جنون کا وجود جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی تھا تو ممکن ہے کہ پہلے ہوتے ہون پھر نبوت و رسالت اولاد آدم مین منحصر ہوئی اور جن تابع ہوئے ہون اور آیات سابقہ بھی محتمل ہین کہ انس کے رسولون کے بارہ مین ہون وقد قال الضحاک بن مزاحم کہ جنون مین سے رسول ہوئے ہین [illegible] اس آیت سے استدلال تمام نہونا بوجہ اسکے کہ یہ آیت کریمہ اس مدعا کے ثبوت مین نص صریح نہین [illegible]

Marfat.com

وہ بھی محتمل ہے لہذا اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی حاجت نہین ہان اسقدر قطعی ہے کہ معرفت ذات وصفات الٰہی و توحید و عبادات
بذریعہ رسولون کے ہر دو فریق جن وانس کو پورے طور سے پہونچ گئی ہے پس جو کوئی انمین سے کافر ہوا وہ بعد حجت کے ہلاک ہوا ہے
کیونکہ ہر فریق کے پاس ایمان و معرفت بتانے والے و اطاعت پر بشارت اور نافرمانی پر عذاب و ڈر سنانے والے رسول ضرور
پہونچ گئے جیسا کہ آیت کریمہ نے مقرر فرمایا۔ الم یاتکم رسل منکم یعنے ضرور آئے تمہارے پاس تم مین سے ایسے رسول کہ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ
اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا مفصل بیان کرتے تھے تم پر میری آیات کو اور ڈراتے تھے تمکو اس دن سے جو تمہارے
روبرو آیا۔ حاصل آنکہ جس دن اللہ تعالے سب مخلوق کو محشور فرماویگا یعنے قیامت کے روز تو گروہ جن وانس کو ملامت کے ساتھ
اقرار صادق کرنیکو فرماویگا قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا بولے ہم اپنے اوپر گواہ ہین ف مومنین تو دنیا ہی مین گواہی دیئے ہوئے
اور ایمان لائے ہوئے ہونگے جو اسدن ملامت سے بچین گے اور رہے کافر تو وہ بھی اقرار کرینگے چنانچہ معنی یہ کہ جن وانس مین سے کافر لوگ
اقرار کرینگے کہ ہم اپنے اوپر گواہی دیتے ہین کہ ہمکو رسالت الٰہی پہونچائی گئی ہے۔ یہ ان کافرون کیطرف سے اقرار ہے کہ اوتعالی کی حجت
رسولون کے ساتھ پیغام بھیجکر انکو ہدایت کرنے اور انکے نہ ماننے سے انپر لازم ہے اور یہ جملہ مستانفہ گویا جواب اس امر کا ہے کہ کافر لوگ آخر
کیا کہین گے اللہ تعالے فرماتا ہے وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اور انکو زندگی دنیا نے مغرور و فریب کھایا ہوا کر دیا پس ایمان نہ لائے
**قال البعض** یہ جملہ معترضہ ہے اور زندگی پر غرور یہ کہ لذات و شہوات دنیا مین عاقبت بھول گئے اور عملاً ذلی فراموش کیا اور انجام کار یہ ہوا کہ
اپنے اوپر کفر کی گواہی دی کما قال تعالی وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ اور گواہی دی اپنی جانون پر کہ ہان وہ لوگ کافر تھے
اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ۔ اور یہ ان لوگون کی طرف سے دوسری گواہی ہے کہ جن رسول پاک و آیات بینات کریمہ سے انکی ہدایت
کی گئی ان سب سے دنیا مین انھون نے کفر و انکار ہی کیا۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ کیونکر انھون نے اپنے کافر ہونے پر
گواہی دی حالانکہ دوسری آیت مین انکا جھوٹ بولنا مذکور ہے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی وہان بھی فسق و فجور نہ چھوڑینگے اور اللہ عزوجل
کی جھوٹی قسم کھاجاوینگے کہ ہم مشرک نہین تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ اُس بڑے دن مین احوال و اوقات مختلف پیش آوینگے پس بعض اوقات
و حال مین اقرار کرینگے اور بعض مین انکار کرینگے۔ اگر کہا جاوے کہ دو بار انکی گواہی انکے کافر ہونے پر کیون مکرر مذکور ہے تو جواب
دیا گیا کہ اول اقرار مین تو انکے قول کو نقل کیا کہ کیونکر کہینگے اور کیسے اقرار کرینگے۔ اور دوم مین انکی نظر خطا کار و رائے غلط و ناہنجار کی
مذمت ہے کہ دنیائے ناپائدار کے شہوات پر مغرور ہوئی اور اسی پر دار و مدار رکھا جو ہر وقت معرض زوال مین اور خطرۂ موت مین
بالکل بے اعتبار ہے اور عاقبت سے بالکل منھ موڑ لیا انجام کار کفر کا اقرار کیا اور عذاب دائمی کے لیئے جسکے سننے سے رونگٹے تھراتے
ہین اپنے آپ کو مسلم سپرد کیا پس اسمین نصیحت ہے ان نیک بندون کو جو غیر کی حالت دیکھکر عبرت و نصیحت لیتے ہین کہ وہ ایسے نہو جاوین
اور لطف و فضل الٰہی دیکھین کہ پیدا کیا اور رزق دیا صحت و تندرستی دی اور ہر نعمت سے سرفراز کیا خصوص پیدا کر دینا کہ اسی
کے مثل تمام مخلوقات آسمان و زمین مین کوئی ایسی نعمت نہین دیسکتا ہے پھر عقل و حواس دیئے اور رسول بھیجے اور نہایت خوبی و حسن اسلوب سے
ہدایت فرمائی اور کیسے پاکیزہ اخلاق و عادات سکھلائے اور اسپر جنت و نعمت غیر مترقبہ کا وعدہ فرمایا یہ کیسے بڑے بڑے احسان ہین
اللہ تعالے سبحانہ ارحم الراحمین غفور و شکور و ودود و حمید کے نام پر اپنی جان ناچیز قربان کرین اور کبھی شرک نہ کرین ورنہ اوتعالے
عدل حلیم مقتدر قہار عزیز و سلطان ہے قادر مختار ہے جو چاہے کرے اسی کی شان پاک ہے لایسئل عما یفعل وہم یسألون پس عذاب

Marfat.com

اسکا سخت ہو نعوذ باللہ منہ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ذلک ... اشارہ ... 
بھیجنے کی طرف ہو اور ان مخففہ ہو ان بالتشدید کا اور لام مقدر ہو یعنے ذلک الارسال للرسل لانہ لم یکن الخ بعض نے کہا ای الامر
ان لم یکن الخ یعنی یہ رسولون کا بھیجنا اس جہت سے کہ نہین ہو تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کو بسبب ظلم کے درحالیکہ وہان
والے غافل ہون کوئی رسول اُنکو نہ پہونچا ہو **قال البیضاوی** - ذلک خبر مبتدا محذوف ہو ای الامر ذلک - یعنی یا بعث ... 
رسولون کے بھیجنے کی پھر قولہ ان لم یکن الخ اس حکم کی تعلیل ہو یعنے بات یون ہی ہونا اسوجہ سے ہو کہ نہین ہو تیرا پروردگار ہلاک کرنیوالا الخ
**قال المترجم** حذف مبتدا امر گران ہو بلا ضرورت نہین شایان ہو پس یہ تاویل مرجوح ہو - اگر کہا جاوے کہ او تعالیٰ عزوجل تمام جہان
وسب اشیاء کا خالق ہو سب اسی کی مخلوق ہو سب اسی کی ملک ہو وہ اپنے ملک مین جیسے چاہے تصرف کرے اور ظلم تو بیجا تصرف کو
کہتے ہین پس اللہ تعالیٰ کی جب سب مخلوق ملک ہو تو اسکا ہر طرح تصرف کرنا صحیح ہو چاہے سب کو ہلاک کرے چاہے باقی رکھے
وہ جو چاہے کرے اُس سے کوئی پوچھ گچھ نہین ہو پھر کیونکر فرمایا کہ لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون **مفسر سیوطی**رح نے جواب دیا
کہ تقدیر کلام یہ کہ بظلم منہا ای بسبب ظلم من القری یعنی نہین ہو تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کا بسبب کسی ظلم کے جو آبادیون سے
صادر ہو درحالیکہ وہ لوگ نیک وبد سے غافل وجاہل ہون **قال الامام ابو جعفر بن جریر** رحمہ اللہ قولہ بظلم - دو وجہ کو محتمل ہو
اوّل آنکہ ذلک لاجل ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون یعنی انکو جلدی عقوبت مین گرفتار فرمانے والا نہین یہانتک کہ
انکے پاس ایسے رسول یا رسولون کے نائب وغیرہ بھیجے جو انکو توحید واعمال شرع بتاوین اور شرک ونافرمانی سے ڈراوین اور ایسا نہین ہو
کہ غفلت مین انکو ہلاک کرے حتی کہ وہ کہین کہ ہمکو تو کوئی بشیر ونذیر نہین پہونچا تھا اور وجہ دوم یہ کہ لم یکن لیہلکہم بدون التنبیہ یعنی ایسا نہین کہ انکو
ظلم کے ساتھ بدون تنبیہ کے ہلاک کرے **قال الحافظ** پھر شیخ ابن جریر رح نے وجہ اول کی ترجیح وتائید بیان کی اور شک نہین کہ وہی قوی ہو
**قال المترجم** واضح رہے کہ حقیقی معنی ظلم کے تو حضرت باری تعالیٰ کی شان مین کسی طرح نہین ہوسکتے اگرچہ وہ تمام آبادیون کو بلا قصور
وبیوجہ ہلاک کردے - کما فی قولہ ان اراد ان یہلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعا نہین دیکھتے کہ اگر کوئی آدمی ایک برتن بناوے پھر اسکا
جی چاہے اور اسکو توڑ ڈالے تو کچھ ظلم نہین پھر کہان حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ لہذا او تعالیٰ شانہ جو کچھ کرے سب عین صواب و
عین انصاف ہو ولیکن کمال رحمت ہو کہ جن باتون کو بندہ اپنے درمیان مین حرج سمجھتا ہو او تعالیٰ عزوجل نے بھی اسکو نہین کیا
اگرچہ او تعالیٰ کی نسبت وہ حرج نہین ہو پس تاویل دوم بھی ہوسکتی ہو اگرچہ اوّل اولے ہو بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ او تعالیٰ نہین
ہلاک کرتا اہل القری کو بسبب ظلم کسی ظالم کے انمین سے درحالیکہ باقی لوگ اس سے غافل ہون - بالجملہ او تعالیٰ نے کسی قوم کو خواہ
جن ہون یا انسان ہون بدون تنبیہ وانذار کے عذاب نہین کیا کما قال تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - اور فرمایا - کلما القی فیہا فوج
سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر الآیۃ اور فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ اور فرمایا
وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی نہین کوئی آبادی مگر آنکہ اُس مین ڈرسنانے والا گزرا ہے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ
اور ہر کسی کو درجے ہین اپنے عمل کے اور تیرا رب بیخبر نہین اُنکے کام سے اور تیرا رب بے پرواہ رحم والا اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ
تمکو لیجاوے اور پیچھے تمہارے قائم کرلے جسکو چاہے جیسے تمکو کھڑا کیا اور دوسری اولاد سے جو تمکو وعدہ دیا ...

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝
اور تم تھکا نہ سکو گے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا من العالمين جزاء ما عملوا من خير وشر یعنی درجات بمعنی جزا کے ہی اور ما موصولہ سے خیر و شر مراد ہے
یعنی اور عالمین میں سے ہر ایک کے لیے جزا ہی اس چیز سے جو اسنے بھلائی یا برائی کی تھی مفسرؒ نے عالمین کہا جو ملائکہ کو بھی شامل ہو اور
شک نہیں کہ ملائکہ کے لیئے بھی درجات ہیں پس اسمیں اشارہ ہی تضعیف قول بعض مفسرین کی طرف جنھون نے آیت کو فقط کفار کے ساتھ
خاص لیا کیونکہ انھین کے ذکر کے بعد ہی اور وجہ ضعف یہ کہ عمل کفر سے درجات کہان سے آئے بلکہ درکات عذاب ہونگے اگرچہ
جاسکتا ہو کہ درجات کا استعمال امر خیر مین غالب ہی لیکن یہان مراتب مراد ہین پھر بھی بیان مراتب کفار قلیل الجدوی ہی کما قال آگے
لکل ضعف ولکن لا تشعرون ۔ یعنی جو پیروی مین گمراہ ہوے وہ قیامت مین کہینگے کہ پروردگاران سرغنہ لوگون نے ہمکو اپنی پیروی مین خراب
کیا انکو دونا عذاب دے تو حکم ہوگا کہ تم مین سے ہر ایک کو دونا عذاب ہی ولیکن تمکو شعور نہین ہی اور نیز تضعیف قول دیگر ہی کہ مخصوص مومنین
ہی بنظر لفظ درجات پس عام اختیار کیا بسبب دلیل تخصیص نہونے کے فافہم وقال البیضاوی ولکل من المکلفین مراتب من اعمالہم او من
جزائہا او من اجلہا یعنی مکلفین مین سے ہر ایک کے واسطے مراتب ہین ۔ یہ قید عقلی ہی تاکہ طفل و مجنون وغیرہ و نیز جانور وغیرہ خارج ہوجاوین
اگر کہا جاوے کہ بعضے حیوانات ونباتات وغیرہ کے واسطے بھی مراتب ہین جیسے اصحاب کہف کے کتے کے بارہ مین ثابت ہی تو جواب
یہ کہ یہان مما عملوا کی قید سے ظاہر ہی کہ مطلقاً بیان مراد نہین ہی واللہ اعلم ۔ اور نیز بیضاویؒ نے اشارہ کیا کہ مما عملوا مین جائز ہی کہ ما
مصدریہ ہو یا سببیہ ہو اور مضاف مقدر ہو یعنی من جزاء ما عملوا فافہم نے المدارک ۔ اسی سے امام ابو یوسف و امام محمد نے استدلال کیا
کہ جنون کو ثواب طاعت ملتا ہی **قال المترجم** یہ مجمل ہی معلوم نہین ہوتا کہ دنیا مین ملتا ہی تو ریت مین بھی ملیگا لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا
جاتا ہی کہ انھون نے فرمایا کہ جنون مین سے جو مسلمان ہوئے وہ نہ جنت مین داخل ہونگے نہ دوزخ مین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے انکو
نکالا پھر انکو اسمین دوبارہ نہ لادیگا **قال المترجم** اس روایت کا پتہ نہین ملتا کہ باسناد صحیح قول لیثؒ ثابت ہی یا نہین بر تقدیر یکہ اسناد صحیح ہو
تاویل ہوگی اور نہ دلیل مذکور محض ضعیف ہی تو نہین دیکھتا کہ آدم علیہ السلام بھی جنت سے باہر ہوئے علاوہ برین قولہ قلنا اھبطوا منہا جمیعا فاما
یاتینکم منی ھدی الآیہ بنا بر آنکہ اھبطوا جمیع سے جن بھی مراد ہین صریح ہی کہ اگر ایمان لاکر نیک کام کرین تو ثواب جنت مین بنی آدم سے برابر ہین
کیونکہ فضائل مین یکسان نہون اور نیز تکلیف الایمان مین انسان کے برابر جن بھی مکلف ہین حالانکہ طرف عصیان مین جہنم مین جانا منصوص کر
وقال الضحاکؒ جن بھی جنت مین داخل ہوکر نعمتین کھائین پیین گے ۔ وعن ابن عباسؓ مخلوق چار حالت پر ہی ایک مخلوق سب جنتی ہی اور
وہ ملائکہ ہین دوم مخلوق سب دوزخی ہی اور وہ شیاطین ہین سوم وچہارم دو مخلوق ہین کہ جنتی بھی ہیں اور دوزخی بھی ہین وہ جن وانسان ہین
ہین انکو ثواب بھی ہی اور انپر عقاب بھی ہی احادیث بہت ہین جن سے استنباط ہو سکتا ہی واللہ اعلم وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ
اور تیرا رب کچھ اس سے غافل نہین جو وے کرتے یا تم کرتے ہو یعملون بیاء تحتیہ اکثر کی قرارت ہی اور بعض نے بتاء خطاب پڑھا پس اسمین
یہ بھی ہی کہ کسی نیکوکار کا عمل ضائع نہوگا اور تہدید و وعید بھی ہی کہ بدکار دنیا وغیرہ مین مشغول ہوکر غافل نہون ورنہ عذاب ہی وَرَبُّكَ
الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ یعنے اور تیرا پروردگار بے پرواہ ہی تمام پیدا کی ہوئی مخلوق وانکی عبادت سے اور باوجود اسکے رحمت والا ہی
کلام ایک کیا اچھا وبلیغ ہی یہان غنی ہونا ورحمت والا ہونا جمع کرنے مین انتہا درجہ کا فضل وانعام ہی اور کمال رحمت پر دلیل ہی

Marfat.com

اور منجملہ رحمت کے ہی کہ رسول بھیجے اور نافرمانی میں بدون نیست کرنے کے باقی چھوڑ دیا پس سابق و لاحق سے خوب ...
اسمین تنبیہ ہی کہ سابق مین جو رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا وہ پاک پروردگار غنی حمید کی طرف اسکے نفع کی راہ سے راجع نہین بلکہ بندون پر رحمت ...
اور نیز اسمین مابعد کے واسطے اساس ہی کہ فرمایا اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ یعنے اوتعالے غنی حمید کو تمہاری کچھ حاجت نہین ...
تو اے نافرمانو تم سب کو نیست کردے اور مفسرؒ نے خطاب کو اہل مکہ سے مخصوص کیا وَیَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِكُمۡ مَّا یَشَآءُ ...
سے مراد خلق ہی یعنے تمکو ہلاک کر کے جو مخلوق چاہے بجائے تمہارے پیدا کردے كَمَاۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّةِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ
جیسے تمکو آخر دوسری قومون کی ذریت سے پیدا کیا ہی جنکو آخر کار بلا واسطہ مخلوق پر منتہی فرمایا یعنی آدم علیہ السلام کو بدون ماں و باپ کے
اور بدون نمونہ کے نئے طور پر ایجاد کردیا تھا و لیکن اوتعالیٰ نے تمپر رحم کیا ہی کہ تمکو باقی رکھا اور اگر چاہتا تو تم فوراً مٹجاتے اور تمہارے
بجائے دوسرے آجاتے جیسے وہ چاہتا فتبارک اللہ ذو الملک والملکوت والعزۃ والقدرۃ والجبروت رازیؒ نے تفسیر کبیر ...
کہا کہ مراد اس سے خلق دیگر سوائے مخلوق موجودہ کے ہی پس تنبیہ ہی کہ قدرت اوتعالیٰ سبحانہ کسی جنس پر مقصور و منحصر نہین ہی اور یہی ظاہر ...
مترجم کے انسب ہی اور مفسرؒ نے وہ اختیار کیا جو شیخ ابن جریر نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جیسے تمکو پیدا کردیا مخلوق دیگر سے جو تمہارے
پہلے تھے اور یہ معنی موافق فہم جاہلان مشرکین کے اقرب ہین اور مترجم نے اشارہ کردیا کہ جملہ تشبیہ یعنی قولہ کما انشاکم سے انکو قدرت
کاملہ کی طرف اشارہ ہی کہ پیدا کرنا و ایجاد کرنا کسی واسطہ پر موقوف نہین بلکہ آخر آدمؑ کو بدون ماں و باپ کے ایسا خوب پیدا کیا کہ اسقدر
کثرت سے انکی ذریات موجود ہوئی اور یہ ادق ہی اور اس سے نصاریٰ کو حضرت عیسیٰ کے واسطے سے شرک نہ کرنے پر تنبیہ ہی
کہ وہ تو بدون باپ کے ہوئے جو آدمؑ سے کم مرتبہ ظہور قدرت تھا اور اُنسے کوئی نسل بھی نہوئی - اور نصاریٰ اگر سمجھتے تو جان لیتے
کہ وہ مشرک بھی ہوئے اور حضرت عیسیٰ پر بھی ایمان نہ لائے کیونکہ وہ تو ایسے شخص پر ایمان لائے جسکو بیٹا یقین کرتے ہین وہ درحقیقت
کوئی بھی نہین ہی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بندہ خدا و رسول برگزیدہ جامع کمال انسانی بزرگ مرتبہ پر ایمان لاتے تو یہ ایمان البتہ حضرت
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر ہوتا جو اللہ تعالیٰ کے رسول تھے جنپر انجیل نازل ہوئی تھی اور جنھون نے حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلعم کی
خوشخبری سنائی تھی اور وہ عنقریب قیامت سے پہلے نازل ہوکر آنحضرت صلعم کی شریعت پر حکم کرینگے اور اسی دین کے واسطے جہاد کرینگے
پس اگر اہل کتاب ایمان لاوین تو انکے لیئے بہت بہتر ہی حتی کہ دنیا مین بھی بذات خود اچھے مسلمان ہون اور جو پہلے کے مسلمان ...
ہوسے موجود ہین انکے تابع ہوجاوین اور انکا بگڑا پن درست ہوجاوے انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر نہ ایمان لاوین تو حضرت
عیسیٰؑ کے عنقریب نازل ہونے پر اُنکے جہاد سے خوار ہونگے اور اگر نہ انین تو باتباع حکم الٰہی اعلان ہی کہ فانتظروا انا منتظرون ...
کر ہم بھی منتظر ہین اِنَّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ جو تمکو وعدہ دیا جاتا ہی عذاب کا اور قیامت کا وہ ضرور آنیوالا
ہی اور تم ہرگز معجز نہین ہو یعنے ہمارے عذاب سے چھوٹنے والے نہین ہو اگر ایمان نہ لاؤگے اور کرخیؒ نے افادہ کیا کہ اس
مقام پر تحقیق کیا گیا ہی کہ جملہ اسمیہ اگر مثبت ہو تو دائمی ثبوت پر دلالت کرتا ہی اسی طرح اگر منفی ہو تو دوام انتفاء پر دلالت کرتا ہی نہ انتفاء
دوام پر اور فرق یہ ہی کہ یہاں دوام انتفا مراد ہی یعنے معجز ہونا دائماً منتفی ہی یعنے کبھی کسی وقت کوئی شخص معجز نہین ہوسکتا یعنے اللہ تعالیٰ
اگر عذاب چاہے تو کبھی نہین ہوسکتا کہ کوئی معجز ہوجاوے اور انتفاء دوام سے دوامی معجز ہونا منتفی ہوتا ہی لیکن ہوسکتا ہی کہ بعض ...
معجز ہو مثلاً کہا جاوے کہ زید کا دوامی ہنستا ہونا منتفی ہی یعنے برابر ہر وقت ہمیشہ وہ ہنستا نہین رہتا تو اس سے ...

Marfat.com

نہیں ہمیشہ خلاف ہو کہ زید کا گھوڑا نہ ہونا دوام نفی ہے جیسے زید گھوڑا نہیں ہے یہ دائمی صادق ہے تو کسی وقت بھی وہ گھوڑا نہیں ہوسکتا اور یہی دوام نفی یہاں بھی ہے قولہ ما انتم بمعجزین سے مراد ہے **قال الحافظ** حاصل آنکہ تم کسی حال میں اللہ تعالی کو عاجز نہیں کر سکتے بلکہ وہ مالک پروردگار تعالی ہے کہ تم کو پھر زندہ کرکے عذاب کرے اگرچہ تم خاک مٹی گل سڑ گئے ہو۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ اب تو بھلا گلے سڑے خاک مٹی کچھ موجود ہو اور پہلے تو کچھ بھی نہ تھی جو تمکو ایجاد کر دیا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اے اولاد آدم اگر تمکو کچھ عقل ہے تو اپنے آپ کو مردہ شمار کرو۔ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بات یہی واقع ہے کہ جو تمکو وعدہ دیا گیا ضرور آنے والا ہے اور تم کچھ بھی معجز نہیں ہوسکتے۔ رواہ ابن ابی حاتم **ف فی العرائس** قولہ تعالے وربک الغنی ذو الرحمۃ اوتعالے نے اپنی دو صفت قدیم سے آگاہ فرمایا جو تمام مخلوقات کے واسطے خواہ مومن ہوں یا کافر خواہ مطیع ہوں یا عاصی سب کے واسطے ہے پس وہ پاک پروردگار غنی حمید ہے بندگی کرنے والوں کی بندگی سے بندہ کو خود نفع ہے اور اوتعالی غنی حمید ہے **قال المترجم** جس بندے نے بندگی نہ کی اسنے اپنے کو محروم خوار کیا کیونکہ اپنے پروردگار خالق کو رب نہ جانا پس جیسا کریگا ویسا پاویگا پھر کمال رحمت ہے کہ ہوتو فونکو فہمائش کر دی کہ خواری مت کماؤ اور اگر کماؤ گے تو اپنا بگاڑو گے حضرت اوتعالی غنی حمید ہے ع ای بندہ چو بندگی نہ کردی ؛ از بندگیت کہ کار دارد ؛ چون او تو دگر خدا نہ داری ؛ او بر تو صد ہزار دارد ؛ یہ تو اسکی بے پروائی ہے رہا بیان رحمت تو شیخ نے کہا کہ اپنی رحمت سے نافرمان مجرم گناہگاروں پر رحم کیا حالانکہ اسکی پاک شان یہ ہے کہ نہ اسکو فرمانبرداروں کی عبادت وطاعت سے کچھ نفع اور نہ نافرمانوں مجرموں کے گناہ سے کچھ نقصان۔ اسکی بحر رحمت سے ایک قطرہ ہے کہ تمام حوادث پیدا ہوکر بے انتہا انعام سے مالا مال ہوئے جنھے اسکی صفت غنی کا نور پایا وہ عارف ہیں کہ دونوں جہان سے ہاتھ اٹھایا عوام کی نظر میں سونے چاندی جواہرات اور انکی نظر میں دونوں جہان کی سلطنت ہیچ ہے ہاں اگر جنت چاہتے ہیں تو اسلیئے کہ حضرت عالی تعالی ذو الجلال والاکرام کی رضامندی وہاں انکی بطور زیادت جو کچھ ہے وہ بیان میں نہیں سماتی اللھم ارزقنا برحمتک وانت ارحم الراحمین اسکی رحمت تمام عالم کو شامل ہے۔ عارف جب اسکا غنی ہونا یاد کرتے ہیں تو لرزتے اور بیہوش ہوجاتے ہیں پھر جب اسکا رحم فرمانا یاد آتا ہے تو ہوش میں آجاتے ہیں **قال الاستاذ** رحمہ غنی تو اشارہ ہے اسکی عزت کی طرف اور ذو الرحمہ اشارہ ہے اسکے لطف کی طرف پس غنی سے جلال کی خبر ہے اور ذو الرحمہ سے افضال کی خبر ہے پس جلال کے کشف سے انکو فنا کر دیا اور افضال کے لطف سے انکو زندہ فرمایا **قال المترجم** اشارہ ہے کہ فہم اسرار کلام اسطرح حاصل ہوتا ہے

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ

تو کہہ اے قوم کام کرتے رہو اپنی جگہ میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے کسکو ملتا ہے آخر گھر مقرر

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

بھلا نہوگا بے انصافوں کا

قال یعنی لوگوں سے کہدے یٰقوم اعملوا علی مکانتکم اے قوم تم کیے جاؤ جو کرتے ہو اپنی حالت پر مکانہ طریقہ یعنی کیے جاؤ جتنے قابو بھر اور پوری قدرت واستطاعت بھر اور اپنے امکان بھر عن ابن عباس ای ناحیتکم جہتکم **قال البیضاوی** یہ امر ارشادی نہیں تا کہ کہا جاوے کہ انکو اعمال کفر و عصیان کا حکم کیونکر دیا

[illegible] بلکہ امر تہدید ہے اور معنی یہ ہین کہ اچھا نہین مانتے ہو تو اپنے کفر کرنے اور عداوت کرنے پہ جمے رہو اِنِّی عَامِلٌ
ثابت ہون یعنی اسلام و توحید پرا۔ تمھاری عداوت مین صبر کرنے پر ثابت ہون۔ صیغہ امر سے تہدید کرنا نہایت مبالغہ [illegible]
کرنے والا جسکو دھمکاتا ہے اُسکے عذاب دینے پر عزم بالجزم رکھتا ہے پس اسکو ایسی ہی بات پر آمادہ کرتا ہے جو عذاب کا سبب ہو
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ من موصولہ مفعول ہے تعلمون کا یعنے اگر تم جمے رہے تو عنقریب جان لوگے
اُس شخص کو جسکے واسطے حاصل ہوگا دار آخرت یعنے دار آخرت مین جسکو نیک انجام حاصل ہوگا اسکو جان لوگے کہ وہ ہم ہین
یا تم ہو قال البیضاوی اس کلام مین تہدید کے باوجود انصاف ہے گفتگو مین اور حسن ادب ہے جناب باری تعالےٰ مین کہ اپنی
بھلائی کا حکم نہ کیا اور تنبیہ ہے کہ دھمکانے والے کو اپنے حق پر ہونیکا وثوق ہے۔ حمزہ و کسائی نے یہان اور سورہ قصص مین یکون بیاء تحتیہ
پڑھا کیونکہ عاقبۃ الدار مین تانیث غیر حقیقی ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ فلاح نہین پاتے یعنی نیک انجام نہین ہوتے ہین ظالم لوگ
یعنے کافر لوگ پس بجاے الکافرون کے الظالمون کو جو اعم ہے مبالغہ کے لیے فرمایا ہے افادہ البیضاوی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے تفسیر کی کہ مراد انکہ جسنے شرک و کفر کیا وہ سعید نہین ہوگا اسمین تعریض ہے کہ تم لوگ اگر اسی حال پر رہے تو ہرگز فلاح نہ پاؤگے
تمھارا انجام بھلا نہوگا بلکہ توحید و اسلام والون کا انجام دنیا و دین مین نیک ہوگا قال الحافظ ابن کثیرؒ اور تعالیٰ عزوجل نے یہ
وعدہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کے ساتھ پورا فرمایا کہ مکہ و تمام جزیرہ عرب فتح کردیا اور مشرکین و معاندین کو زیر کردیا یہانتک کہ
آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین سلطنتین قبضۂ اقتدار اسلام مین دیدین اور پورا ہوا قولہ تعالےٰ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ
المشرکون۔ پھر قیامت مین منکرون و کافرون کو بد انجام ملیگا کما قال تعالےٰ لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار۔ اور حسن عاقبت اہل ایمان و اسلام
کو نصیب ہوگا کما قال تعالےٰ والعاقبۃ للمتقین اسمین نصیحت و پند و آیات ہین واسطے اہل سعادت کے والحمد للّٰہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا
اور ٹھہراتے ہین اللہ کا اسکی پیدا کی کھیتی اور مواشی مین ایک حصہ پھر کہتے ہین یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکون کا ہے
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝
سو جو اُنکے شریکون کا ہے سو نہ پہونچے اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہونچے اُن شریکون کیطرف کیا برا انصاف کرتے ہین
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اے جعلوا ثابتا للّٰہ۔ اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت کیا پس جعل کا مفعول دوم ثابتا ہے اسکو مقدم کردیا کہ اہتمام [illegible]
متعلق ہے اور یہ جعل انکے وہم کی تشریع تھی جسکو اُنھون نے شیطان کی پیروی مین نکالا اور اپنے کفر و شرک کے رخنے مین شامل [illegible]
نکالین مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا مِمَّا متعلق ہے نصیبا سے اور من الانعام والحرث بیان ہے ما موصولہ کا اور
نصیبا مفعول اول ہے اور یہ بیان ہے مشرکین کے دیگر انواع جہالت و کفر کا حاصل آنکہ اللہ تعالےٰ نے جو انعام و حرث یعنے چوپایہ
و کھیتیان پیدا فرمائین اسمین سے اللہ تعالےٰ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا اسکو مہمانون و مسکینون کے صرف مین لاتے تھے اور
جن چیزون سے شرک کرتے یعنے بتون وغیرہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا جو بت خانہ کے خادمون پر صرف [illegible]
هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ سو کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ہے اپنے زعم مین زعم مین بفتح اول اکثر کی قراءت ہے اور کسائی
بضم اول ہے۔ ازہریؒ نے کہا کہ اکثر استعمال لفظ زعم کا ایسے امر مین ہوتا ہے جو مشکوک ہو اور [illegible]

Marfat.com

... سے اور مرزوقی کا قول مانند ازہری کے ہو۔ ابن القوطیہ نے کہا کہ زعم ایسی چیز جسکا حال معلوم نہین کہ حق ہو یا باطل ہو ثعلبی نے کہا کہ اُس گفتگو ہو اور غیر ممکن بات کا دعوی ہو یہ مختلف محاورات کا استعمال ہو۔ بالجملہ اوتعالے نے مشرکون کا زعم قرار دیا کہ یون کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالے کے واسطے ہو **قال الحافظ** یہ اُنکے کفر و شرک کی شاخ تھی کہ اللہ تعالی کی مخلوق مین سے اسکے لیئے ایک جزو قرار دیا حالانکہ وہ ہر چیز کا خالق ہو **قال المترجم** مسلمان اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے واسطے قرار دے تو یہی نیت ہوتی ہو کہ یہ خالص نیت سے اللہ تعالیٰ کی راہ مین وہ شخص خیرات کرتا ہو اور نعوذ باللہ تعالی یہ نہین سمجھتا کہ جیسے آپس مین حصہ بانٹ کرتے ہین کہ یہ زید کا ہو اور وہ عمرو کے واسطے ہو اور مشرک لوگ اسی دوسرے معنی پر لیتے تھے اور یہ انکی سخت جہالت تھی چنانچہ اوتعالے نے اُنپر تشنیع فرمائی کہ یون کہتے ہین کہ یہ اللہ تعالے کے واسطے ہو اپنے زعم باطل کے موافق وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا اور یہ دوسرا حصہ واسطے ہمارے شرکا، یعنے بتون و شیطانون کے واسطے ہو جنکے حق مین ایسی باتین اعتقاد کرتے تھے جو شرک ہین **قال المفسر** پھر ان لوگون کا یہ حال تھا کہ جب اللہ تعالے کے حصہ مین کوئی چیز حصہ بانٹ وغیرہ سے گرجاتی تو اسکو اُٹھا لیتے کہ یہ اللہ تعالے کو نہین پہونچ سکتی ہو اور اگر بتون کے حصہ مین اللہ تعالے کے حصہ سے گرجاتی تو چھوڑ دیتے اور کہتے کہ یہ ہمارے اللہ نے رکھنی چاہی ہو چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ پس جو اُنکے شرکاء کے لیئے تھا وہ نہین پہونچتا اللہ تعالے کی طرف یعنی اللہ تعالے کی راہ مین نہین ہوجاتا وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ اور جو اللہ تعالے کے واسطے تھا وہ انکے شرکاء کو پہونچ جاتا ہو۔ حاصل آنکہ مشرکین دونون حصہ مین اس تفصیل سے حکم لگاتے اور شیطانی خیالات کی پیروی کرتے تھے چنانچہ اوتعالے نے مذمت فرمائی سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ بئس حکمہم ہذا۔ کیا برا حکم ہو انکا یہ حکم۔ ما مصدریہ ہو پس ما یحکمون معنی حکمہم ہوا اور مخصوص بالذم محذوف ہو یعنی ہذا جیسا کہ مفسرؒ نے تصریح کردی اور ایسی ہی تفسیر حضرت ابن عباس و مجاہد و قتادہ و سدیؒ وغیرہم سے درازی کے ساتھ مروی ہو **قال الحافظ** اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ ہر شئے جسکو اللہ تعالے کے واسطے قرار دیتے خواہ مذبوحہ جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو تو اُسکو کبھی نہین کھاتے جب تک کہ اسکے ساتھ کسی بت وغیرہ کا نام جس سے شرک کرتے تھے ذکر نہ کرین اور جو چیز کہ انکے باطل معبودون کے واسطے ہوتی اسکے ساتھ اللہ تعالی کا نام پاک نہین ذکر کرتے تھے پھر عبدالرحمنؒ نے آیت تا قولہ ساء ما یحکمون پڑھی حاصل آنکہ جو تقسیم نکالی وہ بہت بری ہو کیونکہ ان مشرکون نے پہلے تو غلطی کی کہ اللہ تعالے کے واسطے ایک جزو قرار دیا حالانکہ اوتعالے ہر چیز کا رب و مالک و خالق ہو اسی کی سب مخلوقات اسی کی قدرت و مشیت مین اسی کے تصرف مین ہو اسکے سوا کوئی معبود نہین ہو پھر جب حصہ بانٹا تو اسمین ظلم کیا۔ اور کیون نہین کہ جو اپنے خالق کو بھولا اور اسی کی عبادت فرض تھی اسمین شرک کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا تو ایسا ظالم جو ظلم نہ کرے وہ تھوڑا ہو وقیل فی تفسیر قولہ فما کان لشرکائہم الآیۃ یعنی جو کچھ کھیتی و چوپایہ وغیرہ مین سے بتون کے واسطے قرار دیا وہ تو اللہ تعالے کی طرف نہین پہونچتا یعنے ان مصارف مین صرف نہین ہوسکتا جو اللہ تعالے نے مشروع فرمائے جیسے محتاجون و مسکینون کو صدقہ دینا اور مسافر مہمان آوے اسکو کھلانا اور ناتے دار قرابت والے کو دینا وغیرہ پس بتون کے نام کا ان مصارف مین صرف نہین ہوتا اور جو اللہ تعالے کے نام کا تھا وہ بتون کو پہونچ جاتا ہو یعنی بتون کی ... بتخانہ کے خدمتگذارون کی حاجات مین صرف ہوجاتا ہو حاصل آنکہ یہ مشرک بے ادب یہ اعتقاد کرتے کہ جو بتون کے نام کا ہو ... نکتا ... کیونکہ وہ نہین روا ہو کہ سوا ے انکے کسی اور امور مین جو اللہ تعالے کے پسندیدہ ہین اور اُسکے حکم سے

شروع مین صرف ہو بخیال بتون کے برخلاف اسکے جو اللہ تعالے کے نام کا ہوا سکو نذر رکھتے کہ یا جو [illegible]
جو اللہ تعالی کی مرضی مین اگر حاجت ہوتی تو بتون کی خدمت مین صرف کرین پس بتون کی جانب کو زیادہ [illegible]
و بے ایمانی کا نتیجہ تھا۔ اگر شرک نہوتے اور توحید و اسلام پر ہوتے تو ایسی جہالت نکرتے

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ

اور اسیطرح بھلی دکھائی ہین بہت مشرکون کو اولاد مارنی اُنکے شریکون نے کہ اُنکو ہلاک کرین اور اُلجھادین اُنپر غلط کر دین

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ○

اور اللہ چاہتا تو یہ کام نکرتے سو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ

یہ بھی ان مشرکون کی جہالت و ضلالت مین سے قسم دیگر ہے۔ وَكَذَٰلِكَ یعنے جیسے مزین کیا گیا مشرکون کی نظرون مین وہ فعل جو مذکور ہوا ویسے ہی زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ مزین کر دکھایا مشرکون مین سے بہتون کی نظر مین قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ قتل کرنا اپنی اولاد کا جیتے جی زمین کے اندر توپ دینے کے ساتھ انکے شرکا نے یعنی ان شیطانون نے جنکے حکم کو مانند حکم خدا سے تعالے کے مانتے ہین۔ واضح ہو کہ عرب کے بے رحم جاہل شرک قبل زمانہ اسلام کے اپنی اولاد مین سے لڑکیون کو مار ڈالتے تاکہ دوسرے مرد کے تصرف مین نہ آوے جیسے ہندوستان کے چھتریون مین رواج تھا بلکہ عرب کے شرک کچھ بڑھے ہوئے تھے چنانچہ اگر کوئی لڑکی اُسکی مان کے چھپانے سے بچ گئی پھر آٹھ دس برس کی ہوئی اور مرد کو معلوم ہو گیا تو وہ بہانے سے اُسکو جنگل مین لے گیا اور گڈھے مین دھکیل کر اُسپر مٹی ڈالنی شروع کی وہ بیچاری ہر چند روتی رہی کہ ای میرے باپ ای میرے پیارے ابا تم کیون مجھے مارتے ہو اس خبیث بیرحم نے آخر اسکو زندہ توپ دیا اور چلا آیا۔ اللہ تعالے عز و جل ارحم الراحمین نے اسپر بڑے سخت عذاب سے وعید فرمائی ہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالے تفسیر قولہ تعالے واذا الموؤدة سئلت بای ذنب قتلت الآیۃ مین آویگا۔ یہان انکی اسی جہالت و ضلالت کو ظاہر کر کے مذمت فرمائی۔ حاصل آنکہ جسطرح مذکورہ بالا بیان سے انکا شیطان کا پیرو ہونا ظاہر ہوا ایسے ہی بہت سے مشرکون کی نظرون مین انکے باطل معبودون نے جنکو اللہ تعالے کا شریک بناتے تھے یہ بات خوب رچائی کہ اولاد کو زندہ توپ کرین قتل کرین اور شیطانون نے اس وجہ سے یہ بات رچائی اور ان جاہلون گمراہون سے اسکی تعمیل کرائی لِيُرْدُوهُمْ تاکہ انکو ہلاک کرین یعنے غضب الٰہی مین گرفتار کرا دین جس سے بعد موت کے بڑی ہلاکت عذاب جہنم مین پڑین وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ اور نیز اسواسطے رچائی تاکہ ان لوگون پر انکا دین غلط کر دین یعنی یہ لوگ ابتدا مین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے دین پر تھے پس جب زمانہ زیادہ گذرا تو پہلے شیطان نے جو اولاد آدم کا دشمن ہے انکا اعتقاد بگاڑا حتی کہ توحید سے اعتقاد پھر اپھر دین کے افعال و اعمال کے برعکس گناہ کی باتین انکی نظر مین رچائین اور ہزارون وسوسہ انھون نے قبول کیے یہانتک نوبت پہونچی کہ اولاد کو قتل کرنے لگے واضح ہو کہ قولہ قتل اولادہم شرکاؤہم مین دو قراءت مین اول جو اوپر مذکور ہوئی ہے کہ زین معروف کا فاعل شرکاؤہم ہے اور قتل اولادہم مفعول ہے یعنے زینت دیدیا انکے شرکا نے انکی نظر مین اپنی اولاد کے قتل کرنے کو اور یہی جمہور کی قراءۃ ہے اور ابن عامر کی قراءۃ مین زین بصیغہ مجہول اور قتل کو نائب [illegible] فاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ ہوا اور چونکہ لفظ قتل مصدر ہے جو مثل فعل کے عمل کرتا ہے لہذا اولادہم کو اسی کے عمل سے [illegible] قتل کرنا اپنی اولاد کو پس اولاد مفعول ہوا اور شرکائہم کو جر ہے بسبب اسکے کہ قتل کا مضاف الیہ ہے [illegible]

لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ پھر مفسرؒ نے کہا کہ اس قراءۃ پر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مین مفعول بہ سے فصل لازم
آتا ہو اور یہ کچھ مضر نہین ہو وقال فی الکمالین زمخشریؒ نے کشاف مین کہا تھا کہ زبان عربیہ مین مضاف و مضاف الیہ کے درمیان فصل ہونا
ضعیف اور بسبب ضرورت شعری کے گنتی کی چند جگہ آیا ہو پس مفسرؒ نے جو کہا کہ یہ کچھ مضر نہین ہو اس سے قول زمخشریؒ کو رد کر دیا ہے۔
مترجم کہتا ہو کہ بیضاویؒ نے بھی بیان زمخشری کی پیروی کی اور قول زمخشری اختیار کیا ہو۔ وقال صاحب السراجؒ زمخشری کے قول پر
ایک جماعت علماء نے انکار کیا باین طور کہ یہ قراءۃ تو متواترہ صحیحہ ہو اور زبان عربی مین اسکی ترکیب صحیح و درست ہو پس روا نہین کہ اس قراءۃ
مین یا اسکے نقل کرنے والے مین طعن کرے وقال العلامۃ التفتازانیؒ نے فی الحاشیہ زمخشری کا یہ قول اسکی عادت کے موافق سرزد ہوا کہ قراءۃ
سبعہ متواترہ مین طعن کرتا ہے سو کبھی تو قاری کی خطا کہتا ہو۔ اور کبھی انسے نقل کرنے والے کی خطا بیان کرتا ہو اور یہ دونون اسکی خود غلطیان
ہین اسواسطے کہ قرارت متواترہ ہین اسی طرح اُنسے روایات بھی متواتر ہین پھر اسکے بیان مین محقق موصوف نے طول دیا ہو قال ابن
مالک فی کافیۃ مصدر کی اضافت اپنے فاعل کی طرف درحالیکہ دونون کے درمیان مصدر کے مفعول سے فصل ہو تو مذہب مختار
کے موافق جائز ہو اسواسطے کہ اسمین کوئی محذور نہین لازم آتا باوجودیکہ فاعل اپنے عامل کے جزو کے مانند ہو پس فصل کچھ مضر نہین ہے
قال المفسرؒ پھر قتل کی نسبت شرکاء کی طرف اسوجہ سے ہو کہ انھین نے اسکا حکم کیا یعنے انھین شرکاء کے وسوسہ و آمادگی و تزئین سے
ان مشرکون نے ایسا کیا قال الحافظ سدیؒ نے فرمایا کہ شیاطین نے انکو حکم کیا کہ بیٹیون کو قتل کر ڈالو اس غرض سے تاکہ یہ لوگ
ہلاک ہون یا اپنے دین سے بگڑین اور خالص دین پر نہ رہین ایسا ہی قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہو اور واضح ہو کہ بعضے مشرکین
بسبب خوف محتاجی کے بھی قتل کر ڈالتے تھے یعنے بخوف اسکے کہ انکی وجہ سے ہمکو مال ضائع کرنا لازم آویگا حالانکہ یہ سب تزئین شیطان تھی
اور اللہ تعالے نے اس سے سخت منع فرمایا لیکن یہ لوگ گمراہ مقدر تھے شیطان ہی کی تزئین پر اڑے رہے قال تعالی وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ
مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ یعنے یہ سب اللہ تعالے کی مشیت و ارادہ و اختیار سے واقع ہوتا ہو اور اسمین اسکی پوری
حکمت ہو وہ جو چاہتا ہو وہی ہوتا ہو پس تو چھوڑ دے انکو اور اُنکے افترا کو مشرک لوگ اسکو بوساوس شیطانی کرتے تھے اور بازآنا
درکنار اسپر یہ افترا باندھتے تھے کہ واللہ امرنا بہذا ہمکو اللہ تعالے نے ایسا حکم دیا شاید شیطان کے بندے بنگئے تھے اسی کے
وساوس کو وحی سمجھتے تھے۔ مایفترون مین ما مصدریہ ہو اور فذرہم مین فا فصیحہ ہو کذا قیل

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ
اور کہتے ہین یہ مواشی اور کھیتی منع ہو اسکو نہ کھاوے مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کے پیٹھ پر چڑھنا منع ٹھہرایا ہو اور بعضے مواشی کی
لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝
ذبح پر نام نہین لیتے اللہ کا اسپر جھوٹھ باندھکر وہ سزا دیگا انکو اس جھوٹھ کی

وَقَالُوْا یہ بیان نوع دیگر از ضلالات مشرکین ہو چنانچہ بیان فرمایا وقالوا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ یعنے مشرکین نے تزئین شیطان پر کہا
کہ یہ چوپائے و کھیتی حجر ہو یعنے حرام ہو قال ابن عباسؓ الحجر حرام جو جانور کہ وصیلہ وغیرہ حرام کرتے تھے وکذلک قال مجاہد والضحاک
والسدی وقتادہ و عبدالرحمن بن زید اور نیز قتادہؒ نے کہا کہ انکی مالون مین یہ چیزین شیاطین نے انپر حرام کرائین اور اللہ تعالی کیطرف سے
نہین وعن عبدالرحمن بن زید انھون نے اسوجہ سے حرام کرلین کہ بتون کے نام پر چھوڑین اور حرام کرلین مگر حرام بھی اسطرح کہ

جسکو چاہین کھلاوین چنانچہ کہا لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ یعنے یہ حرام ہین انکو کوئی نہ کھاوے مگر جسکو ہم چاہین
وقال المفسر ای خدمۃ الاوثان یعنی بتون کی خدمت کرنے والے وغیرہ اور خدمۃ بروزن سفرۃ بفتحات جمع خادم
یعنے خادمان اوثان ومردنہ عورتین اور قولہ بزعمہم کے یہ معنی کہ اسطرح کی تحریم صرف انکے زعم باطل واوہام سے تھی انکے پاس کوئی
حجت نہ تھی صرف شیطانی وساوس پر باتین واعتقادات گڑھ لیے تھے جیسے اس زمانے مین شیخ سدّو کا بکرا کرتے ہین
حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا یعنے اور ان مشرکون نے اپنے زعم پر کہا کہ یہ چوپایہ ہین کہ انکی پیٹھ حرام کی گئی ہو یعنے انپر سواری نہین لیتے
وہ بتون کے نام کے تھے جیسے سوائب وحوامی اور تفسیر انکی قولہ تعالے وماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام الآیۃ کی تفسیر مین
گزر چکی ہو وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا اور کچھ چوپایہ ایسے کہ ذبح کے وقت انپر اللہ تعالی کا نام نہین ذکر کرتے بلکہ بتون کا نام لیتے
یعنے بتون کے تقرب کے لیے انکا نام لیکر جان مارتے اور اسکو اللہ تعالے کی طرف منسوب کرتے یعنے اللہ تعالے نے یہ حکم دیا ہے
افْتِرَاءً عَلَيْهِ پورا جھوٹ وافترا باندھتے اللہ تعالے پر وقد قال تعالے سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ عنقریب اللہ تعالی
ان افترا باندھنے والون کو انکا بدلہ دیگا قال مجاہدؒ انکے اونٹون مین ایک قسم کے اونٹ ہوتے کہ نہ انپر سوار ہوتے اور نہ دودھ دوہتے
اور کسی حال مین انپر اللہ تعالے کا نام ذکر نکرتے پہر او تعالے نے ایک نوع دیگر ان کے ضلالات وجہالات سے بیان فرمائی

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ
اور کہتے ہین جو اُن مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مرد کھاوین اور حرام ہو ہماری عورتون کو اور جو مردہ ہو تو اسمین سب

شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ
شریک ہون وہ سزا دیگا اُنکو ان تقریرونکی وہ حکمت والا ہو جزداں

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ ان انعام سے مراد وہ جانور ہین جنکو حرام کر رکھا تھا یعنے ان حرام کیے ہوئے جانورون کے
پیٹ مین جو کچھ ہو خواہ نر بچہ ہو یا مادہ ہو خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا خالص ہی ہمارے مذکر یعنے مردون ولڑکون کے واسطے قال المفسر
خالصۃ یعنے حلال۔ اور کسائی واخفش نے کہا کہ خالصۃ کی ہا واسطے مبالغہ کے ہی اور اصل خالص ہو فراء نے کہا کہ تا تانیث ہو بسبب
انعام مؤنث ہونے کے اور ما فی البطون بھی جنین ہین پس بحسب المعنی تانیث ہونے سے تا آئی والاول اظہر۔ وقال البیضاوی ای
حلال للذکور خاصۃ یعنے حلال ہو واسطے مذکرون کے خاصۃ وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا اور وہ حرام کیا گیا ہمارے ازواج پر یعنی جو رونپر
ازواج جمع زوج بمعنی جفت اور وہ عرب کی زبان مین مرد وعورت دونون پر بولا جاتا ہو جیسے جفت فارسی اور جوڑا اردو مین اور یہان
اس سے جنس مراد ہو یعنے مونثون پر خواہ جورو ہون یا عورتین دیگر یا لڑکیان ہون وَإِن يَكُن مَّيْتَةً واضح ہو کہ یکن بالیا التحتیہ والتا
دونون پڑھا گیا۔ اور معنی مین بھی کان تامہ لیکر میتۃ کو رفع پڑھا گیا اور نیز ناقصہ لیکر نصب پڑھا گیا اور یہ سب ظاہر ومعروف ہو اور حاصل یہ کہ
جو کچھ ان انعام محرمہ کے پیٹ مین ہو اگر مردہ ہوا تو فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ یہ سب اسمین شریک ہین یعنے اسکے کھانے مین مذکر ومؤنث
یکسان ہین سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ عنقریب اللہ تعالے بدلا دیگا انکو اسطرح باتین بنانے کا وہ حکیم علیم ہے
وصف سے مراد یہی تحلیل وتحریم ہی۔ واضح ہو کہ ما فی البطون کچھ بچہ مین منحصر نہ تھا بلکہ جن جانورون کو حرام کر رکھا تھا انکی
تفصیل پر رکھتے اور بحیرہ کا دودھ مرد کھاتے نہ عورتین اور مردار ہوتا تو مرد وعورتین دونو اسمین شریک ہوا کرتے

Marfat.com

[illegible] سے شیخ ابن کثیرؒ نے مفصل ذکر کیا ہی اور کہا کہ قولہ سیجزیہم وصفہم یعنی عنقریب جزا دینگے ہم انکے قول دروغ کی ہذا [illegible] واللہ [illegible] تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب الآیۃ اور مت کہو جسکو تمہاری زبانین دروغ بکتی ہین کہ یہ حلال و یہ حرام ہی تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ پر دروغ کا افترا باندھو۔ مہ۔ پھر تنبیہ و تحقیق فرمائی

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ

بیشک خراب ہوئے جنھون نے مارڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے انکو رزق دیا جھوٹھ باندھکر اللہ پر بیشک

ربع ۳ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ۧ

بہکے اور نہ آئے راہ پر

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ اکثر قرا کی قرارت مین قتلوا از قتل تخفیف ہی اور بعض نے تقتیل سے تشدید تا پڑھا ہی اور اشعار اس سے بار بار قتل ہوگا اور مراد وہی زندہ در گور کردینے کے طور پر قتل ہی الحاصل خوار و خراب ہوئے وہ لوگ جنھون نے اپنی اولاد کو قتل کیا سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ از راہ جہالت کے بدون علم اس بات کے کہ اسمین کیا سخت خواری و کیا بڑی جہالت ہی اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کا رازق ہی اور اُسی نے پیدا کیا ہی۔ اولادہم مین اولاد کو انکی طرف اضافت کیا تاکہ متنبہ ہون کہ کیا بری حرکت کرتے ہین کہ اپنی اولاد کو قتل کرتے ہین اور نیز اُنکی تفضیح و تشنیع ہی۔ اسمین دلیل ہی کہ بندہ کو یہ کہنا روا ہی کہ ہماری اولاد اگرچہ وہ سب اللہ تعالےٰ کی مخلوق و ملک ہی پس جو شخص اسکو این معنی اپنی طرف نسبت کرے کہ ظہور اسکا اس واسطہ سے ہوا تو صحیح ہی اور جو اسکو اپنی چیز سمجھے وہ خطا کار ہے لیکن محبت و عطوفت پیدائشی و طبعی جائز ہی اور یہ خلاف محبت ایمانی ہی جو بالکل اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول صلعم کے ساتھ ہونا چاہیئے اور تحقیق اسکی سابق مین ہو چکی ہی پھر قتلوا پر عطف کیا وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَى اللّٰهِ اور حرام جانا اُس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے اُنکو روزی کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا افترا و دروغ باندھنے کو اللہ تعالےٰ پر اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص کسی ایسی چیز کو جسکو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہی حرام جانے وہ کافر ہی جیسے حرام کو حلال جاننے والا بھی کافر ہی لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ فلان چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا یا حرام کیا ہی اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین مصرح ہی کہ جو کوئی شخص حلال کو حرام کرلے وہ قسم کا کفارہ دے اور اگر ممکن ہی تو قسم پوری کرے پس اُنھون نے کافر نہین کہا تو جواب یہ ہی کہ حرام جاننے اور حرام کر لینے مین فرق ہی مثلاً کشمش کھانا ایک شخص حلال جانتا ہی لیکن اُسنے قسم کھائی کہ مین نہ کھاؤنگا باوجودیکہ وہ بیقین جانتا ہی کہ حلال ہی پس یہ شخص کافر نہوگا اور البتہ ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت بسبب بیماری کے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا پھر مشرکین کو جو کافر فرمایا تو اس لیئے کہ وہ ان حلال چیزون کو حرام جانتے تھے اور اسپر بہتان بھی باندھتے کہ اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہی اسی واسطے فرمایا قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ دین حق سے بہکے ہوئے اور راہ پر نہ آئے اور اگر دین ابراہیم علیہ السلام پر چلتے تو یہ افترا و گمراہی کی باتین نہ نکالتے مگر انھون نے شیطانوں کی [illegible] اور اپنے وہم پر چلے گمراہ ہوئے پھر تحقیق فرمائی کہ سب او تعالےٰ کی پیدائش ہی بتون کی شرکت کچھ نہین یہ فقط شیطان کا دھوکا ہی اور سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی

[illegible] الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ

[illegible] پیدا کیا [illegible] چھتریوں اور بغیر چھتریوں کے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح پر اُسکا پھل اور زیتون

Marfat.com

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

اور انار آپسمین ملتا اور جدا کھاؤ اُسکے پھل مین سے جو وقت پھل لائے اور دو اُسکا حق جس دن کٹے اور بیجا اڑاؤ اُسکو خوش نہین آتے اُڑانے والے

واضح ہو کہ اس تحقیق بیان مین مشرکون کے سب وہم وخیالات باطلہ کا رد ہوا اور مخلوق سے خالق عزوجل کی طرف واجب ہو لیکن اسمین جو احکام ہین وہ مخصوص مشرکون کے ساتھ نہین ہین بلکہ اس حق کی پابندی سب پر واجب ہو لہذا جن امور سے مشرکون پید ہوا نسے نصیحت لینا چاہیے اور جو احکام ہین اُنکی پابندی کرنی چاہیے چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وہی اللہ تعالیٰ بے انتہا قدرت والا پاک پیدا کرنے والا ہو جسنے پیدا کیے باغ معروشات وغیر معروشات انشاء پیدا کرنا جنات جمع جنت کی یعنی باغ اور کہا گیا کہ جسمین انگور کے درخت ومیوہ ہون۔ اور مفسرؒ نے جنات کی بساتین سے تفسیر کی جو کہ جمع بستان ہو اور کہا کہ معروشات یعنی زمین پر پھیلے ہوے جیسے خربزے کے فالیز ہوتے ہین۔ اور غیر معروشات جو ساق پر قائم ہون جیسے درخت خرما وغیرہ ہوتے ہین بعض نے کہا کہ جو ٹٹیون اور کھنبون پر چڑھے ہون وہ معروشات ہین ضحاکؒ سے روایت ہو کہ یہ دونون انگور کے حق مین ہین بعضے تو چڑھے ہوتے ہین اور بعضے زمین پر پھیلے ہوتے ہین۔ وعن ابن عباسؓ معروشات جنکو لوگون نے لگایا ہو اور غیر معروشات جو جنگل مین خود پیدا ہوئے ہون یا جبل اس سے اُنکا حاصل مشرکون کو اپنی عجائب قدرت دیکھنے کو ہوشیار کیا اور سب اپنی خلقت وقدرت کا تماشہ دکھلایا وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور پیدا کیا نخل اور زرع کو یعنی خرما کے درخت اور اناج کی کھیتیان قیل انکو مخصوص بیان کیا بسبب فضیلت کے اگرچہ جنات مین داخل ہین مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ درحالیکہ مختلف ہین اکل ہر واحد کے یعنی صورت ومزے ہر میوہ واناج کے جدا جدا ہین اور مراد اکل سے ماکول ہی وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ اور پیدا کیے زیتون وانار مُتَشَابِهًا درحالیکہ متشابہ ہین دونون کے ورق یعنی پتا اور یہ بفتحتین جمع آن اوراق۔ اور بفتح اول وکسر ثانی یعنی زرسکوک اور یہان مراد اول ہو کیونکہ دونونکے پتے مشابہ ہوتے ہین اور بعض نے کہا کہ رنگ مین تشابہ مراد ہو عن ابن جریج متشابہ دیکھنے مین وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنے مزے مین قال البیضاوی مختلفاً حال مقدرہ ہو کیونکہ انشاء کے وقت ایسا ہو جو نہ تھا بنا برین متشابہا مین بھی ہر تفسیر یہی حال مقدرہ مراد ہوگا یعنے اسکے حق مین وقت پیدائش کے یہ امر مقدر کیا گیا کہ آئندہ باہم متشابہ ہون نظر مین اور غیر متشابہ ہون مزے مین كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ کھاؤ اُسکے پھلون سے جب پھل آوین قال المفسر یعنے پکنے سے پہلے قال البیضاوی یعنے اگرچہ ہنوز پختہ نہوے ہون۔ یہ حکم جو دیا گیا بصیغہ امر تو امر وجوب نہین بلکہ امر اباحت ہو اور یہین سے استدلال کیا گیا کہ امر کبھی اباحت کے لئے آتا ہو۔ بعض نے کہا کہ مقصود اس سے یہ کہ حق واجب ادا کرنے سے پہلے اسمین سے کھانا مباح ہو اور بعض نے کہا کہ یہ وہم نہو کہ بدون پکنے کے اسکا توڑنا کھانا نہین چاہیے اور بعض نے کہا کہ احسان ہو کہ ان چیزون کا پیدا کرنا بندون کے کھانے کیواسطے ہو پھر اگر خالق عزوجل کی نافرمانی کرین تو بہت برا ہو اس احسان کو نہ بھولین لہذا فرمایا وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ اور ادا کرو اسکا حق اسکے حصاد کے روز خواہ دسوان حصہ شرعًا واجب ہو یا بیسوان حصہ واجب ہو حصاد بالفتح قراءۃ ابو عمرو ابن کثیر۔ ابن عامر۔ عاصم ہو اور بالکسر قراءۃ باقی قراء ہو اور یہ دونون لغت ہین اور معنی یہ کہ آخری وقت پر پہونچکر کاٹ کرتیار ہو جاوے لہذا ابن عباسؓ نے بنا بر روایت علی ابن ابی طلحہ کے کہا کہ یعنی زکوۃ مفروضہ ادا کرو جس دن اسکا پیمانہ کیا جاوے اور سب ناپ تول معلوم ہو جاوے۔ واضح ہو بدون الف تو اسکے معنی مطلق کاٹ لینا یا چن لینا بدون اسکے کہ انتہاء وقت معتبر ہو قال سیبویہ جب انتہا زمانہ مراد ہوتا ہے تو اسکو بروزن فعال لاتے ہین اور بسا اوقات اسکی فاء کو کسرہ دیکر فعال بولتے ہین پھر حق سے یہان کیا مراد ہو زکوۃ یا اور کوئی حق

Marfat.com

[illegible] واجب ہوا منسوخ ہوا اور مفسر نے اختیار کیا کہ مراد زکوٰۃ ہی مگر اسمین اختلاف ہی چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ مین ستے تلخیص یہ ہی
[illegible] وعطا و مجاہد وسعید بن جبیر سے مروی ہوا کہ انکے نزدیک آیت محکمہ ہی اور مالک پر واجب ہی کہ حصاد کے روز جو مساکین حاضر ہون
[illegible] وغیرہ کچھ دیدے قال المترجم اس زمانہ مین اسی پر فتوی دینا چاہیئے کیونکہ صیغہ عشر و زکوٰۃ مفقود ہوگیا ہی۔ انس بن مالک
و ابن عباس و محمد بن الحنفیہ وحسن ونخعی وطاؤس و ابو الشعثاء و جابر بن زید و ضحاک و قتادہ و ابن جریج و سعید بن المسیب سے جو مروی ہی
[illegible] ثابت ہوا کہ انکے نزدیک اس سے مراد زکوٰۃ ہی یعنی انکہ یہ حق بعد تعیین زکوٰۃ کی مقدار کے منسوخ ہوا اور بجاے اسکے زکوٰۃ متعین ہوئی
ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہی یہ بات کہ یہ آیت تو مکیہ ہی اور زکوٰۃ کا حکم مدینہ مین ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا اور
یہی مذہب جمہور اہل علم سلف و خلف و اُنکے بعد کا ہی اور ابن عباس سے مصرح ہی کہ زکوٰۃ نے قرآن کے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا۔ ایک جماعت
علما نے کہا کہ زکوٰۃ سے ہر صدقہ کا وجوب منسوخ ہوا اور رہا استحباب تو وہ باقی ہی اور نظیر اسکی روزۂ عاشورا ہی کہ بعد رمضان کے
اسکا وجوب منسوخ ہوا اور یہ ہوگیا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے قال عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کا دستور تھا کہ جو مسکین آجاتا
اسکو کچھ دیتے سواے صدقہ کے یعنے زکوٰۃ کے۔ ابو سعید خدری نے نبی صلعم سے اس آیت مین روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو دانہ بالیون
مین سے گر جاوے۔ رواہ ابن مردویہ و ابن المنذر و ابو الشیخ والنحاس قال ابن کثیر و ابن عباس وغیرہم سے جو مذہب نسخ کا
مروی ہوا مجھے اسمین ہی کہ وہ نسخ اصطلاحی نہین بلکہ ایک چیز در اصل واجب تھی پھر زکوٰۃ سے اسکی مقدار و کمیت و تفصیل بیان کر دیگئی
امام احمد و ابو داؤد نے جابر ابن عبد اللہ رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے ہر دس وسق چھوہارے توڑنے والے کو حکم کیا کہ ایک گچھا
[illegible] مساکین کے واسطے مسجد مین لٹکا دے قال ابن کثیر اسنادہ جید قوی قال المترجم شاید جمہور کے قول پر یہ حکم بھی اول سال
ہجرت یا دوم مین نزول زکوٰۃ سے پہلے ہوگا واللہ اعلم۔ اور بنا بر مذہب اول کے سواے زکوٰۃ کے ہوگا عن ابی العالیہ سواے زکوٰۃ کے
صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ نہین دیتے تھے قال المترجم شاید معنی یہ ہین کہ بانند زکوٰۃ کے کوئی اور صدقہ انپر بندھا ہوا نہ تھا ورنہ تصدق کرنا تو
صحاح و آثار مین بہت ثابت ہی و من اختار المذہب الاول من المتاخرین الواحدی والرازی وقد اشار المترجم الی اہل التقوی فی
ہذا الزمان ان لو تاملوا فیما نزل بالناس وافتوا بہذا احب الی مما اختارہ الجمهور واللہ اعلم وہو الموفق للصواب وَلَا تُسْرِفُوْا اور مت اسراف
کرو یعنے سب پیدا وار صدقہ کرنے مین حتی کہ تمھارے عیال کے لیئے کچھ نہ باقی رہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ اور تعالیٰ نہین دوست
رکھتا مسرفون کو یعنے حد سے تجاوز کرنے والون کو نہین چاہتا قال ابو العالیہ حصاد کے روز صحابہ رضہ کچھ دیتے تھے پھر اسمین حد سے
بڑھا دینا شروع کیا اور اسراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا عن ابن جریج اس آیت کا سبب حضرت ثابت بن قیس بن شماس
ہوے کہ انھون نے اپنا باغ خرما توڑا اور کہا کہ نہین آویگا آج کوئی میرے پاس مگر آنکہ مین اسکو دونگا پس برابر دیتے رہے یہانتک
کہ شام کو انکے پاس کوئی چھوہارا نہ رہا تو نازل ہوا کہ ولا تسرفوا انہ لا یحب الآیہ۔ رواہ ابن جریر عنہ۔ ابن جریج نے عطاء سے روایت
کی کہ ہر چیز مین اسراف کرنے سے منع کر دیے گئے ایاس بن معاویہ بن قرہ نے کہا کہ جسمین تو حکم الٰہی سے تجاوز کرے وہ اسراف ہی سدی نے
کہا یعنے اپنا مال اسطرح مت دو کہ محتاج ہو کر بیٹھ رہو۔ سعید بن المسیب و محمد بن کعب نے کہا کہ صدقہ دینے سے ہاتھ مت روکو یہانتک
کہ اپنے معبود کی نافرمانی کرو قال المترجم اس قول مین اور اقوال اولے مین اسراف بمعنی حد سے تجاوز ہی لیکن اول مین تو بیان اسکا
ہی کہ اسراف نہ کرو۔ اور قول دوم مین بیان اسکا کہ بخل کی طرف تجاوز نہ کرو یعنے نہ دو یہانتک کہ بخل تک نوبت پہونچے و قال

یقاتل یعنے زرع وانعام مین بتون وشیطانون کا حق مانکر شرک نہ کرو **قال الزہری** یعنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بیچ خرچ نہ کرو
**قال الحافظ** پھر ابن جریرؒ نے یہان عطاءؒ کا قول اختیار کیا کہ ہر چیز مین اسراف سے ممانعت مراد ہی اسمین شک نہین کہ اسکے
بیچ واللہ اعلم سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کھانے مین اسراف نہ کرنا مراد ہی یعنے کھانے مین اسراف مت کرو کیونکہ اسمین عقل
و بدن کو مضرت ہی بمانند قولہ کلوا واشربوا ولاتسرفوا الآیۃ۔ اور صحیح بخاری مین ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو بدون اسراف کے اور بدون
اترانے کے **قال المترجم** سیاق تو مذمت مشرکین ہی کہ بیجا تحریم وتحلیل کرتے تھے پس اظہر واشمل قول ابن جریرؒ ہی واللہ اعلم
انہ لایحب المسرفین جملہ معترضہ ہی کیونکہ تمام سیاق تحقیق ختم نہوا جیسا کہ آیات مابعد سے واضح ہی۔ اور واضح رہے کہ اس سے یہ نکلا
نکلا کہ خیرات مین بھی اسراف جاری ہوتا ہی چنانچہ ابدأ بمن تعول حدیث صحیح مین حکم ہی کہ پہلے اپنے عیال سے شروع کر یعنے پھر بچے
تو اوروں کو صدقہ دے۔ وعن مجاہد رحمہ اللہ اگر تو کوہ ابوقبیس کے برابر خدا کی عبادت مین خرچ کر دے تو یہ اسراف نہوگا اور اگر
آدھ سیر اسکی نافرمانی مین خرچ کرے تو اسراف ہی **قال المترجم** سلف کے اقوال اس بارہ مین بہت ہین اور انمین باہم اختلاف نہین کیونکہ
چنانچہ قول مجاہدؒ سیاق دربیان اسراف ہی یعنے معصیت الٰہی مین ذرا سا بھی اسراف ہی اور عبادت مین بہت بھی محمود ہی پس جو شخص کہ پہاڑ کے
برابر راہ خدا مین خرچ کرنے کی استطاعت پاوے اُسکو ثواب ہی پس اگر اسطرح خرچ کیا کہ عیال بھوکے رہے اور غیرون کو دیدیا
تو اسنے عبادت کے موافق خرچ نہ کیا پس معصیت ہوئی اور اس سے ظاہر ہوا کہ اسکے طریقہ مین اعتماد حدیث صحیح پر ہی جو سابق مین بیان
مقام پر مذکور ہوچکی ہی فتذکر **فی العرائس** قولہ وہو الذی انشأ جنات معروشات وغیر معروشات عارفون کے دلون مین اللہ
تعالےٰ نے انوار باطن کے باغ آگائے ہین جنمین مشاہدات ومکاشفات وجمال ووصال ومودت وقرب وغیرہ کے مختلف طرح طرح
کے پھل پھول ہین پس بعض کے حقائق معاملات وحالات مانند قسم انگور کے محروس ہین باین صفت کہ اُسکے ثمرات درگاہ قدیم سے
متصل اور اسکے انوار آسمان یقین تک ساطع ہین اور یہ اُن افعال واقوال کا نتیجہ ہی جو کمال صدق وصفاء قلب سے بندہ کے
دل سے اوتعالےٰ نے جذب فرما کر اس منزلت کو پہونچایا لقولہ تعالےٰ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ اور بعض انمین سے
غیر معروش ہین جو کہ ہموم وغموم پر چڑھے رہگئے اور یہ مشیت وارادہ الٰہی ہی تاکہ اسکو ہر مرید وطالب صادق وہان سے لے لیوے اور
یہ عین ایمان ہی جو زمین دل مین ثابت اور اُسکی شاخین آسمان پر ہین کما قال تعالیٰ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء **مترجم** کہتا ہی کہ اوتعالےٰ
عزوجل نے مومن کی مثال درخت نخل یعنے چھوہارے سے اور کافر ومشرک کی مثال درخت پیاز ولہسن کے مانند سے بیان کی اور
حدیث صحیح مین بھی ایسی مثالین آئی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ یہ تمثیل باعتبار ایمان وکفر وغیرہ اعمال کے ہی اور یہ متعین ہی کہ ان اعمال واقوال سے
آثار قرب ونور وشرح الصدر ورجوع بجانب دار الخلود ودنیا سے بے رغبتی واستعداد موت وغیرہ ظاہر ہوتے ہین اور یہ سب
احادیث وآثار مین مصرح ہین اور دیگر امور شدت ومحبت ومودت وغیرہ کثرت سے بھی مصرح ہین اور دیگر لوازمات کی طرف اشارہ ہی
جنکی توضیح مطیع منبع سنت وکتاب اولیاء اللہ تعالےٰ نے بیان کی ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اب تجھکو یہ وہم نہو کہ آیا عرائس مین اسقدر بیان کر کے
بیان ہی اور شیخ روزبہانؒ نے اسکو عبارت آرائی وشاعرانہ خیالات پر محمول کیا کیونکہ مترجم نے مصرح کر دیا کہ کمال بلاغت کلام
یہ ہی کہ اس سے علاوہ کامل عین مضمون کے جنکے واسطے بیان ہوا ہو دیگر اشارات مفید ومقصودہ ظاہر ہون اور غیر معروشات کی تفسیر یہ کی
کہ اسکو ہر ایک پاجاوے زمین مین پھیلے ہوے مانند بطیخ وغیرہ کے ظاہر ہین پس اور ایک ایمان ہر مومن کے ساتھ ہی

او واضح ہو کہ جات معروشات وغیر معروشات کا اشارہ تو شیخؒ نے بیان کر دیا اب زروع کا بیان رہا تو شیخ نے کہا کہ انکی کھیتون مین تخم محبت
بوئے گئے ہین جنکے ثمرے طرح طرح کے ہوتے ہین چنانچہ اقرار و تقدیس و شوق و عشق و خوف و امید اور عصمت و معرفت و توحید و تجرید۔ اپنی اپنی
استعداد ازل سے نشو و نما پاتے ہین جیسے ظاہر مین ہو اناج کی شکل و صورت و ثمرہ مختلف ہوتا ہی۔ پھر زیتون اسکا اخلاص ہی جو سینا ر وصال سے
بدجہی نور جمال و صبغ صبح جلال پیدا ہوتا ہی اور جو فرمایا کہ متشابہا تو ہر ایک مین منظر نور تجلی سے التباس ہی چنانچہ اوتعالیٰ نے وصف فرمایا
الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب
اللہ الامثال للناس واللہ بکل شئ علیم۔ اور نیز اسکا وصف فرمایا بقولہ تعالیٰ وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدہن وصبغ للآکلین۔ اور یہین سے
خطاب فرمایا اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بقولہ تعالیٰ نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ الآیہ پھر انار
یعنے انار کو جو فرمایا تو وہ درخت الہام ہے جس کا پھل حقائق حکمت اور دقائق قدرت ہین قولہ متشابہا وغیر متشابہ یہ امور مذکورہ بعض سے
بعض قریب ہین اور بعض سے بعضے بعید ہین کیونکہ بعض حالات و بعض معاملات و بعض واردات و بعض مکاشفات و بعض اسرار و بعض انوار ہین
**قال المترجم** یہ کوئی بدون قدرت و رضائے الٰہی کے کسی اور شخص سے پیدا نہین ہوسکتے اور تمام جہان مین جو ظاہر مین درختان میوہ دار
پیدا ہوتے ہین اور کھیتیان اُگتی ہین اُنمین باغبان و کاشتکار کو جتنی مداخلت ہوتی ہی وہی اور انکو آدمیون کے قلوب مین ہی اور جو زمینون کا
حال ہی کہ کھار و راو سنجر وغیرہ ہین کسی مین میوہ اور کسی مین فواکہ اور کسی مین اناج عمدہ اور کسی مین گھٹیا اور کسی مین ساگ پات اور کسی مین لکڑی جلانے کی اور کسی مین
جانورون کی گھاس ہی پیدا ہوتے ہین اور بعضی ایسی ناقص ہین کہ انمین کچھ بھی نہین پیدا ہوتا اسی طرح قلوب بنی آدم ہین اور یہ مثال حدیث صحیح
مین بھی مذکور ہوئی ہی جسکو مترجم نے پارہ اول مین مع تشریح قول الشیخ محی الدین بن العربی ذکر کیا ہی پس یہ سب پوری مثال ہی اور کیا اچھی تمثیل ہی
اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو شور و کھاری زمین سے اگا دے لیکن اُسنے نہین چاہا اور عجب ہی کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہان قدرت الٰہی مین شک
نہین لاتے حالانکہ کافر و مشرک مین تقدیر و مشیت مین منافق و متردد ہوجاتے ہین اللہم اہدنی فیمن ہدیت واغفر لی انک انت الغفور الرحیم اور
ہرگز وہ لوگ جو تقدیر کے منکر ہین ہدایت پر نہونگے جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوین اور یہ سمجھین کہ وہ کس کھیت کی مولی ہین جو تمام حکمت الٰہی کو
سمجھ جاوین ایک ناچیز بلکہ ہیچ مخلوق پس وہ بڑا گدھا ہی جو اس خوض مین پڑا کہ تقدیر سے واقف ہو پس ای اہل ایمان ثابت رہو اور اخلاق پر
احکام الٰہی سے تقوی کرو والسلام **قال الشیخ** پھر ان باغون کے پروردگار مالک ذوالجلال نے بندون کو خطاب فرمایا کہ ان پھلون
و میوہ جات سے ضرور انتفاع حاصل کرین تاکہ قوت ایمان و نور یقین بڑھ جائے اسی واسطے فرمایا کلوا من ثمرہ اذا اثمر۔ پھر بندون کو حکم
دیا کہ ان نعمتون کی زکوۃ مریدون و طالبون کو بیان و ہدایت و نصیحت و اتباع سنت سے مع بیان مقامات و حالات کے ادا کرین بقولہ تعالیٰ
واتوا حقہ یوم حصادہ یعنی جب احوال اعمال مستقیم و کامل ہون تب ایسا کرو **قال المترجم** اسمین تصریح ہی کہ کسی شخص کو روا نہین کہ بدون
دینی اصلاح کے مقامات و حقائق کو بیان کرے اور بہت سے مشائخ نے یہ تصریح کر دی ہی اور مکاری و فریب سے عارف بننا
تو بڑا گمراہی ہی اور نصیحت اعمال شرع کی علی العموم فرض ہی جیسے اپنے نفس کی اصلاح فرض ہی اور پیر بننا بڑے خطرہ کا مقام ہی اکثر ایسا
ہوا ہی کہ آدمی اچھا ہی پھر پیر بنکر عجب و غرور و شیطانی ہوسات مین پڑکر بدتر ہو گیا اللہم انی اعوذ بک **قال الشیخ** پھر لوگون کو حکم کیا کہ یہ نعمتین
مستحقون سے جو اسکے لائق و مستحق ہون دریغ نکرین بقولہ تعالیٰ ولا تسرفوا کیونکہ مستحق کو نہ دینا ظلم ہی جیسے غیر مستحق کو دینا اسراف ہے
**قال المترجم** عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے روایت ہی کہ یہ خطاب مسلمانون کے سردارون کو ہی جو زکوۃ وصول کرتے ہین چنانچہ اُنکو

Marfat.com

حکم دیا کہ حق واجب سے بڑھ کر نہ لیوین اور غیر مستحق کو نہ دیوین پس جو اشارہ شیخ نے ذکر کیا اُنمین حضرت ابن زینب کے قول ...
اشارہ یہ ہی کہ ہر عارف کو ان معارف سے جسقدر پھل ملا ہو اس سے زیادہ حق ظاہر نہ کرے اور ان علوم مین سے غیر مستحق کو ...
حاصل یہ کہ لوگون کی تعلیم مین انکو درجہ بدرجہ چڑھاوے حتی کہ جسقدر قلب انکا صاف ہوگا اسی قدر انوار سے اور فہم خطاب سے ...
پس جنے مبتدی کو اسرار سنائے اُسنے اسکو گمراہ کیا اور اپنے اوپر وبال لیا فافہم - قولہ تعالی انہ لا یحب المسرفین مبتدی ...
اُن باغون و انوار سے محجوب ہوگا۔ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے جسکو عطا فرماوے وہی بندہ ہی اور جو بندہ ہو اسی کو عطا ...
مین کیا اچھے باغ ہین کیا خوب حالات مین کیا پاکیزہ بلبل ہین کیا خوبصورت انکی تسبیح ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم حضرت استاذ
نے اس آیت مین فرمایا کہ ظاہری باغون سے جو قدرت الٰہی سے تمام روئے زمین پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتے ہین انفس باطن قلب کے
باغ بہت ہی خوب ہین گویا یہ مجاز اور وہ حقیقت ہین انکی سرسبزی وشادابی اور انکے چاند وسورج وانکے آب وتاب کا کیا کہنا انکی

زکوٰۃ شکر نعمت ہے اس سے بہت بڑھا ہوا ہی والحمد للہ رب العلمین

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ

اور پیدا کیے مواشی مین لدنے والے اور دبے کھاؤ اللہ کے رزق مین سے اور مت چلو شیطان کے قدمون پر وہ تمہارا دشمن صریح ہی

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پیدا کیے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ مین سے دو اور بکری مین سے دو پوچھ تو کہ دونون نر حرام کیے ہین یا دونون یا

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ

وہ جو لپٹ رہا ہی مادون کے پیٹ مین بتاؤ مجھکو سند اگر تم سچے ہو اور پیدا کیے اونٹ مین دو اور گائے مین

اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

دو پوچھ تو دونون نر حرام کیے ہین یا دونون مادہ یا جو لپٹ رہا ہی مادون کے پیٹ مین یا تم حاضر تھے

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

جسوقت اللہ نے تمکو یہ کہدیا تھا پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹھ باندھے اللہ پر تا لوگون کو بہکاوے بغیر تحقیق

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۠

بیشک اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگونکو

بقیہ تحقیق اور تنبیہ کو اللہ تعالی نے مشرکون کے رد اور مومنون کی ہدایت کیلیے بیان فرمایا وَمِنَ الْاَنْعَامِ انعام جمع نعم غالب استعمال اسکا
اونٹ گائے وبکری کے انواع مین ہوا اور تحقیق او پر گذری ہی یعنے اور اُسی پاک پروردگار خالق متعال نے پیدا کیے جل جلالہ
انمین سے انعام سے کردیے حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا حمولہ وفرش پس حمولہ بروزن فعولہ بمعنی فاعل جسمین تذکیر وتانیث یکسان لفظ سے
آتی ہی قال المفسر ایسے انعام جو لادنے کے کام کے لائق ہین مانند بڑے اونٹون کے - اور فرش وہ جو بوجھ لادنے کے لائق نہین جیسے ...
اونٹ وبکریان انکو فرش اسواسطے کہتے کہ مانند زمین کے مفروش ہین یا زمین پر فرش ہین بسبب زمین سے نزدیک ہونے کے ...
مسعود رض حمولہ وہ اونٹ جنپر لادا جاتا ہی و فرش چھوٹے اونٹ، رواہ الحاکم وصححہ وکذا قال ابن عباس ومجاہد ...

لہ ظاہری باغون میں بھی اس سے بہت بڑھا ہوا ہی لیکن جاہل انکی حقیقت سے ... اسواسطے شیخ نے باطن کو بڑا وزن دیا ۱۲

ع

ابن عباس نے روایت کی کہ حمولہ تو اونٹ و گھوڑے و خچر و گدھے ہر جانور جسپر لادا جاوے اور فرش وہ بکری بھیڑی ہین اسی کو ابن جریر نے
اختیار کیا اور کہا کہ میرے خیال مین فرش اسوجہ سے کہا گیا کہ زمین سے نزدیک زیادہ ہوتے ہین **قال المترجم** یہ تفسیر بنا برآنکہ انعام کا لفظ
جملہ چوپایہ کو سوائے درندے و اسکے مانند کے شامل ہو ربیع بن انس و حسن و ضحاک و قتادہ وغیرہ نے کہا کہ حمولہ اونٹ و گائے اور فرش بکریان
ہین مترجم رحمہ اللہ نے شاید قول ابن عباس بروایت علی بن ابی طلحہ اختیار کیا کما یظہر من ظاہر کلامہ اور زجاج نے کہا کہ اہل لغت کا اجماع ہو کہ
فرش چھوٹے اونٹ ہین كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ اس چیز سے جو تمکو اللہ تعالے نے رزق دیا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
خطوات جمع خطوہ قدم اور مراد طریقے ہین یعنے بعض کو ان انعام مین حرام و بعض کو حلال سمجھتے ہین جو شیطانی طریقون کی تمنے پابندی کی ہو وہ
چھوڑو اور جو اللہ تعالے نے تمہارے واسطے حلال کیا اسکو کھاؤ اور شکر الٰہی ادا کرو اور ہر وقت اپنے نفس کی اصلاح کرو تاکہ کمال قرب
الٰہی کو پہونچو اور شیطان سے ہوشیار رہو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بین العداوۃ۔ وہ یعنی شیطان تمہارا کھلا دشمن ہو اسنے تمہارے
باپ آدم کو جنت سے نکالا اور تمہاری گمراہی کا بیڑا اٹھایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون تم مین سے بہت سے گروہ اگلون کے
اسنے گمراہ کر ڈالے یہانتک کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے پھرے آخر کار بہت سے مختلف عذاب الٰہی سے ہلاک ہوے اب بھی کیا تم
نہین سمجھتے ہو یہانتک کہ شیطان کے حرام تبلانے سے حرام سمجھنے لگتے اور حلال تبلانے سے حلال رکھتے ہو حالانکہ یہ الٹی بات ہو چنانچہ
اسنے پاکیزہ گوشت سانڈ اونٹ وغیرہ کا تمپر حرام کیا اسکو تم نہین کھاتے اور خون کو جمع کرکے اسکے ٹھکلے کے ٹھکلے کاٹ کر کھاتے اور مردار
جانور اور کھال اور ایسی ہی ناپاک چیزین کھائے جاتے ہو تمکو ذرا بھی عقل نہین آتی پھر اسپر تمکو اسنے بیوقوف بنایا کہ آخر تمنے اللہ تعالی پر افترا
باندھا کہ اللہ تعالی نے ہمکو ایسا حکم دیا ہو قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء۔ اللہ تعالی کبھی فحش باتون کا حکم نہین فرمایا پھر اللہ تعالی عزوجل نے
حمولہ و فرش کو بیان کرکے انکو تنبیہ فرمائی کہ تم شیطان کے مسخر بنے اور عقل سے دور پڑے ہو ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ بدل واقع ہو حمولۃ و فرشا کا یعنی انعام حمولہ و فرش
جملہ ثمانیہ ازواج ہین یعنے چار جوڑ ہین چار صنف کے۔ اور ازواج جمع زوج کی کبھی بمعنی صنف آتا ہو اور مفسرؒ وغیرہ نے ازواج بمعنی اصناف
لیا ہو اور بیضاویؒ نے کہا کہ زوج وہ کہ اسکے ساتھ جنس کا دوسرا اسکا مزاوج ہو اور کبھی ان دونون کے مجموعہ کو کہتے ہین یہان معنی اول
مراد ہین حاصل آنکہ واحد اگر ایسا ہو کہ منفرد ہو خواہ نر ہو یا مادہ تو اسکو فرد بولتے ہین اور اگر اسکے ساتھ اسکی جنس سے جمع ہو جاوے ایک مذکر اور
ایک مؤنث تو دونون کو بھی کبھی زوج کہتے ہین اور ہر ایک کو بھی اس حالت مین زوج کہتے ہین اور رہا مؤنث کو زوجہ کہنا تو یہ عجمیون کی بولی ہو
عرب والے زوج ہی کہتے ہین اور دونون کو زوجان بولتے ہین کما فی قولہ وجعل منہ الزوجین الذکر والانثی اسلیوسطے یہان چار جوڑ کو آٹھ زوج
فرمایا مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ ای زوجین اثنین الذکر والانثی یعنی ضان سے دو زوج نر و مادہ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ اور معز سے بھی دو زوج نر و مادہ
الضان جمع ضائن اور مادہ کو ضائنہ کہتے ہین اور یہ ان بکریون کی قسم ہو جنپر صوف یعنی پشم ہوتی ہو اور معز اسکے برخلاف جنکے بال اور چھوٹی دم
ہوتی ہو پس ضان کے نر کو کبش کہتے ہین اور مادہ کو نعجہ کہتے ہین اور معز کے نر کو تیس اور مادہ کو عنز کہتے ہین پس ثمانیہ ازواج مین سے اربعہ یعنے
چار کو یہان ذکر کیا کہ مشرکین انمین خاص خاص تحلیل و تحریم شیطانی کے معتقد تھے جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہو تو انکو ذکر کرکے فرمایا قُلْ
یا محمد لمن حرم ذکور الانعام تارۃ و اناثہا اخری وینسب ذلک الی اللہ تعالے افتراء علیہ یعنے کہدے اے محمد ہر ایسے مشرک سے جسنے کبھی انعام
کے نر کو حرام سمجھا اور کسی صورت مین مادہ کو حرام جانا اور اسکو اللہ تعالے کی طرف نسبت کیا کہ اللہ تعالے نے یون ہی حکم دیا ہو پس ایسے
مشرک سے کہہ کہ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ بھلا ہر دو مذکر ضان و معز کو حرام کیا یعنے کبش و تیس کو حرام کیا ہو اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا ان دونون

کے مادہ یعنی نعجہ وعنز کو حرام کیا اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یا وہ کہ مشتمل ہوا اسپر ہر دو مادہ کا رحم [illegible]
نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ عن کیفیۃ تحریم ذلک آگاہ کرو مجھے علم کے ساتھ اسکی تحریم کی کیفیت سے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
حرام کیا ہو معنی یہ ہین کہ کس اصل پر تمکو تحریم بتلائی گئی ہو اگر از جانب ذکورہ ہو یعنے نر ہونے کی جہت سے تحریم آئی ہو تو سب نر حرام ہو [illegible]
پس بعض کی تخصیص کیون کرتے ہو اور اگر مؤنث ہونے کی جہت سے ہو تو جملہ مؤنث حرام ہوئین اور اگر اشتمال رحم سے تحریم آجاتی ہو تو [illegible]
دونون حرام ہین کیونکہ دونون قطعاً رحم سے متولد ہین پھر یہ تخصیص بعض کی کہان سے ہوی یہ استفہام انکاری ہو آیت مین دلیل ہو کہ قواعد شرعی
اصول پر ہین اور متفرق باتین نہین ہین چنانچہ کل مسکر حرام وغیرہ بعلت سکر مصرح ہین اور اہل اسلام مین علماء اصول الفقہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسمین
کوشش کی اللہ تعالیٰ سب پر رحم کامل فرماوے پس جسنے انکو ممنوع سمجھا وہ بیوقوف ہو اور نیز آیت مین دلیل ہو کہ تحلیل وتحریم وغیرہ مین علم
شرعی معتبر ہو وہ ادلہ فقہ یعنی کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت وآخر مین قیاس مجتہد ہو اور قیاس کے معنی یہ ہین کہ ظاہر کرنا
بدلیل کہ اس صورت ومسئلہ مین یہ حکم اللہ تعالیٰ کا نکلتا ہو اور یہ معنی نہین ہین کہ قیاس کرکے مجتہد خود کوئی حکم بناوے حتی کہ اگر مجتہد کو کسی مسئلہ مین
کوئی حکم الٰہی ظاہر نہو تو وہ خاموش رہے اور نیز واضح رہے کہ بہت سے امور ایسے ہین کہ انمین عقل کو مجال نہین جیسے نمازون کی رکعات اور مثلاً عید کے
دن روزہ حرام ہو اور جیسے دارمی وغیرہ کی روایت مین ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی صلعم مین ایک حلقہ کرکے بیٹھے اور اسی طرح ذکر کرنے کا طریقہ
نکالا کہ سب کے سب سبحان اللہ پڑھو۔ پھر سب کے سب الحمد للہ الحمد للہ پڑھو اسی طرح پس عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
اسکو بدعت قرار دیا اور ان لوگون نے کہا کہ یہ تو فقط یاد الٰہی ہو مگر آپ نے ملامت کی اور فرمایا کہ ابھی اتنا زمانہ نہین گذرا کہ حضرت
صلعم کے برتن ثابت موجود ہین مگر تمنے بدعتین نکالین راوی کہتا ہو کہ مین نے دیکھا کہ اکثر انمین سے خارجیون کے ساتھ مارے گئے
بالجملہ جو امور توقیفی ہین انپر کوئی اصل نہین باندھی جاتی ہو اور یہ سب مفصل علماء اصول فقہ رحمہم اللہ نے بیان کردیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
ایسے شخص کے حق مین جو رائے سے کوئی مسئلہ بیان کرے دلیل شرعی سے سزا دینا ظاہر فرماتے تھے اور یہی کتب مین مذکور ہو بالجملہ
آیت مین مشرکون پر ملامت کی کہ کون علم شرعی تمہارے پاس ہو جس سے تم یہ تحریم وتحلیل کا حکم ظاہر کرتے ہو حالانکہ سوائے دلیل شرعی
کے کوئی علم وفن ہو وہ قطعی دربارہ غیب کے نہین ہو۔ پھر اسی طرح دوسری قسم یعنی باقی چار ازواج کے بارہ مین فرمایا وَمِنَ الْاِبِلِ
اثْنَيْنِ اور اونٹ سے نر وماده وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ اور گائے سے نر وماده پیدا کین قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یعنے انمین بھی از جانب ذکورت حرمت ہو تو سب نر اور از جانب انوثت ہو تو سب مادہ اور اشتمال رحم ہو تو دونون حرام
ہین حتی کہ چھوٹے سے بڑے تک اور ماسوائے انکے جو تمکو میسر ہین انمین بھی یہ بات تم نے کس اصول شرع پر قرار دی ہو مشرکون پاس اسکا
جواب کہان تھا وہ تو شیطان کی شرع مانتے تھے اور اسی کے وسوسے اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے پھر افترا و باطل بے بنیاد ہین
وہ کہان تک چل سکتے ہین سلامحالہ لاجواب ہوئے پھر انکو اور بھی تبکیت کی اور شرمندہ کیا بقولہ اَمْ كُنْتُمْ اسے بل کنتم شُهَدَآءَ اِذْ
وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا علم حق تو نہین ہو بلکہ یہ کہو تم وہان حاضر موجود تھے جب اللہ تعالیٰ نے تمکو اس تحریم کی وصیت فرمائی پس تمنے
اسپر اعتماد کیا اور کہنے لگے کہ اللہ امرنا بہا اللہ تعالیٰ نے ہمکو اسکا حکم کیا ہو حاصل آنکہ یہ سب تو کچھ نہین پس ضرور تم اسمین محض
جھوٹے ہو افترا باندھتے ہو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے کہ خواہ مخواہ مروگے اور مرتے ہی عذاب مین پڑیگے واضح ہو کہ بعض کا یہ
ہوا کہ شرع مین بعض امور توقیفی ہین کہ جہانتک بتلائے گئے ہین انھین تک واقفیت ہو اسپر قیاس نہین ہوسکتی لہذا [illegible]

وتحلیل کوبھی توقیفی کہہ سکتے تھے پس دہ کیونکر ہوا توجواب اس وہم کا یہ ہو کہ مشرکین نے اسکو اللہ تعالیٰ پر افترار باندھا تھا اسکو رد کر دیا کہ تم علم شرع سے بتلاؤ کہ چار ازواج ضان ومعز مین اور چار ازواج ابل وبقر مین تمنے کس شرع ابراہیم واسمعیل علیہما السلام سے یہ تحریم وتحلیل بحیرہ وسائبہ جانا کیونکہ حضرت اسمعیلؑ کے وقت مین نہ تھا تو کسی قیاسی قاعدہ سے نکالا ہوگا کیونکہ توقیفی تو ثابت نہین پس علت بھی ذکورت وانوثت واشتمال رحم کی باطل علاوہ برین انعام مین سے فقط ابل کے ساتھ یہ خصوصیت کس جہت سے ہو پس جب توقیفی نہین اور نہ کوئی اصل شرعی ہو تو شاید تمنے خود حاضر ہوکر سنا ہوگا یہ بالضرور باطل پس خواہ مخواہ تم جھوٹے ہوا ور امام فخر رازی نے کبیر مین معنی آیت مین دو وجہ دیگر لکھین ایک یہ کہ یہ کلام انکے قول کا باطل ہونا ثابت کرنے پر استدلال نہین بلکہ استفہام انکاری ہو یعنے تم کسی نبی کی نبوت کا اقرار واعتراف نہین کرتے تو کیونکر کہتے ہو کہ یہ حلال ہو اور وہ حرام ہو اور دوم آنکہ اللہ تعالیٰ نے انعام کے آٹھ ازواج بیان فرمائے تو تمنے بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام کی تخصیص فقط جنس اونٹ سے کیونکر رکھی اور باقی تین اقسام مین کیون چھوڑی ہو **قال المترجم** رازیؒ نے ان دونون وجہون کو اپنی طرف منسوب کیا۔ ولیکن مترجم کے نزدیک دونون وجہین بہت ضعیف ہین اور شاید یہ گریز فقط اسی وہم سے ہو جو مترجم نے بیان کر دیا اور امید ہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح مترجم نے دفع وہم مین بتوفیق الٰہی تقریر کردی ہو اب کسی کو وہم کی گنجائش نہوگی والحمد للہ رب العالمین۔ بالجملہ ثابت ہوا کہ مشرکون نے شیطانی احکام کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ پر افترار باندھا لہذا فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ اَی لا احد اظلم مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا کوئی نہین بڑھکر ظالم ایسے شخص سے جسنے اللہ تعالیٰ پر افترار باندھا دروغ ان تحریم وتحلیل مذکورہ مین لِیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ تاکہ گمراہ کرے لوگون کو بدون علم کے یعنی جہالت سے **قال الخطیب فی السراج المنیر** یعنی بدون علم شرعی کے لوگونکے گمراہ کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا تو اس سے زیادہ کوئی ظالم نہین ہو جیسے عمرو بن لحی تھا جسنے سب سے پہلے بحیرہ کرنا اور سائبہ چھوڑنا نکالا اور دین ابراہیم علیہ السلام کو بگاڑا اور اسی وعید مین ہر وہ شخص بھی شامل ہو جو عمرو بن لحی کے طرز پر ہو یا نئی نکالے کوئی ایسی بات جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین دیا اور اسکو اللہ تعالیٰ کا حکم بتاوے یعنی شرعی بات بتلادے پس وہ بھی ظالم ہو اور اس وعید مین داخل ہو کیونکہ لفظ عام ہو تو تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہو پس جس کسی نے داخل کی دین اسلام مین ایسی کوئی بات جو اس دین مین نہین تو وہ اس وعید مین داخل ہو انتہی ترجمہ قول الخطیبؒ اور اسی طرف **شیخ حافظ ابن کثیرؒ** نے اشارہ کیا ہو۔ بالجملہ بالاجماع سلامتی کی راہ یہ ہو کہ آدمی ظاہری اعمال مین انکو بہت کافی سمجھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم وسلف صالحین کے وقت مین تھین اور ایسے اپنے نفس کی اصلاح کرکے راہ شریعت سے مقصود طریقت تک پہونچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور شیطان کے وسوسہ و اوہام سے بچ جاوے اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہو کہ اللہ تعالیٰ علم کو چھین نہین لیگا بلکہ علمار اٹھ جاوینگے یہانتک کہ جب لوگ جاہلون کو پیشوا بناوینگے تو خود گمراہ اور دوسرونکو گمراہ کرینگے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اللہ تعالیٰ ہدایت نہین دیتا قوم ظالم کو منجملہ ظلم کے یہ ہو کہ عالم کی بات نہ مانے کیونکہ نفس پر گران ہوگی اور شیطان کے مخالف ہوگی اور مان لے جاہل کی بات جو عالم و درویش کی صورت مین ہوتے ہین اور نتیجہ اسکا یہ کہ گمراہ ہوجاوے نعوذ باللہ منہ **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ومن الانعام حمولۃ وفرشا اشباح وارواح وقلوب وعقول واسرار کے واسطے رزق علیحدہ ہو پس اشباح کا رزق وہ ہو جو عالم فعل مین موافق علم کے اسکے واسطے پاکیزہ وحلال ہو اور رزق ارواح مشاہدہ تجلی صفات ہو اور رزق وہ انوار غیوب ہین جو اسکو منکشف ہون رزق عقول وہ انوار آیات جو اسکو لائح ہون۔ رزق اسرار وہ دیدار ذات سے جو علوم خاص اسکو نصیب ہون۔ استادؒ نے فرمایا کہ رزق وہ ہو جس سے انتفاع حاصل ہو اسکی دو قسمین ہین

Marfat.com

رزق ظواہر اور رزق سرائر پس اول تو وجود نعمت غیر متناہی ہے اور دوم شہود کرم ہے بلکہ عدم میں گمنام ہو جانا یعنی ... رزق ہے اور وہ عرفان کی دلیل سے تحقیق حاصل کرنا اور روح کے واسطے رزق ہے اور وہ محبت اسطرح کہ سچائی سے تمام ... کرے اور سر باطن کے واسطے رزق ہے اور وہ ایسا شہود ہے کہ اسی کے قریب معاینہ و دیدار ہے یعنے جو قیامت میں حاصل ہوگا ... واللہ اعلم بالصواب پھر جب اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کے طریقہ کا جہالت و گمراہی ہونا بیان کر دیا تو بیان صحیح اسکے پیچھے فرمایا کہ تحلیل و تحریم بدون وحی آسمانی نہیں ہو سکتی ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ

تو کہہ میں نہیں پاتا جس حکم میں کہ مجھکو پہونچا کوئی چیز حرام کھانے والے کو جو اُسکو کھاوے مگر آنکہ وہ مردہ ہو یا لہو پھینکٹ دینے کا یا گوشت سور کا کہ وہ

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جسپر پکارا اللہ کے سوائے کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا ہے مہربان

قُلْ لَآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا اے شیئا محرما یعنے کوئی چیز میں حرام نہیں پاتا اس کلام میں جو مجھپر وحی کیا گیا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ کسی کھانے والے پر جو اسکو کھاوے خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ برخلاف اپنی رائے و ہوائے نفسانی سے گڑھنے والے جاہل مشرکون کے کہ وہ بعضی چیزیں مردون پر حلال و عورتون پر حرام کرتے تھے اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً بعض نے یکون بیاء تحتیہ اور میتۃ کو رفع پڑھا اور اکثر قراء نے نصب پڑھا۔ اور بعض یعنے **ابن کثیر و حمزہ** نے تکون بتاء فوقانیہ پڑھا ہے معنی اسکے استثناء ہیں پس مستثنیٰ منہ یا تو لفظ عام مقدر ہے جیسا کہ مفسرؒ نے اشارہ کیا یعنے کوئی چیز محرم نہیں پاتا یا مراد آنکہ ان اشیاء بحیرہ و سائبہ وغیرہ سے جنکو مشرکین حرام کرتے تھے کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر آنکہ ہووے وہ چیز مردار اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون روان بخلاف اسکے جو روان نہو مانند جگر اور تلی کے یا گوشت سے مخلوط کہ وہ حلال ہے اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ یا سور کا گوشت ہو فَاِنَّهٗ رِجْسٌ کیونکہ وہ ناپاک یعنی حرام ہے۔ لحم کی خصوصیت بوجہ قولہ طاعم یطعمہ کے ہے کیونکہ گوشت ہی کھایا جاتا لیکن سور کا گوشت حرام ہے تو دیگر اشیاء بدرجہ اولی حرام ہیں اور فانہ کی ضمیر بعض نے خنزیر کی طرف راجع کی یعنے فان الخنزیر رجس کیونکہ سور نجس ہے پس اسکی بالکلیہ حرمت ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نجس العین ہے اَوْ فِسْقًا یا فسق ہو جسکی یہ صفت ہے کہ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ غیر خدا کے واسطے اسکا اہلال کیا گیا ہو یعنے غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو **قال النیشاپوری** ذبیحہ حلال ہونے میں دو شرطیں ہیں ایک تو اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے اور دوم اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے واسطے ذبح کیا جاوے ... بعض کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتے اور بعض پر بت کا نام لیتے اور تقرب کسی میں نہ تھا فسقا عطف ہے لحم خنزیر پر اور درمیان میں جملہ ... ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے کہ اہل کا مفعول لہ ہو یعنی اہل لغیر اللہ بہ فسقا۔ اور بعض نے کہا کہ محل مستثنیٰ پر عطف ہو سکتا ہے یعنے الا ان یکون ... او الا فسقا فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مضطر ہو یعنی اضطرار ہو بسبب شدت بھوک کے ان مذکورات میں سے کسی چیز کے کھانے کی طرف پس اُسنے کھائی غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ اسکی تفسیر گذر چکی ہے فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مفسرؒ نے کہا کہ جو محرمات مذکور ہوئے اُنکے ساتھ سنت سے لاحق کیے گئے ہیں ہر درندہ جانور اور ہر پرند شکاری کہ انکا گوشت بھی حرام ہے واضح ہو کہ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے و مذہب مالکؒ سے روایت کیا جاتا ہے کہ جو کچھ اس آیت میں مذکور ہے وہی حرام ہے۔ مولف فتح البیان نے لکھا کہ یہ قول ساقط اور نہایت ضعیف ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے کہ سوائے انکے جو بعد کو قرآن اترا اس سے اہمال ہوا اور جو نبی صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے بعد نزول آیت ...

حرام ٹھرایا انکا اہمال ہو **قال المترجم** یہ جواب شافی نہین ہو کیونکہ استدلال ابن عباسؓ وغیرہ کا انحصار اس آیت سے ہو کیونکہ جب مستثنیٰ
احکام عقد ہوا تو محرمات کا انحصار انھین چیزون مین ہوگیا جو آیت مین مذکور ہین اور جواب یون بہتر ہو کہ فیما اوحی الی۔ کی قید ہو پس مکہ مین اسوقت
تک جو وحی ہوئی تھی اسمین سوائے اسقدر محرمات کے اور نہ تھین اور اس سے یہ الزام نہین کہ بعد کو اور محرمات نہونگی پس آنحضرت صلعم نے
جو حدیث سے حرام فرمائین اور جو مابعد مین کلام مجید سے حرام ہوئین وہ سب حرام ہین **قال المترجم** بہتر ہو کہ تفصیل اسکی تفسیر ابن کثیرؒ وغیرہ
سے ترجمہ کرون قولہ تعالی قل لا اجد فیما اوحی الی محرمًا علی طاعم یطعمہ الخ بعضؒ نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد شیئًا مما حرمتم حرامًا فیما اوحی الی سوی ہذہ
**مترجم** کہتا ہو کہ مفسرؒ نے اتقان مین بعض مشائخ متاخرین شافعیہ سے یہ قول نقل کیا کہ اسمین مختار قول مالکؒ ہوتا اگر شافعیؒ نے یہ اخلال نکیا ہوتا
کہ پہلے مشرکون کے اپنے نفس کے گڑھے ہوئے محرمات بیان کرنے کے بعد انکو رد کردیا کہ مین ان چیزون مین سے جنکو تم حرام جانتے کوئی چیز وحی
سے حرام نہین پاتا سوائے اُن چیزون کے **قال المترجم** اسمین شک نہین کہ یہ قول نہایت سنجیدہ و پسندیدہ ہو کیونکہ سیاق صرف مشرکون کے
محرمات کا رد ہو نہ بیان طریقہ تحلیل و تحریم بتمام و کمال کما لا یخفے فتامل اور بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد فی الحیوانات شیئًا حرامًا
سوی ہذہ اس بنا پر جو تحریمات بعد اسکے سورۂ مائدہ وغیرہ مین نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین وارد ہوئی ہین وہ اس آیت کے
مفہوم کی اُٹھانے والی ہونگی اور بعضے اسکو نسخ کہتے ہین اور متاخرین مین سے بہتیرے اسکو نسخ نہین کہتے کیونکہ یہ از باب رفع اباحت اصلی ہو
واللہ اعلم **قال المترجم** اور مین نے ایک جواب اور بھی اوپر ذکر کردیا اور بعد تامل کے مرجع واحد ہو ابو مجلز و قتادہ نے گوشت مین مختلط
خون مباح ہونے کا فتوی دیا عمرو بن دینار نے کہا کہ مین نے جابر بن زید سے پوچھا کہ لوگ زعم کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے پالو گدھون کے
گوشت کے زمانۂ خیبر مین منع فرمایا تو کہا کہ یہ بات تو ہمارے پاس حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ بصرہ مین کہتے تھے ولیکن اس سمندر یعنے
ابن عباس نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی قل لا اجد فیما اوحی الی محرمًا الآیہ۔ رواہ البخاری وغیرہ۔ اور ایک روایت مین ابن عباس
سے بعد آیت پڑھنے کے یون ہو کہ پس جو اللہ تعالے نے حلال کیا وہ حلال ہو اور جو حرام کیا وہ حرام ہو اور جس سے سکوت کیا وہ عفو ہو
رواہ الحاکم و ابو داؤد وغیرہ اسمین دلیل ہو کہ اصل اشیا مین اباحت ہو اور یہ مرفوع و موقوف و آثار و آیات سے ثابت ہو اور بخاری
وغیرہ مین حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی مری بکری کی کھال لیکر دباغت کرلینے کی آنحضرت صلعم سے اجازت بلکہ حکم دینا مذکور ہو
اور یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ اسکا گوشت کھانا حرام فرمایا گیا ہو اور ابن عمرؓ نے قنفذ کھانے کے مسئلہ کے جواب مین یہ آیت پڑھ دی پھر ایک نے
روایت ابوہریرہؓ آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ آپ نے قنفذ کے حق مین فرمایا کہ وہ خبائث مین سے ایک خبیث ہو تو ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر
حضرت صلعم نے ایسا فرمایا تو یون ہی ہو جیسا حضرت صلعم نے فرمایا۔ رواہ ابو داؤد و سعید بن منصور۔ بالجملہ سورہ مائدہ مین منخنقہ و موقوذہ و متردیہ
و نطیحہ وغیرہ کی حرمت بعد کو نازل ہوئی اور کتون وغیرہ کی حرمت بھی صحیح ثابت ہو بالجملہ اگر آیت مین محرم سے عموم حیوانات ماکولہ کا ہو تو اسکے بعد
جو تحریم اس بارہ مین نازل ہوئی وہ اسکے ساتھ ملائی جاویگی اور اگر حیوانات وغیر حیوانات کے مطعومات کا عموم مراد ہو تو جملہ مطعوم کی حرمت لاحق کیجائیگی
اور یہ صحیح ہو کہ میتہ سے مراد وہ جسکو عرف مین مردار کہتے ہین یعنے خود مرجاوے ورنہ فسقا کا عطف ہو اور وہ بھی شرعًا مردار ہو اگر کہا جاوے
کہ آیت مکیہ سے تحریم مابعد مین جمہور کو الحاق کی کیا حاجت ہوئی بسبب آنکہ مکہ مین وہی وحی تھی تو جواب یہ کہ سورہ بقرہ مدنیہ آیت مین بھی
انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ یہی چار چیزین بلفظ حصر انما مذکور ہین پس مدنیہ آیت مطابق مکیہ ہوئی پس جمہور کے نزدیک تحریم بعض
بعض کتاب و سنت حرام ہو مانند بلی و کوے و چیل و ہدہد و خفاش وغیرہ کے اور جو محرمات کے ذیل مین داخل ہین بنا بر بیان اصول کے سب حرام ہین

Marfat.com

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا

اور یہود پر ہمنے حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گائے اور بکری مین سے حرام کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر

أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ

یا آنت مین یا ملی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہمنے انکو سزا دی تھی انکی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہین پھر اگر تجھکو جھٹلا دین تو کہہ تمھارے رب کی مہر بین

وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝

بڑی بڑی سمائی ہی اور پھرتا نہین ہی اُسکا عذاب گنہگار لوگون سے

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا یعنی یہود پر خاصۃً اور تقدیم ظرف اسواسطے کہ انھین کے ساتھ اسکا اختصاص ثابت ہو حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وہو مالم تفرق بین اصابعہ کالابل والنعام ذی ظفر یعنے ناخن والا ہر وہ چوپایہ و پرندہ ہی جسکے اصابع مین تفرق نہو جیسے اونٹ ونعامہ وغیرہ۔ وقیل ذی ظفر ہر پرند وچوپایہ جسکے ایک اصبع ہو اور اسمین حافر وخف ومخلب بھی داخل ہی پس اونٹ وگائے وبکری ونعامہ وبط وغیرہ سب داخل ہین اور نیز ہر چوپایہ جسکے حافر ہو اور پرند جسکے مخلب ہو شامل ہی لیکن حافر وخف کو ظفر کہنا مجاز ہوگا اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ ذی الظفر وہ جو منفرج الاصابع نہو خواہ بہائم مین سے ہو یا پرندون مین سے اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ جس بہیمیہ کے قوائم مین انفراج نہو اور جسکے قوائم مین انفراج ہو اُسکو یہود کھاتے ہین۔ شاید یہود کا ذکر باعتبار مخصوص حرمت کے ایک اصل وقاعدہ پر ہی بخلاف مشرکین مکہ کے کہ اُنھون نے اپنے وہم پر بدون کسی اصل کے نکالا تھا وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا الثروب وشحم الکلی۔ ثروب جمع ثرب اور کلی جمع کلیہ بمعنی گردہ پس کمالین مین کہا کہ ثرب وہ شحم رقیق جو کرش یعنے اوجھ وآنتون پر لپٹی ہوتی ہی۔ اور یہی قاموس مین مذکور ہی اور یہ تفسیر بنظر لغت ہی اور مراد یہان فقط وہ چربی ہی جو اوجھ پر ہو جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے تفسیر کی ہی إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا سوائے اسکے جو معلق ہو اسمین سے ان دونون کے ساتھ مین یعنی سوائے اُس چربی کے جو گائے وبکری کی پشت سے لگی ہو وہ روا ہے اور **سدی وابوصالح** نے کہا کہ دُنبہ کی چکتی بھی منجملہ اُسکے ہی جسکو پشت اُٹھائے ہوے ہی اور ابن جریج نے کہا کہ چکتی کی چربی ہی کہ مختلط ہی عصعص سے وہ حلال ہی اور جملہ قوائم وپہلو وآنکھ وسر ومانند اسکے اور جو ہڈی سے مختلط ہو وہ حلال ہی کما قال تعالے أَوِ الْحَوَايَا اور حملتہ الحوایا وہی الامعاء جمع حاویار اور حاویہ یا اسکو امعاء اٹھائے ہون اور حوایا جمع حاویار کی یا جمع حاویہ کی ہی بمعنی آنت اور اولی انکہ کہا جاوے حوایا بمعنی مباعر جمع مبعر ہی یعنے جسمین مینگنیان جمع ہوتی یعنے جانورون کی آنتین پس جو چربی انپر ہو وہ یہودیون پر حرام نہ تھی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو چربی کہ ہڈی سے مختلط ہو اور وہ چکتی کی چربی ہی کہ وہ انکے واسطے حلال ہوئی تھی۔ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ اے ذلک التحریم جزینا ہم بسبب ظلمہم کما سبق فی سورۃ النساء یہ تحریم تھی کہ ہمنے اس سے جزا دی تھی یہود کو بسبب انکے ظلم کے جو سورہ نساء مین مذکور ہو چکا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ یعنی جو چیزین ہمنے فرمائی ہین اور جو وعدہ وعید ہم دیتے ہین انمین ہم سچے ہین **وقال الحافظ** فی قولہ ذلک جزینا ہم الخ یعنی یہ تنگی وتحریم جو ہمنے انپر لازم کر دی یہ انکے افعال ظلم کی سزا تھی کہ انھون نے بغاوت ومخالفت کی کما قال تعالی فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم الآیہ۔ اور قولہ وانا لصادقون۔ یعنے ہمنے جو انکو جزا وسزا دی اسمین ہم عادل ہین اور ابن جریرؒ نے فرمایا کہ یعنے اے محمد جو ہمنے تجھکو خبر دی کہ یہود کی مخالفت ونافرمانی سے ہمنے انپر یہ چیزین حرام کر دین یہی صحیح ہی اور وہ لوگ جو بہتان کرتے ہین کہ حضرت یعقوب نے حرام کر لی تھین یہ غلط ہی اور قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ الآیۃ کی تفسیر مین مفصل گذر چکا ہی پھر واضح ہو کہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہی کہ جب [illegible]

سمرہؓ نے شراب فروخت کی ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سمرہ کو قتل کرے کیا اُسکو یہ نہین معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ لعنت کرے
اللہ تعالیٰ یہود پر کہ چربی انپر حرام کی گئی تھی اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کیا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ سمرہؓ سے اجتہاد مین خطا
ہوئی کہ شراب کی بیع جائز سمجھے حالانکہ سلف وخلف نے اُسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے مگر آنکہ بعض سے اسطرح اجتہاد مین خطا ہوئی جسکو
انھون نے ترک کیا۔ جابر بن عبد اللہؓ سے سال فتح مکہ مین آنحضرت صلعم کا حکم مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول نے شراب مردار و سور
و بتون کی بیع حرام فرمائی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ مردار کی چربی سے آگاہ فرمایئے کہ اس سے کھالین چکنائی جاتی اور کشتیون پر طلا کیا جاتا
ہے اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہین تو فرمایا کہ نہین وہ حرام ہے پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے انپر چربیان
حرام ہوئی تھین اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کر کے اُسکا ثمن کھایا۔ رواہ الجماعۃ من طرق عنہ۔ عن ابی ہریرہ مرفوعًا اللہ تعالیٰ یہود کو
قتل کرے انپر چربیان حرام ہوئین اسکو بیچکر اسکے دام کھائے رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ عن ابن عباس مرفوعًا اسکے دام کھائے
اور اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر کوئی چیز حرام کر دی تو اسکے دام کھانا بھی حرام کر دیا ہے **قال المترجم** اصل لفظ مین اختصار ہے بقولہ ان اللہ
لم یحرم علی قوم اکل شیء الا حرم علیہم ثمنہ۔ رواہ ابن مردویہ وابو داؤد والامام احمد۔ اس سے ایک کلیہ اصل ثابت ہوئی کہ جس قوم پر
جو چیز حرام ہے تو اُسکے دام بھی حرام ہین **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین چیتے وبلی وغیرہ کی بیع جائز ہے حالانکہ یہ چیزین کھانا حرام ہے
تو جواب یہ ہے کہ اگر ان چیزون کا گوشت فروخت کرین تو حرام ہے ورنہ زندہ بغرض پالنے کے فروخت ہوتی ہین اور بعض نے کہا کہ بلّی کے
دام بھی حرام ہین اور یہی احوط ہے واللہ اعلم فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ حیث لم یعاجلکم بالعقوبۃ
وفیہ تلطف بدعائہم الی الایمان پھر اگر کافر لوگ تجھکو جھٹلاوین اس چیز مین یعنے اس چیز شرع مین جو تو انکے پاس لایا تو کہدے ائے لوگو
تمھارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے کیونکہ تمکو اس جھٹلانے پر جلد ماخوذ کر کے عذاب نہین دیا بلکہ مہلت وتاخیر دی ہے کہ غور وسمجھ کے بعد
ایمان لاؤ۔ اسمین مہربانی ہے انکو ایمان کی طرف بلاتے ہین پھر تہدید فرمائی وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ اذا جاءہم اسکے عذاب عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ
یعنے نہین رد ہوتا عذاب الٰہی گنہگار قوم سے جس وقت آجاتا ہے یعنی قوم گنہگار اگر راہ پر نہ آوے تو جب عذاب آگیا تو پھر نہین مہلت ہوتی ہے
**فی العرائس** قولہ فان کذبوک فقل الخ اسمین آنحضرت صلعم کے دل کو تسلی فرمائی اور طمع دلائی کہ جسکے حق مین عنایت ازلی کے ساتھ ایمان
مقدر ہوا ہے وہ اوتعالیٰ کے باب لطف وعفو وکرم کی طرف رجوع لاویگا اور بخشا دیگا اگرچہ فی الحال امتحان کی صورت مین خواہ پڑا ہو
اور قولہ ذو رحمۃ واسعۃ اسے تمام مخلوقات پر اسکی رحمت چھائی ہوئی ہے کہ باوجود نافرمانی سرکشون کے حلم فرماتا ہے اور اس تمام نعمت سے جو مخلوق
فرمائی ہے انکے اجسام کی معیشت عطا فرماتا ہے اور جو بندے اسکی درگاہ کی طرف رجوع لاتے ہین انکے قلوب کو لطف خطاب سے تربیت کرتا ہے
بعد انوار جمال سے منور فرماتا ہے اور نیز اسمین جمہور کے ساتھ تلطف ہے کہ باوجود اس حال خراب کے جسمین پڑے ہین اسکی درگاہ کی طرف رجوع
لاوین اور ساحل لطف وکرم پر پہونچکر نجات پاوین اور نیز آنحضرت صلعم کی مواسات ہے کہ اگر ان لوگون نے جھٹلایا تو کہدے کہ اوتعالیٰ رحمت والا
ہے جبکہ تمھارے پردہ سے چہرا اکرامی جوار مین لاویگا **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین آنحضرت صلعم کو اشارہ کیا گیا کہ جسنے تجھسے اعراض کیا اسکو
میری طرف رغبت دے تو جو میری طرف راغب ہوگا وہی تجھسے رغبت کریگا اور کوئی رغبت نہ کریگا انکو رحمت مین طمع دے اور اپنے
سے اُنسے متعلق مت فرما۔ استادؒ نے کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ اولیاء کو مخصوص رحمت سے سرفراز کیا اور اعداء کو مخصوص طرہ لعنت سے
... انمیں دونوں کی گنجائش ہے اور وہ ہیچ ہے اور قسمت ازلی سے دونون کو تمیز وانفصال کر دیا حاصل آنکہ واسعہ رحمت مین

Marfat.com

شمول ہو اور خاصہ رحمت سے اولیاء اللہ فقط مخصوص ہیں۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اب کہینگے شرک اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ ٹھہراتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز اسیطرح جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے

حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ

جب تک چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تم پاس کہ ہمارے آگے نکالو کیا بری اٹکل پر چلتے ہو اور سب تخمینے کرتے ہو تو کہہ

فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ

پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر چاہتا تو راہ دیتا تم سب کو تو کہہ لاؤ اپنے گواہ جو بتا دیں کہ اللہ نے حرام کی ہے یہ چیز

فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پھر اگر وہ کہیں بھی تو تو نہ کہہ اُنکے ساتھ اور نہ چل اُنکی خوشی پر جنہوں نے جھٹلائے ہمارے حکم اور جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ ع ۱۸ ۶

اور وہ اپنے رب کی برابری کرتے ہیں

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا یہ ایک شبہ ہے جسپر مشرکین اپنے شرک و کفر میں جمتے ہیں اور وہ یوں کہ مشرکون وغیرہ کے کفر و فسق سے اوتعالی مطلع ہے وہ چاہے تو متغیر کردے اور ایمان دیدے اور کفر سے روک دے تو جب متغیر نہ فرمایا تو مشرکین نے دعوی کیا کہ وہ ہمارے افعال پر راضی ہے **قال البیضاوی** یہ زمانہ آیندہ کی خبر ہے اور اسی کے موافق واقع ہونا دلیل اعجاز ہے اور یہ واقع ہوا چنانچہ مشرکون نے کہا کما فی قولہ تعالی وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدناہم الآیہ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا ای اشرکنا نحن وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ پس ہمارا شرک کرنا اور تحریم مذکور سب اسکی مشیت سے ہے پس وہ اسپر راضی ہے فی السراج ان لوگون کی مراد یہ تھی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا۔ کو اپنے شرک پر قائم رہنے کی حجت لاوین بایں طور کہ کہتے تھے کہ اللہ تعالے قادر ہے کہ جس حال پر ہم ہین اسکے اور ہمارے درمیان مین حیلولت کردے حتی کہ ہم اسکو نہ کرین پس اگر وہ راضی نہوتا تو ضرور متغیر کردیتا پس اللہ تعالی نے اُن لوگونکو جھٹلایا بقولہ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ رسلهم حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا عذابنا یعنے جیسے ان لوگون نے تجھکو جھٹلایا ایسے ہی جھٹلایا انسے پہلے لوگون نے اپنے رسولون کو یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھا وفی السراج فرقہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے افعال مین قادر مختار ہے یہ لوگ اسی آیت سے استدلال لاتے ہین کہ اگر کفر و شرک وغیرہ فقط اوتعالی کی مشیت پر ہوتا تو ان لوگون نے بھی کہا تھا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا پس اوتعالی انکو نہ جھٹلاتا اور رد نہ فرماتا حالانکہ رد فرمایا بقولہ کذلک کذب الذین من قبلہم پس معلوم ہوا کہ شرک و ایمان مشیت پر نہین بلکہ بندہ کے اختیار مین ہے اہل سنت رحمہم اللہ نے اسکا جواب دیدیا کہ جھٹلانا و رد کرنا مشرکون کو انکے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا مین نہین ہے یہ قول تو سچ ہے بلکہ انکی مراد اس کہ جو اس سے نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالے ہمارے اس فعل پر راضی ہے اور کبھی کہا کہ ہمکو اسی نے حکم دیا ہے پس اسکو رد کردیا چنانچہ فرمایا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء۔ اور دلیل اس بات کی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا کہنے پر رد نہین بلکہ انکے نتیجہ نکالنے مین ہے یہی کہ اوتعالی نے فرمایا کذلک کذب الذین بتشدید از تکذیب فرمایا اور اگر انکے قول مذکور کے دروغ ہونے کی خبر ہوتی تو کذب بتخفیف از مصدر کذب ہوتا یعنے یہ لوگ اپنے قول مین جھوٹے ہین حسین بن الفضل نے کہا کہ اگر مشرکین اس قول کو بطور تعظیم و اجلال الٰہی کہتے تو اوتعالی اسمین انکا عیب نہ کرتا کیونکہ خود تعالی نے فرمایا ہے ولو شاء اللہ ما اشرکوا اور فرماتا ہے وما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ اور مومنین اسکو کہتے ہین اور عیب نہین لیکن مومنین کی مراد انکے بمنزلہ کے

کیونکہ مشرکین نے جہالت وغیر معرفت سے ایسا کہا اسی پر رد کر دیا اور فرمایا ہے۔ مالہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ حکم الٰہی اور ہے اور مشیت وارادہ الٰہی اور ہے پس بندہ پر واجب ہے کہ اسکے حکم کی پابندی کرے اور اسکی مشیت سے نہ لپٹے کیونکہ وہ اسکے علم سے خارج اور اسکی حکمت اسکے فہم سے باہر ہے اور مشیت سے تعلق رکھنا کچھ عذر نہوگا اور کیونکر کسی کو اسکی مشیت معلوم ہوتی لہذا فرمایا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ کہدے بھلا تمہارے پاس کچھ علم ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری باتون سے راضی ہے اگر کہتے ہو کہ ہے فَتُخْرِجُوهُ لَنَا تو اسکو ہمارے سامنے نکالو حاصل آنکہ تمہارے پاس کچھ بھی علم نہین اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہین پیروی کرتے ہو تم اس بارہ مین مگر فقط گمان کی وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ اور نہین ہو تم کسی حال مین مگر اس حال مین کہ تخمینہ واٹکل لگاتے ہو یعنی جھوٹ بولتے ہو کیونکہ جناب باری تعالیٰ کے امور کو اٹکل سے پہنچیگی خواہ مخواہ جھوٹ ہوگی **قال ابن کثیر**ؒ مشرکین کی یہ جاہلانہ گفتگو محض باطل تھی اگر صحیح ہوتی تو کیون اللہ تعالیٰ اگلون کو عذاب کرتا اور نیست کرکے رسولون ومومنون کو قوت ونصرت دیتا اور البتہ رد کر دیا کہ تم جو نکالتے ہو کہ ہمارے فعل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی مشیت ورضا معلوم کرنے کا کوئی علم ہے بلکہ کچھ بھی نہین تم فقط وہم وگمان کی پابندی کرتے ہو ورنہ اگر کوئی علم ہے تو لاؤ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ای قل اذا لم تکن لکم حجۃ فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی جبکہ تمہارے واسطے کوئی حجت کبھی ثابت نہین تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے حجت بالغہ ہے یعنی حجت تامہ وکاملہ ہے فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ پس اگر وہ چاہتا تمہاری ہدایت پر ہونے کو تو البتہ تم سب کو ہدایت دیتا یعنے لیکن نہین چاہا پس جو کچھ ہے اسکی قدرت ومشیت واختیار کے تحت مین مسخر ہے کسی کو اس سے تجاوز وعدول کی مجال نہین اور وہ تعالیٰ باوجود اسکے مومنین سے راضی ہے اور کافرون سے بغض فرماتا ہے وقد قال تعالےٰ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ اور فرمایا ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا۔ اور فرمایا۔ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ضحاک بن مزاحمؒ نے فرمایا کہ کسی نافرمانی کرنیوالے کی کوئی حجت نہین اللہ تعالیٰ پر و لیکن اللہ تعالےٰ کے واسطے اپنے بندون پر پوری حجت ہے۔ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ برائی مانند شرک وغیرہ کے تقدیر الٰہی سے نہین ہے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہمارے اور قدریہ کے درمیان یہی آیت حاکم ہے۔ علی بن زیدؒ نے فرمایا کہ اس آیت پر قدریہ فرقہ کی حجت مٹ گئی واضح ہو کہ جس طرح اس آیت سے مشرکین کا رد ہوا ویسے ہی قدریہ وجبریہ دونون کا رد ہو گیا اور مومن نہین جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوے قدریہ شیطانی وسوسہ دلاتے ہین کہ ہم تمام برائیون کی نسبت اپنی طرف کرتے ہین تو ہم اچھے ہین حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ نسبت کرنے کے یہ معنی لیتے ہین کہ برائیان ہم اپنے اختیار سے پیدا کرتے ہین پس یہ خبیث اپنے آپ کو بھی فی الجملہ خالق قرار دیتے ہین اور یہ نہایت برا شرک ہے اور مخلوق ہو کر اپنے آپ کو خود مختار قرار دیا اور یہ صرف وہم وقیاس ہے کہ جیسے چیزین بنانے والا وہم کرتا ہے کہ مین نے بنائی ہین حالانکہ وہ چیز خود مختار نہین ہوتی اور یہ اپنے متبوع شیطان کے موافق قیاس کرتے ہین بلکہ اُس سے بھی تجاوز کیے ہوئے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ کاش یہ لوگ اسمین بحث نہ کرتے اور اللہ تعالےٰ کے حکمون پر عمل کرتے اور منہیات سے باز رہتے تو شاید جب دل مین کچھ نور وصفائی ہوتی تو سمجھ جاتے ورنہ عجیب بات ہے کہ نہایت روشن راہ مین ایسے گمراہ ہین اور یہ تقدیر العزیز الحکیم ہے فسبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اسی اوہام وقیاسات نے سوائے اہل ایمان کے سب کو گمراہ کر دیا خصوصاً اس زمانہ مین اپنی رائے پر تا نہ ... عقل سے بے بہرہ بہت کثرت سے ظاہر ہین ہر ایک نے وہی طریقہ اختیار کر لیا جو سب سے اول شیطان کا تھا اور مابعد ... کافرون یعنے شیطان کے مریدون نے اختیار کیا اور بدون اسکے کہ تمام علم قرآن مجید پر سمجھ حاصل کرین اور غور وفکر کرین

Marfat.com

صرف اپنی راے پر اعتماد کر لیتے ہین اور اسکو بہت مضبوط سمجھتے ہین حالانکہ وہ مکڑی کے جالے سے زیادہ ضعیف ہوتی ہی جیسے عمرو بن لحی
راے نکالی اور کثرت سے جاہل لوگ اسکی راے پر آفرین کرتے ہین اور اندھے گمراہ چلے جاتے ہین جیسے مشرکین عرب نے عمرو بن لحی کی
بحیرہ و سائبہ وغیرہ تحریم و تحلیل نکالی اور پیچھے اور زیادتی کرنے والے بت وغیرہ لانے والے اور نئی نئی رسمین نکالنے والے پیدا ہوے
بہت اندھے جاہل اسکی پیروی کرنے لگے حتی کہ وہی جہالت تمام پھیل گئی یہانتک کہ روشن دلائل و عقلی علوم و مجمع سالمہ کوئی ان اندھون پر
اثر نہین کرتی تھی اور یہ تقدیر الٰہی ہی او تعالی جل جلالہ اگر چاہتا تو ہدایت پاتے ولیکن او تعالے نے نہین چاہا او تعالی قادر مختار ہی اسی کی
ہی جو چاہے کرے جو کیا عین عدل و صواب ہی اور جو امر ہی عین حکمت ہی پھر مشرکون کو ملامت فرمائی قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ
اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا واضح ہو کہ ہلم اسم فعل ہی جسمین مذکر و مؤنث اور واحد و تثنیہ و جمع یکسان ہی اور یہ اہل حجاز کے نزدیک ہی اور قرآن مجید
انھین کی زبان مین غالب ہی اور اہل نجد اسمین ہلما و ہلموا و ہلمی بھی لاتے ہین جیسے دیگر افعال مین ہی ولیکن قرآن بزبان حجاز ہی و منہ قولہ تعالے
والقائلین لاخوانہم ہلم الینا اور معنی اسکے اس مقام پر یہ کہ ہا تو ہم واحضروہم اور سدی نے کہا ای اردنی شہدارکم۔ اور اول اظہر ہی اور وہی
مفسرؒ نے اختیار کیا المعنی تو کہدے کہ حاضر لاؤ اپنے شہدا کو جو شہادت دیتے ہین کہ اللہ تعالے نے اسکو حرام کیا یعنے تمنے جنکی تقلید کی ہی انکو حاضر
لاؤ اور انکے پاس کیا دلیل ہی۔ سواے اسکے کہ تعصب و جہالت کے سرغنہ ہین اوہام شیطانی و دروغ و بے ایمانی پر شہادت دینے لگین تو آنحضرت
صلعم کو خطاب کیا اور اہل ایمان کو منع کیا کہ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ای یعدلون برہم۔ یعنی برابر کرتے ہین اپنے پروردگار کے ساتھ غیر کو پس یعدلون از عدل
ہی بقرینہ تعدیہ بحرف با اور عدول سے نہین ورنہ عن ربہم ہوتا۔ پھر عدل و برابر کرنا اس بات مین کہ تحلیل و تحریم مین غیر کا قول مانتے اور عبادت جو مخصوص
بجناب باری تعالی ہی اسمین غیر کی شرکت لگاتے ہین یہان سے تنبیہ ہونا چاہیے کہ اہل ایمان پر فرض ہی کہ کسی کی تحلیل و تحریم کو نہ مانین بلکہ جو
اللہ تعالے واسکے رسول پاک صلعم نے بوحی الٰہی حکم دیا اسی کو مانین اور علما مجتہدین رحمہم اللہ کی جو تقلید کیجاتی ہی تو اس وجہ سے نہین کہ انکا قول
مانا جاوے بلکہ یہ عالم باعمل تھے اللہ تعالی انکو اچھا مرتبہ دیوے انھون نے اللہ تعالے واسکے رسول پاک صلعم کے احکام کو شرح بیان کر دیا
ہی لہذا اگر کسی عالم کو ایک مجتہد کی دلیل نہ معلوم ہوا ور دوسرے کی معلوم ہو تو اسپر عمل کر سکتا ہی اور خود مجتہد ہو تو اسپر غیر کی تقلید حرام ہی اور یہ
مشرکون کے مانند تقلید نہین ہی کیونکہ وہ تو بلا دلیل کے غیر کا قول قبول کرتے تھے اور یہی اصلی تقلید ہی جیسے مذکور ہو چکا کہ تحلیل و تحریم مین فقط شیطانی
باتون کو مانتے تھے اور اہل اسلام تو علماء و مجتہدین سے انکو عالم و متقی سمجھکر اللہ تعالے واسکے رسول کا حکم بدلیل شرعی پوچھ لیتے ہین بلکہ عوام اہل اسلام
تو جس عالم سے فتوی لیتے ہین اسی کو جانتے ہین اور وہی عالم اگر جھوٹ یا گمراہی کی بات یا جس مین فساد اب یا آیندہ پیدا ہوگا بتلاوے تو وہ
قیامت مین سخت عذاب پاویگا جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی واللہ اعلم اللہم اصلح العلماء برحمتک وانت ارحم الراحمین ف
**فی العرائس** قولہ قل فللہ الحجۃ البالغہ **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ رحمۃ اللہ نے اس کلام کے اشارہ مین لطیف بات یہ بیان کی کہ ظاہر کلام تو مشرکون
کا رد ہی کہ انکے پاس کوئی حجت نہین پھر جو لوگ مومن ہوے انکے پاس اللہ تعالی کا کلام حجت ہوتا ہی اور خود انکو اللہ تعالی مراتب قبول
مین صاحب حکمت و فراست فرماتا ہی لیکن انکے اسرار کو خود علم کی قدرت ذرا بھی نہین ہی اسی واسطے تو دیکھتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ بعضے
حنفی تھے بعضے شافعی اور بعضے خود مجتہد تھے یعنی انکو معرفت سے علم شرعی حصول نہین ہو سکتا چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے کلام مین اشارہ
کیا جسکا ترجمہ لکھتا ہون اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ زبان اسرار جاہے کیسے ہی فصیح ناطق ہون ایسی حکمتین بیان کرے [illegible]

تمہ تعالیٰ سے انکو حاصل ہوئی ہین لیکن حجتہاے قدم یعنے علوم وحی واحکام شریعت کے مقام مین اخرس یعنے گونگے ہین اور نیز لطائف خطاب و عتاب مین از خود فقیہ ہین حاصل آنکہ اُسی پاک پروردگار عزوجل کے واسطے حجت کاملہ ہی جو خطرات کی زبانین کاٹ دیتی ہی بروقت وضوح بیان کے اسرار ہین اور ان معنی کو کوئی نہین جانتا سوائے اس بندۂ خاص کے جو شہود غیب مین انسانی صفات سے درگزرا ہو نصرآبادیؒ نے فرمایا کہ تمام خلق کو شدت حاجت نے دیدار معانی حجت سے روک دیا ہی اور اگر ایسے حاجات کو ساقط فرمایا تو البتہ انکو براہین حجت کھلتے حسینؒ نے کہا کہ ہر حجت کے اندر حکم وامر ونہی وبیان وسر وعلم ومعرفت ومشیت ہی پس ہر مقام مین اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرو ہر ساعت تمہ تجلی فرماویگا شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ مشیت ہدایت کے جو آثار ہین وہ اہل ہدایت کے لیئے تنبیہ ہین **قال المترجم** معنی اسکے واللہ اعلم یہ ہین کہ ہر خیر کی توفیق ہونا اور اس توفیق کی ظاہر ہلاک کرنیوالی چیزون پر تنبیہ ہونا اور پھر تنبیہ پر قبولیت کے خطرہ سے مثلاً متنبہ ہونا اور آخر اخلاص عمل مین اسکا ہیچ ہونا اور اخلاص کا خود واصل نہونا اور حدوث قدم تک خود پہونچنا ممتنع ہونا اور آخر زبان شکر کشادہ ہونا اور اسکے اندر بھی مراتب ہونا اور مانند اسکے یہ اہل ہدایت کے لیئے خود تنبیہات ہین اور **مترجم** کو ان مقامات مین لیاقت نہین واللہ اعلم بمراد عبادہ جب تک بیدار نہو تو زیادہ بیان اسرار مفید نہین اس سے تو ارشاد بمقامات کی طرف توجہ مقصود ہی تاکہ افعال کی تصویر مین پڑے نہ رہو واللہ الہادی وہو المضل ونعوذ باللہ من الضلالۃ واہل الضلال قولہ تعالیٰ فلو شاء لہدٰکم اجمعین اسمین علم بیان وہدایت عرفان کو اپنی مشیت ازلی کی طرف منسوب فرمایا پس جس بندہ کو چاہتا ہی علم بیان وحجت وبرہان سے مخصوص فرماتا ہی اور استعداد ایقان مین زیادت فرماتا ہی **قال المترجم** کما قال کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔ اور جسکو استعداد رویت ومحبت ووصل نہو اسکو کوئی حجت نہین ہوتی اہل حقائق کے بیان دقائق کے وقت اور اظہار علوم غیب کے وقت پس اہل ایمان واولیاء کو اسکی حجت ظاہر ہوتی ہی اور جو لوگ تکلف سے بنے ہوے ہین انپر الہام وبیان مبہم ومختلط ہوتے ہین **قال المترجم** بعد اتمام حجت اور تبکیت مشرکین کے اللہ تعالیٰ نے انکو اصول افعال خیر کی ہدایت فرمائی واسحق کہ انکا پابند واصل بکمال ہی۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط

تو کہہ اٹھو مین سنا دون جو حرام کیا ہی تمپر تمہارے رب نے کہ شریک نکرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور مان باپ سے نیکی اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو اور نزدیک نہو بیحیائی کے کام سے جو کھلا ہو اسمین اور جو چھپا اور مار نہ ڈالو جان جسکو حرام کیا اللہ نے مگر

بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

حق پر یہ تمکو کہہ دیا شاید تم سمجھو

قُلْ تَعَالَوْا ابن الشجریؒ نے کہا کہ اصل وضع فعل تعالوا سے جسکو حکم دیا گیا گویا وہ بیٹھا تھا کہ اسکو کھڑے ہوکر آگے بڑھنے کا حکم دیا پھر اسمین وسعت دیدی اور کھڑے ہوئے ہوئے وچلتے ہوئے تک مین بولنے لگے۔ حاصل قول ابن الشجری یہ کہ مادہ فعل تو علو اور بلندی پر ہی پس گویا اصل مین بیٹھے ہوئے کو اٹھانے وآگے بڑھنے کے واسطے موضوع ہوا **قال الزمخشری** فی الکشاف ماحاصلہ اصل مین یہ اونچے پر موجود شخص ایسے شخص سے کہے جو اس سے نیچے ہی پھر عام ہوگیا۔ المعنی کہدے ای محمد صلعم مشرکون سے کہ آگے آؤ یعنے پست فرومایہ شیطانی ہمت کے اوہام وظنون کی پیروی چھوڑو اور ادھر متوجہ ہوکر سنو اَتْلُ اقرأ۔ مین پڑھ دون مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ جو تمہارے پروردگار نے

تمپر حرام کیا۔ ماموصولہ عام ہی اقوال وافعال کو پھر حرف ان مفسرہ سے اسکی تفسیر بیان فرمائی اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا [illegible]
ساتھ یعنی کسی قول وفعل واعتقاد مین اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بناؤ۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ اسمین بیان ان چیزون کا ہی [illegible]
نے حرام فرمائین اور محرم مین شرک ہی نہ ترک شرک پس قولہ لا تشرکوا کے کیا معنی ہونگے جواب دیا جاوے کہ ان مفسرہ کا موضع رفع ہی [illegible]
[illegible] کوا۔ اور بعض نے کہا کہ موضع نصب ہی پس اسکی توجیہ مین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ معنی اسکے یہ کہ حرم ربکم علیکم ان تشرکوا۔ و لا زائدۃ صلۃ جیسے
جیسے قولہ تعالی ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ ای ما منعک ان تسجد۔ اور بعض نے کہا کہ ما حرم ربکم پر کلام تمام ہوگیا اور علیکم ان لا تشرکوا سے شروع
ہوا یعنی تمپر واجب ہی کہ شرک مت کرو۔ زجاج رح نے کہا کہ جائز ہی کہ یہ معنی پر محمول ہو ای اتل علیکم تحریم الشرک اور جائز ہی کہ بدین معنی ہو کہ اوصیکم ان
لا تشرکوا ابن کثیر رح نے کہا کہ گویا کلام مین حذف ہی ای اتل ما حرم ربکم علیکم واوصاکم ان لا تشرکوا اور بیضاوی وغیرہ نے ما استفہامیہ بھی تجویز کیا
کہ ای شئ حرم ربکم یعنی متوجہ ہو کہ مین پڑھ سناؤن تمکو کہ کیا چیز تمھارے پروردگار نے تمپر حرام فرمائی ہی پھر تفسیر کردی کہ ان لا تشرکوا۔ ایک یہ کہ تم بالکل
شرک مت کرو۔ اور اتل مین اشعار ہی کہ یہ خبر تحقیقی از جانب پروردگار بوحی خالص وامر الٰہی ہی کچھ اٹکل وگمان سے نہین ہی صحیح مسلم مین عبد اللہ بن
مسعود رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مرا در حالیکہ شرک نہین کرتا تھا اللہ تعالے کے ساتھ کسی چیز کو تو وہ جنت مین داخل ہو حضرت
عثمان ودیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس باب مین احادیث کثیرہ مروی ہین اور حدیث ابوذر رض مین ہی کہ جبرئیل نے اکر بشارت دی کہ آپ کی امت
سے جو مرا در حالیکہ نہین شرک کرتا تھا (یعنے نہ اعتقاد مین اور نہ عمل مین نہ ذات مین نہ صفات مین) تو وہ جنت مین داخل ہوگا۔ ابوذر رض کہتے ہین کہ
مین نے پوچھا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا اور چوری کی ہو تو فرمایا کہ ہان اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو۔ اسکو تین مرتبہ پوچھا اور تینون مرتبہ یہی جواب دیا اور آخر بار
مین کہا کہ اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابوذر رض کی۔ کما فی حدیث الصحیحین یعنی ضرور وہ جنت مین داخل ہوگا اور چونکہ ابوذر رض نے اسکی زنا وچوری سے
جنت مین داخل ہونے کا استبعاد کیا تھا تو بول چال محاورہ کے طور پر کہدیا کہ ابوذر بڑا استبعاد کیا کرے کیونکہ بخشنے والا تو اللہ تعالی ہی اور معنی
حدیث کے یہ ہین کہ جنت حرام ہی کافرون ومشرکون پر کہ کبھی اسمین داخل نہونگے پھر جسنے شرک چھوڑا تو حرمت جاتی رہی اب اگر وہ زنا وچوری وغیرہ
بھی نہین کرتا تھا بلکہ متقی و پرہیزگار رہا تو مرتے ہی جنت مین داخل ہوگا اور اگر زنا کار وغیرہ تھا اور بلا توبہ مرگیا تو بعد عذاب جہنم کے داخل جنت
ہوگا کذا قال العلماء اور روی ابن مردویہ من حدیث عبادۃ ابن الصامت رض وابی الدرداء مت شرک کرو اللہ تعالے کے ساتھ کچھ اگرچہ تم پارہ پارہ
کیے جاؤ یا سولی دیے جاؤ یا جلائے جاؤ۔ وفی الصحیح من حدیث ابی ہریرۃ رض ای ابو ہریرہ مت شرک کیجیو اللہ تعالے کے ساتھ اگرچہ تو قتل کیا جاوے (وقد رواہ ابن ابی حاتم ۱۲)
یا جلایا جاوے وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور بھلائی کرو والدین کے ساتھ پوری بھلائی۔ والدین تو اولا وبالذات ہین اور اجداد وجدات اسمین
تبعًا داخل ہین۔ فی السراج اسمین لا تسیؤا الی الوالدین یعنی مت برائی کرو والدین کے ساتھ کہ وہ حرام ہی یہان بجاے اسکے واحسنوا بالوالدین احسانا۔
فرمایا اسمین نہایت مبالغہ ہی اور نیز دلالت ہی کہ والدین کے حق مین برائی نہ کرنا ہی کافی نہین بلکہ نیکی کرنی چاہیئے بخلاف اور برادران اسلام کے
کہ انکے ساتھ برائی کرنا حرام ہی (برائی نیسی بلکہ بھلائی کرو ۱۲) **قال المترجم** جو سراج مین ذکر کیا وہ صحیح ہی کیونکہ یہان بیان ان چیزون کا ہی جو پروردگار نے بندون پر حرام کردی
ہین اور احسان کرنا والدین کے ساتھ فرض ہی اور انکے ساتھ برائی کرنا اگرچہ بلفظ اُف وغیرہ سے ترش رُوئی ہو وے حرام ہی۔ وہذا من المعزوفات
التی استوثق بہا علی الامم وقد قال تعالی ولقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا الآیہ وقد اکد الامر فی غیر آیۃ [illegible]
مین ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کون عمل افضل ہی فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا مین نے کہا کہ پھر کون فرمایا
کہ والدین سے بھلائی کرنا الحدیث وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ای من اجل فقر تخافونہ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ [illegible]

Marfat.com

اپنی اولاد کو بحبت خوف محتاجی یعنے شرکت کے ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو۔ فی الصحیحین عن ابن مسعودؓ یارسول اللہ کون گناہ بڑا ہو فرمایا کہ یہ سب سے بڑا جرم ہو کہ تو اللہ تعالے کا شریک بناوے حالانکہ اسنے تجھکو پیدا کیا ہی۔ مین نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل کرے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ رزق مین شریک ہوگا۔ الحدیث۔ املاق کی تفسیر فقر و محتاجی سے حضرت ابن عباس و قتادہ و سدی وغیرہ سے مروی ہی اور شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ مراد اس سے فقر جو بالفعل حاصل ہو یعنے مت قتل کر ڈالو بحبت فقر کے جو بالفعل تمپر طاری ہوا اور سورہ اسراء مین عام لیا کہ طاری ہو یا اسکا خوف ہو وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ جمع فاحشہ یعنے کبائر مانند زنا وغیرہ کے پھر تعمیم فرمائی مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ علانیہ و پوشیدہ سب طرح کے گناہون کے پاس مت پھٹکو۔ عن ابن مسعودؓ مرفوعًا کوئی زیادہ غیرت والا اللہ تعالے سے نہین اسی جہت سے حرام کیا فواحش ماظہر و مابطن کو (الصحیح) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تملوگ سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو قسم اللہ تعالی کی کہ مین سعد سے زیادہ غیرت والا ہون اور اللہ تعالے مجھسے زیادہ غیرت والا ہی اسی سے اُسنے فواحش ماظہر و مابطن کو حرام کردیا۔ رواہ البخاری و مسلم **وقال ابن عبّاس** زمانہ جاہلیت والے خفیہ زنا کرنے مین مضائقہ نہین سمجھتے تھے پس اللہ تعالے نے پوشیدہ و علانیہ سب حرام کردیا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ کالقود وحد الردۃ و رجم المحصن۔ مانند قصاص کے اور مرتد ہونے کی حد کے اور محصنہ عورت یا محصن مرد کے سنگسار کرنے کے۔ اور یہ تاکید ہی ورنہ فواحش ظاہرہ و باطنہ مین یہی داخل تھا اور جنس نفس کو اللہ تعالی نے محرم کردیا ہی یعنے پیدا کر کے ممنوع کردیا کہ کسی بندہ کو روا نہین کہ بدون حکم الٰہی کے کسی نفس کو قتل کرے اور صحیح مسلم مین ابن مسعود و عائشہؓ سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہین کہ مرد مسلمان کا خون حلال نہین مگر تین باتون مین سے کسی بات کے ساتھ یا تو ثیب ہو پھر زنا کرے یا کسی نفس کو ناحق قتل کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت سے مرتد ہوا ہو۔ وعن عثمانؓ نحوہ یوم الدار تم نا د قسم ہی خدا تعالی کی کہ مین نے زمانہ جاہلیت یا اسلام مین کبھی زنا نکیا اور نچاہا کہ دین بدلون اور نہ مین نے کسی نفس کو قتل کیا پھر تملوگ مجھے کیون قتل کرتے ہو۔ رواہ احمد وعن ابی ہریرۃؓ مرفوعًا جسنے کسی معاہدی ذمی کو قتل کیا تو اسنے اللہ تعالی کا ذمہ توڑا پس وہ جنت کی خوشبو نپاویگا حالانکہ اسکی خوشبو پچاس خریف سے ملتی ہی رواہ الترمذی وصححہ ذٰلِكُمْ ای ذلک المذکور یہ جو مذکور ہوا وَصَّاكُمْ بِهِ وصیت کی تمکو اسکے ساتھ یعنے اسکے حفظ و نگہداشت کے ساتھ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تدبرون تم سوچ کر پند و وعظ سے سمجھ حاصل کرو۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا

اور پاس نجاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو جب تک وہ پہونچے اپنی قوت کو اور پوری کرو ناپ اور تول انصاف سے ہم کسی پر بوجھ نہین رکھتے

إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

جو اسکو مقدور ہو اور جب بات کہو تو حق کہو اگرچہ وہ ہو اپنے ناتے والا ہو اور اللہ کا قول پورا کرو یہ تمکو کہدیا ہی شاید تم دھیان رکھو

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

اور کہا یہ راہ ہو میری سیدھی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پھر تمکو پھٹادینگی اُسکی راہ سے یہ کہدیا ہی تمکو شاید تم بچتے رہو

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي ای الا بالخصلۃ التی هِيَ أَحْسَنُ اور مت پاس پھٹکو مال یتیم کے مگر ایسی خصلت کے ساتھ جو بہت بہتر ہو وہی ما فیہ صلاحہ۔ اور یہ خصلت احسن وہ ہی جسمین یتیم کے حق مین بہتری ہو اور اسکے مال مین بڑھتی ہو حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ باین طور کہ حکو احتلام ہو یعنی حکم یتیم کے مال کا اس اصلاح کے ساتھ اسوقت تک کہ وہ بالغ ہو جاوے بعد بلوغ کے وہ یتیم کے حکم مین نہین رہتا

Marfat.com

مراد آنکہ جب رشد کو پہونچ جاوے تو اسکو اسکا مال سپرد کر دو اور یہ معنی نہین کہ اسوقت اُس سے تعرض کرو یہ حتی انتہاء ایک [illegible]
واجب ہونے کی کہ وہ تام رتبہ اشد ہو اور اشد مین بعض نے کہا کہ اسم جمع ہے اسکا واحد نہین اور سیبویہ نے کہا کہ شدہ اسکا واحد ہے اور جوہری [illegible]
کی اور بعض نے کہا کہ اشد وہ قوت شباب کا استحکام ہے۔ عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم اور مالک اور شعبی سے جو مروی ہوا وہ دلالت کرتا ہے کہ [illegible]
ور سن تکلیف کا مرتبہ ہے اور قولہ تعالےٰ وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح الآیۃ مین تفصیل گزر چکی اور مختار یہ ہے کہ مال سپرد کرنے کے واسطے
بعد بلوغ کے اسکا رشد بھی شرط ہے کہ ہوشیار کماؤ ہو اور آوارہ بہاؤ نہو وَاَوْفُوا الْكَيْلَ پیمانہ سے ناپنا وَالْمِيْزَانَ ترازو سے تولنا بِالْقِسْطِ
عدل کے ساتھ بدون اسکے کہ گھاٹ کرو لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے نفس کی طاقت بھر ہم ہر نفس کو تکلیف شرعی دیتے ہین پس اگر
کسی آدمی نے باوجود نیت درست رکھنے کے ناپ و تول مین خطا کی یعنی چوک گیا اور اللہ تعالےٰ اُسکی نیت درست ہونے کو جانتا ہے
تو اسپر مواخذہ نہوگا جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت مرسل مین سعید بن المسیب سے یہ معنی مذکور ہین اور اسناد اسکی حسن ہے وَاِذَا قُلْتُمْ اور جب تم
بات کہو جا ہے کوئی حکم ہو کسی مقدمہ مین یا کوئی اور قسم کی بات ہو فَاعْدِلُوْا تو عدل کرو یعنے سچائی کے ساتھ انصاف کی بات کہو جو موافق
شرع ہو وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اگرچہ جسکے نفع یا ضرر کے واسطے تمنے بات کہی وہ تمہارا قرابت والا ہو حاصل آنکہ ہر بات کو انصاف و عدل سے
کہو اور اسمین حکم حق کی رعایت رکھو اور قرابت داری وغیرہ کسیکی رعایت مت کرو پس اگر غیر کو تمہارے حکم حق سے نفع ہوتا ہو اور قرابت والے پر ضرر عائد ہوتا ہو تو قرابت ہی کی
جانب داری مت کرو اور سچا حکم دو وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا اور عہد الٰہی کو وفا کرو اور اصل یہ تھا کہ اوفوا بعہد اللہ پس بعہد اللہ کو تعظیم
و اہتمام کے واسطے مقدم کیا اور مراد اس سے نماز و روزہ وغیرہ ہین اور وفا کرنا تمام عہدون کا واجب ہے ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ بتشدید دال و کاف ہے یعنے پند و نصیحت حاصل کرو اور حفص و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین تخفیف ذال و سکون ہے وَاَنَّ بالفتح کی قراءۃ
مین بتقدیر لام ہے اور بالکسر جیسا کہ حمزہ رح کی قراءۃ مین ہے جملہ مستانفہ ہے هٰذَا یعنے یہ سب جس سے تمکو وصیت کی ہے صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا
میری راہ ہے درحالیکہ وہ مستقیم ہے فَاتَّبِعُوْهُ اسی کی پیروی کرو وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ تفرق مین ایک تاء کا حذف ہے
تتفرق بکم ای میل بکم۔ تمکو جدا کا دین اور سبل جمع سبیل کی مختلف راہین جو راہ حق سے مخالف اور خود ٹیڑھی ہین حاصل آنکہ مت پیروی کرو مختلف ٹیڑھی
راہون کی کہ تمکو راہ راست و دین حق سے مائل کر دین اور بہکا دین۔ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یہ آیت اور مانند قولہ ان
اقیموا الدین ولا تتفرقوا الآیۃ مین اللہ تعالےٰ نے مومنون کو جماعت و اتفاق کا حکم دیا اور انکو اختلاف و پھوٹ سے منع کیا اور آگاہ کیا کہ تم سے
اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ انھون نے اللہ تعالےٰ کے دین مین جھگڑے اور بحثین نکالین۔ اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ اور
دیگر سلف صالحین سے مروی ہے کذا ذکرہ الحافظ ابن کثیر **وقال المترجم** اس زمانہ مین افسوس ہے کہ مسلمانون مین باہم وہابی و بدعتی وغیرہ کا
سخت اختلاف پیدا ہوگیا اور باہم دین کے معاملہ مین جھگڑنے لگے اور ظہور اسمین فساد علماء ہے کہ دنیا کی خواہش و جاہ و مال و ریاست کی
طلب مین دین مین تہاون کیا اور خواہش نفسانی و جہال کی دلجوئی اور عوام کی خوشی کے واسطے ایسے ایسے مفسدہ دین مین برپا کیئے اور امر بالمعروف
و نہی عن المنکر سے آنکھ بند کر لی کاش اگر علما ہر باطن متفق ہوتے ولیکن جو امر تقدیر مین جاری ہوا وہ پورا ہوگا اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنے تقوی رکھو اس چیز سے جس سے منع فرمایا یعنے
مختلف راہون اور گمراہی کے طریقون سے بچو۔ ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ راہین عام ہین جو یہودیت و نصرانیت و دیگر ملتون کو اور اسلام کے
مبتدع فرقون کو اور ہر ملت گمراہی و ضلالت کو جنکی بنیاد ہواے نفسانی و اپنی خواہش کی باتون پر ہے شامل ہین اور نیز فروع [illegible]

Marfat.com

تباہ ہین اور جو لوگ علم جدل و علم کلام مین ڈوبے ہوئے ہین وہ بھی انکے مصداق ہین اور یہ سب بداعتقادی و لغزش کا نشانہ ہین قتادہ رحمہ اللہ
نے ارشاد فرمایا کہ ای لوگو آگاہ رہو کہ سبیل الٰہی تو ایک راہ مستقیم ہے وہ جماعت الہدیٰ ہے اور خاتمہ بخیر اسکا جنت مین پہونچ جانا اور ہوشیار رہو
کہ ابلیس نے متفرق راہین نکالین وہ جماعت ضلالت ہین اور انکی انتہا دوزخ مین ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے
اپنے مبارک ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا پھر فرمایا کہ یہ تو راہ الٰہی عزوجل ہے جو راست و مستقیم ہے پھر اس خط کے داہنے بائین بہت سی لکیرین کھینچین
پھر فرمایا کہ یہ بہت سی ٹیڑھی راہین ایسی ہین کہ انمین سے کوئی راہ خالی نہین جسپر ایک شیطان نہو اور وہ اس راہ کج کی طرف بلاتا ہے پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی ان ہذا صراطی مستقیما الآیۃ رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم وصححہ وعبد بن حمید والبزار وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابو الشیخ وابن مردویہ۔ وعن ابن مسعودؓ فرمایا کہ جسکو خوش آوے کہ وہ ایسے وصیت نامہ کو دیکھے جسپر آنحضرت صلعم کی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے
رواہ الترمذی وحسنہ اور ایک روایت مین ہے کہ جو ارادہ کرے کہ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو دیکھے جس پر آپکی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے
قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات۔ ذکرہ الحافظ فی تفسیرہ۔ وعن ابن عباس رضہ فرمایا کہ سورۂ انعام مین آیات محکمات
ہین وہ ام الکتاب ہین پھر پڑھا قولہ تعالیٰ قل تعالوا اتل الآیات۔ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔ اور صحیحین مین
عبادہ بن الصامت کی حدیث کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو کہ مت شرک کرو اللہ تعالیٰ سے
کچھ بھی تا آخر حدیث جس مین امور ارشاد بیان ہین اور نیز حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ تم مین کون شخص مجھ سے بیعت کرتا ہے ان تین آیتون پر پھر پڑھا قولہ تعالیٰ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات
پھر فرمایا کہ سو جس نے انکو پورا کیا اُس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے اُن مین کچھ قصور کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو دنیا مین
گرفت کیا تو اس کے واسطے کفارہ ہو جائیگا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے آخرت تک چھوڑ رکھا تو اُسکا امر جانب الٰہی عزوجل ہے چاہے
اس سے مواخذہ کرے اور چاہے اسکو عفو کرے رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والترمذی
وحسنہ والحاکم وصححہ من حدیث سفیان بن حسین والذی فی الصحیحین من حدیث عبادہ ہو ایضا من روایۃ سفیان بن حسین فلا
احد ہما الی الوہم کذا فی تفسیر الحافظ فافہم اور ابن ابی شیبہ وابن الضریس وابن المنذر نے کعب احبار سے روایت کی کہ
جو توریت مین نازل ہوئین دس آیتین ہین اور یہ وہی دس ہین جو آخر سورۂ انعام مین نازل ہوئین قل تعالوا الآیات الثلث
اور ابو الشیخ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عدی بن الخیار سے روایت کی کہ کعب احبار نے ایک شخص کو پڑھتے سنا کہ وہ پڑھتا
تھا قولہ تعالیٰ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم الآیات تو کعب نے کہا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین کعب کی جان ہے کہ یہی توریت
مین پہلی آیت ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الی آخر الآیات مترجم کہتا ہے کہ کعب احبار نے زبان توریت کا ترجمہ اسطرح
ذکر کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل تعالوا الخ کیونکہ ظاہر ہے کہ توریت بزبان عربی نہین تھی لیکن یہ ترجمہ بضبط عبارات نہین ہے کیونکہ ادائے معانی زبان
عربی در صورت ترجمہ بضبط عبارات کے ایسا حاوی واقید و اشمل و احسن نہین ممکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے کلام پاک مین بیان فرمایا ہے اور
مؤلف فتح البیان نے انکو ترجمہ کر کے لکھا چنانچہ کہا کہ مراد اس سے توریت کی دسون وصیتین ہین اول آنکہ مین ہی رب ہون تیرا معبود جس نے
تجھکو زمین مصر سے بیت عبودیت سے نکالا تیرا کوئی معبود نہین میرے سوائے۔ اور منجملہ ان وصایا کے یہ ہے کہ تکریم کر اپنے باپ و مان کی تاکہ
تیری عمر بڑھے اس سرزمین مین جو تجھکو تیرا پروردگار معبود دیویگا۔ مت قتل کر۔ مت زنا کر۔ مت چوری کر۔ مت گواہی دے اپنے ناتے دار کیلیے

Marfat.com

جھوٹی گواہی اور مت شہوت سے دیکھ اپنے ناتے دار کی لڑکی اور مت خواہش کر اپنے ناتے دار کی جورو کی اور نہ اُسکے [illegible]
اُسکی باندی کی اور نہ اُسکے بیل کی اور نہ اُسکے گدھے کی اور نہ ایسی کسی چیز کی جو تیرے ناتے دار کی ہو یہودیون کو ان وصیتون کی [illegible]
بڑی عنایت ہے اور اسکو زبور والون نے اپنے زبور کے آخر مین اور انجیل والون نے اپنی انجیل کے اوّل مین لکھا ہے۔ ابو السعودؒ نے [illegible]
کہ یہ دسون احکام امتون و زبانون کے اختلاف سے مختلف نہین ہوئے **قال المترجم** تصدیق اسکی آیات مابعد مین موجود ہے [illegible]
قبل اسکے اشارات عرائس البیان ذکر کردون **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن۔ فواحش تو عرائس [illegible]
ہین اور ان عرائس مین ظاہری تو دنیا کی زینت و تازگی ہے اور باطنی دنیا کی دوستی اور ریاست وجاہ ومال کی خواہش ہے۔ حارث محاسبیؒ
نے فرمایا کہ فواحش وہ چیزین ہین جنسے غیر اللہ تعالیٰ مراد ہو بعض نے کہا کہ فواحش افعال جو ظاہر ہین وہ زنا وغیرہ ہین اور جو باطن ہین وہ
جھوٹے دعوے ہین قولہ تعالیٰ واذا قلتم فاعدلوا جب تم مقام ولایت کی خواہش کرو تو سچائی کرو بایطور کہ اپنے نفوس کو بلا و محنت
ومشقت مین ڈالو کیونکہ ولایت مقرون بمحنت ہے۔ نیز جب مجھسے تمکو ربانی خبر پہنچے تو دل سے میرے پاس حاضر ہو اور جب تم نے
مجھکو ظاہر سے ذکر کیا تو باطن مین میرے مشاہدہ سے شاہد ہو اور جب تم میرے بندون کے عیب مشاہدہ کرو جبکہ معائب انکو بتلائے گئے ہین تو امر بالمعروف
مین تمکو کوئی خوف وخیال لاحق نہو اور بُری باتون سے منع کرنے مین تمکو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہو بلکہ اسمین عدل و
انصاف سے برتاؤ کرو اور جو حدود مین نے اپنی شرع مین مقرر فرمائے ہین انسے تجاوز مت کرو۔ ابو سلیمانؒ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا
یعنی جب تم بات کرو تو میرے ذکر کو بیان کرو محمد بن حامدؒ نے فرمایا کہ کلام مین عدل یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس سے فی الحال یا انجام کار مین
اسپر ضرر اور وبال عائد نہو۔ قولہ وبعہد اللہ اوفوا عہد الٰہی وفا کرنا اسطرح ہے کہ قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف محبت وشوق کے ساتھ متوجہ کرے
ہرگز نہ پھیرے یہانتک کہ اس تک واصل ہو اور سوائے حضرت باری تعالیٰ کے کسی چیز پر توجہ نہ کرے جس سے محجوب نہو جاوے
اور اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ جوزجانیؒ نے فرمایا کہ عہد بہت ہین اور سب سے بڑھکر وفا کرنے کے لائق یہ عہد ہے
کہ جن باتون کے کرنے کا شرع مین حکم ہے خواہ فرض و واجب یا سنت ومستحب سب کو بیان کرے اور نصیحت کرے اور جن باتون سے
شرع مین ممانعت ہے خواہ حرام ہین یا مکروہ تحریمی یا مکروہ وغیرہ سب سے منع کرے بالجملہ امر بالمعروف ونہی از منکر کے بجالانے کا عہد وفا کرنا
سب سے ضروری و بڑھکر ہے پس اول اپنے نفس کو معروف کا حکم کرے اگر وہ قبول کرلے تو خیر بہتر ورنہ اسکو بھوک دیکر اور بیخواب رکھکر
بہت یاد الٰہی سے اصلاح کر اور صالحین کی صحبت مین بٹھا تاکہ وہ معروف شرع کی طرف رغبت کرے پھر اسکے بعد اپنے سوائے غیرونکو
ان بھلی باتون کا حکم دے اور پہلے اپنے نفس کو بُری باتون سے منع کرے پس اگر وہ مان جاوے تو بہتر ورنہ اسکو اسطرح تادیب وسزا دے
کہ روئے زمین پر سفر اختیار کر اور مفسد چیزون سے اسکو الگ کر اور تنہائی مین بٹھا اور کم باتین کر اور صبر کو لازم کرلے تاکہ نفس باز رہے
پھر جب تیرا نفس خود باز رہے تو لوگونکو منکر باتون سے ممانعت کر **قال المترجم** اس امر کی ملامت ہے کہ آدمی اورون کو نصیحت کرے
اور خود فضیحت ہو لہذا شیخؒ نے ایسا طریقہ بتلایا کہ آدمی خود بھی عامل ہو اور دوسرونکو بھی نصیحت کرے اور ثواب جمیل حاصل کرے لیکن واضح
رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر شخص پر واجب ہے مع شرائط وتفصیل کے جیسا کہ اپنے مقام پر لکھا ہوا ہے پس اگر خود کوئی شخص [illegible]
نہو تو اُسکے ذمہ سے یہ واجب ساقط نہو گا اور یہ مسئلہ مفصل گزر چکا ہے فتذکر **قال الشیخ** پھر جب اللہ تعالیٰ نے [illegible]
اور احکام عبودیت و وصایائے معرفت بیان کر دین تو اسکے بعد عقد حقیقت وعرفان کی تاکید فرمائی [illegible]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی صراط مستقیم یہی شریعت توحید ورا وسنت و تحقیق ہے جسمین اسکی معرفت کے طلب کے واسطے عبودیت ادا کرے اور اُسکے کلام پاک کی اقتدا کرے جیسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور الہام کی متابعت کرے اور جملہ اغیار سے خاطر پاک ہونے کے وقت اسکے مشاہدہ کا خواستگار ہو جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ راہ ہی قلب سے اللہ تعالے کی طرف ہانیطور کہ ماسوائے الٰہی سے اعراض ہوا ور سُبل سے یہان اشارہ ہو کہ خطرات مذمومہ اور ہواجس نفسانیہ اور وساوس شیطانیہ کسی پیرایہ مین ہون سب گمراہی ہین کیونکہ وہ سب تاریک ہین اور مریدین کی راہ مارنے والے اور جہنم کی راہ یا اس راہ پر پہونچانیوالے ہین راہ حقتعالیٰ فقط راہ ہدی ہی اور ہدی یہ ہی کہ کدورات مخلوقات سے جو دل پاک ہین انکی نظرون مین جلال آیات کے نہایت روشن آفتاب نظر آوین جنکا مرجع عین صفات سے ذات پاک تعالیٰ و تقدس ہی قال المترجم تجھکو یاد ہوگا کہ اللہ تعالے عزوجل نے مشرکین عرب کے انواع جہالات وضلالات کو جو انھون نے نفس و شیطان کی پیروی و دنیا و اسکی چیزون کی محبت اور مودت سے غفلت مین اور اپنے نفس کے کمال سے جاہل بلکہ اندھے بہرے جانورون کے مانند بلکہ اُنسے بدتر پڑے رہنے پر راضی ہوکر ان انواع جہالات وگمراہیون کو اختیار کیا تھا بیان فرما کر اور اپنی عجائب صنعت و عظیم قدرت اور عظمت وجلال اور ظاہر آیات و لطیف اشارات سے نصیحت و ہدایت وارشاد کرنے کے بعد راہ راست کو واضح وروشن کرکے مجری کلیہ احکام کہ اصول دین وایمان وارشاد بحقیقت وعرفان ہین واضح بیان فرمایا اور تفسیر مین گزرا کہ یہ اصول شرائع زمانہائے سابق اور امم مختلفہ مین نہین بدلے اور مذکور ہوا کہ مین توریت و زبور پر بطور حاصل واہتمام خاص انکی وصیت تھی اور اہل انجیل نے بھی انکو لکھا ہی والاشارۃ الی القصۃ بعد ذلک فیما قال تعالےٰ

ثُمَّ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِىۡۤ اَحۡسَنَ وَتَفۡصِيۡلًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّهِمۡ

پھر دی ہمنے موسیٰ کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہر شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا

يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝ اَنۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اُنۡزِلَ الۡكِتٰبُ

یقین کرین اور ایک یہ کتاب ہی کہ ہمنے اُتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو اسواسطے کہ کبھی کہو کتاب جو اتری تھی

عَلٰى طَآئِفَتَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِنَا ۖ وَاِنۡ كُنَّا عَنۡ دِرَاسَتِهِمۡ لَغٰفِلِيۡنَ ۝ اَوۡ تَقُوۡلُوۡا لَوۡ اَنَّاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا الۡكِتٰبُ

سو وہی فرقون پر ہمسے پہلے اور ہمکو اُنکے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی یا کہو اگر ہمپر اترتی کتاب

لَـكُنَّاۤ اَهۡدٰى مِنۡهُمۡ ۚ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ ۚ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ

تو ہم راہ چلتے اُنسے بہتر سو آچکی تم کو تمہارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور مہربانی اب اُس سے بے انصاف کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتین

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنۡهَا ؕ سَنَجۡزِى الَّذِيۡنَ يَصۡدِفُوۡنَ عَنۡ اٰيٰتِنَا سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ بِمَا كَانُوۡا يَصۡدِفُوۡنَ ۝

اور انسے کترا وے ہم سزا دینگے کترانے والونکو ہماری آیتونسے بُری طرح کی مار بدلا اُس کترانے کا

ثُمَّ اٰتَيۡنَا یعنے پھر ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ عطا فرمائی تھی ہمنے مُوۡسَى الۡكِتٰبَ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت۔ واضح ہو کہ ثم جو ترتیب کے واسطے آتا ہی تو وہ کبھی خبر دینے کی ترتیب بیان کے لیئے ہوتا ہی جیسا کہ زبان عرب مین معروف وشائع ہی اور ایسا ہی آیت کریمہ مین ہی اور زمانہ کی تراخی کے لیئے نہین کیونکہ ظاہر ہی کہ موسیٰ کو بہت مدت پہلے توریت عطا ہوئی تھی اور عطا کرنے مین اشارہ ہی کہ یہ محض عطائے الٰہی تھا کیونکہ نبوت محض فضل ورحمت الٰہی ہی جسکو ازل مین برگزیدہ کیا اسکو ملتا ہی اور اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہی وہی خوب دانا ہی

Marfat.com

کہ کس کو رسول فرمایا اسمین کچھ بڑی عبادت وغیرہ کو دخل نہین ہے۔ الف لام کتاب پر عہد کا ہے اور مراد توریت ہے تماما علی الذی [illegible]
تماما للنعمۃ علی الذی احسن بالقیام یعنی تمام نعمت کا ہر ایسے بندہ پر جو اچھا برتاؤ کرے اس کتاب پاک پر قائم ہو کر نصب تماما کی [illegible]
مفعول لہ ہے تو معنی یہ کہ اس فائدہ کے واسطے کہ تمام و پوری ہو نعمت ہر اُس شخص پر جسنے اُس کتاب کے موافق اچھی طرح برتاؤ کیا [illegible]
اگر اس وجہ سے کہ مصدر ہے تو معنی آنکہ ثم ذلک تماما۔ پوری ہوئی یہ نعمت جو وصایائے مذکورہ بالا نتیجہ ہے ہر اُس شخص پر الخ۔ یا تمام بمعنی تاما ہے
ای اتممنا اتماما۔ اور اگر اس وجہ سے کہ حال ہے تو معنی آنکہ عطا کی ہمنے موسیٰ کو کتاب درحالیکہ وہ پوری کرنیوالی ہے نعمت کو ہر ایسے شخص پر جو اسپر [illegible]
سے عمل کرے وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً درحالیکہ تفصیل ہے ہر چیز کے واسطے اور ہدایت و رحمت ہے یا تفصیل
کی پوری تفصیل اور ہدایت کی پوری ہدایت کرنا اور رحمت کی پوری رحمت کرنا جو قوم موسیٰ کے لیے مقدر تھی یا واسطے تفصیل اور واسطے
ہدایت و رحمت اُس قوم بنی اسرائیل کے لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ شاید بنی اسرائیل ایمان و یقین لاوین اپنے رب کی ملاقات
قولہ بلقاء ربہم متعلق یومنون ہے اور مقدم کردیا گیا بغرض تمام اہتمام کے اور جو شخص ایمان لایا اس بات پر کہ بعث و حشر ہوکر وہ قیامت کے
میدان مین لایا جائیگا اور اپنے اعمال پر ثواب و عذاب پائیگا تو وہ سب وصایائے مذکورہ پر عمل کرنے مین اہتمام کریگا بلکہ قیامت تو جب ہو
اسکو موت کے لیے بہت اہتمام ہوگا کیونکہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی۔ کما فی الحدیث الصحیح کیونکہ اسی وقت سے آثار مترتب ہو جاتے
ہین اور کوئی آدمی نہین جو موت پر یقین نہ رکھتا ہو پھر اللہ تعالیٰ آنکھون سے غفلت دور فرماوے اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ
کو ہر قوم کا قطعی علم ہے کہ جو اسکا انجام ہوگا اور کیونکر نہین کہ سب اسی کی ذرہ ذرہ مخلوق ہے اسکو انکی ماہیت و حقیقت تمام و کمال بالکل ہے
معلوم ہے۔ پس اسکو خوب معلوم تھا بلکہ مقدر فرمایا تھا کہ توریت سے بنی اسرائیل کا کیا انجام ہوگا پھر جو لعل فرمایا جسمین امید کے معنی ہین تو وہ
ان لوگون کے واسطے ہے کیونکہ ہر شخص پر احکام الٰہی بجالانا واجب ہے اور اسکی مشیت و تقدیر سے متعلق ہونا نچاہیے کیونکہ کسی کو اُسکی
مشیت و تقدیر معلوم نہین ہوسکتی ہان اگر کافر مرجاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ یہی مقدر تھا لہذا ہر ایک کو مقام امید مین رکھا **قال الحسن**
و مجاہد انمین محسن اور غیر محسن دونون تھے پس توریت تمام نعمت تھی المحسن یعنی مومنون پر واضح ہو کہ تفصیل کل شئی سے مراد انکی ہدایت
و شرایع کے متعلق ہر شئی کی تفصیل تھی۔ اگر کہا جاوے کہ اس آیت مین بنی اسرائیل پر تمام نعمت ذکر فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ نعمت تو
انپر تمام ہوئی بہرحال اور ون پر ناقص ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ تمام نعمت اس شخص پر جسنے اس کتاب پر ٹھیک عمل کیا پس جسقدر اس کتاب کی
نعمت کا پورا ہونا مقدر تھا اسی قدر حاصل ہوگا اور خلاصہ یہ ہے کہ تمام ہونا ہر چیز کے لائق مختلف ہوتا ہے مثلاً جو سامان کہ وزیر کے مکان کے
واسطے لائق ہے وہ اسکے حق مین تمام ہے حالانکہ وہ امیر کے اور سلطان کے لئے تمام نہین پس مطلق تمام نعمت انپر دیتی بلکہ جو انکے لائق ہو بقدر
ذکر کتاب توریت کے فافہم و سیاتی الکلام فیہ۔ اور بہتر تفسیر اس مقام پر علامہ حافظ ابن کثیر کا خلاصہ یہ ہے کہ قولہ ثم آتینا موسی الکتاب **ابن جریر**
نے کہا بدلیل قولہ قل تعالوا الخ کے معنی یہ کہ ثم قل یا محمد عنا انا آتینا موسی الکتاب الخ **ابن کثیر** نے فرمایا کہ اسمین نظر ہے اور بات یہ کہ ثم یہان
عطف خبر بعد خبر کے واسطے ہے نہ ترتیب کے لئے کما قال الشاعر ؎ قل لمن ساد ثم ساد ابوہ ٭ ثم ساد قبل ذلک جدہ ٭ یہان جبکہ پہلے قرآن
سے خبر فرمائی بقولہ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ پھر عطف کیا بمدح توریت۔ اور اکثر اللہ تعالیٰ نے دونون مین اقتران فرمایا ہے کقولہ
ومن قبلہ کتاب موسی اماما و رحمۃ۔ وہذا کتاب مصدق لسانا عربیا۔ اور جیسے بعد قولہ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی الآیۃ کے فرمایا
وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ۔ اور جیسے بعد نقل مقولہ مشرکین کے بقولہ وقالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ فرمایا اولم یکفروا بما اوتی [illegible]

Marfat.com

تاوہ سمجھے ان تعظاہر ا۔ اور بیان فرمایا تماما علی الذی احسن۔ ای تماما جامعا کاملا لما یحتاج الیہ فی شریعتہ لقولہ وتفصیلا لکل شیٔ جیسے فرمایا
وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیٔ الآیہ اور قولہ علی الذی احسن یعنی جزاءً علی احسانہ کیونکہ طاعات وعبادات مین لسنے حکم کی فرمانبرداری کی۔
کما فی قولہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اور جیسے فرمایا واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن۔ اور ربیع بن انس نے فرمایا ای احسن
فیما اعطاہ اللہ جو اسکو اللہ تعالےٰ نے دیا اسپر عمل کرنے مین وہ مرتبہ رکھا جو احسان کا مرتبہ ہے قتادہ نے کہا کہ جسنے مرتبہ احسان کے
موافق فرمانبرداری کی آخرت مین اُسکے واسطے اجر پورا کیا۔ ابن جریر نے علی الذی احسن بمعنی علی احسانہ اختیار کیا شاید الذی کو مصدریہ
قرار دیا کما فی قولہ وخضتم کالذی خاضوا اے خضتم کخوضہم۔ ابن رواحہؓ نے کہا ؏ وثبت اللہ ما آتاک من حسن ؛ فی المرسلین ونصرا
کالذی نصروا۔ یعنی نصراً کنصرہم۔ اور دیگر علماء نے کہا کہ الذی یہان بمعنی الذین ہے **ابن جریر**ؒ نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سے حکایت
کیا گیا کہ انکی قرارت مین تماما علی الذین احسنوا تھا اور ابن ابی نجیح نے مجاہدؒ سے روایت کی کہ قولہ علی الذی احسن یعنی علی المحسنین والمتقین
ایسا ہی ابو عبیدہؒ سے مروی ہے بغویؒ نے کہا کہ محسنون وہ انبیا ومومنین ہین یعنی ہمنے اسکی فضیلت اُن لوگون پر ظاہر کر دی **قال الحافظ**
اور مین کہتا ہون کہ علی ہذا یہ بمانند قولہ تعالی یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی الآیہ ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ
حضرت موسی علیہ السلام ہمارے سردار رسول اللہ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء وخلیل سے افضل ہو جاوین بسبب اسکے کہ دیگر دلائل اس پر دلالت
کرتے ہین وَھٰذَا اور یہ قرآن کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ کتاب ہے جسکو ہمنے اتارا ہے مُبٰرَکٌ مبارک ہے یعنی کثیر البرکۃ ہے فَاتَّبِعُوْہُ
پس اُسکی پیروی کرو اے اہل مکہ بائیطور کہ جو احکام ونصائح اسمین ہین انپر عمل کرو کیونکہ جب وہ تمھارے پروردگار کی طرف سے بہت
برکت کی کتاب ہے تو انپر تمکو عمل واجب ہے پس اسکی پیروی کرو وَاتَّقُوْا اور کفر وانکار سے پرہیز رکھو لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ شاید رحم
کیے جاؤ یعنی ایسا کرنے کے بعد اوتعالےٰ جل جلالہ سے رحمت کے امیدوار رہو اور نہین نا امید ہے رحمت الٰہی سے مگر وہی جو کافر ہے
اَنْ تَقُوْلُوْٓا فراء وکسائی نے کہا ای واتقوا ان تقولوا یا اہل مکہ۔ اور بچو اس بات کے کہنے سے اے مکہ والو۔ اور بصریون نے کہا انزلناہ
کراہۃ ان تقولوا ہمنے اسکو نازل کر دیا بسبب کراہت اس امر کے کہ تملوگ کہو اور کوفیون نے اور شیخ ابن جریرؒ نے کہا ای انزلناہ
لئلا تقولوا ہمنے اس کتاب کو نازل کر دیا ہے تاکہ تم یون نہ کہو کہ اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا یہی ہوا تھا
کہ اتاری گئی کتاب ہمسے اگلے دو گروہون پر وَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِہِمْ لَغٰفِلِیْنَ البتہ ہم اُن لوگون کی قراءۃ سے غافل رہے کیونکہ ہم
اسکو نہین جانتے تھے بوجہ اسکے کہ وہ ہماری زبان مین نہ تھی طائفتین سے مراد یہود ونصاری ہین کہ انپر توریت وانجیل نازل ہوئی
اور رہی زبور تو وہ احکام توریت کی پابندی کے ساتھ فقط نصائح ومواعیظ تھے واللہ اعلم پس اہل زبور وہی اہل توریت ہین پس جملہ
دو ہی گروہ یہود ونصاری ہوے اور یہی ابن عباس ومجاہد وسدی وقتادہ وبہتون سے مروی ہے کہ یہود ونصاری مراد ہین۔ ان کنا
ای انا کنا پس ان تشدید سے مخفف اور اسم محذوف ہے حاصل آنکہ قیامت مین تم یہ عذر پیش نہ لاؤ کہ ہمپر کوئی کتاب نہین بلکہ یہود ونصاری پر غیر زبان مین اتری جنکی درس سے ہم
غافل تھے **قال الحافظ** یعنی ہم نہین سمجھتے تھے کہ وہ لوگ کیا کہتے ہین کیونکہ وہ لوگ ہماری زبان والے نہ تھے اور باوجود اسکے ہم اس خبر سے غافل تھے جسمین وہ تھے
**وقال المترجم** اصل مورد یہ ہے کہ اس لغت کا نجاننا کچھ عذر نہین بلکہ اُنسے دریافت کر لیا ہوتا اور شیخ **ابن کثیر**ؒ نے اسکے دفع کیطرف اشارہ کیا اور
**مترجم** کے نزدیک توضیح یہ ہے کہ قیامت مین یہ عذر نہ کرین کہ کتاب آسمانی تو ہمسے اگلے دو گروہ پر نازل ہوئی اور ہم اس سے محروم تھے اور
وہ انہین دو گروہ کے ساتھ مخصوص تھی کچھ عموم بعثت نہ تھی کہ ہر شخص پر اسکا علم ومعرفت حاصل کرنا فرض ہو اور اپنی ابتدا کیواسطے حاصل کرنے مین یہ دقت

تھی کہ وہ زبان دان دونون گروہ کی قراءۃ ہماری سمجھ مین آتی نہ تھی باوجودیکہ ہمکو اس ارسال و انزال کتب سے غفلت [illegible]
اپنی شغولی مین غفلت تھی باوجودیکہ ایسے گروہ پر نازل ہوئی جنکو تحریف و تبدیل مین غلو تھا اور ارشاد وہدایت سے بے پروائی [illegible]
ہمکو درس دینا اور سمجھانا بالکل نہین پایا گیا ہم اس سے بالکل غافل رہے کہ انھون نے ہمکو کبھی سمجھایا ہوتا پس ہم معذور ہین [illegible]
یا یون کہو کہ لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ اگر ہمارے اوپر کتاب اُتاری جاتی تو ان لوگون کی بہ نسبت زیادہ
ہدایت پر ہوتے خواہ اسوجہ سے کہ ہمارے ذہن اچھے تھے ہم کتاب سے خوب سمجھ حاصل کرتے یا ہم اسپر خوب عمل کرتے اور لوگون کو
درس دیتے اور سمجھاتے اور عموماً لوگون کو ہدایت کی راہ بتلاتے فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ یعنے بیان مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
یعنے آگیا تمھارے پاس بیان تمھارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت و رحمت حتی کہ جو شخص اسکی پیروی کرے وہ راہ پاوے
اور اسپر اللہ تعالے کمال رحم فرماوے پس جب ایسا واقع ہوا تو اب خوف کرو کہ تمھارے پاس کوئی عذر نہین کہ تم راہ راست چھوڑکر
گمراہ پھرو اور اس بیان یعنے قرآن مین خوض نکرو اور اس سے ہدایت و رحمت حاصل نکرو اور یہ بڑا ظلم اپنے اوپر کرتے ہو کہ کمال
ہدایت تو درکنار تم اس سے منکر ہوتے اور منھ موڑتے ہو فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ پس کون زیادہ ظالم ہے یعنے کوئی زیادہ
ظالم نہین ہے اُس شخص سے کہ جسنے جھٹلایا آیات الٰہی کو وَصَدَفَ عَنْهَا اور منھ موڑا ان آیات سے پس جو ایسے ظلم کا برتاؤ کرے وہ
چند روزہ زندگی بھر بچا رہیگا وہ بھی اگر اللہ تعالے کو منظور ہو ورنہ وہ قابل سخت سزا کے ہے حتی کہ اگر اسی کفر و انکار پر مرا تو غضب مین
پڑا سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ عنقریب ہم بدلے مین دینگے ان ظالمونکو
جو منھ موڑتے تھے ہماری آیات سے برا عذاب یعنے سخت عذاب بسبب اُن لوگون کے اعراض و منھ موڑنے کے اعوذ باللہ
من عذاب اللہ وبلائہ۔ قولہ کذب بایات اللہ وصدف عنہا۔ سدی نے ابن عباس ومجاہد وقتادہ سے روایت کی کہ معنی یہ
ہین کہ لوگون کو اُس سے موڑا اور روکا اور خود اعراض کیا اور ابن کثیرؒ نے اسکو قوی کہا ہے ف **فی العرائس** قولہ ثم آتینا موسی الکتاب
الآیہ یعنے موسی علیہ السلام کو وہ چیزین دین جنسے وہ مخصوص ہوا چنانچہ مناجات مین اسکو کلام قدیم سنایا جس سے معارف قدم وکشف
ذات وصفات کی راہین ظاہر فرمائین اور ایک وقت خاص مین اسپر تجلی فرمائی پھر توریت عطا فرمائی جو عموم عوام کے لیئے و خواص کے لیئے
شریعت تھی اور عبودیت کی کشادہ راہون کا بیان تھی کیونکہ عوام لوگ اس بات سے بہت دور تھے کہ گوش خاص سے کلام خطاب
خاص کو مشاہدہ جلال مین سُنین سکین **قال المترجم** بیان ہوا کہ اوتعالے نے قرآن مجید کو توریت سے افضل واشمل نازل فرمایا اور تمام نعمت فرمائی
اور یہ تمام کرنا کامل بہ نسبت سب کے ہے اسی واسطے قرآن مجید کی دعوت عام اور آنحضرت صلعم کی رسالت بھی عام ہے اور اس سے
اعراض کرنے والی کوئی قوم ہو اسکو عذاب شدید سے وعید فرمائی اور نیز بیان واقعی کے ساتھ اہل غفلت و انکار کو تہدید فرمائی یعنی
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ
کاہیکی راہ دیکھتے ہین لوگ مگر یہی کہ آوین انپر فرشتے ! آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جسدن آویگا ایک نشان [illegible]
رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ
تیرے رب کا کام نہ آویگا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہین
هَلْ يَنْظُرُوْنَ نظر بمعنی انتظار ہے حاصل آنکہ انپر حجت قائم ہوئی اور کتاب بھی نازل فرمائی گئی اور رسول پاک صلعم [illegible]

Marfat.com

مجھول سلوب سے ارشاد و ہدایت کی گئی لیکن وہ اپنی جہالت و ضلالت سے نہیں پھرتے ہیں تو یہ باقی رہا کہ کیا انتظار کرتے ہیں اس بات کا کہ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ آویں ان کے پاس ملائکہ یعنی انکی روح قبض کرنے کو ملائکہ آجاویں اور وقت فرصت ہاتھ سے جاتا رہے کیونکہ اُسوقت ایمان لانا
کچھ نافع نہوگا ایسے شخص کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ عذاب لیکر ملائکہ انپر آویں اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ یا آوے تیرا رب
اے محمد صلعم جیسا کہ کفار مانگتے ہیں بقولہم لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا یعنی کافرون نے کہا کہ کیون
نہیں اتارے گئے ہمپر ملائکہ یا دیکھیں ہم اپنے رب کو البتہ بڑے تکبر والے بنگئے اپنے نزدیک اور سرکشی میں حد سے بڑھ چلے بڑا بڑھنا
اور بعض نے کہا کہ مضاف محذوف ہے او یاتی امر ربک۔ ای عذاب ربک یعنی یا آوے عذاب تیرے پروردگار کا۔ بہرحال اسکو...
ولایا کہ حضرت او تعالی جل جلالہ کا آنا ہولناک بات ہے اور مراد اس سے عذاب ہے حذف مضاف زبان عرب میں شائع ہے
اسکے حذف سے ہول زیادہ ہوگیا پس یہ بلاغت مقام ہے جیسے قولہ واشربوا فی قلوبہم العجل۔ یعنے پلائے گئے انکے دلون میں بچھڑا یعنے
انکے دلون میں محبت بچھڑے کی جذب ہوگئی جیسے پانی جذب ہوجاتا ہے پس حذف مضاف مبالغہ ہے کہ ایسی محبت بھر گئی تھی کہ گویا وہ
خود انکے دلون میں بیٹھ گیا تھا اور یہ بلاغت پاکیزہ ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے روز او تعالی جل جلالہ کا فیصلہ خلائق کے واسطے
آنا مراد ہے کما فی قولہ وجاء ربک والملک صفا صفا۔ اور یہی تفسیر حضرت ابن مسعود و قتادہ و مقاتل سے مروی ہے اور بعض نے فرمایا کہ
کیفیت آنے کی فہم و خیال و تصور بشری بلکہ تمام مخلوق کے وہم سے خارج ہے کیونکہ او تعالی عز و جل ہر ایک کے وہم و خیال سے
بالاتر ہے پس اسقدر ایمان لانا چاہیے کہ او تعالی جل جلالہ قادر ہے کہ آوے جیسا کہ فرمایا اور اسکی کیفیت و صورت وغیرہ ہماری عقل
باہر ہے ہم بندہ ہیں جو اُسنے فرمایا اسپر ہمارا ایمان ہے اور مفسر رح نے فہم عوام سے قریب ہونے کی جہت سے قولہ ہل ینظرون الخ میں تفسیر ...
کہ کیا انتظار کرتے ہیں جھٹلانے و منھ موڑنے والے اس بات کا کہ آویں اُنپر ملائکہ اسواسطے کہ انکی روحیں قبض کرکے عذاب میں ...
یا آوے تیرا پروردگار یعنے حکم پروردگار یعنے پروردگار کا عذاب آوے اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ یا آویں بعض نشانیاں تیرے
پروردگار کی۔ یعنے تیرے پروردگار نے جو نشانیاں قیامت کی مقدر فرمائی ہیں انمیں سے بعض نشانیاں آجاویں پھر فرمایا
يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ جسدن کہ آجاوینگی بعض نشانیاں تیرے پروردگار کی تب لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰ
مَنَتْ مِنْ قَبْلُ نہیں نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہیں ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا یا ایسے
نفس کو جسنے نہیں کمائی تھی اپنے ایمان لانے میں کوئی بھلائی۔ واضح ہو کہ بعض آیات سے مراد یہ کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا
اور یہ قبل قیامت ہوگا اور جو عوام میں مشہور ہے کہ بارہ برس پہلے ہوگا یہ غلط ہے ہاں دجال وغیرہ کے بعد ہوگا اور ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہیں قایم ہوگی قیامت یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب مغرب سے پھر جب لوگ اُسکو دیکھینگے
تو جو روئے زمین کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے لیکن یہ وہ وقت ہے کہ نہیں نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہیں ایمان لایا تھا پہلے
اس نشانی سے۔ رواہ البخاری وبقیۃ الجماعۃ وغیرہم اور ایک روایت بخاری میں ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی۔ اس سے
ظاہر کہ جو اسوقت سے پہلے ایمان لایا ہوگا اسکو اسکا ایمان نفع دیگا یعنی مقبول ہوگا اور یہی تفسیر اس آیت کی مفسر رح نے موافق جمہور
کے اختیار کی ہے کما لین میں لکھا کہ بعض مفسرین نے کہا کہ بعض آیات سے مراد کوئی آیت ہو خواہ دخان یا دجال یا دابہ وغیرہ
... علما ہے **قال المترجم** آیت میں یہ تعمیم کہ کوئی سی آیت ہو بے شک غلط ہے کیونکہ منصوص بعض آیات ہیں اور اگر طلوع

آفتاب از مغرب کے سوائے بھی بعض آیات کو عام لیا ہوتا تو اسکی وجہ بھی ہو سکتی تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے باسناد جید [illegible]
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین باتین ہین کہ جب وہ ظاہر ہونگی تو کسی نفس کو اسکا ایمان نافع نہوگا جو نہین ایمان لایا تھا [illegible]
یا کسب کیا تھا اپنے ایمان مین کوئی بھلائی کو۔ وہ طلوع آفتاب ہے مغرب سے اور نکلنا دجال کا اور نکلنا دابۃ الارض کا ہے [illegible]
الترمذی وابن مردویہ۔ وفی الکمالین عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین عبد اللہ بن ابی اوفی رضؓ سے روایت کی کہ لوگون پر ایک رات بقدر تین
راتون کے آویگی کوئی نہین پہچانیگا سوائے اُن لوگون کے جو تہجد پڑھنے اُٹھتے ہین پس آدمی اُٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھکر اپنا وظیفہ
پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھیگا پس ایسا وقت ہونے پر لوگ آپس مین آواز دیکر ملکر مسجدون مین جاوینگے یہانتک کہ جب صبح کی نماز پڑھکر بیٹھینگے
کہ ناگاہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکل آویگا یہانتک کہ جب درمیان مین پہونچیگا تو واپس ہو جائیگا **قال الحافظ ابن کثیر** وقد رواہ
ابن مردویہ وہو حدیث غریب۔ ابن مردویہ نے حذیفہؓ سے مرفوع روایت کی کہ رات بقدر دو رات کے دراز ہو جائیگی۔ بعض
روایات مین ہے کہ آفتاب تین روز تک مغرب سے نکلیگا اور امام نوویؒ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ ایک ہی روز ایسا ہو کر پھر اور دنون کے
مانند نکلا کریگا فی تفسیر الحافظ۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے مغرب سے آفتاب نکلنے سے پہلے توبہ کی اُسکی توبہ قبول
ہوگی۔ رواہ ابن جریر ولیس فی الکتب الستۃ واسنادہ جید۔ عن حذیفہ ابن اسید الغفاریؓ ہم لوگ قیامت کا ذکر کرتے تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم
نے غرفہ سے طلوع فرما کر کہا کہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ تم دس نشانیان دیکھو آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دخان۔ اور
دابۃ الارض۔ یاجوج ماجوج کا نکلنا عیسی بن مریم کا اُترنا اور دجال کا نکلنا اور تین خسف ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ
عرب مین آگ نکلنا عدن کے غار سے جو لوگون کو ہانک لیجاویگی جہان رات گزارینگے وہان رات کو ساتھ رہیگی اور جہان دوپہر کو ٹھہرینگے
اُنکے ساتھ ہوگی۔ رواہ احمد ومسلم واہل السنن الاربعہ ابو سعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہے کہ قولہ یوم یاتی بعض آیات ربک آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ وہ مغرب سے آفتاب کا نکلنا ہے رواہ احمد رواہ الترمذی موقوفًا۔ حدیث ابو امامہؓ مین مرفوعًا ہے کہ نشانیون مین اول وہ طلوع
آفتاب از مغرب ہے حدیث صفوان مین مرفوعًا آیا ہے کہ اوتعالے نے مغرب مین ایک دروازہ کھولا جسکا چوڑان ستر برس کی راہ ہے وہ توبہ کے
واسطے ہے وہ بند نہوگا یہانتک کہ مغرب سے آفتاب نکلے۔ رواہ النسائی وصححہ الترمذی وابن ماجہ اور اول آیت طلوع آفتاب ہونا حدیث
عبد اللہ بن عمروؓ مین بھی بروایت احمد ومسلم وابو داؤد وابن ماجہ مروی ہے۔ ساریہ وعبد الرحمن بن عوف وعبد اللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہجرت دو خصلت ہین ایک تو گناہون سے ہجرت یعنی گناہ چھوڑنا اور دوم یہ کہ
سب چھوڑکر اللہ تعالے واسکے رسول کیطرف ہجرت کرے اور یہ ہجرت منقطع نہوگی جب تک کہ توبہ قبول ہوا در توبہ برابر قبول ہوگی
یہانتک کہ آفتاب اپنے مغرب سے طلوع کرے پھر جب مغرب سے طلوع ہوا تو ہر دل پر مہر ہو جائیگی جو کچھ اسمین ہے اور کفایت ہوگا لوگون کو عمل **قال الحافظ**
رواہ احمد باسناد حسن ولم یخرجہ احد من اصحاب الستۃ عن ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ آیات قیامت جو مذکور ہوئین ہین انمین سے ہو اسے
چار کے سب گزر گئین اور چار جو باقی ہین وہ طلوع آفتاب از مغرب اور خروج دجال ودابۃ الارض وخروج یاجوج ماجوج ہین [illegible]
کہ جس آیت پر اعمال ختم ہونگے وہ مغرب سے طلوع آفتاب ہے **قال المترجم** نزول عیسی علیہ السلام ملاصق خروج دجال ہے [illegible]
قرب قیامت بہت ہین انمین سے بڑی آیات دس ہین۔ پھر واضح ہو کہ قولہ او کسبت فی ایمانہا خیرا مین خیر سے مراد عمل [illegible]
مفسرؒ نے کہا کہ خیر وطاعت سے مراد یہ کہ اسکو اسکا توبہ کرنا نافع نہوگا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے **قال فی الکمالین** [illegible]

ظاہر آیت سے استدلال کیا تھا کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع نہین ہے اور مفسرؒ نے اسکو دفع کردیا کہ عدم نفع ایمان اس سے ظاہر نہین ہوتا
بلکہ او کسبت یعنی لاینفع نفسا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا ای توبۃ ہے یعنے اسوقت کسی مومن کو اسکے گذشتہ جرم پر توبہ کرنا نفع نہ دیگا۔ د فی تفسیر
الحافظ قولہ تعالے لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن الخ یعنی اگر اس روز کسی کافر نے نیا ایمان حاصل کیا یعنی ایمان لایا تو اس سے مقبول نہوگا
اور اگر وہ اس سے پہلے مومن تھا تو دو حال سے خالی نہین یا تو نیکوکار تھا تو وہ بہت خوب حال مین ہے اور اگر نیکوکار نہ تھا اور اُسنے
جدید توبہ کی تو اسکی توبہ قبول نہوگی جیسا کہ احادیث متقدمہ دلالت کرتی ہین پس اسی پر محمول ہوگا قولہ او کسبت فی ایمانہا خیرا۔ واضح ہو کہ قولہ
تعالے لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت کو آمنت پر عطف کرنے سے اشکال پیش آتا ہے وہ یون کہ
کہ ایمان سابق نہو تو ضرور خیر نہوگی کیونکہ بدون ایمان کے خیر کچھ نہین ہے اور اگر خیر مع الایمان مراد ہے تو جملہ ثانیہ مین تکرار ہے اور نیز وجود ایمان اگر عدم
خلود کے واسطے کافی ہے تو عدم ثانی کی کیا ضرورت اور اگر ثانی پر کافی ہے تو وجود اول سے کیا نفع ہے اور مؤلف فتح البیان نے بعد لاطائل
طول کلام کے بعد لکھا کہ ظاہر آیت جو مقتضی ہے کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع ہے دیگر دلائل صحیحہ کتاب وسنت سے اسکے معارض ہین
کہ نہین نفع دیتا ایمان مگر عمل خیر کے ساتھ پس یہی وجہ قوی ہے اور بعد اسکے ایک لاطائل تقریر کی جسمین لوگون پر تشنیع ہے کہ اُنھون نے فقط
حمایت مذہب کی وجہ سے آیت مین تاویل کی ہے مترجم کو ان زبان درازیون سے تعجب ہوتا ہے اور مہمل باتون کو اس کتاب مین
درج کرنا پسندیدہ نہین ورنہ مین پورا کلام لاتا لہذا اس سے اعراض کرکے مؤلف مذکور کا اسقدر جواب دیتا ہون کہ مجرد ایمان نافع نہونے سے
مؤلف مذکور کی مراد کیا ہے پس اگر یہ مراد ہے کہ کافرون کے مانند خلود فی النار سے رہائی مین فی الجملہ بھی نافع نہین تو صریح غلط اور خلاف صحیح
احادیث وآیات ہے بلکہ جماعت امت سے مخالفت ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ کامل نافع نہوگا تو یہان اس تخصیص مین کلام نہین ورنہ مؤلف مذکور
پر اثبات لازم ہے اور نیز اگر مجرد ایمان نافع نہو تو تصدیق توحید رکھنے والا اور معتقد شرک وکفر مین کوئی فرق نہوگا حالانکہ فرق ظاہر ہے الحاصل
مؤلف مذکور کی ایسی مفسدانہ باتون سے اللہ تعالے محفوظ رکھے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ پھر توضیح مقام یہ ہے کہ قولہ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن
آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت عطف ہے آمنت پر اور دو شق بحرف او مردود ہین یعنے نہ نفع دیگا کسی نفس کو اُسکا ایمان
لانا جسکی یہ صفت ہو کہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان مین خیر نہ کمائی ہو پس نافع نہونا اُس نفس کو ہے جسمین دونون باتون مین
کوئی بات ہو لیکن اول شق کی نفی یہ ہے کہ وہ ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہو مگر خیر نہین کمائی پس اگر ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہے تو اسکو
اسکا ایمان نافع ہوگا اگرچہ خیر نہ کمائی ہو اور جب شق اول کی نفی سے یہ بات ثابت ہوئی تو دوسری شق کے معنی لاینفع نفسا لم تکن کسبت
فی ایمانہا خیرا نہین نفع دیگا کسی نفس کو جسنے نہین کمایا اپنے ایمان مین خیر کو۔ ظاہر مین جو نفی شق اول سے ثابت ہوا اس سے متعارض پڑتے
ہین اور جواب یہ کہ شق دوم کے معنی یہ ہین کہ اسکی توبہ ان اعمال بد کے بارہ مین قبول نہوگی جنکو کرچکا ہے اور اگر وہ مراد ہوتی جو مؤلف فتح البیان
نے نادانی سے اپنے نفس کی تبعیت کی ہے یعنے ایمان بدون عمل خیر نافع نہوگا تو شق اول بیکار ہوتی فقط شق دوم لازم تھی اور جسقدر مین نے
ذکر کیا اس سے متعین وثابت ہے کہ جو تاویل حضرت ابن کثیرؒ کی تفسیر سے موافق دیگر مفسرین نے نقل کردی ہے وہی صحیح ہے اور جو مؤلف
فتح البیان نے لکھی وہ غلط و بیجا وہم وتقلید باطل ہے فافہم قُلِ انْتَظِرُوٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کہدے تم بھی کسی بات کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہین۔
اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ
جنھون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہوگئے کئی فرقے تجھکو اُنسے کچھ کام نہین انکا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتادیگا انکو

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا

جیسا کچھ کرتے تھے جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پاویگا اُتنا ہی

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور اُنپر ظلم نہ ہوگا

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ یعنے دین کو اسطرح تفریق کرڈالا کہ اسمین پھوٹ ڈالی اور اختلاف کرکے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا وَكَانُوْا شِيَعًا یعنے فرقًا اور وہ جمع فرقہ ہے یعنے ٹکرے ٹکرے ہوگئے اور ایک قراءۃ حمزہ وکسائی مین فارقوا دینہم ہے یعنے جدا ہوگئے اُس دین سے جسکا حکم دیے گئے تھے اور یہ لوگ یہود ہین جیساکہ مجاہدؒ سے مروی ہے وفی تفسیر الحافظ کہا مجاہد وضحاکؒ وقتادہ وسدی رحمہم اللہ نے کہ یہ آیت دربارہ یہود ونصاریٰ نازل ہوئی ہے اور ایسا ہی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس امت کے گمراہ فرقون کے بارہ مین ہے اور ابوامامہؓ نے کہا کہ حرور یہ یعنی خارجی فرقہ انھین مین ہے اور حدیث مرفوع اسمین کہ یہ آیت اصحاب ہوا کے حق مین ہے ثابت نہین ہوئی ولیکن اقوال سلف رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور توفیق یہ ہے کہ اولًا تو یہود ونصاریٰ کے حق مین ہے اور ثانیًا وشمولًا تمام اہل ہوا وبدعت وضلالت کے حق مین ہے خواہ یہود ونصاریٰ ہون یا اس امت کے فرقے مبتدعین مانند معتزلہ وروافض وخوارج کے ہون بالجملہ جسنے توحید الٰہی وسنت رسول اللہ صلعم سے اور جماعت سلف صالحین کے طریقہ سے انحراف کیا وہ اسی حکم مین داخل ہے پس آیت مین دلیل ہے کہ مسلمانون کا ایک کلمہ چاہیئے اور جماعت رہین اور تفریق وپھوٹ نہ ڈالین فی السراج والمعالم وغیرہما معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم مین کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تو بہتر فرقے ہوگئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقہ ہوجائیگی جسمین سے بہتر فرقہ دوزخ مین جائینگے اور ایک فرقہ جنت مین جائیگا اور وہ فرقہ جماعت ہے۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہوے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے اور میری امت کے تہتر فرقہ ہوجاوینگے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون فرقہ ہے تو فرمایا کہ جو اُس طریقہ پر ہوگا جسپر مین اور میرے اصحاب ہین۔ رواہ الترمذی وقد اخرج الحاکم وصححہ۔ عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو صبح کی نماز پڑھائی پھر ہمکو ایسی بالکیزہ نصیحت فرمائی کہ آنکھون سے آنسو روان ہوے اور دل دہل گئے پس ہم مین سے کسی کہنے والے نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ تو وداع کرنے والے کی سی نصیحت ہے پس آپ ہمکو کچھ وصیت فرمادین تو فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ تقوی رکھو اللہ تعالےٰ سے اور سمع وطاعت رکھو اگرچہ کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ جو کوئی تم مین جئیگا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھیگا پس اسوقت تمپر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور دانتون سے اسکو مضبوط پکڑو اور خبردار بچے رہو ایسے امور سے کہ جنکو تم بدعت نکالو کیونکہ ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے وہذا الحدیث فی الصحاح۔ بالجملہ جن لوگون نے دین مین پھوٹ ڈالی اور فرقہ فرقہ ہوگئے اُنسے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلعم کو بری فرمایا بقولہ لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ حاصل انکا تجھکو انسے کچھ تعلق نہین ہے تو اُنسے بالکل بری ہے ولذلک قال المفسر اے فلا تتعرض لہم یعنی تو اُنسے کچھ تعرض مت کر اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ یعنے اللہ تعالےٰ ہی خود انکے امر شدید کا متولی ہے اور یہ سخت تہدید ہے کیونکہ شفاعت وغیرہ سے بالکل محروم کردیا تو لامحالہ سخت عذاب مین پڑینگے ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ یعنی پھر آخرت مین انکو انکے افعال سے خبردار فرمادیگا یعنی انکو سزا دے سخت دیگا قال المفسر

Marfat.com

حکم جہاد سے۔ اور اولیٰ یہ ہو کہ آیت محکم ہو اور قولہ لست منہم فی شئی سے فقط یہ مراد ہو کہ تجھپر صرف ابلاغ ہو اور انکے افعال سے تجھپر کچھ لازم نہوگا
پھر انکا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جو چاہے اُنکے حق مین دنیا مین حکم کرے چنانچہ آخر جہاد کا حکم ہوا۔ پھر قیامت مین انکو خبردار کریگا کہ تم کیا کرتے
تھے چنانچہ جو جزیہ پر اڑے رہے وہ قیامت مین عذاب شدید کفر و شرک کا پاوینگے مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ ای لاالٰہ الا اللہ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا
تو اسکے لیئے جزا ہو برابر دس گونہ اُسکے ایک جماعت نے کہا حسنہ سے مراد کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہو یہی ابن مسعود و ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہم سے مروی ہو اور دیگر مفسرین نے کہا کہ یہ کلمہ طیبہ افضل الحسنات ہو اور مراد عام ہو جیسا کہ عموم لفظ دلالت کرتا ہو اور حدیث صحیح مین ہو کہ تمہارا
پروردگار عزوجل رحیم ہو جسنے قصد کیا کسی نیکی کا پھر اسکو ادا نکیا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہو اور اگر اُسنے ادا کیا تو دس گونہ سے سات
سو سے بہت گونہ تک نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کسی بدی کا قصد کیا پھر اسکو نہ کیا تو اُسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہو پھر اگر اسکو کر گزرا
تو اُسپر ایک بدی لکھی جاتی ہو یا اللہ تعالیٰ اسکو محو کر دیتا ہو۔ کما رواہ البخاری و مسلم والنسائی۔ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مین منجملہ حدیث قدسی کے ہو اور جسنے زمین
بھر کی خطائین کین پھر مجھسے ملا اس حال مین کہ وہ میرے ساتھ کچھ شرک نہین کرتا تھا تو مین اسکے برابر اسکے واسطے مغفرت دیتا ہون۔ کما رواہ مسلم
واحمد و ابن ماجہ۔ اور ابو یعلیٰ نے مانند حدیث اول کے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہو **قال الحافظ** واضح ہو کہ کسی گناہ کو
چھوڑنے والا تین قسم کا ہو ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالیٰ عزوجل کے واسطے و اسکے خوف سے گناہ کو چھوڑا پس اُسکے باز رہنے پر اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے
نیکی عطا فرماتا ہو اور یہ اس بندہ کی طرف سے عمل و نیت ہو چنانچہ بعض الفاظ صحیح مین یہ بھی آیا ہو کیونکہ اُسنے اس گناہ کو میری ہی وجہ سے چھوڑا ہو
دوم وہ کہ جسنے نسیان و ذہول سے چھوڑ دیا تو ایسے شخص پر نہ عذاب ہو نہ اسکو ثواب ہو کیونکہ اُسنے نہ بھلائی کی نیت کی اور نہ کوئی برائی عمل مین لایا
اور سوم وہ کہ جسنے اس بدی کے بجا لانے اور اسکے اسباب سامان مین کوشش کی لیکن کسل کی وجہ سے یا عاجز ہو کر بیٹھ رہا تو ایسا شخص بمنزلہ اس بدی
کو عمل مین لانے والے کے ہو اسی واسطے حدیث صحیح مین ہو کہ جب دو مسلمان تلوارین لیکر بھڑے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخی ہین لوگون
لوگون نے عرض کیا کہ قاتل تو قاتل ہوا مقتول کا کیا حال ہو تو فرمایا کہ اسواسطے کہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کر ڈالنے پر حریص تھا حاصل آنکہ اُسنے
کوشش مین دریغ نہین کیا پس وہ بمنزلہ قاتل کے ہو **قال الحافظ** خریم بن فاتک الاسدیؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
آدمی چار صفت کے اور اعمال چھ طور پر ہین پس آدمیون کی حالت یہ کہ بعض کے حق مین تو دنیا و آخرت دونون مین وسعت ہو اور بعض کے لیئے دنیا
مین وسعت ہو اور آخرت مین محتاج ہو اور بعض دنیا مین محتاج اور آخرت مین وسعت والا ہو اور بعض دنیا و آخرت دونون مین شقی ہو۔ اور
اعمال کی یہ تفصیل ہو دو موجب ہین اور مثل بمثل اور دس گونہ اور سات سو گونہ پس دو موجب یون ہین کہ جو مسلمان مومن مرا درحالیکہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ کچھ شرک نہ کرتا تھا تو اسکے واسطے جنت واجب ہوئی اور جو کافر مرا اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی اور جسنے نیکی کا قصد کیا اور بجا نہ لایا
اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو کہ اسکے دل مین کھپ گئی تھی اور حریص تھا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور جسنے برائی کا قصد کیا اسپر نہین لکھی جائیگی
اور جسنے برائی کر لی اسپر ایک ہی لکھی جائیگی اور کئی گونہ نہین ہوگی اور جسنے ایک نیکی کر لی اسکے واسطے دس گونہ لکھی جائیگی اور جسنے راہ خدا مین کچھ
خرچ کیا تو سات سو گونہ اجر لکھا جائیگا۔ رواہ احمد وقد رواہ الترمذی والنسائی بالبعض۔ اور اسیواسطے آیا ہو کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک
کفارہ ہو اپنے درمیان کا اور تین روز زائد تک کا کیونکہ دس گونہ ثواب ہو پس سات روز جمعہ تک اور تین روز زیادہ سے پورے دس ہو گئے
اور ایسے ہی ایک روزہ دس دن کے برابر اور تین روزے پورے مہینہ کے برابر ہوئے اسی واسطے حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مین آیا کہ جسنے ہر مہینہ
تین روزے رکھے اُسنے گویا تمام دہر روزہ رکھے۔ رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی تمام دہر تمام سال یا ہمیشہ کیونکہ کوئی مہینہ

خالی نہین تو تمام سال خالی نہین۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا چنانچہ احادیث مذکورۂ بالا سے اسکی تفسیر ظاہر ہوگئی تو
قولہ ومن جار بالحسنۃ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ۔ لایا۔ اور قولہ ومن جار بالسیئۃ یعنی کوئی شرک لایا۔ اور ایسا ہی
لف رضی اللہ عنہم سے مروی ہوا ہی حاصل آنکہ جسنے کوئی بدی کی اسکو اسکے مثل جزا دیجائیگی اور اسپر زیادتی نہوگی پس شرک کی جزا
جزا دیجائیگی اور یہ موجب ہی یعنے ضرور اسکو یہ جزا و سزا ملیگی بسبب قطعی وعید کے اور سواے اسکے دیگر معصیات مین جو جسکی جزا و سزا
وہ معلوم اور جسکی مقدار بیان نہین ہوئی اسمین اسکی مثل سزا ملیگی لیکن سوائے شرک کے دیگر سیئات مین اگر اللہ تعالیٰ نے عفو نفرمایا اور
اسکی حسنات بہ نسبت اسکے سیئات کے زیادہ نہوئی تو یہ سزا جو مذکور ہوئی یعنی برابر اپنی برائی کے بدون زیادتی کے سزا پاویگا اور اگر تو کہلی
توخواہ شرک ہو یا کوئی گناہ ہو اور تعالیٰ ارحم الراحمین عفو فرماتا ہی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ای لاینقصون من جزاءہم شیئًا۔ جو انکی جزا ہی خواہ نیکی کا بدلا ہی کا
بدلا اسمین انپر ظلم نہوگا فی العرائس قولہ ان الذین فرقوا دینہم۔ اسکے اشارہ مین وہ لوگ داخل ہین جو اپنی ارادت مین فتور کرنے لگے اور
طریقۂ حق سے دوسری طرف مائل ہوگئے حالانکہ انپر واجب یہ تھا کہ اس راہ مین اپنے نفس کو قربان کرین اور مجاہدہ و ریاضت سے اسکو
زیر کرین پس جب انھون نے راہ حق سے تفریق کی اور اسکو چھوڑا تو میدان ضلالت و بطالت مین جا پڑے پس باطل دعوی کرکے ہلاک
ہوئے بعض تو زرق و مکر مین پڑے اور بعض طرار ہوئے اور بعضون نے اولیاء اللہ کے سے کپڑے پہن لیئے اور بعضون نے اولیاء کے
مانند باتین بنانی شروع کین۔ فارس رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ لوگ راہ الٰہی مین ایک دیترہ پر نہین رہے قولہ من جار بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔
جو شخص اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہی اسکا اجر اسکے گمان کے موافق ہی یعنے عالم حادث مین سے اعلی مقام جنت کی نعمتون سے اسکو اجر ملیگا اور جسنے
اپنی نظر اپنے اعمال سے اٹھائی اور حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ پر نظر کرکے اپنے اعمال سے خجل ہوا تو اسکا اجر بغیر حساب ہی اور وہ لطائف
عرفان اور موائد ایقان ہی۔ اور حسنہ یعنی نیکوئی اصلی یہ ہی کہ ظہور ربوبیت کے وقت اخلاص سے عبادت کرے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس حال سے کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی۔ یہ مرتبہ احسان ان عارفون کے واسطے ہی جنکا اجر مشاہدہ
الٰہی عز وجل بلا نہایت ہی بعض نے کہا کہ جسنے حسنہ کو اپنے نفس سے لحاظ کیا تو اسکو دس گونہ ثواب ہی اور جسنے حسنہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق
سے خیال کیا تو وہ ایسا بندہ ہی کہ اسپر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہین اور اللہ تعالیٰ ہر بندہ کو اپنی رحمت سے جو جسکے واسطے مقدر ہی اسکو عطا فرماتا ہی
اور جسکا اجر چاہتا ہی بہت گونہ بے حساب دیتا ہی قال المترجم ایک حدیث شریف نقل کردون کہ جس سے یہ اشارات ماخوذ ہو سکتے ہین
اگرچہ معلوم ہی کہ راہ خدا مین جہاد والے کے نفقہ کا اجر بے حساب آیا ہی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم جمعہ مین تین قسم کے لوگ
حاضر ہوتے ہین ایک وہ کہ جمعہ مین آیا اور لغو فعل کرتا ہی تو جمعہ سے یہی اسکا حصہ ہی۔ دوم وہ کہ حاضر ہوا اور دعا کرتا ہی پس اسنے دعا کرلی اگر اللہ
تعالیٰ نے چاہے اسکو دیوے اور چاہے نہ دیوے سوم وہ شخص جو جمعہ مین انصات و سکوت کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی
(علاوہ ثواب ۱۲)
گردن سے قدم بڑھاتا ہوا تجاوز نہین کرگیا اور کسی کو ایذا نہین دی تو جمعہ اسکے لیئے کفارہ ہی اسکے بعد والے جمعہ تک اور زیادہ تین روز
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی من جار بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا الآیہ

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ

توکہہ مجھکو تو سوجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین توکہہ میری نماز

وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف ہی جو صاحب سارے جہان کا۔ کوئی نہین اسکا شریک اور یہی مجھکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون

Marfat.com

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ہدایت متعدی بمفعول دوم بواسطہ بھی ہوتا ہی جیسے یہان الی صراط مستقیم ہو جبکہ مراد ایک چیز کی طرف راہ بتاتی ہو اور کبھی متعدی بلا واسطہ ہوتا ہی جیسے اہدنا الصراط المستقیم جبکہ واصل کرنا مقصود ہو کیونکہ ہدایت بدون اسکی عنایت کے نہیں ہو سکتی یہان صراط مستقیم محل نصب مین ہو بنا برآنکہ مفعول دوم ہو اور بدل اسکا منصوب فرمایا دِيْنًا قِيَمًا یعنے مستقیما مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مکرر اسکی تفسیر گذر چکی قال الحافظ ابن کثیرؒ اور یہ بمانند قولہ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین اور آنحضرت صلعم جبکہ ملت ابراہیم حنیفیہ کے اتباع کا حکم کیے گئے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت آنحضرت صلعم کے اکمل ہون کیونکہ آنحضرت اس ملت کو بتکمیل تمام ادا کیا کہ سابقین مین سے کوئی اس مرتبہ کو نہین پہونچا اسی واسطے خاتم الانبیاء اور سید اولاد آدم علی الاطلاق اور صاحب مقام محمود ہوے کہ تمام خلائق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم کی طرف رغبت کرینگے انتہی اور اسمین مشرکون پر تعریض ہو جو شرک اور دین ابراہیم کا دعوی کرتے تھے قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ یہان اسم الخیاط صلوۃ کا بالفتح ہو اور مراد نماز ہو وَنُسُكِيْ عبادتی مین حج وغیرہ یعنی نسک جمع نسیکہ اور مراد اس سے عبادت ہر حج ہو یا کوئی اور وہو علی ہذا تعمیم بعد تخصیص ہوگی کیونکہ صلوۃ بھی عبادت ہو وقال الحافظ ... حکم دیا کہ مشرکون کو خبر دے جو لوگ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے غیرون کے بتون وغیرہ کی عبادت کرتے اور غیر کے نام پر ذبح کرتے تھے انکو آگاہ کرد کہ میری نماز بھی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے فقط مخصوص ہو اور میرا نسک بھی اسی کے نام پر ہو اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ فصل لربک وانحر قال مجاہد نسک یعنی حج وعمرہ مین قربانی کرنا یہی سعید بن جبیر وسدی وضحاک کا قول ہو وعن ابن عباس رض آنحضرت صلعم نے ... ذبح کیے اور وقت ذبح کے یون دعا پڑھی انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی ... وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ یعنے میری حیات وموت لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ یعنے حقیقت مین اسکا کوئی شریک نہین ... کوئی اسکا شریک نہین ہو وَبِذٰلِكَ یعنے اسی توحید بجا لانے کا اُمِرْتُ مجھے حکم کیا گیا ہو وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ یعنے اس امت مین ہی اول اسلم ہون کما قال قتادہ رحمہ اللہ فی العرائس قولہ تعالیٰ قل اننی ہدانی ربی الخ صراط مستقیم اس مقام پر ... معارف کو اشف مین ہو اسی طریقہ سے اپنے نبی صلعم کو اپنی طرف ہدایت فرمائی کیونکہ آنحضرت صلعم اس طریق کے ... مخصوص مین کیا تو نہین دیکھتا کہ قولہ قل اننی ہدانی ربی سے کیونکر خاص اپنے نفس کی ہدایت بیان فرمائی اور یہ ... طیران آپ کی روح کا منازل ملکوت وجبروت مین ہو جبکہ مقام دنو الدنو کو بوصف رویت کبری مشاہدہ کیا اور ... جیسا کہ قولہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای سے اشارہ ہو ... ما رای یعنے بسبب علت حدوث کے راہ قدم سے تجاوز نہین کیا کیونکہ بسبب ... وعنایت ابدی کے ... تھے پس صفات کی راہون مین سے بہت اقوم راہ پر اور مشاعر ذات مین سے نہایت مستقیم راہ پر پہونچ گئے چنانچہ اشارہ فرمایا بقولہ دینا قیما یعنی بہت مستقیم جو کہ بشریت کی کجی ونقص تلوین وغیرہ سے منزہ وپاک ہو کیونکہ یہ کشادہ راہ محبت وخلت کی ہو جس سے جذبات ازلی ... ابد نے آپ کو کھینچ لیا تھا۔ وقد قال تعالیٰ ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی طریق محبت ملت ابراہیم کا انکی خلت ودوستی مین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام ... کے درمیان سے نہایت نادر طریقہ محبت وخلت سے مخصوص تھے انکو حنیفیہ کے ساتھ موصوف کیا کیونکہ وہ اس راہ مین ماسوائے ... کے سب چیزون سے منہ موڑنے والے تھے جو انکی راہ چلا وہ انکے حبیب تک پہونچ گیا کیونکہ وہ شرک وقطعیت سے پاک ... ہو وقد قال تعالیٰ وما کان من المشرکین راہ محبت وخلت ایک ہی راہ ہو دربارہ اقتداء کرنے کے کیونکہ معادن ان

دونون کا وہی عین قدم ہے جو ہر علت سے منزہ و پاک ہے شیخ ابوعثمان رح نے فرمایا کہ صراط مستقیم یہ ہے کہ اقتدا کرے اور اتباع کرے [illegible]
اور کوئی بدعت نہ نکالے بھلا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا وما ینطق عن الھوی بعض نے قولہ دینا قیما۔ کے اشارہ مین کہا کہ دین قیم [illegible]
موجس سے پاک ہوا اور اپنی مراد کی لذت سے بھی بری ہوا اور جب آنحضرت صلعم کا وصف بیان کردیا کہ او تعالی عزوجل کے جمال [illegible]
جلال کی ہدایت پائے اور جمیع خلائق سے اپنے خالق کی عبادت کی طرف مُنھ موڑے ہین تو حکم دیا کہ اپنے حال بلند و مقام ارجمند سے
لوگون کو آگاہ فرما دین کہ تمام مخلوقات سے مُنھ موڑے ہوئے ہین پس فرمایا۔ قل ان صلاتی ونسکی الآیۃ نماز اسکی وصل ہے اور سجود اُسکا
قرب ہے اور شہود اسکا مشاہدہ ہے اور رکوع وجد اور قیام حیرت ہے اسی واسطے فرمایا۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ میری دونون آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین ہے
کیونکہ اسی مین کمال ظہور مشاہدۂ الٰہی ہے اور واردات جلال وجمال کا ہجوم ہے یہانتک کہ مروی ہے کہ نماز پڑھتے تھے اور سینہ مین آپکے جوش
تھا مانند جوش دیگ کے۔ اور یہی نماز اللہ تعالے کے واسطے ہے کیونکہ اسمین غیر کی طرف نظر نہین ہوئی اور نیز یہی نماز اللہ تعالی کے واسطے بایمعنی
ہوئی کہ اس نماز کا ادا کرنیوالا تمام خلائق سے افضل ہے اور نیز اسوجہ سے کہ اورون کی نماز و جمیع عبادت تو بالعرض ہے سوائے اس نماز کے
کیونکہ اسمین قدم مین حدوث کا فنا ہے اور نیز اسمین روح اول کو دروازہ ازل پر محبت وعشق کی تلوار سے قربان کیا گیا اور یہی معنی ہین
قولہ ونسکی۔ پھر جب اپنے وجود کو ازل کے لیئے قربان کردیا تو حیات قدیم سے زندہ ہوا پھر سطوات عزت کے ظہور مین فنا ہو گیا اسکے لیے
نکی حیات وموت تھی پس ایسی زندگی وموت وقربان ونماز البتہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے ہو کیونکہ یہ سب علت حدوث ونسیان
بشری سے پاک ہے واسطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کا بیان دوسری آیت کریمہ یعنی قولہ للہ ما فی السموات وما فی الارض سے ظاہر ہے
پس جسنے عبادت کو اپنے نفس سے لحاظ کیا وہ شکستہ حال ہے اور جسنے اس سے بیزاری کرلی اور بالکل الگ ہوا تو وہ عنایت قدیم مین
مرحوم ہے اور کب کسی کو روا ہے کہ اپنے نفس سے اُلٹی بات خیال کرے بعض نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ وہ بفضل الٰہی موجود ہے تو یقین کریگا
کہ وہ اللہ تعالی ہی کے واسطے ہے پس جب اپنے نفس کو جان گیا تو اسمین غیر الٰہی عزوجل کا کوئی حصہ نہین رہا پس وہ حکم الٰہی پر گردن جھکانیوالا
ہوگا اور تقدیر الٰہی پر کچھ بھی اعتراض نہ کریگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اسی وصف کے ساتھ تھے جو ہم نے بیان کیا کیونکہ اللہ تعالے
کی فردانیت کے واسطے منفرد تھے اسی سے اپنے نفس کو اللہ تعالے کے واسطے منفرد کیا کہ سوائے حق عزوجل کے کوئی انکی نظر مین
نہ تھا چنانچہ او تعالے نے فرمایا لا شریک لہ جب قلب سے آفتاب جلال کا ظہور ہوا تو درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین رہتا جسپر
نظر رہے قولہ وبذلک امرت۔ وہی پاک پروردگار تعالی عزیز جلیل ہے اسی کی شان ہے کہ اسکے قدم کو حدوث سے منفرد سراہا جاوے
اور اسکے سوائے کوئی بھی اس لایق نہین کہ کسی امر مین نظر رکھنے کے واسطے ملحوظ ہوسکے تو عبادت وغیرہ کا کیا ذکر ہے پھر جبکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی اور اس قابلیت پر او تعالے عزوجل نے پیدا کیا تھا تو یہی بات ہے کہ ابتدائے فطرت مین آپ کے جوہر
کو مخصوص فرمایا جسنے ظہور تجلی الٰہی وکشف ہیبت وعزت کے وقت ہی سب سے اول واعلی طور پر انقیاد کیا اسی واسطے قولہ وبذلک
امرت کے بعد ہی فرمایا وانا اول المسلمین۔ اسمین اشارہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی روح وآپ کا جوہر مقدم تھا پھر جملہ موجودات کا ظہور ہوا
اور آنحضرت صلعم سب سے پہلے درگاہ عزت وکبریا عزوجل مین مخاطب بولایت ومحبت ورسالت وخلت وغیرہ ہوچکے پس اول الاول
مین حضرت ازل وابد قدیم عزوجل کا انقیاد کیا اور جن لوگون نے اسمقام پر اوہام کو دخل دیا انھون نے وہمی وتصوری باتون [illegible]
اور یہ سخت گمراہی ہے اللہ تعالے ورسول اس سے پاک ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔ اور جو بات ہے اسکا اشارہ [illegible]

حضرت صلعم نے فرمایا بقولہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین مترجم کہتا ہو کہ یہ معنی صحیح ہین اور صحیح حدیث سے ثابت ہین بعض نے فرمایا کہ قولہ لو انا اول المسلمین سے یہ مراد ہو کہ اللہ تعالےٰ عزوجل کے تصاریف قدرت پر جس طرح وجس تقدیر کے ساتھ جاری ہون مین ایمان لایا اور گردن جھکائی اور اپنی طاقت وقوت سے بیزار ہون اور یہ تسلیم جو درحقیقت علت ہو مراد اس سے اظہار قدرت ہو کہ جس تصاریف تقدیر پر مین مطیع ومنقاد ہون یہ منجملہ اسکی رحمت خاص ہو فافہم واللہ اعلم

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ

تو کہہ اب مین سوائے اللہ کے تلاش کرون کوئی رب اور وہی ہو رب ہر چیز کا ۔ اور جو کماوے سو اُسکے ذمے پر اور بوجھ نہ اُٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

پھر تمھارے رب پاس ہو رجوع تمھاری سو وہ جتاویگا جس بات مین تم جھگڑتے تھے اور اسی نے تمکو کیا ہو نائب زمین مین اور بلند کیے تم مین

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ ع

درجے ایک کے ایک پر کہ آزمائے تمکو اپنے دیے حکم مین تیرا رب شتاب کرتا ہو عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان ہو ۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا مفعول کو مقدم کرکے اسی پر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا کیونکہ انکار اسی پر ہو اور رب بمعنی آنکہ جسکی عبادت لائق و واجب ہو اور معنی آنکہ غیر اللہ کو رب نہین تلاش کرتا اور اشارہ ہو کہ اللہ تعالےٰ معبود ورب ظاہر ہو اسکو چھوڑ کر غیر کو رب بنانے وکافر ومشرک بننے کو مین نہین چاہتا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور حال یہ ہو کہ وہی پاک پروردگار رب یعنی مالک وخالق ہو ہر چیز کا وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ذنبا اِلَّا عَلَيْهَا اور نہین کماتی کوئی نفس کسی گناہ کو مگر اپنے ہی اوپر یعنی اُسکا وبال اسی پر ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ای ولا تزر نفس وازرۃ ای اثمۃ وزر نفس اُخری ۔ اور نہین اُٹھائیگی نفس وازرہ یعنی گناہ کرنے والی کسی دوسرے نفس کے گناہ کو ۔ واضح ہو کہ وزر اصل مین بمعنی گرانی وبوجھ ہو کسی تکلیف سے ہو یا کسی وجہ سے ہو اور اسی معنی کر فرمایا ووضعنا عنک وزرک یعنی جو گرانی تجھپر تھی وہ ہمنے تجھسے اُٹھا دی اور تیرے اوپر سے گرا دی ۔ اور اس سے گناہ کے معنی نہین کیونکہ آنحضرت صلعم گناہ سے پاک تھے اور مبتدع ومردود فرقون کے قول پر لحاظ نہ کرنا چاہیے جو انبیاء کو گناہگار بتلاتے ہین پھر یہان وزر سے مراد گناہ ہو اور اس معنی مین بکثرت مستعمل ہو ابن عباس رضہ نے تفسیر کی یعنی کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا اسمین رد ہو مشرکون جاہلون کا جو ایسا کرتے تھے کہ ایک شخص کے مواخذہ مین اسکے عزیز قریب کو ماخوذ کرتے تھے حتی کہ قبیلہ مین سے ایک شخص کو ماخوذ کرتے تھے اور نیز اسمین نصاریٰ کی رد ہو جو یہ زعم کرتے ہین کہ تمام نصرانی جو گناہ چاہین کیا کرین حضرت عیسیٰ نے ان سب کے گناہ اُٹھا لیے ہین اور یہ عجیب جہالت ہو اور نیز اس سے رد ہوا عوام جاہل مسلمانون کا جنھون نے یہ طریقہ نکالا ہو کہ مردہ بہت سے گناہ کرکے مرگیا بعد مرنے کے اسکے وارثون نے کچھ لوگون مفلسون کو کچھ مال اس شرط سے دیا کہ مردے کے تمام گناہ تمھارے اوپر ہین اور یہ مال اسکے عوض تمھارا ہو یا بلا شرط مال دیا اور اُن لوگون نے اسکے گناہ اپنے اوپر قبول کر لیے پس یہ محض باطل ہو اور گناہ مردے پر رہینگے مگر آنکہ لوگ اُسکے واسطے مغفرت کی دعا کرین اور اللہ تعالےٰ مغفرت فرما دے پھر درصورتیکہ شرط کرکے یا بیع کے طور پر مال دیا ہو تو مال واپس کیا جاوے اور درصورتیکہ بلا شرط ہبہ کیا ہو تو مال انکو حلال ہو اور مردے پر گناہ اسکے برقرار رہینگے پھر اس بارہ مین کہ ہر نفس اپنے گناہ کے سوائے دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا بہت آیات ہین مانند قولہ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیۃ اور یہ جو وارد ہوا کہ عذاب

مین سب ماخوذ ہو جاوینگے اور زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم مین نیکوکار بھی ہونگے فرمایا
کہ ہان جبکہ زناکاری بہت ہو جائیگی۔ تو دوسری حدیث عائشہؓ مین مصرح ہے کہ نیکوکار اس گناہ مین ماخوذ نہونگے بلکہ اپنی اپنی نیت پر اٹھائے جاوینگے
یہ عذاب انکے حق مین عین ثواب ہوگا۔ اور رہا قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ تو اس سے مراد یہ کہ گمراہ کرنے
والا اپنے گناہ لادیگا اور جن لوگونکو گمراہ کیا تو وہ اپنے گناہ لادینگے اور اسپر بھی انکے مثل گناہ لدیگا اس بات کا کہ اسی نے انکو گمراہ کیا
کما ثبت من قولہ لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیمۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الآیۃ اور یہی مراد اس حدیث مین ہے کہ جسنے کوئی بدعت
نکالی تو اسپر اسکا گناہ لیا اور قیامت تک جو لوگ اس سے گمراہ ہوتے جاوینگے سب گناہ اسپر لدیگا یعنے انکے گمراہ کرنے کا ...
اسی طرح جو حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہوا کہ قیامت مین بہت سے توحید والے اہل اسلام بہت بھاری گناہ لادے ہوئے
آوینگے او تعالے انکے گناہون کو یہود و نصاری پر ڈالیگا۔ پس فقہ حدیث یہی ہے کہ انکی گمراہی سے یہ لوگ دیکھ دیکھ کر گناہ مین مبتلا ہو
لیکن دین توحید پر باقی رہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی نفس دوسرے کا گناہ خود نہین اُٹھا سکتی ہان او تعالی عزوجل کو اختیار ہے کہ وہ ڈالدے
اور رہا یہ کہ قتل خطا مین جو دیت وغیرہ کو عاقلہ و مددگار برادری برداشت کرتی ہے تو درحقیقت اس سے معارض ہی نہین آیا تو نہین دیکھتا
کہ بردہ آزاد کرنا خود خاطی کے مال پر ہے **وقال الحافظ فی التفسیر**۔ قولہ تعالے ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ اللہ تعالی نے اس سے
واقعہ روز قیامت کی خبر فرمائی کہ اسکے حکم و عدل سے نفوس کو انھین کے اعمال پر جزا ملیگی اگر بھلے ہین تو بھلائی اور اگر برے ہین تو برائی
پہونچیگی اور کسی کے خطیہ دوسرے پر نہوگی کما قال تعالی وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربی الآیۃ۔ وقد قال
تعالی کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ اسکے معنی یہ ہین کہ ہر نفس اپنے اعمال بد کے مواخذہ مین گروی ہے سوائے اصحاب الیمین
کے جو نہایت نیکوکار مغفور بندے ہونگے پس انکے اعمال نیک کی برکت البتہ انکی ذریات کی طرف پہونچیگی چنانچہ قولہ الذین آمنوا
واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم الآیۃ مین مصرح کردیا یعنی جو نیکوکار بندے اصحاب الیمین ہین انکی ذریات جو ایمان کے ساتھ
انکے تابع رہی انکو درجات بلند ہین ہم انکے مقام پر اپنے فضل و کرم سے پہونچادینگے اگرچہ ان اعمال بزرگ ہین یہ ذریات انکے برابر نہون
**قال المترجم** اور البتہ ثابت ہوا اور تحقیق گزرچکی کہ المرء مع من احب۔ مع آیت کریمہ کے جو لوگ نیکوکارون سے محبت رکھتے ہین
وہ بھی جس سے محبت رکھتے ہین اسکے ساتھ ہونگے حتی کہ جنکو کافرون سے محبت ہے وہ کافرون کے ساتھ ہونگے اور البتہ حضرت
انسؓ نے تمنا کی کہ آنحضرت صلعم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت رکھتا ہون اور تمنا کرتا ہون کہ انکے ساتھ ہون اگرچہ مین نے انکے
اعمال حسنات کے مثل عمل نہین کیے ہین **وقال المترجم** قولہ الحقنا بہم ذریتہم مین صریح دلیل ہے کہ حضرات اہل بیت حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا و حضرت حسن و حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے وہذا کلام وقع فی البین والمقصود انما ہو تفسیر قولہ
ولا تزر وازرۃ وزر اخری وفیما ذکر کفایۃ **وقال فی السراج** یہ جواب ہے مشرکون کے قول کا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم۔ یعنے مسلمانون
سے کہتے کہ تم ہماری راہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہون کو اُٹھا لینگے اور رد ظاہر ہے کہ جو جیسا کرے وہی خود برداشت کرے گا
دوسرا اسکا گناہ نہین اُٹھا سکتا ہے ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ قیامت مین جو حق ہے اور جو باطل
ہے سب ظاہر ہو جائیگا اور اسمین مبطلون کو تہدید ہے کہ وہ اپنے افعال کے عوض عذاب شدید اُٹھاوینگے وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ
الارض یعنی اہل خلائف فی الارض۔ اور خلائف جمع خلیفہ ہے اور معنی یہ کہ یخلف بعضکم بعضا فیہا بعض تمہارے بعض کے ...

سے نہیں جو اسمین کہ امم ماضیہ کے تم خلیفہ ہوے کما قال السدیؒ یا معنی یہ کہ اس نوع انسانی کو اللہ تعالی نے زمین مین اپنا خلیفہ کیا۔ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ یعنے مال وجاہ وعلم وشرف وغیرہ مین بعض کو بعض پر فوقیت دی چنانچہ بعض کو غریب ومفلس ومطیع وبے پڑھا وغیرہ کیا اور یہ کچھ اسوجہ سے نہین کہ اوتعالی عزوجل کی درگاہ مین کوئی کمی ہو یا نعوذ باللہ بخل یا انکے حال سے نادانی ہو کیونکہ اسکی درگاہ کبریائی ہر ایسی بات سے پاک ہے جو نقص وعیب کہی جاوے بلکہ یہ سب اسواسطے لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتٰكُمْ تاکہ تمکو امتحان کرے اس چیز مین جو تمکو عطا فرمائی ہے پس مطیع وعاصی ظاہر ہوجاوے اور علم الٰہی خوب محیط ہے کہ کون عاصی ہے اور کون مطیع ہے اور کسکا کیا انجام ہے پس یہ امتحان خود ہر ایک بندہ کے واسطے ہے اور پارہ دوم مین یہ بحث مفصل گزرچکی ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ یعنے جو نافرمانی کرے اور اسکو عذاب دینا چاہے تو لمحہ بھر کسی وجہ وسبب سے تاخیر نہین ہوسکتی یعنے کوئی چیز بھی مانع نہین ہوسکتی ہے وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور البتہ اوتعالے غفور رحیم ہے ان بندون کے واسطے جنھون نے توحید اختیار کی اور شرک سے تقوی کیا اور اللہ تعالے کے رسول پاک محمد مصطفے صلعم کی تصدیق کی ہے پس جو شخص کہ بدون تصدیق حضرت محمد مصطفے صلعم کی توحید کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اسواسطے کہ وہ توحید کو جان ہی نہین سکتا اور اعتقاد توحید کے بدون آنحضرت صلعم سے سیکھنے کے کبھی نہین معلوم ہوسکتے پس جو صفات حضرت باری تعالی عزوجل کے واسطے شایان ہین اور جو نہین شایان ہین مومن کو چاہیئے کہ انہین آنحضرت صلعم سے اور آپ کی حدیث شریف سے اور سلف صالحین کی فہم نورانی سے سیکھے اور اپنی وہمی رائے وقیاس کو جسکو وہ عقل کہتا ہے دور رکھے ورنہ گمراہ ہوگا واعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ والضلالۃ واسئلہ الہدایۃ وہو ربی حسبی ونعم الوکیل **قال الحافظ**۔ اور ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا ہری بھری میٹھی ہے اور اللہ تعالے نے تمکو اسمین خلیفہ کرنے والا ہے دیکھے تو تم اسمین کیسے عمل کرتے ہو پس تم بچے رہو دنیا سے اور بچے رہو عورتون سے کہ پہلا فتنہ بنی اسرائیل کا عورتون سے شروع ہوا۔ رواہ مسلم۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر مومن جانے کہ کیا اللہ تعالے کے نزدیک عقوبت ہے تو کوئی بھی اسکے جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر جانے کہ کیا اللہ تعالے کے نزدیک رحمت ہے تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہو اللہ تعالے نے سو رحمت پیدا فرمائین اور انمین سے ایک کو مخلوق کے درمیان رکھ دیا اسی سے آپس مین رحم وشفقت کرتے ہین اور ننانوے رحمت اللہ تعالے کے نزدیک ہین۔ رواہ احمد اور ایک روایت مین ہے کہ قیامت مین رحمت دنیا کے ساتھ انکو جمع فرماویگا۔ رواہ الترمذی ومسلم۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسی ایک جزو رحمت سے یہ ہے کہ باہم مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین یہانتک کہ جانور اپنا کھر اپنے بچہ پر سے اٹھالیتا ہے اس خوف سے کہ اسکو صدمہ نہ پہونچے۔ رواہ مسلم مترجم کہتا ہے کہ قیامت کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے پس بشارت ہے ان لوگون کو جو ایمان پر ایک صاف مرین اس حال مین کہ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتے تھے اللہم اجعلنی منہم بفضلک العظیم وانت ارحم الراحمین ف **فی العرائس** قولہ قل اغیر اللہ ابغی ربا چونکہ آنحضرت صلعم اوتعالی کی درگاہ پاک مین تمام خلائق سے پہلے سے بندہ محبوب تھا اور اوتعالی جل جلالہ عزت وکبریائی وربوبیت کی حضور مین گردن جھکائے مطیع ومنقاد تھا اور کمال متناہی معرفت سے عارف تھا تو اب اللہ تعالے نے حکم دیا کہ تو اپنی پاک ذات کو حدوث کی علتون سے مقدس وبیرا ہوگئی ہے بھجوادے تاکہ ہر سچا بندہ اسکو پہچان لے اور ہر محب وولی اسکے دل وجان سے اطاعت کرے اور اسکے حکم پر جان فدا کرے پس فرمایا قل اغیر اللہ ابغی ربا یعنی مین تو مشاہدہ قدم الٰہی عزوجل مین ہون تو کسی اور کو اسکے مشاہدہ پر اختیار کرونگا ہرگز نہین ہرگز نہین اعوذ باللہ منہ سبحانہ تعالی شانہ تمام جہان مین اسکی غیر کی کوئی ہستی ہے

کچھ بھی نہین کچھ بھی نہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم جوزجانی نے معنی آیت مین کہا یعنے [illegible]
وحفیظ ووکیل اور تلاش کرون۔ وہو رب کل شئ۔ اور اُسی نے مجھکو ہموم سے کفایت فرمائی اور اشد [illegible]
کما قال قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون۔ بالجملہ عارف سے کیونکر ہو سکتا ہو کہ دامن رحمت مین [illegible]
قولہ ولاتکسب کل نفس الا علیہا۔ اسمین اشارہ ہو جریان تقدیر کی طرف ای لاتعمل نفس الا ما الزمت علیہا فی الازل یعنے کوئی نفس [illegible]
نہین کریگا مگر وہی کام جو ازل مین اسپر لازم کردیا گیا ہو پھر جب اسنے یہ کام کیا تو اسی نفس پر راجع ہوا اور خالق تعالے [illegible]
منزہ وپاک ہو بعض نے کہا کہ نہین کماتی کوئی نفس کچھ بھلائی وبرائی کو مگر وہ کمائی اسی پر ہو چنانچہ اگر برائی کو کمایا تو وہ [illegible]
بھلائی کو کمایا تو اس سے سچی نیت مطلوب ہو یعنے قصد صحیح ہو اور ریا وعجب ونفس کی خواہش وزینت وافتخار واسپر اعتماد وایسے احسان
سے خالی ہو پھر جب اسکو حاصل کیا تو اسی کے اوپر لازم پاویگا اور وہ کچھ اللہ تعالے کے واسطے نہین کہ اسکی طرف عائد ہو قولہ ہو
الذی جعلکم خلائف الارض اور تعالیٰ نے خزائن معرفت ومحبت وکمالات پر خلیفہ فرمایا اور جو اسقدر زمانہ دراز گزرنے ونبوت رسالت
سابقہ واول الاول مین انکشاف ہوے وہ تمکو سب اگلون کی خلافت مین منکشف ہوے اور اسپر اور مقامات مزید بسبب شرف تمہارے
نبی صلعم کے عطا ہوئے جو اگلون کو نہ تھی **قال المترجم** شیخ اکبر ابن العربی رح نے ایک دراز کلام سے بیان کیا ہو کہ انکشاف بعض مقامات
خاص کا امتیاز آنحضرت صلعم کو جو حاصل ہوا وہ سابق مین کسی کو نہین ہو سکتا تھا اور اسی سے انبیاء اولوالعزم تمنا کرتے تھے کہ امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ہون اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ شیخ نے کہا کہ اس امت کو بھی سبقت ہو اور
آخر مین ہونے کا بھی بھید ظاہر ہوا اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوا کہ ہم لوگ پیچھے پیدا ہوے اور ہم کو آخرت مین سب پر سبقت ہو۔
اور اس آیت مین خلافت بعض ببعض بھی بیان ہو چنانچہ سابق مین تفصیل گزر چکی کہ اولیاء وعرفاء ونجباء واوتاد وابدال وغیرہ مین مختلف
مراتب ہین اور جب ایک کا انتقال ہوجاتا ہو تو دوسرے گروہ مین سے ایک اُسکا خلیفہ ہوتا ہو یعنے بجائے اسکے قائم ہوتا ہو اور انکے
درجات متفاوت ہونے کی تصریح کردی بقولہ ورفع بعضکم فوق بعض درجات بعض انکے بعض کی اقتدا کرتے ہین اور وہ امامت
وامان وحجت وبرہان ہین عالمین کے واسطے اور عالمین کو انسے مستقل تعلق نہین بلکہ بایںمعنی کہ احکام الٰہی سے انکو شرف ہو اور یہ
احکام اہل عالم کے حق مین ہوتے ہین اور نیز انکے درجہ باعتبار کمالات کے مختلف ہین پس بعض کا درجہ تو معاملات ہین اور بعض کا حالات
بعض کا مقامات بعض کا مکاشفات بعض کا مشاہدات اور بعض کا فراسات اور بعض کا کرامات بعض کا مواجید وادراکات اور
بعض کا حکمیات اور بعض کا دعیات بعض کا معرفت بعض کا توحید۔ اور بعض کا تلوین اور بعض کا تمکین بعض کا یقین بعض کا فنا اور
بعض کا بقا بعض کا حیرت اور بعض کا ولہ یعنے عشق اور غیبت بعض کا سکر۔ اور بعض کا صحو بعض کا انصاف اور بعض اتحاد۔ اور بعض کا ربوبیت
اور بعض کا عبودیت اور ایسے ہی علم عام اور علم خاص اور علم العلم اور معرفت العلم ومعرفت السر ومعرفۃ علم المجہول وغیرہ مین اور اس کے
اوپر علم کا کوئی مرتبہ نہین ہوتا ہو ہان رسم مندرس وطریق منطمس ہو یعنے ہر حادث فنا ہو کیونکہ وہان کنہ قدم کا ظہور ہو اور قدم کے ساتھ
قدم کے کسی چیز کو بقا نہین ہو پس بندون کو جو اُن مختلف مقامات مین مبتلا کیا تو اسواسطے کہ انکو امتحان فرماوے تاکہ [illegible]
قدم مین فنا کرین۔ اور جو شخص ان مقامات مین سے نعت ربوبیت کے ساتھ نکل بھاگا اور مدعی ہوا تو [illegible]
قتل کیا جاوے جلا دیا جاوے جیساکہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا اور اللہ تعالے اسکی مغفرت فرماوے [illegible]

Marfat.com

... بندگی پر مستقیم رہا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہمیشہ ہی آپ کے کلام سے ثابت ہوا کہ جناب باریتعالیٰ
... فرمائی کہ مین بندہ ہون اور نہین کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے تو وہ سکر کے حال مین معصوم رہا اور راہ طریق مین جو
... آگئے ہین وہ بخشے جاوینگے بسبب قول حضرت باری تعالیٰ کے کہ فرمایا ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ اور بعض مشائخ نے
کہا کہ ولی کا خلیفہ ولی ہے اور صدیق کا صدیق ہے اور بعض کے درجہ کو بعض پر بلند کیا اور بعض کے درجہ کو بعض کے واسطے سے بلند کیا
لیکن ... مین حجت اللہ عزوجل سے اور امان سے خالی نہ رہے بعض مشائخ نے کہا کہ بعض کے درجات کو بعض دیگر پر اسواسطے
بلند فرمایا کہ جو نیچے مرتبہ پر ہے وہ اوپر والے کی اقتدا کرے اور جو مرید ہے یعنے خود ارادت کے ساتھ حضور حق مین رسائی چاہتا ہے وہ اُسی
بندہ کی پیروی کرے جو ازل مین حضرت باری تعالیٰ کے فضل سے مراد ہو چکا ہے چنانچہ امتیان محمدی حضرت محمد صلعم کی پیروی
واقتدا کرین تاکہ درجہ مقصود کو پہونچین۔ فافہم واللہ اعلم

| سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَخَمْسٌ اَوْ سِتٌّ اٰيَاتٍ |
| --- |
| سورۂ اعراف مکیہ اور وہ دوسو پانچ یا دوسو چھ آیات ہین |

وفی السراج اس سورہ کے کلمات تین ہزار تین سو پچیس ہین اور حروف چودہ ہزار تین سو دس ہین پھر یہ سورہ مکیہ ہے سوائے آٹھ
آیتون کے یعنی قولہ واسألہم عن القریۃ التی۔ تا قولہ واذ نتقنا الجبل فوقہم الآیۃ۔ یہی ابن عباس وابن الزبیر سے مروی ہے اور یہی حسن رح
ومجاہد وعکرمہ وعطا وجابر بن زید کا قول ہے اور یہ سب سورہ محکمہ ہے اور بعض نے کہا کہ قولہ تعالیٰ واعرض عن الجاہلین کا حکم
منسوخ ہے اور باقی محکمہ ہے **قال المترجم** پہلے مذکور ہو چکا کہ اعراض وصفح وغیرہ کے مانند احکام داخل نسخ اصطلاحی نہین ہین
وقد فصلہ المفسر فی المقدمہ

| بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ |
| --- |
| شروع کرتا ہون مین خدا کے نام سے کہ وہ بڑا مہربان اور نہایت دیستے |

الٓمّٓصٓ ○ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
یہ کتاب اتری ہے تجھکو سو اس سے تیرا جی نہ رکے کہ خبردار کر دے تو اُس سے اور نصیحت ہو ایمان والونکو چلو اُسپر جو اُترا
اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○
تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اسکے سوائے اور رفیقون کے پیچھے تم کم دھیان کرتے ہو
المص ۔ اللہ اعلم بمرادہ بذلک۔ اس کلام سے جو مراد ہے اسکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اور کسی کو نہین معلوم ہے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے
... تفسیر مین اختیار کیا کہ اسکی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے اور اتقان مین اسکی بابت ایک بحث طویل لکھی اور ظاہر
... قول کو مرجح رکھا اور مترجم نے ابتدا سورہ بقرہ مین بحوالہ بعض متاخرین کے لکھ دیا کہ تاویل وتفسیر مین فرق ہے پس تاویل
... بمعنی ما یؤل الیہ الامر کو کوئی نہین جانتا سوائے حق تعالیٰ کے اور اسی معنی کر جنت مین کھانا پینا وغیرہ بھی ابھی باعتبار تاویل کے
... اگرچہ قطعاً معلوم ہے کہ واقع ہوگا اور رہی تفسیر بدین معنی کہ راسخین فی العلم کچھ اشارات جانتے ہین تو یہ بعض سلف سے مروی ہوا

Marfat.com

چنانچہ ابن عباس سے الم کی تفسیر مین آیا کہ معنی اسکے انا اللہ افضل یعنی مین اللہ خوب فیصلہ کرنیوالا ہون۔ اور ابن ابی حاتم نے سعید
بن جبیرؒ سے روایت کیا اور کہا کہ اللہ تعالے کے نامون مین سے نام ہی جس سے قسم کھائی ہی اور سدیؒ سے مروی ہو کہ یہ اسماء ہیں جن سے
کہا ہو اللہ الرحمن الصمد ضحاک نے کہا انا اللہ الصادق۔ اور دیگر اقوال ہین جنکو مفسرؒ نے اتقان مین ذکر کیا اور حق یہ ہو کہ یہ متشابہات
اصل مراد کو راسخ علم سے سمجھکر اسکے موافق کچھ اشارات سمجھے اور یہ تفسیر صوفیہ سے زیادہ مشابہ ہو لہذا عموما اعلیٰ یہ ہو کہ یہ اسرار
ہی اور بعض متاخرین نے تحقیق کیا کہ عارف کو یہ سر معلوم ہو سکتا ہی مانند علم روح کے اور ممتنع نہین مانند علم ذات وکنہ صفات کے
واللہ اعلم کِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ یہ خبر ہی اور مبتدا اسکا ای ہذا کتاب مقدر ہی اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہی فَلَا یَکُنۡ فِیۡ صَدۡرِکَ حَرَجٌ مِّنۡہُ
یعنے تیری طرف کتاب اُتاری گئی پس ہرگز نہو تیرے سینہ مین حرج اس سے یعنی تنگی اس کتاب سے باین طور کہ تو ابلاغ کریگا تو تجھکو
لوگ جھٹلاوینگے یا ایذا دینگے کیونکہ اوتعالیٰ تیرا حافظ وناصر ہی اور بعض نے کہا کہ تنگی اسطرح نہو کہ لوگ کتاب الٰہی کو سُنکر ایمان نہ لائین اور
سخت عذاب مین اسوجہ سے گرفتار ہوے کہ بعد حق بات پہونچنے کے کفر کیا کیونکہ تجھپر پہونچانا واجب ہی اور تجھے غرض نہین ہی۔ اور
مجاہد وقتادہ وغیرہ سے مروی ہی کہ حرج یہان بمعنی شک ہی کیونکہ شک کرنیوالے کا سینہ بھنچا ہوا ہوتا ہی اور معنی یہ ہونگے کہ تو اسمین شک
مت کر کہ یہ کتاب اللہ تعالے کے یہان سے نازل ہوئی ہی لیکن اس صورت مین یہ بھی بمعنی تعریض امت ہوگی کیونکہ آنحضرت صلعم کے
حق مین تو شک متصور نہین دو وجہ سے ایک تو آپ نبی معصوم تھے اور دوم آنکہ وحی نازل ہوتی تھی پس لامحالہ امت کو تنبیہ ہی کہ انمین
سے کسی کو شک نہونا چاہیئے پس قول اول پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی ابلاغہ ضیق نہو اس کتاب سے اسکے پہونچانے مین اور قول دوم
پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی انزالہ شک نہو اسکے نازل ہونے مین۔ پھر انزال کا فائدہ تبلایا یعنے نازل کی گئی لِتُنۡذِرَ بِہٖ یعنی اسواسطے نازل کی گئی کہ تو اس
گنہگارون مشرکونکو عذاب سے ڈراوے تحقیقی خبر کے ساتھ وَذِکۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور واسطے نصیحت حاصل کرنے مومنون کے یا مومنونکو نصیحت دیوے اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ
اِلَیۡکُمۡ یعنی قل لہم ذالک مفسرؒ نے قل لہم مقدر کیا اور شاید اشارہ ہی کہ یہ حکم مومنونکو ہی یعنی مومنونکو کہدے کہ اتباع کرو ما انزل الیکم کی اور ظاہر یہ ہی کہ کلام مستانفہ ہی
کیونکہ مومنین کی تخصیص تو ذکری للمومنین سے ہوگئی کیونکہ نصیحت پند انھین کو حاصل ہوگئی اور یہان عام حکم دیا جسمین ہر مکلف شامل ہی مِّنۡ رَّبِّکُمۡ یعنی اتباع کرو
اُس چیز کا جو اُتاری گئی تمہارے رب کیطرف سے اور وہ قرآن ہی اور بیضاویؒ نے کہا کہ وہ قرآن وسنت دونون کو شامل ہی اسواسطے
کہ اوتعالے نے فرمایا۔ ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی رسول نہین بولتا اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہی جو اسکی طرف ایحاء
کیجاتی ہی پس حدیث بھی وحی خفی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تفسیر کبیر مین ہی کہ ما انزل الیکم شامل ہی کتاب وسنت دونون کو
اور یہی دیگر مفسرین نے کہا ہی اور انزل الیکم فرمایا حالانکہ وہ رسول اللہ صلعم کی طرف نازل ہوا تو اسوجہ سے کہ وہ خطاب سب کو ہی اور
سب پر فرمانبرداری اسکے بواسطۂ رسول علیہ السلام کے فرض ہی چنانچہ فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی جو تمکو رسول
دیوے وہ لیلو اور جس سے منع کرے اُس سے باز رہو پس کتاب الٰہی کی فہم حاصل ہونے پر ہر ایک پر اتباع فرض ہی اور اس سے
یہ مراد نہین کہ قرآن بغیر موجودگی رسول کے نہین لیا جا سکتا بلکہ مراد یہ کہ قرآن کی اتباع فرض ہی جو رسول اللہ صلعم کے واسطے سے تمکو
پہونچا اور حضرت صلعم نے اسکی اتباع پر سخت تاکید فرمائی اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ای لاتتخذوا غیر اللہ
اولیاء تطیعوہم فی معصیۃ اللہ۔ یعنے مت بنا لو غیر خدا کو ولی ومتبوع جنکی پیروی کرو اللہ تعالے کی نافرمانی مین اور اگر اللہ تعالے
کی فرمانبرداری مین ولی بنادے تو جائز ہی حتی کہ آنحضرت صلعم کی اتباع فرض ہی۔ زمخشریؒ نے کہا کہ اولیاء سے شیاطین الجن والانس

Marfat.com

یعنی کہ اولی بنتے نہیں تم کو خواہش نفسانی و بدعتون پر آمادہ کرین **وقال الرازی فی الکبیر** اس آیت مین دلالت ہو کہ قرآن مین عموم ثابت ہین انکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہو کیونکہ عموم قرآن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسکی پیروی واجب کردی ہو پس اسپر عمل کرنا واجب ہو تو ایسی حالت مین قیاس پر عمل کرنا منع ہوا ورنہ تناقض لازم آویگا **وقال المترجم** اگر یہ مراد ہو کہ باب عقائد مین جو عام جسطرح ہو اسکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہو تو صحیح ہو ورنہ قیاس خود مثبت نہین بلکہ مظہر حکم الٰہی ہو اور ایسی حالت مین کوئی تناقض نہین کیونکہ عموم مذکور بحیثیت اوّل عمل واجب ہو اور وہ بعد تخصیص از قیاس ہو فافہم۔ مالک بن دینار نے لاتتبعوا پڑھا از ابتغار یعنی مت طلب کرو سوائے حق کے کسیکو ولی قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ یعنی تذکرون قلیلا ما بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو اور ایک قراۃ مین تذکرون تخفیف ہو اور ما زائدہ ہو تاکید قلت کے واسطے آیا ہو حاصل آنکہ باوجود اس فہمائش وسیع وکثیر کے تمکو بہت کم تذکر ہوتا ہو **قال الحافظ** اور یہ بمانند قولہ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین یعنی اگر تو حرص کرے تو بھی بہتیرے لوگ مومن نہین **ف فی العرائس قولہ المص** شیخ نے یہان رسوخ علم سے بعض اشارات کو ذکر کیا اور کہا کہ گویا ان حروف تہجی سے آنحضرت صلعم کو اشارہ ہو یعنے اللہ تعالےٰ نے جب چاہا کہ اپنے رسول علیہ السلام سے اپنے انبیاء سابقین کے قصّے و ماجرے اور انکے ساتھ اسرار و شرائع و حقائق گذشتہ کو بیان کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص شریعت وطریقت سے مخصوص وممتاز فرماوے اور گذشتہ وآیندہ حال سے آگاہ کرے تو حروف تہجی سے آگاہ فرمایا اور اُسکے بھید سے محض اشارہ و اسرار خطاب سے آگاہ فرمایا اور اوتعالیٰ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلعم اس اشارہ سے مراد الٰہی کو سمجھ جائیگا اور اوتعالیٰ جانتا ہو کہ باقی امت اسکو نہین سمجھینگے پس ایک طویل سورت کو ان چھوٹے سے حروف مین تعبیر فرمایا اور خاصان امت مانند صحابہ و تابعین و اولیاء متقدمین کے کبھی کہین کہین بعض اشارہ کو سمجھ جاتے ہین پس منجملہ اسکے یہ کہ حروف مقطعات رموز قرآن ہین جنکو بعض علماء ربانی سمجھتے ہین پس اس مقام پر الف اشارہ ہو آدم سے چنانچہ آدم کے اول مین الف موجود ہو پس الف سے اشارہ آدم کے حال وقصّہ وابتداء خلقت و ملائکہ پر پیش ہونا اور جنت مین جانا اور وہان سے باہر آنا وغیرہ حالات کی طرف ہو وہ اصل خلقت ہین اور دیگر جو انسے شاخین نکلین وہ ذکر مین آدم کے تابع ہین اور الف کا اشارہ علم الاسماء کی طرف ہو بقولہ وعلم آدم الاسماء۔ اور اس اسماء مین علم ذات وجمیع صفات اور نعوت وافعال کا ہو اور علم گذشتہ وآیندہ کا ہو پس آنحضرت صلعم کو اس الف سے تمام وہ علم سکھلا دیا جو آدم علیہ السلام کو جمیع اسماء کے علم سے حاصل ہوا تھا کیونکہ آنحضرت صلعم تمام اولین وآخرین سے زیادہ لطیف تھے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ تر اور زیادہ مقرب تھے پس موافق قرب کے اشارہ بھی زیادہ لطیف فرمایا جو اورون پر زیادہ مخفی ہو گیا لام سے اس مقام پر قصہ تجلی موسیٰ علیہ السلام وکوہ طور کی خبر فرمائی اور ان احوال ماضیہ سے آپ کو آگاہ کیا میم سے شان موسیٰ و اول سے آخر تک انکے واقعہ کی خبر دی اور حرف ص سے قصص نوح وہود وصالح وشعیب ولوط اور تمام ماجرا انکا ابتدا سے آخر عمر تک جو کچھ گزرا ہو اس سب سے آگاہ فرمایا اور اسی حرف صاد مین انکے صبر وتحمل اور مشقت وبلاء الٰہی اور صدق محبت وفاداری وصدق باعمال واقوال کا بیان ہو اور تصدیق اس بات کی کہ حروف کے تحت مین پوری کتاب مندرج ہوتی ہو وہ حدیث ہو جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو حروف تہجی عطا فرمائی اور ہر حرف ایک کتاب تھا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدم کے واسطے **قال المترجم** حرف تھی کہ نقطہ مورث علوم ومعرفت ہو کچھ بھی بعید نہین وقد مر فی تفسیر البسملۃ عن بعض التابعین ما یشیر الی ہذا بل ہو

نص صریح ثم المراد ہہنا کانہ رزان مع العلم لاتصویر باللفظ والاقتدبین فی مواضع من الکتاب العزیز وظاہر کلام [illegible]
اور نیز حرف الف سے او تعالیٰ نے عین قدم سے خبر دی اور اپنی ذات پاک کی وحدانیت کو بتلایا جو افر [illegible]
ا۔ جمیع مخلوقات کو اسی نے [illegible] فرمایا ہے کیونکہ تمام موجودات و وجود کا صدور اسی پاک پروردگار تعالیٰ سے ہے جیسا کہ [illegible]
ور نیز حرف الف سے سرالاسرار اور صرف الانوار کی خبر دی اور جو کچھ تمام حروف مین علم اولین و آخرین تھے سب اسمین ظاہر [illegible]
نہایت دقیق اشارہ بجانب آنحضرت صلعم ہے پھر حرف لام سے اسکو واضح کیا بغرض ترفہ خاطر و زیادت ادراک کے پھر [illegible]
خطاب مصرح کر دیا پھر حرف صاد سے حروف کے خواص بیان فرمائے کیونکہ اسمین وصف جمیع حروف ہے پھر علوم مین تعمیم فرمائی [illegible]
تمام سورہ سے عموماً مخلوق کو علم دیدیا کیونکہ علم اسرار مین انکو ادراک و معرفت نہین ہے اور جسقدر مضمر در مضمر ہوتا جاوے انکی فہم سے بالا ہوجائیگا
اور نیز الف لام سے اسرار اولیت و ازلیت کو بیان فرمایا تو نہین دیکھتا کہ کیونکر الف کو لام سے نسق کیا بغرض انحفا اشارہ کے تاکہ
قدم مین حدیث عدم باقی نہ رہے اور ظاہر ہے کہ جو لام و الف بمعنی عدم ہے وہ کیونکر اشارہ قدم ہوگا پس ایک کو دوسرے سے نسق کر دیا
تاکہ نفی کی بات نہو جاوے کیونکہ نفی ایک علت ہے جو حوادث پر واقع ہوتی ہے حالانکہ حوادث کا ذکر قدم مین نہین ہے پس الف سے احدیت الہیہ
سے خبر دی اور لام سے ازلیت سرمدیہ کی خبر دی پھر میم سے محبت قدمیہ کی خبر فرمائی اور صاد سے صفات قائمہ بالذات کی خبر دی
الف سے ذات مین ذات کی خبر دی جو واحد ہے پھر لام و میم و صاد سے شمول صفات قدیمہ کی خبر فرمائی۔ الف از ذات اور میم از صفت
ازل اور صاد از صفت محبت ہے اور صاد مین جمیع صفات کی خبر ہے۔ محمد بن عیسی الہاشمی نے کہا کہ مین نے ابن عطارؒ سے سُنا کہ جب اللہ تعالےٰ
نے حروف کو پیدا کیا تو انکے واسطے ایک سر باطن قرار دیا پھر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اسمین اس سر مخفی کو مندرج کیا اور ملائکہ مین
اس بھید کو منتشر نہین فرمایا تھا پس یہ حروف حضرت آدم کی زبان پر بفنون جریان و فنون لغات جاری ہوے جنکی اللہ تعالےٰ نے صورتین
پیدا کردین **قال الحسین** رحؒ الالف تو الف المالوف ہے (الفت کیا ہوا ۱۲) اور اللام لام الآلاء ہے (نعمتیں ۱۲) المیم میم ملک ہے والصاد صاد صدق ہے اور فرمایا
کہ قرآن مین ہر چیز کا علم ہے اور علم قرآن کا حروف مقطعات مین ہے اور علم حروف کا لام الف مین ہے اور علم لام کا الف مین ہے اور علم الف کا
نقطہ مین ہے اور علم نقطہ کا معرفت اصلیہ مین ہے اور معرفت اصلیہ کا علم ازل مین ہے اور علم ازل کا مشیت مین ہے اور علم مشیت کا غیب الہو
مین ہے اور غیب الہو وہی ہے کہ نہین مثل اسکے کوئی چیز لیس کمثلہ شئ **مترجم** کہتا ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ کہ مترجم کو یقین ہے کہ جملہ علوم اس کتاب مجید
مین ہین اور عدم العلم مستلزم عدم نہین اگر کسی کو معلوم ہوتا تو وہ اپنے اوپر نفرین کرے کہ اسقدر کدورات مین کیون مبتلا ہے اور قد ثبت
فی غیر آیۃ ان الکتاب العزیز یحوی علم کل شئ بل ہو تبیان لکل شئ ومنہا قولہ تعالیٰ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض
ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین **شیخ ابو محمد الجریری** نے کہا کہ ہر لفظ و ہر ہر حرف کے واسطے ایک مشرب فہم خاص ہے جس سے
اسکی معرفت ہوتی اور دوسرے کی معرفت اس سے نہین ہوتی اور اس مشرب کے واسطے جداول خاص ہین سنا ہے کہ فرمایا الم ص
پس الف کے واسطے انکے نزدیک ایک فہم ہے اور فہم کے واسطے انکے مخرج مین استماع ہے بجانب حسن مخرج و مذاق شیرین جو
ہے بنظر متکلم اور اسی طرح لام کے واسطے حسن استماع و مخرج سوائے مخرج الف کے اور مذاق فہم موجود ہے اسی طرح میم کے واسطے
حسن استماع از مخرج غیر لام و طعم فہم موجود ہے اور صاد کے واسطے حسن استماع بجانب حسن مخرج و طعم فہم موجود سوا اسکے [illegible]
یہ سب متکلم کے ملاحظہ سے ممزوج ہوا ہے **قال الحسین** الالف الف ازل ہے اور اللام لام ابد ہے اور میم [illegible]

Marfat.com

اور صاف اتصال اُس شخص کا جو متصل ہوا اور انفصال اُس شخص کا جو منفصل ہوا اور حقیقت مین نہ اتصال ہے اور نہ انفصال ہے مگر یہ الفاظ بحسب
عبارات جاری ہوتے ہین کہ کچھ فہم و بیان حاصل ہو حالانکہ درگاہ حق تعالیٰ جملہ الفاظ و عبارات سے مصئون محفوظ ہے **قولہ** کتاب انزل الیک
پہلے مذکور ہوا کہ حروف اسرار کتاب ہین اور تصدیق اُسکی یہ کہ بعد المص کے فرمایا کتاب انزل الیک - یعنی یہ حروف المص کی کتاب
اسرار ہے جو تیری طرف نازل ہوئے ہین **قال المترجم** ہر چند کہ ہر ایک انمین سے کتاب ہے تو بمقتضائے ظاہر کتب انزلت ہوتا اگر
ایسا تھا لیکن پردۂ نزول مین صورت امتزاجی سے کتاب واحد ہوئی یا کتاب جنس ہے فتامل **قولہ** فلا یکن فی صدرک حرج منہ -
یعنے تیرے سینہ مین انکی عدم شناخت کی تنگی نہوا ور انکے ادراک مین نافہمی سے دل گرفتگی نہو یعنے مت خوف کر اس بات کا کہ تو
اسمین ہمارے اشارات کو نہین سمجھے گا - کیونکہ تو مخصوص بعلم لطائف و حقائق ہے اور تیرا سینہ بسبب کشایش نور تجلی جمال کے بہت
کشادہ ہے پس اسمین مقام قبض و گرفتگی کو دخل نہین ہے اور تصدیق اسکی قولہ انزل الیک ہے یعنی ان اسرار کو سوائے تیرے کوئی اور
برداشت نہین کرسکتا - یہ تیرے ہی واسطے مخصوص اور تجھی کو اسکے فہم کی استعداد عطا ہوئی ہے پس انکی جہت سے تیرے سینہ مین کوئی
گرفتگی طاری نہو کیونکہ انکی سمجھ تجھپر آسان ہوجائیگی **ابن عطا** رح نے قولہ کتاب انزل الیک مین کہا کہ یہ ایک عہد خاص ہے جس سے دیگر
انبیاء علیہم السلام کے درمیان آنحضرت صلعم کو مخصوص فرمایا یعنی تو خاتم الرسل ہے اور تیرا عہد تمام عہود کا خاتمہ ہے تاکہ اس سے تیرا سینہ
کشادہ ہوا اور تیری آنکھین ٹھنڈی ہون - **جنید** رح نے کہا کہ قولہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ - یعنی تیرا دل اُسکے اُٹھانے اور اُسکے بوجھ
سے تنگ نہو کیونکہ صفات کا برداشت کرنا بہت بھاری ہوتا ہے مگر اُسی شخص پر جو قبول مشاہدہ سے تائید کیا گیا ہے **قال النوری** رح ابو الحسن
انوار حقائق جب سر باطن پر وارد ہوتے ہین تو اُنکی برداشت کرنے سے بہت بوجھ کے تنگ ہوتا ہے جیسے آفتاب کی شعاعین سکی
نہایت کے ادراک سے مانع ہین **قال القرشی** رح اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مین قصہ پیغمبر کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا تو معلوم تھا
کہ قلب محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلم اسکے واسطے حرکت و جنبش کریگا تو حکم دیا کہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ - کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام
ہوا اور تجھسے ہر حیز و صورت سے باہر کلام ہوا اور اسکو مشاہدہ سے محرومی ہوئی اور تجھکو نصیب ہوا **قال الاستاذ** رح کتاب احباب تحفۂ قلب
اور غم دوری و فراق سے شفا ہے اور قولہ فلا یکن فی صدرک حرج مین اشارہ ہے کہ ہر قبض سے سینہ تیرا حفظ الٰہی مین محفوظ ہے اور صدرک
فرمایا اور قلبک نہین فرمایا کیونکہ قلب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم تجلی شہود مین تھا اور اسی واسطے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک
بما یقولون اور یہان بھی قلبک نہین فرمایا اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رب اشرح لی صدری اور آنحضرت صلعم کے واسطے فرمایا
الم نشرح لک صدرک کیونکہ قلب محل شہود مین دائمی ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تنام عیناي ولا ینام قلبی یعنی میری آنکھین سو جاتی
ہین اور دل میرا نہین سوتا ہے اور کہا کہ اسمین ایصال لذت ہے کہ مجھکو ایک لذت پہونچتی ہے اور صاحب لذت کو حرج و ضیق نہین ہوا کرتی
**قال المترجم** پہلے اتباع کا عموماً حکم دیا پھر شروع فرمایا کہ اگلی امتون کو بسبب نافرمانی و اعراض حق کے کیا مصیبت و عذاب پہونچا **قولہ**
وَكَمْ مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ○ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُم
اور کتنی بستیان ہمنے کھپا دین کہ پہونچا اُنپر ہمارا عذاب راتون رات یا دوپہر کو سوتے پھر بھی تھی انکی پکار جب پہونچا اُنپر
بَأْسُنَا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ○ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۵
عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے گناہگار سو ہمکو پوچھنا ہے اُنسے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہے رسولون سے

Marfat.com

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَائِبِينَ ○

پھر ہم احوال سنائینگے اُنکو اپنے علم سے اور ہم کہین غائب نہ تھے۔

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ کم خبریہ مفعول ہے ایسے فعل کا جو حذف ہوا بشرط تفسیر چنانچہ اہلکنا اسکی تفسیر کرتا ہی اور بعض نے کہا کہ مبتدا ہی اور اہلکنا اسکی خبر اور اول ارجح ہی اور قرآن مجید مین من تاکید کثرت کے ساتھ وارد ہوتا ہی اور قریہ وہ جگہ جہان لوگ مجتمع ہوتے ہون اور معنی یہ کہ بہت سے قریہ اور مراد قری سے اہل قری ہین بسبب قول مابعد اَهْلَكْنٰهَا ہمنے انکو ہلاک یعنی وہان کے لوگونکو ہلاک کیا۔ وفی السراج اور بعض نے کہا کہ تقدیر مضاف یعنی اہل کی کچھ حاجت نہین ہی کیونکہ قریہ خود بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہی جیسے قریہ والے تباہ ہوتے ہین اور اہلاک اپنے حقیقی معنی پر بھی ہوسکتا ہی اور مفسرؒ نے ارجح یہ قرار دیا کہ اہلکنا کے معنی یہ کہ ہمنے انکے ہلاک کا ارادہ کیا بقرینہ قول مابعد فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ای فجاءہا عذابنا لیلا اوہم نائمون بالظہیرۃ والقیلولۃ استراحۃ نصف النہار وان لم یکن معہا نوم ای مرۃ جاءہا لیلا ومرۃ جاءہا نہارا یعنے آیا انپر ہمارا عذاب رات مین یا درحالیکہ وہ سوتے تھے دوپہر دن کو وقت سخت گرمی کے اور قائل بمعنی قیلولہ کنندہ از قال یقیل قیلولۃ اور قیلولہ دوپہر دن کے وقت استراحت لینے کو کہتے ہین اگرچہ نیند نہ آوے اور حاصل آنکہ انپر عذاب ہمارا کبھی رات مین آیا اور کبھی دن مین آیا یعنی کسی قوم پر رات مین جیسے قوم لوطؑ پر اور کسی قوم پر دن مین جیسے قوم شعیبؑ پر آیا۔ اور انھین دونون وقتون کو اسواسطے خاص کر بیان فرمایا کہ یہ اوقات استراحت و غفلت ہین پس انمین عذاب طاری ہونا نہایت فظیع ہی کما قال تعالی افامن اہل القری ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون اوامن اہل القری ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون پس کافرون کو تہدید و وعید ہی گویا کہا گیا کہ امن واجب کے اسباب تم کو مہیا کر دیے گئے اپنر مغرور مت ہو کیونکہ عذاب الٰہی جب اترتا ہی تو دفعۃً نازل ہوجاتا ہی **قال البیضاوی**- قولہ اوہم قائلون معطوف ہی بیاتا پر گویا یون کہا گیا فجاءہم باسنا بائتین او قائلین پس ہم قائلون بحذف واو حال اسواسطے آیا کہ دو حرف عطف کا اجتماع لازم نہ آوے کہ ثقیل ہی کیونکہ واو حالیہ دراصل واو عطف ہی جو وصل کے واسطے مستعار لیا گیا ہی اور ضمیر پر اکتفا کرنا نہین کہ غیر فصیح ہی۔ اور ان دونون تعبیر مین انکی غفلت و عذاب سے بیخوفی مین مبالغہ ہی فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ ای قولہم یعنی دعوی یہان بمعنی قول ہی وقال البیضاوی- ای فما کان دعاؤہم او استغاثتہم - یا دعوی بمعنی ادعاء ہی اور مصدر مجہول ہی یعنی جسکو اپنے دین مین ادعاء کرتے تھے إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا یعنے بروقت عذاب آنے کے انکا دعا یا ادعاء و استغاثہ کچھ نہ تھا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ مگر یہی کہ کہنے لگے کہ ہم ظالم ہین یعنی رسولؐ کی اور حکم تنزیل کی اتباع نہ کرنے مین اپنے ظالم ہونے کا اقرار کیا حاصل آنکہ ایسے وقت اقرار کیا کہ اسوقت کچھ مفید نہین اسواسطے کہ ایمان تو استدلال غیب پر ہی اور اسوقت ایمان کچھ نہین جبکہ معائنہ ہوگیا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم نہین ہلاک ہوئی یہانتک کہ خود انکا اقرار ثابت ہوگیا کہ ہمنے واقعی ظلم کیا ہی۔ ابن سنان نے کہا کہ مین نے عبد الملک بن میسرہ سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی فرمایا کہ اس آیت سے فما کان دعوہم اذ جاءہم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین اس حدیث کو ابن جریرؒ نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث و آیت مین واضح تطابق ہی پھر اللہ تعالے عز و جل نے جملہ مکلفین کو شمول کرکے پھر منکرونکو عذاب دنیاوی سے تہدید کرنے اور اسکے ضمن مین مومنون کو استثناء کرنے کے بعد پھر منکرون و کافرون کو عذاب اخروی سے تہدید فرمائی بقولہ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ فا ترتیب ہی یعنے بعد عذاب دنیاوی کے اگر واقع ہوا ہو جیسے مشیت ہو پھر آخرت مین یہ واقعہ ہوگا اور لام قسم ہی یعنے ضرور ہم پوچھینگے ان لوگون کو جنکی طرف ارسال کیا گیا کہ انھون نے رسول کو کیا جواب

[illegible] ابلاغ پر کیا عمل کیا وَلَنَسۡـَٔلَنَّ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اور ضرور ہم رسولون کو پوچھین گے کہ کیونکر رسالت کو پہونچایا۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہو کہ تم میں سب راعی ہین اور سب اپنی رعیت سے سوال کیے جاوینگے پس امام پوچھا جائیگا رعیت سے اور رعیت کا مرد پوچھا جائیگا اپنے اہل خانہ وعیال سے اور جورو پوچھی جائیگی کہ شوہر کے گھر مین کیا برتاؤ کیا اور غلام سے پوچھا جائیگا کہ اپنے آقا کے مال مین کیا کیا۔ لیث نے کہا کہ مجھے ابن طاؤس نے ایسی ہی حدیث بیان کی پھر یہ آیت پڑھی فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین اصل حدیث بدون زیادت استدلال آیت کے صحیحین مین موجود ہو وحاصل التفسیر کما قال ابن عباسؓ کہ اللہ تعالی لوگون کو سوال مین ماخوذ کریگا کہ رسولون کو کیا جواب دیا اور رسولون کو پوچھیگا کہ رسالت کیا پہونچائی ہو اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالی فرماتا ہو کہ لا یسئل عن ذنوبہم المجرمون مشرکون سے انکے گناہون کی پوچھ نہوگی یعنے سیدھے دوزخ مین بھیجے جاوینگے تو جواب یہ ہو کہ رسولون کی اجابت دعوت اور ایمان پر اعمال ہین اور مشرکون نے جب قبول نہ کیا تو جملہ اعمال انکے نیست ہین کیونکہ انمین سے کوئی عمل عبادت نہین ہو سکتا پس صرف یہ پوچھا جائیگا کہ رسول کو مانا یا نہین مانا پھر جب اعمال کا وقت آویگا تو مشرکون کے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہوگی بلکہ قطعًا جہنمی ہین حاصل آنکہ اوقات مختلف ہین اور سوال بھی مختلف ہین جیسا کہ ظاہر ہو۔ بالجملہ مشرکون سے پرسش ہوگی کہ ہمارے رسول کا کیا جواب دیا اور رسولون کے ابلاغ رسالت کو بھی پوچھ لیا جائیگا تاکہ مشرک یہ دعوی نہ کرین کہ انھون نے ہمکو پیغام نہین پہونچایا پھر مشرک انکار بھی کرینگے جیسا کہ گذرا اور انشاء اللہ تعالی آویگا اور عالم الغیب والشہادۃ کے حضور مین یہ انکار کیا چل سکتا ہو چنانچہ فرمایا فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیۡهِمۡ بِعِلۡمٍ پھر ہم خبر دینگے انکو جو کچھ انھون نے کیا ہو اپنے علم پاک قدیم سے وَمَا كُنَّا غَآئِبِیۡنَ اور ہم تو غائب نہ تھے جبکہ رسولون نے اللہ تعالی کی رسالت کو پہونچایا اور گذری اُمتون نے جو کچھ اعمال کیے یعنے سب کچھ ہمارے علم مین نہایت صحیح وتحقیق کے ساتھ حاضر ہو اور یہ سوال تو فقط عدل وانصاف کی تحقیق کے واسطے ہو واضح رہے کہ ان دونون سوالون مین بڑا فرق ہو خصوص کافرون کے رسولون پر رسالت نہ پہونچانے کی تہمت لگانے کے وقت رسولون سے سوال ہونا درحقیقت کافرون پر غضب مزید ہو۔ **فی العرائس** قولہ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین اس سوال مین ایمان لانے والے بندے بھی آ دینگے کیونکہ انکی طرف بھی رسالت پہونچی پس اُنسے خطاب کے سمجھ لینے اور حرمت واحترام وعظمت کے ساتھ اسکے قبول کرنے اور اسکے بعد سر جھکانے کے ساتھ اسپر عمل کرنے کا مضمون بھی شامل ہو **قال المترجم** غفرانک اللہم غفرانک سبحانک انک انت الغفور الرحیم ربانی ہو ذلک استغفرک واتوب الیک۔ شیخ نے کہا کہ رسولون سے ادار رسالت کا سوال ہوگا ایسے کلام سے جو بقدر عقول ہو اور یہ امت پر شفقت سے ہے **قال المترجم** معنی یہ ہین کہ رسولون نے معرفت وتوحید بقدر عقول بشری پہونچائی پس بالاتر معرفت تحقیق معرفت جو مجال بشری سے باہر ہو اس سے از راہ شفقت معذور فرمائے جاوینگے اور یہ محض رحمت ہو اللہم لک الحمد انت ارحم الراحمین شیخ ابو حفص نے کہا کہ جن لوگون کی طرف رسالت بھیجی گئی اُنسے سختی وخشم وعذاب دہی کا سوال ہو اور جنکو رسالت لیکر بھیجا یعنے رسولون سے انکی تفتیش ومرتبہ بڑھانیکا سوال ہو قولہ فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ اسمین اشارہ ہو کہ بندگان مشتاق جنکا یہ حال ہو کہ منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یہ سب حضور الٰہی عز وجل مین ہین او تعالے انکو خبر دیگا کہ ہماری ملاقات کے شوق مین انکا کیا حال تھا اور نیز جو لوگ کفر وشرک مین پھنسے ہوئے اور ندے [illegible] گئے جاتے ہین انکا حال بھی درگاہ کبریائی مین بیان ہوگا کہ انسے درگاہ عظمت وجلال پاک ہو اور نیز انپر حال ظاہر کیا جائیگا کہ جو انپر جاری ہوا وہ اسکے حقائق سے نادان جاہل تھے اور قہر ولطف وموجود ومعدوم کے حقائق ظاہر ہونگے اور قولہ ما کنا غائبین مشتاقون کے [illegible] اور عارفون کے جوش باطن اور عاشقون کے آنسو بہانے سے اور کافرون ومشرکون وغیرہ کے تکبر مین پاؤن پھیلانیسے

اوتعالےٰ کو غیبت نہین بلکہ سب کو وہ دیکھتا ہے حتی کہ جب یہ موجودات عدم مین تھے تب ہی سے اسکا علم [illegible]
نہین ہوسکتا فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ قولہ فلنقصن علیہم بعلم یعنی انکے حال [illegible]
اسرار ہوگا **قال المترجم** الجملہ یہ پوچھنا وخبر دینا تحقیق عدل کے واسطے ہے ورنہ اوتعالےٰ خوب داناہے [illegible]

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ٱلْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُۥ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُۥ [illegible]

اور تول اُسدن ٹھیک ہے پھر جنکی تولین بھاری پڑین سو وہی ہین جنکا بھلا ہوا اور جنکی تولین ہلکی پڑین [illegible]

ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَظْلِمُونَ ۝

جو ہارے اپنی جان اسپر کہ ہماری آیتون سے زبردستی کرتے تھے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ٱلْحَقُّ ای والوزن الحق کائن یومئذ یعنی قیامت کے روز وزن حق ہونیوالا ہے یعنی سوال مذکور کے روز وزن عدل ہوگا کہ کسی نفس پر ذرا ظلم نہوگا۔ کما قال تعالےٰ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین یعنے رکھینگے ہم میزانہائے عدل کو روز قیامت مین پس کسی نفس پر کچھ ظلم نہین کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانہ برابر ہوگا تو ہم اس کو لادینگے اور ہمارا حساب کرنیوالا ہونا کافی ہے اور ذکر میزان کا بہت سی آیات مین آیا منجملہ انکے قول اوتعالی فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیۃ۔ اور قولہ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون۔ اور احادیث اس باب مین بہت کثرت سے ہین جو صحاح وسنن ومسانید مین مروی ہین بالجملہ میزان حق مین اسروز وزن ہوگا فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُۥ پس جنکے موازین گران ہونگے نیکیون سے فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ پس ایسے ہی لوگ مفلحین ہونگے یعنی فوز عظیم انھین کو حاصل ہوگا وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُۥ اور جنکے موازین ہلکے ہونگے سبب گناہون کے فَأُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُم پس یہی لوگ ہین جنھون نے خسارہ مین ڈالا اپنی جانون کو بسبب اسکے کہ لے گئے اسکو دوزخ مین بِمَا كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَظْلِمُونَ بسبب ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرنے کے یعنے بسبب کفر وانکار آیات آلہی کے ف۱ موازین جمع ہے اور ہر شخص کے واسطے ایک میزان ہوگی پس جمع کے معنی کیا ہین تو جواب یہ ہے کہ زبان عرب مین اہتمام خبر مین کبھی واحد کی جگہ جمع لاتے۔ اور بعض نے کہا کہ ہر بندہ کے واسطے میزان علیحدہ ہوگی حسن بصریؒ نے کہا کہ حق ہے اس ترازو پر جسمین نیکیان رکھی جاوین یہ کہ جھک جاوے اور حق ہے اس ترازو پر جسمین برائیان رکھی جاوین یہ کہ ہلکی ہوجاوے اور بعض نے کہا کہ ترازو مین دو پلے وزبان وبانٹ ہوتا ہے اور وزن بدون ان سب کے تمام نہین لہذا جمع کردیا اور بیضاوی نے جواب دیا کہ بسبب موزونات مختلف ہونے اور متعدد وزن ہونے کے جمع فرمایا پس وہ جمع موزون ہے یا جمع میزان ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وزن ومیزان بمعنی عدل وقضاء ہے اور بجائے اسکے وزن ومیزان کا ذکر کرنا ضرب المثل کے طور پر ہے جیسے بولتے ہین کہ یہ نظم اس وزن پر ہے اور یہی مجاہدؒ سے روایت کیا جاتا ہے اور زجاج نے کہا کہ زبان عرب مین ایسا بول چال شائع ہے اور یہی معتزلہ نے اختیار کیا جیسے کہ معتزلہ کی عادت ہے کہ جو بات انکی عقل مین جسطرح آتی ہے اُسیطرح اسکو اختیار کرتے ہین اور یہان تو خیر زبان محاورات سے بھی اتفاقاً مطابقت ہوگئی زجاجؒ نے کہا کہ اتباع یہان بھی اس چیز کا چاہیئے جو صحاح ومسانید مین وارد ہوا یعنے میزان بمعنی حقیقی اور قشیریؒ نے کہا کہ اسمین زجاجؒ کا قول درست ہے کیونکہ صراط کا لفظ [illegible] اور جنت ودوزخ واردات ارواح پر سوائے اجسام کے اور شیاطین وجن کا لفظ اخلاق مذمومہ پر اور ملائکہ کا لفظ قوی [illegible] محمول کیا جاتا اور صدر اول سلف وخلف صالحین نے اس امر پر اجماع کیا کہ ان ظواہر کو بدون تاویل کے لینا واجب ہے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] منع کرنے پر اجماع کیا پس یہ ظواہر مذکورہ نصوص ہو گئے۔ یہ قول نہایت صحیح ہے اور مجاہدؒ سے قول تاویل صحت کو نہیں پہونچتا اور
[illegible] بعضیون نے تاویل کی انکی تاویل کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیا وہ لوگ اس امر کو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے باہر جانتے ہین
کہ [illegible] میزان حقیقی عدل کی قائم کرے اور اگر یہ نہین ہے تو پھر یہ کہنا کہ عقل مین نہین آتا محض جھوٹ ہے یا دیوانگی وجہالت ہے اور اگر ان
جاہلون کی عقل مین نہین آتا تو ہمکو ان جاہلون کی عقل کا اعتبار نہین ہے جو عقول صافی و پاکیزہ ہین انمین کچھ بھی بعید نہین معلوم ہوتا آیا تو نہین
دیکھتا کہ نورانی عقول حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوب یقین سے قبول کیا اور برابر مومنین اسی پر اہل حق تھے
یہانتک کہ ایک زمانہ کے بعد ان جاہلون کے منھون سے جہالت کا دھوان نکلا اور اسنے تمام جہان کو تاریک کر دیا پس بچا وہ جسکو اللہ
تعالےٰ نے ازل مین بچایا ہے اور گمراہ ہوا وہ جو شقی تھا اور کیونکر اسطرح مصرح آیات اور صحاح احادیث کی تاویل روا ہے اور بہت سی
احادیث صحیحہ مشہورہ ہین جنمین تاویل کی گنجائش نہین اور اگر خوف طوالت نہوتا تو مین ان احادیث کو نقل کرتا کیونکہ بعضے جہلا اس زمانہ
مین اہل ایمان کو وہم مین ڈالتے ہین اور شقی و بدبخت لوگ انکے دنیاوی عروج کو دیکھکر دام فریب مین آجاتے ہین لیکن
اثناء بحث مین بضرورت جو آجایگا وہی کافی ہے ازانجملہ مفسرؒ نے کہا کہ وزن ایسی میزان سے ہوگا جسکے زبان اور دونون پلے ہین
جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے یہان اسیقدر پر اکتفا کیا اور بدور السافرہ و تفسیر و بعض رسائل مین گونہ بسط کیا ہے۔ حضرت سلمان
فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میزان قائم کیجاویگی اسکی زبان و دو پلے ہین اگر ایک پلہ مین آسمان و زمین اور جو انمین ہے
سب رکھا جاوے تو سما جائے رواہ اللالکائی فی السنۃ وابن المبارک فی الزہد وقد رواہ ابو الشیخ عن ابن عباس بمثلہ موقوفاً پھر جب
صحیح ہوا کہ وزن و میزان سے حقیقی معنی مراد ہین تو پھر یہان وزن کو مطلق فرمایا ہے پس آیا اعمال کا وزن ہوگا یا ان صحیفون کا جن مین
اعمال درج ہین یا اس شخص کا جسکے اعمال **قال الحافظ** وغیرہ بعض نے کہا کہ اعمال رکھے جاوینگے اور اعمال اگرچہ اس جہان مین
اعراض ہین لیکن یہ مسلم نہین کہ درحقیقت وہ اعراض ہین علاوہ برین اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بصورت جواہر آوین اور قلب ماہیت ممتنع ہونے پر کوئی
دلیل عقلی نہین قائم ہے اور نہ ہین بالضرورۃ ہے اور نیز جو اس جہان مین عرض ہے جائز ہے کہ اس جہان مین خود قائم ہو جیسے فلاسفہ کے نزدیک
ذہن مین صورت جواہر کی جوہر ہوتی اور قائم بذہن ہوتی ہے لیکن اسپر صادق ہے کہ جب خارج مین پائی جاوے تو لا فی موضوع ہوگی پس
وجود ذہنی مین قائم بالغیر ہے اور وجود خارجی مین خود قائم ہے ایسے ہی اعراض اعمال وغیرہ اس جہان مین قائم بالغیر ہین اور جہان آخرت مین
وہ خود قائم ہون اور تحقیق ثابت ہوا کہ ماہیات انکے واسطے خود ثابت ہین **قال فی المعالم** اور ابن عباسؓ سے یہی قول مروی ہے
اور صحیح مین حدیث آئی جسمین سورہ بقرہ و آل عمران کے فضائل مین ہے کہ انہما یاتیان یوم القیامۃ کانہما غمامتان او غیابتان او فرقان
من طیر صواف الحدیث اور اول سورہ مذکورہ مین گزر چکی ہے اور نیز قرآن کے فضائل اور صاحب قرآن کے حق مین آیا کہ یاتی صاحبہ
فی صورۃ شاب شاحب اللون فیقول من انت فیقول انا القرآن الذی اسہرت لیلک واظمأت نہارک الحدیث۔ اور حدیث براء
بن عازبؓ مین دربارہ سوال قبر کے آیا فیاتی المومن شاب حسن اللون طیب الریح فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح۔ یعنی قبر مین
[illegible] کے پاس ایک نوجوان خوبصورت جس سے خوشبو آتی ہوگی آویگا پس مومن کہیگا کہ تم کون ہو وہ کہیگا کہ مین آپ کا عمل صالح ہون
[illegible] اسکے برعکس کافر و منافق کے اعمال کی نسبت آیا ہے پس ظاہر ہوا کہ اعمال کے واسطے صورت جوہری ہین اور وہ وزن ہونگے
[illegible] بعض نے کہا کہ نامۂ اعمال تولے جاوینگے و ابن عبد البر اور قرطبی نے اسی کو ترجیح دیا اور دلیل اس قول کی حدیث بطاقہ ہے

Marfat.com

چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت مین سے ایک شخص پکارا جائیگا [illegible]
پھر اُسکے واسطے ننانوے سجل کھولے جاوینگے جنمین سے ہر ایک کی درازی بقدر مد البصر ہوگی جتنی دور نظر پہنچتی ہی پس اللہ تعالیٰ [illegible]
کی طرف سے حکم ہوگا کہ بھلا تو امین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا تجھپر میرے فرشتگان کاتبین نے کچھ ظلم کیا ہی پس وہ کہیگا کہ میرے پروردگار نہین [illegible]
فرماویگا کہ بھلا تجھے کچھ عذر ہی یا تیری کوئی نیکی ہی پس وہ ہیبت ناک ہوکر کہنے لگےگا کہ کچھ بھی نہین اے پروردگار پس اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ نہین
بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے نزدیک ہی اور آج کے روز تجھپر کچھ ظلم نہین پس اسکے واسطے ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد
ان محمدا عبدہ و رسولہ ہوگا پس وہ عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار بھلا یہ بطاقہ بمقابلہ ان سجلات کے کیا چیز ہی تو اس سے کہا جائیگا کہ
اے شخص تجھپر کچھ ظلم نکیا جائیگا پس وہ بطاقہ ایک پلہ مین رکھا جائیگا اور سجلات دوسرے پلہ مین میزان کے رکھے جاوینگے پس سجلات کا پلہ
چڑھکا اونچا ہوجائیگا اور بطاقہ کا پلہ بوجھ سے جھک جائیگا رواہ البیہقی و ابن مردویہ و ابن ماجہ و اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ و رواہ احمد باسناد
حسن و رواہ الحاکم وصححہ والترمذی وقال حسن صحیح۔ واضح ہو کہ اکثر بد اعمال و گناہوں کے ساتھ تصدیق مین فتور ہوتا ہی پس اُس شخص کا
حال غریب ہی کہ باوجود ان اعمال کے اسکی تصدیق قوی رہی اور شاید اسی وجہ سے حدیث شریف مین اسکا بیان ہی واللہ اعلم بالجملہ
اس حدیث سے نامہ اعمال تولے جانے کا ثبوت ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ عمل کرنیوالا تولا جائیگا اور اسی پر دلالت کرتی ہی حدیث صحیح
از ابو ہریرہ رض کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مرد موٹا قوی ہیکل آویگا دن قیامت کے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے
برابر بھی اسکا وزن نہوگا پھر پڑھی آیت فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا الآیۃ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض کے مناقب مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ کیا تم لوگ عبد اللہ کی پتلی پنڈلیون سے تعجب کرتے ہو قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ البتہ اسکی
دونوں پنڈلیان میزان مین کوہ احد سے زیادہ گران ہین۔ ویؤیدہ الاول ما فی خاتم صحیح البخاری حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو کلمہ ہین
کہ ہلکے ہین زبان پر اور بھاری ہین میزان مین اور محبوب ہین حضرت الرحمن کو وہ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم ہین **قال الحافظ**
ان سب احادیث وغیرہ مین جمع و اتفاق یون ممکن ہی کہ یہ سب اپنے اپنے معنی پر صحیح ہین پس کبھی تو اعمال تولے جاوینگے اور کبھی نامہ
اعمال اور کبھی فاعل اعمال تولے جاوین **قال المترجم** ورنہ توفیق بدون اسکے بھی ممکن ہی۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہی
کہ کفار کے واسطے وزن ہوگا یا نہوگا بلکہ مخصوص مسلمانون ہی کے واسطے ہی پس اکثرون کے نزدیک وزن مخصوص مسلمین ہی اور کفار کے
اعمال حبط ہونگے اور یہی ظاہر آیات ہی اور بعض نے کہا کہ کفار کے اعمال باشارہ قولہ فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا تولے جاوینگے اگرچہ
خفت ہوا اور جواب یہ کہ نکرہ تحت نفی بالکل وزن سے خالی ہی اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ تولے جاوینگے بغرض تخفیف عذاب
جیسا کہ ابو طالب کے حق مین آیا کہ بسبب پاسداری آنحضرت صلعم کے پاؤن مین آگ کی دو جوتیان پہنائی جاوینگی جس سے ابو طالب کا
دماغ ابلیگا سخاوی نے کہا کہ معتمد یہ ہی کہ یہ ابو طالب کے حق مین مخصوص ہی فافہم واللہ اعلم **ف۲ فی العرائس** قولہ والوزن یومئذ
الحق حق سبحانہ تعالیٰ کی میزانین ہین جنسے احوال و اعمال وزن کیے جاتے ہین پس میزان اخلاص سے معاملات کا وزن ہوتا ہی اور
میزان صدق سے حالات کا وزن ہوتا ہی پس جو عمل کہ عوض کے واسطے یا اس عمل پر نظر رکھکر یا غیر حق سبحانہ کی طرف نظر رکھکر کیا گیا
وہ مرتبہ قبولیت سے ساقط ہی اور ہر حالت کہ جس سے اس حالت والا موجب ہی وہ درجہ وصول سے ساقط ہی۔ پس [illegible]
میزان معاملات ہین اور صدق میزان حالات ہی پس ہین سے ہر شخص اپنے نفس کو میزان ریاضت و مجاہدہ سے [illegible]

اور قلب کو میزان مراقبہ میں وزن کرے اور عقل کو میزان اعتبارات یعنی عبرت حاصل کرنے کے ساتھ وزن کرے اور روح کو میزان
مکاشفہ اور سر کو میزان محاضرات و مطالعہ غیبیات وزن کرے اور اپنی صورت کو ایسے ترازوے معاملہ سے وزن کرے جسکے
وزن پلے حقیقت و طریقت ہین اور زبان اُس کی شریعت اور عمود اُسکا عدل و انصاف ہے پس جو شخص یہان اپنے آپ کو اسطرح
وزن سے سنجیدہ رکھیگا وہ قیامت مین اپنے نفس کو میزان شرف مین اور قلب کو میزان لطف مین اور عقل کو میزان نور مین اور روح کو
میزان سرور مین اور سر باطن کو میزان وصول مین اور صورت کو میزان قبول مین تلا ہوا پاویگا پس جب اسکے موازین یعنے جملہ میزانون کا
پلہ بھاری اُترا تو اُسکے نفس کا بدلا یہ کہ فراق سے امن پاویگا اور قلب کو شوق مین وہ ملیگا جسکا شوق تھا اور عقل کا بدلا مطالعہ صفات ہے اور
روح کا بدلا کشف انوار ذات ہے اور سر باطن کا بدلا کشف اسرار قدم ہے اور صورت کا بدلا وصال ابدین قیام ہے۔ نیز اہل حق کے واسطے
یہان اور میزانین ہین میزان ارادہ میزان محبت میزان شوق میزان عشق میزان معرفت میزان الیقین میزان توحید پس یہ سات میزانین ہین
پس مرید کو چاہیے کہ ہر دم اپنے نفس کو میزان ارادت مین تولے اور محب ہر دم اپنے نفس کو میزان محبت مین اور مشتاق اپنی عقل کو
میزان شوق مین اور عاشق اپنی روح کو ہر دم میزان عشق مین اور عارف اپنے سر باطن کو ہر دم میزان معرفت مین اور الیقین والا ہر دم
اپنے انفاس کو میزان الیقین مین اور موحد ہر دم اپنے وجود کو میزان توحید مین تولے پس مرید اپنے ہر دم تولنے سے اپنے نفس کو انقیاد حق مین بروقت
قضا و قدر جاری ہونے کے پورا کرے اور محب میزان محبت مین اپنے قلب کو شہود درگاہ مین بدون خطرات مذمومہ کے نیات صافیہ
کے ساتھ پورا کرے اور مشتاق میزان شوق مین اپنی عقل کو جولانی شواہد مین واسطے طلب عرفان مشاہدات کے بدون فتور و رعونت کے
پورا کرے اور عاشق میزان عشق مین اپنی روح کو پرواز ملکوت مین واسطے طلب جبروت کے پورا کرے اور عارف میزان معرفت مین
اپنے سر باطن کو صفت شہود کے ساتھ کشف انوار غیب کے واسطے پورا کرے اور الیقین والا میزان الیقین مین معارف رب مین بلا ہواجس
الیقین و غبار وسواس کے صعود کو پورا کرے اور موحد میزان توحید مین تمام اپنے وجود کو انوار کبریا و قدم و تسبیحات ازل و ابد
مین فنا و مضمحل ہونیکو پورا کرے پس جس شخص کی یہ میزانین گران رہین وہ پردہا کے امتحانات سے فلاح پا گیا اور صاف رہا ہوا اور
پورا اُترا پس وہ کل کے روز جب کہ حضور مین میزان عدل تولے جاوینگے تو انوار صفات و لطائف ذات و کرامات قرب
سے اسکی میزان بھاری ہوگی پس وہان فلاح عظیم حاصل ہوگی اور وہ اہل اللہ مین سے ہے کیونکہ وہ موازین صفات و انوار ذات کے
محاسبہ مین معرفت و توحید و محبت کے ساتھ پورا اُترا خلاصہ آنکہ منشا خلقت جو معرفت ہے اسکے پوری پائی اور فوز عظیم حاصل کیا پس
تو اسکا طوبی لہم و حسن مآب اسکے حق مین راست آیا۔ شیخ ابو عبدالرحمن السلمی رح نے اس مقام پر بیان کیا کہ جسنے اپنے نفس کو میزان عدل مین تولا
وہ محبین مین سے ہے اور جسنے خطرات انفاس کو میزان حق مین تولا اسکو مشاہدہ سے کفایت ہوگی اور میزانین مختلف ہین میزان نفس
و روح ہے اور میزان قلب و عقل ہے اور میزان معرفت و سر باطن ہے پس نفس و روح کے ترازو امر و نہی ہے اور اسکے دونون پلے
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہین اور قلب و عقل کی ترازو ثواب و عقاب ہین اور اسکے دونون پلے وعدہ و وعید ہین اور میزان
معرفت و سر کی رضا و خشم ہے اور دونون پلے اسکے طلب کرنا اور گریز کرنا۔ استاد رح نے کہا کہ انکے اعمال کا وزن بمیزان اخلاص ہوگا
اور احوال کا بمیزان صدق ہوگا پس جسکے اعمال ریاکاری کے ساتھ ہونگے وہ قبول نہونگے اور جسکے احوال مین عجب و غرور
ہوگا اسکے احوال نہ لیئے جاوینگے اور واضح ہو کہ قیامت مین اعمال تولے جانے مین ایک یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالی بندون کو

ظاہر کریگا کہ قبل پیدائش کے بندون کے حق مین جو قضا و قدر و رضا و خشم و شقاوت و سعادت کا لوح محفوظ مین لکھا
ہر چیز کے جو ملائکہ کے لکھے ہوے صحائف مین بندون پر دنیا مین جاری ہوے مرقوم ہین کیسے راست و درست ہین کہ ہر ایک مین
باریقین کامل و برہان عیان حاصل ہو جاوے اس بات کی کہ او تعالیٰ عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہر اور تاکہ لوگون پر حجت تمام ہو
کہ دونون مین توافق برآمد ہوا اور واضح ہو کہ یہ شبہہ نہونا چاہیے کہ اعمال اعراض ہین پھر وہ کیونکر وزن کیے جاوینگے پس اعمال تو
نہ پڑنا مقبول و مردود کرنا اللہ عزوجل کے اختیار مین ہر اور او تعالیٰ قادر ہر کہ اعراض کو جواہر کی صورت مین کر دے پس وہ
میزان الٰہی مین تولے جاوینگے جو قیامت کے روز بندون پر ظاہر ہوگی اور یہ زبان شرع سے ثابت ہوا اور اس پر ایمان لانا فرض ہر
حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ نیکیان و برائیان ایسی ترازو مین تولی جاوینگی جسکے دونون پلے اور زبان ہر۔ اور مومن کا یہ حال ہوگا کہ
اسکے اعمال ایک نہایت اچھی صورت مین لائے جاوینگے اور میزان کے ایک پلہ مین رکھے جاوینگے اور یہ وزن حق ہر پس اسکی نیکیان
بہ نسبت اسکی برائیون کے بھاری ہو جاوینگی پس اسکا عمل جنت مین رکھا جائیگا پس عمل سے وہ پہچانا جائیگا اور یہی قول الٰہی عزوجل ہر
فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون۔ اور وہ لوگ جنت مین سے اپنے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانینگے جیسے نماز جمعہ سے
پھر کر آدمی اپنے گھرون کو پہچان لیتا ہر اور رہے کافر لوگ تو انکے اعمال نہایت قبیح بری بھونڈی صورت مین لائے جاوینگے اور ترازو
مین رکھے جاوینگے اور یہ عمل باطل ہر پس اسکا وزن نہایت خفیف ہوگا یہانتک کہ وہ دوزخ مین رکھے جاوینگے پھر کافر سے کہا جائیگا
کہ جا کر اپنے اعمال سے مل **قال المترجم** پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت و بندونکی ناشکری اور باوجود مخلوق ہونے اور اپنی ماہیت جاننے
کے پھر حکمت الٰہی مین بیجا قیاس دوڑانے اور ظاہری مضرت و دشمن شیطان کے غرور کی برائی دفع نہ کرنیکو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ
ع ١٠ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
اور ہمنے تمکو جگہ دی زمین مین اور بنا دین اسمین تمکو روزیان تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور ہمنے تمکو پیدا کیا پھر صورت دی
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ
پھر کہا فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا سجدہ والون مین کہا تجھکو کیا مانع تھا کہ سجدہ نہ کیا
اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ
جب مین نے فرمایا بولا مین اس سے بہتر ہون مجھکو تونے بنایا آگ سے اور اسکو بنایا خاک سے کہا تو اتر یہان سے تجھکو یہ نہ ملیگا
اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ
کہ تکبر کرے یہان سو نکل تو ذلیل ہر بولا مجھکو فرصت دے جسدن تک لوگ جی اٹھین کہا تجھکو فرصت ہر بولا
فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
تو جیسا تونے مجھے بے راہ کیا ہر مین بیٹھونگا ان کی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر ان پر آونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
اور بائین سے اور نہ پاوے گا تو اکثر ان مین شکرگزار کہا نکل یہان سے مردود ملعون ہوکر جو کوئی ان مین تیری راہ پر چلا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ نصف
مین بھرونگا دوزخ تم سب سے اکٹھے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور البتہ ہمنے تمکو تمکن کیا زمین مین ۔ یہ خطاب اولاد آدم کو ہو بقرینہ مابعد اور یہ اپنا احسان ظاہر فرمایا اور زمین پر تمکن کرنا
خود بڑی نعمت واحسان ہو حالانکہ اسمین سکونت وتصرف وزراعت وغیرہ کے واسطے قابو دیا وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ اور کردیے تمہارے
نفع کے واسطے زمین مین معایش یعنے ایسے اسباب جس سے تم زندگی بسر کرو قال المفسر رح معایش مین حرف چہارم یاء تحتیہ ہو وقال البیضاوی
ابن نافع سے مروی ہوا کہ انہون نے اسکو ہمزہ کی آواز مین پڑھا اسوجہ سے کہ اسکو تشبیہ دی ایسے الفاظ کے ساتھ جو اس وزن پر بیاء زائدہ ہین مانند
صحائف وغیرہ کے قال الحافظ اور جمیع قراء وغیرہ نے بدون آواز ہمزہ کے پڑھا سوائے عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج کے کہ اس بزرگ نے
اسکو باآواز ہمزہ پڑھا اور صواب وہی جمہور کا قول ہو کیونکہ معایش جمع معیشہ ہو از عاش یعیش عیشا ومعیشۃ پس کسرہ یاء پر ثقیل رکھکر عین کی طرف نقل ہوا
پھر جب جمع کیا گیا تو حرکت مذکورہ پھر یاء کی طرف واپس ہوئی بسبب زوال استثقال کے پس معایش بروزن مفاعل آیا کیونکہ یاء مذکور
اس کلمہ مین اصلی ہو بخلاف مدائن وصحائف وبصائر وغیرہ کے کیونکہ یاء زائدہ ہو لہذا فعائل پر جمع آتی ہو اور اسی وجہ سے مہموز ہو جاتی ہو
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ یعنے اس احسان پر تم بہت کم شکر گزاری کرتے ہو حالانکہ جسپر مزید احسان ہو اسکو زیادہ مطیع ہونا چاہیئے اور شکر منعم
بیان یہ ہو کہ جو نعمتین دی ہین انکو منعم کی طاعت مین صرف کرتے قلیل کے معنی کم اور ترجمہ بہت کم اسوجہ سے کہ ما زائدہ بغرض تاکید قلت ہے
فی السراج اسمین دلیل ہو کہ انسان کبھی شکر کرتا ہو کہ نعمت یاد کرکے بعض اوقات شکر کرتا ہو اور حقیقت شکر کی یہ ہو کہ نعمت یاد کرے اور
ظاہر کرے اور برخلاف اس کے کفران ہے وہ نعمت کو فراموش کرنا اور اُس کو چھپانا وقال المترجم
شاید مراد قلیل شکر سے ان بندون کا شکر ہو جو ایمان لائے ہین اسواسطے کہ شکر عبادت ہو اور وہ کافر سے صحیح نہین ہو۔ اگر کہا جاوے
کہ بعض اخبار سے ثابت ہوا کہ آدمیون کے دل اس بات پر مجبول ہین کہ جو انکی طرف احسان کرے اسکی طرف مائل ہون حالانکہ یہان
اسقدر احسان پر میلان نہین تو جواب یہ ہو کہ مجبول ہین مگر ظہور اس جبلت کا ضرور نہین اور نیز کافرون کی جہالت تھی کہ بعض کو غیر کیطرف سے جانتے
جیسے مشرکون نے روز اُحد مین اپنے غلبہ کو ہبل بت سے تصور کیا اور نیز کفر بڑی فراموشی ہو جو نعمتون کے فراموش کرنے کو شامل ہو اور جبلت
کا اثر جب ظاہر ہو کہ یاد رکھے فافہم ف فی العرائس قال فی الآیۃ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندون پر احسان رکھا کہ انکو زمین
مین تمکن دیا اسطرح کہ انپر اپنی عبودیت آسان کردے بوجہ ایسی قدرت کے جو انمین ہر فعل حاصل کرنے کے واسطے اس فعل کو پیدا
کرنے کے وقت ظاہر کردے بعد از انکہ انکو عبادت کے واسطے مکلف فرمایا اور زمین مین اُنکے بدنون کے لیئے غذا مخلوق فرمائی اور
انکے قلوب کے واسطے غذا ے ذکر دیدی اور عقل کے لیے غذا یہ دی کہ اوتعالے عزوجل کی قدرت وصنعت مین غور وفکر کرین اور
روح کے واسطے ہر درخت وسر سبزی سے ظہور انوار جلال کے دیدار سے غذا مقرر کی یہ سب اسواسطے کہ حضرت پاک منعم قدیم عزوجل
کی معرفت حاصل کرین اور جانین کہ ہم اسکے شکر سے عاجز ہین پھر اور زیادہ انپر احسان اسطرح کا کہ انکو خلقت لطیف وخوبصورت
مین پیدا کیا بقولہ تعالے وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور البتہ ہمنے تمکو پیدا کیا پھر تم کو
صورت والا کردیا پھر ہمنے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو ۔ فی تفسیر الحافظ ابن عباس رض سے روایت ہو کہ فرمایا مردون کی پشت مین مخلوق
ہوئے اور عورتون کے رحم مین مصور ہوے رواہ الحاکم وصححہ یعنی خود صحیح ہین لیکن اس مقام پر لفظ ثم جو ترتیب وتراخی کے واسطے
ہو دلالت کرتا ہو کہ پہلے خلقت ہوئی پھر تصویر ہوئی پھر ملائکہ کے سجدہ کا حکم دیا گیا اور جواب ہو سکتا ہو کہ ثم کبھی بمعنی واو بھی ہوتا ہو اور دوسری
بات یہ ہو وقال الحافظ اور ابن جریر رح نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سب مین آدم علیہ السلام ہین اور کہا کہ جمع اسواسطے کہ آدم علیہ السلام

Marfat.com

تمام بشر کے باپ ہین اور ایسا خطاب آتا ہی چنانچہ جو بنی اسرائیل کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے انکو فرمایا وظللنا علیکم [illegible]
المن والسلوی حالانکہ مراد ان بزرگون کے دادا ہین جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام مین تھے **قال المترجم** اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا [illegible]
ا خلقنا اباکم آدم ثم صورنا ۔ وانتم فی ظهره یعنی ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو پھر اسکی تصویر بنائی درحالیکہ تم اسکی پشت [illegible]
**قال البیضاوی** یعنے ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو گیلی مٹی بدون تصویر کے پھر اسکی تصویر کردی اسمین آدم کی خلق [illegible]
تصویر کو منزلہ کل کے خلق وتصویر کے قرار دیا ہی یا یہ معنی کہ ہمنے ابتدا کی تمھارے خلق کی پھر تصویر کی بایںطور کہ آدم کو پیدا کرکے [illegible]
کیا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ہمنے تمکو پیدا کیا آدم کی پشت سے پھر ہمنے تمھاری تصویر بنائی جبکہ تمسے عہد و میثاق لیا [illegible]
کو نحاسؒ نے مستحسن جانا ۔ ولیکن دفع اشکال مین فی الجملہ تاویل کی ضرورت ہوگی پس مختار وہی ہی جو مفسرؒ نے اختیار کیا ا [illegible]
ملائکہ سے یہ کہ سجدہ تحیت یعنے انحنا اور پشت خم کرکے ادا کرین اور پیشانی زمین پر رکھکر عبادت کا سجدہ مراد نہین اور اب ہماری
شریعت مین سجدة التحیة بھی حرام ہی بالجملہ بعد خلق وتصویر کے ملائکہ کو سجدہ تحیت کا حکم کیا فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ
یعنے ملائکہ مامورین نے فرمانبرداری کی سوائے ابلیس کے کہ وہ ساجدین مین نہ تھا اور یہ ابلیس جنون کا باپ ہی جو ملائکہ کے درمیان
تھا پس اسوجہ سے استثنا کیا گیا ورنہ وہ ملائکہ کی جنس سے نہین ہی قَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے روکا کہ تو سجدہ
کرے وعلی ہذا لا زائدہ ہی ۔ اور بعض نے کہا کہ تاکید جحد کے واسطے آیا اور **ابن جریرؒ** نے دونون کو رد کردیا اور خود یہ اختیار کیا کہ منعک متضمن
معنی فعل دیگر ہی کیونکہ جو کسی چیز سے ممنوع ہو وہ اسکے خلاف مین مضطر ہوتا ہی پس گویا کہا کہ ما اضطرک ان لا تسجد کس چیز نے تجھے محتاج
ومضطر کیا کہ تو سجدہ نہ کرے اِذْ اَمَرْتُكَ جبکہ مین نے تجھکو حکم کیا پس ملائکہ کو حکم دینا اسکو بھی شامل تھا **قال البیضاوی**
اسمین دلیل ہی کہ مطلق امر واسطے وجوب کے اور فی الفور بجالانے کے لیے ہوتا ہی اور رد کیا گیا کہ یہان امتثال خلقت کے قرینہ سے
فی الفور وجوب ثابت ہوا وفیہ تامل وتمام البحث فی الاصول قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ یعنے ابلیس نے جواب دیا کہ مین اس سے
بہتر ہون پھر اپنے قول کی قیاسی دلیل لایا کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ تونے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے
پیدا کیا عن عائشةؓ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے اور ابلیس شعلہ زن آگ سے پیدا ہوا اور آدم علیہ السلام جس سے
پیدا ہوا وہ قرآن مین تمکو بتلایا گیا ۔ رواہ مسلم اگر کہا جائے کہ انا خیر الخ جواب ہی حالانکہ یون جواب دینا کہ مجھے فلان چیز نے روکا جواب
دیا جاوے کہ اسنے من حیث المعنی جواب دیا کہ میرا اس سے بہتر ہونا مانع ہوا پس اسنے استبعاد کیا کہ فاضل مامور ہو مفضول کے سجدہ کیلیے
**قال البیضاوی** اسی نے تکبر وغرور کی راہ نکالی اور نیز وہی پہلے پہل اسکا قائل ہوا کہ کسی چیز کا بھلا ہونا و برا ہونا عقل سے ثابت
ہوتا ہی یعنے خلاف حکم مشروع کے آگ کو نورانی جوہر ما فضل از خاک سمجھا **وقال البعض** حالانکہ اس خبیث نے غلطی کی کیونکہ
بہت سی باتون مین مٹی بہتر ہی چنانچہ رزانت وسکون و دیر تک باقی رہنے اور اسمین انابة وصبر وحلم وحیا وتثبت ہونے مین مٹی فضیلت رکھتی
ہی کیونکہ آگ خفیف مضطرب جلد نابود ہونے والی طیش والی گردن اٹھائے حدت والی ہی علاوہ برین جنت مین مٹی موجود آگ ندارد
اور وہ مسجد وطہور ہو مٹی سامان عمارت ہی اور آگ مظنہ افنا وخیانت ۔ اسی مٹی مین امانت اور اسمین سے نمو ہوتا ہی اور وہ آگ کو بھی
بجھا دیتی ہی پس ان فضائل سے غافل ہوکر اس خبیث نے باطل قیاس کیا **قال الحافظ** یہ جواب قیاسی اسکا ہی تو [illegible]
اسنے اعتراض کیا اور منشا اسکا ظاہری یہی شیطانی قیاس ہی عن الحسن البصریؒ کہا کہ قوله خلقتنی من نار الخ ابلیس نے قیاس کیا [illegible]

Marfat.com

پہلا شخص ہے جسنے قیاس کیا۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وعن ابن سیرینؒ اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہے اور انھین قیاسون ہی سے چاند و سورج کی پوجا ہونے لگی۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح ایضاً **قال النسفی فی المدارک** ابلیس کا قیاس کرنا امر منصوص سے عناد اور خلاف الصواب تھا کیونکہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس کرنا مردود ہے **قال البیضاوی** شیطان خبیث نے قیاس مین غلط پر غلط کیا کہ اصل فضیلت کو عنصر پر تصور کیا اور اس فضیلت سے غافل رہا جو باعتبار فاعل کے ہوتی ہے چنانچہ سورۂ صٓ مین قولہ تعالیٰ ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی مین اشارہ ہے یعنے ایسی مکرم چیز جسکو مین نے بلا واسطہ پیدا کیا اور نیز جو باعتبار صورت کے ہوتی ہے جیسا کہ قولہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ واقع سورۂ حجر مین اشارہ ہے اور نیز جو باعتبار غایت کے ہوتی ہے اور یہی ملاک الامر ہے اور وہ معرفت اسماء وصفات ہے اسی واسطے ملائکہ کو حکم سجود دیا جبکہ انپر ظاہر کر دیا کہ آدم انسے زیادہ عالم ہے اور اسمین ایسے خواص ہین جو ان مین نہین ہین تم قال البیضاوی اس آیت مین دلیل ہے کہ کون وفساد واقع ہے یعنے کوئی چیز پیدا ہو جانا اور کوئی بگڑنا و مٹ جانا۔ اور نیز دلیل ہے کہ شیاطین اجسام مخلوق موجود ہوئے اور شاید کہ انسان کی خلقت کی نسبت مٹی کی طرف اور شیطان کی نسبت آگ کی طرف باعتبار جزو غالب کے ہے **قال المترجم** صحیح یہ ہے کہ شیطان صرف آگ سے مخلوق ہین قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا بہت سے مفسرین نے فرمایا کہ ضمیر راجع ہے جنت کی طرف یعنی حکم دیا کہ پھر تو جنت سے نیچے گر جا اور بعض نے کہا کہ سموات کی طرف راجع ہے اور بعض نے کہا کہ ملکوت علی کی طرف جہان وہ موجود تھا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا یعنے نہین سزاوار ہو سکتا کہ تو یہان غرور وتکبر کرے اگر کہا جاوے کہ فا دلالت کرتی ہے کہ بعد جواب کے تکبر پر ملامت کی حالانکہ اللہ تعالے کو علم تھا تو جواب آنکہ اس سے یہ تکبر وبیجا قیاس اور اسکا خود اقرار وتکبر کی مذمت ظاہر فرمانے کو اس سے سوال کیا اگر کہا جاوے کہ فیہا مین قید ہو کہ یہان تجھسے تکبر نہین روا ہے حالانکہ کہین جائز نہین۔ جواب آنکہ علم الٰہی مین اسکا تکبر دنیا مین ثابت تھا اور نیز یہ قید نہین ہے۔ **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہے کہ تکبر کرنا جنتی بندون کی شان نہین۔ اور نیز تنبیہ ہے کہ اللہ تعالے نے محض نافرمانی پر ابلیس کو نہین راندا بلکہ نافرمانی بھی اور تکبر بھی تھا **قال المترجم** حدیث صحیح مین جنتی و دوزخی لوگون کی پہچان آئی ہے چنانچہ اہل جنت کو فرمایا کہ ہر ضعیف متضعف کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالے تو اللہ تعالے اسکی قسم پوری کر دے اور دوزخیون کی پہچان فرمائی کہ کل عتل جواظ مستکبر۔ ہر نافرمان سرکش بدزبان تکبر وغرور کرنے والا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ قصۂ ابلیس مین سورہ حجر وسورہ صٓ وغیرہ مین کلام متنوع ومتفنن اور ہر مقام کے مناسب اسکا جرم بیان ہے اور اس سے دلالت ہے کہ ابلیس خبیث نے ایک مین تین جرم درج کیے مخالفت حکم صریح کی اور جماعت ملائکہ سے پھوٹ جانے کی اور غرور وتکبر مع تحقیر حضرت آدمؑ کی اور ان چیزون کی شاخین بہت ہین اور بیشمار خرابیان انھین جڑون سے پیدا ہین اور خود ابلیس نے سر تسلیم جھکانے کی جگہ نافرمانی وغرور کے ساتھ اعتراض ملا ہوا جواب دیا اور ادب ترک کیا اور حکمت الٰہی جاری تھی ورنہ وہ کیا چیز تھا اور عنقریب حرص مین بیان آویگا بالجملہ اسکو جنت سے راندہ اور نکال دیا اور موکد فرمایا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ یعنی جنت سے نکل تو ذلیلون مین سے ہے جنکو اللہ تعالے نے خوار ومردود کیا ہے۔ فی الحدیث جسنے اللہ تعالے کے واسطے تواضع کی اللہ تعالے اسکو بلند کرتا ہے اور جسنے تکبر کیا اللہ تعالے اسکو گراتا ہے۔ رواہ البیہقی وغیرہ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ یعنے شیطان نے عرض کی کہ اے رب مجھے تاخیر دے اسدن تک کہ لوگ اٹھائے جاوینگے قیامت تک مجھے موت وعذاب سے مہلت دے قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ فرمایا کہ تو مہلت دیا ہوا ہے اور سورہ حجر مین ہے کہ الیٰ یوم الوقت المعلوم۔ یعنے وقت بعث تک نہین بلکہ نفخہ اولیٰ تک یعنی اول صور پھونکے جانے تک کہ جسوقت

Marfat.com

تمام خلائق مرجاوینگی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ دشمن تھا آدم و اولاد آدم کا اسکو مہلت ملی تاکہ گمراہ کرے جواب دیا گیا کہ اسکی [illegible]
نے مین تنبیہ ہی کہ بعد نافرمانی کے اوتعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہو کہ وہ ارحم الراحمین ہی اور شیطان نے خود شیطانی [illegible]
اور اسکی درخواست منظور ہوئی اور خود اسمین حکمت ہی کہ بندونکو امتحان مین لیا جاوے کہ کون شیطان کی پیروی کرتا ہی اور کون اللہ تعالیٰ
عزوجل کی فرمانبرداری کرتا ہی اور جو جیسا کرے اپنی ذات کے واسطے کرے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ زمخشری نے جملہ مخالفہ [illegible]
قرار دی اور شاید یہ مذہب اعتزال کے موافق احتراز ہی کہ اضلال از جانب باری تعالیٰ نہو۔ اور ظاہر یہ ہی کہ با قسمیہ ہی کیونکہ اغوا [illegible]
اضلال بخلق باری تعالیٰ ہی یعنی قسم تیرے اغوا کرنے کی مجھکو لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ البتہ مین تیری راہ مستقیم پر انکو
یعنے آدم کی اولاد کو اُس راہ چلنے نہ دونگا جس سے تجھ تک واصل ہون ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ یعنے ہر راہ سے انکو بہکاؤنگا اور راہ مستقیم پر چلنے نہ دونگا اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جہت فوق کے نہین کہ سکتا
تاکہ بندہ اور رحمت الٰہی کے درمیان حائل نہو۔ ایسا ہی مجاہد وغیرہ سے مروی ہی اول دونون مین حرف من اسوجہ سے کہ ہر دو جہت
کا آنے والا مانند متوجہ کے ہوتا ہی اور اخیر دونون مین حرف عن اسلیئے کہ آنیوالا مانند منحرف کے ہوتا ہی اور نظیر اسکی قولہم قعدت
عن یمینہ اور شیطان کے وسوسہ کو اسکے آنے سے تشبیہ دی اور آنحضرت صلعم کا نماز مین شیطان کو پکڑنا دلیل ہی کہ وہ حقیقت آتا ہی
اگرچہ بعض کو نظر نہ آوے بالجملہ دونون احتمال ممکن ہین کسی مین کچھ استبعاد نہین ہی اور حقیقی معنی پر محمول کرنا اصوب ہی واللہ اعلم اور
ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ من بین ایدیہم یعنی دنیا کی طرف سے اور من خلفہم یعنے آخرت کی طرف سے اور عن ایمانہم یعنی نیکیون
کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے برائیون کی طرف سے اور ایک روایت مین ابن عباسؓ سے ہی کہ سامنے سے یہ کہ امر آخرت مین
انکو شک دلاؤنگا اور پیچھے سے یہ کہ دنیا مین انکو رغبت دلاؤنگا اور داہنے سے یہ کہ انکے امر دین کو انپر مشتبہ کرونگا اور بائین سے یہ کہ گناہون
کی انکو لذت دلاؤنگا۔ مانند اسکے قتادہؒ سے بھی مروی ہے اور ابن جریرؒ نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سے سب بھلائی کی راہین و برائی کی راہین
ہین پس بھلائی کی راہون سے روکیگا اور برائی کی راہون مین زینت و خوبی دکھلاویگا عن شقیق البلخیؒ کوئی دن نہین گزرتا مگر آنکہ شیطان میرے
لیئے چار راہین روکنے بیٹھتا ہی ایک تو میرے سامنے آتا ہی اور کہتا ہی کہ تو خوف مت کر کہ اللہ تعالےٰ غفور رحیم تو مین یہ آیت پڑھتا ہون
وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا الآیہ۔ دوسرے میرے پیچھے آتا ہی اور خوف دلاتا ہی کہ تیری اولاد تیرے پیچھے فقر و فاقہ سے
ہلاک ہوگی کچھ کمائی کرلے تو مین پڑھ دیتا ہون وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔ اور تیسرے میرے داہنے سے ثنا و صفت
کرتا آتا ہی تو مین پڑھتا ہون۔ والعاقبۃ للمتقین۔ اور چہارم میرے بائین سے شہوتون کی راہ لاتا ہی تو مین پڑھتا ہون وحیل بینہم وبین ما یشتہون
کذا فی السراج اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے مناسب امور مختلف ہین جنسے فریب دیتا ہی اور حاصل آنکہ اسنے کہا کہ اولاد آدم
کو ہر راہ سے بہکاؤن و گمراہ کرونگا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور تو اولاد آدم مین سے بہتون کو شکر گزار نہ پاویگا یعنے ایمان
لانے والا نہ پاویگا اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اپنی توحید کرنے والا نہ پاویگا۔ اگر کہا جاوے کہ ابلیس خبیث نے یہ کہان سے جانا
تو ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اُسنے یہ بات فقط گمان و وہم اور انانیت سے غرور ملی ہوئی کہی تھی اور اتفاق سے وہ موافق واقع پڑی
چنانچہ اوتعالیٰ نے فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ
ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیء حفیظ۔ اور اسی واسطے حدیث مین شیطان کی ہر طرح و ہر جہت کے تسلط سے پناہ مانگی

Marfat.com

بنا پر ابن عباسؓ نے آنحضرت صلعم کی یہ دعا روایت کی اللھم انی اسألک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیائی واہلی ومالی اللھم استر عوراتی وآمن روعاتی واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک اللھم ان اغتال من تحتی۔ رواہ البزار باسناد حسن وقد رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا فرمایا کہ نکل اے شیطان جنت سے مَذْءُومًا بہمزہ یعنے عیب کیا گیا یا ذلیل کیا گیا مَّدْحُورًا ملعون کیا گیا اور رحمت سے دور کیا گیا لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ بفتح لام جو اسمین ابتدائیہ ہے یا موطئۃ القسم ہے اور منہم کی ضمیر راجع بجانب اولاد آدم ہے پس اگر لام موطئۃ القسم ہے یعنے قسم محذوف کے جواب کو مقرر کرتی ہے اور ایذان کرتی ہے کہ جو جواب اسکے بعد ہے وہ قسم ماقبل پر مبنی ہے شرط پر مبنی نہین ہے تو جواب اسکا قولہ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ پس منکم سے مراد شیطان مع ذریت اسکی اور اولاد آدم جو اسکی پیروی کرین پس اسمین حاضر کی غائب پر تغلیب ہے یعنی شیطان حاضر تھا اور اسکے پیرو لوگ حاضر نہ تھے غائب تھے لیکن منکم بلفظ خطاب فرمایا ولیکن اسمین مترجم کو تامل ہے اسواسطے کہ حضور وغیبت حضرت باری تعالیٰ مین یکسان ہے اور اگر یون کہا جاوے کہ مخلوق عدم سے وجود مین خارج کیے ہوا سے اور غیر خارج دونون کو خطاب ہے تو صحیح ہے ولیکن باب تغلیب قوت ہے فافہم اور اس جملہ مین معنی جزا من شرطیہ مین ای من اتبعک اعذبہ یعنی حاصل معنی یہ ہین کہ جسنے تیری اتباع کی مین اسکو جہنم مین عذاب کرونگا ف فی العرآئس قولہ ولقد خلقناکم ثم صورناکم یعنی تمھارے اشباح کو آدم مین مجموع پیدا کیا پھر اس مین تمھاری تصویر بنائی۔ نیز تمکو شکل مین پیدا کیا اور ارواح کی تصویر بنائی۔ نیز افعال سے پیدا کیا اور صفات سے مصور کیا۔ نیز امر سے پیدا کیا پھر ظہور تجلی صفات سے مصور کیا پس وقوع امر سے خلقت واقع ہوئی اور تجلی صفات سے ترتیب صورت ہوئی پس وجود صورت کا نعت صفات ہے اور ہیکل جسمی کا نعت افعال ہے اور ارواح کا تجلی ذات ہے پس سب کے سب عدم سے بصفت قدم صادر ہوے کیا تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے سر متشابہات کا اسمین کیا اشارہ فرمایا بقولہ خلق اللہ آدم علی صورتہ پس اشباح کیواسطے تو راہ عبودیت قرار دی اور ارواح کیواسطے طریق عرفان ربوبیت قرار دیا اور عقول کیواسطے طریق ملکوت رکھا اور قلوب کے واسطے طریق جبروت رکھا اور اسرار باطنہ کیواسطے طریق قدم وبقا رکھا بعض نے فرمایا کہ او تعالیٰ نے ہیکل یعنے اجسام کو پیدا کیا اور انکو متعدد اخلاق ومختلف صورتون پر ظاہر کیا اور ہر ایک کے واسطے ایک معیشت قرار دی پس قلوب کا عیش تو شہود مین ہے اور نفوس کا وجود مین اور عیش بندہ کا اسکا معبود ہے جو اس کا عیش اسکا اخلاص ہے اور آخرت کا عیش اسکا علم ہے اور دنیا کا عیش یہ کہ جاہل ہوا اور دنیا کے مال ومتاع سے مالا مال ہے اور اسپر مغرور ہو پھر جب سب کو آدمؑ مین بصورت آدمؑ مصور کیا اور آدمؑ کو صفات کی صورت پر جو منزہ از مشابہت حدوث ہین مصور کیا مگر از راہ علم نہ از راہ نفس اور از راہ عشق نہ از راہ شباہت اور نہ از راہ توحید وجمع وتفرقہ نہ از راہ تشبیہ وتعطیل تب اسکو نور صفات ونعت افعال سے مزین کیا اور انوار ذات کا لباس پہنایا اور پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا بقولہ ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم اسواسطے کہ آدمؑ اس صورت مین قبلہ تجلی صفات وذات ہوا اور وہ مصور بصورت ملک در مقام ملکوت ہوا اور قلب اسکا موضع استوار انوار ذات ہوا اور صورت اسکی موضع استوار انوار صفات ہوئی اور ہیکل جسمانی اسکا موضع استوا انوار افعال ہوا اور روح اسکی موضع استوا انوار محبت ہوئی اور سر باطن اسکا موضع استوار انوار علم ومعرفت ہوا پس آدم کو سجدہ کرو کہ وہ تمھارے واسطے عبودیت مین واسطہ ہے اور معرفت ربوبیت اس واسطہ عبودیت کے حاصل ہے کیونکہ میری عبادت مین تمام جہان کافی نہین ہے اور جو کچھ جہان مین جاندار و بے جان ہین سب کی عبودیت سے حضرت پاک تعالے وتقدس مستغنی ہے لیکن عشاق کو مقام محبت وعشق مین داخل فرمایا پس آئینہ چہرۂ آدمؑ سے انکو نور جمال کی تجلی دکھلائی تاکہ لذت محبت وعشق مین انکے دل

Marfat.com

از خود رفتہ ہون۔ اور اگر ابتدا مین بدون التباس کے انوار ذات وصفات کی تجلی ہوتی تو اول ہی ظہور آدم الوہیت مین فنا ہو جاتا پھر ابلیس نے سجدہ نہین کیا کیونکہ اس جمال وجلال سے محجوب تھا کیونکہ اپنے نفس پر نظر رکھتا اور جہالت سے قیاس ہنا تا تھا جس نے اپنے نفس کی طرف مستقل نظر کی تو اس نفس کے پروردگار سے محجوب ہوگیا **قولہ** الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔ کیونکہ اس مین صفات وانوار ذات کی اسمین لیاقت نہ تھی۔ ابو حفص رح نے فرمایا کہ ملائکہ کو اظہار کردیا کہ درگاہ کبریائی انکی عبادت سے پاک ہے وہ غنی وحمید ہے اسی واسطے کہدیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور اگر انکے سجدہ سے درگاہ الٰہی مین استغنا نہوتا بلکہ ذرہ برابر بھی قدر ہوتی تو سجود ملائکہ کو آدم علیہ السلام کی طرف نہ پھیر اجاتا اور یہ حکم نہوتا کہ آدم ع کو سجدہ کرو پھر کہا کہ ملائکہ اور تمام مخلوق کے سجدہ سے اسکی بادشاہت مین ایک ذرہ برابر بھی زیادتی نہین ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی بادشاہت مین عزیز ہے قبل اسکے کہ ان سبکو پیدا کیا اور بعد اسکے کہ ان سب کو فنا کریگا اور عزیز ہے جبکہ انکو مردہ کرکے زندہ فرما دیگا۔ پھر ابلیس کو عدم سجود پر توبیخ فرمائی اور آدم ع کی شرافت ظاہر کی بقولہ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ یعنے کس چیز نے تجھکو میری متابعت سے روکا حالانکہ درمیان مین غیر کا وجود نہین ہے حاصل آنکہ تجھپر میرا ہی قہر سابق وخذلان جو میری مشیت کے موافق جاری ہوا ہے وہی روکتا ہے ورنہ حوادث ومخلوقات کیا چیز ہین جو میری متابعت وحکم سے منھ موڑین حالانکہ درحقیقت انکو کوئی قدرت ومشیت حاصل نہین اور سب کے سب میرے قبضۂ قہر مین عاجز ہین لیکن جسکے حق مین شقاوت وبدبختی جاری ہوچکی وہ مراد پر سبقت نہین پاتا اگرچہ تمام جہان کی عبادت ساتھ لیکر درگاہ عزت کی طرف سابقت کرے **واسطی** رح نے کہا کہ جو مستصحب ہوا ہر نسک کا دنیا وآخرت مین اور جہل اسکا وطن ہے اور اعتراض اسکا عرض ہے اور اللہ تعالے کی طرف دوری اسکا سبب ہے تو وہ اس سے قرب نہین پاوے گا کیونکہ عبادات مقطوع از رعایات ہین اور نسک کا دیکھنا اپنے افعال ونفوس کا دیکھنا ہے اور زیادہ دلیر کوئی نہین بہ نسبت اس شخص کے جسنے اپنے آپ کو پسندیدگی کی آنکھ سے دیکھا پھر جب او تعالے نے قہر سلطنت سے عار دلایا تو اپنے خطاب سے اسکو جواب کی قدرت دیدی اور اگر یہ نہوتا تو خطاب قہر کے وقت اسکو کچھ بھی جواب نہ سوجھتا پس اسی قدرت سے اُسنے جواب دیا کما قال تعالے قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ہرگاہ اُس ملعون نے اپنے اوپر خطاب قہر حق کا لباس دیکھا تو انا کا لفظ بولا جو اسکو اسی قوت سے حاصل ہوا ورنہ انا نہین کہہ سکتا تھا کہ اسکی انانیت سب جلال حق سے معدوم ہوتی ابلیس ملعون نے جوہر آتش کی طرف نظر کی جو قہر عدم سے صادر ہوا پس قہر قدم کی طرف منسوب ہوا پس اُسنے اپنے آپ کو اچھا کہا اور اُسنے نظر معرفت سے اس مٹی کو نہ دیکھا جو لطف قدم ورحمت ازلی سے صادر ہوئی آگ اُسکے غضب سے ہے اور مٹی اُسکی رحمت سے ہے اور رحمت کو غضب پر سبقت ہے ابلیس نے ایک ہی صفت پر نظر رکھی اور دوسری صفت کو نہ دیکھا پس ایک صفت کے ساتھ دوسری صفت سے محجوب ہوا اور اگر وہ تمام صفات کو دیکھتا تو دیدار کبریا وعظمت کے تحت مین پگھل کر فنا ہوجاتا اور پھر کبھی انا نہوتا کیونکہ جسنے وصف قدم کو پہچانا وہ قدم مین عدم ہوگیا اگر ابلیس کو چہرۂ آدم ع نظر آتا جیسے ملائکہ کو نظر آیا تو جہالت سے قیاس فاسد نہ کرتا اسی خاک سے اجسام انبیاء وصدیقین پیدا ہوئے ہین ابلیس باطنی علم سے تو جاہل ہی تھا ظاہری علم سے بھی جاہل تھا ورنہ نص صریح کے مقابلہ مین قیاس نہ کرتا کیونکہ نص ہر جہت سے قیاس پر غالب ہے بعض نے نکالا کہ اپنے جوہر وعبادت پر نظر کرنا ابلیس کی طرح موجب لعنت ہے۔ پھر ابلیس نے عداوت صریح ظاہر کی چنانچہ اُسکا قول حکایت فرمایا فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم یہ قسم ہے یعنی قسم ہے تیرے ارادۂ سابقہ کی ابلیس کے گمراہ کرنے مین اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ قسم تجھے اپنی عزت کی کہ مجھے گمراہ کردیا اب

Marfat.com

یہ قدرت دے کہ مین تیرے بندون کی راہ مستقیم پر گاڑا بیٹھون ورنہ انکے اسرار مین تیرے انوار تجلی کے سامنے مجھے بیٹھنے کی قدرت
نہین ہے۔ قولہ لاقعدن لہم مین ایک عجیب نکتہ ہے یعنے اسنے لہم کہا اور علیہم نہین کہا حالانکہ لہم واسطے نفع کے اور علیہم واسطے ضرر کے ہوتا ہے پس
حاصل آنکہ وسوسہ شیطانی سے اُنکو شرافت زیادہ ہوگی جبکہ وہ میرے وسوسہ کو اپنے سینہ سے خوار وذلیل رد کرینگے اور انکا ایمان ویقین
غبار شک واضطراب سے خالی وخالص ہوجائیگا تو نے نہین دیکھا کہ جب صحابہؓ نے شکایت کی کہ ہم اپنے دلون مین ایسے وسوسہ پاتے
ہین کہ ہر ایک ہم مین سے اسکو زبان سے نکالنا بڑا عظیم گناہ تصور کرتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے **قال المترجم** یعنے اس وسوسہ کو
نہایت بُرا اور گناہ عظیم تو جبھی جانا جائیگا کہ ایمان موجود ہو پس جب ایمان کے ساتھ اس وسوسہ کو بُرا جانکر رد کردیا تو بڑا شرف وثواب ہے
اور تمام خرابی تو ان لوگون کی ہے جنکو وہ وسوسہ ہی خوب معلوم ہوتے ہین۔ محمد بن عیسیؒ نے کہا کہ ابلیس اگر ظاہری ہلالت سے بچا تو یہی
سے کہ اسنے اپنے کو مخلوق ہونے اور حق تعالیٰ کی قدرت سے گمراہ کیے جانے اور حق تعالےٰ کے رب ہونے کا اقرار کیا ورنہ وہ
فنا وسخت عذاب مین ڈالا جاتا **قال المترجم** یعنے ظاہر حال اسکا اس بات کے واسطے شاہد ہے ورنہ باطن مین تو حکمت الٰہیہ
اسمین مضمر ہے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ واقع ہوتا ہے یہان حکمت الٰہی مین گفتگو کرنا خود جہالت ہے پھر ابلیس نے زیادہ جرأت کی اور کہا
ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم الخ یعنے من بین ایدیہم تو نفس وہوائے نفسانی کی جہت سے اور من خلفہم یعنے شہوات وآرزو کی طرف سے
وعن ایمانہم یعنے دعوی خودی کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے وقت بلاء ومصیبت کے شکوہ بیجا ظاہر کرنے کی جہت سے۔ نیز
اول تو طاعات کی جہت سے اور ثانی عوض پر نظر کرنے سے اور سوم راہ علم سے اور چہارم راہ جہالت سے۔ نیز۔ اول از راہ قلب
دوم از راہ عقل۔ سوم از راہ روح وچہارم از راہ صورت ونفس نیز اول از راہ اسلام ودوم از راہ ایمان وسوم از راہ عرفان
وچہارم از راہ ایقان واضح ہو کہ فوق وتحت کو نہین ذکر فرمایا کیونکہ تحت تو موضع فنا ہے یعنے حالت بندگی مین سجدہ کرکے فنا ہوجاوے
اسی واسطے سجود ہی کو نہایت محل قربت فرمایا اور یہ سجود تو شہود ہے اور وہ حفاظت ورعایت حق کا محل ہے پس یہان او تعالیٰ کی رعایت
ہے وہان کسی دوسرے کی مجال نہین کہ گزر جاوے اور رہا فوق یعنے اوپر کی جہت تو وہ محل کشف ومشاہدہ ہے اور وہین تجلی وظہور انوار
قدم ہوتا ہے اور وہان اگر تمام شیطان ایک سوئی کے ناکے برابر قریب ہون تو جلکر خاک ہوجاوین شیخ ابو عثمان مغربیؒ نے کہا کہ شیطان
آتا ہے بندہ طاعت گزار کے روبرو سے پس امیدین سجھاتا ہے وکرامتون کا وسوسہ دلاتا ہے ولیس پشت سے بدعتین وگمراہیان لاتا ہے
اور دائین سے طاعات لاتا ہے اور بائین سے شرک دکھلاتا ہے پس اگر کسی بندہ کے حق مین بدبختی ازلی جاری ہوئی ہے تو وہ شیطان کے
احکام مین فرمانبرداری کرجاتا ہے اور ویسی ہی طاعات بجالاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جانے کہ شیطان کہان ہلاک کر ڈالتے ہین اور
جنکے حق مین سعادت کی سرنوشت ہے وہ ان وسوسون کو رد کرتا اور اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم کے احکام پر چلتا ہے پس شیطان کے
وسوسہ اسکے حق مین سودمند ہوجاتے ہین۔ قولہ ولاتجد اکثرہم شاکرین اکثر وہ لوگ ہین جو شیطان کے موافق طاعات بجالاکر ہلاک ہوے
اور کمتر وہ ہین جنکو سعادت نے نجات دیدی والحمد للہ علی ذلک **شیخ شبلیؒ** نے کہا کہ اوپر اور نیچے کی طرف اسوجہ سے نہین مذکور
ہے کہ اوپر کی جہت سے تو حضرت رب العزۃ کی نظر رحمت عارفون کے دلون پر ہے اور جہت زیرین موضع ساجدین ہے اور ان
دونون مقامون مین شیطان کو کوئی ٹھکانا وراستہ نہین ملتا ہے پھر وساوس شیطان اور اسکے مکر وفریب کا نمونہ اور جو اسکی عداوت
آدمیون کے باپ حضرت آدم علیہ السلام پر جاری ہوئی بیان فرمائی

وَيَآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ

اور اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہ پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر ہو جاؤ گے

الظّٰلِمِيْنَ ○ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ

گنہگار پھر بہکایا اُنکو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو ڈھکے تھے اُن میں سے اُنکے عیب اور بولا

مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ○ وَقَاسَمَهُمَآ

تمکو جو منع کیا ہے رب تمھارے نے اس درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے اور اُنکے پاس قسم کھائی

اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ○ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

کہ میں تمھارا دوست ہوں پھر ڈھلا لیا اُنکو فریب سے پھر جب چکھا دونوں نے درخت کھل گئے اُن پر عیب اُنکے اور لگے

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ

جوڑنے اپنے اوپر پات بہشت کے اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے میں نے منع نہ کیا تھا تمکو اس درخت سے اور کہا تھا تمکو

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكته وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

کہ شیطان تمھارا دشمن صاف ہے بولے اے رب ہمارے ہمنے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم نکرے تو ہم ہونگے

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

نامراد کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے ایک وقت تک

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ ع ۲ ۱۵

کہا اُسمیں تم جیوگے اور اُسمیں تم مروگے اور اُسی سے نکالے جاؤگے

وَيَآدَمُ اے وقال یا آدم۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدم اُسْكُنْ اَنْتَ ساکن ہو تو ضمیر فصل سے تاکید اسواسطے کہ اسپر عطف کیا جاوے قولہ وَزَوْجُكَ حوار اور تیری زوج۔ یعنی حوار بالف ممدودہ جو کہ حضرت آدم کے ضلع الیسر سے مخلوق کیگئیں تھیں الْجَنَّةَ جنت میں یعنی ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد آدم کو خطاب فرمایا کہ تو مع اپنی جورو کے جنت کو اپنا مسکن بنا۔ اسمیں اختلاف ہے کہ حوار قبل دخول جنت کے پیدا ہوئیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اور یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ بعد دخول جنت کے پس خطاب باین معنی کہ اسکا موجود ہونا علم الٰہی میں ثابت تھا فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ دونوں جہاں سے تمھارا جی چاہے یعنی جو قسم چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ سورہ بقرہ میں وکلا بواو فرمایا اور یہاں بفار جو مفید معنی واو یعنی مطلق جمع کو اور مزید معنی تعقیب کو ہے پس فخر رازی نے کہا کہ فار کے معنی خاص ہوئے واو کے عام ہوئے لہذا کچھ منافات نہیں ہے وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور مت پاس پھٹکو اس درخت کے وہ گیہوں کا درخت تھا اور مراد یہ کہ اسکا پھل کھانے کے ارادہ سے فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کہ ظالموں میں سے ہو جاؤ یعنے اسکے پھل کو کھاؤ گے تو ظالم ہو جاؤ گے یعنے اللہ تعالےٰ کے حکم سے تجاوز کرنیوالے ہو جاؤ گے یا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے۔ فتکونا جائز کہ عطف لا تقربا پر ہو اور جائز کہ جواب نہی ہو فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پھر وسوسہ دلایا دونوں کو ابلیس نے وَسوسہ بالفتح اسم ہے مانند زلزلہ کے اور بالکسر مصدر ہے اور ما اخفیٰ

باتین جابجا بنانے لگے یعنی کہ فَوَسْوَسَ لَهُمَا پس نفسہ اسنے جی ہی جی مین باتین کین اور اکثر استعمال ایسی نفسانی باتون کا جو بری و بے بنیاد ہون چنانچہ باطل بات کو کہتے ہین کہ یہ اُسکے وسوسہ مین سے ہی اور واضح ہو کہ اسمین لوگون نے کلام کیا کہ ابلیس جنت سے خارج تھا اسنے کیونکر وسوسہ دلایا حالانکہ یہ جہالت ہی حسن بصری نے فرمایا کہ زمین سے آسمان تک وسوسہ دلاسکتا ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسمین یہ قابو دیدیا ہی اور بعضے لوگ جو خرافات لکھتے ہین کہ سانپ کے پیٹ مین گھسکر گیا اور مانند اسکے تو شیخ ابن کثیرؒ نے رد کردیا کہ روایت کوئی صحیح نہین ہی شاید بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کی روایات ہین واللہ اعلم بالجملہ شیطان نے دونون کو وسوسہ دلایا بدین غرض کہ لِيُبْدِيَ لَهُمَا تاکہ کھول دے ان دونون کے واسطے مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وہ چیز جو در پردہ کی گئی تھی دونون سے اور وہ دونون کے سوآۃ تھے اور یہ غرض انکی نافرمانی پر زیادتی ہی اور بعض نے کہا کہ لام لیبدی برائے عاقبت ہی یعنے انجام یہ ہوجاوے کہ دونون کے سواۃ کھل جاوین اور بعض نے کہا لام کئی ہی ای لکے یقیع الابداء بعدہ یعنی پیچھے اسکے یہ ابداء واقع ہو دوری ماضی مجہول از مواراۃ ہی اور معنی اسکے ستر و پوشیدہ از طرفین ہی یعنے تاکہ کھل جاوے انکی سوآۃ جو دونون سے باہم ایک دوسرے سے پوشیدہ تھی اور سوآۃ وہ چیز کہ سوء یعنے عیب و ملال دیوے اور جسم پوشیدہ کو اسی سے سوآۃ کہتے ہین کہ اُسکا کھلنا ملال دیتا ہی اور آدم و حوا اس اپنے جسم کو نہین دیکھتے تھے اور نہ ایک دوسرے کا جسم دیکھتا پس شیطان نے اس کشف سے انکو ملال دینا چاہا اس حیلہ سے کہ لباس نور سے انکا جسم مستور ننگا کر کے رنج و ملال دے اور جو بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کشف عورت حرام و منکر ہی اور وہ عقلی مستقبح چلا آتا ہی تو اس قول مین یہ صحیح ہی کہ کشف عورت برا ہی لیکن حرمت ثابت نہین ہوتی اور قبح عقلی کا اثبات غلط ہی بلکہ وہ بمقتضائے حیاء ہی اور حیاء شعبہ ایمان ہی پس عقل سے اسکی قباحت ثابت کر کے انھون نے ملال نہین کیا بلکہ ایمان کامل کے مقتضا سے بوجہ حیاء کے خود غمناک ہوئے کما سیاتی۔ پس شیطان نے آدم و حواء کو خلاف کرنے اور کشف عورت سے انکو رنج پہونچانے اور آیندہ ذریات مین مفاسد پیدا ہونے کے لیے جو مشیت الٰہی مین جاری ہوچکے تھے انکو وسوسہ دلایا جسکا بیان یہ ہی کہ وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یعنے کہا ابلیس نے دونون سے کہ نہین منع کیا تمکو تمھارے رب نے اس درخت سے یعنے اسکا پھل کھانے سے اِلَّا كَرَاهَةَ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ مگر بغرض کراہت اس بات کے کہ تم دونون ملک ہوجاؤ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے والون مین سے ہوجاؤ یعنے جنت مین یا زندگی مین ہمیشہ باقی رہو حاصل آنکہ اس درخت کے پھل کھانے کا یہ اثر ہی کہ وہ ملک ہوجاتا یعنے فرشتہ اور بکسر لام کی قراءۃ پر معنی بادشاہ ہوجاتا ہی اور ہمیشہ باقی رہتا ہی جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہی کہ قال ہل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ یعنے آدم سے بولا کہ بھلا مین تمکو راہ بتادون شجرۃ الخلد کی جسکے کھانے سے ہمیشگی ہوتی ہی اور ایسے مُلک کی کہ کبھی اُسکو فناء نہین ہی۔ واضح ہو کہ اس مقام سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ملائکہ افضل ہین جبھی تو اسنے ملک ہوجانے کی ہوس دلائی بلکہ بایں معنی کہ تمکو فرشتون کی طرح طعام کی خواہش نہو اور تمھارے عمر مانند فرشتون کے دراز ہو کیونکہ ماہیت نہ بدلنا تو ظاہر ہی اور نیز یہان تو ابلیس کے قول کی حکایت ہی کہ اسنے یہی اُلٹا فریب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس وجہ سے تمکو منع کردیا ہی کہ اُسنے تمھارا ملک ہونا اور دائمی قائم رہنا برا جانا وَقَاسَمَهُمَا تقاسمہ باہم قسم کھانا اور یہان فقط ایک طرف سے ہی یعنے ابلیس نے دونون سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ یعنے مین تم دونون کے واسطے بھلائی چاہنے والا ہون۔ قتادہؒ نے کہا کہ اُسنے اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر فریب و دھوکا دیا اور مومن اکثر اللہ تعالےٰ کی قسم پر دھوکا کھاجاتا ہی اور شیطان نے اُنسے کہا کہ مین تمسے پہلے پیدا ہوا

اور تم سے زیادہ واقف ہون۔ فی السراج اسمین تنبیہ ہو کہ شیطانی آدمی کی قسم کا اعتبار نہ کرے اور قسم کھانا ...
اور خود بدگمانی سے قسم کھاتا ہو کہ سامع میری بات نہ مانیگا ابن عمرؓ سے مروی ہو کہ جب وہ اپنے غلام کو اچھی طرح ...
دیکھتے تو اُسکو آزاد کر دیتے پس اُنکے غلام اسی خواہش سے ایسا کرتے تھے پس ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپکو ...
ایسا کرتے ہین تو فرمایا کہ جو کوئی ہمکو اللہ تعالےٰ کے ساتھ دھوکا دیوے ہم اسکے دھوکے مین آجاوینگے۔ اللہ تعالیٰ ...
جھوٹی قسم کھانے والا پہلا شخص ابلیس ہو پس جب اسنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تو آدم سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جھوٹی کوئی نہین ...
پس فریب مین پڑگئے چنانچہ فرمایا فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ پس نیچے لٹکا دیا انکو بسبب غرور یعنی فریب کے تدلیہ اوپر سے کوئی چیز نیچے لٹکانا۔ ومنہ
قولہ فادلی دلوہ اپنا ڈول کنوئین مین لٹکایا۔ المعنی رتبہ عالی سے دونون کو گیہون کھانے کیطرف اُتارا اور بعض نے کہا کہ آسمان سے زمین
کی طرف اُتارا۔ وقال المفسر (در قصۂ یوسفؑ) انکو انکی منزلت سے گرا دیا بذریعہ اس فریب کے غرور ایسی باتین جسمین بظاہر نصیحت ہو اور باطن میں دھوکا
فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ای اکلا منہا۔ پھر جب درخت کے پھل سے کھایا۔ اسمین دلالت ہو کہ بہت ذرا سا کھایا تھا جسکو چکھنا کہا جاوے
بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ای ظہر لکل منہما قبلہ وقبل الآخر ودبرہ وسمی کل منہما سوآۃ لان انکشافہ یسوء صاحبہ یعنی ظاہر ہوگئی دونون مین
سے ہر ایک کو اپنی شرمگاہ اور دوسرے کی شرمگاہ اور پاےخانہ کا مقام حالانکہ وہ دونون قبل اسکے نہین دیکھا کرتے تھے اور ہمکو
سوآۃ اسواسطے کہا گیا کہ اسکا کھلنا اس شخص کو غمگین کرتا ہو بطور ظہور عیب کے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ
شروع کیا دونون نے کہ لپٹاتے اپنے اوپر پتے درختان جنت کے تاکہ اپنے سوآۃ کو چھپا وین۔ ابی بن کعبؓ سے روایت ہو
آدم مرد دراز قد تھے انکے سر پر بال بہت تھے پس جب وہ اس دھوکے مین پڑ گئے جو شیطان نے کیا تھا تو انکا جسم مستور
کھل گیا حالانکہ پہلے اسپر نظر نہین کرتے تھے تو جنت مین بھاگے پس راہ مین ایک درخت جنت انکے سر مین الجھا اس سے کہا کہ
مجھے چھوڑ دے اسنے کہا کہ مین تجھے نہین چھوڑونگا پس پروردگار عزوجل نے آواز دی کہ ای آدم تو مجھسے بھاگتا ہو عرض کیا کہ نہین
ای پروردگار مین شرمندہ ہون۔ رواہ ابن جریر وابن مردویہ۔ ابن عباسؓ سے یہ قصہ مروی ہو اور اسمین ہو کہ جس سے انکا تمام بدن
ڈھکا تھا وہ دونون کے ناخن تھے اور جسکے پتون سے بدن ڈھانپتے تھے وہ انجیر کے پتے تھے کہ انکو آپس مین چپٹاتے تھے
پھر اللہ تعالےٰ نے آواز دی کہ کیا مجھسے بھاگتا ہو عرض کیا کہ نہین ای پروردگار ولیکن مجھکو حیا آتی ہو۔ فرمایا کہ کیا تجھکو کافی نہ تھا جو
مین نے جنت مین سے تجھے مباح وحلال کیا تھا کہ تو حرام کی طرف گیا عرض کیا کہ کیون نہین ای پروردگار وہ سب کافی ووافی تھا
ولیکن قسم ہو تیری عزت وجلال کی کہ مین نے یہ نہین خیال کیا کہ کوئی تیری جھوٹی قسم کھاویگا۔ فرمایا کہ قسم مجھکو اپنی عزت کی کہ تجھکو
زمین مین اُتار دونگا پھر نہ پاویگا تو زندگانی مگر مکدر پس زمین مین اتارے گئے پس جنت مین تو طعام رغد کھاتے ہین پھر غیر رغد کھانے لگے پس انکو لوہے کی
ساخت بتلائی گئی اور کھیتی سکھلائی گئی پس ہل سے کھیتی کی اور سینچا پھر کاٹ کر کھلیان کیا پھر پیسکر گوندھ کر روٹی پکائی پس پہونچے
حالت یہانتک کہ پہونچی۔ رواہ عبد الرزاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قولہ من ورق الجنۃ کہا کہ انجیر کے پتون سے اسنادہ صحیح
عن وہب بن منبہ فی قولہ ینزع عنہما لباسہما کہا کہ آدم وحوا کی شرمگاہ پر لباس نور تھا کہ یہ اسکی شرمگاہ نہین دیکھتا اور وہ اسکی شرمگاہ
نہین دیکھتی پھر جب درخت سے کھایا تو انکے سوآۃ کھل گئے۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا
عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یہ استفہام تقریری ہو عن ابن عباسؓ جب ...

Marfat.com

[تو خدا] نے آدم سے کہا یا تو کہا گیا کہ تو نے اس درخت میں سے جس سے میں نے منع کر دیا تھا کیون کھایا تو کہا کہ مجھکو حوا نے کہا تو فرمایا
[کہ میں] اسکا انجام کہ حاملہ ہو تو کرہ یعنے تکلیف سے اور وضع حمل کرے تو تکلیف سے تب حوا باریک آواز سے روئین تو کہا گیا کہ یہ رونا تجھپر
اور تیری اولاد پر ہو۔ رواہ ابن جریر و لعل اسنادہ حالا باس بہ۔ عن قتادہؒ آدمؑ نے عرض کیا کہ ای پروردگار اگر مین توبہ کرون و اپنی حرکت سے
مغفرت مانگون تو فرمایا کہ ایسی صورت مین تجھے جنت مین داخل کرونگا۔ اور رہا ابلیس تو اسنے توبہ کی درخواست نہ کی بلکہ مہلت مانگی پس ہر ایک
کو وہ ملا جو اسنے مانگا رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح اور ضحاک بن مزاحم سے روایت ہو کہ جو کلمات کہ آدم نے اپنے رب سے سیکھ پائے
تھے وہ یہ ہین قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اس معصیت کے سبب سے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
پس یہی کلمات ہین جنکو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پایا کما فی قولہ تعالے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم
سراج مین ہو کہ اُنھون نے حق عبودیت مین اعتراف سے گناہ کا اقرار کیا اور درحقیقت وہ خلاف اولی ہو کیونکہ وہ بطریق نسیان تھا
جیسا کہ سورۂ طٰہٰ مین منصوص ہو پھر بعض لوگون نے اسی آیت و اسکے مانند سے استدلال کیا کہ انبیاءؑ سے گناہ صادر ہوتا ہو اور رد کر دیا گیا
کہ رفعت و علو اور معرفت مین انبیاءؑ کا سب سے بڑا درجہ ہو پس وہ ایسے چھوٹے چھوٹے امور سے بھی ماخوذ ہوتے ہین جنسے اور لوگ
نہین ماخوذ ہوتے اور بسا اوقات ایسے امور پر معتوب ہوتے ہین جو بطریق تاویل صادر ہوتے ہین اسی سے وہ لوگ خوفناک
و لرزتے رہتے ہین پس انکے بلند درجات اور اونچے مقامات کے بہ نسبت یہ امور گویا گناہ ہین اور یہ معنی نہین کہ ایسے گناہ ہین
جیسے اورون کے ہوتے ہین پس باوجود انکے طہارت و پاکیزگی کے اور وحی سماوی و ذکری سے عمارت باطن کے اور اعمال صالحہ
وغیرہ سے عمارت ظاہر کے یہ امور گناہ اور انکے احوال سے بعید ہین پس آدمؑ نے بھی مقربین کے مانند ان زلات کو بڑا گناہ اقرار
کر لیا اور نیز انکی نبوت سے پہلے یہ امر اُنسے صادر ہوا تھا بالجملہ انبیاء علیہم السّلام سے صدور گناہ کبیرہ کا قائل کوئی نہین ہو سکتا سوائے
جاہل بیوقوف کے و نعوذ باللہ من الغباوۃ و الجہالۃ قَالَ اهْبِطُوْا جملہ مستانفہ ہو جیسے جملۂ اول مستانفہ تھا یعنے حکم دیا کہ نیچے اُترو
تم سب یعنے آدم و حوا مع ذریات کے جو انکے اندر مضمر تھین بعض نے کہا کہ دونون مع ابلیس کے اُترو بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ درحالیکہ بعض تمھارا بعض کا دشمن ہو یعنے اولاد آدم و ابلیس مین عداوت تا قیامت رہے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ
وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ یعنے زمین مین تمھارے واسطے جائے قرار اور تمتع ہو اُسوقت تک کہ تمھاری موت آوے۔ فی السراج
والمعالم۔ جب آدم کی موت کا وقت آیا تو ملائکہ حاضر ہوے پس حوا نے اُنکے گرد پھرنا شروع کیا تو فرمایا کہ میرے پروردگار کے
ملائکہ کو آنے دے جو کچھ مجھکو پہونچا وہ تیرے ذریعہ سے پہونچا پھر جب انکا انتقال ہو گیا تو ملائکہ نے پانی مین بیری کی پتی جوش
دیکر غسل دیا اور طاق کپڑون مین کفن دیا اور لحد بنا کر ملک ہند کی سرزمین سراندیپ مین دفن کیا اور اولاد آدم سے کہا کہ یہی طریقہ
تمھارے واسطے مقرر ہوا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ مستقر زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے دونون ہین رواہ عنہ ابن ابی حاتم
قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ یعنے اوتعالے نے فرمایا کہ زمین ہی مین زندہ رہو گے جب تک زندگی مقدر
ہو اسی مین مروگے اور اسی سے نکلوگے جب کہ قیامت مین زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے تخرجون کے معنی نکلو گے بنا بر ینکہ
معروف ہو جیسا کہ حمزہؒ کی قراءۃ ہو اور باقیون نے مجہول پڑھا تو معنی آنکہ اسی سے نکالے جاؤ گے و ہذا کقولہ تعالی منہا خلقناکم
و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ اُخری ف قال فی العرائس قولہ و یا آدم اسکن۔ اوتعالے نے جنت مین انکی سکونت

عیش مین ایک امتحان مضمر رکھا اور اگر اپنے جمال و وصال سے انکی زندگی رکھی ہوتی تو پھر امتحان سے [illegible]
[illegible] حوادث کی مضرت نہین ہے۔ قولہ، لاتقربا ھذہ الشجرۃ۔ اولال بسوے فتنۃ امتحان ہے اور شجرہ مذکورہ مین تجلی [illegible]
انکے سرالاسرار مین سمائی پس اسکے مشتاق ہونے اور قریب ہونے سے جوش شوق ہوا حالانکہ اسمین علم سرالاسرار [illegible]
پس کھانے سے ان علوم سے بھر گئے اور حبت برداشت نہ کرسکے تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوئے کیونکہ [illegible]
لہذا قولہ فتکونا من الظالمین کی مصداق ہوئے کیونکہ سبزہ زار ربوبیت مین جاکر اسرار ربوبیت لائے اور اگر اوتعالیٰ انکی [illegible]
فرماتا تو جہان مین علم اقدار پھیل جاتا اسی واسطے بعض شارحین نے کہا کہ یہ درخت علم القضاء والقدر تھا جو جانا وہ اسکے اسرار [illegible] الملک
دخلد مین پہونچا اسی واسطے ابلیس نے کہا کہ تجھے شجرۃ الخلد کی راہ بتاؤن۔ وہ جانتا تھا اور اسکو لیکر منازعت باستعدادات چاہتا تھا
مگر نہ پانے سے بہت غمناک ہوا اور کنوز غیب اسمین مثمر پاکر آدم کو دلالت کی تاکہ خلق مین کوئی متمتع ہوکر اسمین منازع ہو پس آدم کو [illegible]
اسمین ڈالا کیونکہ مقام خطر تھا لیکن اللہ تعالے نے انکو معصوم رکھا کہ انکے نفوس کو زمام قہر مین گرفتار کیا پس جب مسخر وساقط ہوکر
اپنا ضعف معلوم کیا تو کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ پس شیطان کا یہ ارادہ کہ بعد علم اسرار کے مدہوش سرمست ہوکر قبول احکام شریعت سے خارج
ہون اور محبت الٰہی عالم مین نہ رہے وہ برعکس ہوگیا کہ وہ عارف ہوکر درجہ نبوت و رسالت پر رہے قولہ فوسوس لہما الشیطان الخ جب
[حق] تعالے کسی بندہ کو کشف اسرار چاہتا ہے تو شیطان اسکو بہکاتا ہے اور وہ سبب انکشاف ہوجاتا ہے اور خود شیطان خوار ہوتا ہے جیسے آدم
علیہ السلام پر گذرا اور ابلیس انکے حسد مین خوار ہوا اور آدم زیادہ مقبول ہوئے لقولہ تعالے ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ۔ یعنے مکر بد اسی کو
[پہونچتا] ہے جسنے مکر کیا اور آدم کے حق مین فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدی پھر دونون یعنی آدم وحوا نے بعد ظہور اسرار کے انکو ادب کے
[پہلو]ون سے عبودیت مین مرعی رکھا کما یدل علیہ قولہ وطفقا یخصفان علیہما الخ ابو سلیمان دارانیؒ نے کہا کہ شیطان نے برائی چاہی وہ
سبب علوم وبلوغ کمال ہوا کہ آدم نے کوئی عمل اس خطیۂ سے بڑھکر نہین کیا جسنے انکو ادب سے مقام حقائق مین ثابت رکھا اور
[illegible] ملائکہ وغیرہ سے اگر کچھ وحشت آئی تو برکت اسکے اول تخصیص خلقت دست قدرت کی طرف لقولہ ربنا ظلمنا الخ راجع ہوگئی۔
قولہ وقاسمہما انی لکما الخ ابلیس نے مکر سے دشمنی کی وہ درحقیقت انجام کار نصیحت ہوگئی ابوبکر الوراقؒ نے فرمایا کہ نصیحت اسی شخص کی
قبول کرنی چاہیے جسکے دین وامانت پر اعتماد ہوا اور تیری نصیحت مین اسکا کوئی ہمدم متعلق نہو کیونکہ ابلیس کے مانند نصیحت کرنے والے
شیاطین الانس ہوتے ہین قولہ فدلاہما بغرور۔ اس چیز سے کہ درخت مین اسرار ربوبیت ہین پس غرور اطلاع باسرار قدم مین ڈالا تاکہ مقربین
ملائکہ اور خازنان اسرار مین سے ہوجاوین اور یہ جذبہ شوق تقرب تھا جیسے عشاق ہر کس وناکس کی بات سن لیتے ہین اور بعض نے
کہا کہ انکو بسبب قسم اللہ تعالے کے فریب دیا ورنہ فریب نہ کھاتے۔ قولہ فلما ذاقا الشجرۃ بدت الخ اسمین اشارہ لطیف ہے کہ یہ [illegible]
انھین دونون کو ظاہر ہوئے اور کسی کو ظاہر نہوئے اور ظہور مین انھین دونون کی تخصیص سے معلوم ہوا کہ اغیار کی نظر وہان [illegible]
پہونچی کیونکہ سوآۃ مقام کرامت وامانت ورسالت ونبوت وولایت تھی انکو جنت وغیرہ سب سے مجرد کردیا کیونکہ وہ تجرید توحید [illegible]
قدم مین تھے وہان جنت وغیرہ کا گذر نہین ہے پھر جب شجرہ عشق کا پھل چکھا اور منفرد ہوئے تو غرائب علم اقدار ان پر منکشف ہوئے اور
جمیع اشباح وارواح کو انسے نکالا واسطیؒ سے پوچھا گیا کہ انبیاء کو جلد عقوبت کیون ہوتی ہے حالانکہ ابلیس خطا پر بلکہ غلط [illegible]
تو فرمایا کہ نزدیکی مین سوء ادب ویسا نہین جیسے دوری والا بے ادبی کرے بعض نے کہا کہ چیونٹی برابر لغزش [illegible] انبیاء [illegible]

Marfat.com

اور بڑی بات پردوری والون پر کچھ مطالبہ نہین ہوتا بعض نے کہا کہ عصمت انکو ظاہر ہوا اور غیر کو ظاہر نہوا **واسطی** رح نے کہا کہ آدم سے کسوت عزت کو چھین لیا اور مواخذہ مین ڈال دیا تا کہ زوال نعمت کی قدر جانے پھر کسی نے نہ پہنائی تو یقین دلایا کہ وہ اپنے نفس سے کچھ نہین ہی جو کچھ اسکو حاصل ہوگا خالص پروردگار کی رحمت سے ملیگا پس سب سے منقطع ہو کر او تعالے کی طرف راجع ہوئے جب ہر دو بندگان خاص ان میدان ناپیدا کنار مین پڑے کہ علوم الاسرار والاقدار بے انتہا ہین تو ملاطفت سے اُنکو راہ بتائی ندامت کی بقولہ وناداهما ربهما الخ ندا مین لطف عتاب ہی کیونکہ اس شجرہ کے استحقاق سے انکو بعد تھا **قرشی** رح نے کہا کہ آدمؑ کو جنت مین بھیجا اور شجرہ سے منع کیا جب آدم نے کھایا تو پکارا قول تو قرب کے معنی مین ہی اور ندا کرنا بعد و دوری کے معنی مین ہی پھر جب دونون نے چاہا کہ غایت عشق سے شجرہ ملی سے کھانے مین ہم نے خطا کی اور یہ ہمارا مقام نہین تو ظلم کو اپنی طرف نسبت کرکے کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ ظلم یہان یہ کہ مقام کی شناخت نہو اور مشاہدہ حق مین حظ نفس کی خواہش ہو اسی واسطے دونون نے جہالت کا اقرار کیا اور اسوقت مین مقام تلوین مین تھے اور اگر مقام تجرید و توحید یعنی مقام تمکین عرفان مین ہوتے تو نفس کا ذکر درمیان مین نہ لاتے اور نفس کو ملامت نہ کرتے کیونکہ نفس پر نظر رکھنا اور اُسکی کسی قدرت کو مقام توحید مین دیکھنا شرک ہی کیا تو نہین دیکھا کہ حضرت اُستاذ رح نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کو ملامت کی وہ مشرک ہی حسین رح نے کہا کہ شرک و ظلم یہ ہی کہ او تعالے کی طرف سے کسی غیر کی طرف مشغول ہو اور ابن **عطا** رح نے کہا کہ ظلم یہان یہ حق تعالے کے سوائے جنت و اُسکی نعمت کی طرف بھی مشغول ہوئے تھے شیخ **شبلی** رح نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام کے گناہ انکو کرامات و مراتب پر پہونچاتے ہین جیسے کہ آدمؑ کے گناہ کا انجام یہ ہوا کہ مقام اجتبا و استغفار پر پہونچے اور اولیا کے گناہون سے کفارہ ہو جاتا ہی۔ اور عوام کے گناہ اُنکو خواری و اہانت مین ڈالتے ہین **واسطی** رح نے کہا کہ حال طینت مین انکو کوئی خطرہ سوائے حق کے نہ تھا پھر جب حضور مین حاضر کیا تو حضور سے غائب ہوئے پس غیر کے خطرہ سے ظلم کیا اور کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا کیونکہ نہین اتصال کے ساتھ اتصال مین اسکو اتصال سے قطع کیا اور نفس مین جو نفس سے تھا اُسکو نفس سے کیون نہین غائب کیا پس اللہ تعالیٰ نے اُسکو زیادہ سوزش و ہیجان مین ڈالا کیونکہ شوق کو فراق سے ملادیا اور اشتیاق لے لیا تا کہ سفر عشق مین طرح طرح کی محنت مشقت اُٹھاوے اور حکم دیا کہ۔ اہبطوا پس آدم کو مقام بہجت سے عالم محنت مین اُتار دیا اور اہل عداوت کے درمیان پھنسایا اور بعد وصل کے رنج فرقت چکھایا کیونکہ مقام عشق مین رنج و غم فراق اور ذوق وصال ساتھ ساتھ ہین عیش وصال مین حبیبیت کے ساتھ صافی الحال بلا کدورت تھا نہ وہان جفا و فراق تھی اور نہ بلا و امتحان پھر فرقت کے ہاتھ ... امتحان مین پھنسا دیا ای برادر حضرت والدین جنت وصال مین یہ طمع کرتے تھے کہ دوام بقا حاصل ہو پس غیرت کبریائی نے وہان سے نکال دیا۔ واضح رہے کہ یہ بھی رحمت ہی کہ دوام بقا بعد فنا کا راستہ بتا دیا۔ بعض نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام رتبہ فضیلت و کرامت سے نہین گرے اگرچہ مقام جنت سے نکل آئے ہین اسی واسطے فرمایا ثم اجتباہ ربہ پھر جب دونون کو منزل جنت سے نکالا اور میدان محنت یعنی زمین پر ڈالا تو آگاہ فرمایا کہ دونون اس زمین پر بروح معرفت و رزق مشاہدہ زندہ رہینگے اور کنار شفقت و مکاشفہ مین رہینگے پس وہان سے بنعت توحید و محبت نکلیگے چنانچہ قولہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون سے اشارہ ہی یعنے طاعت باللہ سے زندہ اور فنا فی اللہ سے مردہ۔ اور بقا باللہ سے نکلوگے۔ اور بعض نے کہا کہ معرفت کے ساتھ زندہ ہوگے۔ اور جہالت رہی تو مردہ ہوگے اور جو تقدیر و مشیت جاری ہو چکی ہی اور جو احکام سعادت و شقاوت کے ہو چکے ہین انھین کے موافق وہان سے نکلوگے پھر آدمؑ کے لباس

Marfat.com

جنت کے عوض اولاد آدمؑ کو مختلف لباس ملے کما قال تعالےٰ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ

ای اولاد آدم کی ہمنے اُتاری تپر پوشاک کہ ڈھانکے تمھارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری سو بہتر ہی

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

قدرتین ہین اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کرین

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اسمین بعض نعمت کی تذکیر ہی کہ لباس تن انسانی پر بہتر ہی اور لباس مین سے بہتر لباس تقوی ہی حتی کہ آدم سے لباس جانا موجب اسارۃ ہوا اور لباس تقوی زائل نہین ہوتا اور یہ تمہید ہی آیۃ مابعد کے واسطے پس فرمایا کہ یا بنی آدم ای اولاد آدم اور بنین کو خطاب بسبب شرف مردون کے عورتون پر ہی اور شامل اسمین عورتین بھی ہین پس تغلیبا بنین فرمایا قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ ای خلقنا لکم۔ البتہ ہمنے تمھارے واسطے پیدا کیا مینھ وغیرہ آسمانی اسباب اُتار کر لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ ایسا لباس کہ چھپاتا ہی تمھارے فروج یعنے شرمگاہون کو پس لباس کو انزلنا فرمایا تو اسی سبب سے آسمانی اسباب مینھ وغیرہ اُتار کر پیدا کیا گیا ہی اسیواسطے مفسرؒ نے خلقنا لکم سے تفسیر کی اور نظیر اسکا قولہ تعالی وانزل لکم من الانعام ہی یعنی خلق لکم من الانعام اور ایسے ہی قولہ وانزلنا الحدید فیہ بأس شدید یعنے لوہے کی نسبت اُتارنا فرمایا ہی۔ اور بعض نے کہا کہ زمین کے جملہ برکات منسوب بآسمان ہین یعنی جو زمین کے برکات ہین وہ آسمان سے اتری ہوئی کہی جاتی ہین اور یواری ای یستر سوآتکم تمھارے سوآۃ کو ڈھکتا ہی وَرِيْشًا عطف ہی لباسا پر اور جملہ صفت سے اشارہ ہی کہ ستر پوشی مین اصل ہی اسی واسطے مفسرؒ نے ریش کی تفسیر کی کہ وہ کپڑے ہین جنسے آدمی تجمل حاصل کرتا ہی اور بعض قراءۃ مین ریاشا جمع ریش ہی۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ ریاش کلام عرب مین اثاث البیت وظاہر کپڑے ہین یعنی جنسے ظاہر مین تجمل کیا جاوے پس لباس تو ضروری چیز ہی اور ریاش انکا تکملہ و مزید چیز ہی۔ بخاری نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ریش یعنی مال ہی۔ رواہ عنہ ابن ابی طلحہ اور یہی قول مجاہد و سدی و ضحاک و عروہ ابن الزبیر و بہتون کا ہی۔ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ریاش لباس و عیش و نعمت ہی اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے جب گردن تک پہونچے تو کہے کہ الحمد الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی۔ پھر پرانا کپڑا ایکر صدقہ کردے تو وہ زندہ و مردہ اللہ تعالےٰ کے ذمہ و جوار مین اور اسکی رحمت مین ہوگا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ اور حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم جب نیا کپڑا پہنتے تو کہتے۔ الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل بہ فی الناس واواری بہ عورتی۔ رواہ احمد۔ سراج مین کہا کہ ثابت ہوا کہ زینت ایک غرض صحیح ہی جیسا قولہ تعالےٰ لترکبوہا وزینۃ الآیۃ سے ثابت ہے اور فرمایا ولکم فیہا جمال حین تریحون الآیۃ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جمیل ہی اور وہ جمال کو دوست رکھتا ہی۔ رواہ الترمذی وغیرہ پس معنی آیت کے یہ ہین کہ ای اولاد آدم ہمنے اُتارا تمپر ایسا لباس کہ تمھاری شرمگاہون کو چھپاتا ہی اور ایسا لباس کہ وہ تمکو زینت کا فائدہ دیتا ہی۔ اور مروی ہی کہ عرب کے لوگ ننگے ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور عورتین بھی ننگی ہوکر ہاتھ یا کچھ چیز شرمگاہ پر رکھکر رات مین طواف کرتین پس آیت نازل ہوئی **قال البیضاوی** شاید او تعالی سبحانہ نے قصۂ آدم کو اسی حکم کے واسطے مقدم بیان فرمادیا تاکہ معلوم ہوجاوے کہ پردہ شرم کھل جانا پہلی بُرائی تھی جو شیطان کی طرف سے آدمی کو پہونچی پس اولاد آدمؑ کو شیطان نے فریب دیا ہی جیسے اُسنے آدم علیہ السلام کو دھوکے سے برہنگی کی بُرائی پہونچائی تھی **قال المترجم** اس آیت مین تفہیم وارشاد ہی کہ

اسکے دور کرنے کو اوتعالٰے نے نعمت لباس نازل فرمائی اور یہ زجر ہی مشرکین کو جو ایسا کرتے تھے ورنہ ننگے ہوکر طواف سے ممانعت کرنے مین حاصل قولہ تعالٰی یابنی آدم خذ وا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ ہی جو آیندہ آتی ہی **قال فی السراج** جب اللہ تعالٰی نے لباس محسوس کو بیان کیا اور اسکی دو قسمین کین کہ ایک ضروری ہی کہ شرمگاہ کو چھپانے والا ہی اور دوسرا زینت وتجمل کے واسطے ہی تو اُسکے پیچھے اصل لباس معنوی کو بیان فرمایا بقولہ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ نافع وابن عامر وکسائی نے لباس التقوی بنصب پڑھا بنا برآنکہ لباسًا پر عطف ہی یعنے اور نازل فرمایا ہمنے تپر لباس التقوی اور وہ خیر ہی یعنے لباس ستر اور لباس زینت سب سے اچھا ہی پیا ذلک مبتدا اور خیر اسکی خبر ہی اور جملہ بیان فضیلت لباس التقوی ہی اور باقی قرا رحمہم اللہ نے لباس التقوی برفع پڑھا پس یہ مبتدا ہی اور جملہ ذلک خیر اُسکی خبر اب رہا بیان اسکا کہ لباس التقوی جو استعارہ ہی تو کس چیز سے استعارہ ہی ورنہ کیا مراد ہی فقال الحافظ فی التفسیر مفسرین نے اسکے کئی معنی بیان کیے ہین عن عکرمہ وہ لباس ہے جو قیامت مین متقیون کو ملیگا۔ رواہ ابن ابی حاتم و زید بن علی وسدی وقتادہ وابن جریج نے کہا کہ وہ ایمان ہی عوفی عن ابن عباس وہ عمل صالح ہی وعنہ وہ ستودہ اخلاق ہین عن عروہ بن الزبیر وہ خوف الٰہی محبت کے ساتھ ہی۔ عبدالرحمن بن زید اللہ تعالٰی سے خوف کرکے اپنی شرمگاہ ڈھکی [عن ابن عباس ۱۲] لکھے یہ سب معانی قریب قریب اور حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہی کہ منبر پر خطبہ مین لوگون کو کتے مارنے کا حکم دیتے اور کبوتر بازی کرنے سے منع کرتے پھر کہا کہ ای لوگو تم ان سرائر مین اللہ تعالٰے سے تقوی رکھو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ نہین چھپائی کسی نے کوئی سریرت مگر آنکہ اوتعالٰے اسپر علانیہ ایک چادر پہناتا ہی اگر بھلی سریرت ہی تو بھلی چادر اور اگر بُری سریرت ہی تو بُری چادر پہناتا ہی پھر یہ آیت پڑھی ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ اور کہا کہ نیک خصلت ہی۔ رواہ ابن جریر والطبرانی اور حسن بصری رحؒ نے اسکو حضرت عثمان سے سُنا ہی تو کتون کے قتل اور کبوترون سے بازی نہ کرنے کو خطبہ مین حسن کا حضرت عثمان سے سننا تو شافعی واحمد وبخاری فی الادب کی روایات بطریق صحیح سے ثابت ہی اور یہ ظاہر ہی باقی جزو روایت مرفوع کا واللہ اعلم ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی لباس تقوی یا یہ جملہ لباس نازل فرمایا آیات الٰہی سے یعنی اسکی قدرت کے دلائل سے ہی لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ شاید اولاد آدم تذکر کرین یعنے نصیحت وپند حاصل کرین پس ایمان لاوین اسمین صنعت التفات ہی یعنے پہلے بحرف ندا خطاب فرمایا تھا اور یہان بصیغہ غائب فرمایا پس خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوا اور آیت مین دلیل ہی کہ ستر عورت ظاہری باب تقوی اور اعمال صالحہ جو باطنی خوش اخلاق وصفات صادقہ سے ہون وہ اصل لباس ہین پس اگر تمام دوشالے وغیرہ لادے ہو اور باطن مین اخلاق مذمومہ واعمال ناپاک بھرا ہو تو وہ ننگون سے بدتر ہی اور اگر باطنی لباس تقوی سے آراستہ ہو تو پھٹا کپڑا اسپر کمال زینت ہی اور درحقیقت وہ آیات الٰہی مین سے ہی کہ اندھے اور بے ایمان اعتقاد لوگونکو نظر نہین آیا **فقد برف فی العرائس** قولہ تعالٰے یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا۔ ہر گروہ کے واسطے لباس خاص ہی پس عارفون کے واسطے لباس معرفت ہی اور محبین کے واسطے لباس محبت ہی اور مشتاقون کے لیئے لباس شوق ہی اور موحدین کے لیے لباس توحید ہی اور زاہدون کے لیئے لباس زہد ہی اور متقیون کو لباس تقوی ہی اور اولیاء کو لباس ولایت ہی اور انبیاء کو لباس نبوت ہی اور مرسلین کو لباس رسالت ہی اور انمین سے ہر ایک کیواسطے ظاہر وباطن ہی پس زینت باطن تو حق تعالے کی قربت کے واسطے ہی اور ظاہری زینت واسطے شریعت کے ہی پس جو اس زینت سے حقیقت مین آراستہ ہی وہ انوار قرب

کی وجہ سے مخلوق کے درمیان مزین اور مہیب ہوجاتا ہے اور قولہ تعالے ولباس التقوی ذلک خیر یعنی بہتر سب سے لباس تقوی
ہے کیونکہ ہر لباس مین حظ و نفس بندے کو حظ ملتا ہے اور لباس التقوی مین نفس کو کچھ حظ نہین ہے۔ اور یہ لباس تو عوام مومنین کا
ہین اور لباس تقوی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال مین فنا ہوگیا اور صفات الٰہی سے اسکو قوت حاصل ہوئی یعنی بدون
حلول وغیرہ وہمی وقیاسی باتون کے اسمین صفات الٰہی سے اتصاف ہوا جیسا کہ قرب نوافل مین جابجا مذکور ہے چنانچہ لباس التقوی
یہی ہے۔ اس فنا ہوجاتا ہے اور جو شخص اس لباس سے آراستہ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم کے واسطے قبلہ ہوگیا جو
اسپر نظر کرتا ہے وہ اللہ تعالے عزوجل کے انوار صفات کو پاتا ہے پس اسی لباس اتصاف کی طرف حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اشارہ فرمایا بقولہ من رآنی فقد رای الحق جسنے مجھکو دیکھا اُسنے حق کو دیکھا **قال المترجم** اہل تصوف نے اس حدیث کے
معنی سے بھی اشارہ کے معنی نکالے ہین وقد مر مفصلا اور قولہ تعالے یواری سوآتکم اشارہ ہے کہ تم سب کے سب انوار قدم سے
ننگے اور حدوث کے عیبون سے ایسے ہو جیسے ننگے کے اعضاء شرم کھلے ہونے سے وہ معیوب ہوتا ہے پس تمکو چاہیے کہ حدوث
کی علتین اور عیوب کو لباس قدم سے ڈھکو بایںطور کہ شریعت پاکیزہ پر ٹھیک چلو اور عقائد درست کرو اور حقیقت وطریقت پر چلکر
انوار حاصل کرو پس لباس علم سے شرمگاہ جہالت یعنی عیب جہالت کو چھپاؤ اور جو عیوب کے بندہ کو لازم ہین انکو صفات
ربوبیت سے چھپاؤ یعنے اخلاق الٰہی عزوجل سے آراستہ ہو **واسطی** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سورة تو جہالت ہے اور سب سے
بڑھی ہوئی زینت یہ ہے کہ بندہ لباس تقوی سے آراستہ ہو یہ لباس ایسی زرہ ہے کہ اسکو کسی حسد کرنیوالے کا مکر نہین پھاڑ سکتا
کیونکہ وہ اصل مین دل کا لباس ہے اور ظاہری پرہیزگاری اسکی علامت ہے کہ ہر بات مین اللہ تعالے کے ساتھ ادب رکھتا ہے وہ
یون ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھ کسی غیر کو نہ دیکھے پس تو غور کر کہ تو نے کون سا لباس پہنا ہے قمیص صدق ہے یا قمیص فسق ہے نصر آبادی
نے کہا کہ جملہ لباس سب حق تعالی کی مخلوق ہین جسمین سے لباس تقوی لباس حقانی ہے اور جو لباس کہ سوآة کو چھپاتا ہے وہ
لباس کرامت ہے اور لباس تقوی وہ لباس ایمان ہے اور وہ سب سے اشرف ہے بعض نے کہا کہ لباس الھدایہ تو عوام کے
لیے اور لباس التقوی خواص کے واسطے ہے اور لباس ہیبت عارفون کا لباس ہے اور لباس زینت دنیا والونکا لباس ہے۔
لباس بقاء ومشاہدہ وہ اولیاء کا لباس ہے اور لباس الحضرة انبیاء علیہم السلام کا لباس ہے **قال الاستاذ** قدس سرہ قلب کے واسطے
لباس التقوی ہے اور وہ یون ہے کہ قصد سچا رکھے اور طمع کو دور کرے اور روح کے واسطے لباس تقدیس ہے یعنے علائق کو ترک
کرے اور عوائق کو درمیان سے دور کردے اور سر باطن کے واسطے تقوی سے ایک خاص لباس ہے وہ ہر ملاحظہ خطرات
کو دور کردینے سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالے نے اولاد آدم کو بھی اسی چیز سے ڈرایا اور پرہیز کرنا فرمایا جس سے آدم
علیہ السلام کو ہوشیار وپرہیز کرنیوالا رہنے کو فرمایا تھا یعنے ہر شہوات سے اور ہر ایسی چیز سے جسکو نفس چاہے اس سے پرہیز رکھو
**قال فی السراج** یہ آیت بیان لباس کے بعد ذکر واقعہ آدم علیہ السلام کے کہ انپر فریب شیطان سے برہنگی کی مصیبت پہونچی تھی
اسواسطے بیان فرمائی کہ نعمت لباس کا شکریہ ادا کرین اور بجائے پتون سے بدن ڈھانکنے کے اس لباس کی خوبی قیاس کرین
اور غور کرین کہ ننگے ہونے مین سوآة کے کھلنے سے کیا فضیحت واہانت ہے پس حضرت منعم عزوجل کے منت واحسان کے مقابلہ
مین تقوی اختیار کرین اور جو حکم انکو حضرت منعم جل جلالہ سے پہونچے اسکو مانین پھر شیطان واسکے امور سے پرہیز کرنا

Marfat.com

اور جو اُنسے اُنکے باپ آدم علیہ السلام کے ساتھ بدی و فریب و اہانت کا برتاؤ کیا تھا یاد دلایا بقولہ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا ؕ

اے اولاد آدم کی نہ بہکا دے تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اُتروا دے اُنکے کپڑے کہ دکھا دے اُنکو عیب اُنکے

اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ○

وہ دیکھتا ہے تمکو اور اُسکی قوم جہان سے تم اُنکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہین شیطان رفیق اُنکے جو ایمان نہین لاتے

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ اے اولاد آدم نہ فتنہ مین ڈالے تمکو شیطان یعنی نہ گمراہ کرے تمکو شیطان یعنی اے اولاد آدم مت پیروی کرو شیطان کی کہ تم بھی فتنہ مین پڑجاؤ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ جیسے اُسنے نکال باہر کیا تمہارے ماں و باپ کو اپنی فتنہ پردازی کے ساتھ جنت سے یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا درحالیکہ اتار لیا ان دونون کے بدن سے انکا لباس لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا تاکہ دکھلاوے دونون کو انکی شرمگاہین۔ واضح ہو کہ جملہ ینزع عنہما حال ہے پس بعض نے کہا کہ ابویکم سے حال ہے یا اخرج کے فاعل یعنے ابلیس سے حال ہے اور بجائے نزع ماضی کے ینزع مضارع اس فائدہ کے واسطے آیا کہ حکایت حال سے اسیوقت کا تصور ذہن مین سما جاوے تاکہ اولاد آدم کو شرم آوے اور شیطان کی پیروی سے شرم کرین اور اُسکو دشمن جانکر اسکے کامون و باتون سے جدا ہوکر راہ حق کی پیروی اختیار کرین۔ اگر کہا جاوے کہ اخراج کرنیوالا اور لباس اُتارنے والا شیطان نہین کیونکہ اُسنے یہ حرکت اپنے ہاتھون نہین کی تو جواب یہ ہے کہ لباس کا چھن جانا اور جنت سے نکلنا اسی شیطان کے وسوسہ سے واقع ہوا اور اسی کا دھوکا دینا اسکا ذریعہ سبب ہوا اسی سبب سے اسکی طرف نسبت کیا گیا پھر اسمین اختلاف ہے کہ وہ کیا لباس تھا جو اُتر گیا تو ابن عباس و قتادہ رضی سے مروی ہے کہ ناخن انکا لباس تھا اور بعد نزع کے ہاتھ پیرون مین نمونہ کے طور پر زینت و منفعت و یاد دلانے کو باقی رہگئے ہین قال المترجم قد رواہ عبدالرزاق عنہ۔ اس روایت کے ثبوت مین کلام ہے اور شاید یہ بنی اسرائیل یعنی یہود وغیرہ کے بیان سے لی گئی ہے یا موقوف ہے بالجملہ یہ ضعیف ہے اور وہب بن منبہؒ سے ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کی کہ لباس نور تھا جو انکی نظر کے درمیان حائل تھا اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ لباس تقوی تھا اور یہ مناسب ہے اور بعض نے فرمایا کہ لباس جنت مین سے ایک لباس تھا اور یہ قول اقرب ہے سوا اسکے کہ لباس اور اُسکا اُتارنا حقیقی ملبوس کے ساتھ اطلاق ہوتا ہے اور اولی یہ ہے کہ مطلق لباس لیا جاوے جو ملبوس جنت بمعنی حقیقی کو اور لباس تقوی کو دونون کو شامل ہو حاصل آنکہ اے اولاد آدم تم فتنہ شیطان سے بچو وہ تمکو گمراہ نہ کرے جیسے تمہارے والدین کو جنت سے اس حال سے نکلوایا اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ یعنے تم نہایت ہوشیار رہو شیطان کے مکر و فریب سے کہ اسکو آخرت مین حسب قطعی جہنم دی گئی ہے تو ایک مدت تک اسکی عبادت کا اور نیز وہ بھی مخلوق ہے اسکا عوض اسکو بسبب عموم رحمت کے دنیا مین دیدیا گیا ہے کہ اول بار صور پھونکے جانے کے وقت تک زندہ رہے اور بہت سی قابو و قدرت اُسکو دیدی گئی ہے چنانچہ ایک یہ بیان فرمائی کہ انہ یراکم ہو الخ یعنے وہ شیطان دیکھتا ہے تمکو وہ خود بھی اسکے قبیل بھی اس حیثیت سے کہ تم اسکو نہین دیکھتے یعنے ان شیطانون کو پس وہ تمہارے دل مین و دماغ مین ایسے طور سے آکر وسوسہ ڈالیگا کہ تم اسکو نہ دیکھ سکوگے اور وہ تم کو دیکھیگا اور وہ اکیلا نہین بلکہ مع قبیل ہے یراکم مین ضمیر فاعل راجع بجانب شیطان اسی ضمیر متصل کی تاکید لفظ ہو ضمیر منفصل سے کر دی تاکہ قبیلہ کا عطف ہو جائے قبیل جمع قبیلہ بمعنی ایسی جماعت مجتمعہ کہ انمین بعضے بعض کے مقابل ہون یعنے ایک جتھا جسمین آمنے سامنے

ایک طرح کے مقابل لوگ ہون اور قبیلہ وہ قوم جو ایک دادا کی اولاد ہون مراد یہان انکے قبیل سے شیطان کا لشکر
مفسرؒ نے اختیار کیا۔ اور قتادہؒ نے فرمایا کہ وہ ایسے جن و شیاطین ہن کہ انھین مین سے ابلیس بھی ہے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ لوگ
شیطان کی اولاد ہے اور بنظر لفظ قبیل کے مناسب ہے اور لشکر شیطان سے تفسیر اشمل وارجح ہے پھر جو فرمایا کہ وہ تمکو اس طرح
سے دیکھتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھتے ہو۔ تو مفسرؒ و بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ بسبب اسکے کہ انکے اجسام بہت ہی خفیف و ہلکے ہین کہ
کہ نظر نہین آتے ہین یا اس سبب سے کہ انمین کوئی رنگ نہین ہے اور یہی معتزلہ کا قول ہے اور واحدیؒ و ابن الجوزیؒ نے ابن عباسؓ
سے نقل کیا کہ اللہ تعالی نے شیطانون کو ایسا کر دیا ہے کہ آدمیون مین انکے خون کے مانند روان ہین اور آدمیون کے سینے انکے رہنے
کے ٹھکانے کر دیے ہین سوائے اُن آدمیون کے جنکو اللہ تعالے نے محفوظ فرمایا کہ انکے سینون مین تو مسکن نہین کر سکتے ہین
ورنہ اورون کے سینون مین مسکن رکھتے ہین جیسا کہ اللہ تعالے نے پناہ مانگنے کو سکھلایا بقولہ الذی یوسوس فی صدور الناس
پس وہ لوگ آدمیون کو دیکھتے ہین اور آدمی انکو نہین دیکھتے ہین مجاہدؒ سے مروی ہے کہ ابلیس نے کہا کہ ہمارے واسطے چار باتین
کر دی گئین ہم دیکھتے ہین اور دکھلائی نہین دیتے اور ہم تحت الثری سے نکل آتے ہین اور ہمارے بوڑھے پھر عود کر کے جوان ہو جاتے
ہین۔ ابن دینارؒ سے روایت ہے کہ جو دشمن تجھے دیکھتا اور تو اسکو نہین دیکھتا البتہ بڑی ہوشیاری و مشقت کا سامنا ہے مگر جسکو
اللہ تعالے نے بچا لیوے مین کہتا ہون کہ اسی آیت کے آخر مین جنکو اوتعالے جل جلالہ نے بچایا ہے وہ مذکور ہین یعنی مومنون کو
ایمان کے سبب سے بچا لیا ہے اللھم رب اجعلنی ممن عصمتھم من عبادک المومنین برحمتک وبفضلک وانت علی کل شیٔ حفیظ۔ فصح ہو
کہ زمخشری وغیرہ نے اسی آیت کے سبب سے استدلال کیا کہ شیاطین کا دیکھنا ممکن نہین ہے اور یہ قول مردود ہے اسواسطے کہ جیسے شیاطین مین اللہ
تعالے نے قوت پیدا کر دی کہ آدمیون کو ہر طرح دیکھ سکتے ہین ایسے ہی جسدم اللہ تعالے آدمیون کی آنکھ مین ایسی قوت دیدے
تو دیکھ سکتے ہین اور آیت مین انکا دیکھنا محال ہونے پر کوئی دلیل نہین کیونکہ آیت سے انتہا درجہ یہ نکلتا ہے کہ شیاطین ہمکو اس راہ
سے دیکھتے ہین کہ جس راہ سے ہم انکو نہین دیکھتے پس اول تو نہ دیکھنے سے نہ دیکھ سکنا کیونکر ثابت ہوا مثلاً جو شخص آنکھین بند کیے ہوے ہے
اسکو کہ سکتے ہین کہ زید کو نہین دیکھتا اور زید اسکو دیکھتا ہے لیکن یہ کہنا ٹھیک نہین کہ وہ شخص زید کو دیکھ ہی نہین سکتا ہے کیونکہ اگر آنکھ کھل جاوے
تو دیکھ لیویگا۔ دوم یہ کہ نہ دیکھنا تو ایک راہ کر کے خاص ہے یعنے جس راہ سے وہ ہمکو دیکھتے ہین ہم اس راہ سے نہین دیکھ سکتے ہین پس
جائز ہے کہ دوسری راہ سے ہم انکو دیکھ لین کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہین ہوتی اور بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ نہ دیکھنا اسی حیثیت اور
اسی راہ کر کے ہے کہ جب شیطان اپنی اصلی صورت پر ہو اور اگر کسی حیوان یا پرند وغیرہ کی صورت مین متمثل ہو تو اس راہ سے دکھلائی
دیگا کیونکہ جنون کو متمثل ہونے کی قوت حاصل ہے اور یہ امر مشہور معروف ہے اور بسا اوقات شیطان بصورت پیر مرد کے اکثر عابدون کو
یا سانپ کی صورت مین نظر آیا۔ مولوی روم نے کہا ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست ۔ پس بہر دستی نشاید داد دست ۔ الاکراج
مین لکھا ہے کہ ہمارے شیخ قاضی زکریاؒ نے کہا کہ حق صحیح یہ ہے کہ شیطان کا نظر آنا اور نہ آنا صرف اللہ تعالی کی قوت پیدا کرنے پر ہے پس
جسوقت کسی بندہ کے واسطے اللہ تعالے نے چاہے تو شیطان اپنی صورت پر اسکو نظر آتا ہے چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے لیکن بعض
اوقات مین بعض لوگونکو نظر آوینگے قال المترجم شیخ زکریاؒ نے بہت صحیح و صواب بات بیان کی اور مدار امتحان اس پر
ہے کہ شیطان اگر نظر آوے تو ہر شخص اسکو جان لے اور وسوسہ مین نہ پڑے لہذا نظر پر پردہ ہے اگر پردہ اُٹھ جاوے نظر آوے

جیسے آنحضرت صلعم نے دیکھا بلکہ گرفتار کیا ہو پس آیت مین تو عدم امکان پر کچھ بھی دلیل نہین ہو۔ اور بعض نے جو کہا کہ احادیث صحیحہ اس آیت کی تخصیص ہین تو یہ بتقدیر تسلیم اس امر کے ہو کہ من حیث لاترونہم سے یہ مراد ہو کہ انکے اصلی صورت پر بسبب جسم ناری لطیف ہلکے ہونے کے نہین دیکھ سکتے ہو ورنہ احادیث صحیحہ سے تخصیص کی کوئی ضرورت نہین ہو۔ واضح ہو کہ معتزلہ وغیرہ تمام امت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہو کہ شیطان ایک جسم مخلوق ہو اور ایسا ہی جن بھی مخلوق ہین اور انکے وسوسہ آدمیون کو اس طور سے پہونچتے ہین کہ آدمی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ یہ شیطان نے القا کیا ہو حتی کہ اگر وہ کافر ہو تو اسکو قبول کرتا ہو مگر نہ اسطرح سمجھکر کہ شیطان کی بات ہو بلکہ اپنی رائے وفہم سمجھکر مستفید ہوتا ہو اور اگر مسلمان ہو پس اگر اللہ تعالے نے محفوظ رکھا تو یہ وسوسہ جمنے نہین پاتا وہ بعلم شریعت وتوفیق الٰہی اسکو رد کر دیتا ہو ورنہ بسبب جاہل و فاسق مسلمان اسکے وساوس کو خواہ شہوات فسق وفجور کے ہون یا اور کسی طرح کے ہون قبول کرتا اور بسا اوقات اسکے موافق کار بند ہوکر آخر متنبہ ہوتا ہو پس اگر توبہ کر لی تو خیر ورنہ بدکاری پر اصرار کیے اور اڑا رہتا ہو لیکن شیطان پر لعنت کرنا تو عموماً زبانون پر چڑھا ہوا ہو اب اس زمانہ مین ایک گروہ پیدا ہوا ہو انھون نے شیطان کو بالکل ہی چھپا ڈالا اور کہنے لگے کہ شیطان کا کہین وجود ہی نہین ہو اگر ہوتا تو نظر آتا اور محسوس ہوتا حالانکہ یہ سخت ہی نادانی ہو روح ونفس وغیرہ قوی ہین جو نظر نہین آتی اور دوسرے کی روح اسکو محسوس نہین ہوتی ہو پھر کیا اس نظر نہ آنے سے دوسرے مین روح ہی نہین ہو پس اس گروہ نے قرآن مجید واحادیث واجماع امت بلکہ جمیع اہل کتاب یہود ونصاری وغیرہ بلکہ عقل صحیح سلیم سب سے انکار کیا اور ایسی صورت مین کفر مین کوئی شک نہین پس افسوس ہو کہ ناحق بلا دلیل وحجت نقل وعقل کے انکار کرنا وکفر اختیار کرنا عقل سلیم نہین روا رکھتی ہو اور آیات مصرح ہین چنانچہ وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین وغیرہ بالکل صریح ہین پس اس گروہ سے سخت تعجب وحیف ہو اور اللہ تعالے ہدایت فرماتا ہو جسکو چاہے شیطان جس سے وساوس وگمراہیان وغیرہ پیدا ہین اسکو درمیان سے ندارد کر دیا کہ لوگ اسپر لعنت کرتے ہین درمیان سے ندارد کر دو کہ وہ زبان خلائق سے بچے یہ کمال دوستی اور اتحاد ہو اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اللہ تعالے فرماتا ہو کہ ہمنے کر دیا ہو شیاطین کو اولیا ان لوگون کا آدمیون مین سے جو ایمان نہین رکھتے ہین اولیا جمع ولی کی یہان بمعنی اعوان ہو مددگار لوگ یا فرمایا ہم اول وفتح ثانی جمع قرین کی جو نہایت نزدیک ساتھی ہو جسکو ہمزاد بولتے ہین پس بے ایمانون کا ہمزاد شیطانون کو بنانا نہایت مناسب ہو کہ انمین از راہ طبیعت کے اگرچہ صورت مین اتفاق نہو کذا فی السراج المنیر فی العرائس قولہ یابنی آدم لایفتننکم الشیطان یعنی شیطان تمکو امید ہائے دراز وطمع مال وجاہ وعمر دراز تک پہونچنے کی ہوسات سے فتنہ مین نہ ڈالے جیسے تمھارے باپ آدم کو جنت اور اسکے دوام کی طمع دلائی کیونکہ اس سے آدمی مقام قدس وانس سے عالم کدورت ووحشت کی طرف خارج ہوتا ہو جیسے خاطر باطن پریشان ہوجاتی اور تاریکی اسپر چھا جاتی ہو اور عالم نور وسرور سے نکل جاتا ہو جیسے آدمؑ کا حال ہوا کہ وہ جنت خلد سے عالم دنیا دنی مین نکالے گئے پس یہ چیزین نورانی لباس کو آدمی کے سر باطن سے اُتار دیتی ہین اور اسکو لباس تقوی سے جسکو اللہ تعالے نے یہان ذکر کیا ہو ننگا کر دیتی ہین جب بندہ اپنی ہوائے نفسانی وطمع شہوات شیطانی کا تابع ہوتا ہو اور اسی خواہش وشہوت کو طلب کرتا ہو تو صفائے عبادت سے خارج ہوجاتی ہو اور نور درگاہ سے مجرد ہوجاتا ہو اور نفسانی ظلمتین اسپر غلبہ کر کے سامنے آتی ہین کیونکہ فراق کی بلائین یہی ہین یعنی انھین سے آدمی درگاہ رحمت سے دور پڑ جاتا ہو۔ اور جنت سے نکالنے اور لباس اُتارنے کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ حقیقت اس کا باعث ہو اور ظہور قہر مین واسطہ ہو تو اسی وجہ سے کہ جب بندہ کو دوری ومہجوری کی کوئی علامت ملنے کو ہوتی ہو تو امتحان

بندہ اسی مطرود و مردود ابدی یعنی شیطان کے وسوسہ و اسکے مزخرفات کو قبول کرلیتا ہی پس اثر دوری دیکھو [illegible]
کو خود ذرا بھی قدرت نہین ہی کہ جسکو چاہے گمراہ کرسکے اور اضلال اسکے اختیار مین نہین ہی اور جہان انوار عنایت اور [illegible]
ہوئے تو وہان بندہ کے حال سے محسوس ہوتا ہی کہ وہ اس آتش محبت و انوار مودت مین جل جائیگا یعنے بسا اوقات [illegible]
چکھا دیا جاتا ہی جو درحقیقت ان نعمہ پر نہیت بعض مشائخ سے سوال کیا گیا کہ کس چیز نے مخلوق کو جنت سے نکالا جہان قرب حق حاصل
حالانکہ اس مخلوق کو معرفت حاصل تھی تو فرمایا کہ اتباع نفس و خواہش نفس و شیطان نے دور کر دیا۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا جنت
نکلنا اور بہت گریہ و زاری کرنا اور اپنی عاجزی ظاہر کرنا اور انکی پشت سے انبیاء و رسولون کا ظہور ہونا یہ انکے واسطے جنت و اسکی نعمت
کہین بڑھکر ہی بعض نے کہا کہ قولہ ینزع عنہما لباسہما۔ اس سے انوار قرب و عزت مراد ہین یعنے لباس جنت سے جسطرح خارج ہوئے
ویسے ہی ان انوار سے باہر ہوئے اور ابو سعید خرازؒ نے کہا کہ یہ لباس وہ نور قرب تھا جو انکو حاصل ہوا تھا نصرآبادی نے کہا کہ سب سے
بہتر لباس حضرت آدم کو لباس قرب و حضوری تھا پھر جب خلاف حکم اُنسے واقع ہوا تو یہ لباس اتار لیا گیا۔ بعض سلف نے کہا کہ جب
سر الٰہی کی بے ادبی کی جو اسپر وارد ہوتا ہی تو اللہ تعالےٰ اُسپر اسکے عیوب نفس کو گویا کر دیتا ہی استادؒ نے کہا کہ خواہش نفسانی مین نفس کی
بات جسنے کان دھر کر سُنی تو وہ ہواجس نفس و ہوس شیطان مین پڑجاتا ہی پس وساوس و ہواجس باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین اور
خواطر قلب اور زواجر علم اسکے مقابلہ مین آخرکار پست ہوجاتے ہین پس بہت تھوڑے عرصہ مین یہ وساوس و ہواجس تمام اُسکو گھیر لیتے ہین
اور وہ شخص انھین لوگون کی لڑی مین گوندھ دیا جاتا ہی جو اپنی جی کی چاہت کے غلام بنے بیٹھے ہین پھر اسکی اس حالت سے اسکا قدم لڑکھڑاتا
ہی اور آخر گناہ مین گرکر عذاب کی خندق کی طرف پھسلتا چلا جاتا ہی پھر اگر توبہ کی توفیق پہونچگئی تو تدارک کرکے اسکے ہاتھ کو تھام لیا اور اوپر
نکال لیا بشرطیکہ اسنے بھلے کامون سے وہ میل دور کر دیا اور اگر یہ نہوا تو پھر چند روز مین اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہی اور اسکو پتھر بنا دیتی ہی
جب یہ حالت پہونچی تو حیات اس سے الگ ہوجاتی ہی اور بلائین اسپر پوری ہوجاتی ہین **قال المترجم** گویا یہ نکتہ ماخوذ ہی حدیث صحیح مسلم
سے جسمین گناہ کرنے سے قلب پر ایک نقطہ سیاہ پیدا ہونے اور در صورت عدم توبہ کے بڑھکر تمام دل گھیرنے اور پھر اسمین بھلائی
نہ سمانے کا حال مذکور ہی۔ فتدبر۔ پھر اللہ تعالےٰ نے بندون کو شیطان سے زیادہ تحذیر دلائی کہ وہ ایسا چور پکا اور دشمن دین ہی کہ ایسی
راہ سے چوری کرلیتا ہی کہ آدمی اسکو دیکھتا نہین ہی کما قال تعالےٰ انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم۔ شیاطین تو اس جہت کو دیکھتے
جدھر سے بندہ پر مقادیر امتحان آنے والے ہین اور وہ مشیت مین جاری ہوچکے ہین پھر جب شیاطین نے دیکھا کہ یہ حکم قضاء اسپر
جاری ہوا ہی تو گمراہ کرنے کے قصد سے اسکے پیچھے پڑتے ہین کیونکہ وہ قضاء و قدر تو مقدر ہی نہین ٹل سکتی پس اسمین اسکو موقع وساوس
سے راہ مستقیم سے نکال باہر کرین اور اگر وہ ثابت قدم ہی تو قضاء مقدر کو باطن مین خوشی سے برداشت کریگا اگرچہ ظاہر مین اسکو رنج
وکلفت پہونچے پس جب ایسا موقع پاکر شیطان اسکے پیچھے ہوے اور بندہ اسکو دیکھتا نہین ہی جبتک کہ وہ اپنی شہوات کی تاریکی اور
اس سے حجاب مین پڑا ہوا ہی اور نیز شیطانون کو بھی نہین دیکھ سکتا جب تک کہ اپنی طبیعت کی تاریکی و حجاب مین گرفتار ہی پس شیاطین جب
قابو پاکر جو کچھ انکی حرکتین گمراہ و تباہ و برباد کرنے کی ہین سب اسکے ساتھ مناسب طور سے عمل مین لاتے ہین اور اگر بندہ اپنے نفس
کی سیاہی اور خواہش نفسانی کی تاریکی سے درگاہ نورانی حضرت عزت عزوجل کی طرف رجوع لایا اور آسمان غیب کو دیکھا اور [illegible]
مولیٰ عزوجل مین اپنے نفس و شیاطین کے شر و فساد سے پناہ مانگی و ملتجی ہوا حتی کہ اسکو قرب حاصل ہوا تو اللہ تعالےٰ [illegible]

نور بصیرت عطا فرماتا ہی جس سے شیطانون کو اور انکے مکر کو دیکھ لیتا ہی پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وغیرہ سے اسکو آگ کے گرد تیرچھیا
حاصل ہو جاتا ہی جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تائید وقوت سے ان سب شیاطین کو ایک دم مین جلا ڈالتا ہی اور سب کو اپنی نظر سے دیکھکر
دور بھگا دیتا ہی جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید مین واضح دو آیتین فرمائی ہین جس سے صریح معلوم ہوا کہ بندہ نیک کی یہ حالت ہی کہ شیاطین
کو انکے مواقع حیلہ گری واشکال مین دیکھکر اپنے آپ کو انسے بعنایت الٰہی محفوظ کرتا ہی پس اول آیت تو قولہ تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم
طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون۔ البتہ جو لوگ متقی ہوے جبکہ انکو کچھ وسواس شیطانی پہونچے تو یاد کرتے یعنی ہوشیار ہوجاتے ہین
بیاد الٰہی وآیات پاک کے پس وہ ناگاہ دیکھنے والے ہوجاتے ہین اور دوسری آیت قولہ تعالیٰ لایسمعون الی الملا الاعلی ویقذفون من کل جانب
دحورا ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب الآیۃ۔ شیخ ذو النون رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر شیطان تجھے ایسی جگہ سے
دیکھتا ہے کہ تو اسکو نہین دیکھتا تو اللہ تعالیٰ تیرا پروردگار عزیز جلیل سبحانہ وتعالیٰ اسکو ایسی راہ سے دیکھتا ہی کہ وہ اللہ
تعالیٰ کو نہین دیکھتا پس تو اپنے پروردگار عزوجل سے استعانت طلب کر پس اسکی نظر رحمت کے سامنے بھلا شیطان واسکا مکر کیا چیز ہے

**قال تعالیٰ** ان کید الشیطان کان ضعیفا الآیۃ۔ البتہ مکر شیطان بہت ضعیف ہی **قال المترجم** شیطان ہو یا فرشتہ ہو شیر ہو یا بھیڑیا کوئی
چیز ہو سب حکم الٰہی عزوجل کے تحت قدرت مین مسخر ہین کسی کو ذرہ برابر یعنے کچھ بھی خلاف کی مجال نہین ہی اگر صدق دل سے مومن ہو تو شیطان
کی کیا مجال ہی کہ جسکے واسطے نظر رحمت الٰہی جل سلطانہ ہو اسکی طرف آنکھ اٹھا سکے وقد قال تعالیٰ وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن
بالآخرۃ ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شئ حفیظ الآیۃ پھر او تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے شیطان کو اپنے اولیا یعنے مومن بندون سے
جو اسکی جناب مین عاجزی وبندگی کرتے ہین اور سوائے اسکے کسی کو شریک نہین لاتے بلکہ اسکی جناب پاک مقدس مین شرک کا جب نہین نشان
ہی نہین اور اس درگاہ عظمت مین اسکا امکان نہین تو شرک کی نفی کرتے ہوئے شرماتے ہین سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون بالجملہ اسکا کرم وفضل ہی کہ مومن بندون
سے شیطان کا منھ پھیر دیا اور اعدا یعنی کافرون ومشرکون کی طرف کردیا کہ وہ سب شیطان کے دوست ہوگئے اور یہ کافر ومشرک
مع شیطانون کے سب کے سب اہل ایمان کے دشمن ہوئے وقد قال تعالیٰ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون اسمین تصریح ہی
کہ یہ سب کچھ ہماری قدرت ومشیت سے ہی کسی اور کو یہان کوئی بات کرنے کی مجال نہین ہی پس جب بندہ کو ایمان نصیب ہوا تو وہ سب کچھ بنا
ودیکھتا ہی اور نعوذ باللہ تعالیٰ اگر کافر ومشرک بنایا گیا تو وہ ٹاپتا پھرتا اور دوسرون کو خالق بناتا پھرتا ہی تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون
علوا کبیرا سب چیز فقط اسی پاک پروردگار عزوجل کی قدرت کاملہ ومشیت محکمہ سے پیدا ہوئی ہی اسی نے مومنون کے دلون مین اپنی
الفت دیدی اور آپس مین وہ مومنین ایک جان دو قالب ہین اور اسی نے فاسقون کافر ومشرکون کے دلون مین شیطان واسکے تابعون کی
الفت دیدی کہ وہ مومنون کے دشمن ہین لیکن مومنون کو ان شیاطین کی عداوت سے کچھ ضرر نہین ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عین حفاظت ازل مین
ان دشمنون کے شر وفساد سے محفوظ ہین **ابن عطا** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قولہ تعالیٰ انا جعلنا الشیاطین۔ اور قول تعالیٰ انہم اتخذوا الشیاطین
امین حقیقی نسبت تو وہ ہی جو اپنی طرف اضافت فرمائی یعنے ہمنے ایسا کردیا اور جو انکی طرف نسبت کی ہی وہ معارف ہین اور یہی حال
تمام قرآن مین خطاب الٰہی کا ہی کہ اورون کی طرف جہان اضافت ہی وہ بطریق معارف ہے کہ عارف سمجھ لے گا۔ فافہم۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْہَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِہَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب کرتے ہین کچھ عیب کا کام کہین ہمنے دیکھا اسطرح کرتے اپنے باپ دادون کو اور اللہ نے ہمکو یہ حکم کیا تو کہہ اللہ حکم نہین کرتا عیب کے کام کو کیون جھوٹھ بولتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً فاحشہ وہ گناہ کہ جسکی برائی وقباحت درجہ انتہا کو پہونچگئی ہو اور اکثر مفسرین نے کہا کہ وہ ننگے طواف کرنا ہے
ابن عباس وسدی وغیرہ کا ہی اور عطاؒ نے کہا کہ وہ شرک ہو اور مفسرؒ نے اختیار کیا کہ وہ عام ہی ہر فاحشہ کو شامل ہی خواہ شرک
ہو یا کوئی اور ہو اگرچہ اس جھڑکی کے نازل ہونے کا سبب ظاہری یہی واقع ہوا کہ ننگے طواف کرنے سے باز نہ آئے **قال الحافظ** ابن عباس
نے کہا کہ مشرکین ننگے طواف کرتے اور کہتے کہ ہم ویسے طواف کرتے ہین جیسے ہماری ماؤن نے ہمکو جنا تھا پس عورت اپنی فرج پر کوئی
ٹکڑا یا کچھ رکھ لیتی اور طواف کرنے مین کہتی جاتی ۵ الیوم یبدو بعضہ او کلہ * وما بدا منہ فلا احلہ یعنے آج کا دن ہو کہ جو
شرمگاہ تھوڑی کھلجاوے یا سب کھلجاوے روا نہین ہو اور جو کچھ اسمین کھلجائے اسکو مین حرام ہی رکھتی ہون حلال نہین کرتی ہون پس اللہ تعالی نے نازل
فرمایا واذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ **قال الحافظ** تمام عرب والے سوائے قریش کے اُن کپڑون کو جنکو پہنا ہو پہنکر طواف نہ کرتے اور کہتے
کہ ہم ان کپڑون مین طواف نہین کرتے جنمین ہمنے اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہو اور قریش جو حمس کہلاتے تھے البتہ اپنے کپڑون مین طواف کرتے
تھے اور احمسی نے اگر کسی کو کپڑا مانگے دیا تو اسمین یا نیا کپڑا ہوا تو اسمین طواف کرتا پھر پھینک دیتا کہ کوئی اسکا مالک ہوتا ورنہ ننگا طواف کرتا اور
ایسے ہی عورتون کا حال تھا لیکن عورتین اکثر رات مین طواف کرتین اور یہ بات ان لوگون نے اپنے نفس سے بوسوسہ شیطان نکالی تھی پس
اللہ تعالی نے اسکو منکر قرار دیا اور زجر کیا چنانچہ فرمایا واذا فعلوا فاحشۃ یعنی اور جب مشرکین کوئی فحش گناہ انتہا درجہ کا کرتے
ہین تو قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو اسی فعل پر پایا پس ہمنے اُنکی اقتدا کی ہو وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا
یعنے اور یہ بھی ہو کہ اللہ تعالی نے ہمکو اس کام کا حکم کیا ہو حاصل آنکہ شرک و ننگے طواف و جانورون کی گت بنانا وغیرہ فحش باتین کرتے
اور جب تنبیہ کیے جاتے کہ یہ سب فحش وحرام ہو تو دو عذر کرتے ایک یہ کہ ہم نے باپ دادون کی تقلید کی ہو اور وہ بہرحال ہمسے اچھے تھے
اور دوم یہ کہ ہمکو اللہ تعالی نے یہی حکم دیا ہو اور شاید دوسرا عذر اسوجہ سے بیان کرتے تھے کہ باپ دادے جب اچھے تھے تو خواہ مخواہ
اُنھون نے اللہ تعالی کے حکم ہی سے کیا ہو گا پس یقین کر لیا کہ اللہ تعالی کا بھی حکم ہو قال البیضاوی مشرکون نے دو باتون سے حجت پکڑی ایک تو باپ
دادون کی تقلید کیساتھ اور دوم اللہ تعالی پر افترا باندھنے کے ساتھ پس پہلی بات کا باطل ہونا تو کھلا ہوا تھا اسکو ترک فرمایا اور دوسری بات کو رد کر دیا بقولہ
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ کہدے کہ اللہ تعالی نہین حکم کرتا فحش باتون کا پس تم جو کہتے ہو کہ ہمکو اللہ تعالی نے حکم کیا ہو یہ تمہارا افترا ہو قال البیضاوی
یعنی عادت الٰہی عزوجل یون ہی جاری ہو کہ محاسن افعال ومکارم اخلاق کا حکم فرماتا ہی پس وہ فحش باتون کا حکم نہین دیتا اور بیانسے جو بعض لوگون نے سمجھا کہ کسی فعل کا قبیح
عمدہ خصلتین ۱۲ اچھے کام ۱۲
ہونا اس معنی کر کے کہ آئندہ اسپر مذمت عائد ہو یہ عقل سے ثابت ہی کیونکہ عدم امر الٰہی بفحشا سے انکے افترا کو رد کیا اور انکے فعل کو فحش
قرار دیکر مذمت کی تو معلوم ہوا کہ یہ عقلی ہی تو بیضاویؒ نے رد کر دیا کہ اس کلام مین کچھ بھی دلالت نہین کیونکہ فاحشہ سے تو مراد یہان وہ فعل ہی
جس سے طبیعت نفرت کرے یعنے نہ وہ کہ عقل اسمین باعتبار ترتب مذمت فی حکم اللہ تعالی حکم کرے فافہم۔ اور بعض نے کہا کہ مشرکین نے
یہ دونون جواب دیے ہین گویا اُنسے کہا گیا کہ تمنے یہ فعل فاحشہ کیون کیا تو اُنھون نے کہا کہ وجدنا علیہ آباءنا پھر کہا گیا کہ تمہارے آباء نے
نے کہان سے پایا تو کہا کہ اللہ امرنا بہا پھر بیضاویؒ نے کہا کہ بہر صورت تقلید کرنا جبھی ممتنع ہی کہ جب دلیل شرعی اسکے برخلاف قائم ہو اور
مطلقاً منع نہین ہی یعنی اگر تقلید سے کوئی فعل کیا پھر دلیل شرعی قائم ہوئی کہ یہ فعل یون نہین بلکہ اسطرح ہی تو اسوقت مین دلیل شرعی کو لازم پکڑے
اور تقلید حرام ہی اور مطلقاً منع نہین۔ واضح ہو کہ اعتقادات مین تقلید کا کام نہین اور افعال جوارح مین یہ گفتگو ہی پس یہ صحیح ہو کہ دلیل
سے فعل تقلیدی خلاف ثابت ہو تو اس فعل مین ضرور تقلید چھوڑ دے اور لازم ہو کہ جہان کچھ اشتباہ ہو وہان مسئلہ

Marfat.com

واللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین - پھر مشرکون کے افترا باندھنے پر انکار کے ساتھ ملامت فرمائی بقولہ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی جناب مین وہ بات کہ تم نہین جانتے یعنے نہین جانتے کہ او تعالےٰ نے فرمائی یا نہین - مگر جہالت سے کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا حکم دیا ہو پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب مین افترا باندھے وہ اسی ملامت کا مصداق ہو اور حدیث مشہور بلکہ متواترین ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا لے اور بعض روایات مین ہو کہ اگر کوئی میرے ذمہ لگاوے وہ بات جو مین نے نہین کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے لہذا مسلمان ایماندار کو روا نہین کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کو بے جانے بوجھے نسبت کردے پس یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم نے یون فرمایا ہو یا فلان شخص سے یون سُنا ہو یا یہ چیز آپ کی ہو یا آپ نے ایسا کیا - یا آپ نے فلان شخص کو کرتے دیکھا - یا فلان شخص کو یہ خبر دی ایسے ہی بہت سے امور ہین کہ جب تک یقیناً یہ ثابت نہو کہ فلان حدیث سے ثابت ہو اور صحیح ہو تب تک زبان کو روکے ورنہ جہنمی ہو جانے کا خوف ہو واللہ سبحانہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو حکم فرمایا کہ مشرکین گمراہون کو راہ عدل و صراط مستقیم جو تحقیق حکم الٰہی ہو سنا دے اور راہ ہدایت بتلا دے بقولہ تعالےٰ

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ

تو کہہ میرے رب نے فرمائی ہو دینداری اور سیدھے کرو اپنے منھ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو نرے اسکے حکم بردار ہو کر جیسے تمکو پہلے بنایا

تَعُوْدُوْنَ ؕ۝ فَرِیْقًا هَدٰى وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

دوسری بار ہوگے ایک فرقہ کو راہ دی اور ایک فرقہ پر ٹھہری گمراہی اُنھون نے پکڑے شیطان رفیق اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر

وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

اور سمجھتے ہین کہ وہ راہ پر ہین

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ کہدے کہ حکم دیا میرے رب نے بقسط یعنی عدل کے ساتھ یعنی عدل و استقامت رکھنے کا حکم دیا ہے وَاَقِیْمُوْا یہ معطوف ہو بالقسط کے معنی پر اسے بان اقسطوا واقیموا - عدل کرو اور اقامت کرو - یا اس سے پہلے اقبلوا مقدر ہو ای امر ربی بالقسط فاقبلوا واقیموا یعنی حکم دیا میرے پروردگار نے عدل کا پس اسکو قبول کرو اور قائم کرو راست و ٹھیک وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اپنے چہرون کو ہر سجدہ کے وقت - مسجد مصدر میمی یعنی سجود ہو اور عند ظرف زمان ہو اور معنی یہ کہ خالص کرو اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے اپنے سجود کو وَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اور عبادت کرو اسی کی درحالیکہ خالص کرنے والے ہو اسکے واسطے دین کو شرک سے

قال الحافظ ابن کثیر فی التفسیر حاصل آیت آنکہ میرے پروردگار نے تمکو حکم دیا کہ عدل کرو اور اسکی عبادت کو اپنے موقع پر استقامت سے ٹھیک رکھو اور اسکی عبادت مین اخلاص کا برتاؤ کرو پس عبادت اپنے موقع پر یون ٹھیک ہوگی کہ رسول جو معجزہ سے تائید کیا گیا ہو وہ جو شرع اللہ تعالیٰ کے حکم سے لایا ہو اسمین پوری پوری اسکی پیروی کرو پھر اخلاص سے عمل کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ کسی نیک کام کو قبول نہین کرتا جب تک کہ یہ دونون باتین اسمین نہ پائی جاوین ایک یہ کہ شرع کے موافق ہو اور دوم یہ کہ شرک سے پاک خالص ہو كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ یعنے جیسے تمکو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ایسے ہی عود کروگے یعنی پھر تمکو قیامت کے روز زندہ کرکے اُٹھا دیگا حاصل آنکہ ہر فحش و شرک سے بچو اور روز جزا سے ڈرو اور وہ قیامت ہو اسکے منکر مت ہو جسنے تمکو ابتداءً

Marfat.com

پیدا کر دیا کہ تمھارا کچھ بھی وجود نہ تھا وہ ضرور قادر ہو کہ پھر دوبارہ تمکو زندہ کر دے پس ضرور تم قیامت کے لیے لوٹائے جاؤ گے
فَرِيقًا هَدٰى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ یعنے ایک فریق کو تم مین سے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہوئی
ہو یہ تفسیر جو مفسر رح نے ذکر فرمائی ہو یہی حضرت حسن رح و قتادہ رح سے مروی ہو اور یہی حضرت مجاہد رح کا ظاہر قول ہو کہ فرمایا یعنے بعد موت کے
کو زندہ فرماویگا۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ معنی یہ کہ جیسے تمکو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تمکو آخر مین اعادہ فرما دیگا اسی قول کو
شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہو حدیث جو حضرت ابن عباس رض سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا
اور فرمایا کہ اے لوگو تم حشر کیئے جاؤ گے اللہ تعالی کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے پھر پڑھی یہ آیت کما بدانا اول خلق
نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین یہ رواہ البخاری ومسلم ایضا اور سدی رح نے یہ معنی بیان کیئے کہ کما بداکم تعودون یعنے جیسے تمکو ایک فریق ہدایت یافتہ
اور ایک گمراہ مقدر کیا ہو ایسے ہی اپنی ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہو **قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس** رض اللہ تعالی
نے اولاد آدم کی خلقت مین مومن و کافر رکھے ہین چنانچہ فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن پھر روز قیامت کو جیسے پیدا کیا ویسے
ہی اعادہ فرمائیگا **قال الحافظ** اسکی تائید بحدیث ابن مسعود رض ہو جسمین حضرت صلعم سے یون روایت ہو کہ پھر قسم ہو اس ذات پاک کی جسکے
سوائے کوئی معبود نہین ہو کہ آدمی اہل جنت کے کام کرتا ہو یہانتک کہ اسکے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہو پھر
اسپر تقدیر غالب ہوتی ہو پس دوزخیون کا کام کر گذرتا ہو پس دوزخ مین داخل ہو جاتا ہو اور آدمی دوزخیون کے کام کرتا ہو یہانتک
کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہو پس جنتیون کا کام کرتا ہو جس سے جنت مین داخل ہو جاتا ہو۔ رواہ
البخاری اور قصہ قزمان کی حدیث بخاری مین مانند اسکے مضمون آیا ہو اور آخر مین ہو کہ اعمال کا اعتبار تو خواتیم پر ہو یعنے جس عمل پر خاتمہ
ہوا اسکا اعتبار ہو اور جابر رض سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نفس اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر وہ دنیا مین تھا۔ رواہ ابن جریر
اور بلفظ صحیح مسلم یہ ہین ہر آدمی اس حال پر مبعوث ہوگا جسپر وہ مرا ہو و قد رواہ ابن ماجہ ایضا **قال الحافظ** اگر آیت سے یہ معنی مراد ہون کہ
جسطرح مقدر ہوا ہو اسی پر مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہو تو ضرور ہو کہ اسمین اور قولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الآیۃ مین اور حدیث
کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ مین توفیق دینی چاہیئے اور وجہ الجمع یہ ہو کہ اللہ تعالے نے انکو پیدا کیا تا کہ ثانی الحال مین کافر و مومن ہون اگرچہ
ابتدا ء فطرت مین سب کے سب توحید و اسلام پر مفطور ہوئے ہین جیسا کہ انسے عہد و میثاق لے لیا تھا فافہم اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اے غیر اللہ سوائے خدا کے وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ یہ کلام تعلیل ہو انپر ضلالت ثابت ہونے کی
کہ انھون نے شیاطین کو اولیا ر بنایا اور خیال کرتے ہین کہ ہم ہدایت پر ہین **قال الشیخ ابن جریر** رح بعض لوگون نے زعم کیا کہ اللہ تعالی
کسی شخص کو فعل معصیت یا اعتقاد ضلالت پر عذاب نہین کریگا مگر جبھی کہ ٹھیک وجہ سے راہ راست کا اور اس فعل کی معصیت اور اس
اعتقاد کی ضلالت ہونے کا علم اسکو ہوا ہو پھر اسنے یہ فعل معصیت و یا اعتقاد ضلالت باقی رکھا ہو اور یہ زعم ان لوگون کا غلط و خطا ہو
اسواسطے کہ اگر یہی ہوتا تو یہان فریق ہدایت مین اور فریق ضلالت مین کچھ فرق نہوتا اسواسطے کہ فریق ضلالت اپنے آپ کو ہدایت پر
سمجھتے ہین حالانکہ انکے نام و احکام سے اللہ تعالے نے دونون مین فرق فرمایا ہو **ف فی العرائس** جب قوم نے راہ عدل و احسان
سے منھ موڑا اور گمراہ ہون یعنے شیطانون کے پیچھے چلے تو آنحضرت صلعم کو اللہ عز و جل نے حکم دیا کہ جو باتین عدل و توحید و اخلاص وغیرہ
جناب الٰہی کے لائق ہین اور کسی اور کو انکی لیاقت نہین ہو وہ اس قوم برگشتہ کو اعلام فرما دے بقولہ قل امر ربی بالقسط اسمین اخلاص و

کہ قسط باطنی یہ ہو کہ سر باطن کو دیدار قدم مین حدوث سے مجرد و مقدس کرے اس صفت کے ساتھ کہ درمیان مین حظ نفس کو کچھ بھی دخل نہو کیونکہ وہان نفس کو بھی حظ ملتا ہو کہ مشاہدہ کی حلاوت مین مشغول ہوجاتا ہو بسبب ادا ے عبادت کے پس نفس کے اس مزہ کے واسطے ایسا نہ کرے بلکہ حظ حق پر رہے وہ یہ ہو کہ انوار عزت ازل کا سر باطن پر ظاہر ہونے کے وقت نفس کو آتش توحید مین جلادے پس صفات ازلیہ کے ساتھ استقامت پر مستوی رہے تو نہین دیکھتا کہ کیونکر اہل شہود کو انوار جلال سے مکاشفہ دیکر انقطاع حدوث کی دعوت فرمائی بقولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد جب انوار قدرت ظاہر ہون تو دعا و تضرع کے ساتھ اغیار کو درمیان سے دور کرتے ہوے اپنے چہرون کو اور پیشانیونکو درگاہ عزت کے سامنے خاک پر رکھو کیونکہ دعا یہی ہو کہ لقاء رب مین قلب کو تمام شوق ہو اسطرح کہ درمیان مین غیر کو دخل نہ رہے قولہ وادعوہ مخلصین لہ الدین یعنی حدوث کی کدورت اور غیر کی طرف نظر سے صاف ہو کر توحید دعا کرو پھر جب یہ صفات پورے ہوے تو حقائق عبودیت پورے ہوے جنکو اللہ تعالےٰ نے دین فرمایا ہو شیخ جنیدؒ نے اس آیت مین کہا کہ سر باطن کی حفاظت اور ہمت کے بلند رکھنے کا اور تمام جہان کے عوض اللہ تعالےٰ کو لینے پر راضی ہونے کا حکم دیا **شیخ رویمؒ** نے کہا کہ اخلاص دعا یہ ہو کہ اپنے افعال سے اپنی نظر اٹھا وے حارث محاسبیؒ نے فرمایا کہ معاملۂ الٰہی عز وجل کے درمیان سے مخلوق کو نکال دینا یہی اخلاص ہو۔ ابو عثمانؒ نے کہا کہ ہمیشہ خالق عز وجل ہی کی طرف نظر رہنے کے واسطے مخلوق کی طرف نظر رکھنے کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہو بعض نے فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ رکھنا اور جملہ حظوظ کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہو **قال الاستاد** فی قولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد اسمین اشارہ یہ ہو کہ ہر حالت مین دوامی شہود ہو اور کسی وقت کوئی لحظہ اسکو فراموش نہ کرے خواہ کچھ آوے یا جاوے مقدم ہو یا مؤخر ہو پھر جب سب کو خالص عبودیت کا حکم دیا اور واسطہ حیز دنیے مخاطب کیا بعد ازانکہ سب کے سب پردۂ عدم سے موافق قضا و قدر کے شقاوت و سعادت و ہدایت و ضلالت پر نکلتے ہین تو سب کو مشیت سابقہ پر حوالہ کیا یعنی آنکہ یہی نہین ہو کہ جو عبودیت کی طرف متوجہ ہوا وہ واصلین مین سے ہو اور جو بھاگا وہ مہجورین مین سے ہو اسواسطے کہ طاعت و عبودیت تو درمیان مین طاری ہوگئی ہین بلکہ جسکی فطرت بندگان مقبول کی فطرت ہو وہ ہر حال مین مقبول ہو اور جسکی فطرت مردودہ مردود ہو چنانچہ مصرح کر دیا بقولہ کما بدأکم تعودون۔ فریقًا ہدیٰ وفریقًا حق علیہم الضلالۃ سب کو دو نشان سے موسوم کیا ایک کو بہ نشان لطف اور دوسرے کو بہ نشان قہر پس جو بر صفت لطف ہو اسکو تلوین کی گردشون سے کچھ مضرت نہین اور جو بر صفت قہر ہو اسکو ظاہری تمکین کی منفعت سے کچھ فائدہ نہین ہو پس محل امتحان سے نکلنے کے بعد اصلی فطرت پر ہونگے ایک فریق تو انوار معرفت پر ہوگا اور ایک فریق تاریکی ضلالت پر ہوگا **قال النوریؒ** (ابو الحسین) یعنے جو تمیز ازل مین مقدر ہوا وہ ابد مین واقع ہوگا **قال الحسین** اعمال پر مغرور مت ہو کیونکہ وہ کبھی انجام کار سے موافق ہوتے ہین اور کبھی مخالف ہوتے ہین **قال المترجم** یہ سب اقوال قریب ہین **قال بعضہم** اسی سے اسی کی طرف عود کروگے اپنے وجود سے انکو دیگر اشیاء کی لذت سے چھڑایا اور اپنے علم و معرفت کے ساتھ انکو غیر کے علم سے نکالا اور اپنے ارادۂ غالب کی معرفت سے انکو اغیار کے ارادہ سے آزاد کیا **قال الشیخ** یہان ایک نکتہ معلوم ہوا یعنے بعض کو دیدار جمال سے پیدا کیا تو معرفت مین پڑے اور بعض کو دیدار جلال سے پیدا کیا تو وہ نکرت مین پڑے یعنے عین قدم کے دروازہ پر جا پڑے اور وہان افہام کو تقصیر دامنگیر ہوتی ہو پس میدان نکرت مین پڑے رہجاتے ہین اور بعضے نکرۃ النکرۃ میں رہتے ہین اور بعضے معرفۃ المعرفۃ مین رہتے ہین پھر جب اوتعالیٰ نے بندون کو مساجد شہود مین اقامت وجوہ کا حکم فرمایا تو اسکے بعد موافقت مراقبات مین زینت اور درستی و استقامت کا حکم دیا بقولہ تعالےٰ

Marfat.com

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۟ قُلْ مَنْ
اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اسکو خوش نہیں آتے اڑانے والے تو کہہ کسنے
حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً
منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اسنے اپنے بندونکے واسطے اور ستھری چیزین کھانے کی تو کہہ وہ ہے ایمان والون کے واسطے دنیا کی زندگی میں نری انکی ہے
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
قیامت کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگون کو بوجھ ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے اولاد آدم خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ لو اپنی زینت کو یعنی ایسے لباس پاک کو جو تمہارے اتنے بدن کو ڈھکے جسکا ڈھکنا واجب ہے عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے نزدیک **قال الحافظ** اس آیت کریمہ سے وہ برا طریقہ جسپر مشرکین اعتماد کرتے تھے یعنے ننگے ہوکر طواف کرنا وہ مٹا دیا چنانچہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ مشرک لوگ مرد و عورتین سب خانہ کعبہ کا طواف ننگے بدن ادا کرتے تھے سو مرد تو دن مین اور عورتین رات مین اور بعضی عورت طواف کرنے مین کہتی جاتی ع اليوم يبدو بعضه او كله ۞ وما بدا منه فلا احله ۞ پس اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ خذوا زينتكم عند كل مسجد۔ رواہ مسلم والنسائی وابن جریر۔ اور عوفی نے ابن عباس سے اس معنی کے ساتھ اسقدر زائد روایت کیا کہ زینت لباس ہے یعنی وہ کہ شرمگاہ کو ڈھکے اور سوائے اسکے بیش قیمت کپڑے و متاع۔ پس لوگونکو حکم دیا گیا کہ ہر مسجد پاس اپنی زینت کو لیوین وكذا قال مجاهد وعطا وابراهيم النخعى وسعيد بن جبير وقتادة والسدى والضحاك والزهرى وغير واحد من ائمة السلف فى تفسير الآية یعنے مشرکون کے ننگے طواف کرنے کی رسم کو مٹنے کے واسطے یہ حکم نازل ہوا **قال المترجم** امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرد کو ناف سے گھٹنون تک ڈھکنا واجب ہے اور گھٹنے بھی شامل ہین اور آزادہ عورت کا تمام بدن عورت ہے باستثنار قدم و ہتھیلیون کے اور تمام تفصیل فقہ مین مذکور ہے مجھے صرف تنبیہ مقصود ہے پھر آیت کریمہ اگرچہ طواف کے بارہ مین نازل ہوئی لیکن کلام عام ہے پس حکم بھی عام لیا گیا لہذا مفسر ؒ نے عند کل مسجد کی تفسیر مین کہا کہ طواف کے وقت اور نماز کے وقت یعنی حکم عام ہے۔ پھر یہان یہ اشکال پیش کیا گیا کہ طواف کے وقت تو ستر ڈھکنا واجب ہے اور نماز مین فرض ہے پھر تفریق کیونکر ہے اور شافعیہ پر یہ اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ وہ وجوب و فرض مین فرق نہین کرتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک بھی حق عمل مین دونون یکسان ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ حق حکم مین عموماً مساوات نہین چنانچہ جسنے نماز مین ایک آیت پڑھی تو فرض ساقط ہوگیا اگرچہ وجوب قراءۃ سورۂ فاتحہ و دیگر زوائد کے نہ پائے جانے سے نقصان رہا جسکا اعادہ واجب ہے حالانکہ شافعیہ کے نزدیک فرض بھی ساقط نہین ہوتا اور نماز باطل ہے بالجملہ حنفیہ پر یہان جواب لازم ہے پس جواب یون دیا گیا کہ آیت سے تو نماز میں بھی وجوب ہی ثابت تھا لیکن فرضیت بدلیل اجماع ثابت ہوئی ہے كذا قيل وفيه نظر فان الافتراق بين الوجوب والفرض انما هو اصطلاح حادث والاجماع الذى يفيد القطع هو اجماع السلف فكيف الاجماع اللهم الا ان يقال انه ثبت من اجماعهم بطلان الصلوة عند عدم الستر فدل ذلك على الفرضية لكن فى اثبات ذلك مشقة فليتامل **حافظ ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا کہ زینت کا حکم جو اس آیت سے ثابت ہے اسکے سنن مین جو احادیث سے ثابت ہے وہ چند باتین ہین چنانچہ نماز کے واسطے تجمل مستحب ہے خصوصاً نماز جمعہ و عیدین کے واسطے اور خوشبو لگانا کیونکہ وہ زینت ہے اور مسواک کرنا اسکا تتمہ ہے اور افضل لباس سپید رنگ کا ہے اور عمدہ سرمہ اثمد کا ہے اور سرمہ بھی بغرض تجمل بھی جائز اور سنگار کی غرض سے اگر عورتون سے تشابہ کرے تو حرام ہے **قال المترجم** ستھرائی اور سنگار مین فرق ہے تجمل مین وہی چیزین ہین جو

...ئی منع ہے اور عورتون کے ننگا کرنا مردپر حرام ہین اور ایسے ہی عورتون پر مرد کی مشابہت حرام ہو اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ ... کی کنگھی کرنا اور تیل لگانا ہو تمیم داری نے ہزار درم کو ایک چادر خریدی اسکو اوڑھکر نماز پڑھتے تھے وَكُلُوا وَاشْرَبُوا یعنی حلال کھانا جو چاہو وہ کھاؤ پیو وَلَا تُسْرِفُوا اور اسراف مت کرو اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ اللہ تعالے سرفون کو دوست نہین رکھتا اور سورۂ اسرار کی آیت مین فرمایا کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا یعنی مسرف لوگ شیطانون کے بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہو اللھم استغفرک فیما اسرفت وفیما اعلنت واسررت فی تفسیر الحافظ بعضے سلف رضی اللہ عنہ کا قول ہو کہ اللہ تعالے نے تمام طب کو آدھی آیت مین جمع کر دیا یعنی کلوا واشربوا ولا تسرفوا **مترجم** کہتا ہو کہ جب پوری سچی بھوک ہو کھاوے اور ہنوز بھوک باقی ہو کہ ہاتھ کھینچ لیوے تو انشاء اللہ تعالی بیمار نہوگا اور پرہیز کرنا جس وقت لائق ہو اسوقت کھانا اسراف ہو قال اور ابن عباسؓ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کھا اور جو تیرا جی چاہے وہ پہن جب تک کہ اسراف کرنا اور اترانا دونون بدخصلتین تجھسے دور رہین۔ کما علقہ البخاری اور اسند ابن جریرؒ من طریق طاؤس عنہ اللہ تعالی نے کھانا وپینا حلال کیا جب تک کہ اسراف یا اترانا نہو اسنادہ صحیح اور امام احمد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعًا روایت کی اسمین ہو کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ دو بدون اترانے اور بدون اسراف کرنے کے کیونکہ اللہ تعالے محبوب رکھتا ہو کہ اپنی نعمت کو اپنے بندہ پر دیکھے۔ ورواہ النسائی و ابن ماجہ اور بعض روایت مین ہو کہ اللہ تعالی کو محبوب ہو کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے مقدام کندیؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہین بھرا۔ آدمی کو چند لقمہ کافی ہین جو اسکی پشت کو استوار رکھین پھر اگر وہ خواہمخواہ کھاوے تو خیر یہ کرے کہ تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پیٹ پانی کے واسطے اور تہائی پیٹ سانس کے واسطے رکھے رواہ احمد والنسائی والترمذی وقال فی نسخۃ حسن صحیح انس بن مالکؓ سے مرفوع روایت ہو کہ یہ بھی اسراف مین سے ہو کہ ہر چیز جسکو تیرا جی چاہے اسکو کھاوے رواہ الدارقطنی فی الافراد وغربہ تفرد بقیۃ **قال المترجم** لعلہ بقیۃ بن الولید وفیہ ضعف وقد وثق واللہ اعلم۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ لایحب المسرفین یعنی کھانے پینے مین اسراف کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔ ابن جریرؒ نے اسکی تفسیر مین کہا کہ مراد یہ ہو کہ اللہ تعالے نہین دوست رکھتا مسرفون کو یعنی ان لوگون کو جو حرام وحلال کی حد سے تجاوز کرتے ہین حتی کہ غلو کرکے حرام کو حلال کر لیتے ہین یا حلال کو حرام کر لیتے ہین بلکہ انھین کو دوست رکھتا ہو جو اللہ تعالے کے حرام کیئے ہوئے کو حرام رکھین اور حلال کیئے ہوئے کو حلال رکھین اور یہی میانہ روی ہو اور یہی وہ عدل ہو جسکا حکم فرماتا ہو قُلْ اے محمدؐ علیہم کہدے یعنی انکار کے طریق سے کہدے مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ اور کون ہو جسنے حرام کر دیا اللہ تعالے کی زینت کو جو اسنے نکالی ہو اپنے بندون کے واسطے یعنی لباس مین سے وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اور پاکیزہ چیزون کو رزق مین سے حاصل آنکہ مشرکون جاہلون نے بہت سے حلال وطیب چیزونکو حرام کیا تھا اور طواف کی حالت مین زینت لباس کو ترک کیا اور ننگے طواف کرتے تھے پس ملامت وانکار کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالے نے زینت ورزق کو بندون کے واسطے پیدا کیا پس جب اسنے پیدا کیا اور حلال کر دیا پھر وہ کون شخص ہو جسنے حرام کیا حاصل یہ کہ کوئی نہین حرام کر سکتا ہو اور جو حرام جانے وہ باطل وکذاب ہو **قال البیضاوی** اس آیت مین دلیل ہو کہ ملابس وانواع تجملات مین دراصل اباحت ہو پس سوائے ان مطاعم وملابس وغیرہ کے حرام نہونگے جو کسی دلیل خاص سے حرام ہوئے ہین اور یہ میان اصول مین بھی مقرر ہو چکا ہو اسمین ہمارے زمانہ کے عالمونکو زجر شدید ہو کہ بلا دلیل شرعی کے

بعضی چیزونکو حلال رکھتے ہین اور بعض کو حرام کر لیتے ہین اور ایسے ماسوائے کھانے پینے کے دیگر اشیاء مین بھی انکو ہیاکی ہو حالانکہ [illegible]
کہ عمداً تحریم و تحلیل کرنا اگر خلاف حکم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلعم ہو تو کفر ہو پس ان عالمونکو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ان باتون [illegible]
اور عوام کو روا نہین ہو کہ ہر ایک بات کو بلا دلیل شرعی مان لین بلکہ غور کرین کہ اپنا دین کس سے لیتے ہین اور اس آیت [illegible]
بعضے اہل تصوف بھی جو نفس کشی اسی مین جانتے ہین کہ اچھا کھانا نہ کھاوین اور اچھا کپڑا نہ پہنین اور مانند اسکے وہی باز آوین اور نیز جو لوگ
ان چیزون کے حاصل کرنے کے واسطے اسراف کرتے ہین اور بہت سے شبہات بلکہ حرام طریقون سے حاصل کرتے ہین وہ بہت
ہی برا کرتے ہین اللھم اھدنا ویسر لنا وعافنا واعف عنا وانت ارحم الراحمین قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا تو کہدے کہ یہ
زینت و طیبات رزق ثابت ہو مومنون کے واسطے زندگانی دنیا مین یعنی مومنین اسکے مستحق ہین اگرچہ غیر مومن بھی ان کے شریک ہین
کذا قال المفسر خَالِصَةً نافع کی قرارۃ مین بالرفع ہو بنا بر آنکہ خبر بعد خبر ہو گویا تقدیر کلام یون ہو قل ہی غیر خالصۃ للذین آمنوا فی الحیوٰۃ
الدنیا خالصۃ لہم يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے قیامت مین یہ طیبات و زینت خالص یعنے مخصوص مومنون ہی کے واسطے ہین اور جمہور کی قرارۃ
مین خالصۃً بنصب ہو بنا بر آنکہ حال واقع ہو اور معنی یہ ہین کہ درحالیکہ یہ طیبات و زینت خالص و بلا شرکت ثابت ہین مومنون کے لیے
قیامت مین اور دنیا مین مومنون کے واسطے مطلقاً ثابت فرمایا اور غیر خالص نہین فرمایا تاکہ ظاہر ہو کہ اصلی استحقاق مومنون کا ہو اور کفار اگر
انکے شریک ہوئے تو تبعاً شریک ہوئے ہین۔ واضح ہو کہ زینت لباس و طیبات طعام مین ایک معنی ادار شکر و عبادت کے اور
لحاظ پاکیزگی شرعی کا معتبر ہو اور یہ ایمان پر موقوف ہو پس خالص و غیر خالص کی تفصیل کی درحقیقت ضرورت نہین کیونکہ کفار کی شرکت اس راہ
سے نہین ہو بلکہ اس معنی کر شرکت ہو کہ یہ اموال دنیاوی و مشتہیات نفس ہین جسمین مومنون کی شرکت نہین ہو کیونکہ قیامت مین مومنون کو
یہی چیزین بدون شرکت نہین حاصل ہونگی بلکہ زینت و طیبات کے مصداق کو جو نعمتہائے جنت سے ہونگی حاصل ہونگی اور اسمین کافرون
کی شرکت نہو گی بلکہ یہان کے مانند وہان بھی بدون زینت و طہارت کے کفار کو پیپ لہو ملیگا اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ
كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ نبینہا مثل ذلک التفصیل جیسے ہمنے مفصل بیان کیا ایسے ہی ہم آیات کو مفصل بیان کرتے ہین لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ایسی قوم کے واسطے جو دانائی رکھتے ہین پس وہ فکر کرکے علم حاصل کرتے ہین اور اسی قوم کی خصوصیت اسواسطے کہ آیات الٰہی سے
انتفاع انھین کو حاصل ہوتا ہو ف **فی العرائس** قولہ تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد بندہ کی زینت وہ لباس ہو جسکا طراز تواضع ہو
اور تانا و بانا اسکا استقامت و اخلاص ہو جسکا دامن حوادث سے قطع اور اسکی آستین دونون جہان سے مقصور ہو اور جیب اسکی خشوع ہو
اور عطف اسکا خضوع ہو اور سینے والا منور بنور آخرت اور شرف بحسن الثواب ہو پس تائبین کا لباس تو سوزش دل و گریہ و ندامت ہو
اور پرہیزگارون کا لباس تضرع و شتاب ہو اور زاہدون کا لباس انکے چہرون پر نشان نور سجود ہو اور لباس عابدین انکی آنکھون سے ظہور
نور غیب ہو اور محبین کا لباس بیتابی محبت و ہیجان درد ہو مشتاقون کا لباس پیاپئے آنسو جاری ہونا اور ہیجان ہو عاشقین کا لباس وجد
غلبات ہین اور مستانسین یعنی حضرت او تعالیٰ سے مقام انس مین مشرف ہونیوالون کا اس سکینت و وقار ہو اور عارفون کا لباس ہیبت
و اجلال ہو اور موحدین کا لباس حیرت و فنا ہو ادنیٰ درجہ والا عبودیت مین اور او نچے درجہ والا ربوبیت مین ہو جو عبودیت کو
بجالایا اسکا لباس افعال ہین اور جو ربوبیت مین حاضر ہو یعنے از خود رفتہ ہو اسپر لباس صفات ہو اور جو فنا ہو کر قبلۂ قدم کی طرف
متوجہ ہو اسکا لباس انوار ذات ہین پس احوال مین بڑا تفاوت اور لباس ہین بڑا تفاوت اور بندون مین بڑا تفاوت ہو [illegible]

کہا کہ یہ بنی آدم کا خطاب تعریض بعابد ہے گویا فرمایا کہ ای اولاد نقص وعیب اسمین انکو تنبیہ کی تا کہ اپنے نفوس پر نظر والتفات نہ رکھین
... فرمایا کہ زینت آدمی کی یہ ہے کہ نفس سے پاک ہوکر درگاہ باری تعالے مین حاضر ہون اور اسکی چوکھٹ کو لازم پکڑین اور ہر دم مشاہدہ
شہود حقیقت مین رہین بعض نے کہا کہ عابدون کی زینت یہ کہ آثار سجود ہون اور عارفون کی زینت انوار وجود ہین پس عابد تو بارگاہ کبریا کے
دروازہ پر بندگی کرتا ہے اور عارف بساط احترام پر بیٹھا رہتا ہے پس بندون مین بڑا فرق ہے بعض نے کہا کہ زینت نفوس تو خدمت پر کمر
اور زینت قلوب حفظ حرمت پر اور زینت ارواح یہ کہ درگاہ کبریائی مین ہیبت کے ساتھ سر جھکائے رہین بعض نے کہا کہ زبان کی زینت
دوام ذکر ہے اور قلب کی زینت صفات قدرت مین فکر ہے بعض نے کہا کہ زینت ظاہری سجود ہے اور زینت باطنی شہود ہے بعض نے
کہا کہ نفوس کی زینت یہ کہ مجاہدات وریاضات مین اخلاص وغیرہ سے اچھا معاملہ رکھین اور قلوب کی زینت یہ کہ مشاہدات سے دائمی
واصل رہین پھر زینت کو جو آثار قرب مین ذکر کرنے کے بعد انکو توبیخ کی جو بلا دلیل اہل حق سے انکار کرتے ہین اور لباس تقوی واسکے آثار
اپنے نفوس سرکش کو محروم رکھتے ہین **قولہ** قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق خطاب پاک مین دو باتون کا
احتمال ہے ایک تو اعداء پر غضب کا اور دوسرا اولیا پر فضل ورحمت کا یعنی کس شخص کو یہ جرأت ہے کہ ایسے بندون خاص پر انکار کرے
جو زینت عبادات وانوار حقائق ومعارف سے آراستہ ہین۔ واضح ہو کہ یہ زینت ولباس جس سے خواص بندے آراستہ ہین وہ کسی کے
امکان مین نہین ہے کہ خود حاصل کرے اسیواسطے اخرج لعبادہ سے اپنی ہی طرف اسکو مضاف کیا اور مخصوص کردی اسکی خلعت اپنے بندون
کے واسطے اور اسکے بندے وہی ہین جو اہل الحق کہلاتے ہین جنمین کوئی خیانت نہین اور کچھ شائبہ شرک وبدعت نہین ہے اور انکو مباح کر دیا
کیونکہ بدون علت وکلفت کے انکی توکل برضا ومحبت پر انکو حاصل ہوا پھر واضح ہو کہ ظاہری زینت وطیبات مین کافرونکو شرکت ہے اور
باطنی لباس ورزق مین کسی کو شرکت نہین وہ دونون جہان مین مومنون کے واسطے مخصوص ہے وقد قال اللہ تعالی قل ہی للذین آمنوا فی الحیوۃ
الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ وہان ان انوار کا خلوص کے ظہور ہوگا۔ اور نیز وہ نور جلال وجمال ہے جو عارفین کے بشرے سے ظاہر ہوتا ہے اور طیبات
رزق وہ ثمرات ہین جو درختان تجلی وقرب سے انکو حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ یہ زینت تو جنگلون کی مباحات ہین اور آبادیون کے
حلال کمائی سے حاصل ہوا اور طیبات رزق سے مراد وہ مال غنیمت ہے جو جہاد مین حاصل ہو شیخ ابو عمرو الدمشقی نے فرمایا کہ جو
معونات بندگان مخلص کو پہونچتے ہین اور جو کرامات انکو حاصل ہوتی ہین استادؒ نے کہا کہ طیبات تو وہ ارزاق ہین جو نفوس کو اسکے
افضال سے حاصل ہوتے ہین اور قلوب کو اسکی طرف اقبال سے حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ عابدون کا رزق الہام ہے
اور عارفون کا ماسوائے حق کے سب کو فراموش کرنا پھر واقعی محرمات جنکو اہل جہالت حلال رکھتے ہین اور برعکس اہل معرفت کے
اپنی ضلالت سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہین بیان فرمانے کا حکم دیا بقولہ تعالے

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے سو بے حیائی کے کام جو کھلے ہین انمین اور جو چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اسنے سند نہین اتاری

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
اور یہ کہ جھوٹھ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہین

**قولہ انما حرم ربی الفواحش** فواحش جمع فاحشہ اور وہ کبیرہ گناہ ہین مانند زنا کے یعنی جنپر عذاب دوزخ کی وعید ہے اور

اسمین ننگے طواف کرنا بھی داخل ہی جو مشرکین کرتے تھے اور بعض مفسرین نے جملہ حرام گناہون کو شامل [illegible]
حصر ہی اور علی ہذا اجنبی عورت پر بد نظر کرنا بھی حرام ہی فافہم مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ای جہرًا وسرًا یعنے علانیہ [illegible]
پوشیدہ ہر حالت مین حرام کیا (ف) مشرکین جو پوشیدہ زنا کو عیب نہین جانتے تھے انکی جہالت تھی بلکہ فواحش خواہ علانیہ [illegible]
ہون سب طرح انکو اللہ تعالے نے حرام فرمایا۔ پھر فواحش پر عطف کیا وَالْإِثْمَ یعنے حرام کیا اثم کو وہ معصیت ہی قال البیضاوی
یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہی یعنے فواحش بھی معصیت ہین پس فواحش اور جملہ گناہ کو حرام کیا اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد شراب [illegible]
ضعیف ہی اسیواسطے بعض نے کہا کہ فواحش سے وہ محرمات معاصی مراد ہین جو فروج و شرمگاہ سے متعلق ہین اور اثم سے تعمیم کر دی یا اسکے سوائے
اسکے مراد ہین وَالْبَغْيَ علی الناس۔ یعنے ایسے گناہ جو کرنے والے ہی تک نہ رہین بلکہ انکا ضرر غیرون پر متعدی ہو پس چونکہ [illegible]
کو درے مارنا وغیرہ اگرچہ ایسا فعل ہی کہ اسکا ضرر دوسرے پر متعلق ہی لیکن اسکو خارج فرمایا بقولہ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنے دوسرے پر تعدی
ناحق ہوا اور وہ ظلم ہی پس اول مین تو اُن افعال بد سے ممانعت ہوئی جنمین دوسرون پر تعدی کا قصد نہو اور بغی بغیر الحق سے ہر ایسے فعل
سے ممانعت ہی جسمین ناحق دوسرے پر تعدی مقصود ہو اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے تکبر ہی۔ پھر ایسے ظلم سے ممانعت کی جو اپنے اوپر و
غیرون کے اوپر سخت ناحق ظلم اور سب سے پلید و بدتر ہی یعنے وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطٰنًا ای مالم ینزل باشراکہ
حجۃ یعنے اور حرام کیا یہ کہ شرک کرو تم اللہ تعالے کے ساتھ وہ چیز کہ نہین اُتاری اللہ تعالے نے اس چیز کو اپنے ساتھ شریک
ہونے کی کوئی حجت قال البیضاوی اسمین مشرکون پر تہکم ہی اور آیت مین تنبیہ ہی کہ جس بات پر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اسکا
اتباع نہ چاہیئے پھر ان تشرکوا پر عطف کیا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ یعنے اور حرام کیا یہ کہ کہو تم اللہ تعالے پر وہ بات
جو تم نہین جانتے ہو پس جو اللہ تعالی نے حرام نہین کیا اسکو مشرکون کیطرح بیان کرنا کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہی یا جو حلال نہین کیا اسکو
حلال بیان کرنا کہ اللہ تعالے نے حکم دیا ہی یہ سب حرام و کفر ہی اور ایسے ہی صفات الٰہی مین الحاد کرنا و دیگر امور جنکے واسطے کوئی شرعی دلیل
نہین ہی اسی حکم مین ہین ف قولہ قل انما حرم ربی الفواحش۔ فحش ظاہری وہ ہی جو آدمی کو خالص عبادت سے مشغول کرے اور باطنی
فحش وہ ہی جو قلب کو ایسا وسواس پہونچے جو اسکو مشاہدہ حق کے درمیان پردہ ہو جاوے اور نیز ظاہری فحش جو افعال معروف ہین
اور باطنی مین جو اس فعل کی حلاوت نفس مین باقی رہے وہ بھی شامل ہی قولہ والاثم والبغی اثم مین اللہ تعالے کے نیک بندون سے انکا کھلے
کھلے داخل ہی اور بغی مین جو باطن مین انسے حسد ہو شامل ہی قولہ وان تشرکوا باللہ الخ او تعالی اپنے جلال و علو کبریائی مین اس شان پر ہی
کہ الوہیت مین اسکا کوئی شریک ہونا بالکل محال ہی اور درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین ہی پھر جو لوگ علوم لدنی کے مدعی ہین انکے منہ مین خاک جو نکی
بابت قال تعالی وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون سہل رح نے کہا کہ جسنے کلام کیا اللہ تعالی کی طرف بدون اجازت کے بغیر طریقہ حرمت والے کے
تو اسنے اپنا پردہ پھاڑا اور حد سے تجاوز کیا اور اللہ تعالے نے اس کلام سے تحذیر فرمائی ابو عثمان رح نے قولہ انما حرم ربی الفواحش میں
کہا کہ جو طاعت تو ایسی ادا کرے کہ مقصود اسمین کوئی غیر ہو خواہ آدمی یا کوئی اور چیز تو یہ فواحش مین سے ہی قال المترجم یہ جو [illegible]
اسواسطے کہ وہ ریا ہی اور ریا شرک ہی جو افحش الفواحش مین ہی بعض نے کہا کہ فواحش مین سے جو ظاہر ہین ازانجملہ جھوٹ بولنا اور غیبت
کرنا اور بہتان باندھنا اور باطن جو پوشیدہ ہین۔ ازانجملہ غلول اور کھوٹ اور حقد و حسد ہی استاد رح نے کہا کہ ظاہرہ مین سے ذلت و گناہ جوارح
اور باطنہ مین سے غفلت ہی اور بعض نے کہا کہ محب سے یہ بات بھی گناہ ہی کہ محبوب سے صادر ہو قال المترجم [illegible]

Marfat.com

نے شرک و کبیرہ گناہ و اوتعالیٰ پر افترا باندھنے والونکو سخت تہدید فرمائی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○

اور ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہی پھر جب پہونچا اُن کا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی اور نہ جلدی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اور واسطے ہر امت کے اَجَلٌ مدت ہی یعنی وقت معین و محدود ہی جسمین اُنپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوتا ہی پس یہ اہل مکہ کو تہدید ہی حاصل آنکہ اس مدت مہلت مین فواحش و افترا بجناب باری تعالیٰ سے باز رہکر اپنے آپ کو صالح کرین - یا یعنی یہ کہ اس مدت پر انکو موت دیجاتی ہی اور احتمال ہی کہ آیت دونون معنی کو شامل ہو اور عام ہو فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ یعنی پھر جب ہر امت کی اجل مقدر آگئی تو اُنپر عذاب یا جو مقدر ہی طاری ہوجاتا ہی بعض نے کہا کہ اجل سے مراد وقت نزول عذاب ہی بعض نے کہا کہ زندگی و عمر کی مدت مراد ہی وعلیٰ ہذا ہر ایک کے واسطے ایک وقت مقرر ہوگا جسمین تقدیم و تاخیر نہین نافع ہی اور اجل کا اطلاق عمر کی تمام مدت پر بھی آتا ہی اور اخیر جزو پر بھی ہوتا ہی جسمین موت نے حلول کیا لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً نہین تاخیر دیے جاتے ہین ایک ساعت وَلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہین تقدیم دیے جاتے ہین پس یستاخرون ویستقدمون بمعنی لایتاخرون ولایتقدمون ہوگا اور ساعت سے خاص کر ایک ساعت بالخصوص مراد نہین ہی بلکہ عرف مین نہایت کمتر وقت پر بولا جاتا ہی پس مراد نفی تاخیر و تقدیم ہی - اور بیضاوی نے کہا کہ باب استفعال اپنے معنی پر ہو سکتا ہی یعنے نہ طلب کرینگے تاخر و تقدم کو بسبب شدت ہول کے **قال المترجم** اس تقدیر پر ساعت بالکل غیر مربوط ہوا جاتا ہی کما لا یخفی - جمہور نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ ہر میت اپنی اجل مقدر پر مرتی ہی اگرچہ قتل ہو یا گر کر مرے - اور اسی کے مانند ہی قولہ تعالیٰ ماتسبق من امۃ اجلها وما یستاخرون - اور حسن بصری رح سے روایت ہی کہ لوگ بڑے احمق ہین کہ یون کہا کرتے ہین کہ او میرے پروردگار اسکی عمر مین درازی دیدے حالانکہ او تعالیٰ فرماتا ہی کہ فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ - اور سعید ابن المسیب رح سے روایت ہی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کاری سے زخمی ہوئے تو کعب احبار رح نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو انکی موت مین تاخیر کیجاتی تو کعب سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہی کہ فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ تو کعب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ واضح ہو کہ قولہ ولا یستقدمون مین بعض نے کہا کہ یہ اخبار ہی کہ لوگ اپنی موت مقدر سے پہلے نہین مر سکتے ہین بلکہ اس مدت کا پورا کرنا ضرور ہی جیسے کہ انکو ذرہ برابر بھی تاخیر نہین حاصل ہوتی ہی پس یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ - لا یستاخرون پر عطف ہی اور یہی ظاہر قول شیخ مفسر و دیگر مفسرین کا ہی اور تفتازانی رحمۃ اللہ نے جملہ مستانفہ ہونا اختیار کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ بمنزلہ مثل کے ہی اس مجموع کلام سے یہی مقصود ہی کہ وقت متقرر ہو چکا اسمین تغیر و تبدل نہوگا **ف** واضح ہو کہ اہل علم نے اس مسئلہ مین طول کلام کیا اسکو بعض متاخرین نے جمع کیا اور بعض معاصرین نے درج کیا جسکی تلخیص مین ترجمہ کرتا ہون کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ موت کے وقت مقدر مین تقدیم و تاخیر نہین ہوتی ہی اور اسی کے مانند ہی قولہ وما یسبق من امۃ اجلها الآیۃ - اور ایسا ہی قولہ ان اجل اللہ اذا جاء لا یوخر الآیۃ اور قولہ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا الآیۃ اور قولہ ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلها الآیۃ - پس ان آیات سے تو تعین و تقدیر وقت کہ اس سے تقدیم و تاخیر نہین ہو سکتی ہی ثابت ہوتا ہی اور ظاہر مین وہم ہوتا ہی کہ یہ معارض ہی قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ اور قولہ ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ الآیۃ پس جمہور کا مذہب یہ ہی کہ عمر زیادہ

Marfat.com

وکم نہین ہوتی ہو اور انھون نے اُن آیات متقدمہ سے استدلال کیا ہو اور نیز احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہو مانند [illegible]
کے تم مین سے ہر ایک کی خلقت چالیس روز مین مجتمع ہوتی ہو پھر وہ علقہ ہوتا ہے پھر مضغہ ہوتا ہے اسیقدر [illegible]
ایک فرشتہ بھیجتا ہو اور چار باتون کا حکم دیا جاتا ہو کہ اسکا رزق وعمل اور اجل اور شقی ہو یا سعید لکھدے اور یہ حدیث صحیحین [illegible]
و اسی معنی مین اور احادیث صحیحہ آئی ہین اور جمہور نے قولہ یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت کے معنی مین یہ تاویل کی ہو کہ جو شرائع و فرائض [illegible]
منسوخ دیتا ہو اور جو چاہتا ہو ثابت رکھتا ہو اور اسکو منسوخ نہین کرتا اور جملہ ناسخ و منسوخ اسکے نزدیک ام الکتاب مین [illegible]
**قال المؤلف** پوشیدہ نہین کہ یہ تخصیص عموم آیت کی بلا مخصص ہو **وقال المترجم** وجہ تخصیص تو آیات و احادیث متقدمہ سے
ظاہر ہو ثم قال اور نیز کہا جائیگا کہ قلم قدرت تو قیامت تک واقع ہونے کو لکھ چکا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہو اور اسی مین [illegible]
نسخ شرائع و فرائض ہو پس یہ بھی مثل عمر کے ہین پس جب انہین محو و اثبات جائز ہو تو عمر مین بھی جائز ہوگا **قال المترجم** یہ مؤلف مذکور کا
سہو ہو اسواسطے کہ جمہور کا منشا یہ ہو کہ قلم قدرت نے جو امر قیامت تک کیواسطے لکھدیا وہ ام الکتاب مین موجود ہو پس محو و اثبات یعنی حدوث
امر جدید نہین ہو بلکہ حدوث تعلقات ہو چنانچہ صریح انھون نے کہدیا کہ ناسخ و منسوخ ہر دو ام الکتاب مین موجود ہین پس یہ سمجھنا کہ فرائض
و شرائع مین حدوث امر جدید ہوتا ہو یہ غلط فہمی ہو اور علی ہذا عمر مین بھی جو سوانح و وقائع ہین سب بجاے خود موجود ہین اور نسخ اسمین جاری
ہونے کے کوئی معنی نہین حاصل آنکہ فرائض و شرائع مین محو و اثبات موافق قلم قدرت کے جو قدیم سے جاری ہوا ہو اب اسکا تعلق ظاہر ہوتا ہو
نہ آنکہ محو و اثبات وقتاً فوقتاً جدید پیدا ہوتا ہو فافہم ثم قال اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین محو و اثبات سے جو ملائکہ حفظہ کے دفتر مین ہو
ماسواے حسنہ و سیئہ کے اسکا محو و اثبات مراد ہو کیونکہ حفظہ تو سب کچھ لکھ لیتے ہین جو آدمی سے واقع ہو **قال المترجم** یہ تاویل ٹھیک ہو
اگرچہ اسپر مؤلف مذکور کا اعتراض اول وارد نہین ہوتا جیسا کہ مین جواب دے چکا ہون ثم قال اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللّٰہ تعالےٰ
جو چاہتا ہو بخشتا ہو اور جو چاہتا ہو چھوڑتا ہو قلت وہو خلاف الظاہر وکذا ما قال بعضہم ان المعنی یمحو ما یشاء من القرون کقولہ الم یروا کم اہلکنا
من قبلہم من القرون وقال تعالےٰ ثم انشانا من بعدہم قرنا آخرین فمحا قرنا واثبت آخر او ربعض نے کہا کہ وہ ایسے شخص کے حق مین ہو جو طاعت
الٰہی بجالاتا تھا پھر گناہ کرنے لگا پھر توبہ کی تو جو کچھ اسکے دفتر گناہ سے چاہتا محو کرتا ہو اور جو دفتر نیکی سے چاہتا باقی رکھتا ہو اور بعض نے
کہا کہ جو دنیا سے چاہتا محو کرتا ہو اور آخرت کو باقی رکھتا ہو اور مانند اسکے دیگر اقوال تاویلی ہین وقال المؤلف یہ سب مجرد دعوی ہین اپنر
دلیل قائم نہین ہو اور اسمین شک نہین کہ محو و اثبات کی آیت عام ہو جسکو اللّٰہ تعالیٰ چاہے محو کرے اور جو چاہے ثبت کرے پس تخصیص
بدون مخصص کے نہین ہو سکتی ہو **وقال المترجم** مشیت الٰہی یعنی داخل تحت قدرت ہونے مین کلام نہین ہو ولیکن جب موت کیواسطے
وقت مقدر ثابت ہو تو باہم انکا تعارض دفع کرنا ضرور محتاج تاویل ہو پس تاویل کی کچھ تخصیص نہین ہاں بعض احوال مین بعض امور سے
تخصیص تاویل محتاج استنا دہو فتامل اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب اسمین یہ تاویل مذکور ہو کہ معمر سے طویل العمر
مراد ہو اور ناقص سے قصیر العمر مراد ہو۔ اسپر اعتراض کیا گیا کہ لا ینقص من عمرہ کی ضمیر معمر کی طرف راجع ہو اور معنی یہ ہو سے کہ نہین ناقص
ہوتی عمر اس معمر مین سے الا آنکہ وہ کتاب مین مقدر ہو پس یہ ظاہر معنی کلام ہین اور جو تاویل مذکور ہوئی وہ بنا برآنکہ ضمیر [illegible]
اور یہ خلاف ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ ما یعمر من معمر سے عمر آیندہ مراد ہو اور لا ینقص من عمرہ سے عمر گذشتہ مراد ہو اور یہ بھی خلاف ظاہر ہو
کیونکہ یہ نقص از عمر نہین ہو جو مقابل زیادت ہو اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ سن ہرم کو پہونچا اور لا ینقص [illegible]

Marfat.com

جو اس سن سے کم رہا ہو مراد ہو اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ ساٹھ برس تک پہونچا اور ناقص سے جو اس سے کم مین مرگیا اور بعض دیگر اقوال
تاویل مذکور ہین جنکی صحت مین تامل ہو اور ایک جماعت اہل علم نے کہا کہ عمر گھٹتی بڑھتی ہو اور استدلال انکا آیات متقدمہ سے ہو کیونکہ محو و اثبات
عام ہین جو عمر و رزق وغیرہ سب کو عموماً شامل ہین اور سعادت و شقاوت کو بھی شامل ہین اور ایک جماعت صحابہ و تابعین اتباع صالحین
سے ثابت ہوا کہ وے اپنی دعا مین کہا کرتے کہ اللھم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی منھم وان کنت کتبتنی من اہل الشقاوۃ فامحنی
عنھم واثبتنی فی اہل السعادۃ یعنی ای پروردگار تعالے اگر تو نے مجھ بندے کو اہل سعادت مین لکھا تو انھین مین ثابت فرما اور اگر تو نے
مجھکو اہل شقاوت مین لکھا تو مجھکو انمین سے محو فرما وے اور اہل سعادت مین لکھدے اور جو لوگ کہ کمی بیشی عمر کے تابع ہین وہ اسی
قول کے واسطے آیات مثبت کی تاویل مین کوئی ایسی بات نہین لائے جو عموم کے واسطے مخصص ہو اور آیت محو و اثبات دلالت کرتی ہو
کہ عمر مین کمی بیشی ہوسکتی ہو اور ایسے ہی قولہ تعالی وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب بھی اسی معنی پر دلیل ہو اور ایسے ہی قولہ تعالے
ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ بھی دلالت کرتا ہو کہ آدمی کے واسطے دو اجل ہین انمین سے جسکو اللہ تعالے نے چاہتا ہو زائد کو یا ناقص کو آدمی
کے واسطے حکم فرماتا ہو اور اسی پر دلالت کرتا ہو جو صحیحین وغیرہ مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہو کہ صلہ رحم بڑھاتا ہو عمر مین
اور صحیحین مین ہو کہ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وان ینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ اور ایک روایت مین ہو من احب ان یمد اللہ فی عمرہ واجلہ
ویبسط فی رزقہ فلیتق اللہ ولیصل رحمہ۔ اور ایک روایت مین ہو صلۃ الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار یعمرن الدیار ویزدن فی الاعمار۔ و نیز کتاب مجید
مین بندون کو دعا کرنے کا حکم وارد ہوا ہو چنانچہ فرمایا ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین۔ اور قولہ
امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء اور قولہ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اور قولہ
واسئلوا اللہ من فضلہ۔ اور جن احادیث مین دعا کا حکم آیا ہو وہ کثرت سے متواتر ہین اور انمین آیا ہو کہ دعا دفع بلا ہو اور بعض مین ہو کہ دفع
قضا ہو اور صحیح مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا اللھم انی اعوذ بک من سوء القضاء و درک الشقاء وجھد البلاء وشماتۃ الاعداء
اور حدیث قنوت الوتر مین ہو۔ وقنی شر ما قضیت پس اگر دعا کچھ بھی مفید نہوتی تو اسقدر تاکید شدید سے فائدہ نہوتا اور نیز صدقہ کے
بارہ مین ہو کہ دفع البلاء ہو اور نیز دوا کے واسطے بھی حکم ہو پس محو اثبات اپنے ظاہر پر ثابت ہو پھر اگر کہا جاوے کہ جن آیات مین
ثبوت ہوا کہ اجل مین تقدم و تاخر نہین ہوتا انکو کس تاویل پر محمول کیا جائیگا تو جواب یہ ہو کہ انمین کوئی تاویل نہین بلکہ نفس آیات سے
جو معنی ظاہر ہین جیسا کہ بعض سلف نے اسپر تنبیہ کی اور خلف مین سے بعض نے بیان کیا ہو وہی لیے جاوین یعنے مختص اس اجل
سے جو آجاوے پس موت جب آگئی تو اسوقت موخر و مقدم نہین ہوتی اور خود مؤید ہو کہ آیت مین اسکی تقیید موجود ہو چنانچہ فرمایا
اذا جاء اجلھم۔ اور نیز فرمایا ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا۔ اور نیز فرمایا ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر پس جملہ آیات مین اتفاق و
اجتماع اس طرح ممکن ہو کہ اجل جب آگئی تب مقدم و موخر نہین ہوتی ہو اگرچہ اس حالت کے سوائے مین تقدیم و تاخیر واقعی خواہ
دعا سے یا صلہ رحم سے یا کسی فعل خیر سے جیسے کہ تقدیم بوجہ عمل بد کے ممکن ہو اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ
لنا اور مانند اسکے دیگر آیات میں ثابت ہو کہ امر مقدر ہو جواب یہ ہو کہ یہان بھی اتفاق و جمع ہو پس یہ محمول ہو عدم تسبیب از بندہ
باسباب خیر پر اور دیگر محمول ہین تسبیب از بندہ باسباب خیر پر **قال المترجم** ایسا ہی مؤلف مذکور نے طول کے ساتھ نقل کیا اور
مترجم کے نزدیک مؤلف مذکور نے ایک طول بحث متوحش کو صرف بحث لفظی پر مبنی کیا اسواسطے کہ افعال خیر و شر بھی بندہ کی

Marfat.com

خلقت سے نہین ہین اور وقوع موافق تقدیر الٰہی ہوا اور خود مؤلف مذکور نے آگے نقل کیا کہ اگر [illegible]
سے صحیح متقرر ہوا کہ تمام افعال الٰہی سب ازلی ہین اور وہ ہر شئ مین سابق ہو چکے ہین اور یہ صحیح نہین کہ اسکے علم [illegible]
بل لازم آویگا اور یہ قطعاً بالاجماع جائز نہین ہو تو جواب یہ ہو کہ ہان بے شک اسکا علم ازلی و سابق ہو [illegible]
پہلے او تعالےٰ جانتا ہو اور تمام اہل الحق کے درمیان اس بات مین کچھ خلاف نہین ہو لیکن یہان صرف ابطال [illegible]
نے علمأ کے دعا و صلہ رحم و تقوی وغیرہ اعمال خیر کے فوائد کو باطل سمجھا ہو حالانکہ جسنے اپنے علم ازلی و سابق تقدیر کا [illegible]
کیا اُسی نے اُن اعمال و افعال خیر کے بجالانے کا حکم دیا ہو **قال المترجم** اصل بحث تو اجل کے بیان مین تھی اور مؤلف
مذکور نے کسی رسالہ سے نقل کیا اور مبحث سے خروج ہوا بالجملہ جن لوگون نے یہ زعم کیا کہ بندہ محض مجبور ہو وہ گمراہی و ضلالت
مین پڑ گئے جیسے وہ لوگ گمراہ ہین جنھون نے بندہ کو قادر مختار خیال کیا ہو بلکہ واقعی تحقیق ہو کہ جو فوائد دعا وغیرہ کے حدیث و آیات
سے ثابت ہین وہ برحق ہین اور یہ بہت بڑی جہالت ہو کہ آدمی کھیتی نہ کرے اور پیداوار کی ہوس کرے اور **مترجم** نے قولہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ کی تفسیر مین تھوڑا سا اسکا بیان کر دیا ہو اور مؤلف مذکور نے یہان بہت اطناب کیا ہو اور مفید یقین
لایا ہو **مترجم** کو زیادہ گنجائش نہین اسواسطے ترک کرتا ہو اور قدر مذکور مین کفایت ہے واللہ ولی التوفیق والہدایۃ۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
ای اولاد آدم کی کبھی پہونچین تم پاس رسول تم مین کے سناوین تمکو آیتین میری تو جسنے خطرہ کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہو اُنپر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
اور نہ وہ غم کھاوین اور جنھون نے جھٹھلائین آیتین ہماری اور تکبر کیا اُنکی طرف سے وہ ہین دوزخ کے لوگ اُسمین رہ پڑے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا در اصل اِنْ ما تھا۔ ان شرطیہ اور ما زائدہ ہو يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ یہ جملہ شرط ہو
جسپر حرف ان شرطیہ داخل ہو اور وہ حرف شک کا ہوتا ہو پس حرف شک کے ساتھ اسواسطے ذکر کیا کہ متنبہ ہون کہ رسولون آنا امر
جائز ہو واجب نہین ہو جیسا کہ اہل تعلیم نے گمان کیا کذا قال البیضاوی اور بعض نے کہا کہ اہل تعلیم ایک قوم ہو روافض مین سے
فافہم ثم قال البیضاوی ان شرطیہ کے ساتھ ما زائد بغرض تاکید معنی شرط کے ملایا گیا اسیواسطے فعل کو مؤکد بنون تاکید فرمایا اور جزا اسکی
جملہ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ یعنے سو جسنے تقوی کیا شرک سے اور درست کیئے اپنے اعمال یعنے رسولون کے حکم کے موافق اعتقاد و عمل
کو درست کیا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے آخرت مین انپر کچھ خوف و اندوہ نہین ہو وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا و
اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ استکبار بمعنی تکبر ہو اور استکبروا عنہا یعنی آیات سے تکبر کیا پس ایمان
نہ لائے **بیضاوی** نے کہا کہ حاصل معنی آیت کے یہ ہین کہ تم مین سے جسنے شرک سے تقوی کیا اور اپنے اعمال درست کیئے تو اسکے واسطے
یہ جزاے خیر ہو اور تم مین سے جسنے ہماری آیات کو جھٹلایا اُسپر یہ عذاب شدید ہو اور اول کی خبر پر داخل کی یعنی فلا خوف بالفاء فرمایا اور
دوسرے کی خبر پر نہین داخل کی تو اسوجہ سے کہ وعدۂ خیر مین مبالغہ فرمایا اسواسطے کہ فاء لزوم پر دلالت کرتی ہو پس وعدہ مین مبالغہ
ہوا اور وعید مین مسامحہ فافہم **ف فی العرائس** قولہ فمن اتقی واصلح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی وید اعظمت جلال مین وہ غیر ما سوا اللہ
کی طرف نظر رکھنے سے پاک و مقدس رہا اور جو اسکے و اللہ تعالےٰ کے درمیان معاملہ ہو اسکو اصلاح پر لایا حتی کہ [illegible]

Marfat.com

لیکن بندہ جلال اجلال کی نہین کیونکہ بندہ کی جو سانس بغیر ان اوصاف کے نکلتی ہو وہ فاسد ہو اور بندہ پر اسکی اصلاح کرنا فرض ہے
دوامیعت سے واجب ہو پس جوان اوصاف کے ساتھ رہا اسپر نفس کے جنایات وجرم سے کچھ باقی نہین رہا پس اسکو مقامات
حقیقت سے محروم ہونے کا خوف نہوگا اور مشاہدہ سے محجوب ہونے کا غم واندوہ نہوگا۔ کما قال تعالے فلاخوف علیہم ولا ہم یحزنون
اور بعض نے کہا کہ تقوی اسطرح پر کہ ظاہر مین تو ایسے کھانے پینے سے بچا جسمین شبہہ ہو اور ٹھیک ٹھیک اسکے حلال ہونے کا
یقین نہین ہو اور باطن کو اسطرح درست کیا کہ ہمیشہ باطن مین اللہ تعالے کا مراقبہ رکھا اور خیالات فاسد وخطرات شیطانی کو دخل
نہین دیا **قال المترجم** اسمین اشارہ ہو تقوی کو کسی خاص چیز سے مقید نکیا کیونکہ تقوی کے مختلف مراتب مختلف درجہ پر ہین اور
ہر ایک کے واسطے عدم حزن بھی مختلف ہو اور کچھ آخرت کی خصوصیت نہین فافہم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

پھر اُس سے ظالم کون جو جوڑھ باندھے اللہ پر یا جھٹلاوے اُسکے حکم کو وہ لوگ پاوینگے جو اُنکا حصہ لکھا کتاب مین

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ لا قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

یہانتک کہ جب پہونچے اُن پاس بھیجے ہمارے جان لینے کو بولے کیا ہوئے جنکو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے بولے ہمسے گم ہوئے

وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اور قائل ہوئے اپنی جان پر کہ وہ تھے منکر فرمایا داخل ہو ساتھ اور امتون کے جو تسے پہلے ہوچکے ہین جن اور انسان

فِي النَّارِ ط كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ط حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا لا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

آگ مین جہان داخل ہوئی ایک امت لعنت کرینگے دوسری کو جب تک گرچکے اسمین سارے کہا پچھلون نے پہلون کو

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ط قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

اے رب ہمارے انہین نے گمراہ کیا انکو سو تو دے دونا عذاب آگ کا فرمایا دونو کو دونا ہو پر تم نہین جانتے اور کہا پہلون نے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○ ع ۸

پچھلونکو سو کچھ نہوئی تمکو ہمپر زیادتی اب چکھو عذاب بدلہ اپنی کمائی کا۔

فَمَنْ اَظْلَمُ کون زیادہ بڑھکر ظالم ہو یعنے کوئی بھی زیادہ ظالم نہین مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا تاکید لان الافتراء لایکون
الا کذبا یعنے کذبا فقط تاکید افتراء ہو کیونکہ افترا تو کذب ہی ہوتا ہو الحاصل اپنی جان پر ظلم کرنیوالا بڑھکر نہین ہو اس شخص سے جسنے
باندھا اللہ تعالے پر جھوٹ یعنی اللہ تعالے کا کسی کو شریک قرار دیا خواہ زبان سے یا فعل سے یا اعتقاد سے یا کہا کہ اللہ تعالی
کے واسطے فرزند ہو خواہ بیٹا یا بیٹیان یا کہا کہ فواحش بجالانے کا ہمکو اللہ تعالے نے حکم دیا ہو بالجملہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین جسنے
الحق تعالے خالق رزاق منعم کبیر متعال جل جلالہ پر افترا باندھا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یا جھٹلایا اللہ تعالے کی آیات کو یعنی قرآن مجید کو
اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ ای یصیبہم ایسے لوگون کو پہونچ جائیگا نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ای حظہم ما کتب لہم فی اللوح المحفوظ من الرزق
والاجل وغیر ذلک۔ انکا حصہ اس چیز سے جو لکھا گیا ہے انکے واسطے لوح محفوظ مین موافق مشیت الٰہی کے رزق واجل وغیرہ ایسا ہی
کعب القرظی وربیع بن انس وعبدالرحمن بن زید نے تفسیر فرمایا اور مجاہدؒ نے کہا کہ جو انکو بھلائی برائی کا وعدہ دیا گیا ہے

وہ پہونچیگا اور یہی قتادہ ضحاک وہبون کا قول ہی اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا ہی امام حافظ ابن کثیر [illegible]
سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہی یعنی قولہ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہانتک کہ جب آجاوینگے انکے پاس [illegible]
یَتَوَفَّوْنَهُمْ انکو وفات دینگے تو قَالُوْٓا ملائکہ کہینگے ان منکرون مفتریون سے ذلیل کرنیکو کہ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ [illegible]
دی کہان ہین جنکی تم عبادت کرتے تھے سوا اللہ تعالیٰ کے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا منکری جواب دینگے کہ ہماری نظر سے [illegible]
ہمکو اب نہین سوجھتے ہین یعنی ہمکو اب کچھ انکے نفع و مدد کی امید نہین رہی کرخیؒ نے کہا کہ جواب بحسب المعنی ہی کیونکہ سوال تھا کہ اب کہان [illegible]
جگہ ہین تو ظاہر جواب یہ تھا کہ وہ فلان جگہ ہین اور حق یہ ہی کہ سوال و جواب یکسان ہین کیونکہ سوال ہین انکے باطل معبودون کا ٹھکانا پوچھنا
مقصود نہین ہی بلکہ یہی مقصود ہی کہ وہ تمہارے جھوٹے معبود کہان چلے گئے اب اس وقت مین تمہارے آڑے نہین آتے تو انہون نے
جواب دیا کہ ہمسے تو گم ہو گئے اب ہمکو انکے نفع کی کچھ امید نہین ہی یعنے یقین لا دینگے کہ ہمنے غلطی کی اسیواسطے فرمایا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ یعنے موت کے وقت اپنے اوپر یہ گواہی دینگے کہ ہم ضرور کافر تھے قَالَ یعنے اللہ تعالیٰ یا اسکے حکم سے
کوئی فرشتہ یا دوزخ کا خازن فرشتہ ان لوگون سے قیامت کے روز کہیگا اور ماضی کا صیغہ اسواسطے کہ یہ قطعی الوقوع ہی پس
سخت تہدید ہی کہ اسکو واقع ہوا سمجھو ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ یعنے حکم ہوگا کہ داخل ہو تم بھی جملہ
امتون کے ساتھ مین جو تمسے پہلے جن و انس کے گزرے ہین آگ مین قولہ فی النار متعلق ادخلوا ہی یعنے نار مین داخل ہو اور قولہ فی امم یعنی فی جملۃ امم
اور قد خلت جملہ صفت امم ہی اور خلت بمعنی مضت یعنی ایسی امتون مین شامل ہو جو تم سے پہلے کافر و مشرک گزر چکے ہین اور من الجن والانس
بیان امم ہی یعنے وہ امتین جنون و انسانون مین سے ہین۔ یہ حکم تہدید اہل مکہ کو ہی اسیواسطے آیت اولیٰ مین قولہ رسل منکم سے بعض نے آنحضرت صلعم
کو مراد لیا اور لفظ جمع کو تشریف و تکریم پر یا جامع و خاتم رسالت و مصدق جملہ رسل ہونے سے بلفظ جمع بار ہونے پر محمول کیا كُلَّمَا
دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ہر بار جب داخل ہوئی کوئی امت دوزخ مین لعنت کریگی اپنے پہلی کو یعنے اُس دوزخی امت کو
جو اس سے پہلے گزری ہی کیونکہ اسی پیروی و اقتدا کرنے کی وجہ سے پچھلی خراب و دوزخی ہوئی حَتّٰىٓ اِذَا ادَّارَكُوْا اصل باب تفاعل ہی
اور معنی تدارکوا اور تلاحقوا اور حاصل آنکہ جو داخل ہوگی وہ اگلے پر لعنت کریگی یہانتک کہ جب متلاحق و متداخل ہو جاوینگے فِيْهَا جَمِيْعًا یعنی
سب کے سب دوزخ مین تو قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ کہیگی پچھلی امت انکی جو داخل ہونے مین پیچھے ہی یا منزلت مین پیچھے ہی بالجملہ اقتدا کرنیوالی
امت کہیگی لِاُوْلٰىهُمْ واسطے اول اولاہم واسطے اپنی اولیٰ امت کے یعنی متبوع گروہ کے واسطے اللہ تعالیٰ سے پچھلی امت عرض کریگی
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا اے پروردگار یہی لوگ ہین جنھون نے ہمکو گمراہ کیا۔ یعنے گمراہی کی راہ نکال گئی تھی پس انکے پیچھے ہم بھی اسی راہ پر
چلے اور اُنکی تقلید کرکے گمراہ ہوئے فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس تو ان لوگون کو دوزخ مین سے زیادہ دگونہ عذاب دے
کیونکہ ایک تو یہ خود گمراہ تھے اور دوسرے انھون نے دوسرونکو گمراہ کیا پس ضعف یہان کئی گونہ ہی چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی
کہ دنیا مین جب کوئی قتل ناحق واقع ہوتا ہی تو حضرت آدمؑ کے بڑے بیٹے یعنی قابیل پر ایک حصہ عذاب کا قائم ہوتا ہی کیونکہ اسی نے
قتل ناحق پہلے نکالا ہی **قال المترجم** افسوس ہی لوگون کے حال پر نیچر وغیرہ کے مانند کفر و شرک و حرام و مکروہ بدعتین نکالتے جاتے
ہین اور خوف نہین کرتے کہ تا قیامت انکے نامہ اعمال پر عذاب بڑھتا چلا جائیگا اللھم انی اعوذ بک واستغفرک [illegible]
بالجملہ اتباع و اقتدار والون نے اپنے متبوع لوگون کے واسطے مزید عذاب کی درخواست کی اور یہ انکی جہالت [illegible]

اورانمین تھے ہر ایک پر اسکے گناہ کی قدر عذاب ہر اسیواسطے فرمایا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم مین سے اور انمین سے ہر ایک کیواسطے عذاب مضاعف ہر وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ولیکن جانتے نہین کہ ہر فریق کے واسطے جو کچھ عذاب ہر کیونکہ پچھلون کے طریق گمراہی سے بھی اور لوگ گمراہ ہوے ہین تعلمون بالتاء الفوقیۃ اکثرون کی قراءۃ ہر پس تتمہ خطاب ہر اور عاصم کی قراءۃ مین بالیاء التحتیہ ہر پس انکی جہالت کا بیان ہر **قال البیضاوی** متبوع لوگون پر بسبب ذاتی کفر کرنے اور دوسرون کی تضلیل کرنیکے ضعف عذاب ہوا اور تابع لوگون پر بسبب خود کفر کرنے کے اور گمراہون کی تقلید کرنے کے دونا عذاب ہوا وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ یعنے جب اگلون نے پچھلون کے حق مین حکم الٰہی سن لیا تو کہا کہ جب ایسا معاملہ ہر فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ تو تمکو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہر قال البیضاوی اگلون نے جواب الٰہی پر اپنے گفتگو کو مرتب کر کے کہا کہ پھر تم لوگونکو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہر بلکہ گمراہی اور استحقاق عذاب مین ہم تم دونون مساوی ہین آیت سے ثابت ہوا کہ جہالت کے ساتھ تقلید کرنا بھی عذر نہین ہر لہذا چاہیئے کہ آدمی اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول معصوم کے حکم کو دریافت کر لے اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکے معنی معلوم کرے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ پس چکھو عذاب بدلے اُس چیز کے جو تمنے کمایا ہر یہ تتمہ قول فریق اولیٰ ہر یا فرمان الٰہی ہر اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى

بیشک جنھون نے جھٹلا دین ہماری نشانیان اور انسے تکبر کیا تو نہ کھلینگے انکو دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہونگے جنت مین جب تک

يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۞ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ

پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین اور ہم یون بدلہ دیتے ہین گنہگارونکو اُنکو دوزخ کے فرش ہین اور اوپر سائبان

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ز اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

اور ہم یون بدلہ دیتے ہین بے انصافونکو اور جو یقین لائے اور کین بھلائیان ہم بوجھ نہین رکھتے کسی پر مگر اسکے مقدور کا وہ ہین جنت کے لوگ

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ج وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

وہ اسمین رہ پڑے اور نکال لی ہمنے جو اُنکے دل مین تھی خفگی بہتی ہین انکے نیچے نہرین اور کہتے ہین شکر اللہ کو جسنے

هَدٰىنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ج لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْٓا اَنْ

ہمکو یہان راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دیتا ہمکو اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے تحقیق بات اور آواز ہوئی کہ

تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞

جنت ہر وارث ہوئے تم اُسکے بدلہ اپنے کامون کا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا مراد آیات سے قرآن ہر یا عام اس سے جو عام اللہ تعالیٰ کی معرفت پر دلالت کرین وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا یعنی تکبر و استنکاف ہوا فلم یومنوا بہا اور تکبر کیا ان آیات سے پھر انپر ایمان نہ لائے **وقال البیضاوی** عنہا ای عن الایمان بہا یعنی تحقیق جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اُنپر ایمان لانے سے تکبر کیا تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہین کھولے جاوینگے انکے واسطے آسمان کے دروازے بعض نے کہا مراد یہ کہ آسمان سے انکا کوئی عمل صالح و دعا نہین چڑھائی جاویگی کذا عن مجاہد و سعید بن جبیر و رواہ العوفی و علی بن ابی طلحہ و عطاء عن ابن عباس ظاہر آنکہ معنی آیت کے اسکو شامل ہین اور اصل معنی

Marfat.com

یہ ہین کہ بعد موت کے جب انکی روحین چڑھاکر آسمان کی طرف لیجاوینگے تو دروازہ کھولے جاوینگے [illegible]
اور یہی ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کیا اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا ہو اور اسی پر دلالت کرتی ہو [illegible]
براء بن عازب رض سے روایت کی کہ ہملوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک شخص انصاری کے جنازہ مین نکلے جب قبر تک [illegible]
قبر کھودی نہ گئی تھی پس حضرت صلعم بیٹھ گئے اور ہم سب آپکے گرد بیٹھ گئے گویا ہمارے سرون پر چڑیان ہین اور حضرت صلعم کے دست
مبارک مین ایک چھڑی تھی جس سے زمین پر چونکتے جاتے تھے پھر سر اُٹھاکر فرمایا کہ اللہ تعالٰے سے عذاب قبر سے پناہ مانگو اسکو دو
یا تین مرتبہ فرمایا پھر کہا کہ بندہ مومن جب دنیا سے جدا ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کو ہوتا ہو تو آسمان سے ایسے
ملائکہ جنکے چہرہ روشن گویا آفتاب ہین جنت کے کفن اور حنوط جنت کے ساتھ لیے ہوئے اسکی طرف اسکی مد نظر پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت
آکر اُسکے سرہانے بیٹھتا ہی پس کہتا ہو کہ اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی مغفرت و رضوان کی طرف نکل آ پس وہ روح پاکیزہ
اسطرح سائل ہوتی ہو جیسے پانی کا قطرہ دہانہ مشک سے روان ہوکر نکل آتا ہی پس ملک الموت و فرشتہ اسکو لیکر پلک مارنے تک اپنے
ہاتھ مین نہین رکھتے حتی کہ اسکو اسی کفن اور حنوط مین رکھدیتے ہین پس اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو نکلتی ہو جیسے روئے زمین پر اگر نہایت
عمدہ مشک پایا جاوے پس اسکو اوپر چڑھا لیجاتے ہین اور جس گروہ ملائکہ پر گذرتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خوب روح پاکیزہ خوشبودار ہی
تو جواب دیتے ہین کہ فلان بن فلان ہو اسکا بہت اچھا نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا یہانتک کہ اُسکو آسمان دنیا تک
لیجاتے ہین اور دروازہ کھلواتے ہین پس دروازہ کھول دیا جاتا ہی پس ہر آسمان سے اس آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے
آسمان تک اسکے ساتھ ہوجاتے ہین یہانتک کہ ساتوین آسمان تک پہونچتے ہین پس اللہ عز وجل فرماتا ہو کہ میرے بندے کا نام
دفتر علیین مین لکھو اور اسکو زمین کی طرف اعادہ کرو کیونکہ مین نے اُسی سے انکو پیدا کیا اور اُسی مین لوٹاؤنگا اور اُسی سے دوبارہ
نکالونگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر اسکی روح اعادہ کردیجاتی ہو پس دو فرشتہ آکر اسکو بٹھلاتے ہین اُس سے کہتے ہین کہ کون
تیرا پروردگار ہی وہ کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی پھر دونون یعنے قبر مین[12] کہتے ہین کہ تیرا دین کیا ہو وہ کہتا ہو کہ اسلام میرا دین ہو پھر کہتے ہین کہ یہ کون مرد
ہو جو تم مین مبعوث ہوا وہ کہتا ہو کہ وہ رسول اللہ ہو صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دونون کہتے ہین کہ تیرا علم کیا ہو وہ کہتا ہو کہ مین نے
کتاب الٰہی کو پڑھا اور اسپر ایمان لایا اور اسکو سچ مانا پس آسمان سے پکارنیوالا پکارتا ہو کہ میرے بندے نے سچ کہا جنت سے
اسکے واسطے فرش کرو اور جنت سے اسکو لباس پہناؤ اور جنت کی طرف اسکا دروازہ کھول دو پس اسکو جنت کی خوشبو و طیب آتی ہی اور
قبر اسکے واسطے کشادہ ہوجاتی ہو بقدر درازی نظر کے اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکے پاس ایک مرد خوبصورت خوش لباس آتا ہی
جس سے خوشبو چلی آتی ہو اور کہتا ہو کہ بشارت ہو تجھکو مسرور کرنیوالے آج وہ دن ہو کہ جسکا تجھکو وعدہ دیا جاتا تھا اس سے کہیگا
کہ تو کون ہو کہ تیرے چہرہ سے آج بھلائی آتی معلوم ہوتی ہو وہ کہیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون پس بندہ مومن کہیگا کہ اے پروردگار
قیامت قائم کر اے پروردگار قیامت قائم فرما تاکہ مین اپنے اہل و عیال کیطرف لوٹ جاؤن بندہ کافر جب دنیا سے منقطع ہوکر
آخرت کیطرف راجع ہوتا ہو تو آسمان سے ملائکہ اترتے ہین جنکے چہرے سیاہ ہوتے ہین اور انکے ساتھ مسوح ہوتے ہین پس
درازی نظر کی دوری پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اس کافر کے سرہانے بیٹھتا ہو اور فرماتا ہو کہ اے نفس خبیثہ نکل [illegible]
اور اُسکے غضب کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ روح اس جسم مین ڈری ہوئی چھپتی ہو اور ملک الموت اسکو کھینچ لیتا ہی

Marfat.com

جیسے صوف مبلول سے سفود کھینچا جاتا ہے پس اسکو پکڑ لیتا ہے اور پلک مارتے دیر نہین ہوتی کہ اسکو اسی مسوح مین کر دیتے ہین اور اس سے
سخت بدبو جیسے نہایت سڑے ہوے مردار مین سے روئے زمین پر پائی جاوے نکلتی ہے پس اسکو آسمان کو چڑھا لیجاتے ہین اور کسی گروہ
ملائکہ پر نہین گزرتے مگر آنکہ وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خبیث روح ہے پس جواب دیتے ہین کہ یہ فلان بن فلان ہے اسکا نہایت قبیح نام لیتے ہین جس سے
وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا پھر جا کر اسکے واسطے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہین مگر دروازہ نہین کھولا جاتا پھر حضرت صلعم نے پڑھا قولہ
تعالیٰ لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط پس اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اسکا نوشتہ لکھو زیرین تہ زمین کے
نیچے پس اسکی روح مطروح کر دی جاتی ہے پھر آپ نے پڑھا قولہ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان
سحیق پس روح اسکے جسم مین اعادہ کی جاتی ہے اور دو فرشتے اسکے پاس آتے ہین اور بٹھلا کر اس سے کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہے وہ کہتا ہے
ہاہ ہاہ مین نہین جانتا کہتے ہین کہ تیرا کیا دین ہے وہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پھر کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو تم مین مبعوث کیا گیا تو کہتا ہے
کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹ بولا اسکے واسطے آگ سے فرش کرو اور دوزخ کی طرف
دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی و سموم سے اسکی طرف پہونچتی ہے اور قبر اسپر نہایت تنگ ہوتی ہے یہانتک کہ اسکی پسلیان
ادھر کی ادھر نکل جاتی ہین اور ایک بدشکل اور خراب کپڑے پہنے بدبودار آدمی اسکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ بشارت ہو تجھ کو
ایسی چیز سے جو تجھکو غمگین کرے آج تیرا وہی دن ہے جس سے تو ڈرایا جاتا تھا اور وعید کیا گیا تھا کہیگا کہ تو کون ہے کہ تیرے چہرہ سے
برائی کے آثار ظاہر ہین وہ کہیگا کہ مین تیرا خبیث عمل ہون تب دعائین مانگیگا کہ پروردگار قیامت نہ قائم کیجیو۔ ورواہ النسائی و
ابن ماجہ وابن جریر وکذا رواہ ہولاء باسنادہم الی ابی ہریرۃ عن النبی صلعم اور عذاب قبر کے بارہ مین احادیث متواترہ ہین حتی کہ منکر
اسکا غیر ماول ہے تو کافر ہوا اور واضح ہو کہ اس حدیث مین ملائکہ کا آنا اپنی حقیقت پر ہے اور روح مومن کی خوشبو اور نیز روح کافر کی بدبو
اپنی حقیقت پر ہے اور لباس جنت اور مسوح کا بیان تفہیم ہے اور انکی حقیقت معلوم نہین ہے ہان اسقدر معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور جو شخص اسمین
استبعاد کرتا ہے وہ احمق ہے کہ بلاوجہ کہتا ہے کہ عقل سے بعید ہے پس اگر بلادلیل اس احمق کی عقل سے بعید ہے تو علما عقلا کی عقل صحیح سے
موافق ہے اور حدیث مین لا تفتح مجہول از فتح کی قراءۃ ظاہر ہوتی ہے اور تفتیح از تفعیل بھی ہو سکتا ہے فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مقامات علیین و سجین
واقعی موجود ہین اور زیرین طبقہ زمین بیان ہے حقیقی حالت کا جیسے بہشت و دوزخ موجود ہین اور وہ آنکھون سے پوشیدہ ہین اور نیز
مردون پر عذاب ہوتا ہے اور انکی گریہ وزاری کو تمام مخلوق سنتی ہے سوائے جن وانسان کے جو امتحان کے لیے رکھے گئے ہین پس اگر اسکو ظاہر نظر
آوے تو امتحان باقی نہ رہے پس جس شخص نے زعم کیا کہ زمین گول ہے تو امریکا والون کے واسطے سجین اس طبقہ عتیق سے متصل ہوگا اور
طبقہ عتیق والون کا سجین امریکا سے متصل ہوگا پس یہ زعم برتقدیر تسلیم اس امر کے کہ زمین گول ہے تاہم جہالت ہے اور جہالت کا منشاء
یہ ہے کہ اسنے امر غائب عذاب و ثواب کو اپنے گھر کے چولھے چکی کے مانند اپنے حس مین چلنا و جلنا تصور کیا حالانکہ مترجم نے بارہا بدلائل
اس امر پر تنبیہ کر دی کہ بندہ کے افعال و اسکے لواحق و متعلقات کا مدار تو محسوسات پر ہے اور تصدیق و امور غیب و عذاب و ثواب کا
تا ال غیر محسوس پر ہے [illegible] حکمت الٰہی ہے کہ جسکو ان امور مین سے کسی امر مین استبعاد ہو اسکی نظیر خود آفاق یا اسکے نفس مین موجود پائیگا پس
اگرچہ صفت مین فرق [illegible] اسکا استبعاد کرنا بدون دلیل کے جہالت ہے جیسے کسی جاہل کے سامنے کہا جاوے کہ میرے سے دو فٹ
لمبی اور ڈیڑھ فٹ [illegible] کتاب کے چار صفحہ نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر اتار لیے تو وہ ضرور نہایت بعید جانیگا حالانکہ جو

Marfat.com

جانتے ہین کہ فونوگراف کے مس سے بخوبی آسکتے ہین اور وہ دوہین سے پڑھے جاسکتے ہین وہ کبھی مستبعد نہین جانتے لیکن یہ
اسکی جہالت سے ہو اور یہان زیادہ تفصیل کی گنجائش نہین ہو کیونکہ خارج از بحث ہو یہان تو غرض یہ ہو کہ قولہ تعالیٰ لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ اَبۡوَابُ
تفسیر یہ ہو کہ کافرون کے مرنے کے بعد انکی روح خبیث کے واسطے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے بلکہ انکے اعمال
سجین مین پھینکدیے جاوینگے وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ اور داخل ہونگے جنت مین یہانتک کہ گھس جاوے
اونٹ سوئی کے ناکے مین یعنی یہ غیر ممکن ہو ایسے ہی انکا جنت مین داخل ہونا غیر ممکن ہو پس حتی انتہا ہو انکے عدم دخول کے مشروط ایک
محال بات پر پس یہ مبالغہ ہو کہ نہ کبھی یہ محال بات ہوگی اور نہ وہ جنت مین داخل ہونگے **قال البیضاوی** جمل وسم مین قرا آت مین
پس پڑھا گیا جُمَّلُ بروزن قُمَّلُ اور جُمُلُ بروزن قُفُلُ ونغز اور جُمۡلُ بضمتین اور جَمۡلُ بروزن حَبۡل یعنے کتان کی موٹی رسّی اور بعض نے کہا
کہ کشتیون کے رسے اور سُم بالضم وبالکسر مشہور جَمَل بفتحتین بمعنی اونٹ ہو اور سَمّ بالفتح ہو بمعنی سوئی کا ناکا معالم مین ہو کہ عرب جب منع کو
موکد کرتے ہین تو نہونیوالی بات پر معلق کرتے ہین مثلاً کہتے ہین لا افعل ذلک حتی یشیب الغراب او ابیض القارہ یعنی مین ایسا نہ کرونگا
یہانتک کہ کوے کے پر بڑھاپے سے سپید ہوجاوین یا چہیا انڈے دیوے اور مراد آنکہ کبھی نہ کرونگا ایسے ہی مراد آنکہ کافر کبھی
جنت مین داخل نہونگے وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ای مثل الجزاء المذکور نجزی الذین اجرموا بالکفر۔ مانند سزاے مذکور کے بدلا دیتے ہین
ہم اُن لوگون کو جنھون نے کفر کا جرم کیا لَهُمۡ مِّنۡ جَهَنَّمَ مِهَادٌ انکے واسطے جہنم سے مہاد یعنے بستر ہو وَمِنۡ فَوۡقِهِمۡ غَوَاشٍ اور انکے
اوپر غواش ہین۔ ابن عباس رح نے فرمایا ای لحف ہین جمع لحاف اور یہی محمد بن کعب القرظی وضحاک و سدی سے مروی ہو حاصل آنکہ اوپر سے
آگ کے اغطیہ ہین اور اغطیہ جمع غطاء بمعنی سرپوش اور جسمین کوئی چیز لپیٹی جاوے اور مراد یہان اوپر کا اوڑھنا پس غواش جمع غاشیہ اور
تنوین اسکی سیبویہ کے نزدیک یاء محذوفہ کا عوض ہو اور دوسرون کے نزدیک ظرف کی ہو وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الظّٰلِمِیۡنَ اور ایسے ہی
ہم ظالمونکو سزا دیتے ہین جنت سے محروم ہونے مین جرم کا ذکر کیا اور دوزخ مین داخل ہونے مین ظلم فرمایا اس تنبیہ کے واسطے
کہ سب سے بڑا جرم ظلم کفر وشرک ہو پھر وعید کفار کے بعد اکرام مومنین کو ذکر فرمایا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو لوگ
ایمان لائے یعنی تصدیق کی اور نیک کام کیئے۔ موصول مع صلہ کے مبتدا ہو اور قولہ لَا نُکَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا یہ جملہ معترضہ ہو
درمیان مبتدا وخبر کے اور اسکے معنی یہ ہین نہین تکلیف دیتے ہم کسی نفس کو مگر اسکی وسعت بھر یعنے جسقدر وہ عمل کرسکے **قال الزجاج**
وسع اسقدر کہ جسپر قدرت ہو اور اس سے عاجز نہو۔ اور جسنے کہا کہ وسع بمعنی بذل المجہود ہو اسنے غلط کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ
فرائض و واجبات جسطرح شرع مین آئے ہین سب داخل وسعت ہین خارج نہین ہین لہذا جو شخص کھڑے ہوکر نماز نہین پڑھ سکتا
مثلاً وہ بیٹھکر پڑھے ورنہ لیٹکر اشارہ سے پڑھے بالجملہ وسعت سے خارج تکلیف نہین حتی کہ جو باوجود قصد کے نماز کے وقت
سوگیا وہ گناہگار نہین لیکن جب جاگے تو قضا کرے پھر مبتدا مذکور کی خبر یہ ہو اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ
یعنے اس صفت کے لوگ جنھون نے دل سے سچ مانا اور نیک کام کیئے ہین یہ جنتی ہین یہ جنت مین ہمیشہ رہینگے اہل جنت کے درجے جدا جدا ہونگے
اور کبھی بعض مومنون کو بعض کی طرف سے دنیا مین میل رہا پھر اگر جنت مین اونچے درجہ کی ہوس یا جس سے میل تھا اسکے دیکھنے سے
ملال ہو تو جنت مین کوئی ملال نہین لہٰذا یہ انعام ذکر فرمایا وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اور نکال ڈالا ہمنے جو انکے سینون مین
تھا غل۔ یعنے حقد کہ جو دنیا مین انکے درمیان ہوگیا تھا اور نیز حسد **قال فی المعالم** یعنے ہمنے انکو بھائی بھائی کردیا کہ آپس

نہ ہونگے اور نہ رہینگے کوئی دوسرے سے کسی بات پر جس سے اللہ تعالی نے اسکو مخصوص فرمایا ہے حسد نہ کریگا کما فی قولہ تعالی اخوانا علی سرر متقابلین الآیۃ **قال الحافظ** قولہ تعالے ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی حسد و بغض جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین اس سے نجات پا جاوینگے کہ دوزخ میں بھیجے جاوین تو جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جاوینگے پس جو مظلمہ کہ دنیا میں انکے درمیان تھے انکا قصاص لیا جائیگا یہانتک کہ جب مہذب و صاف ہو جاوینگے تو انکو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا پس قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ہر شخص جنت میں اپنے مسکن کو اس سے زیادہ پہچانیگا جتنا کہ دنیا میں اپنے گھر کو پہچانتا تھا رواہ البخاری۔ اور **سُدی** رح نے کہا کہ جب جنتی لوگ جنت کو روانہ کیے جاوینگے تو اسکے دروازہ پر ایک درخت پاوینگے کہ جسکی اصل ساق سے دو چشمہ جاری ہونگے پس ایک سے پانی پینگے تو جو کچھ انکے سینہ میں غل ہوگا سب نکل جائیگا پس یہ شراب طہور ہے اور دوسرے چشمہ سے نہاوینگے تو انپر نضرۃ النعیم جاری ہوگی پس اسکے بعد انکو شعث و شحوب کبھی نہوگا اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہے کما سیاتی فی قولہ وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا الآیۃ انشاء اللہ تعالے۔ قتادہ رح نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین لوگوں میں سے ہوں جنکی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل۔ رواہ ابن جریر اور عبد الرزاق نے روایت کی کہ حسن بصری رح نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ ہم ہی اہل بدر کے حق میں نازل ہوا قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل **مترجم** کہتا ہے اسمیں دلالت ہے کہ یہ میل انکے سینوں میں ہو لیکن انکے دل صاف تھے والحمد للہ علی ذلک۔ پھر اور انکا حال پاکیزہ بیان فرمایا تجری من تحتہم الانہار و جاری ہونگی انکے نیچے یعنی انکے مکانوں کے نیچے نہریں پھر جب ان عالیشان مکانوں میں اس نعمت سے قرار پکڑینگے تو شکریہ ادا کرینگے چنانچہ فرمایا وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا اور کہینگے کہ جمیع حمد ثابت ہے واسطے اللہ تعالی کے جسنے ہمکو ہدایت دی اسکی یعنے ایسے عمل خیر کی جسکے عوض یہ ثواب ہے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اور ہم خود نہ تھے کہ ہدایت پاویں اگر ہمکو اللہ تعالے ہدایت نفرماتا لولا کا جواب بسبب دلالت ماقبل کے محذوف ہے اگر کہا جاوے کہ ماقبل کیوں جواب نہیں تو کہونگا کہ لولا کا جواب اسپر مقدم نہیں ہوتا جیسا کہ علماء نحو نے تصریح کی ہے اور حذف جواب کے ساتھ اسطور پر شائع و ذائع مستعمل ہے لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ یہ بھی اہل جنت کا بقیہ قول ہے المعنی اور البتہ لائے تھے ہمارے پروردگار کے رسل علیہم السلام سچی بات یعنے سچے ایمان و اعمال کی باتیں اور سچے وعدے دیے تھے نسائی و ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب جنتی اور ہر آدمی دوزخ میں سے اپنا ٹھکانا دیکھیگا پس کہیگا لولا ان ہدانی اللہ پس یہ اسکے واسطے شکر ہو جائیگا اور ہر دوزخی اپنا ٹھکانا جنت میں سے دیکھیگا پس کہیگا لو ان اللہ ہدانی پس اسکے واسطے حسرت ہو جائیگا۔ اسی واسطے جب اہل جنت نے جنت میں اپنے ٹھکانے پائے تو وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ پکارے گئے کہ یہ تمھاری جنت ہے جسکے تم وارث کیے گئے بسبب اپنے اعمال صالحہ ادا کرنے کے **قال محی السنۃ البغوی فی المعالم** بعض نے کہا کہ یہ ندا اسوقت ہوگی کہ جب دور سے جنت کو دیکھینگے اور بعض نے کہا کہ یہ ندا جنت میں ہوگی جب اپنے اپنے ٹھکانے پہونچ جاوینگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آواز دینے والا پکاریگا کہ تمھارے لیے ثابت ہوا کہ زندہ رہو پھر کبھی نہ مروگے اور تمھارے لیے ثابت ہوا کہ نعمت میں رہو پھر کبھی محتاج نہوگے پس یہی ہے قولہ ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموہا بما کنتم تعملون۔

رواہ مسلم۔ **قال الحائزؒ** یعنے بسبب تمہارے اعمال کے تمکو رحمت الٰہی پہونچی پس تم جنت مین داخل ہو [illegible]
اپنے اپنے ٹھکانے پہونچے **قال الحافظ** اور یہ تاویل اسوجہ سے واجب ہو کہ صحیحین مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا [illegible]
[illegible] رب ہو اور خبردار ہو کہ تم مین سے کوئی بسبب اپنے اعمال کے ہرگز جنت مین داخل نہو گا یعنی بدون رحمت الٰہی کے تو صحابہ رضی اللہ
عنہم نے عرض کیا کہ اور نہ آپ یا رسول اللہ تو فرمایا کہ اور نہین مگر آنکہ اوتعالےٰ مجھکو اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لیوے
**قال المترجم** خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ذٰلک الفضل من اللہ یعنے جنت مین داخل ہونا فضل ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرمایا
فسیدخلھم فی رحمۃ منہ وفضل یعنی عنقریب اوتعالیٰ ان نیکوکار بندونکو اپنی رحمت و فضل مین داخل کریگا یہی اہل سنت کا مذہب ہو اور
کشاف مین معتزلہ کے قول کے موافق کہا کہ قولہ بما کنتم تعملون یعنی بسبب اپنے اعمال کے وارث ہوئے نہ بسبب فضل الٰہی کے **قال
المترجم** یہ قول اُسکا مردود ہو جیساکہ حدیث صحیح و آیات دیگر سے ثابت ہوا اگر کہا جاوے کہ آیت مین تصریح ہو کہ بسبب عمل کے وارث
ہوئے اور حدیث مین اسکی نفی ہو تو جواب یہ ہو کہ بسبب اعمال کے رحمت ملی جس سے وارث ہوئے کما سبق۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے
فتح الباری مین جواب دیا کہ حدیث مین نفی ہو بسبب ایسے اعمال کے داخل ہونے کے جو قبولیت سے خالی ہون یعنی کوئی شخص اپنے ایسے
اعمال سے جو اللہ تعالےٰ نے قبول نہین فرمائے جنت مین نہ داخل ہوگا اور آیت کریمہ مین ایسے اعمال کے سبب داخل ہونا ثابت کیا گیا
جنکو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہو اور اعمال کا قبول کرنا فضل ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے **قال القرطبی** بالجملہ جنت و اُسکے منازل
بدون رحمت الٰہی کے نہین مل سکتے ہین پس جب اپنے اعمال کیوجہ سے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وارث ہوے
اور اُسکے فضل سے داخل ہوئے اسواسطے کہ اُنکے اعمال حضرت اوتعالیٰ کی طرف سے رحمت و فضل ہین **قال المترجم**
توضیح یہ ہو کہ اعمال صالحہ بندے کے مخلوق نہین ہین بلکہ نیکوکاری فضل و رحمت ہو اللہ تعالیٰ کیطرف سے اور انھین اعمال کیوجہ سے جب
جنت مین داخل ہوا تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے داخل ہوا کیونکہ عمل صالح اسی وقت صالح ہو جب اُسکو
اللہ تعالےٰ قبول فرماوے اور قبول فرمانا اس کا فضل ہو پس اعمال صالحہ پر کچھ اعتماد نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت پر اور اُس کی
رحمت پر بھروسا ہو پس جو نیک کام بندہ سے صادر ہو وہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہو اور پھر اسکے قبول فرمانے کی آرزو کرے جو
کہ اسیکے فضل پر موقوف ہو پھر جب قبول ہوئے تو اُسکے یہی معنی ہین کہ جنت و رضوان مین داخل ہوا اور بیان سے ظاہر ہوا کہ
جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اعمال نیک کچھ چیز نہین محض بیکار ہین اُسنے غلط کیا اور نیز جسنے یہ وہم کیا کہ اعمال پر اعتماد ہو وہی
سبب ہین وہ بھی راہ غلط پر چلا اور تحقیق اسکی انشاء اللہ تعالیٰ آویگی **ف فی العرائس** قولہ ونزعنا ما فی صدورھم من غل الآیۃ
حق تعالےٰ عزوجل نے ثابت فرمایا کہ اہل ولایت و قرب و منزلت کے سینے باوجودیکہ نور اسلام و یقین کے مقامات ہین لیکن علت
بشری یعنی غل و غش وغیرہ کے لیے بھی ایمین گنجائش ہو اور ایسی علتون و بشریت کی جہت سے ولی مومن خارج نہین ہو جاتا پس کوئی گمان
کرنیوالا یہ گمان نہ کرے کہ وے لوگ مقدس پیدا ہوئے اور اگر یہی ہوتا تو اپنا یہ احسان کیونکر ہوتا کہ انکے سینے ہر ایسے خطرات سے
پاک فرمائے جو حضرت اوتعالےٰ کے لائق نہین اور تصدیق اسکی قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہو کہ فرمایا یہ آیت واللہ ہمین
اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی ہو اور نیز احتمال ہو کہ یہ نزع یعنے نکال لینا اشارہ ہو کہ انکے دل اس میل کچیل یعنی غل و حسد وغیرہ سے
پاک پیدا ہوئے ہین اور پاک کیئے گئے ہین کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام ہین اور یہ علت حقد و حسد کی انکے سینون پر جاری [illegible]

Marfat.com

[illegible] الگ ہین کیونکہ وہ شیطانی وسوسہ کا مقام ہین کما فی قولہ تعالیٰ یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ اور علت جبلت دل مین داخل ہو تو اوپر سے طاری ہو اسکا اثر کچھ جا نہین رہ سکتا پس اولیاء کی علت تو سینون مین ہو سکتی ہی اور عوام کی علت البتہ دلون تک ملجاتی ہی۔ بعض نے کہا کہ غل سے مراد باہمی حسد و بغض ہی جس سے آنحضرت صلعم نے فی قولہ لاتحاسدوا ولاتباغضوا ولاتدابروا اور منع فرمایا اور بقولہ وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ سے بھائی بھائی ہونے کا حکم دیا۔ بعض نے فرمایا کہ جو بندہ درگاہ قرب مین داخل ہوا اس سے نفس کی رعونت اور شیطان کے حظوظ نکل جاتے ہین جیسا کہ قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل۔ سے ثابت ہی میرے نزدیک واللہ اعلم یون ہی کہ کوئی شخص درجہ ولایت کو نہین پہونچتا مگر آنکہ اوتعالیٰ قبل اسکے کہ وہ درجہ ولایت پر پہونچ جاوے اسکے سینہ کو تمام علتون سے پاک کردیتا ہی **قال المترجم** مجھے اسمین تامل ہی کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو اثر پہلے مروی ہوا اس سے صریح ثابت ہی کہ قیامت مین انکے سینون سے پاک کیا جائیگا اور یہ ظاہر ہی کہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ درجہ ولایت سے جو معروف ہی بہت بڑھا ہوا تھا حتی کہ کوئی ولی اُن کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا فافہم واللہ اعلم۔ ثم قال الشیخ۔ پھر اس آیت کے بعد اوتعالیٰ نے ان بندون کی ثنا و صفت فرمائی بایںطور کہ انھون نے اپنے اوپراز لی فضل الٰہی و قدیم لطف و احسان کو جو علت اعمال و اکتساب سے بری ہی پہچانکر حمد الٰہی ادا کی جب کہ دیدار کی فضیلت و انعام جنت سے اپنے آپ کو مشرف دیکھا چنانچہ فرمایا وقالوا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔ واضح ہو کہ آن بمعنی اَنّہ ہی یعنی ان مشددہ کا مخفف ہی یا اَن مفسرہ بمعنی اَیْ ہی اور یہی مابعد کے چار مقامون مین بھی ہو سکتا ہی۔ اور معنی آنکہ ہمکو خود اوتعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی طرف ہدایت فرمائی اور یہ اسکا سابق انعام مقدر ہی جو ازل مین ہو چکا تھا بعض نے کہا کہ ہمکو اپنی توحید پر دلالت فرمائی اور ہمکو اپنے علم قدیم مین اپنے خاص بندون مین سے قرار دیا اور ہمارے واسطے نہایت [illegible] اختیار فرمایا اور اگر ہمکو ہمارے نفوس کی سپردگی مین فرماتا تو ہم اول ہی لحظہ مین تباہ و برباد ہو جاتے۔ بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ ہیبت الٰہی پر نظر کرنے سے حال مین انقباض طاری ہوتا ہی اور بسا اوقات انبساط بھی ہوتا ہی اور بندہ ان دونون حالتون کے درمیان مین متردد رہتا ہی پس حال انبساط کا نتیجہ تھا کہ جو انھون نے الحمد للہ الذی ہدانا لہذا۔ کہا شیخ ابن عطاؒ نے کہا کہ جب اُنھون نے دیکھا کہ حق عزوجل نے انکو ہدایت فرمائی اور اس ہدایت کو حق جل وعلا کی طرف سے دیکھا تو وہ لوگ اپنے افعال و اعمال [illegible] اور پہچان لیا کہ یہ فضل اپر احسان ہی پس کھڑے ہوکر شکریہ ادا کر [illegible]

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ [illegible]

پکارا جنت والون نے آگ والون کو کہ ہم پا چکے جو ہمکو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو تمنے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا

قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا

بولے ہان پھر پکارا ایک پکارنیوالے نے انکے بیچ مین کہ لعنت ہی اللہ کی بے انصافون پر جو روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہین

وقف لازم عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۘ

اسمین کجی اور وہ آخرت سے منکر ہین

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکارینگے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ دوزخیون کو یعنی دوزخیون کو قائل کرنے اور لاجواب کرنے کو جنت والے آواز دینگے اور ظاہر یہ ہی کہ مطلقاً جنتی لوگ دوزخیون کو آواز دینگے اور بعض نے کہا کہ اصحاب الجنۃ

Marfat.com

واصحاب النار مین لفظ جمع کا مقابلہ جمع سے ہے پس توزیع ہوکر فرد بمقابلہ فرد ہوگا تو جنت والون [illegible]
ہر فریق کافر کو جسکو دنیا مین پہچانتا تھا آواز دیگا اور لفظ اصحاب النار سے ظاہرا وہ لوگ مراد ہین جو دائمی [illegible]
گنہگار مسلمان جو دوزخ مین جاوینگے انکو وعدہ و وعید الٰہی مین شک نہین تھا پس انکو اقرار کرانے کے کوئی معنی نہین [illegible]
رمایا اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ہمنے پایا جو ہمکو ہمارے رب نے وعدہ دیا تھا برحق یعنی وعدہ [illegible]
یعنے اسکی تحقیق تاویل ظاہر ہوگئی فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا پھر کیا تمنے بھی پائی جو تمکو تمہارے پروردگار [illegible]
کی وعید فرمائی تھی برحق یعنے تمنے بھی وعید عذاب کو برحق پایا اور یہ استفہام تقریری ہے بغرض تبکیت وحسرت دلانے کی [illegible]
نے ناچار جواب دیا جیساکہ نقل فرمایا قَالُوْا نَعَمْ دوزخی بولے کہ ہان تحقیق پایا فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ فنادی منادی بین الفریقین
پھر پکارا ایک پکارنے والے نے دونون فریق کے درمیان مین سب کو سناکر اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ لعنت ہے اللہ تعالیٰ
کی ظالمون یعنی کافرون ومشرکون پر اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنے ایسے ظالم لوگ جو اپنی جانون پر ظلم کرنے کے باوجود
لوگون کو دین الٰہی سے روکتے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے سبیل کو اسطرح کہ ٹیڑھی ہووے ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ اللہ
تعالیٰ کے سوائے اور کے لیئے عبادت نماز وغیرہ ادا کرتے اور جسکی اللہ تعالیٰ نے تعظیم نہین فرمائی اسکی تعظیم کرتے عوجا بفتح
موحدہ ہے اور بکسر عین جملہ دین مین اور رائے مین اور ہر ایسی چیز مین جو قائم نہو اسکی کجی کو کہتے ہین اور بفتح عین ہر ایسی چیز مین جو دیوار و نیزہ وغیرہ کے
مانند منتصب ہو بولتے ہین حاصل آنکہ راہ مستقیم پر جسطرح وہ مستقیم ہے نہین چلتے بلکہ اسمین کجی ومیلان چاہتے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ
اور وہ آخرت وقیامت سے کافر ہے بعض نے کہا کہ یہ مؤذن ملائکہ ہونگے اور بعض نے کہا کہ اسرافیل ہونگے **قال الحافظ** جیسے
اہل جنت کا دوزخیون کو توبیخ کرنا مذکور ہوا ایسے ہی رسول اللہ صلعم نے جنگ بدر کے روز کافر مقتولون کو جو قلیب بدر مین ڈالے گئے
تھے تقریع فرمائی تھی یعنے قلیب مذکور کے کنارے کھڑے ہوکر ابوجہل وعتبہ وشیبہ وغیرہ مقتول کافرون کا نام لیکر فرمایا کہ ہل وجدتم ما وعد
ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسی قوم سے خطاب فرماتے ہین جو مردار ہو چکے
ہو گئے ہین تو فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ جو مین کہتا ہون اسکو اس قوم سے زیادہ سننے والے
تم نہین ہو لیکن یہ قوم اسکا جواب دینے کی استطاعت نہین رکھتی ہین **مترجم** کہتا ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق مُردے نہین
سنتے ہین بدلیل آیات جو آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آوینگی اور حدیث مذکور مین معجزہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا کلام ان
مقتولون نے سُن لیا والمسئلۃ معروفۃ

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
اور دونون کے بیچ مین ایک دیوار ہے اور اسکے سرے پر مرد ہین کہ پہچانتے ہین ... اور پکارے جنت والون کو کہ سلامتی [illegible]
عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا
تمپر ... داخل نہین ہوئے جنت مین اور وہ امید وار ہین اور جب پھری انکی نگاہ دوزخ والون کی طرف ... بولے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝
اے رب ہمارے نہ کر ہمکو گنہگارون کے ساتھ

ع ۵

وبینہما حجاب ای بین اصحاب الجنۃ واصحاب النار یعنی جنتیون اور دوزخیون کے درمیان مین حجابؔ ایک حجاب ہی جو درمیان مین حائل
ہی بعض نے کہا کہ وہی سورؔ اعراف ہی کما فی قولہ تعالیٰ فضرب بینہم بسور الآیۃ۔ اور احتمال ہی کہ بینہما کی ضمیر خود جنت و دوزخ کی طرف راجع ہو
یعنی دوزخ وجنت کے بیچ مین ایک حجاب ہی جو ایک مین دوسرے کا اثر پہونچنے سے مانع ہی ذکرہ البیضاوی وَعَلَی الْاَعْرَافِ
اعراف دیوار جنت ہی اور وہی حجاب ہی اور یہ ابن عباس رضؓ سے مروی ہی اسیواسطے الاعراف معرف باللام آیا کیونکہ مراد اس سے
حجاب مذکور ہی اور زمخشری نے کہا کہ الاعراف ای اعراف الحجاب یعنی عالیہ یعنی حجاب مذکور کے اعراف پر یعنی بلندیون پر
**قال البیضاوی** اعراف جمع عرف اور وہ مستعار از قول عرف الفرس وعرف الدیک ہی یعنے اسکی گردن کے بال اور بعض
نے کہا کہ انکو عرف اسواسطے کہتے ہین کہ بنسبت باقی جسم کے اونچے ہوتے ہین اور عرف ہر وہ چیز جو کسی شئ مین سے مرتفع ہو
وہ بسبب ظہور کے اعراف ہوتی ہین بالجملہ معنی یہ کہ اعراف پر رِجَالٌ تھوڑے مرد ہین یعنے اعراف پر ایک گروہ مردون کا ہوگا
یَعۡرِفُوۡنَ کُلًّا بِسِیۡمٰھُمۡ ای یعرفون کل واحد من اہل الجنۃ والنار بعلاماتہم وہی بیاض الوجوہ للمومنین وسوادہا للکافرین لرؤیتہم لہم
اذ موضعہم عال۔ جو پہچانینگے ہر ایک فریق کو یعنی اہل جنت کو اور اہل دوزخ کو انکی علامتون کی وجہ سے اور وہ علامت یہ کہ مومنین
کے چہرے منور سپید ہونگے اور کافرون کے چہرے سیاہ ہونگے اور اعراف والے اس وجہ سے پہچانینگے کہ ان دونون فریق مین سے
ہر ایک کو دیکھینگے کیونکہ وہ اونچی جگہ پر ہونگے اور بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ شناخت انکو الہام سے ہوگی یا ملائکہ کے سکھلانے
سے حاصل ہوگی سیما بروزن فعلی ماخوذ از قولہم سام ابلہ یعنی چراگاہ مین اپنے اونٹ کو علامت لگا کر چھوڑا۔ یا وسم بمعنی داغ علامت
ونشان سے ماخوذ ہی پس یہ مقلوب ہی جیسے جاہ کا لفظ مقلوب از وجہ ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اسمین اختلاف ہی کہ اعراف پر جو مرد ہونگے
کون لوگ ہین اسمین تیرہ۱۳ قول ہین جنکو **قرطبی** رحؒ نے مفصل ذکر کیا جنمین بعض سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ از قسم ملائکہ ہین بصورت رجال
اور بعض سے آدمی ہونا پھر بعض سے انکا اہل جنت سے افضل ہونا اور بعض سے مفضول ہونا معلوم ہوتا ہی ولیکن ان اقوال کے
واسطے کوئی دلیل قطعی نہین اور **مترجم** کو بہتر معلوم ہوا کہ **حافظ ابن کثیر** رحمہ اللہ کی تفسیر سے یہ مقام ملخص ترجمہ کرے قولہ تعالیٰ
حجاب الآیۃ حجاب حاجز جو دوزخیون کو جنت مین آنے سے مانع ہی **قال ابن جریرؒ** وہ سور یعنی دیوار ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے
قولہ فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب الآیۃ مین فرمایا ہی اور یہی اعراف ہی جسکو حق تعالیٰ نے قولہ علی الاعراف
رجال مین ذکر فرمایا ہی پھر سدیؒ سے روایت کی کہ حجاب وہ سور ہی اور وہ اعراف پر ہی۔ وقال مجاہد اعراف ایک حجاب درمیان جنت
و دوزخ کے ہی ایک دیوار ہی جسمین دروازہ ہی **ابن جریرؒ** نے کہا کہ اعراف جمع عرف ہی اور ہر مرتفع زمین کو عرب والے عرف
کہتے ہین اور عرف الدیک بسبب ارتفاع کے عرف کہلایا عن ابن عباس۔ اعراف ہر اونچی چیز کو کہتے ہین۔ مجاہد عن ابن عباس
اعراف ایک دیوار ہی مانند عرف الدیک کے۔ وفی روایۃ عنہ۔ اعراف ایک اونچا ٹیلہ درمیان دوزخ وجنت کے ہی جسپر کچھ گنہگار
لوگ محبوس رہینگے وفی روایۃ عنہ اعراف دوزخ وجنت کے درمیان دیوار ہی اور یہی ضحاک وبہتیرے علماء تفسیر سے مروی ہی اور
سدی نے کہا کہ اعراف اسواسطے نام ہوا کہ وہان کے لوگ ایسے ہونگے کہ اور لوگون کو شناخت کرینگے پھر مفسرین کی عبارات مختلف ہین
اعراف پر یہ کون لوگ ہین ولیکن معنی ان مختلف عبارات کے قریب قریب ہین اور مرجع انکا ایک معنی کی طرف ہی یعنی ایسی قوم ہوگی
جنکی نیکیان و برائیان برابر ہونگی اور حضرت حذیفہ وابن عباس وابن مسعود وبہت سے سلف رضی اللہ عنہم وخلف رحمہم اللہ سے

Marfat.com

یہ صریح منصوص روایت کیا گیا اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ [illegible]
برابر ہون اسکا حال آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہی اعراف والے لوگ ہین جو جنت مین داخل نہین ہوئے
**قال الحافظ** ہذا حدیث غریب۔ عبدالرحمن المزنی سے مرفوع روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اہل اعراف کو فرمایا کہ وہ لوگ ہین
جنہون نے اپنے باپ کی معصیت کی اور راہ خدا مین شہید ہوے پس باپ کی نافرمانی کے سے تو جنت مین داخل ہونے سے [illegible]
گئے اور راہ خدا مین شہید ہونا انکو دوزخ مین داخل ہونے سے مانع ہوا۔ رواہ سعید بن منصور وابن ابی حاتم وابن مردویہ
والبیہقی والطبرانی وابو الشیخ وعبد بن حمید وابن منیع۔ وقد رواہ ابن ماجہ مرفوعاً من حدیث ابی سعید الخدری وابن عباس رضی اللہ
عنہما **قال الحافظ** ان احادیث کا مرفوع ہونا واللہ اعلم صحیح ہی یا نہین لیکن آخر اس سے کم نہین کہ یہ خبر موقوف ہو یعنے انہین
صحابہؓ کا قول ہو تب بھی جو ہمنے ذکر کیا اسکے واسطے دلیل ہی۔ حذیفہؓ سے روایت ہی کہ وہ ایسے لوگ ہین جنکی نیکیان وبرائیان برابر ہین
پس برائیون نے جنت مین جانے سے روکا اور نیکیان دوزخ سے آڑے آئین پس دیوار پر ٹھہرا رکھے گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ
انکے درمیان حکم کرے۔ رواہ ابن جریر۔ اور عمرو بن جریر سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم سے اعراف والے لوگون کو پوچھا گیا
تو فرمایا کہ بندون مین سے سب سے آخر جنکے درمیان او تعالے فیصلہ فرماویگا وہ اہل اعراف ہین پس جب او تعالی بندون کے
درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا تو فرماویگا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تمہاری نیکیون نے تمکو آگ سے نکالا اور تم جنت مین داخل نہوئے
پس تم میرے آزاد کیئے ہوئے ہو پس تم جنت مین سے جہان چاہو کھاتے پھرو۔ رواہ سعید وقال الحافظ ہذا مرسل حسنؒ اور مجاہدؒ
سے مروی ہی کہ اعراف والی قوم صالحین فقہا و علما ہونگے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہی کہ وہ ملائکہ ہونگے اور حافظؒ نے ان دونون
قولون کو غریب بلکہ قول دوم کو اغرب خلاف سیاق وخلاف جمہور قرار دیا **مترجم** کہتا ہی کہ مفسرؒ نے بھی قول جمہور اختیار کیا کہ وہ ایک
قوم ہی جسکی نیکیان وبرائیان برابر ہونگی۔ اور ابن الجوزیؒ نے ذکر کیا کہ وہ ایک قوم ہوگی جن سے انکے باپ راضی رہے اور مائین
ناراض رہین یا برعکس ہوا اور اسکو ابراہیم بن نخعیؒ سے روایت کیا اور پہلے معلوم ہوا کہ یہان دیگر اقوال ہین جنکے ثبوت مین کلام اور صحت
مین مقال اور غرابت مین کمال ہی انکے ذکر سے تطویل بیفائدہ ہی بلکہ ترک کرنا صواب ہی قولہ یعرفون کلا بسیماہم۔ یعنی اہل جنت کو انکے چہرونکی
سپیدی کے ساتھ اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی کے ساتھ پہچانین گے۔ رواہ علی بن ابی طلحہ والضحاک عن ابن عباس
اور بیضاویؒ نے جو کہا کہ یہ شناخت انکو بالہام یا بتعلیم ملائکہ ہوگی یہ قول بعید ہی اور صواب وہ ہی جو مفسرؒ نے کہا کہ اونچے مقام
سے وہ دونون کو دیکھکر پہچانینگے چنانچہ قولہ واذا صرفت ابصارہم سے یہ بات خود ظاہر ہی اور عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ اللہ تعالے نے اسمقام پر انکو اسواسطے اُتارا کہ جو لوگ جنت مین ہین اور جو لوگ دوزخ مین ہین انکو پہچانین اور دوزخیون کو
انکے چہرون کی سیاہی سے پہچانین اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگین کہ انکو قوم ظالمین کے ساتھ نہ کرے وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ
اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اور اعراف والے یہ لوگ آواز دینگے اہل جنت کو کہ سلام علیکم یعنے اہل جنت کو تحیت پہونچا دینگے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ یعنے اعراف والے جنت مین اب تک داخل نہین ہوئے اور وہ طمع کرتے ہین حسن بصریؒ
سے روایت ہی کہ یہ آیت کریمہ پڑھکر کہا کہ واللہ انکے دلون مین یہ طمع اسی واسطے ڈالدی کہ اُنکے حق مین کرامت کا ارادہ فرمایا
اور قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو انکے مقام طمع سے آگاہ فرمایا۔ اور عوفی عن ابن عباسؓ مین ہی کہ اعراف والے [illegible]

Marfat.com

اہل جنت کو تحت میں پہنچا وینگے ابھی تک وہ داخل نہین ہوئے اور طمع کرتے ہونگے کہ داخل ہوں اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہوجاوینگے
یہ قول مجاہد و الضحاک و السدی و الحسن وغیرہم۔ اور حذیفہؓ سے روایت مین ہے کہ پھر اعراف والے اس حال مین ہونگے کہ ناگاہ تو تعالےٰ
عزوجل انپر تجلی فرماویگا اور حکم دیگا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو کہ مین نے تمکو بخشدیا۔ رواہ الحاکم بالجملہ جسوقت اعراف پر ہونگے تو طمع کے
ساتھ اہل جنت پر سلام پہنچاوینگے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُھُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ اور جب پھیری جاوینگی نظرین اہل اعراف
کی بجانب دوزخیون کے قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ تو کہینگے ای ہمارے پروردگار تو ہم بندون کو قوم ظالمون
یعنے کافرون و مشرکون کے ساتھ دوزخ مین مت کیجیو۔ اسمین اشارہ ہے کہ اہل جنت پر انکی نظر جمی ہوگی اور دوزخیون کی طرف پھیری
جائیگی اور یہ دعا بھی سبب رحمت و مغفرت ہے فافہم **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم الآیۃ
دنیا مین کچھ بندے ایسے ہین کہ انکے قلوب مقام ملکوت مین پرواز کرتے ہین اور انکی روحین انوار جبروت مین پرواز کرتی ہین اور انکی
عقلین اسرار پر مطلع ہوتی ہین اور انکے اسرار خاص انوار پر مطلع ہوتے ہین پس وہ نور الٰہی کے ساتھ عرش سے تحت الثریٰ تک
بقوت الٰہی دیکھتے ہین اور تمام کو پہچانتے ہین کہ کون مقرب ہے اور کون دور پڑا ہوا ہے اور یہ بات اس مخلوق کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہے اور
چہرون پر سعادت و شقاوت کی مہر ہے جسپر یہ امر لکھا ہوا ہے اسکو سوائے عارف ربانی کے کوئی نہین پڑھ سکتا ہے اسی واسطے آنحضرت صلعم
نے اشارہ فرمایا۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنے مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہے اعراف
والے قیامت کے روز درگاہ عالی کی بلندیون پر ہونگے اور ہر دو جہان کے احوال پر مطلع ہونگے پس دوزخی ان لوگون کی طرف
نظر کرینگے تو عذاب کی بوجھ انکے دیدار سے برداشت کرلینگے۔ اور اہل جنت ان لوگون پر نظر کرینگے تو انکا عیش و سرور زیادہ ہوگا
یہ لوگ ہر قصوروار کے حق مین شفاعت کرینگے اور ہر نعمت والے کے لیے توفیر و مزید نعمت کے داعی ہونگے اور اسی پر دلالت
کرتا ہے قولہ تعالےٰ ونادوا اصحاب الجنۃ ان سلام علیکم۔ اہل اعراف کی طرف سے اہل جنت پر سلام ہونا جنتیون کے حق مین مزید
تقرب ہے اور قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون۔ یعنے اعراف والے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک انکا بڑا مرتبہ ہے مخلوق کی شفاعت
کرنے کو اس مقام پر روکے جاوینگے حالانکہ وے طمع کرتے ہونگے کہ جنت مین داخل ہو کر عوام کے ساتھ عیش کرین پس مثال
انکی مانند بادشاہون کے ہے کہ کم مرتبہ لوگون کے ساتھ انکو بیٹھنا پڑتا ہے حالانکہ دل انکے بادشاہت کی عیش کو چاہتے ہین ابو الحسن
الفارسی نے سہل بن عبد اللہ تستریؒ سے روایت کی کہ اہل معرفت ہی اعراف والے ہونگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یعرفون کلا بسیماہم پس انکو
اس مقام پر اسواسطے رکھا کہ دونون جہان والے لوگون پر انکو مطلع فرماوے جیسے دنیا مین بندون کے احوال و اسرار پر مطلع کردیا تھا
بعض نے کہا کہ اعراف والے اور لوگون کو اس نشانی سے پہچانینگے جس سے انکو دنیا مین دیکھا تھا پس بہت سی قومین تو ایسی پاوینگے
جنپر انوار قرب کے نشان ہوگا اور بہت سی قومین ایسی پہچانینگے جنپر مطرود و مردود ہونے کا نشان ہوگا **قال الاستاد**ؒ یہ لوگ جو اعراف پر
ہونگے اشراف لوگ ہونگے جو آج کے روز انوار بصائر سے مخصوص فرمائے گئے ہین اور اپنے اسرار سے مقادیر خلق پر مشرف
ہوئے ہین وہ کل کے روز یعنے قیامت مین سب کے مقامات و طبقات پر اپنے ابصار سے مطلع ہونگے **قال المترجم** عرائس کے
کلام سے اہل اعراف کا اکابر و عارفین ہونا ظاہر ہے لہذا تفسیر علماء مفسرین سے بھی ایسے اقوال ذکر کرنا بیان مناسب معلوم ہوا
ابن جریرؒ نے شرحبیل بن سعدؓ سے ذکر کیا کہ اعراف والے شہید لوگ ہونگے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ مومنین مین سے افضل علماء

وفقہار ہونگے جو اپنے ذاتی احوال سے فارغ ہو کر لوگون کے احوال دیکھنے کو مشغول ہونگے
سے ایک گروہ ہوگا اُسکو زجاج نے ذکر کیا اور ابن الانباری نے حکایت کیا ہو۔ بعض نے کہا
لوگون پر انکے اعمال کے شاہد ہونگے اور وہ ہر امت مین سے کچھ لوگ ہونگے۔ اور اسی کو ابوجعفر النحاس نے اختیار کیا
مین سے یہ بہتر قول ہو اور تجھے معلوم ہو چکا کہ بسبب ظاہر قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون کے ان اقوال مذکورہ مین
سب سے بعد قول ابومجلز ہو کہ وہ ملائکہ ہونگے فلیتامل

وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ
اور پکارے دیوار کے سرے والے کچھ مردونکو کہ انکو پہچانتے ہین نشان سے بولے کیا کام آیا تمکو جمع کرنا اور جو تم تکبر کرتے
اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ
اب یہ وہی ہین کہ تم قسم کھاتے تھے نہ پہونچاویگا انکو اللہ کچھ مہر چلے جاؤ جنت مین نہ ڈر ہے تمپر اور نہ تم غم کھاؤ

وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا ای من اصحاب النار اور پکارینگے اعراف والے کچھ لوگون کو یعنے کچھ دوزخیو
یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ جنکو انکی نشانیون سے پہچانینگے کلبی نے کہا کہ انکو نام بنام آواز دینگے کہ او فلانے او فلا
مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ من النار جَمْعُكُمْ ای جماعتکم و کثرتکم او جمعکم المال یعنے نہ بچایا تمکو آگ سے تمھاری جمع نے یعنی تمھاری
جتھے نے یا تمھارے مال جمع کرنے نے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ما مصدریہ ہے ای واستکبارکم عن الایمان۔ اور تمھار
نے ایمان لانے سے یہ جمعکم پر عطف ہے یعنی تمھارے جمع نے اور تمھارے استکبار نے آج تمکو آگ مین پڑنے سے کچھ بھی فا
کلبی نے کہا کہ پھر جنت کی طرف نظر کرینگے اور اسمین فقیر و غریب مسلمانون کو دیکھکر انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے دوزخ وا
کہینگے اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ یعنے کافرونکو سرزنش و ملامت کرتے ہوئے کہینگے کہ بھلا یہ وہی
جنکے حق مین تم دنیا مین قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انکو نہ پہونچیگی۔ حالانکہ ان لوگون سے کہدیا گیا کہ اُدْخُلُوا
لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ تم لوگ جنت مین داخل ہو رحمت و فضل کے ساتھ درحالیکہ تمھارے حق مین مقدر ہوا کہ
اور نہ تم غمگین ہو۔ واضح ہو کہ جنھون نے اہل اعراف کی تفسیر مین کہا کہ اعراف والے لوگ بہ نسبت اہل جنت کے اشرف وا
اُنھون نے آیت کی تفسیر یون بیان کی ہو کہ اعراف والے پہلے سے اس مقام پر بیٹھینگے اور وہ جنتیون اور دوزخیون مین
کو اسکی علامت سے پہچان جاوینگے پس جب اہل جنت اپنے اچھے مسکن مین جانے کو قریب پہونچین گے تو انکو آواز دیکر
علیکم یعنے جنت مین آنے کی مبارکباد و سلامتی دینگے لم یدخلوہا وہم الخ درحالیکہ جنت والے جنت مین پہونچ جانے
ہونگے اور ہنوز داخل نہوئے ہونگے۔ اور جب دوزخیون کی طرف نظر ڈالینگے تو دعا و پناہ مانگینگے کہ پروردگار ہمکو ظا
ساتھ نفرما یو۔ اور دوزخیون کو پہچانکر کہینگے کہ آج تمھارے تکبر و جمع نے تمکو دوزخ سے نجات دلوا لیا
ضعیف مسلمانون کی طرف اشارہ کر کے ان دوزخیون کو حسرت دلانے کو کہینگے کہ یہی ہین جنکی نسبت تم قسم کھایا کرتے تھے
رحمت الٰہی ہرگز نہین پہونچے گی پھر ان مسلمانون سے کہینگے کہ شاباش تم اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے
و ربنا بر قول جمہور کے تقدیر کلام یون ہو کہ یقولون مشیرا الی ضعفاء المسلمین اہٰؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ

…کہا ہو **قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس** یعنے اصحاب اعراف کہینگے کہ ادخلوا الجنۃ الخ۔
…بطریق دیگر ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اعراف والے جنتیون و دوزخیون سے وہ بات کہہ چکینگے جو اللہ تعالیٰ نے کہنا مقدر
…کرنے والون اور مالدارون سے اللہ تعالے فرماویگا اہولاء الذین اقسمتم لاینالہم الخ اور **حافظ ابن کثیرؒ** نے یہان
…حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اعراف والے ایسی قوم ہین کہ انکے اعمال نیک و بد مخلوط ہونگے پس نیک اعمال تو جنت مین جانے
…نگے اور بداعمال بھی ایسے نہونگے کہ دوزخ مین لیجاوین پس وہ اعراف پر رکھے جاوینگے کہ لوگون کو شناخت کرین پھر جب
…بندون کے درمیان فیصلہ پورا کردیگا تو ان لوگون کو اجازت فرماویگا کہ اپنے واسطے سفارشی ڈھونڈو پس آدم علیہ السلام کے
…ینگے کہ آپ ہمارے باپ ہین آپ پروردگار عزوجل کے حضور مین سفارش فرماوین آدمؑ فرمائیگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے
…سوائے کسی کو اپنے ہاتھون پیدا کردیا اور اسمین روح پھونکی اور اسکی طرف رحمت الٰہی نے غضب الٰہی پر سبقت فرمائی اور
…واسطے ملائکہ نے سجدہ کیا ہو تو کہینگے کہ نہین تب آدمؑ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا ہون اور مین تمھاری سفارش نہین کرسکتا
…تم لوگ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ پس ابراہیمؑ کے پاس آکر شفاعت کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے
…کو اللہ تعالے نے ایسا کیا کہ اپنا خلیل بنایا اور جانتے ہو کہ بھلا کسی اور کو اسکی قوم نے اللہ تعالے کے معاملہ مین آگ مین ڈالا ہو
…کہ نہین تب ابراہیم فرماویگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور مین تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم میرے فرزند موسیٰؑ کے پاس جاؤ
…لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی سے اللہ تعالے نے کلام
…مناجات مین اسکو مقرب کیا تو کہینگے کہ نہین وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم عیسیٰؑ
…جاؤ پس عیسیٰؑ سے آکر سفارش کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی کو اللہ تعالیٰ نے
…اس کو بدون باپ پیدا کیا اور اسنے مادرزاد اندھے و کوڑھی بارادۂ الٰہی اچھے کیئے اور مردے بارادۂ الٰہی زندہ کیئے ہون
…کہ نہین۔ وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس وہ محمد
…کے پاس آوینگے حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مجھ سے آکر سفارش چاہینگے تو مین ہاتھ اپنے سینہ پر رکھکر اقبال کرونگا پھر چلکر عرش کے
…حاضر ہونگا پس ایسی ثنا و صفت و حمد الٰہی مجھکو علم مین حاصل ہوجائیگی جو سننے والون نے کبھی نہین سُنی پھر مین سجدہ مین ہوجاؤنگا تو مجھسے
…کہا ای محمد اپنا سر اٹھا اور مانگ کیا مانگتا ہی تجھکو عطا ہوگا اور سفارش کر کہ تیری سفارش سنی جاویگی پس مین سر اٹھا کر عرض کرونگا
…لہٰی ای پروردگار میری امت کو بخشدے پس اوتعالیٰ عزوجل فرماویگا کہ وہ تیرے واسطے ہین یعنے تجھے بخشے گئے پس کوئی نبی
…فرشتہ مقرب نہ رہیگا جو مجھپر غبطہ نہ کرے اور یہی مقام المحمود ہی پھر مین انکو جنت مین لاؤنگا اور وہ لوگ نہر الحیاۃ پر لیجا کر
…ائینگے پس اُن کے اجسام مثل چمکتے تارے کے ہوجائینگے ولیکن انکے سینون مین سپید تل ہونگے جس سے انکی شناخت
…لوگ انکو مساکین اہل جنت کہینگے **قال المترجم** یون ہی اس مقام پر شیخ ابن کثیرؒ کے نسخہ تفسیر مین لکھا ہی اور شفاعت و
…احادیث کثرت سے متواتر المعنی مروی ہین ولیکن انمین یون ہی کہ بہت لوگون کو دوزخ مین سے نکال لاوینگے پس شاید
…انہین لوگون سے ہو جو اہل اعراف ہین بنابر آنکہ اہل اعراف ایسے لوگ ہونگے جو دوزخ مین نہین داخل ہوئے اور جنت
…داخل ہوئے بلکہ نیکیان و برائیان برابر ہونے کی وجہ سے اعراف پر محبوس رہے ہین جیساکہ قول جمہور ہی اور البتہ ثابت

Marfat.com

ہوا کہ مطلقاً شفاعت اس مقام محمود کی شفاعت سے عام ہی اور وہ حساب کے واسطے بھی ہوگی جیسا کہ احادیث [illegible]
یہ مقام اسکے بیان کا نہین ہی اور مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگے جنپر قرضہ ہی [illegible]
اللہم صل علی اوار الدین واقض دینی یا ارحم الراحمین بعض نے کہا کہ اہل اعراف مشرکون کے بچے جو مر گئے۔ اور بعض [illegible]
مین کسے مومن لوگ ہونگے اور بعض نے کہا کہ زمانہ فترت مین جو لوگ موحد رہے ہین۔ بالجملہ اسمین کوئی بات قطعی نہین [illegible]
دانا تر ہی کہ کون مراد ہین۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

اور پکارے آگ والے جنت والون کو کہ بہاؤ ہمپر تھوڑا پانی یا جو روزی تمکو دی اللہ نے بولے اللہ نے یہ

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا

دونون بند کیے ہین منکرون سے جنھون نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور بہکے دنیا کی زندگی پر سو آج ہم انکو بھلا دینگے جیسے

نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

وہ بھولے اپنے اُسدن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتون سے جھگڑتے۔

اس آیت مین اللہ تعالی نے دوزخیونکے حال ذلت رسوائی اور اہل جنت سے کھانا پانی مانگنے کو اور اس سوال گدائی کے قبول نہونیکو بیان فرمایا وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ
اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ یعنی دوزخیون نے پکار کر مانگا اہل جنت سے اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ یہ کہ افاضہ کرو ہمپر کچھ پانی اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یا جو تمکو اللہ تعالی
نے رزق دیا ہی اسمین سے افاضہ یعنی توسعہ یعنی کشایش و فراخی دینا اور معنی یہ کہ بہا دو ہمپر کچھ پانی اور اسمین دلیل ہی کہ جنت بہ نسبت دوزخ کے اونچی ہوگی
قالہ البیضاوی اور رزق سے مراد طعام ہی کما قال سدی یا اور پینے کی چیزین مراد ہین بہ نظر لفظ افاضہ کے اس مین سیلان کے معنی ہین لہذا
مفسر رح نے قول سدی رح کو اختیار کیا پس افیضوا علینا متضمن معنے القا ہے یعنے ہماری طرف ڈالدو خواہ بہاکر
یا اور کسی طور سے اور فعل مین تضمین معنے دیگر کا ہونا استعمال عرب مین شائع ہے مانند قول شاعر ۝ علفتها تبناً وماءً
بارداً۔ یعنی مین نے ناقہ کو چرائی خشک گھاس اور ٹھنڈا پانی یعنی ٹھنڈا پانی پلایا پس تعلیف متضمن معنی سقا ہی پھر حرف او جو قولہ او
مما رزقکم مین ہی یا تو اپنے معنی پر ہی یعنے دوزخیون نے بھیک مانگی کہ پانی یا کھانا جو کچھ تمہارا جی چاہے یا جو ہوسکے ہمکو دیدو اور یا حرف
او بمعنی واو ہی کیونکہ آگے دونون کی حرمت کافرون پر مذکور ہی اور عبد الرحمن بن زید نے تفسیر کی کہ دوزخی انسے پانی اور کھانا مانگینگے سعید
بن جبیر رح سے روایت ہی کہ دوزخی آدمی اپنے باپ یا بھائی کسیکو پکاریگا کہ مین آگ سے جل گیا میری طرف ذرا سا پانی بہادے اہل جنت
کو حکم ہوگا کہ انکو جواب دو تو وہ لوگ جواب دینگے جو مذکور فرمایا قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کہینگے کہ اللہ تعالی نے
اس کھانے و پانی دونون کو کافرون پر حرام فرمایا ہی یعنے جنت کے کھانے و پانی کو حرام فرمایا ہی اور رہا دوزخ کے حمیم اور زقوم [illegible]
اعوذ باللہ منہ یہ لوگ پا دینگے چنانچہ انشاء اللہ تعالی کلام مجید مین اسکا بیان آویگا اگر کہا جاوے کہ تحریم و تحلیل تو ان لوگون پر [illegible]
جن سے ایمان کے موافق احکام کی بجا آوری کو کہا گیا ہو اور دار آخرت مین یون کوئی مکلف نہوگا بلکہ یہ تو فقط دنیا مین ہی پھر کیونکر [illegible]
اللہ تعالی نے کافرون پر حرام کیا۔ تو جواب یہ کہ حرمت بمعنی منع ہی یعنے کافرون پر ممنوع فرمایا جیسے دنیا مین بندہ [illegible]
محرمات سے منع فرمایا ہی جو لوگ یہان شراب وغیرہ حرام چیزون سے نہین بچتے انکو آخرت مین حسرت ہوگی [illegible]

اور یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل الصدقہ پانی ہو اور اسی آیۂ کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ ابو صالحؒ سے مروی ہو کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو مشرکون نے اُنسے کہا کہ اگر آپ اپنے اس بھتیجے یعنی محمد صلعم کے پاس کسی کو بھیجین کہ وہ جنت سے ایک خوشہ آپکو منگوا دے تو آپکو اس سے صحت ہو جاوے پس آنحضرت صلعم کے پاس آدمی آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے تھے پس ابو بکر نے اس آدمی کو جواب دیا کہ ان اللہ حرمہما علی الکافرین پھر اللہ تعالےٰ نے کافرون کی حالت دنیاوی سے انکی مذمت بیان کی بقولہ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا یعنے جنت کا کھانا پینا کافرون پر حرام کیا جنکی یہ بدخصلت تھی کہ انھون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا تھا۔ یہ بیان مبالغہ ہو کہ دین سے بالکل خارج تھے اور جس چیز کے ساتھ ہمت صرف کرنا خوب نہین اسمین مصروف ہونا لہو ہو اور جس سے خوشی کی خواہش کرنا خوب نہین اس چیز سے خوشی کو چاہنا لعب ہے پس ہر شئے و ہر طریقہ جو شرع مین روا نہین لہو و لعب ان دو اعتبار سے ہوگا فی السراج یہ لہو و لعب جیسے شیطان نے مشرکین عرب کی نظر مین سانڈ چھوڑنا اور جانورون کے کان کاٹنا و ننگے طواف کرنا وغیرہ بدکامون کی زینت ظاہر کی تھی بعض نے کہا کہ دین کو لہو و لعب اس معنی کر کے بنایا تھا کہ جو کوئی پیغمبر یا نیک آدمی اُن کو ایمان کی طرف بلاتا تھا اس کو لہو و لعب و مسخر سے مسخرہ بناتے تھے اور انکو حقیر و ذلیل سمجھکر کہتے کہ کیا یہی لوگ جنت کی نعمتون سے سرفراز ہونگے۔ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور مغرور کر دیا تھا انکو زندگانی دنیا نے یعنی سر دست جو راحت و آرام ناپید ہونے والا انکو ملا اُسنے اپنے اوپر فریفتہ کر کے انکو اللہ تعالیٰ و رسول الٰہی پر ایمان لانے اور آخرت کا حصہ لینے سے غفلت مین ڈال رکھا یہانتک کہ اسی حال خراب مین اُنکی موت آگئی۔ غرہ اس غفلت کو کہتے ہین جو جاگتے مین ہو اور وہ انسان کی طمع اس بات مین کہ عمر دراز ہو اور خوب عیش ملے اور بہت مال و جاہ حاصل ہو پھر جب ایسا ہوا تو دنیا کی لذتون مین ڈوب کر نجات سے غافل ہو گیا۔ کذا فی السراج۔ پھر جب کافرون کی یہ بدخصلتین بیان فرمائین تو پھر فرمایا فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا ای فالیوم نترکہم فی النار جیاعا عطاشا کما نسوا لقاء ہذا الیوم وترکوا العمل لہ یعنے پس آج کے روز ہم بھی انکو آگ مین بھوکے پیاسے چھوڑ دینگے جیسے وہ خود بھولے بیٹھے رہے اس روز کی ملاقات سے باین طور کہ آج کے واسطے خود کچھ کام نہین کر رکھا اگر کہا جاوے کہ نسیان و بھول تو اللہ تعالےٰ کی جناب مین محال ہو پھر فالیوم ننساہم۔ کیونکر فرمایا۔ تو جواب یہ ہو کہ ننساہم کے یہ معنی کہ نعاملہم معاملۃ من نسیہم۔ انکے ساتھ ہم وہ برتاؤ کرینگے جیسے انکو بھولنے والا انکے ساتھ کرتا۔ اللہ تعالےٰ کے علم پاک سے کوئی چیز فراموش نہین چنانچہ خود فرمایا۔ لا یضل ربی ولا ینسی۔ اور یہان بطریق مقابلہ کے مجازًا فرمایا ہو جیسے قولہ نسوا اللہ فنسیہم۔ اور جیسے فرمایا۔ کذلک اتتک آیاتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسی۔ حاصل آنکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ ہم انکے ساتھ وہ برتاؤ کرینگے جیسے کوئی بھول کر اپنے بھولے ہوئے سے معاملہ کرتا ہو کہ ہم انکی کچھ دستگیری نکرونگے اور بالکل انکو آگ مین چھوڑ دینگے اور فالیوم کی فا فصیحہ ہو پس نسیان یہان مجازًا استعارہ ہو اور قرآن مجید مین ایسے استعارات بہت آئے ہین کیونکہ جو معانی عالم الغیب کے ہین انکو عالم الشہادۃ مین اسی چیز سے تعبیر کیا جائیگا جو اسکے مماثل و مشابہ ہو اور یہ خود ظاہر ہو۔ **قال العوفی عن ابن عباس**۔ دوزخیون کو اللہ تعالےٰ نے بھلائی سے گویا فراموش فرمایا اور آگ و تکلیف و عذاب سے فراموش نہین رکھا۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے ننساہم کی تفسیر نترکہم سے روایت کی جیسا کہ مفسرؒ نے لکھا ہو۔ مجاہدؒ نے کہا کہ ننساہم ای نترکہم فی النار۔ اور سدیؒ نے کہا ای نترکہم من الرحمۃ کما ترکوا ان یعملوا للقاء یومہم ہذا یعنے ہم انکو رحمت سے متروک رکھینگے جیسے اُنھون نے ترک کر رکھا تھا اس بات کو کہ آج کے دن کے واسطے کچھ کار خیر کرین حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے فرماویگا کہ بھلا مین نے تجھے جورو نہین دیدی مین نے تجھے مکرم نہین کر دیا مین نے تیرے زیر فرمان گھوڑے و اونٹ نہین کر دیے مین نے تجھے نہین چھوڑ دیا کہ تو کھاتا پھرے سیر ہو کر وہ عرض کریگا کہ ہان کیون نہین پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے یقین تھا کہ مجھسے ملیگا وہ عرض کریگا کہ نہین پس فرماویگا کہ پھر آج

Marfat.com

کے روز ہم بھی تجھے فراموش کرینگے جیسے توہکو بھولا ہوا تھا وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور جیسا کہ وہ [illegible]
ہماری آیات سے انکار کیا تھا اسمین دلیل ہو کہ نسیان قیامت اور نسیان آلٰہی انھین بندونکو ہو جو کا فرہین اور جاہلیا [illegible]
رہنیوالا نہین ہو مگر جو کوئی قیامت کے لیئے سامان نہ کرے اسکے حق مین تہدید ہو۔ فائدہ ف ابن العربیؒ نے [illegible] آلٰہی کو
پر سبقت کیئے ہوے ہونے کو ہر چیز مین ثابت کیا حتی کہ دوزخیون کے حق مین بھی بیان کیا اور اسی طور پر شیخ نجم الدینؒ نے [illegible]
مین قولہ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء الآیۃ کے اشارہ مین کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے [illegible]
ہو کہ دوزخیون کے واسطے اہل جنت کا پردہ اُٹھا دیا ہو حتی کہ جنت و جنتیون کے دیکھنے سے وہ لوگ عذاب سخت کو اُٹھا لیتے ہین اور [illegible]
تعالےٰ کے الطاف خفیہ مین سے ہو تو نہین دیکھتا کہ عاشق اگر برف یا زمہریر مین پڑا ہو اگر معشوق پر اسکی نظر رہے تو اسکے دیدار کی حلاوت
مین برف سے گل جانے کا دکھ نہین پاتا تجھے چاہیئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یاد کر کہ عورتون نے انکے دیدار مین کیونکر اپنے
ہاتھ کاٹ لیئے اور کٹنے کے درد سے خبر نہوئی مین نے سُنا کہ مشائخ مین سے کوئی بزرگ تھے کہ اپنے مکان کے پڑوس کی مسجد مین
مغرب و عشاء کے درمیان جاتے تھے تا کہ عشاء کی نماز ادا کرین اور ان دنون برف گرا کرتا تھا پس راہ مین دیکھا کہ ایک جھروکے کے
نیچے ایک نوجوان آدمی اپنے معشوق سے باتین کرتا ہو اور معشوق جھروکے پر ہو اور یہ دونون اپنی باتون مین ایسے غافل تھے کہ انکو شیخ
موصوف کے آنے سے خبر بھی نہوئی پھر جب شیخ موصوف عشاء کی نماز کے بعد واپس ہوئے تو بھی انکو اسی حال مین دیکھتے آئے
پھر رات گزر کر جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہوا اور شیخ موصوف لالٹین لیئے ہوے مسجد کو چلے تو دیکھا کہ وہ دونون اسی حال سے باتین
کرتے ہین اور برف اُسکے گھٹنون تک چڑھ گیا ہو جب قریب ہوئے تو معشوق نے عاشق سے کہا کہ ای پیارے اسوقت ٹلجا کہ شیخ نماز عشاء کو جاتا ہو۔
اور یہ جدائی پیش آنے سے دردناک شعر پڑھا شیخ یہ حال دیکھکر روئے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو ایک نعرہ مارا
اور گریبان چاک کر ڈالا اور کہا کہ آدمیون کے آپس کے عشق مین یہ حال ہو کہ عشاء و فجر کی خبر نہین اور برف و سردی سے اثر نہین اور مین حضرت
خالق عز وجل کے اس پردہ غفلت مین پڑا ہون ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود ٭ این فساد خوردن گندم بود ٭ عاشق صنع خدا با فر بود ٭
عاشق مصنوع او کافر بود ٭ عشق بر مردہ نباشد پائدار ٭ عشق را بر حی و بر قیوم دار ٭ عشق آن بگزین کہ جملہ انبیاء ٭ یافتند از عشق او کار و کیا ٭
قولہ افیضوا علینا من الماء اسواسطے پانی مانگا کہ وہ آگ کا ضد ہو اور اشارہ ہو ای درگاہ بے نیاز کے بندو کچھ ہمیر بھی دریائے رحمت سے پانی بہا دو
یا جو کچھ تمکو رزق تقرب حاصل ہوا ہو اس مین سے ہمکو بھی دلوا دو یعنی ہماری شفاعت کرو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ انکو ایک قطرہ نہ دیا جائے گا
باوجود اسکے کہ او تعالےٰ پاک پروردگار انکے عذاب دینے سے بے پروا ہو اور جو چاہے کہ انکو دیدے اور چاہے جس نعمت مین انکو رکھے ولیکن یہ قہر ربوبیت
عزت احدیت ہو وہ قادر مختار ہو جو چاہے کرے کون وہان دم مار سکتا ہو لا یُسئل عما یفعل وہم یُسئلون جیسے دنیا مین انکو ایک ذرہ [illegible]
نہ دی ویسے ہی آخرت مین ان حالتون مین انکو ایک قطرہ نہ عطا کریگا اور یہ لوگ پانی مانگین کہ اس سے رد ہین کیونکہ انکے [illegible]

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ
اور ہمنے انکو پہونچادی ہو کتاب جو کھول کر بیان کی ہو خبرداری سے راہ بتانی اور مہربانی ایمان والے لوگون کو کیا راہ دیکھتے ہین مگر یہی کہ اسکو [illegible]
يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ [illegible]
وہ ٹھیک پڑے گی کہنے لگین گے جو اسکو بھول رہے تھے پہلے سچ بات لائے تھے ہمارے رب کے رسول اب کوئی ہمارے سفارشی [illegible]

[illegible] اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ ع

یا ہم پھر جاویں تو ہم کام کریں سوائے اُسکے جو کر رہے تھے تحقیق ہارے اپنی جان اور بھول گیا جو جھوٹھ بناتے تھے

جب اللہ تعالےٰ عزوجل نے کافرون کی آخرت کا حال اور جس خرابی کی طرف انکا انجام ہوا ہو بیان فرما دیا تو اب یہ بھی ظاہر فرمایا کہ دنیا مین انکے عِلل واعذار سب اس طرح دفع کردیے تھے کہ رسول ہدایت کرنے والے اور کتابین رحمت سے بھیجدی تھین چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ اور البتہ اُتار دی ہمنے اُنکے پاس کتاب۔ یہان دو تفسیرین ہین ایک یہ کہ ضمیر ہم راجع بجانب اصحاب النار ہو یعنی اصحاب النار کی ہدایت کے لیئے دنیا مین ہمنے کتاب دیدی تھی اور کتاب سے جنس مراد ہو پس ہر فریق دوزخی کو کسی کتاب آسمانی کی پیروی کا حکم ہوا تھا مگر اُسنے نہ مانی اور آخر دوزخی ہوا۔ دوم یہ کہ ضمیر راجع باہل مکہ ہو اور کتاب سے قرآن مراد ہو اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا یعنی البتہ ہمنے اہل مکہ کو ایمان لانے وعمل نیک ادا کرنے کے واسطے کتاب دی جسکی یہ صفت ہو کہ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ ای بیناہ بالاخبار والوعد والوعید حال کوننا عالمین بما فصل فیہ یعنی ایسی کتاب کہ ہمنے اسکو مبین کردیا اخبار و وعدہ وعید سے درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین جو کچھ اس کتاب مین مفصل ہوا ہو یعنے عقائد واحکام و وعظ ونصیحت سب کو ہمنے ظاہر کھلا کھلا فرما دیا اور ہمنے اسکی وجہ تفصیل سے آگاہی کے ساتھ بیان کیا یہانتک کہ کتاب موصوف ایک کتاب محکم ہوئی۔ کما فی قولہ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت الآیۃ اور قرآن مین نو قسم کی تفصیل وتبیین ہو حلال حرام محکم متشابہ۔ بشارت انذار قصص۔ وعظ۔ مثل۔ اور بعض نے کہا کہ تفصیل سے مراد حق و باطل کی تمیز ہو۔ بالجملہ قولہ علی علم۔ حال ہو اُسے فصلناہ عالمین۔ اور اسمین دلیل ہو کہ اوتعالےٰ عالم بعلم ہو یعنے یہ صفت پاک اسکی ذات پاک کے لیئے ثابت ہو اور بعض نے اسکو کتاب کی ضمیر سے حال قرار دیا یعنے مشتملاً علی علم درحالیکہ وہ کتاب مشتمل ہو علم خاص پر۔ اور بعض قراءۃ مین فضلناہ بضاد معجمہ آیا یعنے تفضیل دی ہمنے اس کتاب کو دیگر کتب آسمانی پر درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ اسی فضیلت کے لائق ہو یہ قراءۃ مؤید ہو تفسیر دوم کی جسکو مفسرؒ نے اختیار کیا ہو پھر فصلناہ کی ضمیر ہٰ سے جو کتاب کی طرف راجع ہو حال فرمایا هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنے درحالیکہ یہ کتاب ہدایت ورحمت ہو ایسی قوم کے واسطے جو اسپر ایمان لاتے ہین پھر کافرون کو تنبیہ فرمائی هَلْ يَنْظُرُوْنَ ما ینتظرون نہین انتظار کرتے ہین اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ مگر اسکی تاویل کا۔ یعنے اس کتاب مین جو وعدہ و وعید مذکور ہین اور اس سے ظاہر ہوتے ہین انکے ظہور سے اسکی سچائی کھلجانیکا انتظار کر رہے ہین یعنے کافرون کے حق مین جو عذاب کا اور مومنون کے واسطے ثواب کا وعدہ ہو اور جنت و دوزخ کا بیان ہو اسکے انجام کا واقع وظاہر ہونیکا انتظار کر رہے ہین کذا قال مجاہد وغیر واحد من الائمہ رحمہم اللہ۔ ربیع بن انسؒ نے کہا کہ برابر اس کتاب کی تاویل ایک ایک کرکے آتی رہیگی یہانتک کہ جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہوجاوین پس اُسدن تاویل پوری ہوجائیگی۔ التاویل مرجع الشئی ومصیرہ یعنی تاویل ہر چیز کی وہ ہو جو انجام کار مین اُس شئے کا ظہور ہوا اور یہی معنی ہین کہ تاویل الشئی مایؤول الیہ امرہ یعنی تاویل ہر شئی کی وہ ہو جس طرف اُس شئی کا انجام کار ہو پس قرآن مین جو امور آیندہ کے واسطے مذکور ہین انکی تاویل وہی انکا واقع ہونا اور قرآن مجید کی سچائی برملا ظاہر ہوجانا پس کافرونکو تہدید فرمائی کہ ابھی نہین سچ مانتے ہین تو کیا اسکے وعدہ و وعید وغیرہ کی تاویل کے منتظر ہین يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ جسدن اسکی تاویل آجاویگی تو جنلوگون نے اسکو پہلے سے فراموش کر رکھا تھا اسوقت کہینگے کہ البتہ ہمارے پروردگار کے رسول علیہم السلام سچ بات لائے تھے یوم سے مراد روز قیامت ہو جیسا کہ ابن عباسؓ وجملہ مفسرین نے بیان کیا ہو مگر ربیع بن انسؒ کے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ مشرکین مکہ کے قتل وخوار ہونے کی تاویل اور ایسے ہی

یہود و نصاری کے قتل و خوار و تابع ہونے کی تاویل جسکی خبر پہلے سے فرمائی تھی وہ ظاہر ہوئی [illegible]
ولیکن اس کلام مین قیامت کے روز کے واقع ہونے والی تاویل مراد ہی اور نسوہ من قبل کے یہ معنی کہ اس کتاب [illegible]
پہلے سے یعنی دار الدنیا مین فراموش و ترک کیا تھا یعنے اسطرح چھوڑا تھا جیسے فراموش کرنے والا بے پروا چھوڑتا [illegible]
جب اس کتاب مجید کی تاویل واقع ہوگی تو دنیا مین اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو چھوڑنے والے آنکھون دیکھکر [illegible]
اللہ تعالے کے رسول علیہم السلام سب سچی باتین لائے تھے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ ہمنے نہ مانا اور اسکے موافق عمل نہ کیا حالانکہ [illegible]
واقرار وہان کچھ مفید نہوگا تب کافر کہینگے کہ فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ بھلا ہمارے
واسطے کوئی شفاعت کرنیوالون سے ہین کہ ہماری سفارش کرین یا ہم پھیر دیے جاوین تو ہم عمل کرین سوائے اس عمل کے جو ہم کیا کرتے
تھے پس نرد مرفوع اور عطف ہی لنا من شفعاء پر ای ہل نرد اور ایک قراءۃ مین نرد بالنصب ہی پس فیشفعوا پر عطف ہی یا حرف او
بمعنی الی ان ہی پس اول صورت مین درخواست دو باتون مین سے ایک بات کی ہی کہ ہمارے واسطے کوئی شفیع ہون یا ہم دنیا مین پھیرے
جاوین اور دوسری صورت یعنے قراءہ نصب پر اگر عطف ہی تو درخواست یہ ہی کہ شفیع ہون یا تو سفارش سے معاف کرادین یا دنیا کو واپس کے
یا واپس کرادین انکو بدون سفارش کے اور اگر حرف او بمعنی الی ان ہی تو شفیع ہون جنکی سفارش سے یہ ہو کہ دنیا مین رد کیے جاوین پس
جاکر عمل کرین سوائے اس عمل کے جو کرتے تھے یعنی شرک و کفر و بد اعمال کے سوائے توحید و نیک اعمال کرین اور ہرگز شرک کے پاس
نہ پھٹکین پس فنعمل بالنصب جواب فقط استفہام ثانی کا ہی اور بعض قراءۃ مین نعمل مرفوع آیا ای فنحن نعمل یعنی اظہار ہی کہ بر تقدیر واپس کیے جانے
کے ہم پہلے اعمال کے سوائے توحید و اعمال صالح ادا کرینگے حالانکہ درحقیقت جھوٹے ہین کما قال اللہ تعالی ولو تری اذ وقفوا علی النار
فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المومنین بل بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون۔
اسی واسطے مفسر رح نے یہان جواب استفہام مین لا مقدر کیا یعنی انکی اس درخواست کا جواب یہ ہوگا کہ نہین یعنے نہ تمھارے شفیع ہین اور
نہ تم پھیرے جاؤگے قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ او تعالے نے فرمایا کہ البتہ خسارہ مین ڈالا اُن کافرون نے اپنی جانون کو کیونکہ اپنے آپ کو
ایسی ہلاکت مین ڈالا جس سے نجات نہین ہی وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ضل عنہم ای ذہب عنہم جاتا رہا اُن سے یعنی باطل ہوا
اور کچھ بھی انکے کام نہ آیا جو دنیا مین شریک وغیرہ کا دعوی بنایا کرتے تھے پس ما کانوا مین ما مصدریہ ہی یعنی باطل ہوا انکا افترا اور احتمال
ہی کہ ما موصولہ ہو یعنی وہ چیز جسکو افترا سے شریک وغیرہ بناتے تھے وہ یہان باطل ظاہر ہوئی کہ کچھ بھی انکے آڑے نہ آسکی اور انکو اب یقینی ہوگا
کہ تاویل کے انتظار مین بڑی غفلت و غلطی کی کہ اسکی اصلاح اب ممکن نہین ہی ف فی العرائس قولہ تعالی ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ
الآیۃ اللہ تعالے لے مومنون کے لیئے ہدایت و رحمت اپنا کلام قدیم بھیجنے سے احسان رکھا اور جو سعادات و کرامات و درجات عمدہ
انکے واسطے آخرت مین رکھے ہین اس سے آگاہ فرمایا اور اسی کتاب مجید سے انکو اعمال پاکیزہ و حالات شریف و مقامات بلند کیطرف
ہدایت کی اور اسی سے اپنے اسماء پاک و نعوت و صفات مقدس اور ذات متعالی کی معرفت سے سرفراز کیا اور انواع صنائع
اعلام قدرت کے ہر بیان سے ہر ایک صفت قدیمہ مقدسہ کی طرف دلالت ہی جس سے معرفت ذات پاک حاصل [illegible]
کے لیئے اس کتاب سے معرفت ہی اور موحدین کے لیئے خزانہ غیب کی کشائش ہی اور غافلون کے دل سے پردہ غفلت [illegible]
کا انکشاف ہی اور لطائف سے جذب و لہائے محبین و مشتاقین و عاشقین ہی اور اسمین مقامات محبت و معارف [illegible]

**قال المترجم** سورۂ یٰسٓ کی تعریف مین آیا ہو کہ قرآن کا قلب ہو اور ترتیب ظاہری مین بھی اسی طرح واقع ہو اور اسمین اسرار و لطائف و عجائب ہین کہ وہ اکثر جیلان سے منکشف نہین ہوتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہو ہدایت فرماتا ہو **قال الشیخ** یہ سب اُسکے علم قدیم سے صادر ہو اسی سے مومنون کے دلون کو ہدایت فرماتا ہو اور یہ کتاب پاک اسکی طرف سے رحمت کافی ہو عموم و خصوص کی طرف اور جسکو اس سے اپنی طرف ہدایت فرمائی اسکے حق مین رحمت ازلی سابق ہو چکی تھی اور اس سے زیادہ کونسی نعمت ہوگی کہ اپنے کلام پاک کو ہماری طرف نازل فرما کر ہمکو نفس کی بندگی سے اور شہوات نفسانی سے چھوڑایا اور انوار ربانیہ کی طرف راہ بتائی الحمد للہ الذی منّ علینا بفواتح انعامہ ولطائف اکرامہ واصطفانا بخطابہ وجعل اسماعنا محل استماع کلامہ وقلوبنا اوطان بیانہ واسرارنا اوعیۃ انوار سلطانہ وارواحنا خزائن عرفانہ وعقولنا مشاہد برہانہ وابداننا مساقط شرائع قرآنہ لہ الحمد حمدًا کثیرًا طیبا مبارکا فیہ مبارکا یہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اُتاری جسمین گمراہی سے ہدایت ہو اور عذاب سے رحمت ہو اور دشمن و دوست مین تفریق ہو اسکے معانی پر کوئی مطلع نہین اس طور کہ فیض پاوے مگر وہی لوگ جو اسکے متشابہ پر ایمان لائے ہین اور اسکے احکام پر عمل کرتے ہین اور اوقات شب و روز مین اسکی آیات کی تلاوت کرتے ہین طالب فلاح کے لیئے اسمین فلاح ہو اور قاصد نجات کے لیئے اسمین نجات ہو اس سے کوئی ہلاک نہین ہوتا مگر وہی جسکی تقدیر مین بربادی ہو اور جسکے حق مین نجات مقدر ہو اسکو اس سے نجات ہو جب خطاب سے عارفون کو آگاہ کیا تو اپنے افعال نورانی و براہان قدرتی و آیات صفاتی اور اعلام ذاتی سے اپنی معرفت انکو دکھلائی جس سے عام لوگون کو بھی معلوم ہو جاوے کہ وہی معبود برحق اسی کی توحید فرض عین ہو۔ بقولہ تعالےٰ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ تف يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ

تمہارا رب اللہ ہو جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر بیٹھا تخت پر اُڑھاتا ہو رات پر دن

يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اُسکے پیچھے لگا آتا ہو دوڑتا اور سورج اور چاند اور تارے کام لگے اُسکے حکم پر سُن لو اُسی کا کام ہو بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بے شک تمہارا پروردگار اللہ تعالےٰ ہے جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو خلق لغت مین بمعنے تقدیر یعنے مقدر کرنا اور استعمال اس کا اس معنے مین کہ شئے کو بدون اصل سابق کے پیدا کر دینا حاصل آن کہ ان دونون کی خلقت کو بدون مثال سابق کے ابداع فرمایا اور ان کے احوال کو مقدر کیا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ روز مین۔ ایام جمع یوم اور وہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے زمانہ کو کہتے ہین اور چونکہ اس حال مین آفتاب وغیرہ کچھ نہ تھا لہذا چھ روز سے مراد اسقدر وقت ہے اور قولہ تعالےٰ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب الآیہ مین بھی چھ روز مین زمین اور آسمان مع تمام چیزون کے پیدا کرنا ثابت ہو پھر اطلاق لفظ یوم کا مقدار زائد پر بھی ہو مانند یوم القیامۃ کے اور قولہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون اور قولہ خمسین الف سنۃ مما تعدون یعنے ہزار برس اور پچاس ہزار برس کی مقدار ہمارے شمار کے موافق کو بھی یوم فرمایا بس جسنے طلوع آفتاب سے غروب تک مین یوم منحصر ہونے کو زعم کیا اسکا وہم ہو لہذا آیت مین علماء کے دو قول ہین بعض نے کہا کہ ایام دنیا کے چھ روز کی مقدار اور یہی مفسرین نے اختیار کیا اور بعض نے کہا کہ چھ روز ایام آخرت کے بحساب ہزار سال مراد ہو اور ابن عباسؓ سے ہزار سال کا دن مراد ہونا مروی ہو بعض نے لکھا کہ یہی جمہور کا قول ہو وفی تفسیر الحافظ قول اول موافق معنی متبادر ہو

اور ہزار سال مراد ہونا حضرت مجاہدؒ سے منصوص ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا اور ضحاکؒ [illegible]
قلت تصریح بروایت ضحاک باین معنی کہ انکے اسماع مین ابن عباس سے کلام ہے پس اگر نہین سُنا تو روایت منقطع ہوگی [illegible]
ایام مین بھی اختلافی دو قول ہین اول آنکہ یکشنبہ یعنی اتوار سے لیکر جمعہ تک چھ روز مین تمام پیدا ہوا اور جمعہ کو خلقت کا اختتام ہوا [illegible]
آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور رہا ساتوان روز شنبہ یعنی سنیچر تو اسمین خلقت نہین واقع ہوئی اسی سے اسکو سبت نام [illegible]
نے لکھا کہ یہی عبد اللہ بن سلام و کعب احبار و ضحاک و مجاہد کا قول ہے اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا قول دوم آنکہ ابتدائے خلقت شنبہ
سے واقع ہوئی چنانچہ ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے مٹی کو سنیچر کے روز پیدا کیا اور اسمین پہاڑون کو [illegible]
کے روز قائم کیا اور درخت دوشنبہ کے روز پیدا کیئے اور مکروہات منگل کو پیدا کین اور نور چہارشنبہ کو پیدا کیا اور جانور دواب اسمین
پنجشنبہ کو منتشر کیئے اور آدم کو جمعہ کو آخر روز پیدا فرمایا - رواہ احمد و مسلم والنسائی - علامہ اسنویؒ نے کہا کہ یہی قول بدلیل اس حدیث کے صحیح [illegible]
اور حافظ الحدیث ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالے نے چھ روز پر تنصیص فرمائی ہے اور اسمین ساتون روز کا استیعاب ہے اور اسکو [illegible] امام
مسلمؒ نے روایت کیا لیکن امام بخاری و بہت سے ائمہ الحدیث نے اس روایت مین کلام کیا اور اسکو وہم قرار دیا ہے اور کہا کہ ابو ہریرہؓ نے [illegible]
اسکو کعب احبار سے لیا ہو اور یہ حدیث مرفوع نہین ہے - اور سلیمان جملؒ نے یہان یہ اشکال پیش کیا کہ بہر حال اتوار و دوشنبہ و منگل وغیرہ
کی تقسیم کیونکر ہو سکتی ہے کیونکہ ایام دنیا وہان نہ تھے اور مقدار چھ روز کا زمانہ لینے سے اشکال نہین دفع ہوتا ہے کما لایخفی اور جواب یہ ہو سکتا ہے کہ
زمانہ کا وہان وجود نہ تھا جیسے ان ایام کا وجود نہ تھا پس علم الٰہی سے جیسے چھ ایام کی مقدار ثابت ہوئی ویسے ہی ان ایام کی توزیع ثابت ہوئی کیونکہ توزیع [illegible]
کی ہے اور سنیچر کے واسطے مقدار متروک ہے اور علی ہذا اگر ترک کا اعتبار نکیا جاوے تو وہ بھی داخل ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے روایت مذکورہ
مین استیعاب مذکور ہونا بھی مشکل نہین اور یہ بمانند قولہ تعالی لہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا - ہے حالانکہ جنت مین رات و دن کا وجود نہین ہے بالجملہ وہم
اسوجہ سے خطا کرتا ہے کہ شب و روز کے لوازم و مقدار زمانہ کے اندر سے اسکو خارج ہونے کی مجال نہین ہے پس تو اپنے وہم سے دامن
چھڑا کر عقل سے تصدیق کرے واللہ سبحانہ الموفق پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے سبحانہ قادر ہے کہ سب چیز کو ایک لحظہ مین پیدا فرماوے بلکہ وہان
دیر کے معنی بحسب ارادہ متصور ہی نہین - انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون وہان تو ادھر چاہا اور ادھر ہو گیا بلکہ چاہنا ہی پیدائش ہے
لیکن اس مدت مین پیدا کرنا مخلوق کو تثبیت کی تعلیم ہے جیسا کہ سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ تانی ٹھہراو کے ساتھ
کام کرنا اللہ تعالے کی طرف سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے - واضح ہو کہ بعضے یونانی فلاسفہ نے زعم کیا کہ اللہ تعالی سے
خلقت خود بخود باضطرار صادر ہوئی کیونکہ علت تامہ ہونے پر وجود معلول بے اختیار ہے اور یہ شیطانی گمراہی و کفر ہے وقال البیضاوی [illegible]
نے اشیاء کو تدریج کے ساتھ پیدا فرمایا باوجودیکہ او تعالے قادر تھا کہ انکو دفعۃً ایک آن مین پیدا فرماوے تو یہ اسواسطے کہ مخلوق کیلیے دلیل ہو
کہ او تعالی قادر مختار ہے اور نظر کرنے والے اس سے اعتبار حاصل کرین اور لوگون کو درنگی مین آمادگی دلائی ہو بالجملہ اللہ تعالی عز و جل
نے آسمانون و زمین اور جو کچھ انمین ہے سب چھ روز مین پیدا فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر او تعالی عرش پر مستوی ہوا [illegible]
لغت مین عرش کے معنے بادشاہی تخت کے ہین اور استواء یہان ایسا استوار مراد ہے جو او تعالی جل جلالہ کے لائق ہے [illegible]
مقام پر سلف و خلف صالحین و معتبر ائمہ فقہ و ائمہ حدیث و ائمہ کلام کا مذہب اختیار کیا کہ کوئی تاویل نہین کی [illegible]
حق ہونے کا اعتقاد کیا اور اسپر ایمان لایا اور اسکی تاویل و علم حقیقی کو اللہ عز و جل کے سپرد کیا [illegible]

Marfat.com

[illegible] الرسول الیہ الامر جیسا کہ عنقریب اوپر گزرا۔ قولہ ہل ینظرون الا تاویلہ کی تفسیر مین پس یہان معنی جو کچھ وعدہ و وعید و قیامت و جنت و دوزخ
وعیدو قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تاویل کوئی نہین جانتا کیونکہ وہ بدون واقع ہونے اور معائنہ ہوجانے کے کیونکر معلوم ہو اور یہی قولہ ہذا تاویل رؤیای
[illegible] جب حضرت یوسف ؑ کو انکے بھائیون وماں باپ نے تعظیمی سجدہ کیا تو انھون نے کہا یہ میرے خواب کی تاویل تھی دوم تاویل کے معنی یہ
کہ ظاہر معنی راجح آیت کوئی وجہ ایسی پیش آتی ہو جس سے ایک مرجوح معنی کیطرف رجوع کیا جاوے اور یہی مفسرین کی اصطلاح مین شائع ہو اور تفسیر
اس سے اعم ہو جیسا کہ ابتداے سورۂ بقرہ مین بروایت عبد الرزاق بسند جید از ابن عباس رض یہ بیان مفصل گزرا ہو پس تفسیر کلمات اور ترکیب کلام
مین مرجع اہل زبان کی طرف ہوگا اور وہی معنی ظاہر مراد ہونگے اگر کوئی دلیل ایسی قائم ہو کہ اس سے دوسرے معنی کی طرف رجوع کیا جاوے اور
بدون دلیل کے دوسرے معنی کی طرف رجوع کرنا حرام ہو جب یہ بات بیان ہوگئی تو واضح ہو کہ استواء کے معنی لغت مین برابری و بلندی و استقرار
وصعود و استیلاء و اعتدال وغیرہ کے مستعمل ہوئے ہین اور حرف علی کے ساتھ بمعنی استقرار و علو مستعمل ہو جوہری نے صحاح مین کہا کہ استوی علی ظہر
دابتہ ای استقر یعنی اپنے گھوڑے کی بیٹھ پر مستوی ہوا بمعنی آنکہ اسپر مستقر ہوا اور استوی الی السماء ای صعد یعنی آسمان کی طرف مستوی ہوا بمعنی اس طرف صعود کیا
اور چڑھ گیا اور ابو عبیدہ رح سے منقول ہو کہ یہان استواء کے معنی ارتفاع و علو کے ہین اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہو کہ استوی کی استقرار سے
تفسیر فرمائی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہو اور عرش کا استعمال لغت مین کئی معنی مین ہو چنانچہ صحاح و قاموس وغیرہ مین عرش بمعنی تخت بادشاہی مذکور ہو اور کہا گیا
کہ جو بلند ہو کر سایہ انداز ہوا اور کنایہ از عزت و سلطنت و مملکت ہو اور عرش البیت چھت اور عرش البیر لکڑی کا چوکھٹا وغیر ذالک من المعانی التی استعمل فیہا
اور یہان عرش کی تفسیر اس مقام پر تخت بادشاہی سے جیسا کہ مفسر رح نے ذکر کیا مستند ہو اور استواء کے معنی استقرار سے جو ابن عباس رض سے مروی ہو
وہی ماخوذ ہو اور علامہ نسفی رح نے جو مدارک مین اس سے انکار کیا وہ وہم و سہو ہو جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا اور ایسے ہی خفاجی رح نے جو حاشیہ بیضاوی
مین کہا کہ عرش وہ فلک الافلاک ہو یہ بھی وہم و خلاف ہو اور معتمد وہ ہو جو احادیث مین عرش کی صفت ثابت ہوئی کہ وہ آسمانون و زمین کو محیط بلکہ
بہت عظیم ہے جیسا کہ تفسیر آیۃ الکرسی مین گزرا ہو راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ عرش اللہ عز وجل ایسی چیز ہو کہ بندہ اسکو نہین جانتا صرف اسکا نام در حقیقت جانتا
ہو اور جو کچھ عوام اپنے وہم مین تصور کرتے ہین وہ باطل ہو کیونکہ ایسا ہوتا تو وہ اللہ تعالی کو لینے اوپر اٹھانیوالا ہوتا اور یہ محال ہو اللہ تعالی پاک ہو
اور نیز جن لوگون نے وہم کیا کہ وہ فلک الافلاک ہو اور کرسی فلک الکواکب ہو یہ بھی وہم و باطل ہو بعد اس تفسیر کے اب جاننا چاہیئے کہ قولہ تعالے
ثم استوی علی العرش کے کیا معنی ہین پس یہان لوگون کے اقوال بہت ہین جنکو یہان بیان کرنا بیکار ہو مگر اسی قدر کہ ظاہر تفسیر جو استواء و عرش کے معنی
بیان کرنے سے معلوم ہوئی ہو آیا اسمین تاویل کی ضرورت ہو یا وہی مختار ہو اور کس معنی کر کے وہ مختار ہو پس ظاہر معنی یہ ہوئے کہ پھر اللہ تعالے
اپنے عرش پر مستقر ہوا فرقہ معتزلہ اور ایک جماعت متکلمین نے کہا کہ ظاہر تفسیر سے یہ لازم آتا ہو کہ اوتعالی تخت بادشاہی پر متمکن ہوا اور روا نہین کہ عرش کو
اللہ تعالے کا اٹھانیوالا کہا جاوے کیونکہ او تعالے پاک و برتر ہو کہ عرش مخلوق اسکو برداشت کر سکے پس یہان استوی بمعنی استولی ہو یعنی غالب
ومستولی ہوا عرش پر اور استواء بمعنی استیلاء آیا ہو چنانچہ شاعر نے بشر کے حق مین کہا ؎ قد استوی بشر علی العراق ٭ من غیر سیف و دم مہراق ٭
یعنی بشر مستولی و غالب ہوگیا ملک عراق پر بدون تلوار کے اور بدون خونریزی کے۔ اور یہ تاویل رد کردی گئی باینطور کہ اہل لغت کے نزدیک ٹھیک نہین
[illegible] ابن الاعرابی رح نے فرمایا کہ استوی فلان علی کذا بمعنی استولی علیہ کے معروف نہین مگر جبھی کہ وہ شخص اس چیز سے دور ہو اسپر قابو نہ رکھتا ہو
پھر قابو پا جاوے تو البتہ ایسا بولتے ہین و یہان معلوم ہو کہ اللہ تعالی عرش وغیرہ جملہ اشیاء پر قادر قدیم ہو اور ابن فارس لغوی رح نے کہا کہ اس شعر
[illegible] معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص ناواقف ہو اور اگر معلوم ہو تو بھی کچھ حجت نہین کیونکہ جو مستولی نہوا سکے مستولی ہوجانے پر ایسا بولتے ہین

اور یہان صحیح نہین ہو جیسا کہ بیان ہوا معالم و سراج وغیرہ مین کہا کہ اہل سنت رحمہم اللہ کے نزدیک عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالیٰ [illegible]
ایمان لاتے ہین بدون کیفیت کے اور جو اسکی واقعی کیفیت ہو وہ ہم نہین جانتے ہین پس یہ وارد نہین ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مستوی ہو [illegible]
عزوجل کا اُٹھانے والا ہو جائیگا کیونکہ ہم اس استوار کے معنی یہ نہین کہتے کہ جیسے کوئی مخلوق کسی چیز پر مستقر ہوتی ہو اسی طرح ہو بلکہ جو استوا [illegible]
و لائق ہو ویسے ہی مستوی ہو جسکی تاویل اللہ تعالیٰ جانتا ہو ہم بندے اسکو نہین جان سکتے جیسے او تعالیٰ عزوجل اور صفات مقدس کی تاویل نہین [illegible]
ہین ہان یقین رکھتے ہین کہ بحکم قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی یعنی او تعالےٰ کے ساتھ کوئی چیز مشابہ نہین ہو پس عرش پر مستوی ہونے کی صفت مین بھی کوئی چیز
اسکے مشابہ نہین ہو سراج مین لکھا کہ ہم لوگ اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ فرقہ مجسمہ کی طرح ہم او تعالیٰ کو کسی مخلوق سے
کسی صفت وغیرہ مین تشبیہ دین او اسیطرح اس بات سے بھی پناہ مانگتے ہین کہ ملحدون کی طرح ہم او تعالیٰ مین کوئی صفت ثابت نہ کرین حافظ ابن حجر
نے فرمایا کہ ہم اس مقام پر سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہین اور امام مالک و اوزاعی و ثوری و شافعی ولیث بن سعد و احمد بن حنبل و اسحٰق
بن راہویہ اور انکے سوا اور مسلمانون کے پیشواؤن اگلون و پچھلون کا یہ مذہب ہے کہ ایسی آیات و احادیث صفات کو جیسی آئی ہین ویسی ہی جاری
رکھو بدون اسکے کہ انکی کیفیت کو تصور مین لاؤ اور بدون اسکے کہ تشبیہ دو اور بدون اسکے کہ بیجا تاویل سے ان صفتون کی نفی کرو اور جو لوگ تشبیہ دیتے ہین انکے
خیال مین جو وہم پیدا ہوا ہو وہ حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ سے قطعاً منفی و دور ہو کیونکہ او تعالیٰ عزوجل کے واسطے صفات ہین مگر اسکے ساتھ
کوئی چیز کسی بات مین کسی وجہ سے بھی مشابہ نہین ہو کما قال تعالیٰ لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر بلکہ بات وہ ہو جو امامون نے بیان کی چنانچہ امام الذہبی نے
امام بخاریؒ کے استاد شیخ نعیم بن حماد الخزاعی نے کہا کہ جسنے اللہ تعالیٰ کو اسکے مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ کافر ہوا اور جسنے اس صفت سے انکار کیا
جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا تو وہ بھی کافر ہوا پس جس صفت سے اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا یا
اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف کیا اسمین کچھ بھی تشبیہ نہین ہو سو جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے واسطے ان صفات کو جس شان سے
کہ حضرت باری تعالےٰ کے لائق ہین جسکا او تعالےٰ دانا تر ہو ثابت رکھا اور ہر طرح کے نقص و عیب سے ذات الٰہی کو پاک جانا وہ ہدایت کی
راہ چلا مترجم کہتا ہو کہ شیخ الاسلام حنفی صاحب کمالین نے اپنے حاشیہ مین لکھا کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور امام جعفر الصادق
رضی اللہ عنہ و حسن بصریؒ و امام الفقہاء ابو حنیفہ و امام مالکؒ سے روایت ہو کہ استوا معلوم یعنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہو
اور اسکی کیفیت نہین معلوم ہو اور اسپر ایمان لانا فرض ہو اور کیفیت پوچھنا بدعت ہو بیہقیؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہی
نہ زمین مین۔ اور نیز ابو حنیفہؒ سے مروی ہو کہ جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہو وہ کافر ہو۔ امام شافعیؒ نے کہا
کہ اللہ تعالےٰ اپنے عرش پر آسمان مین ہو وہ اپنی مخلوق سے قریب ہو اسکی کیفیت وہی جانتا ہو اور جیسے چاہتا ہو نزول فرماتا ہو۔ امام احمدؒ
اسکی مثل مروی ہو اور امام اسحاق بن راہویہؒ نے کہا کہ علماء سنت کا اجماع ہو کہ او تعالےٰ عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہو اور وہ ہر چیز کو جانتا ہو
اور یہی قول شیخ مزنی و امام الحدیث محمد بن اسمٰعیل بخاری اور ابو داؤدؒ و ترمذیؒ و ابن ماجہ و ابو یعلی و بیہقی اور دیگر ائمہ الحدیث کا ہو اور شیخ الاسلام [illegible]
نے کہا کہ ہمارا طریقہ وہ ہو جو سلف صالحین کا طریق ہو اور وہ کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع کے تابع تھے اور منجملہ انکے اعتقاد کے
یہ ہو کہ او تعالےٰ عزوجل قدیم ہو اور ہمیشہ سے وہ اپنی تمام صفات مین کامل ہو۔ شیخ ابراہیم اسی طرح لکھتے آئے یہانتک کہ لکھا اور جو [illegible]
اور انسے ثابت ہوتا ہو کہ او تعالےٰ عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہو پس سلف صالحین اسکے قائل ہین اور اس صفت پر ایمان لاتے [illegible]
اسکے کہ اسکی کیفیت ثابت کرین یا کچھ تشبیہ ثابت کرین بلکہ سب کے سب یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ او تعالےٰ عزوجل کے ساتھ کسی [illegible]

Marfat.com

[illegible] امام احمد [illegible] نے کہا کہ ہم جس بات کو اپنے واسطے پاکیزگی سے لیتے ہین اور اسی پر اعتماد و اعتقاد کرتے ہین وہ یہ ہے کہ سلف صالحین کی پیروی کرتے
[illegible] تاویل سے زبان بند رکھتے ہین اور جو نصوص آتے ہین انکو اپنے ظاہر معنی پر رکھتے ہین اور انکی کیفیت وما یؤل الیہ الامر کو اللہ عز وجل کے
علم قدیم کامل کو سونپتے ہین انتہی مافی الکمالین سراج مین ہے کہ سلف نے اجماع کیا ہے کہ آیت کے اوپر تاویل کی زیادتی نہ کرین۔ مدارک مین ہے کہ ہمارا مذہب
وہ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اُسکی کیفیت مجہول ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے **مترجم** کہتا ہے کہ مسلمان بھائیون کو چاہیے
کہ سلف صالحین کی پیروی کرین اور اسپر ایمان لاوین کہ اللہ عز وجل اپنے عرش پر ہے ولیکن ہرگز ہرگز اسکی صورت اپنے خیال مین نہ باندھین کیونکہ
یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ معلوم کہ اوتعالیٰ کی ذات و صفات پاک کسی بندہ کے خیال مین نہین آسکتی ہے اسکے کنہ ذات و صفات مین دم مارنا کسی
مجال ہے ولیکن یہ ہرگز نہین چاہیئے کہ اسکی کسی صفت سے انکار کرکے کافر ہوجاوے نعوذ باللہ من الکفر والالحاد پھر اوتعالیٰ عز وجل نے اپنی مخلوق
مین اپنی قدرت کاملہ کے ظہور کا اشارہ فرمایا بقولہ یُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ یغشے از تغشیہ یعنی باب تفعیل سے بھی پڑھا گیا اور اغشاء یعنی باب افعال
سے بھی پڑھا گیا ہے اور معنی یہ ہین کہ اوتعالیٰ تغطیہ کردیتا یعنے ڈھک دیتا ہے ہر ایک رات و دن کو دوسرے سے درحالیکہ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ای
یطلب کل واحد منہما الآخر طلبا حثیثا ای سریعا۔ طلب کرتا ہے ہر ایک رات و دن مین سے دوسرے کو طلب حثیث یعنی جلدی و تیزی کے ساتھ
یعنی رات کا اندھیرا دن کی روشنی سے جاتا رہتا ہے اور دن کی روشنی رات کی تاریکی سے جاتی رہتی ہے اور انمین سرعت ہوتی ہے کہ ذرا بھی تاخیر نہین ہوتی بلکہ
جیسے ایک گیا فی الفور دوسرا آگیا۔ کما فی قولہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون۔ رازیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس رات و دن کی آمد و رفت کی حرکت کو حثیث یعنی بہت تیزی سے وصف فرمایا تو بات یہ ہے کہ دن و رات کا ایک دوسرے پر بدلتے آنا
قدرت الٰہی مین فلک اعظم کی حرکت پر ہے اور اسکی حرکت مین نہایت سخت تیزی ہے کیونکہ نہایت تیز دوڑنے والا آدمی جتنی دیر مین اپنا ایک قدم
اُٹھا کر رکھتا ہے اتنی دیر مین فلک مذکور تین ہزار میل حرکت کرجاتا ہے جسکے بہت کرکے ایک ہزار کوس ہوے اسی واسطے یطلبہ حثیثا فرمایا یعنی جلد
اُسکے پیچھے آجاتا ہے جیسے اسکا طالب تھا کہ ان دونون کے بیچ مین کسی چیز کا بھی واسطہ نہین ہوتا ہے پس یہ جملہ حالیہ لیل و نہار دونون سے حال ہے
پھر جو کوئی وہم کرے کہ رات و دن تو سورج نکلنے ڈوبنے یا فلک اعظم کی حرکت سے ہین وہ جاہل ہے کیونکہ یہ سب بھی زیر فرمان قدرت ہین چنانچہ فرمایا
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ یہان بھی دو قرأت ہین ایک نصب پس سموات پر عطف ہے اور مسخرات بھی منصوب بنا بر آنکہ ان
چیزون سے حال ہے یعنے پیدا کیا ان چیزون کو درحالیکہ یہ چیزین مسخر ہین اسکے حکم مین۔ اور دوسری قراءۃ مین ان کو رفع ہے بنا بر آنکہ مبتدا ہین اور مسخرات
خبر ہے پس معنی یہ کہ یہ چیزین اللہ تعالیٰ کے حکم مین مسخر ہین یعنی مذلل ہین یعنے اسکے پاک حکم کے قبضۂ قدرت مین ذلیل ہین ذرا سرکشی نہین کرسکتی ہین ہر دم
ہر حال ہین اسکی قدرت و ارادہ کے موافق حرکت کرتی ہین اور کسی چیز مین خود کسی تاثیر کا یا اثر کا کچھ بھی اختیار نہین ہے أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ آگاہ رہو
کہ سب خلق اسی کی اور سب امر اسی کا ہے کسی اور کو یہان ذرہ برابر بھی کچھ نہین ہے تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ تبارک مین عظمت پر دلالت ہے
یعنے بزرگ و بڑائی والا ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ اپنی الٰہیت مین اور بے انتہا عظمت و برکت والا ہے اپنی فردانیت کے ساتھ اپنی ربوبیت مین
و اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے تمام عالمین کا۔ آیت کریمہ مین تصریح ہے کہ خلق و امر سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے کسی اور کو اسمین ذرہ بھی اختیار نہین ہے۔
سفیان بن عیینہؒ نے کہا کہ خلق تو عرش و اس سے نیچے سب ہے اور امر اس سے اوپر ہے اور اسی سے نکالا کہ کلام اللہ مخلوق نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
خلق و امر مین فرق کیا ہے پس کلام الٰہی یعنی قرآن کو جو کہ امر ہے جسنے مخلوق جانا وہ کافر ہے پس آیت مین دلیل ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی خالق
نہین جس شخص نے یہ گمان کیا کہ سورج و چاند وغیرہ کسی چیز سے کوئی تاثیر ہوا کرتی ہے اسطرح کہ ان چیزون کو کسی وقت کسی حال مین خود

Marfat.com

کوئی اثر پیدا کر دینے کی قدرت ہو تو وہ جاہل مرتد ہی کیونکہ خلق امر بے اصل کی قدرت کا ملہ یعنی ہر حال ظاہر [illegible]
سے ہوتی ہی قال ابن جریر حدثنی المثنی حدثنا اسحاق حدثنا ہشام ابو عبد الرحمن حدثنا بقیة بن الولید حدثنا عبد الغفار بن عبد العزیز [illegible]
بن عبد العزیز الشامی عن ابیہ وکانت لہ صحبة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یحمد اللہ علی ما عمل من عمل الحدیث یعنی رسول اللہ [illegible]
فرمایا کہ جسنے کوئی نیک کام بجالانے پر اللہ تعالی کی حمد وثنا نہ کی اور اپنی بھلائی سمجھی وہ کافر ہوا اور اسکا کام برباد ہوا اور جسنے [illegible]
نے بندون کے واسطے بھی امر مین سے کچھ قرار دیا ہی تو اللہ تعالی نے جو کچھ اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل کیا ہو اس سے [illegible]
فرماتا ہی الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین ۔ ہکذا رواہ من حدیث بقیة رحمہ اللہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعا روایت ہی
کہ اللہم لک الملک کلہ ولک الحمد کلہ والیک یرجع الامر کلہ اسالک من الخیر کلہ واعوذ بک من الشر کلہ یعنی ای میرے پاک پروردگا تیرا ہی سب
ملک ہی اور تیرے ہی لیے سب حمد ہی اور تیرے ہی طرف سب امر راجع ہی مین تجھی سے سب بھلائی مانگتا ہون اور تجھی سے سب برائی سے
پناہ چاہتا ہون بیضاوی نے اس آیت کریمہ کے نقطہ کو بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہی کہ کافرون نے جہالت سے بے اختیار چیزون و بتون
وغیرہ کو اپنے واسطے معبود بنا لیا تھا تو انکے واسطے کھلے بیان سے ظاہر فرمایا کہ معبود فقط ایک وحدہ لاشریک ہی وہ اللہ تعالی عز وجل ہی
کوئی اسکے سوائے معبود نہین ممکن ہی کیونکہ اسیکا خلق وامر ہی اسلیئے کہ اُسنے آسمانون کو پیدا کیا اور نادر صنعت و عجیب حکمت اسمین رکھی
کہ وہان تحقیق حالات کے لیئے اوہام و عقول کو مجال نہین ہی پھر زمین کے اجسام سفلی کو طرح طرح کی بدیع صنعت و نادر حکمت سے پیدا کیا پھر
ان اجرام و اجسام کی جملہ تدابیر اپنے قبضہ قدرت مین رکھین کما قال یدبر الامر من السماء الی الارض ۔ یعنی آسمان سے زمین کی طرف
اسکی تدبیر امر جاری ہی اسی کی قدرت سے افلاک گھومتے ہین ایک ذرہ برابر انکو تجاوز کرنے کا اختیار نہین ہی ایسے ہی سیارے کواکب
مین اور رات دن پیاپئے داخل ہوتے ہین اس خلق و امر مین وہی قادر مختار ہی کسی کو ذرہ برابر تجاوز کا اختیار نہین ہی بلکہ ممکن نہین کہ کوئی اسکے
حکم قدرت عظیم سے سوائے مسخر ہونے کے جنبش کر سکے پھر نتیجہ بہت ظاہر سمجھا دیا کہ آگاہ رہو کہ اسی کا خلق و امر ہی تبارک اللہ رب العالمین
ف فی العرائس قولہ تعالی ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یعنی الوہیت سے انکو صریح تنبیہ
کر دی کہ ربکم اللہ پروردگار ہونے کے ساتھ خطاب فرمایا اسلیئے کہ انکے دل اپنے پروردگار کی محبت کی طرف کھنچین پھر انکو الوہیت کیطرف
نام پاک سے اشارہ کیا تاکہ قدم مین حدوث کو فنا ہو جاوے پھر محو کی حالت سے انکو ہوشیاری کی طرف پھیرا اور حضوری سے غائب کیا
بقولہ الذی اور یہ اشارہ ہی اور ربکم عبارت ہی پس اول تو انبساط کے واسطے ہی اور دوم انقباض کے واسطے ہی پھر انکو صفات سے افعال کیطرف
پھیرا جیسے پہلے انکو ذات سے صفات کیطرف پھیرا تھا تاکہ انوار الوہیت خالصہ مین جل نجاوین پس اول خطاب قلب ہی اور دوم خطاب روح ہی
اور سوم خطاب عقل ہی اور مراد اول سے قولہ ربکم اور دوم سے قولہ اللہ اور سوم سے قولہ الذی ہی پھر انکو شہود سے شواہد کی طرف اتارا
اور انکی عقل کے موافق انکو خطاب کیا کیونکہ قدم سے حدوث کی طرف حوالہ کر دیا ہی پس اللہ تعالی دانا تر ہی کہ وہ حدانیت کے سطوات تجلی کو
وہ اب نہین اُٹھا سکتے ہین پس فرمایا الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام پس مشاہدہ والون کے واسطے آیات کو دیدار صفات کا آئینہ بنایا
ان آیات کو چھ روز مین پیدا فرمایا اور ایام الٰہی اسکی قضاء و قدر مین انکو چھ یوم مین محصور کیا اسکے ایام مین سے ہر روز اسکی کسی صفت کا علم
قدم سے ظہور ہی کہ اُسنے عدم کے واسطے تجلی فرمائی پس چھ ایام اسکی صفات مین سے چھ صفات کا ظہور ہی اول علم دوم قدرت سوم [illegible]
چہارم بصر پنجم کلام ششم ارادہ پس ان چھ صفات کے انوار سے تمام چیزین کامل طور پر ظاہر ہو گئین پھر جب پوری ہو گئین

...آسمانکہ ... مدح کے حامل ہوئی پھر اپنی ساتوین صفت سے انپر تجلی فرمائی اور وہ ساتوین صفت اسکی حیات قدیم ازلی ہی جو ہم ... عقل و وہم و خیال و قیاس سے و مشابہت سے پاک منزہ ہی پس تمام چیزین اسکی صفات سے جو اسکی ذات سے قائم ہین موجود ہوئین ... کی حیات پاک ہے جو منزہ از انفصال و اتصال ہو ہر ایک کو حاجت و محتاجی ہی اور وہ تعالی پاک برتر ہو کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہی بیان نہایت دقیق اشارہ سے یون سمجھو کہ آسمان ارواح ہین اور زمین اشباح ہین اور عرش قلوب ہین اور کشف افعال سے اشباح کی ابتدا ... اور کشف ذات سے قلوب ظاہر کیئے کیونکہ قلوب کی منظر محل غیوب ہین اور قلوب سے غیوب محل استوا ر تجلی قدم ہین پھر قدم کا استوا ظہور ہو ا قدم کے واسطے پھر افعال پر استوا ر تجلی صفات ہوا پھر صفات پر استوا ر تجلی ذات ہوا پس اپنی ذات پر اپنی ذات کے واسطے بذات خود مستوی ہوا جو کہ اتصال و انفصال و حدوث و انکے ساتھ ہونے سب سے پاک منزہ ہی استوا حضرت باری تعالی کی صفت ذاتی ہی وہ مخلوق کے مطالعہ سے خارج ہی سموات و ارض کو تجلی صفات کے واسطے مخصوص کیا اور عرش کو تجلی ذات کے واسطے مخصوص کیا پس آسمان و زمین تو اس عالم کے واسطے جو بمنزلہ شخص کے ہی جسم ہین اور عرش اس عالم کا قلب ہی اور کرسی اس عالم کا دماغ ہی پس باقی سب کو افعال و صفات کے ساتھ مخصوص کیا اور عرش کو ظہور ذات سے مختص فرمایا کیونکہ وہ سب کا قلب ہی اور وہی غیب الرحمن و اسکا علم و حکمت ہے پس مین نے عرش کو مکاشفہ مین دیکھا کہ انوار لطیف نورانی ہین نہ جسم ہی نہ مکان نکوئی صورت وہ جگمگاتا ہی پس مین نے دریافت کیا تو مجھسے کہا گیا کہ یہ ایک عالم ہی جسکو عرش کہتے ہین تفسیر مین عرش کے کہا گیا کہ علم ہی جیسے حضرت ابن عباس رضؓ نے کرسی کی تفسیر مین کہا کہ کرسی الٰہی وہ علم الٰہی ہی **قال المترجم** بعض تفاسیر مین لکھا ہی کہ مراد عرش سے ایک جسم نورانی ہی جو تمام اجسام پر محیط ہی اور یہ قول صحیح نہین ہی پھر او تعالی نے افعال کو ذکر فرمایا تاکہ ارواح و اشباح باقی رہین بقولہ یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ پہلے رات کو ذکر کیا کیونکہ وہ پردہ اولیا و محبوب اصفیا و ملجاء نقبا و خیام عرائس اہل مناجات ہی قبض کو بسط پہنایا جاتا ہی کیونکہ دونون ضد ہین رات قبض عارفین ہی اور روز بسط مشاہدین ہی ان دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا طالب ہوتا ہی کیونکہ وصف اسکا حضور و غیبت اسطرح ہی کہ تجلی کا ظہور ہو یا مخفی ہوجاوے لیل تو نفس ہی اور نہار یہ قلب ہی اور شمس روح ہی اور قمر عقل ہی اور نجوم یہ معلومات ہین اور یہ سب آسمان ملکوت اور ہوا جبروت مین اسطرح مسخر ہین کہ اسکی قدرت کاملہ و عزت شاملہ اور محبت قدیمہ کے قبضہ مین ہین وہی ان ارواح پاکیزہ کو مشاہدہ ازلیہ سے الفت دیتی ہی پھر اللہ تعالی سبحانہ نے سب کو اپنی مشیت پر اور نفاذ قدرت پر تفویض فرمایا اور سب کو مرتبہ تسخیر مین لایا بقولہ الا لہ الخلق والامر خلق اسکا فعل ہی اور امر اسکی صفت ہی خلق تو اشباح مین جاری ہی اور امر اسکا ارواح مین جاری ہی نور خلق سے تمام عقول کو مبہوت فرمایا اور انکو ادراک کنہ آیات مین حیرت ناک کر دیا اور تجلی امر سے قلوب کو عالم صفات کی طرف جذب کیا اور عالم ذات پر اسکو عاشق بنایا پھر جب مخلوقات افہام اسکے وصف صفات سے عاجز ہوئے اور زبانین اسکی مدح سے گونگی ہوگئین تو خود اپنی ذات پاک کا وصف فرمایا بقولہ تبارک اللہ رب العالمین یعنی جو کچھ بندون و مخلوق کے وہم و خیال مین اللہ تعالی کی ذات و صفات سماوی او تعالی اس سب سے پاک برتر ہی جو رب العالمین یعنے سب مخلوق کا رب ہی اسکی صفت تمام مخلوق مین ظاہر ہی عارفون کو اپنی ذات پاک کے ظہور سے تربیت فرمایا اسطرح کہ صفات کے آئینہ سے ذات کو ظاہر فرما کر مقام عرفان مین پہونچایا استاد ؒ نے کہا کہ اس آیت مین مخلوقات کو معرفت کی طرف ارشاد فرمایا ہی طور کہ ان آیات ظاہرہ سے اسکی قدرت کی طرف معرفت حاصل کرین اور وہ اسکے افعال ہین اور ان مین سے خاص لوگونکو آیات سے جو اسکے افضال و اقبال پر دلیل ہین معرفت دی اور خاص الخاص بندونکو اپنی نعوت ذاتیہ کی معرفت دی اور

Marfat.com

وہ جمال وجلال ہین پس ایک قوم سے دوسری قوم تک بڑا فرق وتفاوت ہو واسطیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ...
واسطے ہوا تو اُسی سے اور اُسی کے ساتھ اور اسی کی طرف ہو کیونکہ امر تو صفت آمر ہی یعنے امر اپنے حکم دینے والے کی ...
اسی کی طرف ہو پھر جب او تعالیٰ عزوجل نے ربوبیت کے اعلام سے ان لوگون کو آگاہ فرمایا تو انکو خالص عبودیت اور اسکے ...
اور بہت عمدہ ادب انکو سکھلا دیا بقولہ تعالےٰ

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ

پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اُسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے اور مت خرابی مچاؤ زمین مین اُسکے سنوارے پیچھے اور پکارو اُسکو

خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

ڈر اور توقع سے بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہے نیکی والون سے

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا ـ تذللاً ـ دعا مانگو اپنے پروردگار سے تذلل سے ای متضرعین متذللین یعنی درحالیکہ تضرع وتذلل رکھنے والے ہو
**قال البیضاوی** ای وذی تضرع یعنی تم مین تضرع کی صفت موجود ہو اس حال مین دعا کرو وَخُفْيَةً سرًا ـ اور پوشیدہ یعنی مخفی ...
یعنے درحالیکہ تضرع کی حالت کے باوجود اخفا کرنے والے ہو کیونکہ اخفا کرنا اخلاص کی دلیل ہو اسمین ریا کا دخل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ
ہو کہ فریب نفس ایسے پیچیدہ ہین کہ آدمی خود واقف نہین ہوتا پس جو اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم نے طریقہ تبلادیا اسکو اختیار کرے إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ او تعالیٰ دوست نہین رکھتا معتدین یعنے تجاوز کرنے والون کو یعنی دعا مین حد سے بڑھ چلنے والے بایطور کہ اکھٹرین ہو یا طول کلام ہو
اور آواز بلند ہو ایسے بندے اللہ تعالیٰ کو پسند نہین ہین ـ فی السراج دعا بمعنی سوال ہو اور وہ ایک قسم کی عبادت ہو کیونکہ بندے کو کسی چیز کی حاجت
ہوئی جسکے خود حاصل کرنے سے عاجز ہو اور جانتا ہو کہ میرا پروردگار سبحانہ وتعالیٰ دعا کو سنتا اور حاجت کو جانتا ہو ـ وہی قادر ہو کہ بندے کو
اسکا مطلوب مل جاوے پس بندہ اپنے آپ کو عاجز وذلیل وناقص جانکر اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کو قادر کریم عزیز جلیل یقین کرکے اس سے
تضرع سے دعا کریگا اور تضرع اظہار ذلت نفس اور خشوع ہو یعنی گڑگڑاتے ہوے اپنے آپکو ذلیل وخوار بنائے ہوئے اور دل مین سمجھے ہوئے
دعا کرو ـ اور خفیہ ہو علانیہ نہو ـ وفی تفسیر الحافظ **ابن جریرؒ** نے کہا کہ دعا مین آواز بلند کرنا وچیخ پکار مکروہ تحریمی ہو اور تضرع واستکانة کا حکم دیا جاوے
اور ابن عباسؓ سے روایت کی کہ خفیہ کے معنی سر یعنی پوشیدہ ـ اور خود او تعالیٰ عزوجل نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ
آویگا او صحیحین مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگون نے تکبیر مین آواز
بلند کرنی شروع کردی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو اپنی جانون پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہین پکارتے ہو تم لوگ تو پاک رب
سمیع بصیر یعنے سنتے دیکھتے کو پکارتے ہو وہ تمھارے ساتھ ہو ـ ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ مین پیچھے تھا اور اپنے دل مین لاحول ولا قوة الا باللہ
پڑھتا تھا پس حضرت صلعم نے مجھسے خطاب فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس مین تجھے جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ پر راہ بتادون مین نے
عرض کیا جی ہان بتلا دیجیے تو فرمایا کہ وہ لاحول ولا قوة الا باللہ ہو **قال المترجم** اسکے معنے یہ کہ بندہ نہایت تضرع سے عرض کرتا ہو
کہ کچھ بھی طاقت اور کچھ بھی قوت نہین ہو مگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ پس یہ کلمہ بہت محبوب ہو اس سے شیطان رد ہوجاتا ہو کیونکہ جب
بندے نے اللہ تعالیٰ کی حول وقوت پائی تو پھر اسپر شیطان کا کچھ قابو نہین چل سکتا بالجملہ خفیہ دعا کا حکم فرمایا اور **ابن جریرؒ** نے
تفسیر مین کہا کہ خفیہ سے یہ مراد کہ دلی خشوع سے اور او تعالےٰ عزوجل کی وحدانیت وربوبیت پر یقین کرکے اپنے دل مین اخفا سے

Marfat.com

بعدازان پھر کہ دعاء کرو عبد اللہ بن المبارک نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ پہلے لوگ تھے کہ آدمی تمام قرآن کا جامع ہوتا اور لوگوں کو اس سے شعور بھی نہوتا تھا اور آدمی تھا کہ اسکو بہت فقہ حاصل ہوگئی اور لوگونکو معلوم بھی نہین۔ اور آدمی تھا کہ وہ گھرمین بہت دراز نماز پڑھتا اور اسکے یہان اور لوگ مہمان ہوتے حالانکہ انکو خبر بھی نہین ہوتی اور اب مین نے ایسی قومونکو پایا کہ روئے زمین پر کوئی کام ایسا نہین کہ جسکو وہ پوشیدہ کرسکتے ہین مگر ہمیشہ اسکو علانیہ کرینگے اور پوشیدہ و علانیہ دعاء مین ستر گونہ فرق ہے اور البتہ مسلمان لوگ تھے کہ نہایت کوشش سے دعاء کرتے تھے حالانکہ انکی آواز سنائی نہین دیتی تھی وہ توانکے اور پروردگار تعالےٰ کے درمیان ہمسؔ ہوتے تھے اور یہ بات اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یہ اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ صالحؑ کو ذکر فرمایا جسکا فعل پسندیدہ ہوا کہ فرمایا اذ نادی ربہ نداء خفیا الآیۃ معالم و سراج مین ہے کہ حسنؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ متقی و دعائے خفی کو جانتا ہے پھر روایت باقی ذکر فرمائی پھر دعاء مین اعتداء یعنی حد سے تجاوز کرنا نہین چاہیئے۔ تفسیر بیضاوی مین ہے کہ اسمین تنبیہ ہے کہ دعاء کرنیوالے کے لائق جو چیز نہین ہے مانند رتبہ انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے وہ نہ مانگے مین کہتا ہون کہ یہی شیخ ابو مجلزؒ سے اعتداء کی تفسیر مین مصرح مروی ہے اور بعض نے کہا کہ اعتداء یہ ہے کہ طول طویل دعاء بلند آواز سے مانگے حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ انھون نے اپنے ایک بیٹے کو اسطرح دعاء کرتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ مین تجھسے جنت و اسکی نعمتین و استبرق مانگتا ہون اور تجھسے دوزخ و اسکے طوق و بیڑیون سے پناہ مانگتا ہون تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے بہت بھلائی مانگی اور بہت بُرائی سے پناہ مانگی اور مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک ایسی قوم ہوگی جو دعاء کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور ایک روایت مین ہے کہ طہارت کے پانی بہانے اور دعاء کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور یہ آیت پڑھی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ الآیۃ اور تجھے اسقدر کہنا کافی ہے کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کو اور ہر قول و عمل کو جو اس سے قریب کرے مانگتا ہون اور تجھ سے دوزخ سے اور ہر قول و عمل سے جو اس سے قریب کرے پناہ مانگتا ہون۔ رواہ الامام احمد و ابوداؤد عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھون نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے سُنا کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کے دائین طرف قصر سپید مانگتا ہون تو عبد اللہؓ نے فرمایا کہ اے فرزند تو اللہ تعالےٰ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم ہوگی جو طہارت کے پانی بہانے اور دعاء مین حد سے تجاوز کریگی۔ رواہ احمد و ابن ماجۃ و ابوداؤد وقال الحافظ اسنادہ حسن لاباس بہ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو زمین مین یعنی شرک و گناہون سے بعد اصلاح زمین کے باینطور کہ رسول بھیجکر اسکی اصلاح ہوئی اور احکام مشروع ہوئے اور بعض نے کہا کہ زمین مین فساد مت کرو کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے اور کھیتیان برباد ہون بسبب تمھارے گناہون کے وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا خوف اسکے عذاب سے اور طمع اسکی رحمت کی۔ اور دعا مانگو اللہ تعالیٰ سے درحالیکہ خائف ہو اسکے عذاب سے اور طامع ہو اسکی رحمت مین **قال القرطبیؒ** ہمکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندہ وقت دعاء کے خوف و امید مین ہو حتیٰ کہ خوف و امید اسکے واسطے بمنزلہ دو بازوون کے ہون جو اسکو استقامت پر رکھین پس اگر انمین سے کوئی بات نہ رہی تو بندہ تباہ و برباد ہوگا اور خوف یہ کہ جن مضرتون کے واقع ہونے سے بخشت نہین ہوسکتا انکے خیال سے باز نہ رہے اور بعض نے کہا آیندہ کسی مکروہ پہونچنے کا خیال ہو اور طمع آیندہ کسی محبوب بات کے ملنے کی امید ہو۔ اور ابن جریجؒ نے کہا کہ خوف ہو عدل سے اور طمع ہو فضل مین۔ بعض اہل علم نے کہا کہ بندہ پر زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیئے پھر جب موت آوے تو اسکو امید غالب ہوجانا چاہیئے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا لایموتن احدکم الا

لہ یعنی حضرت زکریا ۱۲ منہ
لہ [illegible] البسیط [illegible] آواز [illegible] ۱۲

وہو یحسن الظن باللہ تعالیٰ رواہ مسلم یعنی تم مین سے کوئی نہ مرے مگر اس حال مین کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو ... دعا کی شرط کا بیان ہو اور دوسری آیت مین فائدہ دعا کا بیان ہو اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین سے یعنے مطیع و فرمانبردار بندون سے قریب ہو رحمت کا لفظ مؤنث ہو اور قریب اسکی خبر باوجود مشتق ہونے کے مذکر ہو ... مفسرؒ نے کہا کہ رحمۃ اللہ مضاف ہو اللہ تعالیٰ کی طرف پس اس سبب سے اسکی خبر مذکر آئی - وفی السراج سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ رحمت یہان بمعنی ثواب ہو - علی ہذا قریب کا صیغہ صفت بحسب المعنی ہو اور بعض نے کہا کہ رحمت کی تانیث حقیقی نہین ہو اور جو ایسی ہو اسمین اہل لغت کے نزدیک خبر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین - اور بعض نے کہا کہ قریب بمعنی نزدیکی جو ناتے مین ہو اور نیز بمعنی دیگر جیسے یہان ہو پس ناتے کے معنی مین جو قریب ہو اسمین مبتدا مؤنث ہو تو خبر قریب کی تانیث واجب ہو چنانچہ فلانۃ قریبۃ کہنا چاہیئے اور فلانۃ قریب نہین چاہیئے اور دوسرے معنی مین جائز ہو لہذا یہان خبر کا مذکر لانا اسی فرق کے واسطے ہو اور رحمت کا محسنین سے قریب ہونا اسواسطے کہ آدمی ہر دم دنیا سے منھ موڑے اور آخرت کی طرف قدم بڑھائے ہوئے ہے اور اس حالت مین موت بہ نسبت زندگی کے آدمی سے زیادہ قریب اور محسنین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنے ثواب کے درمیان کوئی روک نہین سوائے موت کے کہ وہ آجاوے تو فوراً رحمت ملجاوے اور موت ہر آدمی سے قریب ہو صحیح مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہو ؎ و امرء مصبح فی اہلہ ؞ والموت ادنی من شراک نعلہ ؞ اور حافظ نے تفسیر مین لکھا کہ قریب من المحسنین یعنی مرصدہ للمحسنین محسنین کیواسطے اٹھا رکھی گئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم مانتے اور ممنوعات سے باز رہتے ہین جیسے فرمایا ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ اور مطر الوراقؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ملجانے کی اسطرح خواہش کرو کہ اسکی فرمانبرداری طاعت کو ادا کرو کیونکہ اُسنے مقدر کردیا ہو کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی اسکی رحمت مطیع لوگون سے قریب ہو - رواہ ابن ابی حاتم ف

فی العرائس قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعًا وخفیۃ جبکہ تمنے حضرت کبریا عزوجل کی نعوت اور جلال عظمت و عزت قدم و بقا کو پہچانا تو اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے مین ان صفات کے دیدار مین فانی ہو جاؤ اس طرح پر کہ تمھارے اسرار پر تمھارے نفس بھی واقف نہون کیونکہ مضطر و محتاج کی دعا اس درگاہ کبریائی مین مسموع ہوتی ہو جبکہ زبان دل سے ہو اور صفاء وقت سے تضرع کے ساتھ خفیہ دعا ہو اور یہ ذکر خفی وہی ہو جسکی نسبت آیا ہو کہ سب ذکرون سے خفی ذکر بہتر ہو - ابو عثمانؒ نے کہا کہ دعا مین تضرع کرنا اسطرح نہین ہو کہ اپنے افعال مانند نماز و روزہ و قراءۃ وغیرہ کو مقدم کرکے اسکے پیچھے ان افعال کی نظر سے دعا کرے بلکہ تضرع یہی ہو کہ اپنی عاجزی و بے بسی و محتاجی وغیرہ کو پیش کرکے بدون علت و بلا سبب کے دعا مانگے تو تیری دعا البتہ حضرت عزت مین باریاب ہو - واسطیؒ نے کہا کہ تضرع یہ ہو کہ اپنی عبودیت کو قربان کرے اور طول طویل تک سرکشی نفس کی چھوڑ دے اور خفیہ رکھے کہ غیر اس سے آگاہ نہو واضح ہو کہ دعا کیواسطے چند مقامات ہین بعضی زبان ظاہر سے دعا کرتے ہین بعضے زبان باطن سے دعا کرتے ہین بعضے اشارہ عقل سے اور بعضے اشارہ قلب سے اور بعضے اشارہ روح سے اور بعضے اشارہ سر باطن سے دعا کرتے ہین پس اہل ظاہر کی صفت تضرع ہو اور اہل باطن کی صفت افتقار و خشوع اور اہل عقل کی صفت فکر ہو اور اہل قلب کی صفت ذکر ہو اور اہل روح کی صفت شوق ہو اور اہل السر کی صفت فنا ہو اس سے باذن دعا کرتے ہین اور دعا کی اجازت فقط دو مقام پر حاصل ہوتی ہو ایک مقام قبض اور دوم مقام بسط پس مقام قبض مین دعا بصفت عبودیت اور مقام بسط مین دعا بحکم انبساط ہو کیونکہ صولت ربوبیت کو اس مقام مین پاتا ہے - عارفون کے واسطے ضرور یہ دونون مقام حاصل ہوتے ہین دعا کی حالتین بہت ہین ایک تو بلا مین مبتلا دعا کرتے ہین اسواسطے کہ اُنکے ہم و غم دور ہو جاوین مقدم اہل انبساط کی ...

تاکہ کشف وجود ہو۔ سوم محبین دعا کرتے ہین تاکہ قلوب کو تسلی حاصل ہو چہارم مشتاقین دعا کرتے ہین تاکہ منزل مقصود کو پہونچ جاوین پنجم عاشقین دعا کرتے ہین تاکہ مراد حاصل ہو ششم عارفین دعا کرتے ہین تاکہ بقا کو پاوین ہفتم موحدین دعا کرتے ہین تاکہ فنا مین محو ہو جاوین اس دعا مین اہل انس کو انس اور عابدونکو تضرع اور محبین کو پیار اور موحدین کو آنکھون کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہی اور سجود مین انکی حالت نہایت عمدہ ہو جاتی ہی کیونکہ موجود کا کشف حاصل ہوتا ہی اور آنسو بہانے کے ساتھ مین انکی مناجات نہایت ہی شیرین و خوشگوار ہی اور جوش دل سے انکی خاطر کی حرتین کیا پسندیدہ ہین استادؒ نے کہا کہ جو کوئی بندہ خلوص دل سے دعا کرتا ہی اللہ تعالیٰ ضرور اُسکے دل کو اُسیوقت راحت بخشتا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے بندونکو اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف اور اتباع حق سے اتباع نفس کی طرف جانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور مراقبہ و مشاہدہ و حضوری سے دل صاف و اصلاح پذیر ہونے کے بعد اسکو نفس کی شہوات و ہوا و ہوس سے خراب کرنے کسے منع فرمایا بقولہ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا استادؒ نے کہا کہ یہ خرابی و بربادی اسطرح ہوتی ہی کہ مجاہدہ و ریاضت کرنے سے نفس کو مہلت دیدی اور حقوق شرع قائم کرنے کے بعد حظ نفس مین ڈالدیا تو بعد اصلاح کے خراب ہو جائیگا پھر اوتعالیٰ نے اداب دعا مین اخلاص و تواضع و خوف و امید کو فرمایا بقولہ وادعوہ خوفا وطمعا۔ اسکے دیدار جلال مین اسکی عظمت کی رعایت رکھو اور جمال مین البتہ بسط سے دعا کرو کیونکہ حقیقت دعا حالت شہود مین معرفت ربوبیت مین دل لرزنیکے ساتھ ہو کیونکہ عبودیت کی یہی شان ہی اور وصول مقصود کی صورت مین سرور ہو گا اور نیز خوف رکھو کہ سوا اسکے کوئی تمھارے دل مین جاری ہو جاوے یعنی حدوث کا ذکر دیدار قدم مین طاری ہو اور طمع کے یہ معنی ہین کہ دعا سے اشرف مقام کی امید رکھو کیونکہ دعا وسیلہ ہی پھر جب مقصود حاصل ہو گیا تو وسیلہ منقطع ہو گیا مگر آنکہ اس سے بالاتر مقام مین دوسری دعا کرو۔ اور نیز یہ خوف رکھو کہ وہ پاک پروردگار عز شانہ پاک بے پرواہی ایسا نہو کہ دعا مردود ہو جاوے اور طمع یہ رکھو کہ رحیم کریم ارحم الراحمین ہی امید ہی کہ دعا قبول فرماوے اور جن بندون کی یہ صفت ہی وہ ان محسنین مین سے ہی جنکو بلطف اوتعالیٰ اسکی درگاہ مین تقرب حاصل ہی انھین کو فرمایا بقولہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اور بعض نے کہا کہ خوف اُسکے عقاب سے اور طمع اسکے ثواب کی ہو۔ بعض نے کہا کہ خوف کرو کہ دور نہ کیے جاؤ اور طمع اسکی درگاہ مین تقرب کی رکھو اور بعض نے کہا کہ خوف اسکے اعراض سے اور طمع اسکے اقبال کی ہو بعض نے کہا کہ خوف اسی سے ہو اور طمع اسی کی ہو بعض نے کہا کہ محسن وہ ہی جو قلب سے حاضر ہو اور غافل نہو اسکے حق کو فراموش نہ کرے پھر اوتعالیٰ عز وجل نے اپنی ذات پاک کو وصف فرمایا کہ اسی نے باطن غیب سے بشرات قرب پیدا فرمائین تاکہ نسیم وصال و مشاہدہ ارواح عاشقین و قلوب مشتاقین و اسرار واصلین و دلہاے محبین و الباب مریدین کو اسکی فیض و رحمت سے پہونچے بقولہ تعالےٰ۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا

اور وہی ہی کہ چلاتا ہی بادین خوشخبری لاتین آگے اُسکے مہر سے یہانتک کہ جب اُٹھا لائین بدلیان بھاری ہانکا ہمنے اُسکو ایک شہر مردے کیطرف پھر اُتارا

بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ

پانی پھر اُس سے نکالے سب طرح کے پھل اسیطرح نکالین گے مردونکو شاید تم دھیان کرو اور جو ضلع ستھرا ہی اسکا سبزہ نکلتا ہی

بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝

اُسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہی اُسمین نکلے سو ناقص یون پھیر پھیر بتاتے ہین ہم آیتین حق ماننے والے لوگون کو

جب پہلے اوتعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ وہی خالق آسمانون و زمین کا اور وہی حاکم و مدبر ہی اور اسی کی قدرت کے حکم مین سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی ہو

Marfat.com

مسخر ہین اور مخلوق کو اپنی ہی طرف دعا کرنے وعبادت کرنیکا ارشاد فرمایا کیونکہ وہی پاک پروردگار ہر بات پر قادر ہو جاتا ہے
وہی رزاق ہر اور وہ ضرور بقدرت جلیل انکو قیامت کے روز اعادہ فرما دیگا چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ
ارسال یعنی روان کرنا۔ ریاح جمع ریح در اصل روح بواو ہی جو یا ر سے بدل گیا بشرًا مین قراات ہین اول نشر بضمہ و شین معجمہ جمع نشور یا نشر
ہی ذات نشر اور یہ قرارت ابو عمرو و ابن کثیر و نافع کی ہر دوم نشر بضم نون وسکون شین معجمہ بطریق تخفیف کے جیسے رسل مین تخفیف سے
ہین اور یہ قرارت ابن عامر کی ہر سوم نشر بفتح نون وسکون شین معجمہ بنا بر انکہ مصدر ہر یعنے مفعول مطلق واقع ہر کیونکہ ارسال و نشر قریب قریب
گویا یون ہر کہ ینشر الریاح نشرا۔ یا یہ مصدر مقام حال مین ای یرسل الریاح حال کونہا ناشرة۔ اور یہ قرارة حمزہ وکسائی کی ہر اور مرجع ان سب
نشر کی طرف ہر جو طی کے برخلاف ہر یعنے جیسے طی کے معنی لپیٹ دینا اور تہ کر دینا ویسے اسکے برخلاف نشر کے معنی پھیلانا جھٹکا نا منتشر کرنا
کہا کہ نشر بمعنی تفریق ہر بالجملہ مفسرؒ نے اسکو موضع حال مین قرار دیا کیونکہ نشر اکی تفسیر مین کہا ای متفرقة یعنی ارسال فرماتا ہر ریاح کو درحالیکہ متفرق ہوتی
ہین اور یہی تفسیر ابو عبیدہؒ سے مروی ہر اور بعض نے کہا کہ وہ پاکیزہ ہوائین جو ہر طرف سے چلتی ہین اور فراءؒ نے کہا نشرہ ہوا ہے نرم جو بادل کو
منتشر کرتی ہر اور ابن الانباریؒ نے کہا کہ وہ منتشرہ جو پھیلی ہوئی بہتی ہر۔ قرارة چہارم بشرا بضم باء موحدہ وسکون شین معجمہ جمع بشیر یعنے خوشخبری و
بشارت دینے والی باران کی اور یہ قرارة عاصمؒ کی ہر۔ کما فی قولہ تعالے امن یہدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ الآیة۔
اور ہوا اور ریح مین فرق اسی قدر ہر کہ ریح وہ ہوا جو چلتی ہوا اور مذکور ہر کہ ریاح چار ہین صبا شرقی ہوا جو بادل اُٹھالاتی ہر اور دبور مغربی ہوا جو
بادل کو متفرق کرتی ہر وفی الحدیث نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور۔ فتح دیا گیا مین صبا سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوا دبور سے اور سوم
شمال بفتح اول وسکون ثانی ہوا شمالی وہ بادل کو جمع کرتی ہر چہارم جنوب بفتح اول جو دکھن سے چلتی اور پریشان کرتی ہر اور ابن عمرؓ سے روایت ہر
کہ ریاح آٹھ قسم من ہین سے چار قسم تو عذاب ہین قاصف و عاصف و صرصر و عقیم۔ اور چار قسم رحمت ہین ناشرات و مبشرات و مرسلات و ذاریات
بنا بر اس آیت مین اختلاف قرارة بنون و بباء مین قسم ہو لسے فرق ہو گا پھر رحمتہ کسے مراد مطر یعنے مینھ ہر اور بین یدی رحمتہ کے معنی آگے آگے
مینھ کے اور معنی کلام کے یہ ہین اور وہی اللہ تعالی ہر کہ بھیجتا ہر چلتی ہوا اون کو متفرقہ یا مبشرہ آگے آگے مینھ کے حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
یہانتک کہ جب لا دیتی ہین یہ ہوائین سحاب یعنی بادلون کو جو پانی سے بھاری ہین۔ اقلت بتشدید لام از اقلال یعنی برداشت کرنا۔ اُٹھا لینا۔ اور
اشتقاق اسکا قلت سے ہر چنانچہ جسنے کوئی چیز طاقت بھر اٹھائی و برداشت کرلی تو وہ اسکو قلیل ہی جانتا ہر اپنی ہستی سے زائد نہین جانتا
اور بولتے ہین کہ اقلہ و استقلہ بمعنی قلیل جانا پس برداشت کرنے کے معنی مین مجازا مستعمل ہر فافہم۔ ثقال جمع ثقیل ہر اسواسطے جمع آیا کہ سحاب
بمعنی سحب یعنے جمع ہر یا سحاب جمع سحابة ہر قاموس مین ہر کہ السحابة بمعنی بادل اسکی جمع سحاب و سحب و سحائب ہر اور بعض اہل لغت علما معانی
نے کہا کہ سحاب اسم جنس جمعی ہر اسکا مذکر و مؤنث یکسان ہر اسمین لفظ و معنی کی رعایت ہوسکتی ہر اور یہی قول مختار ہر پس سحاب بادل ہر خواہ اسمین
پانی ہو یا نہو اور سحاب اسکا نام اسوجہ سے ہوا کہ ہوا مین منسحب یعنی دامن پھیلائے ہوے ہوتا ہر اور معنی یہ ہین کہ وہ تعالی سبحانہ اپنی قدرت سے
مینھ کی بشارت دینے والا ارسال فرماتا ہر یہانتک کہ جب یہ ہوائین سحاب کو جو پانی سے بھاری ہو رہی ہین اُٹھاتی ہین سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ سائق
سوق روان کرنا۔ سقناہ روان کر دیتے ہین ہم اس سحاب کو۔ اور باعتبار سابق بیان کے ساقہ لبلد میت ہونا یعنے چلاتا ہر اسکو اللہ تعالے
مردہ بلد کے لیکن سقناہ بصیغہ تکلم فرمایا اسمین غیبت سے التفات فرما کر تکلم کی طرف رجوع ہر اور یہ بلاغت زبان عرب مین شائع ہر
ضمیر مفعول مفرد راجع بجانب سحاب کے باعتبار لفظ کے ہر کیونکہ لفظ مفرد ہر اور بلد زمین کا موضع آبادان سا زہریؒ نے لیث بن سعد

کو کہا ہو یا غیر آباد ہو خالی ہو یا اسمین کچھ ہو اور ایک ٹکڑا اسمین سے بلدہ اور جمع اسکی بلاد ہی اور بلد مذکر و مؤنث دونون آتا ہی اور جنگل و بیابان کو بھی بلدہ کہتے ہین اور میت با ین معنی کہ اسمین کچھ نباتات مین سے نہین اور اہل عرب ایسی زمین کو میت بولتے ہین وقد قال تعالیٰ فانظر الی آثار رحمة اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا الآیة۔ اور سقت لہ اور سقت الیہ۔ دونون طرح مستعمل ہی اور مفسرؒ نے کہا کہ سقناہ لبلد میت ای سقناہ لبلد میت لاحیائہ یعنی ہمنے اس بادل کو واسطے زندہ کرنے بلد مردہ کے روان کیا۔ اور ظاہر یہ ہی کہ لام بمعنی الی قرار دیا یعنی ہمنے سحاب کو بلد میت کی طرف روان کیا اسکے زندہ یعنی نباتات والا کرنے کے واسطے اور بیضاوی نے کہا کہ یون بھی ہو سکتا ہی کہ سقناہ لسقی بلد میت یعنی بلد مردہ کے سیراب کرنیکے واسطے روان کیا۔ اور زمخشریؒ نے کشاف مین لبلد میت کے لام کو لام علت قرار دیا ای سقناہ لاجل بلد میت یعنی بغرض بلد مردہ کے اسکو روان کیا۔ اور شیخ ابو حیانؒ نے اسکو رد کر دیا کہ یہ لام علت نہین بلکہ لام تبلیغ ہی بمعنی پہونچانا جیسے بولتے ہین قلت لک۔ کیونکہ اسکے یہ معنی نہین کہ مین نے تیری جہت سے کہا اور بیان کیا کہ فرق یہ ہی کہ سقت لک مالا مین لام تبلیغ کے ساتھ یہ ضرور ہی کہ مین نے تیرے واسطے مال روان کیا اور مجھکو پہونچ گیا اور سقت لاجلک مالا مین تجھکو پہونچ جانا ضرور نہین ہی۔ یہ فرق لطیف ہی اور یہی لام تبلیغ یہان مراد ہی حاصل آنکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہمنے سحاب کو پانی سے بھاری ہو لکے اوپر لدا ہوا زمین مردہ کی طرف پہونچا دیا فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ ضمیر بہ راجع بجانب بلد ہی اور یہی شیخ زجاج و ابن الانباریؒ کا قول ہی اور بار بمعنی الصاق ہی یعنی اُتارا ہمنے پانی ملصق بلد مذکور فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ای بالماء پھر نکالا ہمنے بواسطہ پانی کے مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ای من کل انواع الثمرات ہر قسم کے پھلون سے اور یہ بیضاوی کا قول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ تبعیض مراد ہو یعنی جملہ ثمرات سے بعض نکالے اور کلیہ اس معنی کر کہا کہ تمام اقسام ثمر کی پیدائش بواسطہ آب باران کے ہی اگرچہ کسی خاص بلد مین سب نہ پیدا ہوتے ہون۔ حاصل کلام پاک کا یہ ہی کہ عظیم قدرت الٰہی پر نظر کرو کہ ایک وقت زمین مردہ ہو جاتی ہی اور تمازت آفتاب وغیرہ سے اسمین نام کو بھی نبات نہین رہتی ہی پھر اللہ تعالےٰ عز و جل اپنی رحمت سے اسپر مینھہ کا پانی برساتا ہی پس اسمین انواع و اقسام کے پھل و پھول و نباتات پیدا کرتا ہی اور زمین مذکور دوبارہ زندہ ہو جاتی ہی پس جس مخلوق کو جب چاہے موت دے اور جب چاہے زندہ کر دے اسی واسطے جو لوگ قیامت مین مردے زندہ ہونے سے منکر ہین انکو دلیل بتلائی بقولہ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى ای مثل ذلک الاخراج المذکور نخرج الموتی من قبورہم احیاء یعنی ایسے ہی نکالنے کے مثل جو مذکور ہوا نکالینگے ہم مردون کو انکی قبرون سے زندے یعنی مردون کے فنا ہو جانے اور انکے آثار مٹ جانے کے بعد حشر کے روز انکی قبرون سے پھر ہم انکو زندہ نکالینگے اور تشبیہ اس بات مین نہین ہی کہ اسی طرح ہوا بھیجکر ابر مجتمع کر کے انکو پانی سے پیدا کرینگے بلکہ مطلق نکالنے مین تشبیہ ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ جو پروردگار قادر مختار جسکی قدرت کے آثار سے یہ سب آنکھون دیکھتے ہو کہ خشک لکڑی سے تر و تازہ پھل و پتے نکلتے ہین اور چٹ پٹ مردہ زمین سے طرح طرح کے گل و بوٹے پیدا ہوتے ہین وہ ضرور بالیقین قادر ہی کہ قبرون سے مردے نکال دے اور کیونکر انکار ہو سکتا ہی حالانکہ ابتداء مین جب کچھ بھی نہ تھے تب انکو پیدا کر کے موجود کر دیا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ شاید تم تذکر سے جان کو پس ایمان لے آؤ و فی تفسیر الحافظ فی قولہ کذلک نخرج الموتی یعنی جیسے ہمنے اس زمین کو بعد اسکے مردہ ہو جانے کے اور قوت انبات وغیرہ جاتے رہنے کے زندہ کر دیا اور وہی قوت انبات اسمین آگئی ایسے ہی ہم اجسام کو انکے گل سڑ جانے کے بعد قیامت کے واسطے زندہ کرینگے او صحیح ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرماویگا پس چالیس روز تک مینھ برستا رہیگا اس سے اجسام اپنی قبور مین اسطرح اوگینگے جیسے زمین سے دانہ اُگتا ہی اور یہ پند و نصیحت قرآن مین اس مثال سے بہت آئی ہی اسی واسطے فرمایا لعلکم تذکرون۔ سراج مین ہی یعنی تاکہ تم عبرت و پند [illegible] کر حاصل کرو خلاصہ آنکہ تم برابر مشاہدہ کرتے ہو کہ ایام بہار مین درخت پھلے پھولے سرسبز ہوتے ہین پھر تم خریف و دیگر اوقات مین انکو خشک اور پھل پتون سے ننگے دیکھتے ہو پھر اللہ تعالےٰ

انکو دوبارہ زندہ کردیتا ہے پس اُنسے نصیحت حاصل کرو کہ جو پاک پروردگار انکے زندہ کردینے پر قادر ہے وہ قیامت کے [illegible]
بالیقین قادر ہے۔ حضرت ابوہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب پہلی بار صور پھونکی جائیگی سب [illegible]
اسکے اللہ تعالے آسمان سے عرش کے نیچے سے پانی مینہ کا نازل فرماویگا پس مردے جہان کہین انکی خاک ہو وہ زمین میں [illegible]
اُگینگے جب اُنکے جسم کامل ہو جاوینگے تو انمین روح پھونکی جائیگی پھر اُنپر نیند غالب ہو جائیگی پس قبرون مین سوتے رہینگے پھر دوسری بار جب
صور پھونکا جائیگا تو قبرون سے چونک کر اُٹھائے جاوینگے اور حشر کیئے جاوینگے اور اس حال مین اُن کے سرون و آنکھون [illegible]
کا خمار ہوگا تو اس حالت مین کہینگے کہ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ہذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالی اسکی تفسیر مین آویگا
پوشیدہ نہین ہے کہ بہت سے درخت پھولون کے نہایت نرم و کمزور بیج کے ہوتے ہین کہ انکے بیج ایک فصل مین زمین کے اندر گر کر خاک ہو جاتے ہین
اور دوسری فصل مین جب برسات مین مینہ برسا تو اسی زمین سے وہی درخت جم جاتے ہین بلکہ جہا نتک ہوا انکی خاک اڑا لیجاتی ہو وہان
جمتے ہین بلکہ بیل وغیرہ پر پرندون کی بیٹ سے بہت سے ہضم ہونے والون بیجون کی پیدائش ان درختون پر ہوتی ہے پس انکا رجعت و حشر جن لوگون سے
صادر ہوا انکو عقل و فکر سلیم بالکل نہین ہے اللہم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب پھر واضح ہو کہ قولہ کذلک نخرج الموتی امین صیغہ
مضارع حال و استقبال دونون معنی کو شامل ہو سکتا ہے غایۃ آنکہ ایک بالاشارہ ہو پس اسمین تفکر و تذکر سے عجائب صنع الٰہی پر دلیل حاصل ہوتی ہے
و یہدی اللہ لنورہ من یشاء وہو العلیم الحکیم پھر واضح ہو کہ کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون سے درمیان بیان مین ایک اہتمام کے لائق مضمون پر
تنبیہ فرمائی پھر عجائب صنعت و قدرت کو شروع فرمایا یعنی زمین مردہ کو باران رحمت پہونچا کر لطف و کرم سے زندہ فرماتا ہے اور ہر زمین مردہ کو
اسکا فیض باران برابر پہونچتا ہے پھر انکی استعدادات مختلف طرح طرح کی ہین چنانچہ فرمایا وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ بلد طیب
وہ زمین جسکی مٹی پاکیزہ شیرین و ہموار نرم ہے یعنی بلد طیب نکالتا ہے اپنی نبات کو بہتر و عمدہ بارادہ اپنے پروردگار کے وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ
إِلَّا نَكِدًا اور وہ بلد کہ جسکی مٹی خبیث ہے وہ نہین نکالتا پیداوار کو کسی حال سے مگر بحال نکد یعنی بسختی و مشقت۔ اور کشاف مین کہا کہ نکد وہ چیز کہ
جسمین بھلائی نہین ہے اور بیضاوی نے کہا کہ نکد یعنے قلیل بے نفع و بیکار اور نصب اسکو بنا بر آنکہ حال واقع ہے اگر کہا جاوے کہ بلد طیب کے ساتھ
پیداوار اگانے مین باذن ربہ کی قید فرمائی اور خبیث کے ساتھ یہ قید نہین فرمائی حالانکہ بدون مشیت و قدرت الٰہی کے دونون مین سے کسیکو
اخراج نبات کا اختیار نہین ہے تو شیخ ابو حیان رح نے جواب دیا ہے کہ دونون کی نبات اگرچہ اللہ تعالی ہی کے ارادہ و مشیت سے نکلتی ہین لیکن بلد طیب
کے ساتھ اُن پروردگار کی قید فرمائی تاکہ اسکی بزرگی و مدح ظاہر ہو کما لیمن ہے کہ قولہ باذن ربہ موقع حال مین واقع ہے اور اس پیداوار کا بارادہ
و مشیت الٰہی ہونے کے ساتھ قید فرمانے مین بیان ہے کہ او تعالی عز و جل کی مشیت و ارادت سے اسکو آسانی حاصل ہوئی جس سے اسمین نباتات
نہایت عمدہ کار آمد بہت کثرت سے حاصل ہوئی پس باذن ربہ سے اس بلد کی پیداوار کی خوبی و کثرت سے تعبیر ہے گویا یون فرمایا کہ والبلد
الطیب یخرج نباتہ نباتا حسنا غزیرۃ پس یہ مقابلہ مین بلد خبیث کے ہوا جسکی یہ صفت ہے کہ لا یخرج نباتہ الا نکدا۔ اسی واسطے بیضاوی رحمہ اللہ نے
کہا کہ بلد خبیث نہین نکالتا اپنی پیداوار مگر بہت قلیل اور خراب و بیکار۔ اور ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ یعنے
زمین شیرین و پاکیزہ اپنی پیداوار کو آسانی سے خوبصورت عمدہ نکالتی ہے اور والذی خبث کی تفسیر مین حضرت مجاہد وغیرہ نے کہا کہ جیسے کلر یلی
و لونیا زمین وغیرہ۔ واضح ہو کہ علی ابن ابی طلحہ رح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مین روایت کیا کہ اللہ تعالی نے مومنون و
کافرون کے حال کی یہ مثال بیان فرمائی ہے اور سراج و معالم وغیرہ مین کہا کہ جملہ مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالی نے مومن کا ذکر [illegible]

Marfat.com

یہ ضرب المثل بیان فرمائی ہے پس مومن کو زمین پاکیزہ سے تشبیہ دی اور اسکے دل پر قرآن نازل ہونے کو مینھ کا پانی نازل ہونیسے تشبیہ دی پس جب یہ پانی اسپر نازل ہوا تو اس سے طرح طرح کے گل و بوٹے اور پھل پھول نکلتے ہین ایسی ہی مومن نے قرآن سُنا اور ایمان لایا اور اسپر عمل کیا تو اسمین طرح طرح کی عبادات و طاعات وعمدہ وعمدہ اخلاق کثرت سے ظاہر ہوتے ہین اور کافر کو زمین خبیث سے تشبیہ دی کہ ہر چند اسپر مینھ کا عمدہ پانی پڑے مگر اس سے کچھ انتفاع نہین ہوتا ایسے ہی کافر نے جب قرآن سُنا تو ایمان نہین لاتا اور اسکی تصدیق نہین کرتا بلکہ اس سے کفر وسرکشی زیادہ ظاہر ہوجاتی ہے اور اگر کافر نے دنیا مین کوئی فعل جو نیک ہے وہ کیا بھی تو بہزار مشقت اسکو کیا کیونکہ خیرات وصدقہ وغیرہ جو نام کے واسطے کیا ہے وہ کچھ فعل نیک نہین ہے باوجود اسکے آخرت مین اس سے کچھ نفع نہین ہے اور یہ جو حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ یہ مثال اولاد آدم ؑ کی ہے کہ انمین سے بعضے پاکیزہ وبعضے خبیث ہین تو مترجم کہتا ہے کہ اسکا مآل بھی وہی مومن وکافر کی طرف راجع ہے اور ارتباط اسکا مابعد کے کلام سے واضح ہے چنانچہ انبیاء علیہم السلام عین ہدایت ونصیحت لائے لیکن جو پاکیزہ تھے وہ ایمان لائے اور جو ناپاک تھے وہ کافر رہے۔ اور جو نحاسؒ نے ذکر کیا کہ یہ تیز فہم اور کم فہم کی مثال ہے تو شاید بنظر قولہ لعلکم تذکرون کے ہے جو اس سے پہلے ہے یعنے تذکر وسمجھ دو قسم ہین جو بلد طیب کی مثال ہین وہ جلد سمجھ جاوینگے وبرعکس اسکے برخلاف ہونگے ولیکن اسکا ضعف ظاہر ہے ہان جو حضرت حسن وقتادہؒ سے مروی ہے کہ یہ قلوب کی مثال ہے مومن ومنافق کے دل مختلف ہین پس پاکیزہ قلوب مومنون کے پند ونصیحت آلٰہی کو قبول کرتے اور اس سے نفع کثیر ہوتا ہے اور منافقون کے دل نہین لیتے اور بہت کم اس مین اثر اور اس سے انتفاع ہوتا ہے تو یہ بھی قول اول کی تلخیص ہے کیونکہ مومن وکافر سے مقصود انکے دل ہین کہ انھین پر مدار ہے اور قول اول پر دلیل ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مثل ما بعثنی الیہ بہ من الہدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضا الحدیث یعنی آنحضرت نے کہا کہ جس علم وہدایت کے ساتھ مجھکو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اسکی مثال ایسی ہے جیسے موسم کا اُگانیوالا اپنے وقت کا پانی کسی زمین پر برسا پس اس زمین مین سے کوئی ٹکڑا پاکیزہ تھا یعنی اسکی مٹی شیرین و ہموار اُگانیوالی تھی پس اُسنے پانی کو قبول کرلیا اور گھانس تروتازہ اور پیدا وار بہت کثرت سے اُگائی اور کچھ ٹکڑے اسمین سے اجدب تھے جنھون نے پانی کو روک لیا یعنی انمین پانی بھر رہا پس اللہ تعالیٰ نے اس سے آدمیونکو نفع پہونچایا کہ اُنھون نے خود اسمین سے پیا اور پلایا وسینچا و زراعت کی اور بعض اور ٹکڑا اسمین سے ایسا تھا کہ وہ چٹیل میدان کنکریلا پتھریلا تھا کہ نہ وہ پانی کو روکتا ہے اور نہ کچھ سبزہ اگاتا ہے بس یہی مثال ہے دو قسم کے لوگون کی ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالیٰ کے دین مین سمجھ حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جسکے ساتھ بھیجا ہے اس سے نفع پایا پس سیکھا اور سکھلایا اور دوم وہ کہ جسنے سرے سے کچھ اسکی طرف توجہ نہ کی اور نفع نہ پایا اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا اس ہدی کو قبول نہ کیا۔ رواہ البخاری ومسلم وغیرہا گَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ای کما بینا ما ذکر نبین الآیات لقوم یشکرون اللہ تعالیٰ فیومنون یعنی جیسے ہم نے یہ سب بیان فرمایا جو مذکور ہوا ہے اسی طرح ہم کھلے بیان کرتے ہین آیات کو ایسی قوم کے واسطے جو شکر کرتے ہین اللہ عز وجل کا پس ایمان لاتے ہین اسمین قوم شکر گزار کی خصوصیت اسواسطے ہے کہ آیات آلٰہی سے انھین بدونکو نفع حاصل ہوتا ہے اور خبیث لوگونکو کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہے کہ آیات آلٰہی محض فضل ونعمت ہے اسکا بہت بڑا شکر یہ واجب ہے سبحان اللہ بحمدہ وسبحان اللہ العظیم ان آیات کریمہ مین انواع دلالات ولطائف اشارات وعلوم پاکیزہ ہین اور تفسیر عرائس مین جو کچھ بیان ہین وہ یہ ہین

## ف فی العرائس

قولہ تعالیٰ وہو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ اور تعالیٰ نسیم وصال کو طلوع جلال کے سحر کے وقت مین اہل انس کے واسطے انکی حالت سجدہ کے شہود مین انکے مشام مین پہونچاتا ہے کہ شوق مین زیادتی ہو اور اسکی طرف باران رحمت کے زیادہ پیاسے ہوجاوین پس ظہور صفات سے پہلے قرب ومنزلت کے آثار ظاہر ہوتے ہین پھر ظہور تجلی صفات سے کشف ذات کا فیض پاکیزہ ارواح عاشقہ کو پہونچتا ہے پھر اس باران رحمت سے ان ارواح کو زلال محبت کا جام ملتا ہے کہ بعد اسکے پینے کے

Marfat.com

ان ارواح کو حدوث مین استقرار کی تاب نہین رہتی بلکہ ازل وابد کے بازو سے لطف قدیم سے قضا سے نا بیدا کنار اڑا کرتے ہین۔ کمال لطف سے ظہور تجلی ذات سے پہلے انکو ہوائے تجلی صفات سے انکشاف دیا کیونکہ قبل تجلی ذات کے معنی پر اطلاع سے واقف ہون اور فنا ہو جانے سے بچین اور کشف قدم کی طرف جذب ہونے مین لنکے قلوب مردہ کو رزق سے زندگی کی قابلیت حاصل ہو **قال المترجم** بعض مقام پر پارہ اول و ثالث مین گذرا کہ حدیث صحیح مین جو اپنے نفس وجورو وجہان وغیرہ کے حق مین ادائے قطعی حکم آیا ہو وہ اسی معنی پر تمام اکابر نے اعتقاد کیا ہو جو ظاہر ہین اور اسکا یہی بھید ہو کہ ہزارون پردون کا قطع کرنا اسی جسم کثیف سے ہے اور وہ اس راہ سے بڑی نعمت ہی پس مرید صادق کو خبط حواس وضرر مالایطاق سے ایسی نوبت پہونچیگی کہ اسمین انکشاف حواس باطنی کی استعداد نہ رہے اور پھر حواس مخفیہ جنسے علوم ظاہری مین بحث نہین ہو لنکے انکشاف کا فائدہ نہ حاصل ہوگا تب عقل وقلب وروح وسر وباطن کا کیا ذکر ہو لہذا نفس کشی کے یہ معنی سمجھنا کہ جسم وحواس کو بیکار و باطل کرکے خبط و مبہوت ہو جاوے محض غلط ہین یہ کسی بزرگ نے نہین فرمایا بلکہ نفس کشی کے فقط یہ معنی ہین کہ ابتدا مین نفس جو شرع سے برخلاف چلنا اور شیطان کی پیروی ڈھونڈھتا ہو اسکو مار کر خواہ مخواہ شرع وسنت پر ثابت رکھے ہان شرع وسنت مین یہ شرع ہو کہ پیٹ مت بھرو بلکہ کم کھاؤ اور کم سوؤ اور کم ہنسو اور کم بک بک کرو اور خیال بد اور وسواس باطل وغیرہ مت لاؤ اور ایسے ہی ریاکاری وغرور وتکبر وغیرہ بہت سے امور ہین کہ ان سب پر ٹھیک ٹھیک قائم ہو اور ایک مرد صالح پیر بزرگ کی خدمت نصیب ہو جو اپنے نفس کو مہذب کر چکا ہو تو نہایت ہی عمدہ بات ہو کہ وہ ہر وقت اسکی غفلت کو ٹوکتا جاوے اور ہوشیار کرتا جاوے اور زیادہ طول تحریر کی گنجائش نہین ہو یہ مین نے صرف ابتدائی مرتبہ پر بتوفیق الٰہی تنبیہ کر دی ہو اور اس سے اوپر کے مراتب کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت پہونچ جاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ابتدا ہی غلط ہو تو اوپر کا مرتبہ کیسا فاستقم ولاتتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ پھر شیخ نے فرمایا کہ بالجملہ تجلی ذات کے ظہور سے پہلے دلہاے مردہ کے واسطے پاکیزہ ہوائین ظہور تجلی صفات کے بھیجدین چنانچہ فرمایا حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت یعنی دلہاے مردہ کو تاب تجلی ذات کے ظہور کی نہین ہو سکتی ہو تو تجلی صفات سے ان دلون مین حیات جو اسکے مناسب ہو حاصل ہو جاوے اور معلوم ہو کہ تجلی ذات کا بارگران کوئی نہین اٹھا سکتا ہو سوائے ریاح تجلی صفات کے اور انوار قدم کو سوائے قدم کے کوئی نہین چلا سکتا اور زلال دریائے قدم کو ایسے پیاسے کو پلانے کے واسطے جو غرق حیرت ہو سوائے ازلی صفت کے کوئی نہین لیجا سکتا ہو اور قلوب کی سرزمین مین درختان علوم غیوب کے کوئی نہین اگا سکتا سوائے حضرت علام الغیوب جل جلالہ کے لہذا فرمایا فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات یہ ثمرات بھی مقامات وحالات ومکاشفات ومشاہدات ہین ؎ الا یا صبا نجد متی ہجت من نجد :. لقد زادنی مسراک وجدا علی وجد :. ای ہوائے نجد جان لیلی رہتی ہو جبھی تو نے نجد سے جنبش کی تو میرا وجد پر وجد بڑھتا گیا بعض مشائخ نے کہا کہ ہر قسم کی ہوا سے ایک قسم کی رحمت خاص متعلق ہو پس ہوائے توبہ سے قلب پر محبت پہونچتی ہو اور ہوائے خوف سے رحمت ہیبت کا نشر ہوتا ہو اور ہوائے امید سے رحمت انس کا اور ہوائے قرب سے رحمت شوق کا اور ہوائے شوق سے آتش قلق وبیتابی عشق کا نشر ہوتا ہو استاد نے کہا پہلے تقرب کی ہوا چلتی ہو جس سے مشام اسرار کو خوشبوی وصال پہونچتی ہو۔ اور استاد نے قولہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا کے اشارہ مین کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہو کہ جس مہجور کو صدمہ فراق ووجد واختلال جسم بلکہ بالکل باطل ہونے سے دوری پہونچی ہو اسکے پاس تقرب کا بشارت دینے والا پہونچتا ہو پس کھلجانے کے بعد تر وتازہ ہو جاتا ہو اور بعد سقوط کے اسکا اٹھا ہوا حال قوی وتندرست ہو جاتا ہو پھر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے قلب کا حال ذکر کیا کہ اسمین سے بعض کا یہ حال ہو کہ جب اسپر باران رحمت ہوا تو طرح طرح کے مقالات وحالات کے پھل پھول اس سے نکلتے ہین اور بعض کی یہ کیفیت ہو کہ وہ

Marfat.com

[illegible] شہوات نفس وحظوظ نفسیہ مین سنگستان کے مانند ہورہے ہین اوراُنمین سوائے خارزار کے کچھ نہین ہے چنانچہ فرمایا۔ والبلد الطیب
یخرج نباتہ باذن ربہ الآیۃ الٰہی بلاد قلب کی زمین ہے جس سے وجد وارادت کے پھل پھول موافق کشف صفات وانوار ذات کے طرح طرح کے
نکلتے ہین جب دل مین تخم محبت ہے اس سے مشاہدہ کا درخت جمتا ہے اورجسمین تخم شوق ہے اس سے انس ووصال کا درخت اُگتا ہے اورجسمین تخم عشق
ہے اس سے کشف جمال وجلال کا خوش ذائقہ میوہ پیدا ہوتا ہے پھر انکے برخلاف جس دل مین ہوا وہوس کے بیج پڑے ہین اس سے شہوات کے خاردار
درخت جھاڑیان پیدا ہوتی ہین اورشناخت یہ ہے کہ جو دل منور ہین ان دلون کے جسم کے اعضاء وجوارح پر آثار محبت ظاہر ہوتے ہین اوروہ آثار یہی
کہ وہ احکام الٰہی تعالیٰ وسنت رسالت پناہی صلعم سے موافقت محبوب رکھتا ہے اورجو دل تاریک وسیاہ ہے اُسکے جوارح واعضاء پر آثار مخالفت
ظاہر ہوتے ہین اوروہ اپنی شہوات نفس کی پیروی کرتا ہے پھر اوتعالیٰ عزوجل نے تبدیل اخلاق ونشر افضال وثبوت مقامات وپرداز حالات
کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ سب بارادہ سابقہ ومشیت ازلیہ ہین جسمین کچھ تغیر وتبدل نہوگا اوروہان کسی کی تدبیر کچھ کارگر نہوگی اوریہی اصل تقدیر
کہلاتی ہے چنانچہ فرمایا وکذالک نصرف الآیات لقوم یشکرون یعنی ایسی قوم کے واسطے جو حضرت مشکور تعالیٰ عزوجل کو ان نعم تو انکے وجود سے پہلے سے پہچانتے
ہین اورخود اوتعالیٰ عزوجل کو اپنے انعام کا شاکر پاکر خجالت سے پانی پانی ہوجاتے ہین اوراپنے آپ کو ادائے شکر کے مقام سے عاجز پاتے
ہین شیخ ابوعثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ البلد الطیب مومن متقی کے دل کی مثال ہے یخرج نباتہ باذن ربہ یعنی اسکے اعضاء وجوارح پر انوار طاعات
وزینت کے اخلاص کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین والذی خبث۔ قلب کافر ہے اس سے سوائے نکد وشوم وتاریکی کے کچھ ظاہر نہین ہوتا اسکے اعضاء
وجوارح پر تاریکی ومخالفت ظاہر ہوتی ہے اورواسطیؒ نے کہا کہ قولہ باذن ربہ یعنی اوتعالیٰ کی تولی اوراسی کی پرداخت وعنایت سے سب آسانی سے
بہت کچھ میوہ جات موافقت وانوار تقرب ظاہر ہوتے ہین اورخبیث سے سوائے نکد کے کچھ ظاہر نہین ہوتا کیونکہ تجلی وخطاب سے محبوب ہے
اورقولہ کذالک نصرف الآیات جیسے کہ آفتاب تھوڑی نباتات کو جلادیتا ہے اورتھوڑی نباتات کو اُگاتا ہے اوربعض کو مزہ دار اورخوشگوار پاکیزہ
بناتا ہے جیسا جسکا جوہر واستعداد ہے ویسے ہی ارادہ واحدہ سے موافقت ومخالفت آدمیون مین ظاہر ہے بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ ہے جو ہمیشہ مامون
اوراسکا سلطان عادل ہو جسکے دل کا ساکن صافی ہے اسکے ظاہر افعال پاکیزہ ونیک ہین اورجو اسکے برخلاف ہے اسکا حال برخلاف ہے استادؒ
نے کہا کہ جب اصل پاکیزہ ہو تو فرع مین نمو ہوتا ہے یعنی جب جڑ اچھی حالت مین ہوتی ہے تو شاخین اچھی طرح سرسبز ہوتی ہین اورمراد یہ ہے کہ قلب نیک ہوتا ہے
تو ظاہر وباطن سب صالح ہوتا ہے قلتُ حدیث مین بھی قلب کے بیان مین ہے کہ جب وہ صالح ہوتا ہے تو سب جسم صلاحیت پر ہوتا ہے اورجب اسکی حالت
خراب ہوتی ہے تو تمام اعضاء بدکار فاسق ہوجاتے ہین بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ قلب مؤمن ہے مومن کو اللہ تعالیٰ نے طاہر بنایا اورروح کو
آب قرب سے پاک وطاہر کیا اورکرامت سے خوشبودار کردیا اورقلب کو علم سے پاکیزہ بنایا اورسر باطنی کو نور معرفت سے پاکیزہ بنایا
اورزبان کو ذکر وسچ بولنے سے پاک کیا اورجوارح کو آب عصمت سے نہلایا اورنور توفیق سے پاک کیا پھر جب معلوم ہوگیا کہ جو قلوب خبیث
ہین انکو ہرچند تعلیم واصلاح وپند ونصیحت دیجائے کچھ مفید نہین ہوتی اوربیہودہ وہم وبے بنیاد شک پیدا کرتے ہین اورنیک راہ ونیک بات
ونیک تعلیم ونیک نصیحت سب سے آنکھ بند کرلیتے ہین چنانچہ اگلون کے واقعات متضمن علوم بیان فرمائے بقولہ تعالےٰ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ
ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کیطرف تو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اُسکے سوائے مین ڈرتا ہون تمپر

عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ
ایک بڑے دن کے عذاب سے بولے سردار اُسکی قوم کے ہم دیکھتے ہین تجھکو صریح بھٹکا ہے بولا اے قوم مین کچھ بھٹکا نہین

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا [illegible]

لیکن مین بھیجا ہون جہان کے صاحب کا ۔ پہونچاتا ہون تمکو پیغام اپنے ربکے اور نصیحت کرتا ہون اور جانتا ہون اللہ کیطرف سے [illegible]

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ [illegible]

نصیحت تمھارے رب کیطرف سے ایک مرد کے ہاتھ تمھارے بیچ مین سے کہ تمکو ڈر سناوے اور تم بچو اور شاید تمپر رحم ہو پھر اسکو جھٹلایا پھر ہمنے بچا لیا اسکو اور جو اسکے [illegible]

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ ع ٦

اور غرق کیے جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ لوگ تھے اندھے

اول سورہ مین اوتعالیٰ عزوجل نے واقعۂ آدم علیہ السلام کو شروع فرمایا اور اسکے متعلقات و متصلات کو پورا بیان فرما کر اب دیگر انبیاء علیہم السلام کے قصص کو ترتیب وار اول و ثانی سے بیان فرمایا لہذا پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا کذا قال الحافظ فی التفسیر **وقال المترجم** حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ مین بہت بڑے بڑے علوم باریک تھے اور لوگون کی سمجھ کے لائق جہانتک ممکن ہوا صراحۃً و اشارۃً بیان ہو چکا اور منجملہ ان علوم کے یہ کہ ہر چیز تحت تسخیر قدرت رب جلیل عزوجل ہے اور مخلوقات بعض طیب و پاکیزہ ہے اور بعض خبیث و نجس ہے اور رحمت الٰہی یکسان ہے مگر مانند زمین کے کسی کو باران رحمت سے فائدہ ہے دو قسم سے کہ خوب اس سے سیراب ہوتی ہے اور سرسبز شاداب خود بھی نفع پاتی ہے اور دوسرون کو بھی ہر طرح نفع دیتی ہے یا کہ اس کو خود نفع ہے اور دوسرون کو بھی مگر ایک خاص طرح کا نہ عموماً مثل اول کے اور بعض زمین کو کچھ بھی فائدہ نہین اور یہ ہر ایک کی جوہر و قابلیت کا تفاوت ہے چنانچہ سابقین کے احوال کو ترتیب وار اس بیان کے واسطے مع دیگر علوم کثیرہ کے جنکی طرف انشاء اللہ تعالیٰ ضمناً اشارہ آتا جائیگا بیان فرمایا اور موافق ترتیب کے اول نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا **قال الحافظ** وغیرہ کیونکہ نوح علیہ السلام بعد حضرت آدم علیہ السلام کے اول رسول ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی ہدایت کے واسطے بھیجا حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول جو رسول بھیجا گیا وہ نوح علیہ السلام ہے رواہ ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ وابن عساکر اور نسب نامہ انکا یہ ہے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مہلیل بن قینن بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام ایسا ہی محمد بن اسحاق اور دیگر علماء نے جو فن نسب مین ماہر ہین بیان فرمایا ہے اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ جیسے اذیت حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے پہونچی ایسے کسی اور نبی کو نہین پہونچی سوائے انکے جو اپنی قومون کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہین اور چالیس برس کی عمر ہونے پر نوح علیہ السلام کو نبوت ہوئی بعض نے کہا کہ پچپن برس کے تھے اور بعض نے کہا کہ دو سو پچاس برس کے تھے اور ذکر کیا گیا کہ بڑھئی کا پیشہ کیا کرتے تھے اور لوگ انکے زمانہ کے خراب و بت پرست و مشرک ہو گئے تھے **قال الحافظ** اور عبد اللہ بن عباسؓ و بہت سے علماء تفسیر نے فرمایا کہ بت پرستی کی صورت یون واقع ہوئی کہ ابتدا مین جب صالح و متقی و اولیاء اللہ لوگ مرے تو انکی قوم والون نے انکی قبرون کے وہان مسجدین بنائین اور مسجدون پر انکی تصویرین نقش کر دین تاکہ انکے حالات و عبادات کو یاد کرین اور انھین کے مانند عبادات و اخلاق حاصل کرین پھر جب اسکو زمانہ دراز گذرا تو اسی نقش کی مورتین بنا رکھین پھر جب اسپر بھی زمانہ دراز گذرا ان مورتون کی تعظیم کرنے لگے آخر انکو پوجنے لگے اور انھین پرہیزگارون کے نام پر ان مورتون کے نام رکھ لیئے پس جب یہ نوبت پہونچی تو اللہ عزوجل کا احسان ہے کہ اسنے انبیاء و رسول بھیجے پس اول رسول حضرت نوح کو بھیجا چنانچہ فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ تقدیر کلام یہ ہے کہ واللہ لقد ارسلنا یعنی لام جواب قسم محذوف ہے اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ قریب ہے کہ نہ اطلاق ہو اس لام کا مگر حذف قد کے ساتھ کیونکہ جملۂ قسمیہ کا ہونا نہین ہوتا مگر واسطے دوسرے جملہ کی تاکید کے واسطے جسپر قسم واقع ہوتی ہے اور وہ جواب قسم کہلاتا ہے پس قد کے ساتھ لاتے ہین کہ وہ مظنۂ توقع [illegible]

ابو حاتم

Marfat.com

[illegible] اسکے وقوع کی توقع کرتا ہو جیسے یہان اسپر نص ہو۔ اور ارسال کے معنی مبعوث کرنے کے ہین یعنی اسی قوم مین سے ایک شخص کو مبعوث فرما دیا اور معنی یہ ہین کہ واللہ ہمنے مبعوث فرمایا نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ پس نوحؑ نے قوم سے کہا کہ اے قوم تم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی۔ یعنے فقط اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ من زائدہ ہے برحق استغراق نفی کے آیا ہو یعنے کوئی بھی نہین پس الٰہ بحرف من مجرور ہو ورنہ محل مین رفع کے ہو بنا بر مبتدا ہونے کے لہذا کسائی کے سوائے باقی قرأ نے غیرہ کو مرفوع پڑھا کہ بدل از محل الٰہ ہو اور کسائیؒ نے بلحاظ لفظی اعراب کے غیرہ مجرور پڑھا۔ المعنی نہین تمہارا کوئی بھی الٰہ سوا اے ایک اللہ تعالےٰ کے پس تم اسی کی عبادت کرو کیونکہ اگر تمنے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی اور دوسرون کی عبادت کی تو تمنے ایسی چیز کی عبادت کی جو معبود نہین ہو اور تمنے معبود کی طرف سے منہ موڑا اور عبادت اسی کے واسطے خاص ہو وہ دوسرے مین ثابت کی اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہین کہ خالق عزوجل نے پیدا کیا رزق دیا مال اولاد دی صحت وتندرستی ہزارہا بیشمار نعمتین دین اس سے منہ موڑ کر غیر کی عبادت کرنے لگے شرک کرنے لگے پس تم فقط اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اگر نہ مانوگے تو مین ایک بندہ ہون اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمکو راہ بتا نیوالا ہون لیکن اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ مجھے تمپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہو اگر تم غیر کی عبادت کروگے یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہو اور اسمین بیان ہو توحید اختیار کرنے کے سبب یعنے توحید کرو کیونکہ نہ اختیار کروگے تو عذاب سخت پاؤگے بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ مجھے تمہارے اوپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہو تم مجھے ایمان لاتے نہین نظر آتے ہو۔ اور بعض نے کہا کہ یوم عظیم سے مراد طوفان کا روز ہو اور لفظ اخاف یعنی شک کے ساتھ اسوجہ سے بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ آیا دنیا ہی مین ان لوگون سے مواخذہ ہوگا یا قیامت تک کے واسطے چھوڑ دیے جادینگے کذا فی السراج وغیرہ اور حافظ ابن کثیرؒ نے قول اول اختیار کیا اور مفسرؒ نے بھی اسی پر اکتفا کیا اور ظاہر یہ ہو کہ اخاف بطور ادب کے ہو اگرچہ کافر کے حق مین قطعی وعدہ عذاب کا ہو اگر کفر وشرک پر مرے لیکن بنظر عظمت جلال الٰہی کے حکم قطعی نہ لگایا یون نہ کہا کہ تمپر یون عذاب ہوگا بلکہ ادب سے اخاف کہا وقد اشار المترجم الی جوابین آخرین فافہم اسطرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت فرمائی پھر قوم کا جواب نقل فرمایا قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ملأ بمعنی اشراف ماخوذ از ملا بسکون ثانی بمعنی بھر دینا کیونکہ اشراف بھی مجلس کے لوگون کے دل ہیبت واجلال سے بھر دیتے ہین اور جمع املاء مثل سبب اسباب اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ملا یعنے جمہور وسردار وپیشوا اور بڑے بڑے مدہ المعنی اسکی قوم کے بڑے بڑے لوگون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنی عقل ورا اے مین تجھکو کھلے ضلال مین دیکھتے ہین حاصل آنکہ ہم دیکھتے ہین کہ تو دیوانہ ہوگیا یا بہک گیا ہو کہ ہمکو اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کو بلاتا ہو۔ گمراہون کا یہی حال ہو کہ وہ شیطانی نفسانی سرکشی مین راہ حق کی طرف ہدایت کرنیوالون کو اُلٹے خود بھٹکا ہوا سمجھتے ہین استغفر اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ نوحؑ نے کہا کہ اے قوم مجھے کوئی ضلالت نہین لگی و لیکن مین رب العالمین کی طرف سے رسول ہون قوم نے اپنر ضلال کا بہتان لگایا تھا اور انھون نے ضلالت کو دور بتلایا تو مفسرؒ نے کہا کہ ضلالت بہ نسبت ضلال کے اعم ہو پس ضلال کے دور کرنے سے ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہو یعنے ضلالت تو ہر وجہ سے گمراہی ہو اور ضلال بعض وجہ سے بھٹکنے کو اور غی کو بھی شامل ہو پس ضلالت اعم ہو کیونکہ ہر چیز جسکو ضلال کہین اسکو ضلالت کہینگے اور اسکا الٹا نہین ہو کیونکہ غی کو یا بعض وجہ سے بھٹک کو ضلال نہین کہتے مگر ضلالت کہتے ہین پس ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہوا اسلئے کہ وہ اعم ہو اور عام کی نفی کرنے سے خود خاص کی نفی ہو جاتی ہو برخلاف خاص کی نفی کے کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین چنانچہ اگر یون کہا جاوے کہ اس جنگل مین کوئی جاندار موجود نہین تو خود ظاہر ہو کہ انسان بھی نہوگا اور اگر خاص جاندار کی نفی کی مثلاً شیر نہین ہو تو اس سے

یہ لازم نہین آتا کہ انسان بھی ہو پس ظاہر ہوا کہ ضلال کے بہ نسبت ضلالت کی نفی یہان زیادہ بلیغ ہوا و تعجب کہ [illegible]
بلکہ ضلالت کہا اسواسطے کہ ضلالہ اخص ہے پس ضلال کی نفی سے ضلالت کی نفی زیادہ بلیغ ہوگی اور علامہ نے سراج المنیر [illegible]
یہ سہو ہے اسواسطے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہے اور کشاف کے محشین نے اس مقام پر طول کلام سے کچھ بھی [illegible]
باوجود کثرت اتباع بیضاوی کے یہان کشاف کی پیروی مین دھوکا کھا گئے حالانکہ بیضاوی نے یہان افادہ فرمایا کہ قولہ [illegible]
ای شئ من الضلالہ یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہے پس جیسے ان لوگون نے ضلال کے ثابت کرنے مین مبین کہکر مبالغہ کیا [illegible]
کہا بلکہ ضلال مبین کہا تھا اسی طرح انکے جواب مین نفی ضلال مین مبالغہ کیا یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہے اور یہ قلب مستفاد ہے تقابل [illegible]
ضلال کے مقابلہ مین ضلالت کی نفی درصورت قصد مبالغہ در کمال ہدایت خود دلیل ہے کہ ادنی و اقل کی بھی نفی ہے گویا یون کہا کہ میرے ساتھ
اقل قلیل بھی ضلال نہین ہے پس اسمین قوم والون پر بیوقوفی وگمراہی کی تعریض ہے کہ باوجود ذرا بھی نہونے کے اپنی بیوقوفی سے ضلال سمجھے بلکہ
ضلال مبین سمجھے پس حماقت نہین بلکہ احمق ہین اور اشارہ ہے کہ یہ لوگ مکابرہ و عناد مین پڑے ہین کیونکہ جو اس مرتبہ ہدایت پر ہے کہ اسمین ضلالت کا
نام نہین اسکو ضلال مبین سے موصوف کیا۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ ولکنی بحرف لکن واسطے استدراک کے ہے پس یہان جانب مقابل کا وہم
دور کرنا چاہیئے تھا نہ آنکہ لکنی رسول فرمایا تو جواب یہ ہے کہ لکن اس مقام پر بہت بلیغ ہے بیضاوی نے کہا کہ یہ استدراک باعتبار لازم کے ہے جو
لازم اسکا کمال ہدایت ہے یعنے دو امر متقابل مین جب ایک کی نفی ہو تو دوسرے کی جانب وہم متردد ہوتا ہے پس اسکو اثبات کیا جاتا ہے اگرچہ غیر متعلق
امور کی طرف وہم ہو اسیواسطے لیس زید بقائم ولکنہ قاعد۔ کہنا فصیح ہے یعنے زید کھڑا نہین ولیکن بیٹھا ہے اور یہ کہنا کہ لیس زید بقائم ولکنہ شارب۔
نصیح نہین یعنے زید کھڑا نہین ولیکن پانی پیتا ہے۔ پس جب نفی ضلالت سے بالکل ضلال کی نفی کی تو ہدایت کی طرف سے استدراک کیا اور ظاہر یون
تھا کہ ولکنی علی ہدی۔ ہو لیکن بجائے اسکے ولکنی رسول من رب العالمین کہا تو رسول موصوف کو ہدایت مین کامل بلکہ اکمل و مکمل ہونا واجب ہے
کیونکہ وہ خود ہدایت پر ہوتا اور دوسرونکو ہدایت پر لاتا ہے پس گویا یون کہا کہ ولکنی علی غایۃ الہدی لانی رسول من رب العالمین یعنی مین انتہا
درجہ ہدایت پر ہون کیونکہ مین رب العالمین کا رسول ہون اور تعریض ہے ان لوگون کی حماقت پر کہ شاید ہدایت پر نہ سمجھین حالانکہ کوئی شخص
دو حال سے خالی نہین ہوتا ہدایت پر یا ضلالت پر پس ضلالت تو بالکل نفی ہے پھر سخت حماقت ہے کہ عدم ہدایت کا وہم بھی ہو پس اسکو استدراک
کرنے مین تعریض ہے اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ ابو عمرو کی قرارت مین ابلغ از ابلاغ ہے تخفیف لام اور باقیون کی قرارۃ مین تبلیغ سے بتشدید لام
معنی آنکہ پہونچاتا ہون تمکو رسالتین اپنے پروردگار کی بیضاوی نے کہا کہ یہ جملہ صفت رسول واقع ہے یا جملہ مستانفہ ہے اور اسوجہ بیان [illegible]
ہونا مقرر فرمایا اور رسالات کو جمع اسوجہ سے کہا کہ متعدد اوقات مین اسکا نزول ہوتا رہا یا اسوجہ سے کہ اقسام و انواع کی رسالت [illegible]
اعتقادات و مواعظ و احکام وغیرہ کے وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور نصیحت کرتا ہون تمہارے نفع کے لیئے جملہ صفت رسول یا مستانفہ ہے اور نصح
کے معنی یہ کہ ارادہ کرتا ہون بھلائی کا۔ اور لکم مین لام زائد کردیا یعنے انصحکم نہین فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ نصیحت محض انہین کے حق مین [illegible]
اسمین ناصح کی کوئی غرض اپنے متعلق نہ تھی اور نصح کے معنی یہ کہ دوسرے شخص کیواسطے اسیطرح بھلائی کا قصد کرے جیسے اپنے واسطے [illegible]
اور تعدیہ اسکا بواسطہ و بلا واسطہ دونون طرح ہے یقال نصحتہ ونصحت لہ اور بعض نے کہا کہ نصح کی حقیقت یہ ہے کہ مصلحت کی [illegible]
اسطرح کہ ہر مکروہ بات سے اپنی نیت خالص ہو اور بعض مفسرین نے کہا کہ مطلق نصیحت مین اور رسول کی نصیحت مین [illegible]
کی نصیحت یہ ہے کہ امت کو اللہ تعالے کے تمام اوامر و نواہی اور تمام تکالیف شرعیہ جسطرح اللہ تعالے نے مقرر فرمائے ہین [illegible]

Marfat.com

کہ ایسے بیان سے کہ انکو امور الٰہی وشرائع کے قبول کرنے مین رغبت دلا دے اور نافرمانی کرنے سے ڈرا دے
اور انکو اس بیان سے واضح ہوا کہ حدیث صحیح مین جو النصح لکل مسلم۔ آیا یعنی ہر مسلمان کیواسطے نصح لازم ہے تو وہ دوسرے معنی پر ہے
یعنی خیرخواہی ہے جو اوپر مذکور ہوے چنانچہ حدیث ابن مسعودؓ مین اسی کی تفسیر ہے کہ کوئی مسلمان نہین ہوتا جب تک ایسا نکرے کہ جو اپنی
ذات کیواسطے پسند کرتا ہے ویسا ہی اپنے بھائی کیواسطے پسند کرے۔ اور مراد ان چیزون سے بھلی چیزین ہین جنکو شرع مین بھلا کہا گیا ہے
ایسا نہین ہے کہ رشوت سے مال جمع کرنا خود چاہتا ہے تو دوسرے کے واسطے بھی پسند کرے کیونکہ یہ نصح نہین بلکہ اغوا و شیطانیت ہے
فافہم۔ اور حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ حسن اخلاق سے جواب دیا کہ مین ضلالت مین بالکل نہین بلکہ
کمال ہدایت پر ہون اور تمکو اللہ تعالے کے رسالات پہونچاتا ہون اور محض تمہاری بہتری کے لیے تمکو نصیحت کرتا ہون وَاَعْلَمُ مِنَ
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور مین جانتا ہون اللہ تعالی کیطرف سے جو تم نہین جانتے ہو یعنے اللہ تعالی کی جانب سے وحی کے ذریعہ سے جو چیزین
مجھکو معلوم ہوتی ہین وہ تمکو نہین معلوم ہوتی ہین پس تقدیر قولہ من اللہ ای من جہۃ اللہ بالوحی ہے اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ من صفات اللہ
تعالی وشدۃ بطشہ وعدم رد باسہ عن المجرمین یعنی اللہ تعالی کی صفات اور اسکی سخت گرفت اور مجرمین سے اسکا عذاب نازل ہوکر پھر نہ پھرنا
وغیرہ جانتا ہون تم نہین جانتے ہو پس اول مین جو کہا تھا کہ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم۔ اسی کی اسمین تقریر ہے۔ فافہم ف فی العرائس قولہ
وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون مین تمکو خلوص نیت سے تمہارے پروردگار کی معرفت حاصل کرنیکا طریقہ سکھلاتا ہون اور اپنی نصیحت سے تمکو
تمہارے پروردگار کے مشاہدہ ولطف ورحمت خاصہ حاصل ہونے کی راہ بتلاتا ہون اور جو کچھ مین اللہ تعالی کی طرف سے جانتا ہون وہ
تم نہین جانتے ہو مجھکو اسکے احسان ومہربانی ولطف وکشف صفات وجمال ذات وحلاوت مشاہدہ ولذیذ خطاب وغیرہ کا جو علم حاصل ہے وہ
تمکو حاصل نہین ہے جو اسکی درگاہ مین پہونچ گیا وہ ایسی بادشاہت کو پاگیا کہ کبھی اس مین خرابی نہوگی اور ایسی سعادت کو پاگیا کہ کبھی فنا نہو۔
اور جو اس سے محروم رہا وہ ایسی سختی وبلا وگمراہی مین پڑا کہ کبھی اسکی خواری دور نہوگی اور بعض نے کہا کہ قولہ انصح لکم یعنی تمکو راہ ہدایت بتلاتا ہون
اور اعلم من اللہ ما لا تعلمون مین اشارہ ہے کہ مجھے اسکی وسعت رحمت معلوم ہے کہ جو کوئی توبہ کرکے اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع ہوا اللہ تعالے
اسکی توبہ قبول فرماتا ہے پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے جاہل جو رسم کے پابند تھے اور اللہ تعالی کی طرف سے رسالت کو خلاف
رسم وعادت سمجھے اور نہایت تعجب کرتے حالانکہ دل کی آنکھون سے اندھے تھے حضرت نوح علیہ السلام کے نور نبوت کو کیا پہچانتے
پس حضرت نوح علیہ السلام نے انکا تعجب دور کرنے کو فرمایا اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ہمزہ استفہام
انکاری ہے اور واو عاطفہ ہے پس معطوف علیہ محذوف ہے کما قال المفسرؒ ای اکذبتم وعجبتم یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا۔ اور ذکر بمعنی موعظت
ونصیحت ہے اور ان جاءکم بوجہ ان مصدریہ کے بتاویل مصدر ہوکر مفعول محذوف ہے یعنی کذبتم کا معمول ہے کیونکہ عجبتم کا تعدیہ بحرف من ہوگا۔ ای
من ان جاءکم اور بیان سے ظاہر ہوا کہ بعض نے جو لفظ انکرتم مقدر کیا وہ خوب نہین کیونکہ وہ بھی حرف علی چاہتا ہے یقال انکر علیہ۔ انکرتم علی
ان جاءکم یعنی عجبتم من ان جاءکم۔ کی ضرورت ہوگی بخلاف قول مفسرؒ کے کہ مقدر خود متعدی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ لحکم المقدر کالمذکور۔ اسکو عمل دلایا جاوے
بدون تعدیہ بحرف من ضرور ہوگی اور قولہ علی رجل منکم۔ ای علی لسان رجل کان منکم۔ اور بزبان ایک شخص کے جو تم مین سے ہے یعنے خود حضرت نوح
علیہ السلام جو تمہارا ایک ہے حضرت نوح علیہ السلام پر صرف وحی اتری کوئی کتاب مجموعی نہین اتری بمانند توریت کے اور علی ہذا قولہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیۃ
کہ آنحضرت صلعم پر وحی کی تشبیہ وحی نوح علیہ السلام سے دونون باتون مین موافق ہے ایک نفس ایحا مین یعنے وحی کرنا حضرت صلعم کیطرف

Marfat.com

کوئی نئی بات کہ نوحؑ سے یہ ہوتا آیا ہو اور دوم مصحف وحی مین بدون لوح مکتوب کے کیونکہ قرآن مجید بھی مکتوب نہیں [illegible]
بات مین موافقت واقع ہوگئی ہو فافہم۔ پھر ظاہر یہ ہو کہ محل تعجب یہی جملہ ہو یعنی علی رجل منکم یعنی اس بات پر تعجب کرتے [illegible]
نازل ہو جیسے مشرکین مکہ کو تعجب تھا وہ کہتے تھے کہ فرشتہ کیون نہین اتارا اور شاید قوم نوحؑ کو دونون باتون مین تعجب [illegible]
ذکر موعظت نازل ہونے مین اور ایک آدمی پر نازل ہونے مین اگرچہ امر دوم سے تعجب ہو کر انکار اول کی طرف متعدی ہوگا [illegible]
جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات کو کہ آئی تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھین مین سے ایک آدمی کی زبانی [illegible]
لِيُنْذِرَكُمْ تاکہ وہ تمکو ڈراوے یعنی عذاب کا ڈر سناوے اگر ایمان وتوحید پر قائم نہو وَلِتَتَّقُوْا اور تاکہ تملوگ اللہ تعالیٰ سے تقوی کرو
وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور شائد تم رحم کیئے جاؤ یہ لام تعلیلیہ ہین یعنی ذکر موعظت مذکور کا آنا اس فائدہ کے واسطے کہ تمکو ڈراوے اور تم
تقوی کرو اور شاید رحم کیے جاؤ اور یہ ترتیب ہر سہ علت کی نہایت حسن وخوبی پر ہو کیونکہ بندون نے جب ازل کا عہد بھلا دیا اور اسکے
خلاف برتاؤ کیا تو بمقتضائے رحمت شاملہ وکاملہ کے رسول آئے اور مقصود رسال سے انذار ہو یعنے مخالفت کرنے سے ڈرانا اور انذار سے
مقصود یہ کہ تقوے کرین اور تقوی سے مقصود یہ کہ رحمت پاوین کذا فی السراج اور بیضاوی نے لکھا کہ لعلکم ترحمون مین حرف لعل جو امید کیواسطے
ہو داخل کرنے مین تنبیہ ہو اس بات پر کہ تقوی پر خواہ مخواہ ترحم واجب نہین ہو جاتا ہو بلکہ ترحم فضل الٰہی پر موقوف ہو اور تنبیہ ہو کہ متقی کو چاہیے کہ
اپنے تقوی پر گھمنڈ نہ کرے اور عذاب الٰہی عزوجل سے بخوف نہ ہو جاوے اور معتزلہ وغیرہ نے جو ایسی باتون مین زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ پر واجب
ہو تو یہ انکی جہالت ہو حق یہ ہو کہ او تعالیٰ عزوجل پر کوئی امر واجب نہین اور یہ لفظ زبان سے نکالتے ہوئے رونگٹین کھڑے ہوتے ہین مگر یہ لوگ
بے ادب ہین اللھم اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم اس حسن وخوبی سے نوح علیہ السلام نے رسالت
الٰہی کو پہونچایا مگر سوائے چند گنتی کے آدمیون کے باقی سب ایمان نہ لائے آخر عذاب مین گرفتار ہوئے چنانچہ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا
فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ الذین کا عطف انجیناہ کی ضمیر مفعول پر ہو ای انجیناہ ایاہ والذین آمنوا معہ۔ اور فاء
انجام کار کے واسطے ہو کیونکہ نوح علیہ السلام کئی سو برس تک برابر ان لوگونکو ایمان وتوحید کیطرف بلاتے رہے اور وہ لوگ جھٹلاتے اور
سخت ایذائین دیتے تھے آخر غضب الٰہی ظاہر ہوا اور نوح علیہ السلام نے بددعا کی کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے اور کشتی بنانے کا حکم
ہوا انھون نے طول طویل کشتی بنائی مروی ہو کہ دو سال مین بنائی تھی خود بڑھئی کا کام جانتے تھے یہان سے ظاہر ہوا کہ فکذبوہ کے معنی
فاستمروا علی التکذیب یعنی برابر جھٹلانے پر اڑے رہے المعنی پھر برابر نوحؑ کی قوم والے جھٹلاتے رہے پس ہمنے نوح کو اور اسکے ساتھ والے
مومنون کو کشتی مین نجات دی یعنی پانی کا طوفان جو غضب الٰہی تھا اسمین ڈوبنے سے نجات دی اور قصہ انشاء اللہ تعالیٰ مفصل آویگا
بیضاوی مین ہو کہ انکے ساتھ ایمان لانیوالے بعض نے کہا کہ چالیس مرد چالیس عورتین تھین اور بعض نے کہا کہ صرف نو آدمی انکے تین
بیٹے سام وحام ویافث اور چھ آدمی اور تھے وفی تفسیر الحافظ منصوص اسقدر ہو کہ وما آمن معہ الا قلیل یعنے نوحؑ کے ساتھ ایمان نہ لائے
مگر تھوڑے آدمی۔ امام مالکؒ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی کہ قوم نوحؑ اس کثرت سے تھی کہ زمین وپہاڑ انکی سمائی سے تنگ تھے
عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ نہین عذاب دیا اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو مگر اس حال مین کہ روئے زمین انسے بھری ہوئی تھی اور کوئی
قطعہ زمین نہ تھا مگر آنکہ ان لوگون مین سے کوئی نہ کوئی اسکا مالک وقابض ہو رہا تھا اور ابن وہبؒ نے کہا کہ مجھکو حضرت ابن عباسؓ سے
روایت پہونچی کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی مین اسّی آدمی بچے تھے ایک انمین سے جرہم تھا اور اسکی زبان عربی تھی [illegible]

Marfat.com

[illegible] شایعالیس مرد و چالیس عورت کا قول کسی شخص نے اسی روایت سے یہ سمجھکر کہ کشتی نوح مین ہر شئ کے [illegible] ظاہر ہو اسکے یہ مہم ہوا اسواسطے کہ جو ایمان لایا وہ غرق نہین ہوا خواہ جوڑا ہو یا فرد ہو ہان جانورون مین البتہ جوڑا رکھا گیا تھا فافہم [illegible] نوح علیہ السلام دسوین رجب کو کشتی مین سوار ہوئے اور طوفان شروع ہوا آخر دسوین محرم کو کشتی سے اُترے تھے اور طوفان سے تمام [illegible] ہلاک ہوگئے کما قال تعالیٰ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا عَمِیۡنَ یعنی اور طوفان مین غرق کردیا ہمنے اُن لوگونکو جنھون نے جھٹلایا تھا ہماری آیات کو بیشک یہ لوگ اندھی قوم تھی یعنی امر حق انکو نہین سوجھتا تھا **قال البیضاوی** دل کے اندھے تھے انکو بصیرت نہ تھی اگرچہ بصارت ظاہری موجود تھی عمین در اصل عمیین تھا تخفیف کرکے عمین رہا اور بعض نے عامین پڑھا ہے ولیکن عمین مین زیادہ بلاغت ہے کیونکہ وہ ثبات پر دلالت کرتا ہے کما لایخفیٰ کہ عمی کی دلالت عمی ثابت پر ہے اور عامی کی دلالت عمی حادث پر ہے **وقال البعضھم** اسلیے کہ عمین صیغہ صفت مشبہ ہے جو ثبوت ودوام پر دلالت کرتا ہے **قال ابن عباس** رضی یعنی عمین کافر تھے **قال البعضھم** عمی تو بصیرت کے اندھے کو بولتے ہین اور اعمی آنکھون کے اندھے کو کہتے ہین نعوذ باللہ منہا **قال الحافظ** اس قصہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندون کے واسطے کافرون سے انتقام لینے کو بیان فرمایا اور یہ کافر لوگ ان بندون کو ایذا و آزار پہونچاتے اور انسے مسخرہ پن کیا کرتے تھے آخر ہلاک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی سنت سنیہ دنیا و آخرت مین یون ہی جاری ہے کہ انجام کار اہل تقوی کو فتح و ظفر ہے وقد قال تعالیٰ والعاقبۃ للمتقین سراج وغیرہ مین ہے کہ قصص قرآن مین علاوہ علوم و معارف کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و مومنین کے واسطے تسلی ہے کہ آنحضرت صلعم کی قوم ہی فقط قبول حق سے اعراض کرنے والی نہ تھی بلکہ گذری امتون مین سے بھی اکثر امتین نہ ماننے والی گذری ہین اور عموماً اسمین ایک تنبیہ ہے کہ جھٹلانے اور نہ ماننے والونکا انجام کار خواری و ہلاک ہے پس آنحضرت صلعم کے نہ ماننے والے بھی انجام کار خواہ دنیا مین بھی یا قطعاً آخرت مین خوار و برباد ہونگے اور واضح ہو کہ اسمین آنحضرت صلعم کی صحت نبوت کی کھلی دلیل ہے کیونکہ آنحضرت صلعم اُمی تھے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے اور ہرگز اپنے وقت مین کسی تاریخ جاننے والے سے نہین ملے خصوص جبکہ عرب مین اسکا رواج ہی نہ تھا باوجود اسکے گذری امتون کے نہایت صحیح قصہ و اخبار کو بیان فرمایا اور تاریخ جاننے والون کو جب معلوم ہوا تو کسی نے انمین سے انکار نہین کیا پس صریح ثابت ہوا کہ یہ وحی الٰہی تھا اور یہی نبوت پاکیزہ و فضل الٰہی ہے **قال المترجم** اور اس زمانہ مین جو بعضے ملحد انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وجہ اس طوفان کی تو [illegible] پانی کا جوش نہ تھا بلکہ چنین و چنان تھا تو اسکو باوجود الحاد کے بسبب بالاتفاق ثبوت طوفان نوحؑ کے انکار طوفان کی مجال نہوئی پس استعداد خود مقر ہے کہ طوفان مذکور واقع ہوا تھا بعد اسکے تاریخ کی کیفیت معلوم ہے کہ رائے کو اسمین بہت کچھ دخل ہوتا ہے لہذا پوشیدہ سبب اسکی رائے کا دعوی محض غلط ہے کیونکہ جب واقعہ ثابت ہے تو صرف ایک امر خفی پر اسکا انکار کرنا بدون دلیل کے صرف اسکے وہم کے نزدیک مستبعد ہے محض جہل و وہم ہے پس جو شخص کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو قادر مختار مانتا ہے اسکے نزدیک کچھ بھی مستبعد نہین و عجب ہے کہ یہ منکر بدون کسی دلیل کے انکار کرتا ہے لہذا کوئی عقلمند اسکو تسلیم نہ کریگا خصوص جبکہ واقعہ طوفان کا اقرار ہے فافہم **ف فی العرائس** قولہ انہم کانوا قوما عمین یعنے مشاہدہ الٰہی اور ذوق محبت سے وہ اپنے بصائر کی آنکھون سے اندھے تھے انکو انوار صفات و ذات نظر نہین آتے تھے حالانکہ ہر ذرہ ذرہ سے ظاہر ہین ابن **عطا** رحمہ اللہ نے کہا کہ عمین یعنے طریق حق سے گمراہ تھے بعض نے کہا کہ دنیا او رجہان مین نظر عبرت سے اندھے تھے انکی نظر سے صرف انکی خواہش نفسانی و شہوات نظر آتی تھین

[illegible] وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا

اور عاد کیطرف بھیجا انکا بھائی ہود بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمھارا صاحب اُسکے سوا کیا تمکو ڈر نہین بولے سردار جو منکر تھے

مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الۡكٰذِبِیۡنَ ۝ قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ

اسکی قوم میں ہم تو دیکھتے ہین تجھکو عقل نہین اور ہماری اٹکل مین تو جھوٹا ہے بولا اے قوم مین کچھ بے عقل نہین لیکن مین بھیجا ہون

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ [illegible]

جہان کے صاحب کا ۔ پہونچاتا ہون تمکو پیغام اپنے رب کے اور مین تمہارا خیرخواہ ہون معتبر ۔ کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت [illegible]

لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ [illegible]

مین سے کہ تمکو ڈرساوے اور یاد کرو کہ تمکو سردار کردیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پھیلاو سو یاد کرو احسان [illegible]

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ [illegible]

بولے کیا تو اسواسطے آیا ہم پاس کہ بندگی کرین تیرے اللہ کی اور چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لے آ جو وعدہ دیتا ہو ہمکو اگر تو سچا ہو [illegible]

قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

تمپر پڑچکی ہی تمہارے رب کی طرف سے بلا اور غصہ ۔ کیون جھگڑتے ہو مجھسے کئی نامون پر کہ رکھ لیے ہین تمنے اور تمہارے باپ دادون نے نہین اتاری اللہ نے انکی کچھ سند

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

سو راہ دیکھو مین بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہون ۔ پھر ہمنے بچادیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اپنی مہر سے اور پچھاڑی کاٹی انکی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین

وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ ع ٩

اور نہ تھے ماننے والے

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا یعنے جیسے نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا ویسے ہی ہودؑ کو قوم عاد کی طرف بھیجا چونکہ قوم نوح کسی نام سے معروف نہ تھی قوم فرمایا اور قوم ہود بنام عاد معروف تھی مانند مدین و ثمود وغیرہ کے انکے نام سے بیان فرمایا اور قوم عاد کے نام سے دو قوم ہین عاد اول اور عاد دوم جو بقیہ نسل اول ہی اور دونون کے درمیان سو برس کا فرق ہی جیسے عاد اول اور قوم نوحؑ کے درمیان آٹھ سو برس کا فرق بیان ہوا ہی اور مورخین کا اتفاق ہی کہ یہ اولاد سام بن نوحؑ سے ہین پس بعض نے لکھا کہ وہ عاد بن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہے اور سراج وغیرہ مین لکھا کہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ ہی و فی تفسیر الحافظ محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ اولاد عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح ہین **قال** اور یہی عاد اول ہین جو جنگلون مین عماد بناتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد اور اخاہم بمعنی انکے بھائی کو یعنے نسب کے بھائی کو نہ دینی بھائی کو یعنی قبیلہ عاد مین سے ایک شخص انکے برادری کا جسکا نام ہود تھا یا اخاہم بمعنے صاحبہم ہو کیونکہ عرب ایسے صاحب القوم کو اخ بولتے ہین اور اول اظہر ہی اور مفسر جلال ؒ نے تحبیر مین کہا کہ ہود بن عبد اللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص مذکور ہین اور چار سو چونسٹھ برس زندہ رہے **قال الحافظ** وغیرہ اور قوم عاد کی بستی احقاف مین تھی جو عمان و حضرموت کے [illegible] ربیع بن خثیم نے کہا کہ عاد والے یمن سے شام تک چیونٹیون کی طرح کثرت سے پھیلے ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے کہا کہ اگرچہ ان [illegible] درمیان انکی اصلی بستی تھی لیکن اکثر روئے زمین پر پھیل گئے اور شدت قوت و توانائی سے سب کو زیر کرلیا اور ظلم و تعدی کرتے تھے [illegible] بن واثلہ سے روایت کی کہ مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سنا کہ آپ حضرموت کے ایک شخص سے کہتے تھے کہ تو نے وہ [illegible] جو اراک کے مقابلہ مین جسمین سرخی مائل ٹیلے نکلے ہین اور فلان فلان جانب بیریون کے بہت سے درخت ہین الی [illegible] کہ جی ہان ای امیر المومنین خدا کی قسم آپ تو ایسا اسکو ٹھیک ٹھیک پتہ سے بیان فرماتے ہین جیسے کسی نے آنکھون دیکھا ہو [illegible] نہین ہی ولیکن اسکا قصہ مجھسے بیان فرمایا گیا ہی حضرمی نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اسکی بابت کیا قصہ ہی آپ نے فرمایا کہ [illegible]

Marfat.com

قال الحافظ اس روایت مین یہ فائدہ ہو کہ ان لوگون کی یسی معلوم ہوئی کہ یمن ہو اور ہود علیہ السلام وہین دفن ہوئے ہین اور
قوم مین سے از راہ نسب کے اشرف و افضل تھے جیسے انبیا ؑ ہوا کرتے ہین لیکن قوم والے جیسے سخت و شدید الخلقت تھے ویسے ہی دل بھی انکے
سخت تھے انکی دعوت و جواب ظاہر ہو قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہا ہود ؑ نے ای قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی اسکی توحید کرو
شرکت مت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اسکے سوائے تمھارا کوئی الٰہ نہین ہو اگر کہا جاوے کہ قال کہا فقال نکہا مانند قصہ نوح ؑ کے جواب آنکہ
بتقدیر سوال ہو یعنے فما فعل ہود۔ جواب دیا کہ قال یاقوم بعض نے کہا کہ نوح ؑ برابر متواصل دعوت کرتے جیسا کہ دوسرے مقام پر منصوص ہو پس
فا تعقیب مناسب تھی اور ہود ؑ مختلف اوقات مین ایسا کرتے پس بدون فا فرمایا ہو اَفَلَا تَتَّقُوْنَ استفہام انکاری استبعادی ہو یعنی مستبعد ہو کہ تقویٰ نہین کرتے
قال المفسر رحمہ یعنے خوف نہین کرتے کہ تقویٰ والے ہوجاؤ واضح ہو کہ سورہ ہود ؑ مین افلا تعقلون مذکور ہو اور یہان افلا تتقون ہو پس اولیٰ یون ہو کہ تقدیر کلام
مین کہا جاوے افلا تتقون ای افلا تعقلون فتتقون یعنی بطریق انکار و استبعاد فرمایا کہ تم نہین سمجھتے تا کہ متقی ہوجاؤ۔ اور نیز دعوت متعدد اوقات مین
تھی پس شاید دونون طرح سے مخاطب کیا ہو اور نیز حاصل کلام ایک ہی ہو پس بعض نے بیان پر اکتفا کیا جیسے وہان قولہ ان انتم الا مفترون بھی
مذکور ہو اور یہین کے بیان پر اکتفا ہوا یہان اسکو ذکر نہین فرمایا اور اسی پر باقی اجزاء قصہ کو قیاس کرنا چاہیئے بلکہ دیگر قصص مین بھی اسی قیاس پر
سمجھنا چاہیئے خصوص محاورات زبان پر متعدد جاری ہوتے ہین جنکا حاصل واحد ہوتا ہو کذا ذکرہ ابو السعود وغیرہ اور پوشیدہ نہین کہ ہر مقام کے ساتھ مناسبات
ہین اور قدر مناسب پر اکتفا ہوا ہو اسی واسطے ہر قصہ مکرر نہین بلکہ فوائد جدیدہ نادرہ ہر مقام پر موجود ہین اور انکے بیان کے واسطے بہت طول عبارت
درکار ہو مگر مشتے نمونہ از خروارے یہان صرف ضرورت اس امر کی ہو کہ اگلی امتون نے بھی نصح و موعظت انبیاء علیہم السلام سے انکار کیا اور موجودہ
زمانہ کے کفار حربی کا انکار و استبعاد اگلون سے بہت مشابہ ہو اور اسمین جو لطائف معانی ہین انکو بخوف طول عبارت نہین لکھ سکتا کیونکہ ہر بات کے واسطے
بسط تقریر کی ضرورت ہو تب عام فہم ہوگی لہذا علماء رح نے علوم قرآنی مین الگ الگ تصنیفات کردین اور تفسیر مین قدر ضرورت پر اکتفا کیا ہو بالجملہ ہود ؑ نے
قوم عاد کو موافق بیان مذکورہ بالا کے نصیحت کی پھر جواب سخت یہ پایا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا مذکور لوگون نے اسکی قوم سے جو
کافر ہوئے تھے نہ اُن سرداروں نے جو مسلمان ہوگئے کیونکہ مانند مرثد بن سعد وغیرہ کے بعضے سردار مسلمان بھی ہوگئے بخلاف قوم نوح ؑ کے کہ سردارون
مین سے کوئی مسلمان نہوا حاصل آنکہ ہود ؑ کی قوم مین سے کافر شریفون نے یہ جواب دیا کہ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ ای متمکنا فی سفاہۃ وخفۃ عقل۔
ہم لوگ تجھکو دیکھتے ہین کہ تجھمین سفاہت یعنی جہالت وکم عقلی جم گئی ہو کیونکہ تو ہمکو بتون کی عبادت چھوڑنے کو اور اکیلے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت
کرنے کو کہتا ہو جیسے کفار قریش نے بھی تعجب کیا اور کہا اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ان ہذا لشیٔ عجاب۔ بھلا اسنے سب آلہہ کو ایک الٰہ بنایا بیشک تو
عجیب بات ہو وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور ہم تو ضرور تجھکو جھوٹون مین سے گمان کرتے ہین یعنے رسول ہونے کے دعوی مین تجھکو جھوٹا
گمان کرتے ہین۔ ایسے ہی کافر و مشرک لوگ و بداعتقاد و ملحد لوگ اپنے اٹکل وگمان سے باتین بنایا کرتے ہین قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ کہا کہ
ای قوم مجھ مین کچھ بھی سفاہت نہین ہو بلکہ مین تو کمال ہدایت پر ہون کیونکہ رسول ہون لہذا ملزوم ذکر کیا وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ
ولیکن مین رب العلمین کی طرف سے رسول ہون جسکا کمال ہدایت پر ہونا واجب ہے اسکے ہدایت پر ہونا و رسول ہونا دونون ثابت کردیا اور تاکید فرمائی اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
مین تمکو اپنے پروردگار کی رسالتین پہونچاتا ہون وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اور مین خالص و محض تمھارے نفع کے لیئے تمھارا ناصح و امین ہون
اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت مین مجھکو امین قرار دیا ہو وہ عالم الغیب ہے پس مین جھوٹا نہین ہوسکتا اسمین دلیل ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی شان مین
کذب کی صفت ہونا محال ہو بلکہ ابلاغ کامل اور نصح خالص و امانت صادقہ ان صفات سے رسول موصوف ہوتے ہین پس بعضے روافض نے

Marfat.com

زعم کیا کہ حضرت صلعم نے بعض باتین خاصکر اہل بیت رضوان اللہ علیہم کو مخفی بتلائی تھین اقسم وین وکلٰل غریب ...
تو یہ لوگ مفتری وجھوٹے ہین وفی السراج اسمین حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی ذات کے واسطے ناصح وامین کی صفتین ...
جہان ضرورت پیش آوے وہان آدمی کو روا ہی کہ اپنی ذات کی سچی صفات کو ظاہر کرے قلت۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی خزانہ ...
مین بادشاہ مصر سے کہا تھا کہ مین قوی امین ہون چنانچہ سورۂ یوسف مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ وفی البیضاوی باوجودیکہ حضرت ہود ...
کہ قوم والے خود انتہا درجہ کے سفیہ وگمراہ ہین مگر اس حلم وبردباری سے جواب دیا بدون جواب ترکی بہ ترکی اسمین حسن ادب وخلق عظیم سب ہے اور
اہل النصح نیکوکار بندون کو اسی طریقہ کی تعلیم ہے وفی السراج حضرت نوحؑ نے انصح لکم بجملہ فعلیہ کہا اور حضرت ہودؑ نے ناصح بجملہ اسمیہ کہا کیونکہ نوحؑ شب
روز نصیحت کرتے پس فعل مناسب ہے کیونکہ وہ تجدد پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اپنے موقع مین ثابت ہو چکا۔ وفی البیضاوی جملہ اسمیہ بصیغہ صفت مین اشارت ہے کہ
قوم والے حضرت ہودؑ کو ابتدا سے ناصح وامین جانتے تھے جیسے قریش والے آنحضرت صلعم کو سچا بہت صدوق وامین وناصح جانتے تھے پھر مزید
تاکید کی اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات سے کہ آیا تمھارا ذکر یعنی نصیحت تمھارے پروردگار
کی طرف سے عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ تمھین مین سے ایک مرد کی زبان پر تاکہ وہ تمکو عذاب الٰہی سے ڈراوے یعنی تم اس سے انکار وتعجب
مت کرو بلکہ تمکو چاہیئے کہ کمال نعمت سمجھکر اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ اور یاد کرو کہ بعد
قوم نوحؑ کے تمکو خلیفہ بنا دیا یعنے زمین کی خلافت تمکو دیدی کیونکہ مشہور ہے کہ شداد بن عاد اکثر ولایتون کا بادشاہ ہوگیا تھا پہلے انکو عذاب الٰہی سے
خوف دلایا پھر انکو انعامات الٰہی یاد دلائے اور مزید فرمایا وَزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَسْطَةً اور بڑھا دیا تمھاری خلقت مین بسط **قال الحافظ**
ای تمھارے ابنا جنس سے تمکو طول پیدا کر دیا **قال المفسر** یعنی تمھاری قوت وطول مین زیادتی کی انمین سے جو لمبا ہوتا وہ سو ہاتھ کا ہوتا اور جو ٹھگنا ہوتا وہ ساٹھ ہاتھ
ہوتا تھا **قال المترجم** طول وعرض وقوت سب مین بحسب مناسبت زیادتی مراد ہے اور بسط در اصل فراخی ہے خواہ معانی مین ہو یا اعیان مین ہو لہذا
قصۂ طالوت مین فرمایا وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم اور محتمل ہے کہ مخلوق کے درمیان انکو فراخی دنیا مراد ہو اعم ازینکہ از راہ معانی ہو یا اعیان
واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے قول اول ہی اختیار کیا ہے مگر آنکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بسطہ بمعنی شدت ہے اور یہ بھی محتمل دونون معنی کو ہے
اور ابو ہریرہؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ عادی آدمی پتھر کے کواڑ اکیلا اٹھا لیتا اگر اسوقت کے پانچ سو آدمی لگین تو اسکو نہ اٹھا سکین اور جو مفسر
**سیوطی**ؒ نے ذکر کیا وہ **سدیؒ وکلبیؒ** سے مروی ہے وقال الجلال المحلیؒ فی سورۃ الفجر سب سے بڑے لمبے کا قد چار سو ہاتھ تک تھا۔ ابو حمزہ ثمالی
نے ستر ہاتھ ذکر کیا اور ابن عباسؓ سے اسّی ہاتھ مذکور ہے اور مقاتلؒ نے کہا کہ بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا اور قتادہؒ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ انکا قد بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا۔
ابن عساکرؒ نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انکے ہاتھون ناپے دہی وہب بن منبہ کا قول ہے کہ انکا سر مانند ایک بڑے قبہ کے تھا جو کچھ کلام مجید سے ثابت ہوا ہے
وہ انکی قوت وشدت ہے چنانچہ فرمایا فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا من اشد منا قوۃ الآیۃ۔ اور فرمایا فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ الآیۃ اور یہ
یہ روایات جو متقدمین سے روایت کیجاتی ہین انکے اسانید پر مترجم کو اطلاع نہین ہے اور مؤلف فتح البیان نے بدون بیان کے استبعاد وتضعیف کی ہے اور مترجم
کی نظر مین واللہ اعلم یہ معلوم ہوتا ہے کہ بر تقدیر صحت ان آثار کے قول مقاتل وقتادہ مین انکے ہاتھون کے ناپ کا بیان ہے جیسا کہ وہبؒ کی روایت ابن عساکر
مین مصرح ہے اور باقی اقوال مین اسوقت کے ہاتھون سے ناپ مراد ہے پس تقریباً اقوال مین مراد متفق ہو جائیگی اور اس زمانہ سے قریب
جنکو نہ کچھ زائد انکا قد دراز ہوگا اگر کہا جاوے کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ درازی حضرت آدم کے قد کی ساٹھ ہاتھ تھی پھر برابر
کم ہوتی چلی آئی تو جواب اسکا دو وجہ سے ہو سکتا ہے اول آنکہ درازی قد آدم علیہ السلام انکے ہاتھون ساٹھ ہاتھ تھی پس عاد کی قد ...

Marfat.com

کہ قوم نوح کتنی مدت زمین پر رہی اور اُن کے بعد کتنے زمانے کے بعد قوم ہود ہوئی اور اس کی درازی کی تعیین نہیں ہے یعنی آدم علیہ السلام کے بعد جب کوتاہی واقع ہوئی تو یہانتک نوبت پہونچی و حاجب طول الیقدز و غیر ذالک اسکی تعیین کرنا لازم نہیں ہے کہ جب خلقت مین درازی واقع ہوئی ہو تو اس سے زیادہ یا برابر واقع ہوئی ہو فلیتامل فانہ دقیق و موضع تامل اذ عباراتہم تدل علی طولہم شدید ما کان الا انہم من قوم نوح وہم اقرب الی زمن آدم علیہ السلام فافہم بالجملہ توجیہ اقوال مفسرین کی ضرورت سے یہ گفتگو کرنی پڑی ورنہ تفسیر مین اسکی کوئی ضرورت نہین صرف یہی بیان کیا کہ ہود علیہ السلام نے قوم کو نعمت الٰہی یاد دلائی کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ قوم نوح نے جب اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا تو انکی بددعا سے اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا اور تم پر یہ احسان کیا کہ ذریات نوح سے تم کو باقی رکھا اور پیدا کر کے بجائے اُن کے خلیفہ کیا اور تمہاری خلقت مین فراخی دیدی ہر طرح تمکو کشایش حاصل ہے فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ پس تم نعمتین اللہ تعالیٰ کی جو تم پر ہین یاد کرو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یعنے خاص خاص نعمتون کو بیان کر کے عموماً نعمتون کے شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا الآء جمع الی بکسر اول و سکون ثانی مانند حمل و احمال یا اُلی بضم اول و سکون ثانی مانند قفل و اقفال یا بکسر اول و فتح دوم مانند ضلع و اضلاع لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تفوزون۔ شاید تم فوز پاؤ یعنی پوری بھلائی کی مراد تمکو ملے۔ وقال البیضاوی یعنی تاکہ نعمتون کا یاد کرنا انکی شکرگزاری کی طرف مودی ہو جس سے فلاح حاصل ہوتی ہے اگر وہ لوگ مانتے تو حضرت ہود علیہ السلام نے انکو دینی و دنیاوی فلاح تک پہونچا دیا تھا مگر انھون نے جہالت سے نہ مانا قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ قوم والے بولے کہ کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا اور چھوڑ دین جسکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے۔ ان جاہلون نے مستبعد جانا کہ عبادت مخصوص اللہ عز و جل کے واسطے ہو اور باپ دادون کے بتون سے اعراض کیا جاوے یہ تقلید مین انکا انہماک تھا اور رسم مالوف کی محبت تھی کذا قال البیضاوی ثم قال اور جئتنا مین آنے سے یا تو انکی مراد یہ کہ قوم سے الگ کسی کونے مین بیٹھکر تو یہ خیالات لایا ہے یا طنز و استہزا کے طور پر کہا کہ آسمان سے تو یہی لایا ہے یا بطریق مجاز ہے جیسے عرب اس محاورہ مین کہ پھر اسکو بُرا کہنے لگا یون بولتے ہین ذہب یسبّہ حالانکہ جانا واقع نہین ہوتا گویا باتون سے چلا یعنی باتین کرتے کرتے بدگوئی کی طرف چلا گیا مترجم کہتا ہے کہ اردو زبان کا محاورہ اس سے خوب موافق ہے کہ جب کسی کی بات گران جانتے ہین تو کہتے ہین کہ کیا تو یہی کہنے آیا ہے ایسے ہی ان لوگون نے کہا کہ تو ہمارے پاس یہی کہنے آیا ہے کہ جنکو باپ دادے پوجتے تھے انکو چھوڑ کر اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین یعنی وہ ایسا نہ کرینگے یہ بعید ہے اپنے باپ دادون کی راہ نہ چھوڑینگے تو جھوٹا ہے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ای فاتنا بما تعدنا بہ من العذاب ان کنت صادقا فی قولک یعنی اگر عبادت بتوحید نہ کرنے مین عذاب ہوگا تو اس قول مین سچا ہے تو عذاب لا جس سے تو ڈراتا ہے ان بدبختون نے عذاب مین جلدی کی اور یہ انکا سخت تمرد تھا جیسے کفار قریش نے مانگا کہ اللہم ان کان ہذا ہو الحق فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا کہ عاد والے بنام صمدا و صمود او ہبا وغیرہ بتونکو پوجتے تھے اسیواسطے حضرت ہود کا مقولہ فرمایا قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ کہا کہ البتہ واقع ہوا تم پر رجس و غضب یعنے واجب ہوا یا نازل ہوا کیونکہ متوقع بمنزلہ واقع کے ہے یا انکو وحی سے علم ہو گیا تھا پس کہا کہ تم پر رجس یعنے عذاب و غضب الٰہی واقع ہوا یا رجس و غضب وہی بت تھے جو خود ناپاک انکی عبادت موجب غضب تھی اسی واسطے فرمایا اتجادلوننی یعنے بھلا تم جدال کرتے ہو میرے ساتھ ایسے نامون کے بارہ مین جنکو تمنے اور تمھارے باپ دادون نے مقرر کر لیا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اسکے واسطے کوئی حجت و برہان نہین نازل فرمائی ہے قال البیضاوی فی قولہ فی اسماء سمیتموہا انتم و آباؤکم یعنے جدال کرتے ہو ایسی چیزون کے بارہ مین جنکو تم لوگون نے خود آلہہ نام کر لیا ہے حالانکہ انمین الوہیت کچھ بھی نہین کیونکہ عبادت کا مستحق بالذات

تو ہی پاک پروردگار ہے جسنے ان کو ایجاد فرمایا اور سوا اسے ذاتی استحقاق کے اگر یہ چیزین مستحق عبادت ٹھہراتے ہو تو اللہ تعالیٰ
عزوجل ان چیزونکو مستحق بنادے سو اسکا بنانا کسی آیت اُتارنے سے معلوم ہوگا یا کسی حجت کے قائم ہونے سے معلوم ہوگا
اور ظاہر کردیا کہ انتہا درجہ کی حجت جسکو لاتے ہین یہ کہ ان بتون کا نام الٰہ ہے حالانکہ بدون کسی دلیل کے جو تحقیق مسمی پر دلالت کرے
اطلاق کی اپنے باپ دادون وغیرہ ایسے لوگون کی طرف کرتے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین ہے تو یہ حجت ویا سناد انکا
سخت جہالت و انتہا درجہ کی غباوت ہے اسی واسطے اتحاد لونی بحرف استفہام انکاری تعجب کے ساتھ ہے یعنے عجیب جاہل و بیوقوف ہو کہ
بنائے ہوے نامون پر مجھسے جھگڑتے ہو اور اسپر ایسے دلیر ہو کہ مجھکو جھوٹا بناتے و نڈر ہو کر عذاب مانگتے ہو اچھا فَانْتَظِرُوا انتظار کرو عذاب کا
بسبب میرے جھٹلانے کے اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ مین بھی تمہارے انتظار کرنے مین تمہارے ساتھ ہون **قال المفسر** آخر عذاب
آیا اور وہ ریح عقیم تھی۔ کما جاء فارسلنا علیہم الریح العقیم ما تذر من شی اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم قصہ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل آویگی
بالجملہ عذاب نازل ہوا فَاَنْجَیْنٰهُ اَیاہ ای ہودا وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ من المومنین بِرَحْمَةٍ مِّنَّا پس نجات دیدی ہمنے ہود کو اور ان لوگون کو
جو اسکے ساتھ تھے یعنے ایمان لانے والونکو یہ نجات دینا ہماری طرف سے رحمت تھی۔ وقال البیضاوی ای برحمۃ منا علیہم یعنی بسبب ہماری
رحمت کے جو انپر تھی یعنے ازل سے انپر رحمت تھی۔ قلت اسمین علم لطیف ہے کہ حضرت رب العزۃ سلطان الکبریاء والعظمۃ کی صمدیت کے سامنے
پتے پانی ہوجاتے ہین اللہم غفرانک لا الٰہ الا انت سبحانک توفنی مسلما مومنا وانت ارحم الراحمین بالجملہ حضرت او تعالیٰ عزوجل کے کلام پاک کے
یعنی ہین کہ ہمنے اپنی رحمت سے ہود و اسکے ساتھی مومنون کو نجات دی وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا قاموس مین ہے کہ دابر بمعنی آخر ہر شئ
و بمعنی جڑ پس اگر اول معنی ہون تو جب آخر تک قطع ہوا تو اول قطع ہوا اور معنی دوم اظہر ہین کہ جڑ سے کاٹ دیا اسی واسطے مفسر نے کہا اے
استاصلناہم استیصال کردیا حاصل آنکہ اور قطع کردی ہمنے جڑ ان لوگون کی جنہون نے ہماری آیات کو جھٹلایا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ
عطف ہے کذبوا پر یعنے اور وہ مومن نہ تھے۔ وفی البیضاوی اس کلام مین دو فائدے ہین ایک یہ کہ جو لوگ انمین سے ایمان لائے تھے
انکی مدح کی طرف تعریض ہے گویا یون کہا کہ جن کا ہمنے استیصال کردیا اور جڑ سے نیست کردیا وہ ایسے نہ تھے جیسے انمین سے ایمان
لانے والے چند آدمی تھے اور دوم یہ تنبیہ ہے کہ نجات پانیوالون کے درمیان اور ہلاک ہونیوالون کے درمیان فرق اسی ایمان سے ہوا
**قال الحافظ** وغیرہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا واما عاد فاہلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرہا علیہم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری
القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل تری لہم من باقیۃ الآیہ۔ جیسا کہ تفسیر مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا بالجملہ جب ان لوگون نے تمرد و
سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے ہوا سے سرکش سے انکو ہلاک کیا اور وہ حلقہ انگوٹھی یا اسکے نگینہ کی مقدار تھی جیسا کہ حدیث مسند مین ثابت ہے
پس یہ کیفیت تھی کہ ہوا کا جھونکا آیا اور جو کافر عادی سامنے پڑا اسکو اُٹھا کر آسمان و زمین کے بیچ مین بلند کیا پھر اسکو کھوپڑی کے بل پتھر پر
دے پٹکا کہ بھیجا نکل پڑا حتی کہ دھڑ سے سر الگ ہوگیا **قال محمد بن اسحٰق** جب قوم عاد نے کسی طرح نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے تین سال ان پر
قحط ڈالا تو حرم مکہ معظمہ مین پانی کی دعا مانگنے کو آدمی بھیجے جنکا سردار بنام قیل بن عنز تھا اور یہی اسوقت کے سب ملت والون کا دستور تھا
اور مکہ مین عملیق بن آدم بن سام بن نوح کی اولاد سے عمالقہ رہتے تھے جنکا سردار بنام معاویہ بن بکر تھا جسکی مان قوم عاد سے تھی پس یہ لوگ
باہر اسکے گھر آکر اُترے اور شراب خواری و راگ مین غافل ہوگئے تو معاویہ کے اشارہ سے گانے والیون نے یہ گیت گایا شعر الا یا قیل ویحک
قم فہینم ؛؛ لعل اللہ یسقینا غماما ؛ فیسقی ارض عاد ان عادا ؛؛ قد امسوا لا یبینون الکلاما ؛ من العطش الشدید فلیس ترجو ؛ بہ الشیخ الکبیر

Marfat.com

[illegible] فقد امست نساؤهم عیامی ۞ وان الوحش تاتیهم جهارا ۞ ولاتخشی لعادی سهاما ۞ وانتم ههنا فیما اشتهیتم
[illegible] فقبح وفدکم من وفد قوم ۞ ولا لقوا التحیة والسلاما ۞ اس سے وہ لوگ متنبہ وبیقرار ہوے مگر مرثد بن سعد نے کہا کہ واللہ تم
لوگ تمہاری دعا سے پانی نہ ملیگا جب تک تم اپنے نبی علیہ السلام کی پیروی نکرو پس تم توبہ کرکے پیروی کرو تو پانی پاؤ پس معاویہ بن بکر
ان لوگون نے کہا کہ تم اسکو منع کردو یہ ہمارے ساتھ مکہ مین نہ جاوے اسنے دین چھوڑکر ہود کی پیروی کرلی ہی پھر مکہ مین جاکر سبنے دعا مانگی اور
قیل بن عنز کو آگے کیا پس اللہ تعالیٰ نے تین ابر کے ٹکرے پیدا کیئے ایک سپید و ایک سرخ و ایک سیاہ اور قیل مذکور نے سیاہ پر لالچ کیا
وہی عاد کی طرف چلا اور آواز آئی کہ سوائے بنو اللوذیہ کے کوئی نہ بچا سب برباد کریگی ابن اسحاق نے کہا کہ بنو اللوذیہ بھی عادیین سے ایک
بطن ہے جو مکہ مین رہتے تھے یہی بچ رہے تھے اور دوم عادیہ ہوے ہین پس وہ سیاہ ابر قوم عاد پر وادی مغیث سے ظاہر ہوا جسکو دیکھکر
کہ ہذا عارض ممطرنا۔ یہ تو ہمپر پانی برسانے والا ابر ہی نجانا کہ وہی عذاب ہی جسکو مانگتے تھے۔ مشہور ہی کہ ممید نامے ایک عورت نے اسکو اول پہچانا
کہ یہ آندھی ہی اور بیہوش ہوگئی لوگون نے پوچھا کہ تونے کیا دیکھا وہ بولی کہ آندھی ہی جسمین آگ سے بگولے ہین اسکے آگے کچھ لوگ ہین جو اسکو لئے آتے ہین
ابن اسحاق نے کہا کہ مجھسے بیان کیا گیا کہ ہود علیہ السلام مع مومنین کے ایک حظیرہ کے اندر بیٹھ گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آٹھ دن وسات
راتین وہ آندھی اس قوم عاد پر مسخر کردی جسنے کسی عادی کو نہین چھوڑا مگر ہود علیہ السلام و مومنون کے بدن کو نرمی دینے والی اور دل خوش
کرنیوالی ہوا پہونچتی تھی اور عادیون پر یہ حال تھا کہ اونٹ مع سوار اٹھاکر پتھر پر پٹکتی کہ بھیجا نکل جاتا تھا ہذا حاصل ما ذکرہ ابن اسحاق۔ اور
ابن عساکر نے بھی ہود علیہ السلام کے حظیرہ مین ہوجانے اور عادی کا فردن پر یہ حالت گزرنے کو اسیطرح روایت کیا ہی۔ مؤلف فتح البیان نے
زعم کیا کہ قرآن مجید مین باجمال یہ قصہ ثابت ہی اور اسکی تفصیل بلا اسناد ہی حالانکہ یہ وہم ہی فقد قال الامام احمد فی مسندہ حدثنا زید بن الحباب حدثنی
ابو المنذر سلام بن سلیمان النحوی حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل عن الحرث البکری قال خرجت اشکو العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فمررت بالربذة فاذا بعجوز من بنی تمیم منقطع بها فقالت لی یا عبد اللہ ان لی الی رسول اللہ صلعم حاجة فهل انت مبلغی ایاہ قال فحملتها
فاتیت المدینة فاذا المسجد غاص باهله واذا رایة سوداء تخفق واذا بلال متقلد سیفا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما شان الناس
قالوا یرید ان یبعث عمرو بن العاص وجها قال فجلست فدخل منزله او قال رحله فاستاذنت علیہ فاذن لی فدخلت وسلمت فقال هل بینکم وبین تمیم شیء قلت
نعم وکانت لنا الدائرة علیهم ومررت بعجوز من بنی تمیم منقطع بها فسالتنی ان احملها الیک وها هی بالباب فاذن لها فدخلت فقلت یا رسول اللہ ان رأیت
ان تجعل بیننا وبین تمیم حاجزا فاجعل الدهناء فحمیت العجوز واستوفزت وقالت یا رسول اللہ فالی این یضطر مضطرک قال قلت مثلی ما قال الاول معزی
حملت حتفها حملت هذه ولا اشعر انها کانت لی خصما اعوذ باللہ وبرسوله ان اکون کوافد عاد قال لی وما وافد عاد وهو اعلم بالحدیث منه ولکن یستطعمه
قلت ان عادا قحطوا فبعثوا وافدا لهم یقال له قیل فمر بمعاویة بن بکر فاقام عنده شهرا یسقیه الخمر وتغنیه جاریتان یقال لهما الجرادتان فلما مضی الشهر
خرج الی جبال مهرة فقال اللهم انک تعلم انی لم اجی الی مریض فاداویه ولا الی اسیر فافادیه اللهم اسق عادا ما کنت تسقیه فمرت به سحابات سود فنودی
واحمر فنودی منها ان اختر فاوما الی سحابة منها سوداء فنودی منها رمادا رمددا لاتبق من عاد احدا قال فما بعث اللہ علیهم من الریح الا قدر ما یجری
فی خاتمی هذا حتی هلکوا قال ابو وائل وصدق قال وکانت المرأة والرجل اذا بعثوا وافدا لهم قالوا لاتکن کوافد عاد۔ ہکذا رواہ احمد فی المسند ورواہ
الترمذی عن عبد بن حمید عن زید بن الحباب بنحوہ ورواہ النسائی من حدیث سلام بن المنذر عن عاصم بن بهدلة ومن طریقه رواہ ابن ماجة ایضا
عن ابی وائل عن الحرث بن حسان البکری به ورواہ ابن جریر عن ابی کریب عن زید بن الحباب به ورواہ ایضا عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش

Marfat.com

عن عاصم عن الحرث بن حسان البکری فذکرہ ولم ار فی النسخۃ ابا وائل واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ وسیاتی [illegible]

تعالیٰ فی العرائس قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کرو کہ کمال قدرت سے تمکو کیسے سانچے [illegible]

تصویر تمھاری بنائی اور اپنے سے کیا لباس تمکو پہنایا کہ تم خلق و نعت مین احسن و الطف ہو پس نہایت واضح آیات اور روشن دلالات [illegible]

ظہور تمپر موجود ہی شاید تم اسکی دوری سے مضطر ہوا اور اسکے قرب کی تمنا کرو واضح ہو کہ دیدار نعمت موجب شکر ہی اور دیدار آلاء موجب ذکر و [illegible]

اور ذکر سے دیدار مذکور و منعم حاصل ہوتا ہی اور اس سے محبت پیدا ہوتی ہی اور محبت سے فلاح و فوز ہی واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ عوام کو او تعالیٰ کی

نعمتون پر محبت ہی اسیواسطے فرمایا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور خاص بندے اسکو آلاء سے محبت کرتے ہین اور یہی قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون

سے ظاہر ہی مترجم کہتا ہی کہ بنا برین ذکر آلاء تعمیم بعد تخصیص نہین بلکہ تخصیص بعد تعمیم ہوگی برخلاف قول بیضاوی رحمہ اللہ کے اور شاید کہ آلاء سے

مراد اشارہ مین تخصیص کے ساتھ ہو اگرچہ بعد ذکر نعمت کے پھر ذکر آلاء سے ترقی منزلت کا اشارہ ظاہر ہی اور وہ عموم سے خصوص ہی۔ واللہ اعلم

پھر شیخ واسطی رحمہ اللہ کا باقی قول شروع کیا کہ خاص الخاص بندے اپنے پروردگار سے ایثار اور ربوبیت پر محبت رکھتے ہین اور انمین سے ہر ایک کے

واسطے علامت جداگانہ ہی پس اول کی علامت یہ ہی کہ او تعالیٰ کا دائمی ذکر ہو اور اس سے فرحت و سرور ہو اور دوم کی علامت یہ ہی کہ استیناس

ہو اسکے ساتھ بسبب دیکھنے اس چیز کے کہ اُسنے دور ڈالا تھا اور سوم کی علامت یہ ہی کہ اسی سے اشتغال ہو ہر قاطع اُس سے قطع کرنے والا ہی

ابن عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ جب تونے آلاء و نعمتون کو یاد کیا تو تجھکو او تعالیٰ عزوجل کی محبت آویگی اور جب محبت آئی تو اسکی طرف قصد کریگا

اور جب قصد کیا تو پاجاویگا اور جب پاگیا تو تمام جہان و چیزون سے الگ ہوکر اسی کی طرف ہوجائیگا مین کہتا ہون کہ یہ قوم اگر خالص محبت والی ہوتی

سے ہوتی تو انکو آلاء کے یاد کرنے اور انکو دیکھنے کی طرف حوالہ نہ فرماتا بلکہ دیدار ذات و صفات کی طرف توجہ دلائی جاتی چنانچہ تو دیکھ کہ خالص

محبت والونکو بقولہ الم تر الی ربک کیف مد الظل سے کیونکر خاص ذات و صفات کی طرف توجہ دلائی اور محض مشاہدہ کا حکم دیا کیونکہ

نعمت و آلاء سے جو محبت ہوتی ہی وہ محبت خالص نہین بلکہ ایک ناپید چیز سے معلول ہوتی ہی بسبب اسکے کہ یہ چیزین حادث مانند معدوم ہین اور

خالص محبت وہ ہی جو اسکی صفات جلال و جمال سے پیدا ہوتی ہی پس جسکی حالت محبت کی بسبب نعمتون و آلاء کے دیکھنے کے ہو وہ اُس تک کیونکر

واصل ہو سکتا ہی ہان ابتدائی ذکر کے واسطے انکو قولہ فاذکروا سے حکم دیا اور فلاح کو منتہی درجہ قرار دیا ہی اور وہی عذاب سے نجات پانیکا درجہ ہی اور

اگر قوم مذکور یعنی انمین سے ایمان والے اگر مرتبہ تحقیق کو پہونچے ہوتے تو غیر کی یاد یعنی نعمتون وغیرہ کے یاد کرنیکا انکو حکم نہ دیا جاتا مترجم کہتا ہی کہ سبب

ظاہر ہی بات یون ہی جو شیخ رحمہ اللہ نے بیان فرمائی واللہ اعلم ولیکن شیخ ابن عطا وغیرہ سے جو منقول ہوا اس سے انکی مراد بھی یہی ہی کہ پھر کو کیھلانے کے

واسطے یہ طریقہ ہی کہ بذریعہ نعمتون کی یاد کے درجہ بدرجہ ترقی پاوین اور آخر خود سب سے منقطع ہوجاوینگے جب واصل ہونگے اور یہ مراد نہین ہی کہ ایسی

یاد سے واصل ہونگے چنانچہ آخر جملہ قول شیخ ابن عطا رحمہ اللہ اسپر شاہد ہی فافہم واللہ اعلم بمراد عبادہ قولہ وانا لکم ناصح امین یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھکو میرے

نفس کے پنجہ سے نجات دی اور اسکے حظوظ و شہوت سے مین بری ہوا کہ بعوث الٰہی مجھے اسکی گرفتاری سے نجات ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنی

رسالت کیواسطے خاص کیا اور شوائب طبیعت سے پاک کیا اور اپنی محبت و خدمت کا طریقہ مجھکو پہچنوایا اب بعد اسکے مین تمکو شفقت و نصیحت کے ساتھ

یہ طریقہ سکھلاتا ہون اور مین تمہین امین یعنی امانت دار ہون کیونکہ میری نصیحت مین شیطانی غرض کی تہمت لگانے کی گنجائش نہین ہی جیسے ان لوگونکی

نصیحت مین ہوتی ہی جو سوائے اللہ عزوجل کے کسی اور کی طرف مائل ہوتے ہین۔ ابو حفص رحمہ اللہ نے کہا کہ ناصح امین وہ شخص ہی جسکی نصیحت مین

نفس کو کچھ حظ ہو اور اپنے آپ کو کوئی جاہ و منزلت بھی نہ چاہے بلکہ اسکی غرض خالص یہی ہو کہ یہ شخص نصیحت قبول کرکے نجات پاجاوے

قال المترجم قول سعید ہو پھر جب عاد اول کا ذکر ہوگیا اور اس سے علوم و نصائح اہل سعادت نے اپنی اپنی استعداد کے موافق حاصل کر لیے تو اللہ عزوجل نے عاد دوم کا جو اول سے سو برس بعد ہوئے ہین شروع فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

اور ثمود کی طرف انکا بھائی صالح بولا ای قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اُسکے سوا تمکو پہونچ چکی ہو دلیل تمہارے رب کیطرف سے یہ اونٹنی اللہ کی ہو

لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ

تمکو نشانی سو اسکو چھوڑ دو کھاوے اللہ کی زمین مین اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تمکو پکڑے گی دُکھ کی مار اور وہ یاد کرو جب تمکو سردار کیا عاد کے پیچھے

عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ج فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

اور ٹھکانا دیا زمین مین بناتے ہو نرم زمین مین محل اور تراشتے ہو پہاڑون کے گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین مین

مُفْسِدِيْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ

فساد کہنے لگے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اُسکی قوم مین سے غریب لوگون کو جو انمین یقین رکھتے تھے یہ تمکو معلوم ہو کہ صالح بھیجا ہو

مِّنْ رَّبِّهٖ ط قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ

اپنے رب کا بولے ہمکو جو اُسکے ہاتھ بھیجا یقین ہو کہنے لگے بڑائی والے جو تمنے یقین کیا سو ہم نہین مانتے پھر کاٹ ڈالی اونٹنی

وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

اور پھرے اپنے رب کے حکم سے اور بولے ای صالح لے آ ہمپر جو وعدہ دیتا ہو اگر تو بھیجا ہو پھر پکڑا اُنکو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر مین

جٰثِمِيْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○

اوندھے پڑے پھر اُلٹا پھرا اُنسے اور بولا ای قوم مین پہونچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کا اور بھلا چاہا تمہارا لیکن تم نہین چاہتے بھلا چاہنے والونکو

وَاِلٰی ثَمُوْدَ وارسلنا الی ثمود اور بھیجا ہمنے ثمود کی طرف۔ یہ عرب کا دوسرا قبیلہ ہوا ... علم و تانیث قبیلہ کے غیر منصرف پڑھا گیا اور اس مقام کے سوائے اور مقام پر منصرف بھی آیا ہو بتاویل حی یعنے احیاء عرب سے ایک حی مراد ہو اور نام انکا ثمود یا تو اس سبب سے کہ ثماد کے لفظ سے ماخوذ ہو جسکے معنی قلیل پانی کیونکہ انکے دیار مین پانی کی بہت قلت تھی کذا قال ابو عمرو بن العلاء اور یا ثمود اس سبب سے کہ اپنے جد اعلیٰ کے نام پر مشہور ہوئے مؤلف فتح البیان نے کہا کہ وہ ثمود بن عاد بن ارم تھا یہ مؤلف ... کا وہم ہو اور صحیح ثمود بن عابر ہو جیسا کہ معالم و سراج و بیضاوی وغیرہ مین ہو قال الحافظ علماء تفسیر و نسب نے بیان فرمایا کہ وہ ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوحؑ ہو اور وہ جدیس بن عابر کا بھائی ہو اور ایسی ہی طسم قبیلہ اور یہ سب قبائل عرب کے حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام سے پہلے تھے اور ثمود لوگ بعد عاد کے ہوئے ہین اور انکی بستی حجر مشہور ہو کہ حجاز و شام کے درمیان وادی القریٰ و اسکے گرد و پیش رہتے تھے اور آخر مین انشاء اللہ آتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک مین جاتے وقت وہان سے گذرے ہین۔ بالجملہ فرمایا کہ اور بھیجا ہمنے قوم ثمود کی طرف اَخَاهُمْ صٰلِحًا انکے بھائی صالحؑ کو بھائی ہونے کا بیان اوپر گزرا حاصل آنکہ دینی بھائی نہین بلکہ نسبی بھائی تھے کیونکہ کوئی نبی کبھی کافرون کے اعمال پر نہین ہوا اور وہ صالح بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہین اور مفسرؒ نے تحبیر مین لکھا کہ صالحؑ دو سو اسی برس زندہ رہے قلت انکی قوم والے ہزار ہزار برس تک مانند قوم عاد وغیرہ کے جیتے رہتے تھے۔ پھر صالحؑ کی دعوت بیان فرمائی قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

اور یہی تمام انبیا علیہم السلام کی دعوت توحید ہے کما قال تعالیٰ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ [illegible]
بعد ازکلمات نصیح وغیرہ مانند قولہ ھو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا الآیات جیسا کہ سورۂ ہود میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا متعدد اوقات میں بیان [illegible]
معجزہ مانگا وہ دعا کر کے دیا جیسا کہ آخر میں بیان ہوگا لیکن سوائے چند لوگوں کے راہ پر نہ آسکے اور شیطان کے مطیع رہے بلکہ [illegible]
اور اپنی ہلاکت کا عذاب مانگا چنانچہ اسیقدر یہان بیان فرمایا کہ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ البتہ آچکا تمہارے پاس معجزہ جو ہی [illegible]
رسالت کا تمہارے پروردگار کی طرف سے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً یہ ناقہ الٰہی تمہارے واسطے آیت مفسرؒ نے کہا کہ آیۃ کو نصب بنا بر
آنکہ حال ہے اور اسمین اسم اشارہ کے معنی یعنی اشیر عامل ہین وفی البیضاوی قولہ ہذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ جملہ مستانفہ ہے گویا کہا گیا کہ وہ بینہ کیا تو یہ جواب دیا
اور لکم بیان اس شخص کا ہے جسکے واسطے آیہ ہے حاصل معنی یہ ہوے کہ یہ ناقہ الٰہی ہے جسکی طرف مین اشارہ کرتا ہون درحالیکہ تمہارے واسطے آیت ہے یعنی
میری صدق رسالت پر نشانی و معجزہ ہے اور جائز ہے کہ ناقۃ اللہ بدل یا عطف بیان ہو اور لکم خبر ہو یعنی ثابت لکم اور یہی عامل ہو آیۃ مین اور ناقہ
کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف بروجہ تعظیم ہے کیونکہ ان لوگون نے ہٹ کی تھی کہ اس پہاڑ سے جسکو معین کر دیا تھا ایک ناقہ نکالے جسکے ایسے ایسے اوصاف
ہون پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدون اسباب کے جنکی [illegible] نظر مین عادت جاری ہے پیدا ہوے تھے اور اسی واسطے آیت قرار پائی تھی۔ بالجملہ
حکم دیا کہ یہ ناقہ الٰہی ہے فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ پس اسکو چھوڑ دو چرے اللہ تعالیٰ کی زمین مین یعنی اسکو اللہ تعالیٰ کی زمین مین چرنے دو مت چھیڑو
پھر مصرح کر دیا وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور مت چھوؤ اسکو کسی برائی کے ساتھ یعنے مار و قتل وغیرہ کی کوئی برائی اسکو مت پہونچائیو بلکہ مبالغہ کیا کہ برائی
چھو بجادے **قال البیضاوی** منع فرمایا سوء کے ساتھ جو ہر طرح کی برائی کو شامل ہے چھونے سے بھی جو مقدمہ ہے پہونچانیکا یعنے برائی
پہونچانے سے ممانعت مقصود ہے مگر اسکو اس طرح بیان فرمایا کہ برائی سے مس بھی نہ کرو کیونکہ چھونے سے پھر پہونچانے تک نوبت پہونچیگی پس حکم دینے مین
پوری طور پر تعلیم کی اور عذر کی جگہ نہین چھوڑی بلکہ اور تہدید مزید کردی کہ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جواب نہی ہے یعنے چرنے دو برائی مت پہونچاؤ
کیونکہ اگر نہ مانوگے تو تمکو عذاب سخت پہونچیگا اور عذاب مین پکڑے جاؤگے پھر وہ اونٹنی مع بچہ کے چرتی پھرتی اور بہت دراز قد تھی چنانچہ تفسیر سورۂ
والشمس مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پس تمام پانی ایک روز پی جاتی اور تالاب خالی رہجاتا پھر جب رات بھر مین جمع ہوتا تو دوسرے روز لوگ
اور انکے جانور پیتے تھے اور جانور اسکی ہیبت سے بھڑکتے و بھاگتے تھے پھر حضرت صالحؑ نے لوگونکو اللہ تعالیٰ کی نعمتین یاد دلائین شاید اب راہ پر آجاوین
وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ کر دیا زمین پر بعد قوم عاد کے ہلاک کرنے کے وَبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تبوء جگہ دینا
اور ٹھکانا دینا المعنی اور بسایا تمکو زمین مین یعنی زمین حجر مین جو انکی بستی کا نام ہے اس حال سے کہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا سہلہ زمین نرم بناتے ہو
تم زمین نرم سے قصور جمع قصر یعنی مکان عالیشان اور اسواسطے قصر نام ہوا کہ فقیر بیچارے اسکے حاصل کرنے سے قاصر ہوتے ہین بعض نے کہا
معنی یہ کہ زمین نرم سے کچی پکی اینٹین بنا کر اس سے محل بناتے ہو وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا اور کندہ کرتے ہو پہاڑون سے بیوت۔ جمع بیت مین
آدمی رات گزارے اور گھر کے معنی مین مستعمل ہے اور کہا گیا کہ جسکی چہار دیواری اور چھت و دروازہ ہو اور یہی فقہ مین معروف ہے اور سخت چیز کو مانند پتھر
و لکڑی وغیرہ کے چھیل کر اور کرید کر بنانا نحت ہوتا ہے والشئ منحوت کہا گیا کہ بڑی عمرین ہوتی تھین تو عمارتین انکی عمر تمام ہونے سے پہلے فناء ہوجاتی تھین
لہذا پہاڑون کو تراش کر بناتے تھے **قال الضحاک** تین سو برس سے ہزار برس تک زندگی تھی اور مفسرؒ نے کہا کہ گرمیون مین زمین نرم کے مکانات
مین بسر کرتے تھے اور جاڑون مین پہاڑون کے مکانات مین رہتے تھے بنا برین یہ انکی رفاہیت و عیش کا بیان ہے جو منجملہ نعمتون کے تھا۔ [illegible]
نصب بنا بر آنکہ حال مقدرہ ہے یا مفعول ہے اسی تنحتون ہیوتا من الجبال یا تنحتون بمعنی تتخذون ہے فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتین

Marfat.com

[illegible] فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ مفسدین حال ہو اور یہ حال موکدہ ہو کیونکہ لاتعثوا کے معنی مت فساد کرو ملک مین قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ تکبروا عن الایمان یہ کہا اشراف لوگون نے اسکی قوم والون مین سے جنھون نے صالح پر ایمان لانے سے تکبر کیا تھا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا ان لوگون سے جو کمزور بنائے گئے تھے لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ یہ للذین سے بدل ہو باعادہ حرف جارہ یعنی ان لوگون سے جو ایمان لائے تھے انمین سے یعنی قوم مین سے یا مستضعفین مین سے پس اگر منہم کی ضمیر قوم کی طرف ہو لمن آمن بدل الکل ہو اور اگر مستضعفین کیطرف ہو تو بدل البعض ہو اور دلالت ہو کہ مستضعفین سب ایمان نہ لائے تھے بلکہ بعضے ایمان لائے تھے اور برتقدیر اول جسقدر ایمان لائے انھین کو مستضعفین فرمایا اور اس کلام مین دلیل ہو کہ تکبر کرنا خصلت کفار ہو اور ایسے غریبون کو ضعیف وحقیر سمجھنا کیونکہ انھین متکبرین نے انکو ضعیف و ذلیل سمجھا تھا اکثر اہل علم کے کہ ضعیف وغریب لوگ وہی سب سے اول انبیاء علیہم السلام کے تابع ہوتے ہین اور صحیح ہوا کہ محتاج لوگ آخرت مین تونگرون سے پانچ سو برس پہلے جنت مین داخل ہونگے اور یہین سے کہا گیا ہو کہ اہل اعراف یہی تونگر مومنین ہونگے جو پانچ سو برس تک اعراف پر روک رکھے جاوینگے اور حدیث مین ہو کہ اسلام کا شروع ہونا غریبون سے ہوا اور آخر زمانہ مین غریبون کیطرف عود کر جائیگا پس غریبون کو بشارت ہو بالجملہ قوم صالح کے متکبر مغرورون نے کہا ان لوگون سے جنکو حقیر وذلیل سمجھا تھا جو انمین سے ایمان لائے تھے کہ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ کیا تم یقین جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے رسول ہو بھیجا گیا ہو تمھاری طرف کافرون نے سخریت اور ٹھٹھے کے طور پر ان مومنون سے یہ بات کہی تھی قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ بولے کہ جس چیز کے ساتھ وہ رسول کر کے بھیجے گئے ہین ہم اسپر مومن ہین جواب فقط اسقدر کافی تھا کہ ہان لیکن انھون نے اسطرح جواب دینے مین دو طرح تنبیہ کی اول آنکہ صالح علیہ السلام کا مرسل ہونا ایسا ظاہر ہو کہ جسکو ذرا بھی عقل ہو اور کچھ بھی سمجھ ہو وہ شک نہین کر سکتا پس انکا حال پوچھو جو صالحؑ پر ایمان لائے اور جو نہین لائے ہین پس ہم ایمان لائے ہین دوم تعلمون فعل سے سوال تھا انھون نے انا مومنون سے جواب دیا یعنے جملہ اسمیہ سے جو استمرار و تاکید کے ساتھ ہو اور جزم ثابت و مستمر ہو قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ تکبر کرنے والون نے کہا کہ جسکے ساتھ تم ایمان لائے ہو ہم اس سے منکر ہین بطریق مقابلہ کے یہ جواب دیا اور بجائے ارسل بہ کے آمنتم بہ کہا پس جسکو مومنون نے معلوم اور مسلم قرار دیا تھا اس سے انکار کیا قال المفسر ناقہ کے واسطے پانی کا ایک روز تھا اور دوسرا روز ان لوگون کا تھا اس طرح تقسیم تھی یعنے اس ملک مین پانی کی بہت قلت تھی پس ایک روز جو پانی جمع ہوتا اسکو اکیلی اونٹنی پی لیتی تھی پھر دوسرے روز کا پانی وہ نہ پیتی اور لوگ بھر لیتے تھے پس وہ لوگ اس بات سے ملال آگین ہوئے اور اسکو ہمیشہ برداشت کرنے سے تنگ آگئے بسبب اسکے کہ خواہش نفسانی اسکے برخلاف تھی فَعَقَرُوا النَّاقَةَ عقرہا قدار بامرہم بان قتلہا بالسیف پس ان لوگون نے ناقہ کو عقر کیا یعنے کونچین کاٹ دین۔ مراد آنکہ پہلے کونچین کاٹین پھر جب گر پڑی تو ذبح کر ڈالا حاصل آنکہ اونٹنی کو قدار نے قتل کیا اور ان سبھون کی طرف قتل کو منسوب کیا حالانکہ قدار نامے ایک شخص نے ایسا کیا تھا تو اسوجہ سے کہ یہ سب اسکے فعل پر راضی تھے اور سبھون نے حکم دیا تھا قتادہؒ نے کہا کہ مجھے روایت پہونچی ہو کہ جس شخص نے اسکو قتل کیا وہ سب کے پاس پھر آیا حتی کہ پردہ نشین عورتون کے پاس بھی ہو آیا کہ وہ سب راضی تھے بعض نے وجہ قتل اور بیان کی ہو چنانچہ آگے آویگی بہرحال انھون نے ناقہ آیت کو قتل کیا وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ اور تکبر کیا اپنے پروردگار کے حکم سے اور یہ حکم وہ ہو جو صالح علیہ السلام نے انکو پہونچایا تھا بقولہ فذروہا تاکل فی ارض اللہ ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب الیم بعد اسکے اور زیادہ سرکشی یہ تھی کہ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ اور کہنے لگے کہ اے صالح تو وہ عذاب لا جس سے تو ہمکو ڈرایا کرتا تھا اگر تو اللہ تعالی کے رسولون مین سے ہو فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا انکو زمین سے سخت زلزلہ نے اور آسمان سے

Marfat.com

سخت آواز نے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ جثم لغت مین پرندو آدمی کا زمین پر سینہ ڈال دینا اسی ہلاک ہو گئے اس [illegible]
کہ جاثمین ای بارکین علی الرکب میتین یعنے صبح کی اُن لوگون نے اپنے گھرون مین اس حال پر کہ گھٹنون کے بل مردہ [illegible]
کہ خامدین میتین اس قصہ کو بیضاوی و شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہو کہ بعد ہلاک و برباد ہونے قوم عاد [illegible]
آباد کیا اور مال و اولاد کی کثرت ہوئی اور عمرین دراز قریب ہزار سال تک ہوتی تھین مکانات قبل موت کے نوبت [illegible]
ایک خانہ آباد کرتے تھے اور بہت فراخی سے بسر کرتے آخر سرکشی کی اور زمین مین شرک و کفر کا فساد برپا کیا بتون کو پوجنے لگے اللہ تعالیٰ نے
صالح کو اُنکے عمدہ خاندان سے رسول فرمایا صالحؑ نے انکو توحید کی راہ پر بلایا اور عذاب سے ڈرایا آخر انھون نے معجزہ مانگا اور کہا کہ ہماری
عیدگاہ چلو ہم اپنے معبودون کو پکارین اور تم اپنے اللہ تعالیٰ کو پکارو جسکو جواب ملے اسکی پیروی کرین ان لوگون نے ہرچند اپنے بتون کو پکارا
وہان صالحؑ کے سامنے شیطان کا وجود نہ تھا انکے بتون سے کوئی آواز نہ آئی۔ آخر کار صالحؑ سے انکے سردار جندع بن عمرو نے یہ کہا کہ کاثبہ
نام پہاڑی سے ایک اونٹنی بڑے پیٹ والی جوف دار جسپر بہت بال ہون نکال دے تو ہم تجھپر ایمان لاوین حضرت صالحؑ نے انسے بہت مضبوط
عہد و میثاق لیا کہ ایسا ہو تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا ان لوگون نے مضبوط عہد و پیمان دیا پس صالحؑ نے نماز پڑھکر حضرت باری تعالیٰ
عزوجل مین دعا مانگی پس اس ٹیلہ مین ایسی حرکت پیدا ہوئی جیسے اونٹنی کو بچہ پیدا ہونے کے وقت دردزہ سے ہوتی ہو پھر پہاڑی شق ہوئی اور اسمین
سے عشرا جوفا وبرا جس صفت کی اُنھون نے بیان کی تھی بہت دراز قد اونٹنی پیدا ہوئی اور یہ لوگ آنکھون دیکھتے تھے پھر اسیوقت ایک
بچہ جنی جو بڑائی مین اسکے برابر ہو گیا یہ دیکھکر جندع بن عمرو مع ایک جماعت کے مسلمان ہو گیا اور باقیون نے ایمان لانا چاہا مگر ذواب بن عمرو
اور حباب مالک بتخانہ اور رباب بن صمعر کاہن نے ان سب کو روکا پھر ایک مدت تک وہ ناقہ مع بچہ کے لوگون کے پیش نظر رہی کہ درخت
و گھاس چرا کرتی تھی اور ایک دن درمیان دیکر کنوئین پر آیا کرتی پس پانی سے سر نہ اُٹھاتی یہانتک کہ سب پانی اُسکا پی جاتی تھی پھر تھن لٹکاتے
تھے پس لوگ جسقدر چاہتے اُسکا دودھ دوہتے حتی کہ انکے برتن بھرجاتے اور پیتے اور رکھ چھوڑتے اور اونٹنی گرمیون مین پشت وادی مین
بسر کرتی تو انکے جانور وہان سے بطن وادی کی طرف بھاگ جاتے اور جاڑون مین بطن وادی مین بسر کرتی تو انکے مویشی مارے خوف کے
پشت وادی کو بھاگ جاتے پس یہ امر انپر نہایت گران گذرا اور صالحؑ نے بحکم الٰہی عزوجل انکو سمجھا دیا تھا کہ اس اونٹنی سے کچھ تعرض نکرنا مگر زمانہ کے بعد انکے
دلو نمین سمایا کہ قتل کرین اور انکے دلون مین زیادہ رچا اس ارادہ کو چند عورتون نے شیخ ابن جریر وغیرہ علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ سبب اسکے قتل کا یہ ہوا
کہ انمین سے ایک عورت عنیزہ بنت غنم بن مجلز تھی اس بڑھیا کو صالح علیہ السلام سے سخت عداوت تھی اور اسکی لڑکیان بہت خوبصورت اور
بڑی مالدار تھین اور ذواب بن عمرو اسکا شوہر اور قوم ثمود کے سردارون مین سے تھا اور ایسے ہی صدقہ بنت المحیا وغیرہا چند عورتون نے اپنی
جان و مال سے دریغ نہ کیا کہ یہ اونٹنی قتل ہو اور لوگون کو آمادہ کیا آخر حملہ نو مرد جمع ہوئے جنکو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا تسعۃ رھط یفسدون فی
الارض ولا یصلحون پس پورے فرقہ کا فرہ کو آمادہ و راضی کر کے اونٹنی کو قتل کرنے کی تاک مین گئے اور قدار بن سالف اور مصدع بن مہرج
کمینگاہ مین بیٹھے اور عنیزہ بنت غنم مذکور بھی اپنی لڑکیون کو سنگار کرا کے دور سے سامنے ہوئی پھر جب اونٹنی پانی سے لوٹی تو مصدع نے اسکو
تیر مارا وہ زخمی ہوئی اور قدار ملعون نے پیچھے سے تلوار ماری وہ گر پڑی پس حملہ کر کے اسکو ذبح کر ڈالا اور اسکا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور
عبدالرزاق نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ وہان اُسنے تین آوازین دین اور کہا کہ ای میرے پروردگار میری ماں کہان ہوئی اور انکو لوگ
اُسکے پیچھے دوڑے اور پہاڑ شق ہوا اور وہ اسکے اندر غائب ہو گیا جب صالح علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور اونٹنی کو مردہ [illegible]

[illegible] عذاب آئیگا ون اپنے گھرون مین بسر کرو چوتھے روز تم پر عذاب ہو اور کہا کہ اسکے بچہ کو تلاش کر کے خدمت کرو شاید [illegible] لوگون نے ہر چند کوشش کی اسکو نہ پایا **قال المترجم** شاید یون ہوا کہ اونٹنی کو قتل کر کے جب کچھ عذاب نہ دیکھا تو صالح [illegible] کہا کہ وہ عذاب کہان ہو پس صالح علیہ السلام نے کہا کہ تین روز بسر کرو کل تمہارے چہرے زرد اور پرسون سرخ اور [illegible] ہو جاوینگے پھر تین روز بعد متصل ہی عذاب آویگا پھر جب دوسرے روز وہ علامت پائی تو فکر کی تب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا بچہ تلاش کرو شاید عذاب دور ہو مگر وہ نہ ملا بیضاوی نے کہا کہ جب علامات دیکھین تو چاہا کہ صالح علیہ السلام کو قتل کر ڈالین پس اللہ تعالیٰ نے انکو زمین فلسطین مین نجات دیدی اور شیخ ابن کثیرؒ نے امام ابن جریرؒ وغیرہ سے نقل کیا کہ جنھون نے رات کو دھوکے سے قتل کا قصد کیا تھا انپر معبدگاہ سے پہلے آسمان سے پتھر آئے کہ انکے بھیجے نکل پڑے اور ذکر کیا کہ اونٹنی کو چہارشنبہ کے روز قتل کیا تھا اور اتوار کی رات وہ سب بدبخت کفن پہنے حنوط لگائے منتظر تھے کہ دیکھیے کیا ہو اعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ الیس سورج نکلتے ہی نیچے سے زمین کو سخت زلزلہ ہوا اور آسمان سے سخت آواز آئی کہ سب کی روح نکل گئی علماء تفسیرؒ نے بیان کیا ہو کہ ذریات ثمود مین سے سوائے صالح علیہ السلام وانکے اوپر ایمان لائے مسلمانون کے اور کوئی نہین بچا مگر ایک شخص ابو رغال نامے جو ان دنون مکہ معظمہ کے حرم مین تھا وہ احترام حرم سے بچا پھر بعض ضرورت سے جب مقام حل مین گیا تو آسمان سے پتھر آیا اور وہ مرگیا وسیاتی ما یتعلق بہ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ پھر صالحؑ نے ان لوگون سے منھ پھیرا اور کہا کہ اے قوم البتہ مین نے تمکو اپنے پروردگار کی رسالت پہونچادی اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنیوالونکو دوست نہین رکھتے حافظ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے یہ تقریع وملامت اس قوم کو بعد ہلاک ہو جانے کے فرمائی اور قوم کے مردے اسکو سنتے تھے جیسے آنحضرت صلعم نے جب جنگ بدر مین کفار پر مسلمان غالب ہوئے تو تین روز وہان قیام کیا پھر تیسرے دن بعد آخر رات مین اپنا کجاوہ کھنچوایا اور روانہ ہو کر قلیب بدر پر آکر کھڑے ہوئے اور یہ فرمانا شروع کیا کہ اوابوجہل بن ہشام او عتبہ بن ربیعہ او شیبہ بن ربیعہ او فلانے اور او فلانے بھلا پایا تمنے برحق جو تمکو تمہارے پروردگار نے عذاب کا وعدہ دیا تھا اور مین نے تو مجھکو میرے پروردگار نے وعدہ خیر دیا تھا برحق پایا۔ الحدیث کما فی الصحیحین وذکر فی السیرۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ بہت برے برادری والے تھے اپنے نبی کے حق مین تمنے مجھکو جھوٹا بنایا اور لوگون نے میری تصدیق کی تمنے مجھے نکالا اور لوگون نے مجھے جگہ دی تم میرے ساتھ لڑے اور لوگون نے میری مددگاری کی پس تم لوگ اپنے نبی کے بہت بری برادری والے تھے پس ایسا ہی یہان صالح علیہ السلام نے فرمایا ہو وفی البیضاوی بقرینۃ فاء تعقیب کے ظاہر آیت یہی ہو کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اس قوم کو جاثمین دیکھکر اُنسے اعراض کیا ہو اور رہا یہ قول تو شاید انکے ہلاک ہو جانے کے بعد اُنسے کہا اور وہ سنتے ہون جیسے کہ آنحضرت صلعم نے قلیب بدر والون سے خطاب فرمایا تھا یا ان لوگون تحسر کے طور پر ایسا فرمایا یعنے افسوس ہو کہ تمنے اپنی یہ نوبت پہونچائی اور میرا کہنا نہ مانا اور مقصود اس سے حقیقی سنانا نہین ہوتا ہو اور قتادہؒ سے روایت ہو کہ صالح علیہ السلام نے یہ بات اُنسے اسوقت کہی تھی کہ جب ان لوگون نے ناقہ کو قتل کر ڈالا تھا واللہ اعلم پھر بعض مفسرین نے کہا کہ قوم صالح علیہ السلام مین سے ایمان لانے والے چار ہزار آدمی تھے صالح علیہ السلام انکو لیکر حضرموت مین داخل ہوئے اور وہین حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہوا اور بعض نے کہا کہ جس نبی کی امت ہلاک ہوئی وہ ساتھی مسلمانون کو لیکر حرم مکہ مین داخل ہو کر مرتے دم تک وہین عبادت کرتا رہا حتی کہ وہان بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مدفن بیان کیا جاتا ہو واللہ اعلم اور قوم ثمود کی بستی اُجاڑ پڑی رہی اور وہ حجر کہلاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جاتے ہوئے ۹ھ نو ہجری مین وہان گزرے تھے امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ

Marfat.com

صلعم حجر مین قوم ثمود کے ... ان پاس اُترے تو لوگون نے انهین کنوون سے پانی بهرا ... قوم ثمود ... پانی ...
ہانڈی اُسکی پانی سے چڑهائی پس آنحضرت صلعم نے حکم دیا تو لوگون نے ہانڈیان اوندها کر دین اور گوندها ہوا آٹا اونٹون ...
... کر کوچ کیا اور جا کر اُس کنوین پر اُترے جس سے ناقہ صالح پانی پیا کرتی تهی اور لوگونکو منع کر دیا کہ جو قوم عذاب دی گئی ہو ...
مجهے خوف ہو کہ تمکو بهی اسکے مثل نہ پہونچے جیسا انکو پہونچا پس تم انکے وہان نہ جاؤ۔ و قد رواہ ایضًا عن ابن عمرؓ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ ...
جب آپ مقام حجر مین تهے فرمایا کہ مت جاؤ ان لوگون کے وہان جو عذاب دیے گئے ہین مگر اس حال مین کہ تم روتے ہوئے ہو۔ پهر اگر ...
ہوئے نہو تو ان لوگون کے وہان مت جاؤ بخوف آنکہ کہین تمکو ویسا عذاب نہ پہونچے جو انکو پہونچا۔ واصل الحدیث مخرج فی الصحیحین من غیر وجہ
ابو کبشہؓ سے روایت ہو کہ جب تبوک کے غزوہ مین آنحضرت صلعم جاتے ہوئے حجر مین اُترے تو لوگون نے جلدی کی اور اہل حجر کے وہان جا ... کیا
یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو منادی کرائی کہ الصلوٰۃ جامعۃ پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوا اس حال مین کہ آپ ایک بکری کو پکڑے ہوئے تهے
تهے کہ کیا جاتے ہو ایسی قوم کے وہان جنپر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا پس صحابہ مین سے ایک شخص نے آواز سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ انسے
تعجب حاصل کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ مین تمکو اس سے عجیب بات بتادون تمهین مین سے ایک شخص ہو کہ تمکو ان باتون سے آگاہ کرتا ہو جو تمسے پہلے
ہو گزرین[عبرت] اور ان باتون سے جو تمهارے بعد ہونگی[یعنی خود ذات مبارک صلعم] پس تم استقامت پر رہو اور سدادا ختیار کرو اللہ تعالیٰ تمهارے عذاب کی کچه پروا نہین فرماتا
اور ایک قوم عنقریب ایسی ہوگی کہ اپنی ذات سے کچه دفع نہ کریگی۔ رواہ احمد ولم یخرجہ احد من الستۃ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب رسول اللہ
صلعم مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ای لوگو آیات[معجزات] مت مانگو چنانچہ قوم صالحؑ نے آیۃ مانگی پس ناقہ اس نالہ کی راہ سے پانی پینے آتی تهی اور اُس دوسرے
نالہ سے نکلکر جاتی تهی پس قوم ثمود نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور ناقہ کو قتل کیا اور حال یہ تها کہ ناقہ ایک روز پانی پیتی تهی اور ایک روز
وہ لوگ ناقہ کا دوده پیتے تهے پهر اُسکی کونچین کاٹ کر مار ڈالا پس اُنکو آواز کرخت نے پکڑ لیا پس اللہ تعالیٰ نے ادیم السماء کے نیچے جو کوئی اس قوم
کا تها سب کو خمود و بیجان کر دیا سوائے ایک مرد کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حرم مین تها لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون تها فرمایا کہ
ابو رغال پهر جب وہ حرم سے باہر ہوا تو اسکو بهی وہ عذاب پہونچا جو اسکی قوم کو پہونچا تها۔ رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم ولیس فی شئی من الکتب الستۃ
علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ ابو رغال یہی قبیلہ ثقیف کا جد اعلی ہو جو طائف مین بستے تهے وقد رواہ عبد الرزاق عن معمر عن الزہری ان ابا رغال ابو ثقیف
اور عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے طائف کو جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہو اور وہ ثقیف کا جد اعلی ہو اور یہ قوم ثمود
مین سے تها اور حرم مین اس زمانہ مین تها اس سے عذاب دور رہا جب پهر نکلا تو اس مقام پر اسکو عذاب پہونچا اور یہین دفن ہوا اور اسکی علامت
یہ ہو کہ اسکے ساته سونے کی ایک غصن[شاخ] مدفون ہو پس لوگون نے اُتر کر تلوارون سے کهود کر اسمین سے وہ غصن نکال لی رواہ عبد الرزاق ...
وابو داؤد موصولا وحسنہ الشیخ ابو الحجاج المزی وقال ابن کثیر عرضت علی الشیخ بان بجیر بن ابی بجیر ممن لا یعرف الا بہذا الحدیث وقال یحیی بن معین
لم اسمع احدا روی عنہ غیر اسمعیل بن امیہ فلعلہ وہم فی رفعہ ویکون من کلام عبد اللہ بن عمرو مما اخذہ من الزاملتین اللتین وجدہا فی الیرموک فقال ... 
محتمل واللہ اعلم۔ بیضاوی وغیرہ مین جو ناقہ کے طول جثہ کے بیان مین ذکر کیا کہ وہ ایک نالہ سے جاتی تو پهر نہین سکتی تهی حتی کہ اہن کو جسے بامر ...
دوسرے نالہ سے واپس ہوتی تهی تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ اسپر دلالت کرتی ہو اور علماء نے فرمایا کہ اسقدر جلد آسانی سے اسکا ... جانا

اس قوم کی بدبختی کی علامت تهی پهر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کا حال فرمایا

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ ...

اور لوط کو بهیجا جب کہا اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بےحیائی جہان مین تمسے پہلے نہین کی یہ کسی نے تم تو دوڑتے ہو

... دُبُرِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ

... عورتون کو چھوڑکر بلکہ تم لوگ حد پر نہین رہتے اور کچھ جواب نہ دیا اُسکی قوم نے مگر یہی کہا نکالو اُنکو اپنے شہر سے

اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ

یہ لوگ ہین ستھرائی چاہتے پھر بچادیا ہمنے اُسکو اور اُسکے گھر والونکو مگر اُسکی عورت رہگئی رہنے والون مین اور برسایا اُنپر برساؤ ع ۱۰/۱۲

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○

پھر دیکھ آخر کیسا ہوا حال گنہ گارون کا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اذ ظرف ہے پس اگر ارسلنا مقدر ہے یعنی وآرسلنا لوطا اذ قال۔ تو اذ سے زمانہ ممتد مراد لیا جاوے جسکے بعض وقت مین ارسال ہوا پھر بعض وقت مین قوم سے کہا اور حاصل آنکہ وارسلنا لوطًا وقت قولہ لہم۔ اور اظہر یہ ہے کہ اذکر مقدر ہے اور اذ ظرف بدل ہے اور یہی مفسر نے اختیار کیا لوط کو سیبویہ نے کہا کہ اسم عجمی ہے وعلی ہذا قول زجاج کہ وہ مشتق نہین ہے صحیح ہے لیکن خفت کی وجہ سے منصرف ہوا اور لوط ابن ہاران بن تارخ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہین اور حضرت ابراہیمؑ کے تابع نبوت مین نبی تھے اللہ تعالےٰ نے انکو اردن کے مقام سدوم مین بھیجا تھا جو حمص مین سے ہے پس قوم سے مراد یہی سدوم والے ہین المعنی اور بیان کردے لوط کو یعنی جب کہ لوط نے اپنی قوم سے کہا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ فاحشہ صفت موصوف مقدر ای الفعلۃ الفاحشۃ کیا کرتے ہو ایک فعل فاحش کو یعنی غایت درجہ کے بدتر فعل کو وہ مردون ولونڈون کے ساتھ مقعد مین لواطت ہے مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ یعنی ہرگز اسوقت تک تمسے پہلے عالمین مین سے جن وانسان کسی نے اسکو نہین کیا۔ فی البیضاوی یہ جملہ مستانفہ ہے جو انکار کو موکد کرتا ہے گویا پہلے انکو اس بدتر فعل کے کرنے پر ملامت کی اور پھر انکو اس فعل بد کے اختراع کرنے پر ملامت کی کہ یہ اور زیادہ ان لوگون کے بد ہونے پر دلیل ہے بعض متقدمین سے منقول ہے کہ قوم لوط کا حال دیکھا ہوتا تو مجھے معلوم نہوتا کہ کوئی ایسا بھی کرتا ہے اسمین دلیل ہے کہ یہ فعل نہایت بدتر ہے اور زنا سے زیادہ اسکی حرمت غلیظ ہے افسوس کہ ہندوستان کے بھی بعض شہرون مین یہ فعل پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگون کو اس سے نفرت دیدے اور بعض جاہلون نے یہ وہم کیا کہ لواطت کی حرمت ثابت نہین ہوتی حالانکہ یہ عجیب جہالت ہے کیونکہ حرام وہی ہے کہ جو شرع مین مذموم ہو اور اُس سے زیادہ کیا مذمت ہوگی جو یہان مذکور ہے اور اس سے زیادہ کیا عذاب کی وعید ہوگی کہ عاقبت مین تو عذاب ہوویگا یہان دنیا مین بھی عذاب غضب دیا گیا نعوذ باللہ من ذلک اور عنقریب یہ مسئلہ آتا ہے بالجملہ پہلے انکے فعل بدتر مذکور پر انکار کیا اور اسکی سخت مذمت فرمائی پھر تاکید ملامت کی پھر استبعاد و انکار تعجب کو جمع فرمایا بقولہ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ارے کیا تم مردون کو آتے ہو بغرض شہوت کے عورتون کے سوائے بیضاویؒ نے فرمایا کہ بیان جملہ انکار اول ہے اور اسمین بہ نسبت سابق کے انتہا درجہ کا انکار و ملامت ہے شہوۃً مفعول لہ ہے یعنے بغرض شہوت کے کوئی اور بات نہین سوائے اسی بات کے حالانکہ اس سے بڑھکر کوئی مذمت کا فعل نہین ہے یا مصدر بموقع حال ہے اور اس سے قید لگانے مین انکے محض بہائم ہونے کی صفت بیان کی اور تنبیہ ہے کہ عاقل کو چاہیئے کہ اس فعل سے اسکی مراد اولاد کی طلب ہو بدون عورت کے نہین ہوگی بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم ایک قوم ہو کہ اسراف تمھاری صفت وعادت ہے یعنے حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہو۔ بیضاویؒ نے فرمایا کہ انپر انکار کرنے سے اضراب کرکے انکے حال سے جو انکو ایسے فواحش کی طرف لایا ہے خبر دی یعنے تم مین اسراف کی عادت پڑی ہوئی ہے یا انکار سے اضراب کرکے انکے جمیع معائب کا کلیہ بیان کردیا۔ بالجملہ اس قوم بدبخت کو

ہرچند حضرت لوط علیہ السلام نے فہمائش کی کہ عورتوں سے مخاطب ہوں اور یہ حرکتیں چھوڑیں ہرگز [illegible]
جاتا ہے کہ آپنے قوم مذکور کے اس فعل کی ابتداء یہ بیان کی کہ شیطان ایک نہایت خوبصورت طفل کی صورت [illegible]
کر کے آخر اپنے ساتھ اس حرکت کرنے پر آمادہ کیا پس جب اس سے یہ حرکت کر لی تو آخر کار دلیر ہوگئے اور یہی حرکتیں [illegible]
و فی تفسیر الحافظ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس قوم کی یہ حالت تھی کہ مرد تو مردوں کے ساتھ آپس میں مشغول [illegible]
عورتوں سے مشغول تھیں اور کسی کو دوسرے کی پروانہ تھی پھر حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کون سنتا ہے قلت شاید یہی وجہ [illegible]
عورتیں بھی چونکہ راضی نہ تھیں اسواسطے حضرت لوط علیہ السلام کو مولا ربناتی ہن الخ مین درحقیقت اپنی پاک بیٹیوں کے ساتھ نکاح شرعی کی [illegible]
سے اتمام حجت کرنی پڑی واللہ اعلم بہرحال کوئی نصیحت کارگر نہوئی اور ایک بھی مسلمان نہوا سوائے اہل بیت لوط علیہ السلام [illegible]
قوم مذکور نے یہ جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا وَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهِٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ یعنی نکال دو انکو یعنے لوط
اور انکے گھر والوں کو مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اپنے قریہ یعنے سدوم سے کیونکہ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ یعنے مردوں کے دبر مین [illegible]
بہت پاکی رکھتے ہیں حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت و خیر خواہی کا یہ جواب تھا کہ انکو یہاں سے نکال باہر کرو اور وجہ یہ بیان کی کہ یہ لوگ
تطہر کرتے ہیں پس یا تو حقیقۃً یہی مراد تھی اور واقعی بھی تھا اور یا انھوں نے مسخرہ پن سے کہا ہو اور یہی بیضاوی نے اختیار کیا ہے
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ پس نجات دی ہمنے لوط کو اور اسکے اہل کو یعنے جو لوگ اسپر ایمان لائے تھے سوائے اسکی
جورو کے کہ وہ غابرین میں سے تھی۔ قوم لوط چار لاکھ آدمی تھے جنمیں سے سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے کوئی ایمان نہ لایا چنانچہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا فاخرجنا من کان فیها من المؤمنین فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین پھر تحقیق نہوا کہ لوطؑ کے سب ناتے دار سوائے دو بیٹیوں کے
اور بھی تھے یا نہیں بالجملہ جو ایمان لائے تھے انکو نجات فرمائی جیسا کہ دوسری آیت میں مصرح ہو گیا اگرچہ یہ ظاہر فرمادیا کہ سبب رحمت و نجات
یعنے ایمان فقط ایک گھر والوں میں تھا اور وہ لوطؑ کا گھر ہے لیکن انمیں سے لوطؑ کی جورو کا استثنا کیا و آگاہ کیا کہ وہ غابرین میں سے تھی کیونکہ
ایمان نہ لائی تھی غبر الشئی گذر گئی وہ چیز اور نیز باقی رہگئی وہ چیز پس یہ لغت اضداد میں سے ہے اور زجاج نے کہا کہ معنی آنکہ وہ غائب ہوئی
نجات سے اور مفسرؒ نے کہا من الغابرین ای الباقین فی العذاب یعنی عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے تھی اور بیضاویؒ نے کہا کہ قوله الا امرأته
یعنے واہلہ نام جو دل مین کافرہ تھی کانت من الغابرین ای من الذین بقوا فی دیارهم فهلکوا یعنی باقیوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے تھی جو اپنے
دیار میں باقی رہے پس ہلاک ہوئی اور غابرات نہیں کہا کیونکہ مذکر کو غلبہ دیا اور غابرات کو تابع قرار دیا **قال الحافظ** اسیواسطے جب لوط
علیہ السلام کو شہر سے نکل جانے کا حکم ہوا کہ آخر رات میں مع اہل کے نکل جاویں تو حکم ہوا کہ اس عورت کو آگاہ نہ کریں اور نہ اسکو شہر سے نکالیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ وہ عورت انکے پیچھے پیچھے ہو گئی تھی پھر جب عذاب آیا تو اُسنے منھ پھیر کر دیکھا پس اسپر بھی ایک پتھر آ [illegible]
اظہر یہ ہے کہ وہ شہر سے نہیں نکلی اور نہ لوطؑ نے اسکو آگاہ کیا بلکہ انھیں لوگوں کے ساتھ باقی رہی اور لوطؑ و اہل سے [illegible]
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا اور برسایا ہمنے اُن کافروں پر مطر مفعول مطلق برائے نوع ہے ای مطر سے ایک نوع عجیب کی بارش کی اور وہ [illegible]
مفصل قصہ میں جو انشاء اللہ تعالےٰ آویگا بیان ہے بقوله وامطرنا علیها حجارة من سجیل منضود مسومة عند ربک وما هی من الظالمین [illegible]
اسی واسطے یہاں فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ پس تو دیکھ یعنے انکے بیان حال میں عبرت ہے [illegible]
کیا ہوا جس شخص پر پتھر پڑا وہ خاک ہو گیا یعنے سب ہلاک ہوئے نعوذ باللہ من عذاب اللہ عزوجل **قال الحافظ** [illegible]

Marfat.com

کہ بعض لواطت کے فعل میں ہوا اسکا بند بقلم سے گرادین پیچھے سے پتھر سے مارین جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا قال المترجم یہ مذہب قوی ہے اسواسطے کہ اس فعل کی مزا کوئی حد پیمان نہیں ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی حرمت غلیظہ کو بیان فرمایا ہے پس سزا اسکی وہی ہے جو بیان فرمائی کیونکہ قوم مذکور کو اوپر اٹھا کر گرایا گیا اور پتھر سے پس بیان بمانند اسکے ممکن ہو وہی کیا جاوے ثم قال الحافظ اور دیگر علما اس طرف گئے ہیں کہ وہ شخص خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہو ہر حال میں پتھر ولسے مار ڈالا جاوے اور شافعی کے دو قول میں سے ایک قول یہی ہے اور حجت اس میں حدیث ابن عباس ہے کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا فعل کرتا ہو تو کرنیوالے اور کرانیوالے دونوں کو قتل کرو۔ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ مترجم کہتا ہے کہ قتل کرنا محتمل ہے کہ اسی طریقہ سے ہو جو امام ابو حنیفہ نے استخراج کیا ہے اور بعض آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اسکے مؤید ہیں فتامل لان الثانی اقرب واللہ اعلم اور دوسروں نے کہا کہ لوطی مانند زنا کار کے ہے اگر کنوارا ہے تو سو درے مارے اور بیاہا ہے تو پتھروں سے مار ڈالا جاوے اور یہی امام شافعی کا دوسرا قول ہے اور رہا عورتوں سے دبر میں وطی کرنا تو یہ چھوٹی لواطت ہے اور اسکے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے اور انحضرت صلعم سے بہت سی احادیث اسکے حرام ہونے پر وارد ہوئی ہیں وسورہ بقرہ میں گذر چکا۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا
اور مدین کو بھیجا انکا بھائی شعیب بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمھارا صاحب اسکے سوائے پہونچ چکی تمکو دلیل تمھارے رب کیطرف سے سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹاؤ
النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ
لوگوں کو انکی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اسکے سنوارے پیچھے یہ بھلا ہے تمھارا اگر تمکو یقین ہے اور مت بیٹھو ہر راہ پر ڈر کے دیتے
وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝
اور روکتے اللہ کی راہ سے جو کوئی یقین لاوے اسپر اور ڈھونڈھتے اسمین عیب اور وہ یاد کرو جب تھے تم تھوڑے پھر تمکو بہت کیا اور دیکھو آخر کیسا ہوا ہے حال بگاڑنیوالوں کا
وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝
اور اگر تم میں ایک فرقے نے مانا ہے جو میرے ہاتھ بھیجا اور ایک فرقے نے نہیں مانا تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے بیچ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

والی مدین واسلنا الی مدین۔ اور بھیجا ہمنے مدین کیطرف اس قوم کا نام مدین ہے جو مدین بن ابراہیم کی اولاد میں کذا قال البیضاوی اور یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور ابن کثیر نے فرمایا کہ مدین کا اطلاق قبیلہ پر ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور مدین ایک شہر بھی ہے جو معان کے قریب ہے کما فی قصہ موسیٰ ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون اور مدین حضرت شعیب کے تھے اور یہی اصحاب ایکہ ہیں جیسا کہ ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے حاصل آنکہ فرق کرنا یہاں سہو ہے اور مراد یہاں قبیلہ مدین ہے اخاھم شعیبا انکے بھائی شعیب کو یعنی برادری کے بھائی کو جنکا نام شعیب علیہ السلام ہے اور وہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین ہیں اور ابن اسحاق نے کہا کہ سریانی میں انکا نام تبرون تھا اور بیضاوی نے کہا کہ خطیب الانبیاء انکا لقب ہے کیونکہ خوبی سے قوم کو جواب دیتے ہیں قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ یہی دعوت انبیاء ورسل علیہم السلام کی دعوت تھی قد جاءتکم بینۃ من ربکم البتہ آچکا تمہارے پاس معجزہ تمہارے پروردگار سے میری سچائی کا اس معجزہ سے مراد وہ معجزہ ہے جو انکو دیا گیا تھا مگر قرآن مجید میں ہمکو نہیں کہ وہ کیا معجزہ تھا قال الحافظ حاصل آنکہ میں جو رسالت الٰہی لایا ہوں اسکے بارہ میں میری سچائی کیلیے اللہ تعالیٰ نے حجتیں بینات قائم کریں جب ثابت ہوا کہ رسول ہیں تو پھر جو کچھ رسول الٰہی امر و نہی کرے وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے برحق ہے اسکو ماننا ضرور ہے لہذا انکے بد افعال چھوڑنیکو انکو حکم فرمایا بقولہ فاوفوا الکیل والمیزان پس تم پورا دو لوگونکو کیل و میزان یہ لوگ ناپ تول کا کام تجارت کرتے تھے اور بدکاری سے پورا نہیں تولتے تھے تھیں کمی کرتے تھے اس سے منع کیا حدیث میں آیا ہے کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے گروہ موالی تم ناپ تول کے کام میں امانت دار ہو خبردار رہو کہ ایسا نہ کرنا جیسے اگلی امتون نے اپنے آپکو تباہ کیا انتہیٰ حاصل الحدیث اگر کہا جاوے کہ کیل مصدر ہے بمعنی ناپنا اور میزان اسم آلہ ہے بمعنی ترازو تو عطف کیونکر ہے جواب یہ دیا گیا کہ کیل سے مراد مکیال ہے

جیسے عیش و معاش یعنی یکیال و میزان پورے دو نہ زیادہ نہ کم بلکہ بھرپور حق دو کیونکہ کمی نہونیکی طرف نیا اہتمام ہے اور بعض نے کہا [illegible]
اور بعض نے کہا کہ ظرف الکیل مضاف مقدر ہے حق یہ ہے کہ تفہیم معنی کے واسطے یہ بیان کیا گیا اور اسی معنی کو ادا کرنیمین ہی کا فی ہے [illegible]
والمیزان آیا ہے پھر وجہ فساد پر تنبیہ کر دی لقولہ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ بخس بار و خا معجمہ بمعنے نقص خواہ عیب دار دینا یا کمیل کرنا [illegible]
یا بے وجہ شرعی لینا حاصل آنکہ اور مت کمی کرو لوگونکے حقوق مین اشیا بلفظ تعمیم اسواسطے فرمایا کہ جلیل و حقیر و قلیل و کثیر سب ہین وہ لوگ بخس کرتے تھے [illegible]
مکاس تھے کوئی چیز بدون مکس لئے نہین چھوڑتے تھے وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو ملک مین یعنی کفر و گناہ ہونسے بعد [illegible]
کے یعنی رسولون کے بھیجنے سے صلاح ہونیکے بعد پہلا فساد اس امت مین ان بدبختون نے پھیلایا جنھون نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ذٰلِكُمْ [illegible]
خَيْرٌ لَّكُمْ تمہارے حق مین بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو حالانکہ وہ لوگ مومن نہ تھے پس معنی یہ کہ اگر تم ایمان چاہتے ہو جزاء شرط محذوف ہے ای فبادروا الیہ [illegible]
اسکی طرف مبادرت کرو حاصل آنکہ اگر تم ایمان چاہتے ہو تو جو مذکور ہوا اسکی طرف مبادرت کرو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے اور بہتری مجموع براہ دنیا و دین ہے۔
وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ اور مت بیٹھو ہر راہ پر خواہ حسی ہو یا معنوی ہو اس حال سے کہ تُوْعِدُوْنَ خوف دلاؤ لوگونکو انکے مال ناحق لینے کا یا ایسے جنگی لینے کا یا راہ حق [illegible]
پر بیٹھنے سے مانعت ہے وَتَصُدُّوْنَ اور روکو لوگونکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دین سے مَنْ اٰمَنَ بِهٖ ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور یہ روکنا
اسطرح کہ اسکو دھمکایا کہ ایمان لاویگا تو قتل کر ڈالینگے من آمن مفعول تصدون ہے اور وہ توعدون پر عطف ہو کر ضمیر لاتقعدوا سے حال ہے یعنی ہر راہ پر دھمکاتے اور
روکتے ہوئے مت بیٹھو راہ حق اگرچہ واحد مستقیم ہے لیکن اسمین معرفت حدود و احکام من اسواسطے بکل صراط فرمایا وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا یہ بھی توعدون پر عطف ہے یعنی اس حال
سے کہ طلب کرتے ہو راہ کو موجہ یعنی لوگونکو شبہہ دلاؤ اور انسے کہو کہ ٹیڑھی راہ ہے اور راہ پر بیٹھنے سے درحقیقت بیٹھنا مراد نہیں ہے بلکہ ایسے طریقہ اختیار کرنے سے ممانعت ہے
قریش والے بھی لوگونکو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور اسیطرح دھمکاتے تھے وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ
اور یاد کرو کہ تم تھوڑے تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمکو بہت کر دیا اور عبرت سے دیکھو کہ مفسدونکا انجام کار کیا ہوا یعنی تمسے پہلے قوم لوط وغیرہ جنھون نے ترک گناہ ونسے زمین مین
فساد برپا کیا اور رسول کا کہنا نہ مانا انکا انجام بنظر عبرت دیکھو کہ آخر عذاب سے ہلاک کیے گئے وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا یعنے
اور اگر تمنے میرے رسول ہونے مین اختلاف کیا اور دو فرقے ہو گئے کہ ایک فرقہ تو ایمان لایا و نجات اختیار کی اور دوسرے فرقہ نے ایمان سے انکار کیا اور مجھے جھٹلایا ہے فَاصْبِرُوْا
تو انتظار کرو حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمہارے درمیان مین حکم کرے بایطور کہ جو حق پر ہے اسکو نجات دے اور جو ناحق پر ہے اسکو ہلاک کرے وَهُوَ
خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ وہی حاکمون مین سب سے بڑھکر انصاف کرنیوالا ہے اور یہ درحقیقت انکو صبر و انتظار کرنیکا حکم نہین بلکہ سخت تہدید و وعید ہے اسواسطے کہ عدل الٰہی مین پڑے گئے تو ہلاک [illegible]

**الافادة مع التنبیہ** مخلوقات کا ذاتی فرض ہے کہ خالق عزوجل کو پہچانے اور سپر ایمان لا کر حق تو تعبادت ادا کرے لیکن مخلوق سے جو چیز حادث ہو وہ بھی مخلوق ہوگی
تو وہ شان خالق عزوجل کے لائق نہین ہو سکتی ہے اسیواسطے امام ابو حنیفہؒ نے رسالہ اعتقادیہ یعنے فقہ اکبر مین فرمایا کہ بندہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت جس شان سے لائق ہے
ادا ہونا محال ہے مترجم کہتا ہے کہ یہی جمیع اہل السنۃ والجماعۃ کا اعتقاد ہے پس ظاہر ہوا کہ عدل الٰہی عزوجل مین اگر خود ہون تو کسی سے حق اصلی یعنی عبادت کا ذرہ بھی ادا [illegible]
ولیکن حق تعالیٰ نے نیک بندون سے اپنے حکم کی تعمیل چاہی اور یہ ممکن ہے پس اس تعمیل مین اصل اعتقاد ہے اور اسی اصل پر طاعات صوم و صلوٰۃ کی شاخین ہین
لہذا جسقدر اعتقاد خوب و معرفت عالی ہو اسیقدر ثواب طاعت و قبولیت مین کمال ہوتا ہے حتی کہ ولی کی دو رکعت کے مقابلہ مین عامی کی ہزار رکعت نہین پہنچتی [illegible]
فاعرفہ والسلام اللّٰھم اغفر لنا غفرانا واسعًا واللّٰھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تمت ـــــــــ الثامنۃ

آٹھوان جزو تمام ہوا بعدہ نوان قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ ہے

Marfat.com

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ

بولے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اسکی قوم کے ہم نکال دینگے

يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۚ۟ قَدِ

اے شعیب تجکو اور جو یقین لائے ہین تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا پھر آؤ ہمارے دین مین بولا کیا ہم بیزار ہون تو بھی بہتے

افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ

جھوٹ باندھا اللہ پر اگر پھر آوین تمھارے دین مین جب اللہ ہمکو خلاص کرچکا اس سے اور ہمارا کام نہین کہ پھر آوین اس مین

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا

مگر جو اللہ چاہے رب ہمارا ہمارے رب کی سمائی مین ہے سب چیز کی خبر اللہ پر ہمنے بھروسا کیا ہے اے رب فیصلہ کر ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ

بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

انصاف کا اور تو ہے بہتر فیصل کرنے والا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا ۔ تکبر کیا تھا ایمان لانے سے مِنْ قَوْمِهٖ شعیب کی قوم مین سے ۔ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۔ حاصل آنکہ دو باتون مین سے ایک بات ہوگی یا تو تمھارا اس شہر سے باہر کرنا یا کفر مین عود کرنا ۔ اگر کہا جاوے کہ شعیب علیہ السلام کبھی انکی ملت مین نہ تھے کیونکہ انبیاء سے کبھی کفر روا نہین ہے پھر عود کرنے کے کیا معنے ہین تو جواب یہ ہے کہ کافرون نے مومنین کی تغلیب کرکے شعیبؑ کو بھی انھین مین داخل کردیا اور شعیب علیہ السلام نے بھی تغلیبا مومنون کے زمرہ مین اپنے آپ کو شامل کرکے جواب دیا بقولہ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۔ اے قال انعود فیہا ولو کنا کارہین ۔ فرمایا کہ کیا ہم تمھاری ملت مین عود کرجاوینگے اگرچہ ہم اس سے کراہت رکھتے ہون ۔ اور بیضاوی نے کہا اے کیف نعود فیہا ونحن کارہون ۔ یعنی کیونکر ہم ملت کفریہ مین عود کرینگے حالانکہ ہم کارہ ہین پس اس مین تنبیہ ہے کہ اکراہ وجبر سے کفر متحقق نہوگا ۔ اور بعض نے یہ معنی بیان کیے کہ ہم کبھی عود نہ کرینگے اگرچہ تم ہمپر جبر واکراہ کرو ۔ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۔ جملہ شرطیہ کا جواب محذوف ہے جسپر قولہ قد افترینا دلالت کرتا ہے اور معنی اس ماضی کے مستقبل ہین کیونکہ وہ ابھی تک مین واقع نہین ہوا لیکن مبالغہ کے طور پر وہ بمنزلہ واقع کے قرار دیا گیا اور اسپر حرف قد داخل کیا گیا تاکہ خیال سے قریب کردے یعنی ہم البتہ مفتری ہوجاوینگے اگر عود کرین بعد نجات کے کیونکہ اللہ تعالے کا شریک بنانا درحالیکہ جو ظاہر ہوگیا کہ اسکا کوئی شریک نہین ہے محض افترا ہے اور کشاف وغیرہ مین اسکو جواب قسم محذوف قرار دیا اے واللہ لقد افترینا ۔ اور ان صیغون مین بھی حضرت شعیب علیہ السلام نے تغلیبا اپنے آپ کو شامل کیا حالانکہ وہ اول سے نجات یافتہ تھے وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ ۔ اے وما ینبغی لنا ۔ ہم کو سزاوار نہین ہے ۔ قال البیضاوی اور ہم کو صحیح نہین ہے کہ ہم ملت کفریہ مین عود کرین ۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۔ مگر آنکہ مشیت ہو اللہ تعالے ہمارے پروردگار کی ایسی کہ ہمکو مخذول کرے ۔ یعنے اگر اللہ تعالے ہی کی مشیت مین ہمارا مخذول کرنا و مرتد کرنا جاری ہوا تو ایسی صورت مین خواہ مخواہ ہم پر قضاء الٰہی جاری ہوگی اور اسکا حکم نافذ ہوگا اور ہم اس کے بندے ہین ۔ اس مین دلیل ہے کہ کفر بھی اللہ تعالے کی مشیت پر ہے اور معتزلہ نے کہا برائی کی مشیت محال ہے لہذا یہ تعلیق بالمحال ہے پس انکا مرتد ہونا اور ملت کفر مین عود کرنا محال ہے اس سے کافرون کی طمع توڑدی اور حق قول اول ہے

اور اس مین بھی معرفت قدرت وعظمت والٰہی الحہودی ہے اور بندگی اپنے اوپر ثابت کی ہے وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا [illegible]
محیط ہے جو ہوئی اور جو ہو گی اور از انجملہ ہمارا و تمھارا حال ہے۔ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ اللہ تعالیٰ ہی پر ہمنے بھروسا کیا۔ مثلا قال [illegible]
یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ رَبَّنَا افْتَحْ۔ اے رب ہمارے حکم کردے۔ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا [illegible]
ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ یعنے عدل کے ساتھ اور یہ تاکید ہے اسواسطے کہ حکم الٰہی سب عدل ہے [illegible]
الْفٰتِحِيْنَ۔ اور تو بہتر حاکمون کا ہے

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
اور بولے سردار جو منکر تھے اُسکی قوم کے اگر چلے تم شعیب کی راہ بیشک تو تم خراب ہوے پھر پکڑا انکو زلزلے نے
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا مع
پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر مین اوندھے پڑے جنھون نے جھٹلایا شعیب کو جیسے کبھی نہ رہے تھے وہان جنھون نے جھٹلایا شعیب کو
كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ
وہی ہوے خراب پھر اُلٹا پھرا اُن سے اور بولا اے قوم پہونچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہا تمھارا اب کیا
اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ ع۹
غم کھاؤن نہ ماننے لوگون پر

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ۔ یعنے بعض نے بعض سے کہا لَئِنِ لام قسم ہے یعنے واللہ اگر۔ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا تمنے شعیب کی
پیروی کی۔ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۔ تو تم اس وقت ضرور خوار ہونے والون مین سے ہو جاؤ گے۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ۔ پس انکو زلزلہ شدیدہ
نے پکڑا۔ قال البیضاوی رحمہ۔ شاید یہ عذاب کی ابتدائی چیز تھی اور سورۂ ہود مین واخذت الذین ظلموا الصیحۃ یعنی ظالمون کو آواز سخت نے
پکڑا۔ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔ بارکین علی الرکب میتین پس ہو گئے وہ اپنے گھرون مین یعنے اپنے شہر مین گھٹنون کے بل بیٹھے ہوے کی
حالت مین مردے۔ قال المترجم گویا اشارہ ہے کہ زلزلہ سخت سے حالت استقامت پر نہ رہ سکے بلکہ گھٹنون کے بل ابھی رہے تھے کہ گھٹ گئین اور
مر گئے۔ وقال الحافظ مناسبت سورۂ ہود مین واللہ اعلم یہ ہے کہ کافرون نے بقولہم اصلوتک تامرک ان نترک الخ گستاخی کے کلمات کہے تھے
تو آواز سخت سے ساکت ہوے اور سورۂ شعرا مین فرمایا فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ الآیۃ۔ اور یہ اس بات پر تھا کہ اُنھون نے کہا تھا کہ فاسقط
علینا کسفا من السماء الآیۃ پس آگاہ فرمایا کہ انکو عذاب یوم الظلۃ پہونچا اور یہ سب باتین اُنپر مجمع ہوئی تھین یعنے عذاب یوم الظلۃ پہونچا یعنے
ایک ابر چھایا جسمین آگ اور لپٹین اور التہاب وجوش تھا پھر آسمان سے آواز سخت اور زمین سے سخت زلزلہ آیا پس گھٹکر جان نکل گئی۔ وفی السراج
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انپر جہنم سے ایک دروازہ کھول دیا تھا پس سخت حرارت اُنکو پہونچی اور سانس کھنچنے لگی اور سایہ و پانی
کچھ نفع نہین کرتا تھا پس تہ خانون مین گھسے کہ وہان کچھ ٹھنڈک ملے اسکو اوپر سے زیادہ گرم پایا پس جنگل کو نکل گئے وہان ایک ابر آیا جس مین سے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آتی تھی پس آپس مین ایک دوسرے کو پکارکر اسکے نیچے مجتمع ہوئے حتیٰ کہ عورتین و بال بچے سب پھر وہ آگ کی طرح لپٹین [illegible]
اور زمین کو سخت زلزلہ ہوا پس سب جلکر خاک ہو گئے۔ اور عکرمہ بن خالد وسدی وقتادہؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو
دو مرتبہ دو قومون پر بھیجا اور کسی نبی کو دو مرتبہ نہین بھیجا پس اصحاب ایکہ کیطرف بھیجا وہ تو نافرمانی سے عذاب یوم الظلۃ سے ہلاک ہوے [illegible]

قوم جن پر بھیجا وہ صیحہ سے ہلاک ہوئی۔ قال المترجم سورۂ ہود مین انشاء اللہ تعالےٰ تحقیق آویگی کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین دو نہین بلکہ واحد ہین اور عذاب سب ایک ہی قوم پر بسبب تمہ سب مجتمع ہوئے ہین اور ابن ابی حاتم اور حاکمؒ نے ابو اسحاق سبیعیؒ سے روایت کی کہ مجھسے یعقوب بن ابی سلمہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب شعیب علیہ السلام کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ یہ شخص خطیب الانبیاء ہے کہ جس قوم سے چاہتا خوبی سے مراجعۃ فرماتا پھر جب قوم والون نے اسکو جھٹلایا اور سنگسار کرنے اور شہر بدر کرنے کی دھمکی دی اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرکشی کی اور تکبر کیا تو اللہ تعالےٰ نے انکو عذاب یوم الظلہ مین گرفتار فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا۔ جن لوگون نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا۔ لم یقیموا فی دیارہم۔ گویا وہ لوگ اپنے دیار مین بسے نہ تھے مغنے بمعنے مسکن ہے حاصل آنکہ ایسے نیست کیے گئے گویا اُنکا وجود ہی نہین تھا اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ۔ جنھون نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہی دونون جہان مین خوار تھے۔ یہ کافرون کا رد ہی جنھون نے قسم کھائی تھی کہ لئن اتبعتم شعیبا انکم اذا لخسرون۔ حاصل آنکہ خاسرین اور دونون جہان مین برباد درحقیقت وہی لوگ تھے جنھون نے جھٹلایا اور وہ نہ تھے جنھون نے پیروی اور اتباع کی بلکہ پیروی وتصدیق کرنے والے وہی دونون جہان مین فلاح پانے والے پھل پانے والے ہین اسی بات پر تنبیہ اور مبالغہ کے واسطے اسم موصول کو دوجگہ مکرر کیا اور دو جملہ سے استیناف فرمایا اور دونون کو اسمیہ فرمایا اور جملہ اخیرہ مین ضمیر فصل سے تاکید فرمائی۔ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ۔ پس شعیب نے ان لوگون سے اعراض کیا جبکہ انپر نزول عذاب کا تیقن ہو گیا۔ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ۔ یہ اُنپر تاسف وحزن کے طور پر کہا کیونکہ وہ بہت لوگ تھے اور توقع تھی کہ اسلام قبول کرین پھر اپنے اوپر خود انکار فرمایا اور کہا فَكَیْفَ اٰسٰی۔ احزن۔ عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ۔ کیسے قوم کافر پر مین غمگین ہون کیونکہ وہ حزن کے لائق نہین اسلیے کہ جو اُن کو عذاب پہونچا وہ اسی کے مستحق تھے اسواسطے کہ کفر وشرک وایذار وظلم پر ہٹ کرتے رہے کسی طرح نہ مانا۔ بعض نے کہا کہ یہ بطور عذر کے ہے کہ مجھے زیادہ غم اسوجہ سے نہین کہ رسالت وپیغام پہونچانے وڈرانے ونیک وبد سنانے اور خالص نصیحت کرنے مین کوئی بات مین نے نہین اُٹھا رکھی گر اُنھون نے مجھکو کسی طرح سچا نہ مانا پھر مین کیونکر انپر غم کرون۔ قال المترجم تو طیہ وتمہید عذاب شروع ہو جانے پر شاید ان لوگون نے تصدیق کی ہو اور کہا ہو کہ اپنی قوم کی ہلاکت کا غم نہین کرتے خصوص جبکہ سات روز حرارت کی شدت رہی ولیکن شعیب علیہ السلام نے یہ جواب دیا کیونکہ عذاب الٰہی جسوقت آگیا تو پھر دور نہین ہوتا ہے اور اُسوقت ایمان لانا بیکار ہے واللہ تعالےٰ اعلم۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ

اور نہین بھیجا ہمنے کسی بستی مین کوئی نبی کہ نہ پکڑا وہان کے لوگون کو سختی اور تکلیف مین شاید وہ گڑگڑاوین پھر

بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

بدل دی ہمنے بُرائی کی جگہ بھلائی جبتک کہ بڑھ گئے اور کہنے لگے پہونچتی رہی ہمارے باپ دادون کو بھی تکلیف اور خوشی پھر پکڑا ہمنے اُنکو

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

ناگہان اور وہ خبر نہ رکھتے تھے

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ۔ پھر اس قریہ والون نے اس نبی کو نہ مانا اور جھٹلایا۔ اِلَّآ اَخَذْنَا۔ یعنی ماخوذ کیا ہم نے بطور عذاب کے اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ۔ بؤس بمعنے شدت فقر۔ وَالضَّرَّآءِ یعنے مرض الیسا ہی ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ یتذللون فیومنون تاکہ وہ یعنے اپنی عاجزی وذلت ظاہر کرین اور ایمان لاوین۔ اے تاکہ متضرع ومتذلل ہون۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ یعنے

Marfat.com

پھر بدل دیا ہم نے بجائے اس چیز کے جو انکو اسارت اور ناگواری پہونچاتی تھی بھلائی کو یعنے سلامتی و کشائش کو حتی عفوا یعنی
یعنے تعداد و ساز سامان مین بہت ہو گئے۔ یقال عفا النبات۔ یعنے بہت ہو گئی نبات۔ وفی الحدیث اعفوا اللحی بڑھاؤ داڑھی
پہلے اُن کو سختی مین ماخوذ کیا تا کہ اس حالت مین تضرع کرین اور ایمان لاوین پھر خوب مال و متاع و اولاد سے بھر دیا تا کہ اس حالت مین
ذاکرین اور مومن ہو جاوین دونون طرح امتحان لیے گئے مگر ایمان نہ لائے بلکہ وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ۔ یعنی
لگے کہ ہمارے باپ دادون کو بھی کبھی ضرر پہونچا اور کبھی مسرت پہونچی ویسے ہی ہم کو پہلے مضرت پہونچی تھی اب کیسی فراخی پہونچی یہ سب زمانہ کی
گردش ہے کبھی رنج ہے کبھی راحت ہے۔ حاصل آنکہ بداعتقادی یہان تک پہونچائی اور جناب الٰہی مین شکرانہ کی جگہ یہ کفران نعمت کیا اور
اسکی یاد کے بجائے یہ فراموشی اختیار کی اور اسی پر جم گئے اور ظلم و جور و بدکاری و گناہ کی جڑ مضبوط کی اور یہ حال مومنون کے برخلاف ہے
کیونکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ حال ضرار و سرار دونون مین اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اسیکا شکر کرتا ہے سبحان اللہ تعالےٰ
اُسکے پاس ایمان سی نعمت اور تعالےٰ سبحانہ نے عطا فرمائی ہے جسکا شکر یہ کبھی ادا نہین ہو سکتا۔ اور صحیحین مین ہے کہ مومن کا حال عجب ہی کہ اُسکے
حق مین جو اللہ تعالےٰ نے قضا و قدر جاری فرمائی اُسکے لیے بہتر ہوتی ہے پس اگر اسکو ضرار پہونچی اور اُسنے صبر کیا تو اُسکے لیے بہت بہتر ہو گئی
اور اگر سرار پہونچی اور اُسنے شکر کیا تو اسکے لیے بہتر ہے۔ بالجملہ کافرون کی حالت نعوذ باللہ منہ دونون طرح خراب ہے کہ مضرت پہونچی تو اثر نہین ہوا
اگر برائے نام اور آسایش پہونچی تو مست ہو کر بیخوف ہو گیے اور جو نہ کرنا چاہیئے وہ سب کرنے لگے فارغ البال دنیا ہی پر بھروسا کر کے چین مین مشغول
ہوئے فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ یعنے پس ناگہان ہم نے اُن کو عذاب مین ماخوذ کیا درحالیکہ وہ شعور نہین رکھتے تھے
کہ کب اُنپر عذاب آویگا۔ حدیث مین آیا ہے کہ ناگہانی موت مومن کے واسطے رحمت ہے اور کافر کے واسطے حسرت و غم ہے کذا اوردہ حافظ
الحدیث الشیخ ابن کثیرؒ اور اشارت ہے کہ ناگہانی گرفت دو طور پر ہے خواہ تعجیل دنیا مین عذاب آجاوے خواہ یہ کہ موت آجاوے کیونکہ مرتے ہی
عذاب سخت مین گرفتار ہوگا اور یہ دنیا تو چند روزہ ہے۔ اللہم ثبت اقدامنا علی الایمان والاسلام۔ توسیع رزق و مال و اولاد مین انکو دنیاوی
حصہ پورا دید یا کیونکہ عاقبت مین انکا کچھ نہین ہی

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

اور کبھی بستیون والے یقین لاتے اور بچ چلتے تو ہم کھول دیتے اُنپر خوبیان آسمان اور زمین سے لیکن جھٹلانے لگے تو پکڑا ہمنے انکو

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

بدلا اُنکی کمائی کا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى۔ مدارک مین ہے الف لام القری کا ان قری سے مشعر ہے جنپر قولہ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی۔ دلالت کرتا ہے گویا یون
کہا ولو ان اہل تلک القری التی کذبوا واہلکوا۔ یعنے اور اگر ان شہرون والے جنھون نے جھٹلایا اور ہلاک ہو گئے۔ اٰمَنُوْا۔ ایمان لاتے اللہ تعالیٰ
و اُسکے رسولون پر جو اُنکی طرف بھیجے گئے۔ وَاتَّقَوْا۔ اور پرہیز کرتے کفر و گناہون سے۔ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ۔ فتح و تفتیح دونون مصدر سے قراءۃ
تخفیف اکثر کی اور تشدید ابن عامر کی آئی ہے۔ تو البتہ ہم کشادہ کر دیتے ان لوگون پر۔ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ۔ برکتین آسمان سے بعض نے کہا
یعنے برکت والا مینھ برساتے۔ وَالْاَرْضِ۔ اور زمین سے بعض نے کہا کہ زمین سے خوب نباتات اُگاتے۔ وفی البیضاوی۔ یہ کنایہ ہی توسیع خیرات کا
یعنے ہر طرف سے ہم اُنپر بھلائی اُتار دیتے اور ہر طرح کی بھلائی کو شامل ہے۔ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا۔ ولیکن ان لوگون نے رسولون کو جھٹلایا

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ پس گرفتار کر لیا ہم نے انکو بوجہ اُنکے اعمال کے۔ ما مصدریہ ہے اے بسبب کسبہم بسبب ان کے بد افعال کے
قال الحافظ اس مین اللہ تعالے نے اہل القری کی قلت ایمان کی خبر فرمائی ہے مانند قولہ فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس
لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعناہم الی حین۔ اور نیز فرمایا وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون فآمنوا فمتعناہم الی حین۔
اصل آنکہ اہل القری مین سے سولے قوم یونسؑ کے سب خوار و برباد ہوئے کوئی ایمان نہ لائے مگر بہت قلیل حتی کہ حدیث مین ہے کہ قیامت
مین بعض نبی کے ساتھ کوئی نہوگا اور بعض کے ساتھ ایک اور دو ہونگے۔ پھر اللہ تعالے نے تہدید فرمائی۔ بقولہ۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ
اب کیا نڈر ہین بستیون والے کہ پہونچے اُنپر آفت راتی رات جب سوتے ہون یا نڈر ہین بستیون والے کہ
يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
آپہونچے اُنپر آفت ہماری دن چڑھتے جب کھیلتے ہون کیا نڈر ہوے اللہ کے داؤ سے سو نڈر نہین اللہ کے داؤ سے مگر جو لوگ
ع ۲ الْخٰسِرُوْنَ ۝
خراب ہونگے

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى۔ فی البیضاوی یہ عطف ہے قولہ فاخذناہم بغتۃ وہم لا یشعرون۔ پر اور درمیان مین قولہ ولو ان اہل القری آمنوا آلخ جملہ معترضہ ہے لہذا فرمایا کہ اہل القری سے اہل مکہ و اُسکے گرد و پیش والے مراد ہین و علی ہذا یہان بھی انکو تہدید ہو سکتی ہے مگر بنظر مابعد قول اول جو اہل القری کی تفسیر مین بیان ہوا اولی ہے لہذا وہ جملہ معترضہ ہے اور قولہ افامن کا عطف فاخذناہم۔ پر ہے۔ فی المدارک اور اگر کہا جاوے کہ ہمزہ استفہام حرف عطف پر کیونکر داخل ہوا حالانکہ وہ منافی استفہام ہے جواب یہ کہ تنافی درمیان مفرد کے ہے عطف جملہ کا جملہ پر ہونے مین منافات نہین کیونکہ وہ بعد جملہ کے استیناف جملہ دیگر ہے و فی البیضاوی۔ معنے یہ ہین کہ کیا بعد اسکے مامون ہوئے اہل القری بدون عبرت حاصل کرنے کے۔ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا۔ اس بات سے کہ آوے اُنپر عذاب ہمارا درحالیکہ خوابگاہ مین ہون یا رات کے وقت مین۔ وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ۔ درحالیکہ وہ سوتے ہون یعنے بے فکر غافل ہون۔ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى کیا بخوف ہو گئے اسکے بعد اہل القری۔ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى۔ اس بات سے کہ آوے انپر ہمارا عذاب دن مین۔ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ۔ درحالیکہ وہ لہو و لعب مین ہون۔ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ۔ کیا پھر بھی بخوف ہو گئے مکر آلہی سے۔ مکر بمعنے حیلہ گری اور فریب ہے اور یہ معنے جناب آلہی عز و جل مین محال ہین بلکہ مراد مکر آلہی سے وہ فعل ہے جس سے کافرونکو اُن کے کفر پر او تعالے عذاب فرماوے اور نسبت اس کی اللہ تعالے کی طرف اسواسطے کہ وہ کافرون کے گناہ پر عقوبت ہے اور عرب والے عقوبت کا وہی نام رکھتے ہین جس گناہ کے عوض وہ عقوبت ہے چنانچہ قولہ مکروا و مکر اللہ مین یہ بات منصوص ہے کذا قال ابن عطیۃ قال البیضاوی والمفسر یہ تعریض ہے قولہ افامن اہل القری آلخ کی اور مکر اللہ یہان استعارہ ہے بندہ کو استدراج دینے سے یعنے طغیان و سرکشی کے واسطے اُس کو نعمت کثیر و فراغ دیدیا پھر اسکو ایسی راہ سے عذاب مین اچانک ماخوذ کر دیا کہ اسکو گمان بھی نہ تھا حالانکہ اسوقت اسکو سخت حسرت و غم ہوا۔ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ پس نہین بخوف بن بیٹھتے ہین مکر آلہی سے مگر وہی قوم جنھون نے خسارہ مین ڈالا اپنی جانون کو باین طور کہ کفر اختیار کیا اور غور سے نظر عبرت حاصل نہ کی۔ اور شیخ شبلیؒ نے کہا کہ مکر آلہی یہ ہے کہ کافرون کو اسی حال پر چھوڑ دیا جسپر وہ ہین قال المترجم مراد یہ ہے کہ کافرون کو اُن کے نفس و شیطان کے پنجہ مین چھوڑ دیا اور وکالت توفیق عطا نہ فرمائی۔ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مومن کا حال یہ ہے

کہ وہ اعمال طاعات ادا کرتا ہے لیکن ڈرا ہوا خوفناک رہتا ہے اور فاسق فاجر کا یہ حال ہے کہ وہ گناہ کرتا رہتا ہے اور امید رکھتا ہے

بالجملہ ایمان خوف و اُمید کے درمیان ہے جو رحمت سے ایوس ہو وہ بھی کافر ہے

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰى

اور کیا سوجھ نہ آئی انکو جو قائم ہوتے ہین ملک پر وہان کے لوگ جاکر کہ ہم چاہین تو انکو پکڑین انکے گناہون پر اور ہم مہر کرتے ہین انکے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

دل پر سو وہ نہین سُنتے

اَوَلَمْ يَهْدِ۔ کیا نہین کھلا۔ کذا فسرہ ابن عباسؓ و مجاہد وغیر واحد۔ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ۔ اُن لوگون کو جو وارث ہوتے ہین زمین کے یعنے بستے ہین اس مین بعد ہلاک ہوجانے اہل زمین کے یعنے اگلے بسنے والون کے۔ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ۔ انہ لو نشاء۔ یہ کہ اگر ہم چاہین تو۔ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ عذاب پہونچا دین انکو بسبب انکے گناہون کے یعنے جیسے اگلون کو عذاب دیا ہمزہ اس مین توبیخ و انکار کا ہے اور کثرت سے اللہ تعالےٰ نے اگلون کے عذاب سے پچھلون کو اور خصوص مکہ والون اور ما بعد کو عبرت دلائی ہے۔ کما قال تعالےٰ اولم یہد لہم کم اہلکنا من قبلہم من القرون یمشون فی مساکنہم ان فی ذلک لآیات افلا یسمعون۔ اور یہان فرمایا۔ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۔ ونحن نختم علی قلوبہم فہم لا یسمعون الموعظۃ سماع تدبر۔ اور ہم دلون پر مہر کر دیتے ہین پس سوچ سمجھ سے وہ نصیحت کو نہین سُنتے ہین۔ مفسرؒ نے اسکو جملہ مستانفہ قرار دیا اور بیضاویؒ نے کہا کہ قولہ اولم یہد کے مفہوم پر عطف ہو سکتا ہے لے یغفلون عن ہذا و نطبع اور اصبناہم پر عطف نہین ہو سکتا بایں طور نطبع کو طبعنا کے معنے مین لیا جاوے اسواسطے نہین ہو سکتا کہ وہ جواب لو نشاء ہے اور اس عطف سے ظاہر ہوگا کہ نفی پائی نہین گئی حالانکہ فہم لا یسمعون سے ثابت ہوا کہ مہر ثابت ہے ف فی العرائس قولہ تعالےٰ ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض۔ اشارہ ہے کہ اگر وہ لوگ میری عظمت و جلال پر نظر رکھتے اور میرے جبروت و قہر و غضب سے ڈرتے تو میرے مشاہدہ ذات و صفات کے انوار انکے دلون کی زمین مین کشادہ ہوتے حتیٰ کہ صفت لطف و خیال کے ساتھ ملکوت زمین و آسمان مین مجکو دیکھتے اور انکے گلزار دل مین کھلاے قرب و ریاحین شوق و محبت و عشق و یقین و تجرید و معرفت اُگتے بعض نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ وعدہ آخرت مین صادق رہتے اور میری مخالفت سے پرہیز رکھتے تو میرے مشاہدہ سے اُنکے دل منور ہوتے اور یہ برکت آسمانی ہے اور انکے جوارح میری خدمت سے مزین ہوتے اور یہی برکت زمین ہے۔ قولہ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون اللہ تعالےٰ کے ہر قوم کے ساتھ مکر ہین اور وہ معنے یہ نہین ہین جو عوام خیال کرتے ہین بلکہ عوام کے ساتھ مکر کے یہ معنے ہین کہ قہر کا استدراج کیا اور یہ کیا کہ اسباب جو بندگی کے واسطے چاہیے ہین وہ سب دیدیے اور انکو بندگی کی توفیق نہ دی اور انکو شکر کی زبان دیدی اور حقایق استدراج نہین پہچنوانے بسلب نعمت و اخلا از نعمت و شکر۔ اور خواص کے ساتھ مکر کے یہ معنے ہین کہ جو اللہ تعالےٰ سے پایا اس سے اُنکے دلون مین لذت پیدا ہوئی اور اس لذت کی وجہ سے اس سے اوپر کے مقامات ادراک غیوب و حقایق سے محجوب و محروم ہو محبین و عاشقین کے ساتھ اسکا مکر یہ ہے کہ آیات مین صفات ظاہر فرمائین اور یہ مقام التباس ہے اور موحدین اور عارفین کے ساتھ مکر یہ ہے انکو اپنی ذات بقدر قوت معرفت و توحید کے دکھلائی اور وہان جو مقام مکر ہے اس کی معرفت نہ دی یعنے یہ کہ انکو یہ معلوم نہوا کہ جو کچھ انھون نے وہ نہ پائے ہوے کے مقابلہ مین جیسے قطرے کے مقابلہ مین ایک سمندر اور یہ اس سبب سے کہ انوار قدم و بقا انکے اسرار و ارواح و قلوب مین پہونچنے سے حلاوت پاتے ہین اور اگر حقایق کرے واقف ہوتے کیونکہ اس سے انکو محجوب کر دیا ہے تو اسکے سلطان کبریا و عظمت

Marfat.com

ہم ہے ان اپنی ہو جاتے۔ اہل اتحاد کے ساتھ اسکا مکر یہ ہے کہ انکے دلون کے آئینہ مین جلال وجمال کو دکھلایا پس حسن ازل وجمال ابد سے اُسکو دیکھتے ہین اسطرح کہ خود فنا رہتے ہین لیکن اس سے انکو حد فنا مین باقی فرماتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو گویا وہ دیکھتے ہین اس جہت سے صفت وفعل مین تحت اتحاد ہو جاتا ہے پس انپر حجاب طاری ہوتا ہے پس تاثیر انوار صفات کی حلاوت مین باقی پڑے رہتے ہین حالانکہ یہ ادنی مرتبہ ہے اور اعلی مراتب سے محجوب رہے پس وہ لوگ اپنے آپ کو محل ربوبیت مین دیکھتے ہین پس انانیت کے دعوی کر بیٹھتے ہین جیسے حسین بن منصور اور ابویزید بسطامی سے سرزد ہوا پس وہان بہت خفی مکر اور بہت لطیف استدراج ہے اگر او تعالے کا فضل وکرم انپر نہوتا تو جس حال مین ہین اُسی مین پڑے رہتے ولیکن انعام ورحمت سے انکو اس مقام سے نکال لیا اور دریاے عظمت مین انکو ڈبو دیا حتی کہ اقرار کرنے لگے کہ ہم تو کچھ بھی نہین ہین اور ہم تو اول ہی درجہ عبودیت مین پڑے ہین۔ تو نہین دیکھتا کہ شیخ ابویزید بسطامی اپنی آخر عمر مین عاجزی سے دعا مانگتا تھا کہ اے میرے پروردگار مین نے تجھے کیا یاد کیا میری ہر یاد غفلت سے تھی اور مین نے تیری کچھ عبودیت نہ کی میری ہر بندگی فتور سے تھی اور تو نہین دیکھتا کہ منصور جب دار پر چڑھایا گیا تو کہنے لگا کہ بھلا تم قتل کرتے ہو ایسے آدمی کو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالے ہے بنہایت لطف الٓہی ہمارے نبی حضرت محمد مصطفے صلعم پر دیکھو کہ مقام نبوت کے اعلی مرتبہ مین جب دیدار معراج کے مقام پر فائز ہوئے تو اللہ تعالے نے اپنے محبوب بندہ کو اس مکر سے محفوظ فرمایا برابر یہی عرض کرتا رہا کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ یعنے اے پروردگار مین بندہ ہون تیری ثناء وصفت کا احصا اور پورا شمار نہین کر سکتا تو پاک ہے تو ویسا ہے جیسا تو نے اپنی ذات پر اپنا آپ وصف فرمایا ہے مین بندہ ہون سوائے اللہ تعالے کے کسی مین الوہیت کا نام نہین ہے اللہ تعالے عزوجل نے بھی کامل مرتبہ دیا کہ کسی مخلوق کا نہین ہے حالانکہ او تعالے نے ربوبیت کا مزہ اسکو چکھا دیا تھا پس مقام عبودیت مین اپنے بندہ افضل الخلائق کو قائم رکھا حتی کہ ربوبیت پاکر اپنے بندہ ہونے پر بڑا فخر کیا۔ واضح ہو کہ او تعالے کی ہر صنع جلیل اپنے بندگان اولیاء کے واسطے لطف ورحمت ہے خواہ مکر ہو یا نہو اور کون اُسکے مکر سے بچا ہے۔ سب کے سب اُسکے قبضہ عزت مین متحیر ہین اور کیونکر کوئی نڈر بن بیٹھیگا جو اسکی ربوبیت کو جانتا اور اپنی عبودیت کو پہچانتا ہے۔ حکایت ہے کہ ایک شخص نے شبلی رحمہ اللہ تعالے سے مکر اللہ تعالے کے معنے پوچھے تو شبلیؒ نے یہ اشعار پڑھے ؎ احبک لا ببعضی بل بکلی + وان لم یبق حبک لی حراکا + ویقبح من سواک الفعل عندی + وتفعلہ فیحسن منک ذاکا + یعنے مین تجھے محبوب رکھتا ہون اپنے بعض ٹکڑے سے نہین بلکہ تمام جان سے۔ اگرچہ نہین باقی رکھی تیری محبت نے مُجھ مین جنبش کی قدرت اور تیرے سوائے ہر چیز سے جو فعل صادر ہو میرے نزدیک بہت قبیح ہوتا ہے۔ اور تو اس فعل کو کرتا ہے پس تجھسے یہی فعل اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پوچھنے والے نے کہا کہ مین نے آپ سے اللہ تعالے عزوجل کی کتاب مجید سے ایک آیت کے معنے دریافت کیے اور آپ نے یہ اشعار کیا پڑھ دیے پس شبلیؒ سمجھے کہ یہ سمجھا نہین تو فرمایا کہ اے شخص مکر الٓہی ان لوگون کے ساتھ یون تھا کہ جس حال مین وہ لوگ تھے انکو اسی حال مین چھوڑ دیا حسینؒ نے کہا کہ مکر سے نڈر نہین ہو سکتا مگر وہی جو مکر مین سراسر غرق ہو کہ مکر کو مکر نہ جانے اور رہے وہ لوگ جو بیدار ہون تو وہ ہر حال مین مکر سے خوف کرتے ہین اسواسطے کہ سوابق تو جاری ہین اور عواقب خفی ہین اور نیز فرمایا کہ جو شخص ہر چیز کو تلبیس اور فریب نہین دیکھتا ہے وہ ایسے حال مین پڑا ہے کہ مکر اس سے بہت قریب ہے۔ ابوالخیر دیلمی نے کہا کہ مین ایک روز جنیدؒ کے پاس تھا کہ ناگاہ جنیدؒ کے کاندھے کا گوشت کانپنے لگا اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا رونے لگے اور کہا کہ مجھسے زیادہ کوئی مقام خوف مین نہین کہ اللہ تعالے مجھکو عذاب مین گرفتار نہ کردے۔ تو بعض اصحاب نے کہا کہ آپ تو مقامات کے درجات مین اور مشتاقون کے احوال مین کلام کرتے ہین تو فرمایا کہ اے فرزند خبردار خبردار تو مکر الٓہی سے نڈر مت ہو فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون سہلؒ نے کہا کہ مکر الٓہی وہ تدبیر الٓہی ہے جو اسکے سابق علم کے موافق مخلوقات پر جاری ہے پس کسی کو روا نہین ہے کہ مکر الٓہی سے

نڈر اور نچنت ہو بیٹھے اور نہیں ہے کہ مکر الٰہی سے نڈر نہ ہونا اسکی تقدیر کو روکنا مراد ہے بلکہ جاہلوں میں محل امتحان میں ...
اور یہ نہیں ہوسکتا کہ اسکی قدرت سے اپنے آپ کو باہر کرے۔ واللہ اعلم۔ وقد قال تعالےٰ فکاین من قریۃ اہلکناہا وہی ظالمۃ فہی خاویۃ علی عروشہا وبئر
معطلۃ وقصر مشید افلم یسیروا فی الارض فتکون لہم قلوب یعقلون بہا او آذان یسمعون بہا فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور
یعنے بہتیرے شہر کہ ظالم ہونے سے ہم نے انکو ہلاک کیا وہ اپنی چھتوں پر گرے پڑے ہیں اور بہت کنوئیں معطل اور قصر مشید ہیں کیا پھرے نہیں زمین میں
کہ انکے قلوب ہو جاتے یعنے دلوں میں سمجھ ہوجاتی جس سے سمجھتے یا کان ہوجاتے جس سے سنتے خبردار رہو کہ آنکھیں سر کی اندھی نہیں ہوتی ہیں
ولیکن وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا

یہ قریے ہیں کہ بیان کرتے ہیں ہم تجھ سے انکی خبروں سے اور البتہ آئے تھے ان پاس انکے رسول معجزوں کے ساتھ پس نہ تھے لوگ کہ ایمان لاویں

بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ

اس چیز کے ساتھ جسکو پہلے سے جھٹلا چکے ایسے ہی مہر کردیتا ہے اللہ تعالےٰ کافروں کے دلوں پر اور نہیں پایا ہمنے ان کے بہتیروں کے واسطے عہد سے

وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝

اور البتہ پایا ہمنے انکے بہتیروں کو فاسق حد سے بڑھ چلنے والے

تِلْكَ الْقُرٰى۔ یہ قریے یعنے شہر و صوبے جنکا ذکر پہلے گذرا۔ نَقُصُّ عَلَيْكَ۔ بیان کرتے ہیں ہم تجھ پر اے محمد۔ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا۔ انکے اخبار سے
انبار جمع نبا ر ایسی خبر جسکی کوئی شان قابل بیان ہو اور مِن ظاہر اتبعیضیہ ہے یعنے اسکی بعض خبریں بیان فرمائی ہیں اور یہ ظاہر ہے اور
مراد آنکہ انبار اہلہا یعنے ان قریات کے لوگوں کے اخبار سے بعض بیان کیے۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔ اور البتہ آئے تھے ان
قریوں یعنے ان قریے والوں کے پاس انکے رسول بینات یعنے کھلے کھلے معجزات کے ساتھ۔ یعنے جو بات انسے کہی تھی امین اپنی سچائی کے دعوے
نبوت میں معجزات باعطار الٰہی پیش کیے پس یہ قریے یوں ہلاک نہوئے بلکہ رسول بھیجدیے گئے۔ کما قال تعالےٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔
اور فرمایا۔ وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر۔ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا۔ پس نہ تھے ان قری والے کہ ایمان لاویں۔ بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ
اس چیز کے ساتھ کہ جھٹلایا تھا اسکو رسولوں کے آنے سے پہلے بلکہ برابر کفر پر قائم رہے۔ فی الکمالین۔ یہاں بار بمعنے مصاحبت ہے فی البیضاوی
یا یہ معنے کہ نہ ایمان لائے اپنی تمام زندگی بھر اس چیز پر جس سے رسول سے سنکر پہلے انکار کیا تھا۔ قال ابن کثیرؒ بار سببیہ ہے یعنے پہلے بار
امر حق کے انکار کر جانے کی وجہ سے رسولوں کی رسالت سے تمام عمر انکار کرتے رہے۔ حکاہ ابن عطیہ وہو متجہ حسن کما فی قولہ تعالےٰ وما یشعرکم انہا
اذا جارت لا یومنون ونقلب افئدتہم وابصارہم کما لم یومنوا بہ اول مرۃ الآیۃ۔ اور ابو العالیہ نے ابی بن کعبؓ سے اسکے معنے یوں روایت کیے
اللہ تعالےٰ کے علم میں تھا جب کہ او تعالےٰ سے روز ازل میں عہد و اقرار کیا تھا یعنے وہ ایمان لانے والے نہ تھے بسبب اسکے کہ اللہ تعالےٰ
انکے حال سے یہ علم تھا۔ یہی ربیع بن انسؒ کا قول ہے اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور سدیؒ نے کہا کہ جسدن انسے عہد و میثاق لیا
اسدن باکراہ ایمان لائے تھے اسی واسطے فرمایا۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ کافروں کے دلوں پر
مہر کردیتا ہے۔ یعنے جیسے اگلے کافروں کے دلوں پر مہر کردی اور وہ ایمان نہ لائے اور ہلاک ہوئے ایسے ہی تیری قوم میں ازلی کافر
دلوں پر مہر ہے کہ ایمان نہ لاوینگے۔ یہ امر نہایت برحق ہے اگرچہ جاہل و بے ایمان اس میں جہالت سے گفتگو کرتے ہیں اور ہم ساتھ ...

Marfat.com

واضح بیان کرچکے ہین۔ اس مین آنحضرت صلعم کو تسلی فرمائی اور قریش کے کافرون بلکہ قیامت تک کے کافرون پر تحذیر ہے کہ انکو خوف ہو کہ اہل القری پر جو مصیبت پیش آئی اگر یہ لوگ حد سے تجاوز کرینگے تو انپر بھی وہی خوف ہے اور اگر دنیا کی زندگی بھر بچ گئے تو بعد موت کے ضرور اس مین گرفتار ہونگے وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ اور نہین پایا ہم نے یعنی نہین معلوم کیا ہم نے اکثر لوگون کے لیے عہد سے یعنی اُس عہد کا وفا کرنا کچھ نہین جو انھون نے روز میثاق کو باندھا تھا۔ یا عہد مضرت کما فی قولہ لئن انجیتنا من ہذہ لنکونن من الشاکرین یعنی تو ہم کو اس سے نجات دے تو شکرگزار ہونگے۔ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ان مخففہ ہے اے وانہ وجدنا یعنی اور البتہ پایا ہم نے اُن مین بہتیرون کو یعنی ہمارے علم مین بہتیرے فاسق ہین۔ واضح ہو کہ ان مخففہ مبتدا و خبر وانکے افعال داخلہ پر فقط ہوتا ہے اور لام خبر پر ان نافیہ و مخففہ مین فرق کرتی ہے اور کوفیون کے نزدیک ان نافیہ ہے اور لام بمعنی الا ہے اے وان وجدنا اکثرہم الا فاسقین نہین پایا ہم نے بہتیرون کو مگر فسق کرنے والا۔ ف فی العرائس قولہ وما وجدنا لاکثرہم من عہد وان وجدنا اکثرہم لفاسقین۔ گویا یہ آیت انھین بیہودون کے حق مین ہے جو راہ طریقت اختیار کرتے ہین اور جب اس مین جاہ ومال پاتے ہین تو عہد ارادت توڑ کر دنیاوی ریاست مین مشغول ہوجاتے ہین اور طریقت مین خیانت کرتے ہین اور مشائخ پر انکار کرتے ہین یہ انکار اندھے پن سے کیا بُرا انکار ہے کہ اہل حق پر انکار کرتے ہین۔ گویا اللہ تعالےٰ نے سب آدمیون کو عتاب فرمایا کہ انھون نے عہد ازل کو وفا نہ کیا ایسے ہی جن لوگون نے مشاہدہ محبوب مین غیر محبوب کی طرف التفات کیا لیکن معذور ہین کہ تمام کبریا و عظمت کا بوجھ ان بیچارون سے کہان اُٹھ سکتا ہے یہ سب حوادث منظر فنا ہین جنیدؒ نے فرمایا کہ بندون مین سے بہت اچھا حال اس شخص کا ہے جو اللہ عزوجل کے ساتھ حفظ حدود و وفاے عہد پر قائم ہے قال بعضہم بعض سے شکایت نہین فرمائی۔ ان کو رحمت وصال نے قبول فرمایا۔ اور بہتون کو رد کردیا۔ کما قال قلیل من عبادی الشکور میرے بندون مین سے تھوڑے شکرگزار ہین

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
پھر بھیجا ہم نے انکے پیچھے موسیٰ کو اپنی نشانیان دیکر فرعون اور اُسکے سردارون کے پاس پھر زبردستی کی انکے سامنے سو دیکھ آخر کیا ہوا حال

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
بگاڑنے والون کا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ پھر بھیجا ہم نے انکے بعد یعنی نوح وہود و صالح و لوط و شعیب علیہم السلام کے یا انکی قومون کے بعد مُّوْسٰى موسیٰ کو ابن عباسؓ نے کہا کہ قبطی زبان مین مو کے معنی پانی اور سیٰ بمعنی درخت چونکہ پانی و درخت کے درمیان موسیٰ علیہ السلام ڈال دیے گئے یا پائے گئے اسواسطے موسیٰ نام ہوا اور ایک سو بیس برس زندہ رہے اور انکے و یوسف کے درمیان چارسو برس کا فاصلہ تھا اور حضرت ابراہیمؑ تک سات سو برس کا فاصلہ تھا کذا ذکرہ المفسر فی التجبیر۔ بِاٰيٰتِنَآ یعنی حجتون و دلائل نبوت کے ساتھ مانند عصا و ید بیضا وغیرہ کے جو مذکور ہونگے سب نو آیتین تھین۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی طرف یہ لقب تھا ہر شخص کا جو عمالقہ کے بعد مصر کا مالک ہوا جیسے بادشاہ روم کو قیصر کہتے ہین اور جس فرعون کی طرف موسیٰ بھیجے گئے اسکا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور وہ قبطیون کا بادشاہ تھا اور اس سے پہلے ایک فرعون دوسرا بھائی تھا اسکا نام قابوس تھا۔ کذا ذکرہ الشیخ ابن جریر اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ فرعون فارسی تھا اور ابراہیم بن مقسم نے کہا کہ چارسو برس اس شان سے رہا کہ کبھی اسکے سر مین درد بھی نہوا۔ وَمَلَا۟ئِهٖ۔ اور بزرگان قوم فرعون کی طرف۔ اشراف کی تخصیص کی گئی حالانکہ کل قوم پر بھیجے گئے تھے اسواسطے کہ عوام انھین کی رائے کے تابع تھے جب وہ مانتے تو سب مانتے پس گویا وہی مقصود تھے اور مراد کل قوم ہے نص علیہ المفسرون

Marfat.com

حاصل آنکہ اﷲ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان رسولون کے بعد جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے موسیٰ کو یعنی مع اسکے بھائی ہارون کے آیات [illegible]
اسکی قوم کے پاس بھیجا۔ اگر کہا جاوے کہ موسیٰ کی رسالت قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص تھی پھر فرعون و قبط کی طرف ارسال [illegible]
کہ ایک قوم کے واسطے ہونے سے دوسری قوم کی نفی نہین اور تخصیص بنی اسرائیل فقط نہ تھی کیونکہ قوم فرعون کی طرف ارسال منصوص [illegible]
اصل مقصود بنی اسرائیل ہون جیسے کہ موسیٰ نے فرعون کو حکم سُنایا تھا کہ میرے ساتھ بنی اسرائیل کو ملک شام بھیجدے فافہم و لم ادر من [illegible]
بالجملہ فرعون و قوم کی طرف ارسال منصوص ہے اور یہان یہی ذکر فرمایا کہ ان گمراہون نے کیونکر انکار کیا اور کیونکر ہلاک ہوئے چنانچہ فرمایا [illegible]
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ظلم متعدی خود ہوتا ہے یقال ظلمہ۔ پھر تعدیہ بحرف با کیونکر ہے تو جواب دیا گیا اولاً آنکہ با سببیہ [illegible]
ظلم کیا ان لوگون نے اپنے اوپر بایں طور کہ ایمان نہ لائے یا غیرون کو ایمان نہ لانے دیا بسبب ان آیات کے یعنی بسبب دیکھنے ان آیات کے [illegible]
دنیاے فانی کی ریاست و بادشاہت پر خوف کرکے کہ ایمان لانے مین انکے ہاتھ سے نکل جائیگی۔ ثانیاً آنکہ ظلم متضمن معنے کفر ہے یعنے ظلم کیا بایں طور کہ
ان آیات سے کفر کیا بجاے ایمان لانے کے کیونکہ آیات ایسی واضح تھین کہ انپر ایمان نہ لانا صریح ظلم تھا اسی معنے کے واسطے کفروا بہا کی جگہ ظلموا بہا
آیا ہے۔ اور فانظر کا خطاب سراج وغیرہ مین ہر مخاطب کو ہے جو چشم بصیرت سے دیکھے یعنے اے مخاطب اپنی چشم بصیرت سے دیکھ کہ کیونکر ان مفسدون کا
انجام ہوا یعنے کیسے ہم نے انکو ہلاک کیا۔ و قال الحافظ یعنے دیکھ لے محمد صلعم کہ کیونکر ہم نے ان سب کو موسیٰ و بنی اسرائیل کے روبرو غرق کیا۔ امین فرعون و
قوم پر زیادہ سخت عذاب کی صورت ہے اور موسیٰ و بنی اسرائیل کے دلون کو زیادہ تشفی ہے۔ اگر یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہے تو بھی مقصود اور لوگ
ہین کیونکہ آنحضرت صلعم کو مرتبہ یقین کامل بلکہ اکمل تھا۔ حاصل آنکہ پھر فرعون و قوم نے ان آیات سے کفر کیا از راہ ظلم کے تو عبرت سے دیکھ کہ ہمنے
کیونکر اُن کو غرق کر دیا۔

وَقَالَ مُوسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ
اور کہا موسےٰ نے اے فرعون مین بھیجا جہان کے صاحب کا قائم ہون اسپر کہ نہ کہون اﷲ کیطرف سے مگر جو سچ ہے لایا ہون

جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝
تم پاس نشانی تمہارے رب کی سو رخصت کر میرے ساتھ بنی اسرائیل کو

یہ درمیانی بعض واقعات ذکر فرمائے جو غرق سے پہلے فرعون اور موسیٰ کے درمیان واقع ہوئے تھے اور توضیح کردی کہ فرعون اپنی شامت سے
مع قوم غرق ہوکر جہنم واصل ہوا ورنہ ایضاح و صدق مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا چنانچہ اﷲ تعالےٰ نے موسیٰ کو بھیجا تو وہ فرعون کے پاس گیے اور
عرصہ کے بعد فرعون تک رسائی ہوئی پس اُس سے یون باتین کین۔ وَقَالَ مُوسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یعنے کب
موسیٰ نے جب فرعون تک پہونچ ہوئی کہا اے فرعون مین رسول ہون رب العالمین کی طرف سے۔ لفظ فرعون کے ساتھ یعنے بادشاہ مصر [illegible]
کے ساتھ اسکو موسیٰ نے مخاطب کیا تاکہ خوش معلوم ہو کیونکہ اﷲ تعالےٰ نے حکم دیا تھا کہ اس سے نرم باتین کرنا کما فی قولہ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر [illegible]
اسی واسطے رسول رب العالمین کہا کہ وہ اپنے نفس سرکش کے لیے حاکم مصر ہونا ایمان لانے کی صورت مین بھی پاوے اور رب العالمین کی [illegible]
اپنے اوپر واجب جانے کیونکہ جو شخص کہ رب تمام العالمین کی طرف سے مرسل ہے وہ واجب قبول کے لائق ہے کہ جو کچھ لایا ہے اسکو مانا جاوے جیسے بادشاہ
کسیکو اپنی رعیت کے پاس بھیجتا ہے وہ کہتا ہے کہ مین بادشاہ کا بھیجا ہوا ہون پھر پیغام کہتا ہے کہ اس عنوان سے ہیبت اور رعب زیادہ ہو جاتا ہے
عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ حق بمعنے ثابت و برقرار ہے اور حقیق اور زیادہ مبالغہ ہے اور قراءۃ مشہورہ یہان [illegible]

Marfat.com

یہی جمہور کی قراءۃ ہے اور علیّ بتشدید یاء متکلم اور یہ نافع کی قراءۃ ہے اور اَنْ لا رسم الخط مین یہان الگ الگ ہے پس بر تقدیر قراءۃ جمہور کے
بیضاوی ؒ نے کہا کہ شاید فرعون نے جب موسیٰ کو دعوی رسالت مین جھٹلایا تو موسیٰ نے اسکا یہ جواب دیا اور تکذیب کا قول اوپر مذکور اسواسطے
نہیں کہ قولہ فظلموا بہا۔ اسپر دلالت کرتا ہے کہ ان لوگون نے انکار کیا اور جھٹلایا تھا۔ تقدیر کلام یہ کہ فکذبہ فقال انا حقیق۔ یعنے فرعون نے موسیٰ کا
دعوی سنکر انکو جھٹلایا پس موسیٰ نے کہا کہ انا حقیق مین جدیر ہون اس بات پر یعنے اس بات کے ساتھ کہ نہ کہون اللہ تعالے پر مگر سچی بات۔
قال البیضاوی ؒ اصل مین حقیق علیّ بتشدید یاء تھا یعنے مجھپر بہت حق ہے یہ بات کہ نہ کہون اللہ تعالے پر مگر حق ہی جیسا کہ نافع کی قراءۃ ہے
مگر عکس کردیا گیا یعنے مین حقیق ہون اس بات پر۔ اور یہ اسوجہ سے کہ یہان التباس سے امن ہے۔ یا اسوجہ سے کہ وصف بالصدق مین اغراق و
مبالغہ ہوا اور معنے یہ کہ قول حق پر واجب ہے کہ مین ہی اسکا کہنے والا ہون وہ راضی نہو امگر اس بات پر کہ مین ہی اسکو کہون۔ یا حقیق متضمن معنے
حریص ہے یعنے حریص ہون اس بات پر کہ الخ یا حرف علی بجاے با رکھے ہے تاکہ تمکن وقابو کے معنے اس سے نکلین جیسے رمیت بالقوس کی جگہ رمیت
علی القوس بولتے ہین اور جئتُ علی حال حسنۃ کہتے ہین اور قراءۃ ابی بن کعب ؓ واعمش ؒ کی اس کی مؤید ہے کہ انھون نے بان لا اقول پڑھا
ہے اور بعض قراءۃ مین حقیق ان لا اقول۔ آیا ہے وحاصلہا قال الحافظ ابن کثیر ؒ۔ قولہ حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق۔ پس بعض نے
کہا کہ معنے یہ ہین حقیق بان لا اقول الخ۔ یعنے لائق ہون اس بات کے ساتھ کہ نہ کہون اللہ تعالے پر مگر سچی بات۔ اور علماء نے کہا کہ علی وبا بجاے
ایک دوسرے کے آتے ہین۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ معنے یہ ہین۔ حریص علی ان لا اقول الخ۔ یعنے حقیق متضمن معنے حریص ہے۔ اور دیگر اہل مدینہ نے
حقیق علیّ پڑھا یعنے حق واجب ہے مجھپر یہ کہ مین او تعالے کی طرف سے وہی خبر دون جو سچ سچ ہے کیونکہ مین مانند اورون کے نہین ہون بلکہ
اسکی شان عظمت وجلال سے معرفت رکھتا ہون۔ قال المترجم اس قراءۃ اہل مدینہ پر مفسر ؒ نے کہا کہ حقیق علیّ۔ خبر مقدم ہے اور ان لا اقول الخ
مبتدا مؤخر ہے حاصل آنکہ حق ہی حق اللہ تعالے کی طرف سے کہنا مجھپر واجب ہے۔ اور بعض نسخون مین جو اول مبتدا وثانی خبر ہونا مذکور ہے
شاید وہ کاتب کی غلطی ہے واللہ اعلم۔ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ البتہ لایا مین معجزہ تمھارے پروردگار کی طرف سے۔ یعنے اپنے
سچے ہونے پر دلیل لایا ہون اور وہ عصا و ید بیضا تھا اور چونکہ نفس معجزہ مفید صدق رسالت ہونے مین ایک ہی حالت تھی لہذا بینہ مفرد فرمایا
اور دیگر مقام مین جو فرعون کی موسیٰ کے ساتھ گفتگو مانند قولہ فمن ربکما یا موسی۔ وغیرہ مذکور ہے یہان اسکا ذکر نہین فرمایا ہے چنانچہ اپنے مقام پر
انشاء اللہ تعالے آویگا۔ پھر جب موسیٰ تبلیغ رسالت سے فارغ ہوئے تو اسی پر حکم مترتب کرکے کہا فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ۔ یعنے جب
ثابت ہوا کہ مین اللہ تعالے کا رسول ہون تو بنی اسرائیل کو تو میرے ساتھ بھیجدے کہ وہ ملک شام مین جو زمین مقدس ہے اور انکے جد اعلیٰ کا
اصلی وطن ہے جاکر عبادت مین مشغول ہون۔ ان لوگون کے مصر مین رہنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ یوسف علیہ السلام جب مصر پر حاکم ہوے تو
یعقوب علیہ السلام مع باقی اولاد کے مصر مین آگئے اور یہین رہ پڑے اور یہین اولاد ہوئی پھر بعد وفات حضرت یوسف علیہ السلام کے فرعون
ان قوم قبط کے نسل اسباط پر غالب ہوا اور عداوت سے ان کافرون نے انکو غلام بنایا اور گھاس چھیلنا ومٹی اٹھانا وغیرہ ذلیل کامون مین
انکو لگایا کیونکہ وہ توحید پر تھے حتی کہ بہتیرے ان مین سے بھی اس مشقت وذلت کی وجہ سے دین چھوڑکر خوار وگمراہ ہوگئے تھے پھر
رحمت الٰہی عزوجل بحال بنی اسرائیل مبذول ہوئی اور اس مشقت وذلت کا نعم البدل عزت وسلطنت ان کو دی پس یہ تمہید ہوئی کہ
موسیٰ کو رسول کرکے وہان بھیجا انھون نے اللہ تعالے کا پیغام پہونچایا کہ اے فرعون تو ان لوگون کو چھوڑ دے کہ میرے ساتھ ملک شام کو
چلے جاوین پس اگر وہ چھوڑدیتا تو شاید خبیث بچتا ولیکن بنی اسرائیل کے دل ٹھنڈے کرنے منظور تھے کہ ان کی آنکھون دیکھتے ہلاک ہو پس

Marfat.com

فرعون نے نہ مانا اور جھگڑا شروع کیا۔ اور انجام کار ہلاک ہوا جیسا کہ آگے مفصل [illegible]

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَأْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا [illegible]

بولا اگر تو آیا ہے کچھ نشانیاں لے کر تو وہ بولا اگر تو سچا ہے تب ڈالا اپنا عصا تو اسی وقت [illegible]

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○

اور نکالا اپنا ہاتھ اسیوقت وہ سفید نظر آیا دیکھنے والون کو

قَالَ۔ فرعون لموسی۔ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ علی دعواک۔ فَأْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فیہا۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام [illegible] کہ اگر تو آیت لایا ہے اپنے دعوی رسالت پر تو لا اسکو اگر تو سچا ہے اس دعوی مین۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ۔ علی ابن [illegible] عن ابن عباس۔ کہا کہ ثعبان نر سانپ ہے۔ یہی سدی وضحاک کا قول ہے یعنے ڈالدیا موسیٰ نے اپنا عصا پس وہ منقلب ہوکر نر سانپ ہوگیا اور مفسرؒ نے کہا کہ ثعبان بہت عظیم سانپ یعنے اژدہا اور مبین یعنے کھلا ہوا جسمین کچھ التباس نہ تھا یعنے عصا مذکور منقلب ہوکر حقیقت کا اژدہا ہوگیا اور دوسری آیت مین کانہا جان۔ فرمایا۔ اور جان چھوٹا سانپ ہوتا ہے پس بات یہ تھی کہ وہ بڑائی مین تو اژدہے کے مانند تھا اور جنبش کرنے مین چھوٹے سانپ کے مانند تھا یعنے باوجود اسقدر بڑائی جسم کے تیز رفتار تھا چنانچہ دوسری آیت مین تہتز کانہا جان مذکور ہے یعنے جنبش کرتا مانند جان کے۔ قتادہؒ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ یہ آدم علیہ السلام کا عصا تھا جو موسی علیہ السلام کو ایک فرشتہ نے بصورت آدمی ہوکر دیدیا تھا جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تھے پس رات مین مانند شمع کے روشن ہوجاتا اور دن مین راہ طے کرتے تھے اور اسی سے رزق نکلتا تھا اور اس سے اپنی بکریان ہانک لیتے تھے۔ بالجملہ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب موسیٰ نے اپنا عصا ڈالدیا تو وہ منقلب ہوکر بڑا اژدہا ہوگیا اپنا منہ کھولکر تیز چال سے فرعون کی طرف متوجہ ہوا جب فرعون نے دیکھا تو تخت سے اٹھکر بھاگا اور فریاد کی کہ اے موسیٰ اسکو مجھسے باز رکھو پس حضرت موسیٰ نے پکڑلیا۔ قتادہ نے کہا کہ شہر کے برابر بڑا اژدہا ہوگیا۔ سدیؒ نے کہا کہ بڑا نر اژدہا ہوگیا منہ پھیلائے ہوے جسکا ایک ہونٹھ تو زمین سے لگا تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا اور فرعون کی طرف جھکا۔ جب اُسنے دیکھا تو چیخ ماری اور بھاگا اور اس کی بائی نکل گئی اور پہلے اس کو حدث نہین ہوا تھا اور فریاد کی کہ اے موسیٰ اسکو پکڑلو مین تیرا ایمان لاؤنگا اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ کردونگا پس موسیٰ نے پکڑلیا۔ وہب بن منبہ نے کہا کہ موسیٰ کو فرعون نے پہچانا اور کہا کہ مین نے تجھے پالا تھا۔ پھر باتین ہونے کے بعد فرعون نے جھٹلایا اور کہا کہ تو سچا نہین ہے اور اسکے پاس کچھ نشانیان نہین یہ وہی شخص ہے اسکو گرفتار کرلو پس موسیٰ نے عصا ڈالدیا وہ اژدہا عظیم ہوکر فرعون کی طرف جھکا اور لوگ بھاگے حتی کہ تلے اوپر اژدحام مین پچیس ۲۵ ہزار کچل گئے اور فرعون بھاگ کر گھر مین گھس گیا۔ رواہ ابن جریر والامام احمد فی کتاب الزہد۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکے سیاق مین غرابت ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ وجہ غرابت ظاہر ہے لیکن یہ غرابت اسوجہ پیش آئی کہ کسی نے وہم کرکے اس اثر کو اس مقام پر داخل کیا اور صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ اسوقت ہوا کہ جب ساحرون نے میدان [illegible] مقابلہ کیا ہے اور بعد غلبہ کے فرعون نے موسی علیہ السلام کو آزار پہونچانا چاہا اور عصا مذکور ان موذیون کی طرف حملہ آور ہوا جیسا کہ آگے انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور یہی وہم اس مقام پر معالم کی تقریر سے پیش آتا ہے کہ اژدہا کی درازی مین لکھا کہ اس کی دم سمندر تک تھی حالانکہ یہ اسوقت ہوا ہے جب مناظرہ مین وہ اژدہا ہوگیا تھا۔ فاستقم۔ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ۔ اور نکالا اپنا [illegible] ناگاہ وہ ناظرین کے واسطے بیضا رتھا۔ یعنے جیب قمیص مین ہاتھ ڈالکر نکالا تو روشن چمکنے لگا بدون برص و مرض وغیرہ کے بر خلاف [illegible]

Marfat.com

جیسا پہلے گندم گون تھا اور دوسری آیت میں ہے وادخل یدک فی جیبک تخرج من غیر سوء الآیۃ یعنے اپنی جیب مین ہاتھ ڈالکر چمکدار روشن نکال بدون بیماری کے۔ حدیث الفتون مین من غیر سوء کی تفسیر یہ کی کہ بدون برص کے۔ پھر انھون نے دوبارہ جیب مین ہاتھ ڈالا تو ویسا ہی ہوگیا جیسے پہلے گندم گون تھا۔ ایسا ہی مجاہد وبہتیرے سلف سے مروی ہے۔ اور بیضاوی مین ہے کہ بیضاء للناظرین۔ یعنے ایسی بیاض کے ساتھ جو عادت سے خارج ہے جسپر نظر بھی جمتی ہے حالانکہ مروی ہے کہ اسکی شعاع آفتاب کی شعاع پر غالب تھی۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ للناظرین کا لفظ کس سے متعلق ہے۔ جواب دیا گیا کہ بیضاء سے متعلق ہے اور معنے یہ کہ ناظرین کے واسطے بیضاء تھا اور ناظرین کے لیے بیضاء جبھی ہوگا کہ بیاض اسکی عجیب و غریب ہو جو حد عادت سے خارج ہے جسپر نظرین مجتمع ہون۔ اگر کہا جاوے کہ عصا و ید بیضاء دونون مین سے ایک ہی بات کافی تھی دونون کے اجتماع مین کیا فائدہ ہے جواب دیا گیا کہ اجتماع موجب تقویت و مورث یقین و مزیل شک ہے مترجم کہتا ہے کہ تعین معجزہ کے بعد حضرت قادر مختار کو اختیار ہے کہ جسقدر چاہے عطا فرما دے آمین الحادی شک کو گنجایش نہین اور رہا بیان فائدہ یہ وہ بھی درحقیقت ماہیات اشیاء کا علم نہونے سے معلوم نہین ہوسکتا ہان ظاہر آثار پر اسکا فائدہ یہ ہے کہ مورث یقین و مزیل شک ہے اور اول خارج چیز ہے اور دوم اُن کے نفس ذات مین ہے جس سے یقین ہوسکتا ہے کہ اول بھی انھین کو عطا ہوا ہے دوسرا اگر عصا کو جرالیوے تو اسکے پاس معجزہ نہین ہوسکتا اور اول از قسم ہیبت و خوفناک و دہشت ہے اور دوم از قسم نور و اُنس و محبت ہے۔ پھر سراج مین فرمایا کہ بعض ملحدین نے کہا کہ عصا و ید بیضاء سے فقط یہ مراد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی حجت قوی و ظاہر و قاہر تھی اس راہ سے کہ انھون نے مخالفون کے اقوال کو باطل کردیا اور انکا فاسد ہونا ظاہر کردیا تو وہ مانند اژدہاے عظیم کے ہوا جسنے مخالفون کی حجتین نگل لین اور چونکہ وہ اپنی ذات مین حجت روشن تھی اسواسطے اسکو ید بیضاء کہا جیسے بولتے ہین کہ فلان شخص کو اس صنعت مین ید بیضاء ہے تو سراج مین کہا کہ ایسا کہنے والا ملحد مردود ہے اور اسکا یہ قول باطل ہے سواسطے کہ ایسی چیز سے جو بمنزلہ تواتر کے ثابت ہے اس سے انکار کیا اور جو اللہ تعالے و اُسکے رسول صلعم نے فرمایا ہے اسکو جھٹلایا مترجم کہتا ہے کہ تعجب ہے کہ حجت موسیٰؑ جب صحیح و غالب مانتا ہے تو معجزہ سے کیون منکر ہے اسواسطے کہ حجت موسیٰؑ مین ثابت ہے کہ اللہ تعالے ہر بات پر قادر ہے پس معجزہ جو دیا گیا وہ تو قدرت کے سامنے کچھ بڑی بات نہین اگرچہ تمام مخلوق اُسکے مقابلہ سے عاجز ہے اسیواسطے معجزہ ہے اور قدرت الٰہی عزوجل اس سے کہین بڑھکر ہے بلکہ بے انتہا ہے۔ فافہم۔ اور ایسے ہی اس زمانہ مین بعضے ملحد ہین کہ قرآن مجید کے معنے مین تحریف کرتے و احادیث صحیحہ و اخبار متواترہ سے انکار کرتے ہین اور کلام اور بول چال کے صریح معنے ظاہر ہین جنپر اہل زبان و اہل لغت اور فضلاء و علماء متفق ہین کہ سواے اس معنے کے اور کچھ معنے نہین اسکے ایک جاہلانہ معنے بناتے ہین اور جب صریح الزام پاتے اور رد کیے جاتے ہین تو اپنی راے پر اقتصار کرتے ہین کہ ہماری یہی راے ہے۔ اللہ تعالے مسلمانون و اسلام کو ایسے بے ایمان ملحد مفسد سے محفوظ رکھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ معجزات دکھلائے اور فرعون وغیرہ اس سے عاجز آئے اور کوئی تدبیر نہ چل سکی تو باہم مشورہ کیا۔

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا

بولے سردار فرعون کی قوم کے یہ بیشک کوئی پڑھا جادوگر ہے نکالا چاہتا ہے تم کو تمہارے ملک سے اب کیا مشورت دیتے ہو بولے

أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝

ڈھیل دے اسکو اور اسکے بھائی کو اور بھیج پرگنون مین نقیب کہ لادین تجھ پاس جو ہو پڑھا جادوگر

قال الملأ من قوم فرعون ان هٰذا لساحر عليم یعنے فرعون کی بات سے موافقت کرنے والے لوگ جب انکے ہوش

درست ہوئے اور اس اژدہا کے دیکھنے سے جو خوف بیٹھ گیا تھا وہ کسی قدر دور ہوا تو فرعون سے مشورہ کر کے اتفاق کیا اس قول فرعون پر
کہ یہ شخص بہت بڑا دانا کار جادوگر ہے جیسا کہ سورہ شعراء میں فرعون کا یہ قول نقل کیا اور چونکہ اسکے ارکان سلطنت اسکے ساتھ متفق تھے
لہذا یہاں ان لوگون کا مقولہ بیان فرمایا۔ بالجملہ فرعون اور اُن سب کی راے متفق ہوئی کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے۔ یُرِیۡدُ اَنۡ
یُّخۡرِجَکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ۔ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ۔ سو تم سب کا مشورہ کیا ہے۔ یہ دلالت کرتا ہے
کہ ساحر دانا کار ہونے کی رائے پہلے فرعون کی ہوئی اور سب اہل الرائے نے اتفاق کیا پھر گویا فرعون نے پوچھا کہ کیا راے ہے مگر
ایسے اسکے ساتھ متفق تھے کہ آپس میں کہنے لگے کہ کیا مشورہ دیتے ہو لہذا فرعون کو جواب دیا کہ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ۔ اے امرا مہلت
تاخیر دے موسیٰ اور اُس کے بھائی کو یعنے دونون کے کام مین مہلت و تاخیر ڈال دے۔ ہکذا روی عن ابن عباس وغیرہ۔ وَاَرۡسِلۡ
فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ۔ اور اس مہلت کے ایام مین بھیج تو شہرون مین حاشر یعنے جمع کرنے والے۔ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیۡمٍ
جو تیرے پاس جمع کر لادین ہر ساحر دانا کار کو۔ حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین سحار علیم۔ یعنے ہر بڑے جادوگر دانا کار کو۔ اور مراد یہ کہ ایسے
ساحرون کو لادین جو جادو جاننے مین موسیٰ پر فضیلت رکھتے ہون۔ مروی ہے کہ جب فرعون نے عصاے موسیٰ علیہ السلام سے سلطان
و قدرت آلٰہی دیکھی اس راہ سے کہ اس کی نظر اس چیز محسوس پر رہی اور اسکو سحر سمجھا تو کہا کہ مین اس معاملہ مین موسیٰ سے اس سے زیادہ
قوی سے مقابلہ کرونگا پس چند آدمی چھانٹ کر جنمین سے اکثر بنی اسرائیل مین سے تھے شہر قرما کو روانہ کیے تاکہ وہان جادو سیکھین اور اُستاد نے
بہت کچھ دیا پس سحر سیکھے اور فرعون نے موسیٰ سے ایک میعاد مقرر کی تھی پھر ان ساحرون کو بلوایا وہ مع استادون کے آئے اور اُستادون
نے فرعون سے کہا کہ ہم نے انکو ایسا سحر سکھلایا ہے کہ اہل زمین اسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے ہان اگر آسمان سے کوئی بات آوے تو ہم کو
معلوم نہین شاید اس سے مقابلہ کی طاقت نہو گی پھر فرعون نے اپنی تمام مملکت مین لوگ روانہ کیے اور جہان کہین کوئی جادوگر تھا اسکو
بلوایا۔ قال فی السراج۔ یہ دلالت کرتا ہے کہ اس زمانہ مین جادو کا بہت رواج تھا پس اس مین قول متکلمین کے صحیح ہونے کی صریح
دلیل ہے کہ ہر زمانہ مین اس زمانہ کے لوگون پر جو امر زیادہ غالب ہوا اسی کے رد کا معجزہ اس زمانہ کے پیمبر کو ملتا ہے پس موسیٰ علیہ السلام کے
زمانہ مین چونکہ جادو غالب تھا پس معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سحر کے مشابہ دیا گیا اگرچہ حقیقت اس معجزہ کی سحر سے بالکل مبائن و
مخالف تھی اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مین علم طب غالب تھا اسیواسطے حضرت عیسیٰ کو جو معجزے دیے گئے تھے وہ از جنس
طب تھے اور ایسے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فصاحت و بلاغت غالب تھی لہذا آپ کے معجزات مین سے ایک عام
معجزہ یہ رکھا گیا۔ پھر اسمین اختلاف ہے کہ جن ساحرون کو فرعون نے جمع کیا تھا انکی تعداد کیا تھی اور نیز یہ بھی اختلافی ہے کہ آیا وہ سب کے سب
مسلمان ہو گئے تھے یا اُن مین سے زیادہ دانا ے کار مسلمان ہوئے تھے۔ مگر کلام مجید مین کوئی بات نہین ہے جس سے مقدار کیفیت و تعداد پر
دلالت ہو۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بہتر ساحر تھے اور مقاتل سے مروی ہے کہ بہتر تھے اور کلبیؒ نے کہا کہ اُن کے اُستاد
دو شخص مجوسی مقام نینوی کے رہنے والے تھے اور کعب احبار سے روایت ہے کہ بارہ ہزار تھے اور ایسے ہی ہزارون کے اقوال دیگر مین جیسا
انشاءاللہ آویگا اور شاید ستر و بہتر کی تعداد ان لوگون کی ہے جو ان سب مین سے زیادہ دانا تھے یا ان لوگون کی جو ایمان لے آئے تھے کیونکہ
ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ ستر تھے کہ صبح کو ساحر بنے تھے اور شام کو شہید مرے اور مقاتلؒ نے کہا کہ سب ساحرون کا سردار شمعون تھا
اور ابن جریج نے کہا کہ اسکا نام یوحنا تھا۔ بالجملہ موافق مشورہ ارکان دولت کے فرعون نے تمام مملکت مین اور دور دور آدمی بھیجے

جادوگر بلائے اور وہ سب آئے۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

اور آئے جادوگر فرعون پاس بولے ہماری کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوے بولا ہان اور تم

لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

پاس رہا کروگے۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ جمع ساحر مانند کفرہ وفجرہ جمع کافر وفاجر ہے۔ اور آئے ساحر لوگ۔ فِرْعَوْنَ فرعون کے پاس۔ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ساحرون نے فرعون سے کہا کہ کیا ہمارے واسطے ضرور اجر ہے اگر ہم غالب ہون۔ قَالَ نَعَمْ فرعون بولا کہ ہان۔ یعنے تمھارے لیے ضرور اجر وانعام ہے۔ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ اور البتہ تم مقربین سے ہو۔ مراد یہ کہ مین فقط تمھارے لیے اجر و انعام پر ہی اکتفا نہ کرونگا بلکہ اور زیادہ کرونگا اور زیادت یہ کہ تمکو مقربین مین سے کردونگا۔ کلبیؒ نے کہا کہ یعنے پہلے جو شخص میرے پاس آویگا وہ تم ہی ہوگے اور سب سے آخر تم رخصت کیے جاؤگے۔ فی السراج۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تمام مخلوق اس بات کو جانتی تھی کہ فرعون ایک بندہ ذلیل خوار عاجز تھا ورنہ ساحرون سے مدد لینے کا محتاج نہوتا یعنے دنیا مین اللہ تعالےٰ نے برملا اسکو ایسا خوار ظاہر کردیا اور نیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ساحر لوگ اس بات پر قدرت نہین رکھتے تھے کہ اعیان یعنے چیزون کی ذات کو بدل دین ورنہ اجرت طلب کرنے کے محتاج نہوتے اور فرعون سے ال نمانگتے کیونکہ چیزون کی ذات اگر بدل سکتے ہوتے تو مٹی کو سونا کرلیتے یا فرعون کی بادشاہت اپنی ذات کے واسطے کرلیتے بلکہ تمام جہان کے بادشاہ ہوجاتے۔ اور ان آیات سے مقصود یہ ہے کہ لوگ ان دقائق سے آگاہ ہوجادین اور جو لوگ باطل وکاذب باتین کرتے اور دکھلاتے ہین انکے افعال پر فریفتہ نہون۔ اور واضح رہے کہ اس زمانہ مین جو لوگ سحر سے انکار کرتے ہین وہ محض جھوٹے ہین پھر جب ساحر جمع ہوگئے تو فرعون نے موسیٰ سے انکے مقابلہ مین آنے کا وعدہ لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم الٰہی اسکو منظور کیا اور دن مقرر ہوا چنانچہ قولہ قال موعدکم یوم الزینۃ وان یحشر الناس ضحی الآیہ مین مذکور ہے اور میدان اسکندریہ سمندر کے کنارے قرار پایا پھر جب وہان اُس دن پہونچے تو یہ واقعہ ہوا جو ذکر فرمایا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا

بولے اے موسیٰ یا تو ڈال یا ہم ڈالتے ہین کہا تم ڈالو پھر جب ڈالا باندھ دین

اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝

لوگونکی آنکھین اور انکو ڈرادیا اور کرلائے بڑا جادو

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ۔ ساحرون نے کہا کہ اے موسیٰ یا تو تم اپنا عصا ڈالو وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ یا ہمین پہلے القا کرنے والے ہون اس چیز کو جو ہمارے پاس ہے۔ کسائیؒ وفراءؒ نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اما ان تفعل الالقاء او نفعلہ نحن یعنے فعل القا تمھاری طرف سے پہلے ہو یا ہمین اپنی چیزون کو پھینکین۔ قال ابن کثیرؒ یعنے ساحرون نے موسیٰ علیہ السلام سے مبارزہ کیا کہ القا منکی طرف سے ہوگی۔ قال البیضاویؒ اُن لوگون نے موسیٰ علیہ السلام کو مخیر کیا کہ دونون باتون مین سے کوئی بات آپ اختیار کرین یہ رعایت ادب تھی اور نیز دلیری کا اظہار تھا کہ ہمین اپنے غلبہ کا وثوق ہے چاہے ہم پہلے اپنا کرتب کرین یا پیچھے ولیکن رغبت انکی

Marfat.com

یہی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اپنا کرتب دکھلادین پس جسطرح موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اُس سے اپنی طرف عبارت بدل دی تا کہ دل میں بات ظاہر کی کہ خبر کو معرف باللام اور وسط مین ضمیر فاصل اور ضمیر متصل کی تاکید منفصل یعنی الا ان نکون نحن الملقین کہا پس اس سے مطلب ظاہر ہے کہ پہلے ہمین شروع کرین۔ اسیواسطے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قَالَ اَلْقُوْا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ہی القا کرو یہ از راہ کرم وجوانمردی ہے اور نیز انکے سحر وساحری کو خفیف وحقیر کر دیا۔ اگر کہا جاوے کہ انکا فعل تو سحر تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا پھر نبی ہو کر کیونکر انھون نے اس فعل کی اجازت دیدی حالانکہ سحر کرنا حرام یا کفر ہے، جواب کئی طور سے دیے گئے ہین اول آنکہ قولہ القوا کے یہ معنے ہین کہ اگر تم اپنے فعل مین حق طور پر ہو تو کرو ورنہ مت کرو اور حاصل آنکہ اجازت شرطیہ تھی کہ فعل حق ہو تو کرو اگرچہ معلوم تھا کہ وہ سحر کرینگے اور فعل ناحق کرینگے مگر اسکی اجازت نہین دی تھی۔ دوم آنکہ یہ قوم اسی واسطے آئی تھی کہ جو رسیان وغیرہ لائے ہین وہ میدان مین ڈالین اور ضرور ایسا کرینگے پس اس فعل کے کرنے ونہ کرنے مین ان لوگون نے اجازت نہین چاہی تھی تا کہ اس فعل کی اجازت نہ دیتے بلکہ تقدیم وتاخیر مین اختیار دیا تھا پس ایسی حالت مین انکو خفیف سمجھنے وبے پروائی ظاہر کرنے کے واسطے اور وعدہ الٰہی پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اجازت دیدی۔ سوم آنکہ موسیٰ علیہ السلام کو منظور یہ تھا کہ جو سحر باطل وہ لادین اسکا بے بنیاد ہونا ظاہر ہو اور یہ اسی طور پر ممکن تھا کہ پہلے وہ لوگ سحر کرین تا کہ وہ معجزہ سے باطل کیا جاوے اسیواسطے انکو پہلے القاء کی اجازت دیدی اور اسی جواب اخیر کو مفسرؒ نے اختیار کیا اور اسی پر شیخ الحافظ ابن کثیرؒ نے اختصار کیا اور یون کہا ہے کہ واللہ اعلم اسمین حکمت یہ تھی کہ لوگ انکے کرتب کو دیکھین اور اسمین تامل کرین پھر جب انکے باطل فعل سے خوفناک ہون اور اسکو اسقدر بڑا جانین کہ اسکا مقابلہ دشوار ہے اور انتظار کرین کہ دیکھیے اگر موسیٰ علیہ السلام حق پر ہین تو کیا لاتے ہین تب معجزہ حقہ لایا جاوے کہ خوب دلون مین جم جاوے اور ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ فرمایا۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ساحرون نے حبال وعصی اپنے پھینکے تھے حبال جمع حبل بمعنے رسّی اور عصی جمع عصا۔ اور اعین جمع عین بمعنے آنکھ اور سحروا اعین الناس کے معنے یہ کہ مسحور کردین لوگون کی آنکھین۔ یعنے پھیر دیا آنکھون کو اپنی حقیقت ادراک سے۔ اور قولہ استرھبوھم۔ یعنے خوفہم حیث خیلوہا حیات تسعی۔ یعنے لوگون کو خوفناک کر دیا۔ کیونکہ خیال کرتے تھے وہ ان رسیون وعصاؤن کو چلتے اژدہے۔ یہی مفسرؒ نے ذکر کیا ہے پس حاصل معنے قولہ فلما القوا۔ پھر جب پھینکا ساحرون نے اپنی رسیون اور عصاؤن کو تو سحروا اعین الناس پھیر دیا لوگون کی آنکھون کو یعنے جوکچھ انھون نے کیا تھا تخیلی کرشمہ اسکی حقیقت ادراک سے آنکھین پھر گئین اور آنکھون کی نظر ایسی پھری کہ دیکھکر یہ خیال آنے لگا کہ جوکچھ انھون نے کیا ہے اسکی واقعی خارج مین کچھ حقیقت ہے حالانکہ سوائے صنعت کے اور کچھ نہ تھا صرف خیال ہی خیال تھا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فاذا حبالہم وعصیّہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی۔ یعنے انکی رسّیان وعصا انکے سحر سے سانپ چلتے خیال مین آتے تھے۔ اور یہی فرق ہے سحر مین جو فعل بشر ہے اور معجزہ مین جو فعل الٰہی ہے کیونکہ سحر سے کسی چیز کی ماہیت نہین بدلتی اور کچھ کی کچھ نہین ہو جاتی ہے بلکہ اسمین صرف یہی ہوتا ہے کہ آنکھین اس شئے کی ادراک حقیقت سے پھر جاتی ہین اور معجزہ مین اس شئے کی ماہیت بدل جاتی ہے جیسے کہ عصائے موسیٰ علیہ السلام درحقیقت اژدہا ہو جاتا تھا۔ قولہ واسترھبوھم قال المبردؒ مین زیادہ ہے ای ارھبوھم۔ رہب وخوف مین ڈالدیا لوگون کو بسبب تخییل مذکور کے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک گونہ جھجھک آگئی کما قال تعالےٰ فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لاتخف اور بعض نے کہا کہ خوف موسیٰ علیہ السلام اس سبب سے تھا کہ لوگ ڈر کر بھاگ نہ جاوین کہ اظہار معجزہ رہجاوے۔ اور زجاجؒ نے کہا کہ استرھبوا بمعنے استدعا رھبۃ الناس ہے باین طور کہ جسوقت اپنی رسّیان وغیرہ پھینکنے لگے تو لوگون سے چیخوا دیا کہ اے آدمیون ہوشیار رہجاؤ

Marfat.com

ابی حاتم نے روایت کی قال الحافظ وقال السفیان بن عیینۃ حدثنا ابو سعید عن عکرمۃ عن ابن عباسؓ فرمایا کہ ان ساحرون نے موٹی رسیان اور لمبی لکڑیان ڈالی تھین پس وہ انکے سحر سے متحرک ہوئین کہ خیال مین یون آتا تھا کہ اژدہے چلتے ہین. محمد بن اسحاق نے کہا کہ پندرہ ہزار جادوگر صف باندھکر کھڑے ہوے تھے ہر ایک کے ساتھ رسی وعصا تھا اور موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کے ساتھ نکلے اور مجمع مین آکر ایک جانب اپنے عصا پر ٹیک دیکر کھڑے ہو گئے اور فرعون نے ایک مقام پر اپنے وزیرون کے ساتھ مجلس بنائی تھی اور اونچے پر اپنے تخت پر بیٹھا تھا پھر ساحرون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ پہلے تم پھینکو گے یا ہم پھینکین تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھین پھینکو پس ساحرون نے پھینکا اور سب سے پہلے اُنھون نے اپنے جادو سے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی بینائی اُچک لی پھر اسکے بعد لوگون کی بینائیان اُچک لین پھر ہر ساحر نے جو کچھ اسکے ہاتھ مین تھا ڈال دیا پس بڑے بڑے اژدہے نظر آنے لگے اور تمام جنگل بھر گیا اور تلے اوپر رینگتے نظر آتے تھے. سدیؒ نے کہا کہ کچھ اوپر تیس ہزار ساحر تھے پھر جب اُنھون نے پھینکا تو لوگون کی نظرون کو مسحور کر دیا اور استرھبوھم اے فرقوھم من الفرق. اے لرزا دیا اور دل ڈرا دیے اور ابن جریرؒ نے باسناد جید از قاسم بن ابی بزہ روایت کی کہ فرعون نے قریب ستر ہزار جادوگر کے جمع کیے تھے اور اُنھون نے اپنے جادو کی رسیان وغیرہ پھینکی تھین جو اُنکے جادو کی وجہ سے سانپ نظر آئی تھین اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وجاؤ بسحر عظیم اور لائے وہ جادو بڑا. یعنے بہت عظیم وکثرت کے ساتھ جادو کی رسیان وغیرہ پھینکین. وقال البیضاوی عظیم سے مراد یہ کہ فن جادو مین بڑا تھا اور بعض نے کہا کہ لوگون کی نظر مین بہت بڑا نظر آتا تھا اگرچہ درحقیقت اسکی کچھ ہستی نہ تھی اور یہی قول مستحسن ہے اور سراج مین کہا کہ یہ واقعہ مقام اسکندریہ مین جو سمندر کے کنارے پر ہے واقع ہوا تھا اور یہی خازن نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے بالجملہ جادوگرون نے یہ کرشمہ پھیلایا کہ سحر کے زور سے وہ تمام رسیان وغیرہ سانپ واژدہے چلتے ورینگتے معلوم ہوتے تھے. فی السراج بعض لوگ کہتے ہین کہ ان ساحرون نے ان رسیون کو پارہ سے لیس دیا تھا اور عصاؤن کے اندر بھی پارہ بھرا تھا اور انکو زمین پر ڈالدیا تھا پھر جب آفتاب کی حرارت نے اسمین اثر کیا تو اُنکو جنبش ہوئی اور آپس مین ایک دوسرے پر لپٹنے لگین اور ہر ایک رسی خود بل کھانے لگی حتی کہ لوگون نے یہ خیال کیا کہ یہ سب سانپ ہین خود بخود حرکت کرتے ہین وقال المترجم یہ قول درحقیقت تحریف اور الحاد وزندقہ ہے اگرچہ فرقہ معتزلہ کی تحریف ہے مگر اس زمانہ مین بھی بعضے ملحد ایسی باتین کہتے ہین اور شاید ان لوگون کو یہ گمان ہے کہ انھین کے مانند بیوقوف لوگ اس مجمع مین جمع تھے جو ان پارہ لگی ہوئی رسیون کو سانپ سمجھنے لگے اور نہایت خوفناک وہراسان ہوئے اور انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مین جو اژدہا واقعی ہو گیا تھا اور رسیون مین کچھ فرق نہ معلوم ہوا اور اگر عصائے موسیٰ ع کو حجت مراد لیتا ہے تو یہان مقابلہ کس چیز سے ہوا. اور تمام قصہ کو فرضی معنے مین لینا کہ جادوگرون نے باطل دلیلین لانے والے مراد ہین صریح تحریف ہے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کو جھجھک ہوئی تو کیا انکی دلیلون سے اور پھر لوگون کو جنکو انکی دلیلون سے عین خوشی تھی کیون خوف ہوا بہرحال ایسے لوگون کے واسطے سوائے اسکے علاج نہین کہ انکے خلل دماغ کی دوا کیجاوے اگر انکا گمان فاسد ہے اور اگر عمداً تحریف کرنا ہے تو دوسری طرح علاج کیا جاوے کیونکہ نظم عربی وکلام عربی ہین کوئی عرب والا اسکے یہ معنے نہین کہیگا اور ہرگز کسی طرح درست نہین ہین

پس اہل اسلام مستقیم رہین اور اللہ تعالےٰ ان ملحدون کے مکر وفریب سے محفوظ رکھے. پھر جب ساحرون نے یہ سحر پھیلایا تو حکم ہوا

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۟

اور حکم بھیجا موسیٰ کو کہ ڈال اپنا عصا تب ہی وہ لگا نگلنے جو سانگ وہ بناتے تھے

واوحینا الی موسیٰ. اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کو. یعنے موسیٰ علیہ السلام کسیقدر جھجکے تھے اور حکم الٰہی کے منتظر تھے جبرئیل علیہ السلام نے

حکم الٰہی پہونچایا۔ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ۔ یہ کہ ڈال دے اپنا عصا۔ قاسم بن ابی بزہؒ نے کہا موسیٰ کو حکم پہونچا کہ اپنا عصا [illegible]
ڈالدیا کہ وہ بڑا اژدہا ہو کر اپنا منھ پھیلا کر چلا۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مقام اسکندریہ مین اجتماع ہوا تھا [illegible]
کہ اسکی دم سمندر کے اس کنارے تھی پھر اسی ہاتھ کا منھ پھاڑ کر چلا۔ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ۔ پس وہ نگلنے جاتا تھا [illegible]
افک لائے تھے۔ تلقف از لقف ہے یا از تلقف ہے بتشدید قاف پس تلقف اصل مین تھا ایک تا رحذف ہوئی [illegible]
اصل نے حذف ہوئی اور علامت والی باقی ہے بہرحال معنے اسکے یہ کہ نگلتا تھا۔ افک کسی چیز کو اپنی جہت سے بدل ڈالنا [illegible]
جھوٹ بولنے والے کو افاک کہتے ہین اور جو چیز اپنی جہت سے بدلی جاوے وہ بھی افک ہے۔ پس ساحرون کے سحر کو بھی افک فرمایا [illegible]
نظر بندی تھی جسکی کچھ حقیقت نہ تھی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ اژدہا انکی رسیون ولکڑیون پر گذرتا اور نگلتا چلا جاتا تھا پس ساحر سمجھے کہ یہ

سحر نہین امر آسمانی ہے

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

پس حق بات ثابت و محقق ہوگئی اور باطل ہوگیا وہ جو کچھ وے لوگ کرتے تھے

فَوَقَعَ الْحَقُّ۔ اے ثابت و ظاہر ہوگیا جو حق تھا۔ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اور باطل ہوگیا جو انھون نے سحر کیا تھا۔ یعنی اس میدان
مقابلہ مین سحر و معجزہ مین فرق کھل گیا اور جو حق تھا یعنے معجزہ وہ حق رہا اور جو باطل تھا یعنے سحر وہ رد ہوگیا

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝

پس مغلوب ہوے اس مقام پر اور منقلب ہوے ذلیل سے

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ۔ پس مغلوب ہوے فرعون و اسکی قوم والے۔ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ۔ اور لوٹے درحالیکہ صاغر یعنے ذلیل تھے اور مفسر
نے کہا اے صاروا ذلیلین۔ یعنے یہ لوگ اس مقابلہ مین ذلیل و شرمسار ہوگئے کیونکہ سحر سمجھکر غلبہ چاہتے تھے

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

اور ڈالے گئے ساحر لوگ سجدہ مین بولے کہ ہم لوگ ایمان لائے پروردگار عالمون پر جو کہ پروردگار ہے موسےٰ اور ہارون کا

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ۔ مروی ہے کہ ساحرون نے کہدیا تھا کہ ہم ایسا عمل سحر لائے ہین کہ زمین والون مین سے کوئی اسکا مقابلہ نہین
کرسکتا مگر آنکہ کوئی امر آسمانی ہو تو ہم کو اسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہے پھر جب انھون نے بجاے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک اژدہے
کے لوگون کی نظر مین ہزارون اژدہے پیدا کردیے اور لوگ خوفناک ہوگئے تو یہ بہت بڑا سحر عظیم سمجھا گیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
عصا نے جو امر الٰہی اور معجزہ تھا سب کو کھا لیا اور خود باقی رہا اور کوئی باطل کا وجود ہی نہ رکھا تو سب قبطی مع فرعون کے ذلیل ہو
اور مروی ہے کہ جب ایک ایک کرکے اژدہا سب نگل گیا کوئی رسی و لکڑی وہان باقی نہ رہی تب کافرون کے جماؤ کی طرف متوجہ ہوا پس
سب خوفناک ہوکر بھاگے اور اسقدر ازدحام اور کشمکش ہوئی کہ آپس مین کچل اور دب کر اور گر کر پچیس ہزار آدمی مرگئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اسکو پکڑ لیا پس وہ آپ کے ہاتھ مین ویسا ہی عصا ہوگیا جیسے پہلے تھا جب ساحرون نے یہ دیکھا کہ میدان مین ایک لکڑی و رسی نہین
اور وہ اژدہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مین وہی عصا موجود ہے تو جان گئے کہ یہ امر الٰہی ہے یہ جادو ہرگز نہین ہے یہ کسی [illegible]
مجال نہین ہے پس اس حال مین وہ سجدے مین گرے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے انکو یہ الہام کردیا اور اسپر انکو آمادہ کیا کہ وہ سجدے [illegible]

Marfat.com

اور فرعون زیادہ خوار و ذلیل ہوا اور جن لوگون کی حجت سے حضرت موسیٰ کی دل شکنی چاہتا تھا برعکس ہو کر انھین سے خود ذلیل ہوا اخفشؒ نے کہا کہ جس جلدی سے کہ وہ لوگ سجدہ مین گئے گویا ڈالدیے گئے اوزاعیؒ نے کہا کہ جب ساحر لوگ ایمان لا کر سجدے مین گرے تو جنت کا پردہ اُٹھایا گیا حتی کہ اپنی آنکھ سے اُنھون نے دیکھ لیا۔ اور قاسم بن ابی بزہؒ نے کہا کہ جنت و دوزخ اور دونون کے ثواب و عذاب کو دیکھ لیا قَالُوٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بولے کہ ہم ایمان لائے تمام عالمون کے پروردگار پر سراج مین ہے کہ فرعون بولا کہ تم مجھی کو مراد لیتے ہو وہ کہنے لگے کہ نہین بلکہ ۔ رَبِّ مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام کے پالنے والے کو تو فرعون بولا کہ مجھی کو تو مراد لیتے ہو کیونکہ مین ہی نے موسیٰ کو پالا ہے وہ بولے وَهٰرُوْنَ یعنے موسیٰ و ہارون کے پروردگار پر جب یہ سُنا تو فرعون کا زعم ٹوٹ گیا اور تمام اہل مجمع کو معلوم ہو گیا کہ ساحرون نے پروردگار آسمان و زمین کی توحید پر یقین کیا اور فرعون سے انکار کیا ہے بعض نے کہا کہ ہارون علیہ السلام بڑے تھے مگر موسیٰ کو مقدم اسوجہ سے کیا کہ حق و باطل کی تمیز مین واسطہ وہی تھے اور سورہ طٰہٰ مین ہارون مقدم مین پس بعض نے شاید موسیٰ کو مقدم کیا اور بعض نے ہارون کو پس بعض کا فعل مجموع کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ پہلے ایمان لا کر پھر سجدہ کرنا چاہیے تھا پس سجدہ مقدم کرنے مین کیا حکمت ہے۔ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے جب انکے دل مین ایمان و معرفت ڈالدی تو اسکے شکریہ مین وہ لوگ سجدے مین گر پڑے پھر اسکے بعد ایمان ظاہر کیا۔ ابن عباسؓ و عبید بن عمیر و ابن جریج و قتادہؒ نے فرمایا کہ ساحرون کا حال عجیب ہے کہ دن کے چڑھتے وقت تو جادوگر کافر تھے اور اسی دن کے آخر مین نیکوکار شہید مرے۔ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ہم ایسے لوگون کو جو اسلام مین پیدا ہوئے اور مسلمانون مین رہے دیکھتے ہین کہ ذرا سے مال حقیر پر اپنا ایمان فروخت کرتے پھرتے ہین اور ان ساحرون کو دیکھو کہ کافر کے یہان پیدا ہوئے اور وہین بڑے ہوئے اور آخر اپنی جان کو اللہ تعالےٰ کے واسطے قربان کر دیا

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ

بولا فرعون تمنے مان لیا اُسکو ابھی مین نے حکم نہین دیا تمکو یہ مکر ہے کہ باندھ لائے ہو شہر مین تاکہ نکال دو وہان سے

اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اُسکے لوگ سو اب تم جانوگے مین کاٹونگا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پانون پھر سولی چڑھاؤنگا تم سب کو

قَالَ فِرْعَوْنُ فرعون نے کہا ان لوگون سے جو مسلمان ہوگئے۔ اٰمَنْتُمْ اسمین دو ہمزہ ہین ءامنتم پس حمزہؒ وغیرہ کی قراءۃ مین دونون باقی ہین اپنی اصل پر اور باقیون کے نزدیک سوائے حفص کے دوسرا ہمزہ الف سے مبدل ہوا اور حفص کی قراءۃ مین بدون ہمزہ ہے اور مفسر نے قراءۃ ہمزہ اختیار کی ہے۔ یعنے کیا تم ایمان لے آئے۔ بِهٖ موسیٰ علیہ السلام پر قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ۔ پہلے اس سے کہ مین تم کو اس بات کی اجازت دون۔ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ البتہ یہ جو فعل تم نے کیا یہ ایک [illegible] تم نے شہر مین باندھ رکھا تھا لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا۔ تاکہ شہر سے تم لوگ اسکے بسنے والون کو نکال دو۔ قال الحافظ یعنے آج کے روز موسیٰ علیہ السلام نے جو تمپر غلبہ کیا یہ تمہارے آپس کی مشورت و رضامندی سے تھا۔ جیسے دوسری آیت مین ہے کہ کہا۔ انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر۔ یہ تمہارا اُستاد ہے جسنے تمکو جادو سکھلایا ہے حالانکہ ذرا بھی عقل صافی رکھتا ہو تو جانتا ہے کہ اُسنے اپنے معتمد علیہ بلائے تھے موسیٰ علیہ السلام نے انکی صورت بھی نہ دیکھی تھی سوائے اسکے جب فرعون اور اُسکے ارکان دولت نے انکو بلا کر جمع کیا ہے اور فرعون اسکو خود بھی جانتا تھا مگر اُسنے ساحرون سے یہ بات جعلسازی و فریب ملمع سے اسواسطے بنائی کہ اپنے ارباب دولت و رعیت کے دل مین شک ڈالے اور وہ اسکی طرف سے بداعتقاد نہو جاوین اور وہ جاہل لوگ فریب مین آگئے وقد قال تعالےٰ فاستخف قومہ فاطاعوہ۔ اور ظاہر ہے کہ جس قوم نے اسکے اس قول کی کہ مین ہی تمہارا خالق و مالک و تمام

قدرت والا ہون۔ تصدیق کرلی اور سچ مان لیا اس قوم سے زیادہ بیوقوف جاہل احمق گمراہ اور کون قوم ہوگی مثل ان لوگون کے
ابن عباس وغیرہما رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ مقابلہ واقع ہونے سے پہلے ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام سے ساحرون کے سردار کی ملاقات
ہوئی تھی اور موسیٰ نے کہا کہ بھلا اگر مین تجھے غالب کر دون اور جتا دون تو تو اس بات پر ایمان لے آویگا کہ جو مین لایا ہون وہ برحق ہے اور
میری باتون کی تصدیق کریگا وہ بولا کہ مین کل کے روز مقابلہ مین ایسا جادو لاؤنگا کہ اسپر غلبہ ہونا کسی جادو کو ممکن نہین ہے اور قسم ہے خدا کی
آسمان کی کہ اگر تو مجھپر غالب ہو جاوے تو مین البتہ تجھے جانون اور ضرور مین تجھپر ایمان لاؤن اور گواہی دون کہ تو برحق ہے اور فرعون اُن
دونون کی طرف دیکھ رہا تھا پس اسیواسطے اُسنے یہان یہ بات بہتان لگانے کا موقع پایا کہ تم نے شہر مین مکر گانٹھا تھا تاکہ شہر والون کو یہان سے
نکال دو۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب تم جانوگے کہ تمھارا کیا انجام ہوتا ہے یہ اسنے تہدید مجمل کی تھی اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ مفصل کرکے لگا
لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ البتہ کٹواؤنگا مین تمھارے ہاتھ و پانون خلاف سے یعنے
ہر ایک کا دایان ہاتھ اور بایان پاؤن کٹواؤنگا پھر البتہ تم سب کو سولی دیدونگا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دایان ہاتھ اور بایان پاؤن جسنے
سب سے پہلے کاٹا اور جسنے سب سے پہلے سولی دی وہ فرعون ہے۔ یعنے اسطرح سزا کو اُسی نے پہلے ایجاد کیا پھر اللہ تعالےٰ نے شرع مین اسکو
راہزنون کی سزا مقرر فرمایا کذا فسرہ فی السراج۔ لطائف سے اس مقام پر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان ساحرون کو دنیا مین انکے لوث سحر سے
پاک کرکے اُٹھا لیا اور اب رحمت کاملہ ہے کہ اگر کوئی بندہ مسلمان ہو جاوے تو چاہے کچھ گناہ کرتا رہا ہو وہ اسلام لانے سے عفو ہو جاوینگے پھر
بعد اسلام کے جو گناہ کریگا انمین ماخوذ ہوگا اور شرع مین سزا ساحر یہی مقرر ہے اور بعض نے کہا کہ قتل کیا جاوے اور سورہ بقرہ پارہ اول مین
تحقیق و تفصیل گذری ہے پس ساحرون کے واسطے افضل عبادت بعد ایمان کے یہ تھی کہ فرعون کے ظلم پر ثابت رہے

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ

بولے ہمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے اور تو ہم سے یہی بیر کرتا ہے کہ مانین ہم نے اپنے رب کی نشانیان جب ہم تک پہونچین اے رب

اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝

دہانے کھولدے ہمپر صبر کے اور ہمکو مار مسلمان

۱۴ ع ۱۸

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ۔ بولے کہ ہم ضرور اپنے پروردگار کی طرف پھر جانے والے ہین بعد موت کے خواہ کسیطرح موت ہو یعنے
فرعون کو اُسکے دھمکانے کا جواب دیا اور نصیحت آمیز کلمات سے کہا۔ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ۔ اور نہین انکار کرتا ہے تو اے فرعون ہم سے یعنے
نہین ہمپر عیب لگاتا ہے تو۔ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا۔ مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اپنے پروردگار کی آیات پر جبکہ آیات ہمارے
پاس آئین۔ حاصل آنکہ یہ بات جسپر تو ہمکو دھمکاتا ہے اور عذاب کرنا چاہتا ہے یہی ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی آیتون پر ایمان لے آئے حالانکہ
یہ بات اکرام و بزرگی کے قابل تھی نہ آنکہ عذاب و دشمنی کے قابل۔ پھر وہ لوگ اپنے پروردگار کی جناب مین گڑگڑائے۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا
اے پروردگار ہمارے بہادے ہمپر صبر کو یعنے اسوقت کہ جب وہ فعل واقع ہو جس سے فرعون نے ہمکو وعید کی ہے یعنے جوقت ہمارے
ہاتھ پانون کاٹے جاوین اور سولی دیجاوے اسوقت ہمپر صبر بہادے تاکہ ہم صابر رہین اور کافر نہو جاوین۔ وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ اور
دے ہمکو اس حال مین کہ ہم مسلمان ہون بعض نے کہا کہ فرعون انکے قتل پر قادر نہین ہوا لقولہ تعالےٰ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَکُمَا الْغٰلِبُوْنَ اور اکثر
نے کہا کہ فرعون نے انکو جیسا کہا تھا اُسی عذاب سے شہید کیا اور یہی صحیح ہے اور حضرت ابن عباس وغیرہ سے جمہور ون اکثر

بہادو کرتے تھے اور آخر دن مین شہید مرے۔ اسی پر دلالت کرتا ہے۔ قال فی السراج اس آیت مین چند فوائد ہین۔ اول آنکہ افرغ علینا صبرا بہ نسبت۔ انزل علینا کے زیادہ بلیغ ہے اسواسطے کہ افراغ یہ ہے کہ جو کچھ برتن مین ہو سب بہادیا جاوے پس گویا انھون نے پورا صبر مانگا۔ دوم صبر الصیغہ تنکیر مین کمال درجہ کا صبر مقصود ہے اے صبرا کاملا۔ سوم صبر کا فعل انکی جانب سے ہے اور انھین کا عمل ہے مگر انھون نے اسکو اللہ تعالے سے مانگا تو صریح دلالت ہے کہ بندہ کا فعل اسکو حاصل نہین ہوتا مگر اسی طور پر کہ اللہ تعالے اسکے قصد پر پیدا فرما دیتا ہے اور یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔ چہارم آنکہ بیضاوی نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اسلام و ایمان ایک ہی چیز ہے کیونکہ انھون نے اولا آمنا بآیات ربنا۔ کہا پھر ثانیا کہا کہ توفنا مسلمین پس وہ ایمان بھی اسلام ہے۔ قال المترجم یہی قول ابوحنیفہ ہے اور فرق کرنا نزاع لفظی ہے فافہم۔ ف و فی العرائس فی قصۃ موسیٰ۔ قولہ تعالے حکایۃ عن کلیمہ موسی علیہ السلام حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق۔ جب حجت موسی علیہ السلام غالب ہوئی تو انبساط کے مرتبہ مین گفتگو کی اور ہیبت کا لفظ کہا اور حقیت کا دعوی کیا کیونکہ وہ مقام قرب و مشاہدہ مین تھے پس آگاہ کیا کہ مین حق بات سے حق کے واسطے حق مین حق کے ساتھ کلام کرتا ہون کیونکہ کلام حق تھا جو زبان موسی علیہ السلام سے صادر تھا کیونکہ صدور افعال اہل حق کا بلقوت آلہیہ ہے اور کوئی کلام نہین کیا مگر وہی جو سزاوار بجناب حق عزوجل ہوا اور جو شخص کہ مقام حقیقت مین پہونچا اس سے حق کے واسطے حق کا ظہور ہوتا ہے پس اسکی حرکت و سکون و بات چیت و خاموشی قائم بحق بوصف مشاہدہ ہے نہ بوصف غیبت۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ جسکا تحقق بحق ہوا وہ حق تعالے کی شان مین نہین کہتا مگر وہی جو لائق بحق ہو۔ خرازؒ نے کہا کہ اللہ تعالے کی طرف واصل ہونے والون کی راہ یہ ہے کہ بات نہین کرتا مگر بحق اور نہین سنتا مگر از حق۔ اور نطق نہین کرتا مگر بحق کیونکہ حقایق حق جب متحققین پر مستولی ہوتے ہین تو ماسوائے حق کے سب [illegible] لوگون سے ساقط کردیتے ہین اور ان درجات مین سے کوئی کسی درجہ کو نہین پہونچتا یہانتک کہ حق اسکے تمام اوقات کو مستوفی ہووے پس وہ اس حال سے باقی رہجاتا ہے کہ اسکے واسطے خود کوئی وقت نہین اور ایسے حال مین کوئی حال نہین ہوتا واللہ اعلم۔ استادؒ نے کہا کہ جو شخص ایسا ہو کہ نہین صحیح ہے اس سے یہ کہ حق تعالے کی شان مین کچھ کہے سوائے حق کے اور وہ موجود ازلی مین محو ہے تو حقائق جمع مین پھر کونسے آثار تفرقہ مین کوئی اثر باقی رہا قال تعالے فالقی عصاہ فاذا ہی ثعبان مبین و نزع یدہ فاذا ہی بیضاء للناظرین۔ صفات فعل سے ظہور آثار آلہی ہوا اس عصا پر اور بعد اسکے قلب کے اسکو لباس عظمت پہنایا اسواسطے کہ کفار خوفناک ہون اور ساحر بھاگ جاوین اور انکے خیالات مین فساد ڈالنے والی باتون کو کھا جاوے اور نور صفت کے ساتھ دست موسیٰ سے ظہور ہوا تاکہ یقین و ایمان کی آنکھین اسکے انوار صفت سے کھلین جسوقت کہ برہان ظاہر ہو کیونکہ جمادات محل تصرف فعل عام کے از راہ اس امر کے ہین جو انمین قائم ہے اور حیوانات محل تصرف فعل خاص ہین جو قائم بصفت ہے کیونکہ وہ معدن ارواح طباعیہ ہین اور انسان محل تصرف صفت ہین جو قائم بذات ازلی ہے کیونکہ وہ عرش سے تحت الثری تک جملہ مواضع اور محال مین سے افضل و اشرف ہے اسلیے کہ وہ محل عقل قدسی و قلب ملکوتی اور روح قدسیہ ہے پس عصا سے ظہور بفعل ہوا واسطے عموم کے اور موسیٰ سے ظہور بصفت ہوا بسبب خصوص کے اور اوتعالے کی قدرت مین ظہور معجزہ موسی علیہ السلام ہوا کیونکہ عصا کا انقلاب بسوے اژدرے یعنی اژدہا ہو جانا بغیر اختیار موسی علیہ السلام اور دست نورانی یعنے ید بیضا کا اخراج بھی یون ہی بغیر اختیار ہوا اور یہ امر انکے معجزے مین زیادہ تر صدق کے واسطے داعی تھا کہ انمین سے کسی مین انکو اختیار نہ تھا۔ قولہ تعالے وانکم لمن المقربین۔ اللہ تعالے نے اپنے اولیا کو اعدا کا لباس پہنایا تھا اسمین انکا خود امتحان تھا اور انکا بھی امتحان تھا پس قہر کے ساتھ انکو لطف کی طرف ارشاد فرمایا اسواسطے کہ اصل انمین وہ اصطفائیت تھی جو ازل مین انکے واسطے تھی مگر وہ لوگ بسبب پردہ قہر کے میدان امتحان مین دیدار لطف سے محجوب تھے پھر جب سحر کے ارادہ مین فرعون سے تقرب چاہنے آئے

یعنے بدل جانے کے ۱۲

بمقتضاے طبیعت آور حال یہ کہ ازل مین دیدار حق سے انکا تقرب مقدر ہوچکا تھا تو اللہ تعالے نے دشمن کی زبان [illegible]
مقدر تھا وہ نکلوا یا یعنے بقولہ نعم وانکم لمن المقربین۔ اس خبر کا صادر فرمانے والا اور پیدا کرنے والا بزبان فرعون مردود [illegible]
اگرچہ انکو مقام خطاب سے اسوقت کچھ معرفت نہ تھی ولیکن موافق عنایت ازلی کے اپر خبر غیب جاری ہوئی اور فرعون تو در میان مین [illegible]
فقط واسطہ تھا اور حقیقی خطاب از جانب حق تعالے شانہ تھا بعض مشائخ نے کہا کہ فرعون نے ساحرون کو اپنے تقرب کی [illegible]
ازل مین انکے واسطے جناب حق عز و جل سے قرب جاری ہوچکا تھا فرعون نے کہا کہ البتہ تم میرے مقربین سے ہو۔ اور عنایت ازلی نے انکو
بندگان ابرار واخیار کی نزدیکی سے سرفراز کیا اور بدبخت واشقیار کے قرب سے دور رکھا۔ قولہ تعالے فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون [illegible]
حقیقی تو عالم فعل سے بواسطہ کسب بشری ہوتا ہے اور معجزہ عالم قدرت قدیمہ سے ہے لہذا جب ظہور صفت ہوا و اسکا آفتاب نکلا تو [illegible]
اکتساب پارہ پارہ ہوگئے اور تاثیر فعلیت سب نابود ہوگئی سوسیؒ نے فرمایا کہ حق عز و جل نے ایک لطیفہ اپنی صنعت کا ایک لکڑی مین ظاہر فرمایا
جس سے تمام ساحر عاجز ہوگئے اور وہی انکے نجات کا واسطہ کردیا۔ فقال وقع الحق یعنے ایک جماد مین ظہور قدرت حق ہوا۔ وبطل ما کانوا یعملون
فعل سحر و اباطیل سب نابود ہوے۔ اور جب قہر قدم بلباس عظمت عصاے موسی علیہ السلام سے ظاہر ہوا تو اسکی عظمت کے حضور مین ٹھہر سکے
اور اسکے سطوات سے الٹے پاؤن بھاگے۔ کاش اگر ٹھہرتے اور لباس عظمت مین جلال کا مشاہدہ کرتے جسکے عصا سے تجلی ظاہر تھی حتی کہ انکا حال
بھی ساحرون کے مانند ہوجاتا لیکن کہان ٹھہر سکتے تھے کہ قبولیت سے محروم تھے اضلال ازل کے سمندر مین ڈوب گئے اور چہرہ جلال قدم سے
کشف نور سے جو توفیق ساحرون کو نصیب ہوئی اس سے یہ لوگ فرعونی محروم رہے حالانکہ ساحرون نے بلا حجاب دیکھا اور اسکے عشق و محبت
مین بصدق یقین و شوق گر پڑے کہ مشاہدہ نصیب ہوا اور جو ہوا اسکا شکر یہ ہے چنانچہ اوتعالے عز و جل نے آگاہ فرمایا بقولہ فغلبوا ہنالک وانقلبوا
صاغرین یعنے مردودین ازلی فرعونیہ کا یہ حال ہوا اور۔ والقی السحرۃ ساجدین ہم نے تصدیق کرلی جو ہمکو زبان موسیٰ و ہارون سے خبر پہونچی اور
بالمشاہدہ ہم نے اسکو معائنہ کیا حتی کہ اب ہمارے نفوس کو بمقتضاے طبیعت انسانیہ وخطرات شیطانیہ کوئی معارضہ نہین رہا۔ واسطیؒ نے کہا کہ
سابق ازل مین جو سعادت انکے لیے مقدر ہوئی تھی وہ انکو پہونچی اور ہاتھ پکڑ لیا پس انھون نے سجود ظاہر کیا جعفرؒ نے فرمایا کہ ہوا ے عنایت
قدیمہ سے خوشبو پائی پس شکر یہ سجدہ سے التجا کی اور کہا کہ آمنا برب العالمین۔ ابوسعید قرشیؒ نے کہا کہ موسی علیہ السلام نے فرعون کے ساتھ اسکی
طول عمر تک منازعہ کیا حالانکہ اوتعالے نے مقدر فرمایا تھا کہ وہ مسلمانون مین سے نہین ہے لیکن منازعت مذکورہ ساحرون کی نجات کا باعث
ہوئی کہ بولے آمنا برب العالمین رب موسی وہارون۔ پھر فرعون نے انکو تہدید کی۔ کما حکاہ اللہ تعالے لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم
اجمعین۔ اور فرعون نے یہ نجانا کہ جس پاک پروردگار نے انکو امتحان مین ڈالا اسی کے دیدار جمال مین وہ غرق ہورہے ہین اور یہ نہوتا تو کبھی [illegible]
کر لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینات والذی فطرنا فاقض ما انت قاض شیخ سمنونؒ نے کہا کہ جسم کا یہ حال ہے کہ مشاہدہ کی حالت مین وہ [illegible]
بلاؤن و مشقتون کو اٹھا لیتا ہے جنکو حالت غیبت مین جسم برداشت نہین کرسکتا۔ کیا تو نہین دیکھتا کہ فرعون نے ساحرون کو بعد انکے مومن [illegible]
ہوجانے کے کتنی تہدید کی مگر انھون نے کچھ پروا نہ فرمائی اور یون کہا کہ۔ انا الی ربنا منقلبون۔ یعنے فرعون کو جواب دیا کہ ہم لوگ شوق و محبت
ساتھ اپنے پروردگار کے مشاہدہ کو جاتے ہین ہم دنیا بھر کی بلاؤن سے نہین ڈرتے ہین کیونکہ جسنے اسکو معائنہ کیا اُسمین بلاؤن کا دکھ کچھ اثر نہین
اور جسے بلا مین ڈالا ہے اُسے دیدار سے محجوب نہین کرتا ہے قلت الا تری الے الذین جاہدوا فی اللہ واحتملوا من الجراحات ما لا یحتملہ [illegible]
واضح ہو کہ فرعون نے بعد اس واقعہ کے حضرت موسی علیہ السلام سے کچھ تعرض نہین کیا کیونکہ وہ جب موسی علیہ السلام کو [illegible]

...غالب ہوتا تھا مگر اسکی قوم کو یہ بات نہین معلوم تھی لہذا اُنھون نے مطالبہ کیا۔ کما حکی اللہ تعالے

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ

اور بولے سردار قوم فرعون کے کیون چھوڑتا ہے موسےٰ کو اور اسکی قوم کو کہ دھوم اُٹھا دین ملک مین اور موقوف کرے تجھکو اور تیرے بتون کو

قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝

بولا اب ہم مارینگے اُنکے بیٹے اور جیتی رکھینگے اُنکی عورتین اور اُنپر ہم زبردست ہین

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ۔ یعنے اور کہا قوم فرعون کے اشراف لوگون نے فرعون سے۔ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ کیا تو چھوڑتا ہے موسیٰ اور اسکی قوم کو یعنے بنی اسرائیل کو تاکہ فساد کرین زمین مین یعنے ملک مصر مین۔ مراد ان بدبختون کی فساد سے یہ تھی کہ بنی اسرائیل لوگون کو بت پرستی سے منع کرتے تھے چنانچہ کہا کہ۔ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ اور چھوڑے تجھکو اور تیرے آلہہ کو۔ واضح ہو کہ فرعون خود الوہیت کا مدعی تھا کما حکاہ اللہ تعالے اعلمت لکم من الٰہ غیری۔ یعنے اپنے سوا مین تمھارا کوئی الٰہ نہین جانتا ہون۔ اور قولہ انا ربکم الاعلیٰ مین ہی تمھارا بڑا خدا ہون۔ پھر یہان آلہتک کے کیا معنے ہین تو بعض نے کہا کہ آلہتک ای عبادتک۔ اور واو حالیہ ہے یعنے اتذرہ وقومہ یفسدون فی الارض قد ترک عبادتک۔ اور یہی اُبی بن کعبؓ کی قراۃ سے ظاہر ہے کہ پڑھا وقد ترکوک ان یعبدوا آلہتک۔ اسکو ابن جریرؒ نے حکایت کیا۔ اور ابن عباسؓ ومجاہدؒ وغیرہ سے مروی ہے کہ انھون نے آلاہتک پڑھا یعنے تیری عبادت کو۔ اور بعض نے واو عاطفہ قرار دیا اور یذرک عطف ہے لیفسدوا پر اور نصب ہے اور یہی قراۃ جمہور ہے اور تاویل یا تو وہی ہے جو مذکور ہوئی اور عطف تفسیری ہے اور زجاج وغیرہ نے کہا کہ فرعون کے آلہہ اس معنے کر نہین کہ وہ خود انکی عبادت کرتا تھا بلکہ باین معنے کہ اسنے قوم کے واسطے مقرر کر دیے تھے پس فرعون کی طرف تقرب کے واسطے قوم والے انکو پوجتے تھے اور اسیواسطے اسنے اپنے آپ کو بڑا خدا کہا تھا۔ یہی مفسرؒ نے اختیار کیا ہے اور سدیؒ نے کہا کہ باوجود دعویٰ الوہیت کے فرعون کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی خوبصورت گاے دیکھتا تو لوگون کو اسکی پرستش کا حکم دیتا تھا اور سراج مین نقل کیا ہے کہ خود فرعون کی بھی ایک خوبصورت گاے تھی جسکی پرستش کرتا تھا اور اس قول کو ابن عباسؓ کی طرف نسبت کیا اور کہا کہ سدیؒ نے فرمایا کہ قوم کے واسطے اُسنے بُت بنوائے تھے جنکی وہ لوگ عبادت کرتے تھے۔ رازی وغیرہ نے لکھا کہ اقرب یہ ہے کہ فرعون دہریہ تھا صانع قدیم کے وجود سے منکر تھا اور اس عالم سفلی کا مدبر ستارون کو قرار دیتا تھا اور انھین کی صورت پر بت بنائے تھے جنکی عبادت کراتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ زمین مین مخدوم ومطاع مین ہون اسیواسطے قوم سے کہتا کہ مین تمھارا بڑا خدا ہون وذکرہ الخطیب فی السراج وقال اور یہ اسوجہ سے ہے کہ قول فرعون کے یہ معنے لینا بعید ہین کہ وہ اپنے آپ کو آسمان وزمین کا خالق سمجھتا تھا کیونکہ ذرا بھی عقل ہو تو وہ ایسا نہین سمجھیگا پس وہ انھین چھوٹے بتون کی نسبت کرکے اپنے آپ کو بڑا خدا کہتا تھا اور اپنے آپ سے بڑھکر اس عالم سفلی مین کسی کو نہین مانتا تھا اور آسمان وغیرہ کا مدبر اور کسی کو مانتا ہوگا کیونکہ دہریہ تو صانع کے وجود سے منکر ہین اور بخت واتفاق کے قائل ہین۔ بالجملہ دو قول یہان اقرب ہین اول آنکہ آلہتک کے معنے یہ کہ تیری عبادت کو۔ اور دوم آنکہ تیرے بنائے ہوئے معنے مقرر کیے ہوے بتون کو چھوڑے۔ اور استفہام انکاری ہے حاصل معنے یہ کہ تو موسیٰ واسکی قوم کو مت چھوڑ کہ ملک مصر مین تیرے خلاف لوگون کو بہکاوین اور فساد کرین اور تجھکو الٰہ سمجھنے سے اور تیری عبادت سے مُنھ موڑین یا تجھکو اور تیرے مقرر کیے ہوے آلہہ کو چھوڑین۔ قَالَ سَنُقَتِّلُ۔ مشدد تا اکثر کی قراۃ ہے اور ثلاثی مجرد سے ابن کثیر ونافع کی قراۃ ہے۔ یعنے فرعون نے قوم والون کی درخواست قبول کی اور کہا کہ ہم قتل کرینگے یا پارہ پارہ کرینگے۔ أَبْنَاءَهُمْ۔ انکے لڑکون کو جو پیدا ہون۔ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ۔ اور جیتا مین رکھینگے یعنے زندہ باقی رکھینگے انکی عورتون کو

Marfat.com

خواہ بڑی ہون یا بچہ ہون یا پیدا ہون جیسے ہم موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کرتے تھے۔ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ اور ہم انکے
منزلت قاہر و غالب ہین یعنی ہم اُنپر غالب اور وہ ہر طرح مغلوب ہین چنانچہ ہم جو چاہین وہ کرین جیسے پہلے کرتے تھے بجنسہٖ ایسا ہی
موسیٰ علیہ السلام کو نہ چھوڑونگا کیونکہ سخت خوفناک تھا اور جانتا تھا کہ مین اسپر قابو نہ پاؤنگا اور تاکہ لوگون کو وہم نہو کہ موسیٰ علیہ السلام وہی
ہے جسکی نجومیون و کاہنون نے خبر دی تھی کہ پیدا ہو کر تیرے ملک و سلطنت کی بربادی کا باعث ہوگا اور تاکہ بنی اسرائیل مین جماعت زیادہ نہو
کہ میرے لشکر کا مقابلہ کرین اور چونکہ اس مدت تک سلطنت پر رہا تو شاید اگر وہ لڑکا کوئی اور ہو تو زندہ نہ رہنے پاوے اور تاکہ موسیٰ علیہ السلام کے
غلبہ کا اثر لوگون کے دلون سے دور ہو اور یہ نجانا کہ اب عنقریب غضب الٰہی مین گرفتار ہوا چاہتا ہے بالجملہ اسنے بنی اسرائیل کے ساتھ پھر یہی کرنا
شروع کیا کہ لڑکے مار ڈالتا اور لڑکیان چھوڑ دیتا پس بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ مدد مانگو اللہ تعالے سے اور ثابت رہو زمین ہے اللہ تعالی کی اسکا وارث کرے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ

اور آخر بھلا ہے ڈر والون کا بولے ہمپر تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو ہم مین آچکا کہا نزدیک ہے کہ تمہارا

اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ ۱۵ ع۲

کھپاوے تمہارے دشمن کو اور نائب کرے تمکو ملک مین پھر دیکھے تم کیسا کام کرتے ہو

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ۔ کہا موسیٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے۔ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا۔ استعانت مانگو اللہ تعالے سے۔ فرعون
و اسکی قوم پر اس بلا مین جو تمپر نازل ہوئی کہ اللہ تعالے ہی تمہارا کافی ہے اور صبر کرو اس مصیبت پر جو تم کو پہونچی کہ تمہارے فرزند قتل ہوتے ہین
اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ۔ البتہ ملک اللہ تعالے ہی کا ہے یا ملک مصر کیونکہ اسی کے حاکم سے یہ اذیت پہونچی۔ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وارث کرتا ہے زمین کا جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے۔ اس مین انکو تسلی دی اور ثابت قدمی دلائی اور اللہ تعالے سے استعانت پر آمادہ
کیا۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ اور عاقبت متقیون کے لیے ہے۔ اگر کہا جاوے کہ انجام کار ہی عاقبت ہے وہ تو سب کے لیے ہوتی ہے۔
جواب یہ کہ عاقبت نیک مراد ہے یعنے نیک انجام پرہیزگارون کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالے نے انکے واسطے بھلائی کا وعدہ دیا اور آخرت مین بھی
نیک وعدہ ہے اور اسمین بنو اسرائیل کو وہ وعدہ یاد دلایا کہ جو اُنسے کیا تھا کہ قبطی ہلاک ہونگے اور بنو اسرائیل کو اللہ تعالے ملک مصر وغیرہ کا
وارث کریگا۔ قَالُوْا۔ بنو اسرائیل نے کہا کہ۔ اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا۔ ہم کو ایذا دیگئی پہلے اُس سے کہ تو ہمارے پاس آوے۔ وَمِنْ
بَعْدِ مَا جِئْتَنَا۔ اور بعد اسکے کہ تو ہمارے پاس آگیا۔ یعنے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے آنے سے پہلے اور آپکے آنے کے
بعد ہم کو دونون وقت ایذا پہونچی۔ معالم وغیرہ مین ہے کہ قبل حضرت موسیٰ کے فرعون بنو اسرائیل سے جزیہ لیتا اور دوپہر تک سخت کام لیتا
اور لڑکے مار ڈالتا اور لڑکیان چھوڑتا اور رفاہ و تنعم سے مانع ہوتا پھر جب موسیٰ آئے اور ماجرائے مذکور گذرا تو پھر اُسنے زیادہ تشدد کیا اور
مزدوری کے دن بھر محنت لیتا پس یہی بنو اسرائیل نے شکایت کی۔ اگر کہا جاوے کہ ظاہر کلام سے وہم ہوتا ہے کہ انکو موسیٰ علیہ السلام کی
کراہیت ہوئی اور یہ کفر ہے تو جواب دیا گیا کہ نہین بلکہ بات یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے انکو مشقت زائل ہونے بلکہ بادشاہت ہونے کا وعدہ دیا
پس وہ سمجھے کہ فی الفور ایسا ہوگا۔ پھر جب مشقت بڑھ گئی تو اُنھون نے پوچھا کہ یہ کب ہوگا اور حق یہ ہے کہ بدون کراہت کے فقط امید

…بیان کیا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکو جواب دیا اور آگاہ کیا کہ قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ
…موسیٰ علیہ السلام نے کہ قریب اُمید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کرے یعنے فرعون و اُسکی قوم کو اور تمکو زمین مین خلیفہ کرے۔
…قال البیضاوی اسمین مصرح کر دیا جو پہلے بطور کنایہ کے بیان کیا تھا بقولہ والعاقبۃ للمتقین۔ کیونکہ دیکھا کہ بنو اسرائیل نے وعدہ کنایہ پر
…تسلی نہین پائی ہے۔ شاید لفظ عسیٰ جو طمع و امید کے واسطے ہے اسواسطے بیان کیا کہ ایک تو ادب ہے اور دوسرے یقین نہین کہ خاصکر یہی موجودہ
لوگ حاکم ہونگے یا انکی اولاد وارث ہوگی۔ اور مروی ہے کہ مصر کا ملک بنو اسرائیل نے زمانہ داؤد علیہ السلام مین فتح کیا ہے۔ فَیَنْظُرَ کَیْفَ
تَعْمَلُوْنَ پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ اسمین انکو سطوات الٰہی سے دھمکایا اور معنے یہ ہین کہ تمہارے ساتھ وہ معاملہ کرے جو امتحان لینے
والا کرتا ہے حالانکہ او تعالےٰ علم قدیم مین جانتا ہے کہ جو کچھ تم کروگے۔ ولیکن عادت الٰہی عز و جل جسطرح جاری ہے تمہارے ساتھ یون معاملہ ہوگا
تاکہ تم پر حجت قائم ہو جاوے۔ واضح ہو کہ قرآن مجید مین ایک حالت معانی کی ظاہر ہے اور بہت سے اشارات و دلالات مبطون ہین کہ علماء راسخین
اور اہل کمال انسے بتوفیق الٰہی واقف ہوتے ہین اور محققین نے اتفاق کیا ہے کہ قولہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ بلا تاویل ہے اور جملہ علوم
اعجاز تمام اس قرآن مجید مین موجود ہین مگر ہر شخص اسیقدر پر واقف ہوتا ہے جتنا ظاہر ہے اور علماء راسخین دیگر اسرار سے آگاہ ہو جاتے ہین
اور منجملہ ان اسرار کے ایک عجیب وہ ہے جو یہان ابن عباسؓ سے روایت کیا گیا کہ ہمین اہلبیت پر شروع ہوا اور ہمین پر خاتمہ ہوگا اور ضرور ہے
کہ بنو ہاشم کی سلطنت و دولت واقع ہو پس دیکھتے رہو کہ بنی ہاشم مین سے کن لوگون مین ہوتی ہے اور انھین کے حق مین نازل ہوا ہے قولہ عسیٰ ربکم
ان یہلک عدوکم و یستخلف من بعدہ الآیۃ۔ رواہ ابن ابی حاتم ولیکن اسکی اسناد سے آگاہی نہین ہے اور یہ اشکال کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل
سے کہا ہے پھر بنی ہاشم کے حق مین کیونکر نازل ہوئی اسکے دفع کی طرف مترجم نے اشارہ کر دیا کہ مراد بطریق دلالت و اشارت ہے نہ بطریق
صراحت فافہم اور مؤید اس روایت کی ہے جو سراج مین لایا کہ منصور جو خلفاء عباسیہ مین سے ہے اسکے خلیفہ ہونے سے پہلے عمرو بن عبید رحمہ اللہ
اسکے پاس گئے تو منصور کے دسترخوان پر ایک روٹی یا دو روٹیان تھین پس اُسنے تلاش کیا کہ عمرو کے واسطے کچھ اور بھی مل سکتی ہے مگر گھر مین نہ نکلی پس
عمرو بن عبید نے یہی آیت پڑھی عسیٰ ربکم ان یہلک الآیۃ۔ پھر جب وہ خلیفہ ہو چکا تو ایک روز اسکے پاس گئے پس منصور نے بر سبیل تذکرہ انکا آیت کا
پڑھنا یاد دلایا تو عمرو بن عبیدؒ نے فرمایا کہ ہان ولیکن یہ باقی رہا کہ فینظر کیف تعملون۔ یعنے اب تمہارے اعمال دیکھے جاوین کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔
…زمین مین عدل کرتے ہو یا جور و ظلم کرتے ہو۔ ف فی العرائس قولہ تعالےٰ قال موسیٰ لقومہ استعینوا باللہ واصبروا۔ اے بندہ خدا تو
اس آیت مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ ادب کو دیکھ کہ راہ الٰہی مین کس ادب کے ساتھ اپنی مجبوری ظاہر کی۔ اور قوم کو اللہ تعالےٰ کی
جناب مین التجا کرنے اور اسی پاک پروردگار سے استعانت چاہنے و اسی سے فریاد کرنے کا حکم دیا اور صبر کی مشقت اٹھانے اور بلا مین رضامندی حاصل
کرنے کی تاکید کی اور انکو آگاہ کیا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے معاملہ مین صبر اُٹھاتا ہے وہ تمام مراد پر مظفر و منصور ہوتا ہے اور زمین پر اسکا خلیفہ ہوتا
…ابو عثمانؒ نے کہا کہ جو شخص اپنے معاملات مین اللہ تعالےٰ سے استعانت چاہتا ہے اور جو راہ استعانت مین لاحق ہو اُسپر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ
… اسکو کشود کار حاصل ہوتی ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے حکایت فرمایا کہ استعینوا باللہ واصبروا۔ سہلؒ نے کہا کہ امر الٰہی مین اللہ تعالےٰ
سے استغاثہ کرنے کا حکم دیے گئے۔ اور ادب یہ ہے کہ صبر کرین پھر جب صبر و استعانت کا حکم دیا تو بنی اسرائیل نے دشمنون کی اذیت سے
…قالوا اوذینا من قبل ان تاتینا و من بعد ما جئتنا تب موسیٰ علیہ السلام نے انکو جواب دیا بقولہ قال عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم و
…فی الارض۔ اشارہ ہے کہ اگر نفوس کی مخالفت پر صبر کرے اور شہوات کو دفع کرتا رہے اور دنیاوی حظوظ کو چھوڑ دے تو اللہ تعالےٰ

تمھارے دلون سے جدا ہوا جس نفسانیہ کو دور کرکے مشاہدہ کے واسطے پاک فرماویگا اور اپنے ملک اور زمین ...
سب سے بڑھکر تیرا دشمن یہ تیرا نفس ہے پس اگر استعانت اور صبر کرے تو قریب ہے کہ اللہ تعالے اسکے ہواجس کو تجھ ...
بیہودہ خواہشین دور رکھے اور تجھکو اپنے جوارح پر قابو دیدے اور تیرے قلب کو انپر امیر و حاکم کردے پس تیرے نفس ...
مقہور کرے اور تجھکو غالب کرے پھر دیکھے کہ تو کیسے عمل کرتا ہے اور جو تجھپر نعمتین فرمائین اسکا شکر تو کیونکر ادا کرتا ہے۔ قال المترجم تمام ...
آگے ہے اسمین یون غور کرو پھر اللہ عز وجل نے قوم فرعون وانکی مبادی ہلاکت کو شروع فرمایا بقولہ

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ

اور ہمنے پکڑا فرعون والون کو قحطون مین اور میوون کے نقصان مین شاید وہ دھیان کرین پھر جب پہنچی انکو

الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

بھلائی بولے یہ ہے ہمارے واسطے اور اگر پہونچی انکو کوئی برائی تو شومی بتاتے موسے کو اور اسکے ساتھ والون کو سن لو شومی انکی اللہ تعالے ہی پاس ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے ہین

وَلَقَدْ اَخَذْنَا۔ لام قسم مع حرف قد ہے اور قریب ہے کہ بدون قد کے مستعمل نہ پایا جاوے اے واللہ لقد اخذنا۔ اور لام قسم سے جملہ کا مصدر ہونا اس امر کا اظہار ہے کہ اس بیان پر توجہ ضروری ہے اور معنے یہ کہ البتہ ہم نے امتحان مین ڈالا اور مبتلا کیا۔ اٰلَ فِرْعَوْنَ یعنے فرعون واسکی قوم کو۔ بِالسِّنِيْنَ۔ قحط مین سنین جمع سنہ اور وہ اہل لغت کے نزدیک قحط کے معنے مین معروف ہے اور ہر چند عام معنے سال تھا۔ ولیکن غالب استعمال اسکا سال قحط کے واسطے ہوگیا بسبب آنکہ کثرت سے اسکا مذکور ہوتا ہے اور مورخین لکھتے ہین پھر اس سے اشتقاق بھی آیا چنانچہ بولتے ہین کہ اسنت القوم یعنے قحط مین مبتلا ہوے اور سنین اے سنہ بعد سنہ یعنے سال کے بعد سال پے درپے کرکے قحط مین مبتلا کیا کما فی الحدیث اللہم اجعلہا علیہم سنین کسنی یوسفؑ۔ یعنے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ مین پے درپے قحط پڑا تھا سات برس تک ویسے ہی قریش ...
پڑے۔ حاصل آنکہ ہم نے آل فرعون کو پے درپے کئی سال تک قحط مین مبتلا کیا۔ اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سنین بمعنے جوع یعنے بھوک ہے اور مجاہدؒ سے روایت ہے سنین بمعنے جوائح ہے جمع جائحہ بمعنے شدت فقر و محتاجی۔ اور مراد سب اقوال مین وہی قحط ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے جب آل فرعون کو سنین مین مبتلا کیا تو انھین کی جو چیز زراعت و نبات سے تھی وہ خشک ہوگئی اور انکے مواشی مرگئے اور وہ کھاگئے یہانتک کہ دریاے نیل بھی خشک ہوگیا اور قبطی لوگ جمع ہوکر فرعون پاس آئے اور کہا کہ اگر تو ہی رب ہے جیسا کہ دعویٰ کرتا تھا تو ہمارے واسطے دریاے نیل مین پانی جاری کردے تو کہنے لگا کہ صبح کو اسمین پانی آجائیگا پھر جب لوگ اسکے پاس سے چلے گئے تو دل مین کہنے لگا کہ اگر مین نے انکے واسطے یہ نہ کیا تو پھر کیا کیا کہ مین دریاے نیل مین پانی جاری کرنے پر قادر نہ ٹھہرا اور اگر صبح اسمین پانی جاری نہ ہوا تو میری تکذیب کرینگے پس جب آدھی رات ہوئی تو نہا کر بالون کی کملی اوڑھکر دریاے نیل پر گیا اور کہا کہ اے پروردگار تو جانتا ہے کہ مین یہ جانتا ہون کہ تو دریاے نیل مین پانی جاری کرسکتا ہے اور مین نہین جاری کرسکتا ہون تو اسکو پانی سے بھردے پس اسوقت خبردار ہوا کہ پانی کی ... اسکے قریب پہونچی پس نکلکر چلا آیا اور نیل مین زور سے دھارا روان تھا اور یہ اسوجہ سے تھا کہ اللہ تعالے نے انکے ہلاک کرنے کی نشانی ...
قال المترجم یہ روایت مؤلف فتح البیان نے نقل کی ہے اور عادت کے موافق یہ نشان نہ دیا کہ اسنے کہان سے لکھی ...

یہ جو بعض نے لکھا ہے صحیح نہیں ہے تو یہ نہین دیکھتا کہ اگر در واقع یہی بات تھی کہ فرعون کے دل مین تمام قدرت الٰہی و معرفت موجود تھی تو پھر اسکے
کفر کے کیا معنے ہین اور ایسے قصص سے جنکا ثبوت نہو نہ لکھنا بہتر ہے اور تفسیر کلام ربانی مین انکی کچھ حاجت نہین ہان جو ثابت ہو یا جسکی
ضرورت ہو یا جس سے نفع ہو اسکے لکھنے مین مضائقہ نہین ہے۔ بالجملہ یہان اتنا ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے آل فرعون کو سالہاے قحط مین
گرفتار کیا۔ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ۔ اور پھلون یا پیداوار کی کمی مین گرفتار کیا جو بسبب مینھ نہ برسنے اور کثرت سے آفات پہونچنے کے تباہ ہو گئے
قتادہؒ نے کہا کہ سنین تو دیہات والون کے واسطے تھے کہ وہان کچھ کھیتی نہین پیدا ہوتی تھی اور نقص ثمرات شہر والون کے واسطے تھا۔ ابو اسحاق
نے رجاء بن حیوہؒ سے روایت کی کہ درختون کی یہ کیفیت تھی کہ ایک پھل آگیا اور کچھ نہ آیا۔ کعبؓ سے روایت ہے کہ لوگون پر ایسا ایک زمانہ
ویگا کہ خرما کے درخت مین فقط ایک ہی چھوارا پھلیگا۔ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ۔ یعنے قحط خشک سالی اور پھلون کی کمی مین اسواسطے
گرفتار کیا کہ شاید وہ تذکر کرین یعنے تاکہ متنبہ ہو جاوین کہ یہ بلا انپر انکے کفر کی شومی اور گناہون کی بدبختی سے ہے پس نصیحت پذیر ہو کر ایمان
لاوین یا یہ معنے ہین کہ ان شدائد و تکالیف کو برداشت کرنے سے نرم دل ہون اور اللہ تعالے کی طرف رجوع لاوین اور او تعالے سے خیر و
برکت کے طالب ہون کیونکہ ایسی حالت مین انسان اپنے رب کی طرف رجوع لاتا ہے چنانچہ فرمایا واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون
الا ایاہ الآیۃ۔ اور قولہ واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض الآیۃ۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ فرعون نے (۴۰۰) برس تک اپنے نفس کے واسطے کوئی امر
مکروہ نہ دیکھا اور اگر اس مدت مین اسکو درد یا بھوک یا بخار کی کوئی تکلیف پہونچتی تو اپنی ذات کے واسطے ربوبیت کا دعویٰ نہ کرتا۔ حاصل آیت کریمہ
یہ ہے کہ ہم نے آل فرعون کو قحط و نقص ثمرات مین کئی سال مبتلا کیا تاکہ متنبہ ہو کر رجوع کرین و ایمان لاوین۔ پھر آگاہ فرمایا کہ یہ بدبخت لوگ ان
بلاؤن کے نازل ہونے کے وقت اور زیادہ کفر و معصیت پر اقدام کرتے رہے چنانچہ فرمایا۔ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ پھر جب آتی اُن کے پاس
بھلائی یعنے مانند فراخ سالی و توانگری و عافیت و سلامتی کے۔ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ کہتے کہ ہمارے ہی واسطے ہے یہ۔ یعنے ہم ہی اسکے مستحق ہین
پس اسکو اپنے استحقاق سے سمجھتے اور اللہ تعالے کے فضل و کرم سے نہین جانتے اور کچھ بھی شکر ادا نہ کرتے۔ قال فی السراج یعنے بنابر عادت
کے کہ ہمارے واسطے نعمت کثیرہ اور وسعت رزق رہی ہے ہمین اسکے مستحق ہین وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ۔ اور اگر انکو کوئی برائی و مکروہ چیز
پہونچتی مانند قحط و بیماری وغیرہ کے۔ يَطَّيَّرُوا۔ یتطیروا۔ تطیر کیا اور شوم رکھا اسکو۔ بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ۔ بوجہ موسی و اسکے ساتھ والے
مومنون کے۔ یعنے کہنے لگے کہ یہ مکروہ ہمکو بسبب موسی و اسکے ساتھ والے لوگون ہی کے پہونچا ہے۔ یہ مبالغہ ہے ان لوگون کی غباوت و جہالت و
قساوت دلی کے بیان مین کیونکہ سختیون سے دل نرم ہو جاتے ہین اور طبیعتین سرکشی سے عاجزی کی طرف مائل ہو جاتی ہین اور اکڑنا دور ہو جاتا
خصوصاً جبکہ آیات مشاہدہ کر لی ہون اور ان باتون نے ان لوگون مین کچھ اثر نہ کیا بلکہ غباوت و جہالت اور زیادہ ہو گئی اور شدت سے سرکشی
کرنے لگے۔ اور حسنہ کو اسواسطے معرف باللام بیان فرمایا اور اداۃ التحقیق کے ساتھ ذکر کیا کہ وقوع اس کا کثرت سے ہے اور بحسب
عنایت اس کا ہی دینا منظور ہے اور سیئۃ کو نکرہ بیان فرمایا اور اس کو حرف شک کیساتھ ذکر کیا بوجہ اس کے کہ
صادر قصد اسکا بالذات نہین بلکہ بالتبع ہے کذا ذکرہ البیضاوی یعنے او تعالے بندون کو دراصل بھلائیان ہی دیتا ہے ہان ان کی
کفر وغیرہ دور کرنے کو تبعاً کچھ برائی پہونچاتا ہے اور حق یہ ہے کہ بھلائی و برائی او تعالے کے اختیار مین ہے جسکو جسطرح چاہتا ہے پہونچاتا
ہے یہان الحسنۃ معرف باللام سے اشارہ ہے کہ انکو بھلائیان تحقیقاً کھلی کھلی پہونچین اور برائی تو شاذ و نادر اس غرض سے پہونچائی گئی کہ نرم ہو کر
ایمان لاوین لیکن بجاے اسکے ان لوگون نے اس سے ایک کفر یہ اعتقاد اور پیغمبر خدا کے حق مین بہتان باندھا ہے یعنے اس برائی کو حضرت

Marfat.com

موسی علیہ السلام والے ساتھی مومنون کے شوم سے سمجھنے لگے اور ان سب پاک بندون کو شوم ٹھہرایا۔ [illegible]
رد فرمایا بقولہ۔ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ۔ خبردار ہو کہ شوم انکا اللہ تعالے کے پاس ہے وہ انکو پہونچاتا ہے [illegible]
سے روایت کی کہ طائرہم بمعنے مصائبہم۔ ہے یعنے انکی مصیبتین۔ عند اللہ ہین اور ابن جریج نے ابن عباسؓ سے روایت کی [illegible]
من قبل اللہ۔ یعنے اللہ تعالے کی جانب سے ہین۔ حاصل آنکہ خبردار ہو کہ ان لوگون کو جو مصیبتین پہونچی ہین وہ اللہ تعالے کی [illegible]
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ولیکن اکثر انمین کے نہین جانتے ہین [illegible]
جانب سے ہے یا یہ معنے کہ نہین جانتے کہ وہ اعمال کے شوم سے ہے۔ یعنے انکے اعمال کی [illegible]
کہ شوم کچھ چیز نہین ہے اور عوام بد اعتقاد لوگ جو بعض چیز کو شوم جانتے ہین یہ محض جہالت [illegible]
کسی چیز مین ہوتا تو گھر اور عورت اور گھوڑے مین ہوتا یعنے کسی چیز مین ہے نہین لیکن اگر [illegible]
اور چیزون کے مقدم ہین۔ جو لوگ کسی چیز مین شوم تصور کرتے ہین وہ اسکی جانب سے تاثیرات [illegible]
اور تمام اہلسنت متفق ہین کہ تاثیر کرنے والا سوائے اللہ تعالے عزوجل کے اور کوئی نہین ہے اور مسلمان آدمی [illegible]
اسپر کفر کا فتویٰ نیک گمان کرکے نہین دیتے ہین یعنے نظر اسکی اس کہنے کے وقت اللہ تعالے پر تھی [illegible]
مینہ کے ظاہر سبب سے کھیتی اگادی پس اگر کوئی مسلمان ایسا ہو کہ درحقیقت اسکی نظر اللہ تعالے پر نہین تھی تو [illegible]
پس اگر اہل اسلام اپنے افعال مین نظر رکھین تو اس زمانہ کے اہل علم ایسے ملینگے کہ واقعی انکی نظر ان باتون مین [illegible]
رہنا چاہیئے اور اس زمانہ مین بعضے بڑے پڑھے لکھے ایسے ہین کہ اکثر چیزون مین شوم ثابت کرتے ہین اور یہ کفر پھیلانے کی [illegible]
انک انت التواب الرحیم۔ امام رازیؒ نے کہا کہ اکثر آدمی ایسے ہین کہ دنیا مین جو چیزین پیدا ہوتی ہین انکو [illegible]
ہین حتی کہ قضاء الٰہی سے قطع نظر کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ سب جو کچھ پیدا ہو وہ اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہے [illegible]
اُسپر موجود کا لفظ صادق ہے دو حال سے خالی نہین یا اپنی ذات مین واجب ہوگی یا ممکن ہوگی پھر واجب [illegible]
وحدہ لاشریک ہے تو باقی سب اپنی ذات سے ممکن ہین اور جو ممکن لذاتہ ہے وہ بدون واجب لذاتہ کے پیدا [illegible]
جو کچھ موجود ہو وہ حق تعالے کی ایجاد سے ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس دلیل کے سب مقدمات وہ ہین جنکو [illegible]
کہ آدمی کے جملہ افعال سب اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتے ہین آدمی خود کسی چیز کا خالق نہین ہے [illegible]
کسب سے متعلق ہے اسی پر عذاب و ثواب ہے پس کسی چیز کی نسبت سوائے اللہ تعالے عزوجل کے کسی [illegible]
اوپر یقین نہین ہے اور ایسا شخص جاہل ہے پس بعد اسلام و ایمان کے ایسا اعتقاد کرنا بہت [illegible]
عافیت وارحمنا وانت ارحم الراحمین۔ قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے [illegible]
جیسا کہ اوتعالے نے حکایت فرمایا

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ [illegible]

اور کہنے لگے کہ جو تو لاویگا ہم پاس کوئی نشانی کہ ہمکو اُس سے جادو کرے [illegible] ہم [illegible]

وَقَالُوْا۔ اور قوم فرعون نے موسی علیہ السلام سے کہا کہ مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ جو کہ لاتا ہے تو اسکو آیت سے ہمارے پاس [illegible]

[illegible] سحرنا بها فما نحن لك بمؤمنين۔ پس ہم ہرگز کبھی تجھپر ایمان لانے والے نہین ہین ف مہما مین اختلاف ہو خلیل
[illegible] دراصل ما ما تھا پہلا ما شرطیہ ہے اور دوسرا ما زائدہ ہے جو اسکے ساتھ لا دیا گیا بغرض تاکید جزا کے پھر دو حرف
[illegible] کا اجتماع ثقیل سمجھکر اول کا الف بدلکر ہا کر دیا گیا پس مہما ہوگیا اور اس بنا پر تاتنا جو دراصل تاتینا تھا بسبب جزم ما شرطیہ کے تاتنا ہا
[illegible] کی ضمیر ما کی طرف راجع ہے اور من آیۃ اسکا بیان ہے اور بہا کی ضمیر بھی اسی کی طرف راجع ہے۔ پس اول ضمیر مذکر اسکی طرف باعتبار
[illegible] معنے کے راجع ہے کیونکہ مراد اس سے آیت ہے اور آول کی تذکیر اسوجہ سے کہ من آیۃ کا بیان
[illegible] بعد بیان مذکور کے ہے۔ پھر جزا محذوف ہے یعنے مہما تاتنا بہ من آیۃ لتسحرنا بہا فا تنا بہ یعنے جو
[illegible] لا اسواسطے جزا حذف ہوئی کہ قولہ فما نحن لک بمؤمنین۔ اسپر دلالت کرتا ہے اور ان خبیثون نے
[illegible] اول تو جملہ اسمیہ دوم ضمیر سوم تاکید چہارم خبر پر با مؤکدہ وغیر ذلک اور اللہ تعالے جل جلالہ نے بھی
[illegible] کسائی وغیرہ کے نزدیک مہما مرکب ہے مہ وما سے اور مہ وہ لفظ ہے جو کسی کام سے منع کرنے والا کہتا ہے یعنے
[illegible] ٹھہر و باز رہ کیا تو یہ آیات لاتا ہے ہمارے پاس تاکہ ہمکو اس سے سحر مین پھنسا دے ہم تجھپر کبھی ایمان نہین لاوینگے
[illegible] نے ذکر کیا اور سراج مین کہا کہ معتمد وہ ہے جو ابن ہشام وغیرہ نے اختیار کیا ہے کہ یہ لفظ بسیط ہی کیونکہ مرکب
[illegible] دلیل قائم نہین ہوئی ہے اور وزن اسکا فعلی ہے اور الف اسمین الحاق یا تانیث کا ہی کشاف مین کہا کہ یہ کلمہ بھی ان
[illegible] زبان نہ جاننے والا تحریف کر ڈالتا ہے اور بے موقع لاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ متی ما کے معنے مین ہے اور یون
[illegible] علیک یعنے جسوقت تو میرے پاس آویگا مین تجھے روپیہ دونگا حالانکہ اس معنے مین متی ما صحیح ہے۔ صحیح نہین ہے۔
[illegible] آیۃ لانے کو تحقیق طور پر نہین کہا بلکہ آیت اسکو باعتبار تسحر کے کہا چنانچہ قولہ لتسحرنا بہا۔ اسپر دلالت کرتا ہے یا آیت بمعنی لغوی لیا
[illegible] بھی جاوے ابن عباسؓ نے کہا کہ جب فرعون و اسکی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ جو کچھ تو آیات سے ہمارے مسحور
[illegible] ایمان لانے والے نہین ہین اور ہمارے نزدیک یہ سب تیرا جادو ہے اور حضرت موسی مرد غصہ ور تھے یہ سنکر بد دعا
[illegible] اور اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر انپر متواتر عذاب بھیجا۔ کما قال۔

[illegible] الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا

[illegible] طوفان اور ٹیڑی اور چچڑی اور مینڈک اور لوہو کتنی نشانیان جدی جدی پھر تکبر کرتے رہے

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝

اور تھے وہ لوگ گنہگار قوم

[illegible] ہے کہ جب ساحر لوگ ایمان لائے اور فرعون مغلوب ہوکر واپس آیا اور کفر وطغیان پر جما رہا اور اسی پر ہٹ کی
[illegible] ایمان نہ لاوینگے تو پہلے اللہ تعالے نے انکو سنین قحط مین گرفتار کیا اور ثمرات مین نقصان دیدیا اور پہلے معجزات عصا
[illegible] ایمان نہ لائے تو موسی علیہ السلام نے بد دعا کی کہ اے پروردگار تیرے بندہ فرعون نے ملک مین سر اٹھایا ہے
[illegible] وہ جو زبردستی کرتا ہے اور عہد توڑا ہے اور ایمان و نیک چال چلنے والے اسکے ظلم مین پڑے ہین پس تو اسکو عذاب مین گرفتار کر
[illegible] قوم کے واسطے نصیحت ہو اور آیندہ آنے والون کے لیے عبرت ہو پس اوتعالے نے انپر پے در پے عذاب آمیز آیات بھیجنی شروع فرمائین

Marfat.com

چنانچہ فرمایا۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الطُّوْفَانَ۔ ابن عباس سے اکثر روایات مین ہے کہ سخت بارش تھی جس [illegible]
اور کھیتیان و پھل تلف ہوگئے تھے اور یہی ضحاکؒ کا قول ہے اور دوسری روایت مین ابن عباس سے ہے کہ وہ موت کی [illegible]
[illegible] کا قول ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ وہ پانی کی کثرت اور موت کی کثرت تھی۔ اور ابن جریرؒ نے عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم [illegible]
طوفان موت ہے و قد رواہ ابن مردویہ ایضاً اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے مترجم کہتا ہے کہ اسمین یہی تصریح [illegible]
اسی طوفان کی موت سے تفسیر فرمائی۔ اور ایک روایت مین ابن عباس و مجاہد سے ہے کہ وہ ایک امر الٰہی تھا۔ بالجملہ اکثر مفسرین نے قول [illegible]
اختیار کیا ہے اور یہی مفسرؒ نے ذکر فرمایا ہے۔ اور کیفیت اسکی آیندہ آویگی پس ایک طوفان پانی کا تھا وہ ایک ہفتہ رہا وَالْجَرَادَ اور دوسرا عذاب
جراد تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ وہ جانور معروف ہے یعنے ٹیڑی اور اسکا کھانا جائز ہے جیسا کہ صحیحین کی روایت مین عبد اللہ بن ابی اوفیٰ
رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ جہاد کے کئی سفر کیئے درحالیکہ ہم ٹیڑیان کھاتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے اسکو خود
نہین کھایا کما فی روایۃ ابی داؤد عن سلمانؓ اور ابن عساکرؒ نے جو رسالہ اس بارہ مین جمع کیا اسمین ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم
ٹیڑی و گردے اور ضب نہین کھاتے تھے بغیر اسکے کہ ان چیزون کو حرام کرین پس جراد اسوجہ سے کہ وہ عذاب ہے اور کلیتان اسوجہ سے کہ
بول سے قریب ہین اور ضب اسوجہ سے کہ فرمایا مجھے خوف ہے کہ وہ مسخ شدہ نہو۔ قال ہذا حدیث غریب اور اوزاعیؒ سے روایت ہی کہ مین
جنگل کو گیا تو ناگاہ مجھکو ایک دل ٹیڑیون کا آسمان مین نظر پڑا اور اسمین مین نے دیکھا کہ ایک شخص ہتھیار باندھے ہوے ایک ٹیڑی پر سوار
ہے اور جدھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے اسی طرف ٹیڑیان جھک جاتی ہین اور وہ کہتا ہے کہ دنیا سب باطل ہے اور جو کچھ اس مین ہے
سب باطل ہے برابر یہی کہتا جاتا ہے۔ رواہ ابن عساکر۔ اور انس و جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم جب ٹیڑیون کے حق مین بددعا کرتے
تو یون کہتے اللھم اھلک کبارہ واقتل صغارہ وافسد بیضہ واقطع دابرہ وخذ بافواھہ عن معاشنا وارزاقنا انک سمیع الدعاء الحدیث رواہ
ابن ماجہ وغیرہ۔ پس ایک ہفتہ اُنپر ٹیڑیون کا عذاب رہا سوم عذاب۔ وَالْقُمَّلَ مفسرؒ نے کہا کہ وہ سوس ہے یعنے گھن یا قراد کی قسم ہے۔ اور
حافظؒ نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قمل وہ سوس ہے جو گیہون مین پیدا ہوتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ وہ دبا ہے
اور وہ چھوٹی ٹیڑی ہوتی ہے جسکے پر نہین ہوتے ہین اور یہی مجاہد و عکرمہ و قتادہ کا قول ہے اور حسن بصری و سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ
چھوٹے چھوٹے سیاہ کیڑے ہوتے ہین اور عبد الرحمن بن زید سے روایت ہے کہ وہ براغیث ہین یعنے پسُّو۔ اور ابن جریرؒ نے سعید بن جبیر سے
روایت کی کہ جب موسی علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کر اور اُسنے نہ مانا تو اللہ تعالےٰ نے اُنپر طوفان بھیجا اور وہ
مینھ کا پانی اس کثرت سے تھا کہ انھون نے غرق ہوجانے کا خوف کیا پس موسی علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ یہ شدت
مینھ کی موقوف فرمادے تو ہم آپ پر ایمان لاکر بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ روانہ کردینگے پس موسیٰ نے دعا فرمائی مگر وہ لوگ ایمان
نہ لائے اور نہ بنی اسرائیل کو بھیجا پھر اس سال انکے یہان اسقدر کثرت سے پیداوار ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہوئی تھی تب کہنے لگے کہ
یہی ہم تمنا کرتے تھے پس موسیٰ کا اس مین دخل نہین ہے پس اللہ تعالےٰ نے ٹیڑیان بھیجین جنھون نے تمام گھاس چاٹ لی تو جب ان
لوگون نے یہ حال دیکھا تو موسیٰ سے دعا چاہی کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ اگر ٹیڑیان جاتی رہین تو ہم ایمان لاکر بنی اسرائیل کو
تمھارے ساتھ کردینگے پس موسیٰ کی دعا سے ٹیڑیان جاتی رہین مگر ایمان نہ لائے اور بنی اسرائیل کو نہ بھیجا اور تمام کھیتی کاٹ کر
گھرون مین بھرلی اور کہنے لگے کہ اب ہم فارغ ہین پس اللہ تعالےٰ نے اُنپر قمل بھیجے اور قمل وہ کیڑے ہین جنکو سوس کہتے ہین اور [illegible]

...تھی یہان تک کہ اس پر یہ حال ہوگیا کہ آدمی دس جریبؔ کے گیہون چکی مین ڈالتا مگر اسمین سے تین قفیز بھی آٹا نہ نکلتا تب پھر موسی علیہ السلام سے
...التجا کی کہ دعا فرماؤ کہ یہ عذاب دور ہو تو ہم ایمان لاکر بنواسرائیل کو تمھارے ساتھ کردین پس موسیٰؑ نے دعا فرمائی اور یہ عذاب دور رہو
مگر ایمان نہ لائے اور بنواسرائیل کو ساتھ بھیجنے سے انکار کیا پس فرعون کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے مین مینڈک کی آواز سُنی جوکہ چوتھا عذاب
اللہ تعالے نے فرمایا ہے بقولہ۔ وَالضَّفَادِعَ جمع ضفدع بمعنے مینڈک پس فرعون سے کہنے لگے کہ تجھکو و تیری قوم کو اس جانور سے کیا
پہونچیگا تو بولا کہ اسی ساحر کا مکر معلوم ہوتا ہے پس یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھا ہے اس حال مین کہ مینڈک اسکے ٹھوڑی تک ہین پس اُسنے بولنا چاہا
کہ مینڈک اُسکے مُنھ مین پہونچا پس موسی علیہ السلام سے فریاد کی کہ دعا کرو کہ اگر یہ عذاب دور ہو تو ہم ضرور ایمان لاکر بنی اسرائیل کو تمھارے ساتھ
کرینگے مگر پھر ایمان نہ لائے تب پانچوان عذاب نازل ہوا جو اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَالدَّمَ۔ یعنے خون۔ پس یہ حال ہوا کہ کنوؤن اور نہرون سے
پانی بھرتے وہ خون تھا اور جو انکے برتنون مین تھا وہ سب خون تھا پس فرعون سے شکایت کی کہ ہم خون کی مصیبت مین پھنسے ہین اور
ہمارے پینے کو کچھ نہین ہے وہ بولا کہ موسی نے تیر جادو کیا ہے تب ان احمقون نے جواب دیا کہ اسنے جادو کہان سے کیا ہے ہم تو اپنے کسی برتن مین
نہین پاتے مگر خون ہی خون پھر سبھون نے آکر موسی علیہ السلام سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ یہ خون ہم سے دور ہو ہم ضرور ایمان لاکر
بنواسرائیل کو تمھارے ساتھ کرینگے پس حضرت موسیٰؑ نے دعا کی مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے اور نہ بھیجا۔ قال الحافظ۔ اور اسی کے مانند حضرت
ابن عباس وسدی وقتادہ وبہت سے علمائے سلف سے مروی ہے۔ اور حافظ رحمہ اللہ وامام بغوی وغیرہ نے یہان متعدد علمار سلف سے
اسی کے مانند تھوڑے تھوڑے اختلاف سے روایات نقل کی ہین اور ہر آیت کے بعد چونکہ اللہ تعالے کو اس قوم خبیث ظالم تبہ کار کا ہلاک
منظور تھا ایک ایسی صورت ظاہر کردی جس سے وہ لوگ سمجھے کہ اس بات مین یہ بھید تھا مثلاً بعد کثرت بارش وطوفان پانی کے جب دعاے
موسی علیہ السلام سے کھلا اور ہوا چلکر خشک ہوا تو نہایت کثرت سے پیداوار ہوئی پس سمجھے کہ یہ پانی کچھ طوفان نہ تھا بلکہ ہمارے حق مین نہایت
بہتری تھی۔ اور ان آثار مین مذکور ہے کہ ہر عذاب انپر ایک ہفتہ تک رہا اور ایک مہینہ بیچ کرکے دوسرا عذاب آیا۔ اور ضفادع کی نسبت لکھا ہے
کہ گھر وکھانا وپانی بھر گیا اور آٹے مین کود پڑتے اور جلتی ہانڈی مین اچک کر گرتے اور تنور مین گر پڑتے آگ بجھا دیتے کھانے کے وقت نوالہ سے
پہلے اُسکے مُنھ مین گھس جاتے اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان جانورون نے حکم الٰہی کی تعمیل مین اپنی جانون پر یہ صدمات اُٹھائے
تھے پس بعوض انکے خشکی کے ٹھکانے کے اللہ تعالے نے انکو سمندرون ودریاؤن مین مسکن عطا فرمایا۔ اور خون کے عذاب مین سخت عاجز
ہوئے حتی کہ درخت سے جو نچوڑتے وہ خون ہوجاتا تھا اور ایک ہفتہ یہی انکے پینے مین آیا۔ اور چونکہ محقق بیضاویؒ نے ان آثار سے جو ثابت
ہے اسکو عمدہ طور سے تلخیص فرمایا ہے لہذا مین اسی کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہون۔ قال رحمہ اللہ قمل بعض نے کہا کہ قراد یا ضم یعنے کِنہ مراد ہین
اور بعض نے کہا کہ ٹیڑیون کے بچے جب تک انکے پر نہ جمے ہون اور ضفادع ودم معروف ہین اور مروی ہے کہ انپر آٹھ روز تک گھٹا ٹوپ اندھیرا
رہا اور پانی برستا رہا حتی کہ اس سخت اندھیرے مین کوئی اپنے گھر سے باہر نہین نکل سکتا تھا اور پانی کی یہ کثرت ہوئی کہ اُنکے گھرون کے اندر بھر گیا
حتی کہ کھڑے رہے اور پانی انکی گردن تک چڑھا تھا اور بنی اسرائیل کے گھر انکے گھرون سے ملے ہوے مانند جال کے خانون کے تھے مگر حسن قدرت
سے بنی اسرائیل مین سے کسی کے گھر مین ایک قطرہ پانی کا داخل نہین ہوا اور قبطیون پر یہ نوبت تھی اور قبطیون کی کھیتی وباغون مین بہیا آگئی
اور معطل ہوگئی کوئی کام اسمین نہین ہوسکتا تھا اور ایک ہفتہ برابر یہی کیفیت تھی تب موسیٰؑ سے کہا کہ آپ دعا کرین کہ آپ کا پروردگار ہم سے
دور کرے تو ہم آپ پر ایمان لاکر بنواسرائیل کو آپ کے ساتھ کردینگے پس موسیٰؑ نے دعا کی اور وہ دور ہوا اور ہوا بھیجی گئی جسنے تمام پانی خشک کیا

له جریب ایک پیمانہ ہے جو تقریباً ایک سو اٹھائیس گز مربع کا ہوتا ہے اور دس جریب تقریباً بارہ من ہوئے ۱۲

اور قبطیون کی زمینون وباغون مین اناج ومیوہ وگھاس اس کثرت سے پیدا ہوئی کہ اسکے مثل پہلے کبھی نہ دیکھی تھی [illegible]
پس اللہ تعالےٰ نے انپر ٹیڑی بھیجی جسنے انکی کھیتیون وپھلون کو کھالیا پھر دروازے وچھتین وکپڑے چاٹنے شروع کئے [illegible]
موسیٰ علیہ السلام سے رجوع لائے پس جنگل کو جاکر موسیٰ نے مشرق ومغرب کی جانب اشارہ کیا تو جہان سے آئی تھی وہین چلی گئی [illegible]
[illegible] ...عار کے بعد تھا اور بنی اسرائیل کے گھر بار اس عذاب سے بھی محفوظ تھے پھر قبطی ایمان نہ لائے تو اللہ تعالےٰ نے انپر قمل کو مسلط کیا [illegible]
جو کچھ چھوڑا تھا وہ قمل کھانے لگے اور انکے کھانون مین گرتے اور کپڑون مین گھستے اور بدن مین چپٹکر انکے خون چوستے آخر سونا بیٹھنا حرام [illegible]
موسیٰ سے رجوع لائے اور وہ رفع ہوا تو کہنے لگے کہ ہمکو تحقیق ہوا کہ ضرور یہ شخص بڑا جادوگر ہے کہ ایک ریگ کے ٹیلہ مین عصا مارکر اسقدر جوئین پیدا
کردین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انپر ضفادع بھیجے کہ کوئی برتن وکھانا وکپڑا نہین کھولتے مگر اسمین مینڈک نظر آتا اور گھر وبستر انکے اس سے بھرے
ہوے تھے اور پکتی ہانڈی مین کود پڑتے اور جلتے تنور مین گھس جاتے اور بات کرنے مین انکے منہ مین اُچکتے ان لوگون کی زندگی حرام کردی آخر
گھبراکر حضرت موسیٰ سے زاری کی پس انسے عہد وپیمان لیکر دعا کی اور اللہ تعالےٰ نے اسکو دفع کیا پھر قبطیون نے عہد توڑا تو اللہ تعالےٰ نے
انپر خون روان کردیا پس انکے سب پانی خون ہوگئے اور فرعون خبیث نے ایک برتن مین اسرائیلی وقبطی کو جمع کیا پس اسرائیلی کے ہاتھ مین
طعام آتا اور قبطی کے ہاتھ مین خون ہوجاتا حتی کہ اسرائیلی کی کلی اپنے مُنھ مین لیتا وہ قبطی کے مُنھ مین خون ہوجاتی اور ہر جگہ نہایت سُرخ
تازہ خون نظر آتا تھا یہ نہایت کُھلی ہوئی آیات تھین چنانچہ فرمایا۔ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ۔ نصب اسکو بنابر آنکہ حال ہے یعنے ہم نے قبطیون پر طوفان
وجراد وقمل وضفادع وخون کو بھیجا درحالیکہ یہ آیات مفصلات ہین کسی عاقل پر اس مین ذرا بھی شبہہ نہ تھا کہ یہ آیات الٰہی ہین اور ان لوگون پر
عذاب ہین یا مفصل کے معنے منفصل ہین یعنے جدا جدا کرکے بھیجین تاکہ انکے احوال کا امتحان ہوجاوے ہر ایک آیت انمین سے ایک ہفتہ رہی اور
ہر دو آیت کے بیچ مین ایک مہینہ کا وقفہ دیا گیا تھا اور مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بعد فرعون کے مغلوب ہونے کے انمین بیس سال تک
رہے اور مہلت کے ساتھ انمین یہ آیات دکھلاتے رہے۔ فَاسْتَكْبَرُوْا۔ مگر قبطیون نے ان آیات پر ایمان لانے سے سرکشی کی اور ایمان نہ لائے
وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۔ اور یہ قوم مجرم تھی بسراج مین کہا کہ اگر پوچھا جاوے کہ اللہ تعالےٰ کو ان لوگون کا حال معلوم تھا کہ ایمان
نہین لاوینگے تو اس کثرت سے آیات پے درپے بھیجنے مین کیا حکمت تھی جواب دیا جاوے کہ اوتعالےٰ عزوجل قادر مختار ہے وہ جو چاہتا ہے وہ کرے
اس کی جناب مین اس سوال کو گنجایش نہین ہے لایُسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ اور یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو منظور ہوتا ہے
وہ حکم دیتا ہے مترجم کہتا ہے کہ سوال مذکور کی دو راہ ہین۔ اول آنکہ اصل حکمت اسمین کیا ہے تو اسکا جواب یہی ہے کہ علم وحکمت الٰہی بندہ کی طاقت
ووسعت سے باہر ہے وہ بڑا سخت جاہل اور بیوقوف ہے جو اسکا ارادہ کرے کہ مین حکمت الٰہی دریافت کرونگا اور یہ بہت کھلی بات ہے شاید کسی
شخص کی سمجھ مین نہ آوے جو ازلی مردود اور مثل شیطان کے مطرود ہے کیونکہ شیطان نے بھی اسی دریافت مین جہالت کی اور ملعون ہوا
دوم آنکہ اشارات سے بطور فوائد کے کیا بات ظاہر ہوتی ہے تو بسا اوقات سوائے اصلی حکمت کے فوائد کا ظہور ہوجاتا ہے پس اس مقام [illegible]
کہ اول آنکہ بنو اسرائیل پر انسے سخت مشقت ڈالی تھی اور اللہ تعالےٰ سے ان خبیثون کو ان بلاؤن مین مبتلا کیا۔ دوم ضفدع جانور [illegible]
ہوکر مستحق انعام ہوا۔ سوم دعائے موسیٰ کا اثر ظاہر ہوکر بنی اسرائیل کو مفت اس درجہ تکمیل الیقین کا باعث ہوا۔ چہارم قیامت مین لوگ [illegible]
بقدر اپنے اعمال کے غرق ہونگے جیسے یہان بنی اسرائیل کے گھر بالکل صاف رہے اور قبطی گلے تک ڈوبے کھڑے تھے پنجم ہر جانور [illegible]
ہے۔ ششم ہر چیز جو ظاہر مین اسباب پر مربوط معلوم ہوتی ہے وہ بالکل وہم وخیال ہے ہر ایک بنا شیء آلٰہی ہے حتیٰ کہ پھر [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ باوجود قبطی کو خون تھا اور اسرائیلی کو مزہ کا کھانا تھا۔ ہشتم ایجاد الٰہی فی الحال سے زیادہ سریع ہے جو جا بجا ہو گیا نہم افعال
صنائع الٰہی ایسے حال [illegible] ہین کہ ہر ایک مین اگر شیطانی نظر سے غور کرنے لگا تو مکر مین مبتلا ہو کر گمراہ ہوا جیسے قبطیون نے ہر آیت مفصل مین یون ہی
غور کیا۔ دہم پیداوار موقوف باسباب نہین بلکہ ببرکت و خلق الٰہی ہے کہ باوجود اسقدر خرابی کے کثرت سے پیدا ہوا۔ یازدہم ٹیڑی اور مینڈک
ان جانورون سے ہے جنسے عذاب کیا گیا اگرچہ وہ فی نفسہ مطیع و خوب ہین اور حدیث مین جو انکے حق مین بد دعا آئی ہے وہ محمول ہے
کہ اللہ تعالےٰ اُنسے عذاب نہ فرماوے۔ دوازدہم آنکہ عہد توڑنا زیادہ موجب ہلاکت و عدم قبول توبہ ہے وفیہا من اللطائف الا یحتملہا البیان
واللہ تعالےٰ ہو الہادی الی سبیل الرشاد۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس قوم بدبخت کے اوپر حجت پوری فرماکر ہلاکت کا حال فرمایا

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ
اور جس بار پڑا اُنپر عذاب بولے اے موسی پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھکو اگر تو نے اُٹھایا ہم سے یہ عذاب
لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ
تو بیشک تجھکو مانینگے اور رخصت کرینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اُٹھا لیا اُنسے عذاب ایک وعدے تک کہ اُنکو وہ پہونچنا تھا
إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝
تب ہی وہ لوگ منکر ہو جاتے

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ۔ اور جب واقع ہوا اُنپر رجز یعنے جب نازل ہوا اُنپر عذاب۔ فی السراج یہ عذاب وہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے
طوفان و ما بعد کو ذکر فرمایا ہے اور سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ رجز وہ عذاب طاعون ہے یعنے کثرت سے موت پھیل جانا۔ اور اس قول پر پانچ
آیات مذکورہ کے بعد یہ چھٹا عذاب ہے اور سعیدؒ نے کہا کہ قبطیون پر طاعون واقع ہوا حتی کہ ایک روز مین ستر ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ اسامہ
بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجز طاعون ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے ایک قوم بنی اسرائیل پر اور جو تم سے پہلے گذرے ہین انپر بھیجا تھا
پھر جب تم کسی زمین مین اسکو سنو تو وہان مت جاؤ اور اگر ایسی زمین مین واقع ہو جہان تم موجود ہو تو بھاگنے کی نیت سے وہان سے مت نکلو
رواہ الشیخان۔ رازیؒ نے کبیر مین کہا کہ رجز سے مراد عذابہائے مذکورہ یعنے آیات مفصلات ہونا اولی ہے کیونکہ لفظ رجز محلی باللام ہے پس معہود
سابق کی طرف منصرف ہوگا اور یہان معہود سابق وہی پانچون انواع مذکورہ ہین اور ماسوائے انکے چھٹا مراد لینا تو اسمین احتمال ہے کہ
شاید چھٹا مراد ہو پس جو معلوم ہے اسپر محمول کرنا بہ نسبت محتمل کے اولی ہے۔ حاصل آنکہ جب قبطیون پر کوئی عذاب منجملہ مذکورہ بالا کے واقع
و نازل ہوا تو۔ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ۔ کہنے لگے کہ اے موسیٰ تو ہمارے لیے اپنے پروردگار سے
ساتھ اس چیز کے جو تیرے پاس تیرے پروردگار نے عہد کیا ہے۔ یعنے یہ کہ اگر ہم لوگ ایمان لاوین تو عذاب دور کیا جائیگا کذا قال المفسر
اور سراج وغیرہ مین کہا کہ عہد سے عہد نبوت و رسالت مراد ہے اور عہد اسکو اسواسطے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے عہد فرمایا ہے کہ اپنے پیغمبر کو مکرم
فرماوے یا ان لوگون کی یہ مراد تھی کہ ایسی چیز کے ساتھ دعا کر جو تمھارے پاس معہود رکھی ہے کہ اگر اس سے دعا کریگا تو قبول ہوگی۔ لَئِنْ
كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ۔ جملہ قسمیہ ہے یعنے قسم ہے کہ اگر تو دور کردیگا ہم سے رجز کو تو ضرور ہم تجھپر ایمان لاوینگے۔ وَلَنُرْسِلَنَّ
مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ۔ اور ضرور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدینگے یعنے تو انکو ملک شام وغیرہ جہان چاہے لیجاوے فَلَمَّا كَشَفْنَا
عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ۔ پھر جب بدعا موسیٰ علیہ السلام ہم نے ان لوگون سے عذاب کو دور کیا ایک ایسی مدت تک

Marfat.com

کہ وہ اس تک پہونچنے والے ہین۔ یعنے زمانہ کی ایک حدتک کے لیے جسکو وہ خواہ مخواہ پہونچکر عذاب الٰہی
کو دور کردیا۔ اِذَا هُمْ يَنكُثُونَ۔ تو ناگاہ یعنے بلا توقف وتامل کے اسیوقت لگے عہد توڑنے۔ اور بعض نے کہا کہ
ہم نے انسے عذاب دور کردیا ایک مدت تک جو انھون نے اپنے ایمان لانے کے واسطے مقرر کی ہے تو عہد توڑنے لگے
ایمان نہ لائے۔ اسی واسطے فرمایا بقولہ

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَأَوْرَثْنَا

پھر ہم نے بدلا لیا اُنسے سوڈبو دیا اُنکو گہرے پانی مین اس سبب سے کہ جھٹلائین ہماری آیتین اور کررہے اُنسے تغافل اور وارث کردیا ہم نے

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

جو لوگ کہ کمزور ہورہے تھے اس زمین کی مشرق کے اور مغرب کے جسمین برکت رکھی ہے ہمنے اور پورا ہوا نیک وعدہ

رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۥ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا

تیرے رب کا بنی اسرائیل پر اس بات پر کہ وہ ٹھہرے صبر کیے ہوے اور خراب کیا ہم نے جو بنایا تھا فرعون اور اسکی قوم نے اور جو

كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ ربع

انگور چڑھاتے تھے چھتریون پر

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ پھر انتقام لیا ہم نے اس قوم سے۔ یعنے انتقام لینے اور انکے کردار کی سزا کو پہونچانے کا ہم نے ارادہ کیا۔ فَأَغْرَقْنٰهُمْ
فِي الْيَمِّ۔ پس غرق کردیا ہم نے انکو یم مین۔ مفسر نے کہا کہ وہ شور پانی کا بحر ہے یعنے بحر شور کو یم کہتے ہین۔ ازہری نے کہا کہ یم کا لفظ شور پانی
اور شیرین پانی دونون پر اطلاق ہوتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ کی ماں کو جو حکم ہوا کہ موسیٰ کو دریا مین ڈالدے تو فرمایا۔ فاقذفیہ فی الیم۔
ڈالدے اسکو یم مین حالانکہ دریاے نیل مین ڈالدینے کا حکم ہوا تھا اور اسکا پانی شیرین ہے۔ کذا فی السراج۔ بیضاویؒ نے کہا کہ قولہ فی الیم
یعنے ایسے سمندر مین جسکی تھاہ نہین ملتی۔ اور بعض نے کہا کہ لجۃ البحر مراد ہے۔ بہر حال اب کلام اسمین ہے کہ یہ کون سمندر تھا پس شیخ ابن کثیر
نے کہا کہ وہی سمندر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے جدا کیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ وبنی اسرائیل اس سے پار ہوگئے تھے اس بیان
تو کچھ معلوم نہوا اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ قال الازہری الیم معروف لفظۃ سریانیۃ عربتہا العرب ویقع علے البحر الملح والعذب والمراد
نیل مصر وہو عذب انتہی کلامہ۔ اور یہ مؤلف مذکور کا سہو ہے اسنے سراج کی عبارت تلخیص کرنے مین یہ دھوکا اٹھایا اور ازہریؒ وغیرہ نے
نہین کہا کہ نیل مصر مراد ہے بلکہ قولہ فاقذفیہ فی الیم مین اسنے کہا کہ اس یم سے دریاے نیل مراد ہے جو شیرین ہے پس یم کا اطلاق دریاے
شیرین پر بھی ہوتا ہے اور یہ مطلب نہین ہے کہ اس مقام پر یم سے دریاے نیل مراد ہے اور البتہ بہت سے اہل تفسیر اس مقام پر بلا تحقیق
گئے ہین کہ مراد نیل مصر ہے اور محققین نے کہا کہ وہ بحر قلزم کا اوپر کا سرا ہے جو اس زمانہ مین آبناے سویز سے بحیرہ روم سے مل گیا ہے
خطیب رحمہ اللہ نے ابتداے سورۂ بقر مین اسپر تنصیص کردی ہے جیسا کہ وہان نقل ہوچکا حاصل یہ ہوا کہ قولہ فاغرقناہم فی الیم یعنے
انکو سمندر مین غرق کیا۔ وہ بحر قلزم ہے۔ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا۔ بار سببیہ ہے یعنے بسبب اسکے کہ ان لوگون نے جھٹلایا ہماری
آیات کو۔ وَكَانُوا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ۔ اور تھے ان آیات سے غفلت رکھنے والے۔ یعنے ان آیات مین تدبر اور فکر نہین کرتے تھے
کہ عنہا کی ضمیر نقمۃ کی طرف راجع ہے جو فانتقمنا سے مفہوم ہے مگر قول اول صحیح ہے۔ اگر کہا جاوے کہ غفلت تو فعل انسان

انسے غافل نہین ہے ا پس غفلت پر وعید کیونکر وارد ہوئی جواب دیا گیا کہ غفلت سے یہان اعراض کرنا مراد ہے اور آیات کی طرف التفات نکرنا اور انمین فکر نکرنا حتی کہ مانند غافلون کے ہوگئے گویا آیات سے غافل تھے پس یہ مبالغہ ہے انکے اعراض اور بے پروائی کرنے مین۔ اگر کہا جاوے کہ جھٹلانے و غفلت کرنے کے ساتھ ان لوگون نے اور بہت سے افعال ذمیمہ و ظلم و جور نہین ملائے تھے جنکی تعداد کثیر ہے پھر انتقام انھین تکذیب و غفلت دو باتون سے کیونکر ہوا تو جواب دیا گیا کہ دو باتون کے ذکر کرنے سے اور باتون کی نفی نہین نکلتی ہے پس بڑی بڑی دو باتین ذکر فرمائی گئی ہین۔ امام رازی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس آیت مین دلالت ہے کہ آیات الٰہی مین نظر کرنا واجب ہے اسیواسطے قوم قبط پر مذمت وارد ہوئی کہ وہ لوگ ان آیات سے غافل رہے اور اسمین دلالت ہے کہ محض تقلید کرنا مذموم ہے کذا فی السراج پھر جب اللہ تعالےٰ نے قوم نابکار کا غرق بیان فرمایا تو بعد اسکے مومنین پر احسان ذکر فرمایا کہ ہم نے انکو روے زمین کا وارث کیا بقولہ۔ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ۔ اور وارث کیا ہم نے اس قوم کو جو مستضعف بنائی جاتی تھی یعنے ضعیف خوار بنائے جاتے تھے باین طور کہ تکبر کرنے والے آل فرعون انکو غلامی مین پکڑ کر ذلیل و سخت محنت کے کام لیتے تھے اور وہ بنی اسرائیل ہین انکو وارث فرمایا۔ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا۔ مشارق و مغارب اس زمین کو جسمین ہم نے برکت دی ہے یعنے خوشگوار پانی سے اور درختان میوہ دار و دیگر اشجار سے اپنی برکت سے سرسبز کیا ہے اور وہ ملک شام ہے جسکی تعریف احادیث صحیحہ مین بھی آئی ہے اور اسپر ستر ہزار فرشتے سایہ کیے رہتے ہین اور حسن رح و قتادہؒ سے ارض مذکور کی یہی تفسیر مروی ہے اور مشارق و مغارب بصیغہ جمع سے مراد یہ کہ جمیع جہات ملک شام کا وارث کیا اور بیضاویؒ نے کہا کہ فراعنہ و عمالقہ کے بعد بنو اسرائیل ملک شام کے وارث ہوئے ہین۔ قال الخطیب وہ دریاے فرات سے بحر سرف تک ہے جہان سے موسیٰ علیہ السلام و بنو اسرائیل نے عبور کیا تھا اور فرعون مع لشکر اسمین ڈوب گیا تھا اور یہی بقاعیؒ نے تفسیر سورۂ مائدہ مین توریت سے نقل کیا ہے اور بعض نے کہا کہ تمام روے زمین مراد ہے کیونکہ بنی اسرائیل مین سے داؤدؑ و سلیمانؑ ہوئے جو اس طرح زمین کے مالک ہوے و قال المترجم۔ اور یہ صحیح نہین کیونکہ قولہ التی بارکنا صفۃ الارض ہے پس خاص اس صفت کی زمین ہوئی نہ تمام زمین اور نیز حضرت داؤد و سلیمان تمام زمین کے بالکلیہ بادشاہ نہین ہوے ہین ہان بادشاہت جن و انسان پر ایک خاص طور سے تھی جو اورکسیکو نصیب نہین ہوئی اور قولہ تعالےٰ غدوہا شہر و رواحہا شہر کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالےٰ بیان ہوگا۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا۔ تمت الکلمۃ یعنے پورا و مستمر ہوا جیسے عرب بولتے ہین تم علیہم الامر یہ امر انپر تمام ہوا یعنے پورا جاری و ثابت ہوا اور مراد کلمہ سے وہ وعدہ و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمۃ و نجعلہم الوارثین الآیہ ہے اور یہی مجاہدؒ نے فرمایا اور اسکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض الآیہ مراد ہے اور دونون کی مراد ایک ہی ہے لیکن ثانی اقرب ہے مگر آنکہ اول کا نزول پہلے ہوا ہو حسنیٰ تانیث احسن ہے اور یہ کلمہ کی صفت واقع ہے اور بنی اسرائیل پر اس کلمہ حسنیٰ کے تمام ہونے سے مراد بطریق مجاز آنکہ جو وعدہ دیا گیا تھا کہ تمھارے دشمن کو ہلاک کر کے تمکو زمین مین خلیفہ کیا جائیگا وہ وعدہ پورا کیا گیا اور انجاز وعدہ کو مجازاً تمام الکلام اس لئے کہتے ہین کہ وعدہ گویا معلق لٹکا رہتا ہے پھر جب وہ چیز جسکا وعدہ ہے حاصل ہوگئی تو وعدہ تمام ہوگیا اور کلمہ کے تا کو یہان رسم الخط مین کشیدہ لکھا ہے اور بما صبروا کی با سببیہ ہے اور مترجم کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ با مقابلہ و عوض ہو یعنے بمقابلہ انکے صبر کے اور اللہ تعالےٰ کے انعام کے۔ اور یہ مالک کرنا اللہ تعالےٰ کی رحمت و مشیت ہے کما قال ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ۔ اور یہ کوئی بزرگی نہین الا آنکہ اس سے عاقبت کا تقویٰ حاصل ہو اور اسمین آمادگی ہے کہ صبر و ثابت قدمی کرنے اور نفس سے مخالفت کرنے مین بڑا درجہ

Marfat.com

ملتا ہے۔ یعنی اور تیرے رب کا کلمہ نیک بحق بنی اسرائیل پورا ہوا بمقابلہ ان لوگون کے صبر کے جو انھون نے ... اور فرعونیون کے قتل واذیت مین اٹھایا تھا۔ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ۔ ... اور ہلاک کر دینا اور ما یصنع سے مراد عمارت و مکانات۔ ما یعرشون بمعنے امینون لے ایر فعون۔ جو عمارتین بلند کرتے تھے کذا ... مجاہد۔ اور حسنؒ نے کہا کہ جو باغ انگور وغیرہ عریش پر چڑھاتے تھے ومنہ قولہ وہو الذی انشأ جنات معروشات الآیہ۔ اور اولی یہ ہے کہ ہلاک کرنا وڈھا دینا بطور عموم مجاز کے ہو جیسے بولتے ہین کہ فلان کا غرور ڈھایا اور یہ محاورہ عرب کا بھی متوافق ہے پس جسنے عموم مجاز کو اختیار کیا اسکے نزدیک فرعون واسکی قوم کی وہ سب چیزین جو ناپسند تھین اور تکبر کی تھین اللہ تعالے نے ڈھادین۔ یعنی اور ڈھایا ہم نے وہ کہ جسکو فرعون بناتا تھا اور اسکی قوم اور وہ جو وے بلند کرتے تھے۔ الحاصل فرعون واسکی قوم سرکش کافر ظالم کا یہ انجام ہوا اور بنو اسرائیل مطیع ایماندار مظلوم صابرون کو یہ عوض ملا کہ بجاے ان لوگون کے حاکم ہوئے۔ ف فی العرائس قولہ تعالے ولما وقع علیہم الرجز الآیۃ۔ اللہ تعالے نے مفسدون کے عہد توڑنے کی خبر دی۔ انمین وہ بھی داخل ہین جنھون نے واضح آیات وظاہر معجزات اور روشن کرامات دیکھکر عہد توڑا اور بلاؤن مین عذاب چکھنے کے بعد جان بوجھکر انکار کیا حالانکہ رسالت ونبوت وولایت کو سچا جان لیا تھا پس فرعونیون کا یہ حال تھا کہ جب ورطہ ہلاکت مین پڑے تو نبی اللہ موسی علیہ السلام سے التجا کی حالانکہ پہلے جفا کر چکے تھے مگر اس التجا وتوبہ نے کچھ نفع نہ دیا اور کیونکر نفع دیتی کہ علم ازل مین انکے حق مین شقاوت جاری ہو چکی تھی پس تیر نوبت انکی نجات مین بحسب انجام کارکارگر نہوا ایسی حال ان لوگونکا ہے جو مشائخ کے حق مین رعونت اور بے ادبی سے جفا کرتے ہین پس عوام سے انکی استعانت کچھ مفید نہوگی۔ قاسمؒ نے کہا کہ جو لوگ اوقات سلامت مین اسرار اولیار کی رعایت نہین رکھتے تو انکو مصیبت کے وقتون مین اولیار کی طرف التجا بھی مفید نہوگی تو نہین دیکھتا کہ فرعونیون کو نزول عذاب کے وقت التجا کرنا کچھ مفید نہوا جبکہ اُنھون نے موسیٰ سے مخالفت کی تھی حتی کہ وہ ہوا جو اللہ عزوجل نے فرمایا بقولہ فانتقمنا منہم فاغرقناہم فی الیم الآیۃ۔ یعنے عذاب ونقمت الٰہی مین گرفتار ہوکر غرق ہوگئے۔ قولہ تعالے وتمت کلمۃ ربک الحسنی الآیۃ۔ موارد حکمت بن آیت کے معنے سے اشارہ لیا جاتا ہے کہ کلمہ صفت ازلی ہے اور یہ یون ہے کہ اوتعالے عزوجل نے انکو سابق علم مین یاد فرمایا کہ عبادت خالصہ کی انکو توفیق ہوگی اور معرض امتحان مین مقبول ہونگے اور بلار ومحنت مین صابر رہینگے اور یہ محض عطار ورحمت ہے کیونکہ وقوع فعل وجزار اور صبر ورضار کی انکے حق مین اوتعالے سے یہ نعمت انکو مل چکی تھی پس وہ انکے وجود سے پہلے محض انعام وفضل سے انپر پوری ہو چکی تھی پس توفیق طاعت وعطار معرفت سے یہ کلمہ پورا ہو گیا اور عنایت الٰہی ازلی کچھ انکے صبر واحتمال ظلم پر معلق نہ تھی بلکہ کلمۃ الحسنی کی میراث مین سے یہ بات ہے کہ اُن لوگون سے ایسے افعال صادر ہوئے اگر یہ نہوتا تو وہ کبھی صبر نہ کرتے۔ تو نہین دیکھتا کہ حق تعالے نے فرمایا۔ واصبر ک الا باللہ۔ پس تمت کلمۃ ربک الحسنی کے یہ معنے ہین کہ بدون علت اکتساب کے ان لوگون پر عنایت ازلی پوری ہو گئی اور اوتعالے کی صفات ازلی کسی علت حدوث کی محتاج نہین کیونکہ حدوث کو اللہ تعالے کے برگزیدہ کرنے مین کچھ دخل نہین ہے۔ قال الجنید رحمہ اللہ طالبوا اتمام الکلمۃ بوجود النعمۃ والوفا علی الصبر فاستشعروا التثبت بحبائل الوفار عند من ابلاہم لیتم علیہم کلمۃ الحسنی بجمیل الثنار علی الصبر الذی ضمن لہم اتمامہا بالوفار ... الخراز نے فرمایا کہ صبر پر مواظبت کرنے سے انھون نے تمام نعمت کو طلب کیا اور شعور حاصل پایا کہ جس وعدہ کے اتمام کا انسے وعدہ فرمایا وہ اسوقت تمام ہوگا جبکہ شرائط صبر کو بجالاوین ان بلاؤن مین جو انپر لازم ہوئی ہین اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا کہ کلمہ حسنیٰ انپر انکے صبر کرنے سے تمام ہوا اور انکو میراث ملک دنیا وعقبیٰ عطا ہوئی۔ انتہی ما فی العرائس۔ سراج مین ہے کہ یہا تمکنا اللہ تعالے ...

Marfat.com

[تکذیب] وبد انجام کو بیان فرما کر بنی اسرائیل کے اخبار بیان فرمائے کہ انھون نے ناشکری سے بعد نجات کے اور اتمام نعمت کے کیا کیا باتین احداث
کین اور کیونکر تادیباً سزا پائی فقال تعالے

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰٓ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوا يَٰمُوسَى اجْعَل لَّنَآ

اور پار اُتارا ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے تو پہونچے ایک لوگون پر کہ پوجنے مین لگ رہے تھے اپنے بتون کے بولے اے موسی بنادے ہمکو بھی

إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَٰطِلٌ مَّا

ایک بت جیسے انکے بت ہین کہا تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو ہین تباہ ہونا ہے جس کام مین لگے ہین اور غلط ہے جو

كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

کر رہے ہین

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ اور تجاوز کرادیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے۔ یعنے فرعون مع قوم کو ڈبانے سے پہلے ہمنے بنو اسرائیل کو سمندر سے پار اُتار دیا جیسا کہ پارہ اول مین بیان ہوچکا اور یہان عطف قصہ اتمام کلمہ حسنی کا بنی اسرائیل پر ہے۔ مروی ہے کہ سمندر سے عاشورار کے روز تجاوز فرمایا تھا اور موسی علیہ السلام نے اس روز شکر کا روزہ رکھا تھا حضرت محمد صلعم نے رمضان سے پہلے عاشورار کا روزہ رکھا اور حکم دیا ہے بلکہ کہا گیا کہ واجب تھا وثبت بما اخرجہ البخاری وہو من ثلاثیاتہ خطیب نے کہا کہ بنی اسرائیل پر وعدہ پورا ہوا اور اسمین قید تھی کہ فینظر کیف تعملون۔ یعنے تمکو خلیفہ کرکے دیکھے کہ کیسے عمل کرتے ہو۔ مگر بنی اسرائیل نے پہلے ہی سے رعایت نعمت چھوڑنی شروع کی چنانچہ ذکر فرمایا۔ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰٓ أَصْنَامٍ لَّهُمْ اے فمروا علی قوم کانوا مقیمین علی عبادۃ اصنام لہم پس گذرے ایک ایسی قوم پر جو اپنے بتون کی عبادت پر مقیم تھے۔ ابن جریج نے کہا کہ گائے کی صورت کے بت بنے ہوے تھے اور یہین سے بنی اسرائیل کے دلون مین ان بتون کی صورت جمی تھی حتی کہ جب سامری نے گوسالہ بنایا تو اسکے فتنہ مین پڑگئے بعض نے کہا کہ یہ قوم جسکا بیان ہے قوم لخم سے تھے اور سمندر کنارے بستے تھے اور بعض مفسرین نے کہا کہ کنعانی لوگ تھے جنپر جہاد کرنے کا موسیٰ کو حکم تھا۔ قَالُوا يَٰمُوسَى اجْعَل لَّنَآ إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ۔ بنو اسرائیل بولے کہ اے موسیٰ ہمارے واسطے الہٰ بنادے جیسے ان لوگون کے آلہہ ہین۔ بنو اسرائیل سے بعضے مراد ہین سب نہین کیونکہ حضرت موسیٰ کے ساتھ وہ ستر آدمی بھی تھے جنکو مناجات کو جانے کے وقت چھانٹا گیا اور ایسے صالحین بھی تھے کہ انکی شان بالیقین ایسے سوال کی نہین تھی۔ اور لفظ یاموسی سے خطاب کرنے مین انکی جفار وسخت دلی کا اظہار ہے مگر بت بنادینے کی درخواست کے مقابلہ مین اسکا کیا ذکر ہے کہ اللہ تعالے کی وحدانیت پر دلیلین وآیات معجزات دفرعونیون پر تواتر طوفان وغیرہ کے نشانات دیکھ لیے اور فرعون کے عدم توحید پر غرق ہونے کو جان لینے کے باوجود انتہا درجہ کی جہالت سے یہ سمجھے کہ اللہ تعالے کے سوا غیر کی عبادت بھی جائز ہے جبکہ آلہ مقرر کیا جاوے اسی واسطے موسی علیہ السلام کا جواب نقل فرمایا کہ۔ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ۔ موسی علیہ السلام نے ان لوگون کو جواب دیا کہ تم ایسی قوم ہو کہ جہالت کرتے ہو۔ یعنے نئی نئی جہالت نکالتے ہو۔ اور تجہلون کا مفعول محذوف ہے یعنی نعمت الٰہی جو ہوئی اسکے مقابلہ مین جہالت سے غیر خدا کی عبادت مانگی مفسرین نے لکھا کہ مفعول محذوف کرنے مین جہل مطلق کی تعریض ہے کیونکہ جہالت کے واسطے کوئی بات خاص نہین فرمائی۔ اور جملہ بحرف اِنَّ جو واسطے تحقیق کے ہے یہ انکی جہالت کی تاکید ہے کیونکہ بعد معائنہ و مشاہدہ ان آیات کثیرہ کے جو گذر چکی تھین پھر ایسا سوال کرنا سخت بعید تھا اور بہت شنیع تھا۔ فی السراج امین حضرت محمد صلعم کو تسلی ہے

Marfat.com

کہ مدینہ کی قوم یہود سے جو جاہلانہ قابل تعجب باتین معائنہ کرتے تھے انکو انکے باپ دادون پر قیاس کرنا چاہئے قال الله تعالیٰ
مقصود یہ ہے کہ بعد نزول ان آیات کے مدینہ مین یہ آیتین آپ کیلئے یہود کا حال دیکھنے کے وقت تسلی ہوگئی ہین ورنہ سورہ اعراف مکی ہے
فافهم پھر حضرت موسیٰ کی نصیحت بیان فرمائی کہ جہان بنی اسرائیل کو سمجھایا ۔ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ تبار بمعنی الکسر
جو شکستہ برتن ہوگیا ہے ۔ ان حرف تحقیق داخل ہے جملہ اسمیہ پر اور ہؤلاء مبتدا اور متبر اسم فیہ یعنی بالکسا ہے وہ چیز جسمین وہ پڑے ہین
یہ جملہ خبر مبتدا ہے ۔ حاصل ترجمہ یہ ہوا کہ البتہ یہ لوگ اس حال مین پڑے ہین کہ جس چیز مین وہ گھسے ہوئے ہین وہ متبر ہے ۔ فی البیضاوی مهدم
یعنی الله تعالیٰ ڈھادیگا انکے اس دین کو جسپر وہ جمے ہین اور انکے بتون کو ریزہ ریزہ کر دیگا ۔ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ اور باطل مضمحل
ہے جو یہ لوگ عمل کرتے ہین کہ ان بتون کی عبادت کرتے ہین اگرچہ اس سے انکی مراد یہی ہو کہ الله تعالیٰ سے تقرب حاصل کرین کیونکہ الله تعالیٰ
کے سوائے غیر کی عبادت مین مشغول ہوا تو اُسنے اپنے قلب سے معرفت الٰہی کو زائل کر دیا حالانکہ عبادت سے مقصود یہی تھا کہ معرفت حاصل ہو
یہین سے کہا گیا کہ جس چیز سے دل پُر ہو وہی تیرا معبود ہے لہذا سوائے حضرت باری تعالیٰ کے کسی تصور کو اسطرح رکھنا روا نہین ہے
اور یہ بڑی سخت بلا ہے اسیواسطے اس کلام کو نہایت سخت تاکیدات سے بیان فرمایا ۔ فی البیضاوی ۔ اس کلام مین بنی اسرائیل کو اس
چیز سے جو انھون نے مانگی تھی کمال نفرت دلانے اور تحذیر کرنے کے واسطے یہ تمام مبالغہ کیا کہ ہؤلاء اسم اشارہ کو ان کا اسم کیا اور جسمین وہ
پڑے ہین اسکو متبر فرماکر خبر دی اور انکے افعال کے باطل ہونے کی خبر دی اور دونون جملہ جو انّ کی خبر واقع ہین انمین خبر کو مقدم فرمایا
یعنی ما ہم فیہ متبر مین خبر مقدم فرمائی اور باطل ما کانوا یعملون مین بھی ایسا ہی ہے پس تنبیہ ہے کہ اس حال کو ہلاکت ضرور لاحق ہے اور
انکے اعمال کو سوائے بطلان و نیستی کے کچھ نہین ہے ۔ تمام کلام کا حاصل یہ ہے جو شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ بنو اسرائیل کے جاہلون نے واقعہ
فرعون و قبط مین بڑی بڑی آیات و معجزات دیکھنے کے بعد سمندر سے اُتر کر نجات پاکر جہالت سے ایک قوم کو بت پوجتے دیکھکر موسیٰ علیہ السلام سے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی ایک ایسا ہی بُت بنا دیجئے جیسے ان لوگون کے بت ہین ۔ حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ تم لوگ عظمت و جلال الٰہی
سے جاہل قوم ہو ۔ اے نادانو یہ لوگ جس حال مین پڑے ہین یہ خواہ مخواہ ہلاک شدہ ہے اور جن اعمال مین پڑے ہین خواہ مخواہ حبط و نیست ہین
امام احمدؒ نے ابو واقد اللیثی سے روایت کی کہ ہم لوگ آنحضرت صلے الله علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کو نکلے راہ مین سدرہ پر ہوکر گذرے تو
مین نے کہا کہ یارسول الله ہمارے واسطے بھی ایسا ہی ذات انواط بنا دیجئے جیسے کافرون کا یہ ذات انواط ہے اور کافرون کا قاعدہ تھا کہ ایک
سدرہ سے اپنے ہتھیار لٹکاتے اور اسکے گرد اعتکاف کرتے پس نبی صلے الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ الله اکبر ۔ یہ تو ویسا ہی سوال ہے جیسا بنو اسرائیل
نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ تم بھی اپنے اگلون کی راہ پر چلوگے وقد رواہ ابن ابی شیبۃ والنسائی وابن المنذر
وابن مردویہ وابو الشیخ والطبرانی وابن ابی حاتم والترمذی وقال حدیث صحیح

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

کہا کیا الله کے سوائے لا دون تمکو کوئی معبود اور اُسنے تمکو بزرگی دی سب جہان پر اور وہ وقت یاد کرو جب بچا نکالا ہمنے تمکو فرعون والون سے دیتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۤءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ

مار مار ڈالتے تمھارے بیٹے اور جیتی رکھتے تمھاری عورتین اور اسمین احسان ہے تمھارے رب کا بڑا

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا ۔ اے قال لہم موسیٰ علیہ السلام مجیبا علی وجہ التعجب والانکار اغیر الله ابغی لکم الٰہا یعنی موسیٰ

Marfat.com

ان لوگون کو انکے اس قول کا کہ ہمارے واسطے ایک آلہ بنا دے یہ جواب بطور تعجب کے انکار کرتے ہوئے دیا کہ کیا اللہ تعالے کے سوا لہ تلاش کرون مین کوئی آلہ کیونکر بنا دیتا یہ تو تمھاری جہالت ہے مین تلاش بھی ہرگز نہین کر سکتا اور حال یہ ہے کہ وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اسنے تمکو عالمین پر فضیلت دی ہے۔ حاصل آنکہ آلہ کوئی ایسی چیز نہین کہ طلب و تلاش کیجاوے اور بنا لیجاوے بلکہ آلہ تو وہی ایک حضرت رب العزۃ خالق عزوجل ہے جو ہر بات پر قادر ہے اور ایجاد کر کے زندگی دی ہے اور تمام نعمتین عطا فرمائین اور تمکو تمام عالمین پر فضیلت دی پس وہی اللہ تعالے آلہ معبود ہے جسکی عبادت تمام مخلوق پر واجب ہے پس اسکی عبادت سے غیر کی عبادت کی طرف عدول کیونکر روا ہے۔ اسمین تنبیہ ہے کہ ان لوگون نے نعمت کے شکریہ کے مقابلہ مین بہت بیہودہ بات زبان سے نکالی کیونکہ اللہ تعالے نے انکو محض فضل سے بدون استحقاق کے انکے ہمسر و ہم مثل لوگون پر تخصیص دی اور ان لوگون نے قصد کیا کہ اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے ایک نہایت خسیس چیز سے اسکی جناب مین شرک کرین۔ ذکرہ البیضاویؒ پھر واضح ہو کہ عالمین پر جو انکی تفضیل نکلتی ہے اُسکے معنے مین دو قول ہین اول آنکہ اللہ تعالے نے انکو انکے زمانہ کے عالمون پر فضیلت دی تھی سوا ے ایسے اہل علم کے جو ازراہ عقل مخصوص ہون مانند انبیاء علیہم السلام کے۔ قول دوم آنکہ اللہ تعالے نے ان آیات و معجزات کے ساتھ انکو مخصوص فرمایا تھا پس مثل اسکے عالمین مین سے اور کسی کو حاصل نہین ہوئین اگرچہ اور لوگون کو ان آیات کے سوا اور آیات اُنسے بہت بڑھکر حاصل ہوئی ہون مثلاً زید کو عمرو سے علم حساب خوب زیادہ معلوم ہے تو اس خاص فن مین اسکو فضیلت ہے اگرچہ عمرو اسکی بہ نسبت علم اقلیدس و علم مثلث و علم منطق و علوم عربیہ وغیرہ بہت سے علمون مین سے زید سے افضل ہو۔ اور مفسر رحمہ اللہ نے قول اول اختیار کیا اور یہ فضیلت ان کے زمانہ کے عالمین پر ان امور مین انعام کی وجہ سے قرار دی جو مابعد مین مذکور ہین بقولہ۔ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔ اے واذکروا اذ انجیناکم۔ اور ابن عامر کی قراءۃ مین۔ اذ انجاکم۔ ہے یعنے اور یاد کرو اُسوقت کو کہ نجات دی ہم نے تمکو۔ یا نجات دی اُسنے یعنے اللہ تعالے نے تمکو آل فرعون سے درحالیکہ۔ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ تکلیف دیتے تھے اور چکھاتے تھے تم کو بہت سخت عذاب اور وہ یہ ہے کہ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ تقتیل سے یا قتل سے دونون قراءۃ سبعہ مین سے ہین۔ پارہ پارہ کرتے یا قتل کرتے تمھارے لڑکون کو۔ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ۔ اور زندہ باقی رکھتے تھے تمھاری عورتون کو۔ وَفِيْ ذٰلِكُمْ اور اس نجات دینے یا عذاب ہونے مین۔ بَلَآءٌ انعام سے یا امتحان ہے مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ تمھارے پروردگار کی طرف سے بڑا۔ بلا بمعنے انعام بھی آیا اور امتحان بھی ہے لہذا یہان دو تفسیر کی طرف اشارہ کیا اور عظیم صفت بلا ہے اور من ربکم اے کائن من ربکم۔ پس ایک تفسیر یہ کہ اس نجات دینے مین انعام بڑا تمھارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ دوم آنکہ اس عذاب مین امتحان بڑا تمھارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ انجیناکم حکایت بزبان موسیٰ ہے اور وہ وقت نجات دینے کا یاد دلا کر بصیغہ تکلم جناب باری تعالے کی طرف توجہ دلائی۔ حاصل آنکہ یہ نعمتین یاد کر کے نصیحت و عبرت نہین لیتے کہ جو تمنے تاکہ کبھی اس سے باز رہو۔ قصہ مین سب کو تنبیہ ہے۔ پھر جو تفسیر مذکور ہوئی یہی موجودہ تفاسیر مین ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور فتح البیان کے مؤلف نے جو لکھا کہ یہ تفسیر اس بنا پر کہ کلام حکایت از موسیٰ ہو۔ اور اگر محمد صلعم کے عصر کے موجودہ یہود کو خطاب قرار دیا جاوے تو یہ ہے واذکروا اذ انجینا اسلافکم۔ یعنے اے موجودہ یہود تم یاد کرو وہ وقت کہ ہم نے تمھارے اسلاف کو نجات دی الخ۔ تو اس تفسیر مین تامل ہے کیونکہ سورہ مکیہ ہے اور یہود مدینہ مین تھے اور مستثنیات مین یہ آیت مذکور نہین ہے فافہم ف۔ فی العرائس قال اغیر اللہ ابغیکم الٰہا وهو فضلكم على العالمين اللہ تعالے نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بنو اسرائیل کے جاہلون کا قول رد کر دیا جو انھون نے کہا تھا کہ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ یعنے

Marfat.com

تم لوگ انسانیت کے درجہ پر رہو اور عقل کا شرف باقی رکھو اور حیوانیت کے درجہ پر مت جاؤ اس قدم بت پرستی
اللہ تعالےٰ نے فضل دیا ہے اور توحید و شریعت کو تمھارے لیے پسند فرمایا ہے حاصل آنکہ تم غیر کو معبود بنانے کے لیے
خلاف مقتضاے عقل کرتے ہو حالانکہ او تعالےٰ نے اپنے کرم و رحمت سے عقل دی ہے جو اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی غیر کی بندگی
نہین کرتی ہے کیونکہ وہی عقل ملکی ہے کہ قدیم کو حادث سے فرد اور اکیلا بتوفیق الٰہی اعتقاد کرتی ہے اور اس عقل کا وہی خالق ہے جسکی
عبادت کرنی چاہتی ہے اور اُسی نے تم کو ایسی عمدہ صورت دی ہے کہ اگر تم اس سے عبرت حاصل کرو تو یقین جان لو کہ اسکا پیدا کرنے
بنانے والا وہی اکیلا پاک پروردگار ہے کوئی اسکا شریک وضد وہمتا کچھ بھی نہین ہے تم کو اسنے یہ فضیلت دی تمام عالمون پر کہ مجھے تم
رسول کرکے بھیجا ہے اور مین تم پر اللہ تعالےٰ کی نعمتین جو تمھارے مقدر مین پوری کردونگا۔ شیخ ابو عثمانؒ نے کہا کہ معنے آنکہ بھلا اللہ تعالےٰ
کے سوائے تو غیر کو طلب کرتا ہے حالانکہ اسی نے تجھکو تیرے سولے تمام مخلوقات پر فضیلت دی پس سوائے اللہ تعالےٰ کے غیر کی طرف
خضوع و بندگی کرکے ذلیل ہوتا ہے حالانکہ او تعالےٰ نے اپنے انعام سے تجھکو اس غیر پر سرفراز کیا ہے پس تو چاہتا ہے کہ ذلیل کے سامنے
بندہ بنکر اس سے بھی زیادہ ذلیل و بدتر ہوجاوے اور غضب مین پڑے انتہی۔ پھر اللہ عزوجل نے اپنے نبی موسیٰؑ کو کتاب توریت دینے کا
حال ذکر فرمایا جس سے انکو معلوم ہوجاوے کہ کیا کہنا و کرنا و اعتقاد رکھنا چاہیئے اور کیا نہین چاہیئے اور مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے بنواسرائیل سے مصر مین وعدہ کیا تھا کہ فرعون ہلاک ہوگا اور اللہ تعالےٰ تمکو کتاب پاک دیگا پس اب اسکے عطا کو بیان فرمایا۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى

اور وعدہ ٹھہرایا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو دس سے تب پوری ہوئی مدت تیرے رب کی چالیس رات اور کہا موسیٰ نے

لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اپنے بھائی ہارون کو میرا خلیفہ رہ میری قوم مین اور سنوار اور نہ چل بگاڑنے والون کی راہ

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى۔ واعدنا از مواعدت تو اکثر قرا کی قراءۃ ہے اور وعدنا سے بدون الف کے ابو عمرو کی قراءۃ ہے۔ ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً
نکلمہ عند انتہاءہا بان یصومہا۔ المعنی وعدہ دیا ہم نے موسیٰؑ کو تیس۳۰ رات کا کہ ہم کلام کرینگے اس مدت کے پورے ہونے پر باین طور کہ روزے
کے ساتھ اس مدت کو پورا کرے پس اگر شرط پوری کی تو ہم کلام کرینگے اور یہ مہینہ ذوالقعدہ کا تھا اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے جسمین سے مجاہد
و مسروق و ابن جریج ہین اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے پس موسیٰ علیہ السلام نے اس مدت مین دن کو روزے رکھے اور رات مین عبادت
کی پھر جب مدت پوری ہونے کو تھی کہ موسیٰؑ علیہ السلام نے روزے کی وجہ سے جو مُنھ مین ایک قسم کی خلوف ہوجاتی ہے جسکو لوگ اپنے جہل
و خیال سے بدبو سمجھتے ہین موسیٰ علیہ السلام نے بھی بمقتضاے بشریت اسکو بُرا سمجھ کر جس جنگل کے غار مین گوشہ نشین ہوکر عبادت مین تھے
وہین ایک درخت کے ریشہ سے مسواک لیکر اس سے مسواک کرلی پس ملائکہ نے کہا کہ ہم آپ کے مُنھ سے مشک کی خوشبو پاتے تھے اسکو
آپ نے بگاڑ دیا اور مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ تو نے نہین جانا کہ روزہ دار کے مُنھ کے خلوف تو اللہ تعالےٰ کے
نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے پھر اللہ تعالےٰ نے اور دس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تاکہ مع خلوف دہن کے کلام کرنے کو
جیساکہ او تعالےٰ نے فرمایا۔ وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ۔ اور پورا کیا ہم نے اس مدت کو دس راتون سے۔ اور یہ دس راتین ذی الحجہ کی تھین
اس قول پر دسوین تاریخ ذی الحجہ کو کلام نصیب ہوا اور اسی روز اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کے واسطے دین پورا کیا

الیوم اکملت لکم الآیۃ جیساکہ اسکی تفسیر مین گذرا کہ عرفات مین جمعہ کے روز اسکا نزول ہوا ہے۔ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً یعنی موسیٰ سے کلام کرنیکا وقت وعدہ۔ پس میقات اور وقت مین فرق یہ ہے کہ میقات وہ وقت جسمین کوئی کام مقدر ہوا اور وقت عام جو اس کے واسطے ہو عام اس سے کہ کوئی مقدار مقرر ہو یا نہو اور اربعین کو نصب بنابر آنکہ حال ہے اور لیلۃً اسکی تمیز ہے اے تم بالغاً ہذہ العدۃ۔ اور یہ چالیس یعنے پہلی تیس راتین اور یہ دس راتین ملکر ہوئین اگر کہا جاوے کہ یہ تو ہر شخص جانتا ہے اسکے بیان مین کیا حکمت ہے جواب آنکہ واتممناہا بعشر مین ابہام تھا کہ تیس راتین ہی دس سے تمم ہون یا ین طور کہ اول دو دہائی ہون پھر تیسری دہائی سے تمیم ہوئی لہذا چالیس سے تصریح کرنے مین ابہام دور ہوا۔ ہکذا ذکرہ المفسرون ولم یرض بہ المترجم حق رضا فانہ قلیل الجدوی علی انہ لو قیل بعشر سوا ہالزال الوہم المذکور ثم بلکہ اس مین اعلام ہے میقات الرب تبارک وتعالے چالیس ہے اور بعضے اہل تحقیق نے ذکر کیا ہے کہ عدد چالیس کے واسطے مقامات خاص مین ایک تکمیل خاص ہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام کو چالیس برس پر نبوت ہوتی ہے اور نظائر اور بھی ہین فصلہ فی المواہب۔ معنے آنکہ پھر پوری ہوگئی میقات یعنے پورا ہوا موسیٰ سے اسکے پروردگار کا کلام کرنے کا وقت وعدہ درحالیکہ پہونچا چالیس رات تک۔ سورہ بقرہ مین ان چالیس کو مجمل ذکر فرمایا ہے اور یہان تفصیل کردی ہے۔ پھر جب میقات پوری ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کو جانے کا قصد کیا اپنے بھائی کو وصیت کی کما قال تعالے وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي۔ اخلفنی بمعنے کن خلیفتی۔ تو میرا خلیفہ ہوکر رہ وَأَصْلِحْ امرہم۔ اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ ہوکر رہ میری قوم مین اور اصلاح کر انکے کام کی۔ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ۔ اور مت پیروی کر مفسدون کے راہ کی۔ اگر کہا جاوے کہ ہارون علیہ السلام بھی نبی بزرگ تھے انکی شان سے نہ تھا کہ مفسدون کی راہ چلین اور وہ خود اصلاح کرتے اور خود نبی تھے انکو خلیفہ کیا مقرر فرمایا۔ تو جواب یہ ہے کہ راہ مفسدین کی پیروی سے یہ مراد ہے کہ کسی مفسد کی بات مین اسکی موافقت نکرین اور مقصود اس سے تاکید ہے اور ہارون اگرچہ نبی بزرگ تھے مگر اس رسالت مین موسیٰ علیہ السلام کے تابع اور انکے مددگار اور وزیر تھے۔ کما حکی اللہ تعالے واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی الآیۃ۔ اور وزیر اصل نہین ہوتا بلکہ کار سلطنت مین بطور نیابت انجام دیتا ہے تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔ یعنے تو میرا بھائی رشتہ دار میرا نائب اس کام مین ایسا ہے جیسے حضرت موسیٰ کے نائب ہارون انکے بھائی تھے اور بعض مفسرین نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میقات کو کوہ طور کے دامن مین تمام کرنے کے لیے جاتے وقت ہارون کو خلیفہ کیا تھا چنانچہ ابن عباس رض سے مروی ہے کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے تیس راتون کے بعد وعدہ دیا ہے کہ مین ملون اور تم پر مین ہارون کو خلیفہ کرتا ہون پھر جب موسیٰ روانہ ہوگئے تو وہان میقات مین اللہ تعالے نے دس راتین اور بڑھادین پس بنی اسرائیل جو سامری کے فتنہ مین مبتلا ہوے وہ انھین دس راتون کے اندر مبتلا ہوے تھے۔ کما سیاتی القصۃ انشاء اللہ تعالے۔ بالجملہ موسیٰ علیہ السلام وصیت کرکے روانہ ہوئے کذا فی العرائس۔ قولہ تعالے وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ الآیۃ۔ سنت الٰہی عزوجل مین سے یہ بات ہے کہ جب کسی بندے کو کسی مرتبہ سے مشرف کرنا چاہا جو اُسکو حاصل نہ تھا اور قربت ومناجات دینی چاہی اور ملک وملکوت کے عجائب اسپر ظاہر کرنے چاہے تو اسکو کدورت سے صاف اور ہر قصد وہمت سے خالص فرماتا ہے اور طرح طرح کے مجاہدہ سے اسکو مرتاض فرماتا ہے اور اسکے پیٹ کو کھانے سے خالی رہنے کا حکم دیتا ہے الا اسقدر کہ جس سے اسکی بشریت قائم رہے تاکہ غواشی قلب بسبب اسکی شدت گرسنگی کے سوختہ ہوجاوین اور قلب اسکا مقام نظر پاکیزہ ہوا اور آب ریاضت ومجاہدہ سے اسکے جوارح کو طاہر وپاک فرماتا ہے اور زاویہ خلوت مین لطائف

مناجات ومشاہدہ کا مشتاق فرماتا ہے اور اوتعالے عزوجل کی راہ مین اولیاء کے گوش دل کھلتے اور چشم ارواح کشادہ ہو [illegible]
تاکہ انکو اپنا کلام سنادے اور اپنا جلال وجمال دکھلادے اور ان اوقات مین نسیم مشاہدہ انکے خلوات ومناجات مین انکو [illegible]
وہی لوگ پاتے ہین جو مراقبہ وریاضت مین قائم ہین اور اسی طرف اشارہ ہے فیما یروی بقولہ ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لها
اور یہین سے چالیس رات کا چلہ۔ ابتداء حال مین اولیاء اللہ کے حق مین خالص نیت سے خلوت وریاضت وحصول حکمت ازلی واسرار عجیبہ
ومکاشفات غریبہ کے واسطے سنت مقرر ہوگیا ہے کیونکہ انوار وحکمت الٰہی کا ظہور اسی شخص کے واسطے ہوتا ہے جو اللہ تعالے کے واسطے جملہ اغیار سے
حتی کہ اپنے نفس کی پرداخت سے بھی منفرد ہوجاوے ومن ہہنا یروی ان من اخلص للہ اربعین صباحا ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه
یعنے چالیس راتین جو شخص خلوص نیت سے اللہ تعالے کی جناب مین عبادت پر قائم رہے اسکے قلب سے حکمت کے چشمہ اس کی زبان پر روان
ہوتے ہین۔ پھر جب تیس راتین پوری ہوئین تو لذیذ خطاب سے اور لطف جمال سے وقت پورا نہوا یعنے اسقدر مین تکمیل نہوئی تو اور درخواست
کی پس دس راتین اور زائد عطا ہوئین اور یہ انکے غلبہ شوق وعشق ومحبت کا نتیجہ تھا اور یہی فرمایا کہ اتممنا ہا بعشر پس یہ شہود عین کا تتمہ تھا
چنانچہ پوری میقات کو فرمایا کہ فتم میقات ربہ اربعین لیلة۔ اور اربعین سے مراد تواتر حالات اور استقامت بواردات ہے تاکہ اسکے بعد جملہ کشف کو
متحمل ہوسکے اور انوار قدم کے ظہور پر مستقیم رہے۔ اور رات کا ذکر اس معنے کر ہے کہ اغیار کی نظر سے اسرار مخفی رہین اور مواصلت صافی ہو پس
سبحان اللہ کیا شان ہے رات کی کہ کیا کیا پاکیزہ خطاب سنتی ہے اور کیا کیا لطائف وعجائب دیکھتی ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کے وعدے مین
ایک میقات اسواسطے مقرر فرمادی کہ شوق وخوف وہیجان ومحبت کا غلبہ ہو۔ ابوبکر بن طاہرؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات تھی کہ موسی علیہ السلام
جب پروردگار تعالے کی مناجات مین جاتے تھے تو بھوک نہ لگی اور جب خضر علیہ السلام کی ملاقات کو جاتے تھے تو آدھے دن مین بھوکے
ہوگئے کما فی قولہ آتنا غداءنا لقد لقینا الآیۃ تو جواب دیا کہ مناجات الٰہی کی ہیبت نے اسکو کھانا پانی سب بھلادیا اور قصہ خضر کے سفر مین بلاء
پر بلاء زیادہ ہوئی کیونکہ وہ سفر تادیب تھا بخلاف مناجات کے کہ وہ سفر کرامت تھا۔ پھر جب مناجات کے سفر کا قصد کیا تو ہارون کو قوم پر خلیفہ
کردیا اور یہ غیرت لسماع اسرار ازل ہے وہو قولہ تعالے وقال موسی لاخیه هارون اخلفنی فی قومی الآیۃ۔ ہارون کو شریعت پر خلیفہ کیا اور مقام
حقیقت مین خود منفرد ہوگئے کیونکہ حقیقت مین غیر کی گنجایش درمیان مین نہین ہے عشق مین شرکت نہین ہوتی ہے کیونکہ عشق کو عاشق کے
وجود پر غیرت ہے صرف معشوق کا باقی ہونا مقتضائے عشق ہے پھر غیر کی کہان گنجایش ہے پس ہارون علیہ السلام نے جو نبی صالح تھے بلا گفتگو
خلافت کو قبول کرلیا اور کوئی درخواست نہین کی اگرچہ انکے دل مین درگاہ مناجات تک ساتھ حاضر ہونے کا اشتیاق ہوا۔ استادؒ نے کہا کہ
فرعون کی طرف بھیجے جانے کے وقت موسیٰ نے خود درخواست کی کہ واشرکہ فی امری الآیۃ۔ اور جب خطاب ومناجات کی طرف قصد کیا تو
ہارون سے کہا کہ اخلفنی فی قومی الآیۃ۔ اور یہ علم ورضاے ہارون علیہ السلام پر دلیل ہے اور آیت مین دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خلیفہ نجیب
نقیب ہوتے ہین مگر انکی یہی علامت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی سنت پر قدم بقدم چلتے ہین اور انھین کے اسوہ اور طریقہ کی پیروی کرتے ہین
اور آخر انکے طفیل مین صدق ارادت کی وجہ سے درجات پاتے ہین۔ شیخ محمد بن حامدؒ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے خلیفہ اور انکے خلیفہ کے خلیفہ
برابر چلے آتے ہین جو ایک دوسرے کے بعد امت مین بسنت اصحاب خلافت کرتے ہین اور طریقہ انکا وہی ہوتا ہے جو اصحابؓ کا طریقہ تھا
اپنے مطاع کے بعد چونکہ اسی کے طریقہ پر ہوتا ہے اور وہ بطریقہ نبوت ہے لہذا سب بسنت نبی علیہ السلام ہوتے ہین اور امت والے جس [illegible]
ضائع کرنا چاہتے ہین اسکی یہ لوگ حفاظت کرتے ہین اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب سے اول اس مقام پر حضرت [illegible]

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہوئے تھے اور اگر اسطرح خلافت مین اولی بسنت قائم نہوتا تو انبیار علیہم السلام کی سنت کی حفاظت اپنے طریقہ پر نہوتی کیونکہ حفظ کسی چیز کا اسکے طریقہ پر منوط ہے اور وہ بعد الہام وعلم ہے اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوا چنانچہ مرتدون کے قتال پر آمادہ ہوئے اور مانند اسکے امور صریح ہین۔ قال المترجم حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ پہلے ہم لوگون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم کہ مرتد لوگون سے جہاد کیا جاوے مکروہ جانا تھا اور آخرکار جب انجام معلوم ہوا تو ہم نے بہت تعریف کی اور اللہ تعالے کی حمد وثنا ادا کی۔
قال الشیخ پھر جب موسی علیہ السلام کدورات بشریت سے پاک اور شوق ومشاہدہ مین مستقیم ہوئے اور میقات پوری ہوئی تو تعلقات خلائق سے منقطع ہونے کے بعد مقام مناجات الٰہی کے واسطے حاضر ہوئے کما قال تعالے

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ

اور جب پہونچا موسے ہمارے وقت پر اور کلام کیا اُس سے اُسکے رب نے بولا اے رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن

انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ

دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جاگہ تو آگے دیکھیگا مجکو پھر جب نمودار ہوا رب اُسکا پہاڑ کیطرف کیا اُسکو ڈھا کر برابر اور

خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہے مین نے توبہ کی تیرے پاس اور مین سب سے پہلے یقین لایا

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا۔ اے للوقت الذی واعدناہ بالکلام فیہ۔ اور جب آیا موسی ہماری میقات پر یعنے ایسے وقت پر جسمین ہم نے اس سے کلام کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور کلام کیا اُس سے اسکے پروردگار نے۔ اگر کہا جاوے کہ اوپر کے سیاق سے ظاہر یون تھا وکلمناہ۔ اور ہم نے اس سے کلام کیا۔ تو جواب یہ کہ اسمین صنعت التفات ہے اور تصریح وتاکید ہے کہ کلام اسکے پروردگار نے کیا بدون واسطہ کے اور کلام اسمین آتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ۔ اے قال رب ارنی نفسک انظر الیک۔ یعنے کہا کہ اے پروردگار میرے دکھلادے مجھے اپنی ذات کہ مین تیری طرف نظر کرون۔ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ اے لاتقدر علی رویتی۔ فرمایا کہ تو مجھے نہین دیکھیگا یعنے تو مجھے دیکھنے پر قدرت وطاقت نہین رکھتا ہے۔ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ ولیکن پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ جو تجھسے زیادہ قوی ہے فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ۔ پس اگر پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ تو البتہ تو مجھے دیکھ لیگا ورنہ تجھے طاقت نہین ہے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پھر جب تجلی فرمائی اسکے پروردگار نے پہاڑ کے لیے جَعَلَهٗ دَكًّا تو کردیا پہاڑ کو مدکوک زمین کے برابر۔ حمزہ وکسائی کی قراءۃ مین۔ دکاء بمد ہمزہ ہے اور باقیون کی قراءۃ بالقصر ہے۔ وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا۔ اور گرا موسی صعق ہو کر یعنے غشی مین ہو کر فَلَمَّآ اَفَاقَ پھر جب افاقہ پایا یعنے غشی سے اور بعض نے جو کہا کہ صعقا بمعنے مردہ ہو کر ہے تو وہ ضعیف ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ پھر جب اُسنے افاقہ پایا۔ قَالَ سُبْحٰنَكَ کہا اے پروردگار تنزیہا لک۔ تُبْتُ اِلَيْكَ مین نے تیری جناب مین توبہ کی ایسی بات کا سوال کرنے سے جسکے مانگنے کا مجھے حکم نہین ہوا تھا۔ اگرچہ گناہ نہ تھا کیونکہ گناہگار کا ایسے مقام پر کیا کام ہے ولیکن بدون اجازت ملنے کے سوال کر بیٹھنا انبیار کی شان سے خوب لائق نہین ہے سو اسلیے توبہ کی کیونکہ حسنات الابرار سیات المقربین ہوتی ہین۔ قال القرطبی اُمت کا اجماع ہے کہ یہ توبہ کسی گناہ سے نہ تھی۔ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور مین مومنون مین سے اول ہون اپنے زمانہ مین کیونکہ ہر پیغمبر اپنے زمانہ مین ایمان مین اول ہے۔ ابن عباسؓ ومجاہدؒ نے کہا کہ مراد آنکہ بنی اسرائیل مین اول ہون ورنہ پہلے حضرت نوحؑ وہودؑ وصالحؑ علیہم السلام وغیرہ انبیار گذرے ہین اور ابو العالیہ نے کہا کہ قبل موسیؑ کے اور مومن تھے

Marfat.com

ولیکن مراد یہ ہے کہ مین اول ایمان لایا ہون کہ قیامت تک تجھکو کوئی نہین دیکھ سکتا ہے۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اول [illegible]
اسکے معنے یہ لیے جاوین کہ اس حالت سے معائنہ کرکے ایمان لانا سب سے اول میرا ہی واقع ہوا ہے تو البتہ تجھے [illegible]
بھی ضرور ایمان رکھتے ہونگے کہ قیامت تک بالمعائنہ کوئی اللہ تعالے کو نہین دیکھ سکتا ہے فتامل۔ ف واضح ہو کہ [illegible]
کہ باوجود ظہور کے اہل بدعت ورائے نے اپنی ہوا وہوس سے بیجا تاویلین نکالین اور اعتقاد برحق جسپر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ [illegible]
اور صلحاء امت قائم تھے اسمین رخنہ ڈالا پس بتوفیق آلہی یہان دونون مقام مذکور ہوتے ہین الاول فی قولہ وکلمہ ربہ کلام باری تعالے [illegible]
آیت کریمہ سے صریح ثابت ہے کیونکہ معنے یہ ہین کہ کلام کیا موسیٰ سے اسکے پروردگار نے۔ قال المفسرؒ ای کلمہ ربہ بلا واسطۃ کلاما یسمعہ من کل جہۃ
یعنے کلام کیا پروردگار نے بلا واسطہ موسیٰ سے ایسا کلام کہ اسکو ہر طرف سے سُنا یعنے اسکے واسطے کوئی جہت خاص نہ تھی۔ زبان عرب مین
تکلیم بلا واسطہ کلام کرنے کو کہتے ہین لہذا مفسرین نے بلا واسطہ کلام کرنے پر قطع کیا ہے۔ یعنے اپنا کلام بدون واسطہ اور بدون کسی کیفیت کے
موسیٰ علیہ السلام کو سنایا اور موسیٰ اور اپنے کلام کے درمیان سے حجاب اُٹھا دیا پس اسکو موسیٰ علیہ السلام نے سُن لیا اور یہ مراد نہین ہے کہ
موسیٰ کے واسطے اپنا کلام پیدا کیا جسکو موسیٰ نے سُنا کیونکہ اللہ تعالے کا کلام قدیم ہے۔ **قال الزمخشری فی الکشاف** اللہ تعالے نے
موسیٰ سے بلا واسطہ کلام کیا جیسے فرشتون سے کلام کرتا ہے لیکن تکلیم اسطرح کہ بولتا ہوا کلام بعض اجرام مین پیدا کر دیا جیسے مخطوط کلام یعنے لکھا ہوا
کلام لوح محفوظ مین پیدا کر دیا ہے اور یہان ایک شجر مین پیدا کر دیا تھا جس سے موسیٰ نے سُن لیا انتہی اور یہی فرقہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ابن کثیرؒ
نے فرمایا کہ یہ نہایت ہی ضعیف قول ہے اور خطیب ورازی وغیرہ نے کہا بلکہ باطل وخطا ہے اسکے باطل ہونے مین کچھ شک نہین کہ خلاف نص
کتاب وسنت وخلاف اجماع سلف بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام ہے اور نیز درخت وغیرہ کسی جرم کو نہین ہوسکتا کہ یون کہے۔ انی انا اللہ لا آلہ الا
انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری جیسا کہ سورۂ طٰہٰ کی آیت مین آیا ہے پس ثابت ہوا کہ معتزلہ کا قول تو باطل ہے اور بعضے حنابلہ وحشویہ نے کہا
کہ اللہ تعالے کا کلام حروف واصوات منقطعہ ہین اور وہ قدیم ہے۔ امام رازی نے کبیر مین کہا کہ یہ قول بھی قابل التفات نہین ہے اور
مترجم کہتا ہے کہ اگر مراد حنابلہ کی یہ ہے کہ حروف واصوات منقطعہ سے یہی معنے ہین جو مفہوم ہوتے ہین مع کیفیت کے تو امام رازی کا قول
صحیح ہے کہ قابل التفات نہین ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اسکی کیفیت سے آگاہی نہین تو حروف واصوات کی تفصیل بیفائدہ ہے اور بعض نے کہا کہ
حنابلہ کے قول کے یہ معنے کہ حروف واصوات قدیمہ قائم بذاتہ تعالے کو سنا باین طور کہ موسیٰ علیہ السلام مین ایک ادراک پیدا کر دیا ہے اس سے
موسیٰ نے سُن لیا۔ اور یہ معنے باوجود اسکے کہ حنابلہ سے ثابت نہین ہوے اسمین خلل ظاہر ہے کیونکہ حروف واصوات کا ذات باری تعالے کے
ساتھ قائم ہونا متصور نہین اور اگر کیفیت سے قطع نظر مراد ہے یعنے ہمکو کیفیت نہین معلوم تو پھر صفت کی طرف رجوع ہے لہذا حروف واصوات
کا بیان بیفائدہ ہے علاوہ برین کوئی ادراک جدید پیدا کر دینا خلاف منصوص ہے اور مسقط کمال ہے کیونکہ بعد اس وقت کے وہ ادراک
باقی نہین رہا فافہم اور مدارک مین لایا کہ تاویلات مین شیخ ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک آواز سُنی جو کلام آلہی پر دلالت
کرتی تھی اور موسیٰ کا اختصاص اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے اسکو ایسی آواز جسکو خود پیدا کیا ہے سنا دی بدون اسکے کہ یہ آواز مخلوق مین
کسی کی مکتسبہ ہو اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ مآل اسکا یہ ہے کہ موسیٰ نے درحقیقت کلام آلہی نہین سنا علاوہ برین کلام بواسطہ ہوا اور
بلا واسطہ ہے پس معتزلہ کے قول کے مانند ہے حتی کہ جو معتزلہ پر وارد ہے وہی اسپر بھی وارد ہے امام رازیؒ نے کہا کہ اکثر علماء کا
قول یہ ہے کہ کلام آلہی ایک صفت ہے جو ان حروف واصوات کی مغایر ہے اور اللہ تعالے سے یہ صفت حقیقیہ ذاتیہ [illegible]

Marfat.com

اور اللہ تعالے نے حجاب کو دور کر دیا اور جیسے کہ اللہ تعالے کی ذات پاک کا دیدار ہونا جائز و صحیح ہے حالانکہ وہ جسم نہین اور نہ عرض ہے اسیطرح صفت کا دیدار اور کلام کا سماع جائز و صحیح ہے اگرچہ وہ حروف واصوات نہین ہے اور یہ جو مروی ہوا کہ موسیٰ اس کلام کو ہر جہت سے سنتے تھے اس مین تنبیہ ہے کہ او تعالے کا کلام قدیم ہے اور وہ مخلوق مین سے کسی کے کلام کے مانند نہین ہے۔ قال المترجم یہ قول جید و قوی ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ کلام الٰہی ایک صفت قدیم قائم بذاتہ تعالے ہے پس اسکا سماع حاصل ہوا اور کیفیت اسکی بالکل معلوم نہین جیسے اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات وذات کی کیفیت معلوم نہین ہے۔ اور صاحب مواقفؒ نے کہا کہ علماء اشعریہ نے جو یہ سمجھا کہ صفت قائم بذاتہ تعالے فقط معنے ہین اور وہی فقط صفت قدیم ہین اور رہی عبارات تو وہ مجازاً کلام ہین درحقیقت نہین ہین تو یہ سمجھنا صحیح نہین ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مصحف مین جو لکھا ہے اگرچہ وہ نقوش وخط حادث ہین لیکن جسکو حفظ ہے وہ درحقیقت کلام اللہ تعالے کا حافظ ہے حتی کہ جو پڑھا جاتا ہے اگر کوئی انکار کرے کہ یہ کلام الٰہی نہین تو وہ کافر ہے اور شیخ اشعریؒ نے جو کہا کہ کلام نفسی وہ معنے نفسی ہین تو مراد یہ ہے کہ امر قائم بذات باری تعالے ہین اور یہ لفظ ومعنے دونون کو شامل ہین اگرچہ تلفظ کرنے مین بسبب اسکے کہ جو قوت ہم مین ہے وہ مساعد نہین خواہ مخواہ اس سے تقدیم وتاخیر واقع ہوتی ہے ورنہ فی نفسہ جس صفت سے کہ وہ قائم بذات باری تعالے ہے کوئی تقدیم وتاخیر نہین ہے اور یہی محمد بن عبدالکریم الشہرستانی نے نہایۃ الاقدام مین اختیار کیا ہے۔ پس محصل یہ ظاہر ہوا کہ کلام الٰہی ایک صفت قدیم ہے اور وہ قائم بذاتہ تعالے ہے اور وہ الفاظ ومعنے دونون کو شامل ہے اور جیسے ہم لوگون کے تلفظ مین تقدیم وتاخیر ہوتی ہے اس سے وہ پاک وبری ہے پس اسکو حضرت موسی علیہ السلام نے سنا باین طور کہ او تعالے نے حجاب مرتفع کر دیا اور بلا کیفیت اور بدون جہت سنا ہے اور ایک جماعت سلف وخلف نے صفت کلام الٰہی کی تاویل مین خوض نہین کیا اور کہا کہ او تعالے متکلم ایسے کلام قدیم سے ہے جو اسکی ذات پاک کے لائق ہے اور وہ کلام مخلوق سے مشابہ نہین ہے جیسے اسکی ذات پاک وصفات پاک کسی چیز سے مشابہ نہین ہین اور انبیاء علیہم السلام سے متواتر ثابت ہوا کہ اللہ تعالے متکلم بکلام ہے پس ہم اسپر ایمان لاتے ہین اور اسکی کیفیت مین بحث نہین کرتے کیونکہ او تعالے اعلی واجل ہے اس سے کہ کوئی اسکی ذات وصفات کی کیفیت ادراک کر سکے پس معنے قولہ تعالے فلما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ۔ پھر جب آیا موسیٰ ہمارے وعدہ کلام کے وقت مقررہ پر اور بلا واسطہ کلام کیا اس سے اس کے پروردگار نے ایسا کلام جو مخلوق کے کلام کے مانند حرف وآواز نہ تھا بلکہ موسی علیہ السلام سے حجاب مرتفع کیا کہ اسنے صفت قدیم قائم بذات الٰہی عزوجل سے سنا۔ پھر واضح ہو کہ یہ سماع کلام فقط موسی علیہ السلام کو حاصل ہوا کیونکہ کلمہ ربہ مین موسیٰ کی تخصیص وتشریف ہے اور تخصیص بذکر دلالت کرتی ہے نفی ماعدا پر جیسا کہ اپنے موقع پر متقرر ہو چکا ہے۔ اور خطیب نے لکھا کہ قاضی [بیضاوی ۱۲] نے کہا کہ نہین بلکہ موسی علیہ السلام کے ساتھ ان ستر آدمیون نے بھی سنا جو قولہ تعالے واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا الآیۃ سے ساتھہ معلوم ہوئے ہین کیونکہ انکے حاضر لانے سے غرض یہی تھی کہ قوم کو یہان کے ماجرے کی خبر دیوین۔ وقال المترجم ظاہر یہ ہے کہ مواقیت متعدد تھے اور یہان اول میقات کا ذکر ہے پس کوئی ساتھہ تھا جیسا کہ بعض کا قول ہے اور شاید کلام قاضی اس بنا پر ہے کہ ایک ہی میقات واقع ہوئی ہے جیسا کہ بعض دیگر کا قول ہے۔ واللہ اعلم۔ بالجملہ خطیب نے کہا کہ جب موسی علیہ السلام نے کلام پروردگار کو سنا تو غایت حلاوت سے بدون اجازت کے دیدار کا سوال کیا کما قال تعالے رب ارنی انظر الیک۔ اور اس مین دلالت ہے کہ دیدار باری تعالے جائز ہے اور یہی مقام دوم ہے اس مسئلہ مین اسلام کے فرقون مین سوائے اہل السنۃ کے سب گمراہ ومنکر ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا دیدار محال ہے اور یہ لوگ مخالف سنت بلکہ مخالف انبیاء علیہم السلام ہیں جنھون نے خبر دی اس سے بیجا تاویل کر کے انکار کرتے ہین اور اپنی ناقص عقل ورائے کی پابندی مین پڑ کر سنت سے منکر ہوتے ہین اور

Marfat.com

منشا اس گمراہی کا جدال ومقائیس ہین جو شیطان کا اصل مادہ فساد تھا حالانکہ بدلائل قطعیہ منصوصہ ویناذیادہ ... مترجم کا اسمین ایک رسالہ مستقل ہے۔ ولیکن یہان مختصر طور پر وہ دلائل جو اس مقام سے متعلق ہین لاتا ہے۔ اول آنکہ ... مین دیدار باری تعالے جائز ہونے کی دلیل ہے اسواسطے کہ اگر دیدار محال ہوتا تو موسیٰ اسکو طلب نہ کرتے کیونکہ وہ نبی تھے اولوالعزم ... محال بات کا طلب کرنا محال ہے خصوص ایسی چیز مین جو اللہ تعالے کے ساتھ جہالت کو مقتضی ہو یعنے اگر دیدار محال ہوتا تو لازم آتا کہ موسیٰ کو بدیہی معرفت الٰہی سے جہالت تھی کہ ایسی بات طلب کی جو اسکی شان مین محال ہے پس ثابت ہوا کہ دیدار باری تعالے ممکن ہے اگر کہا جاوے کہ ممکن تھا تو حاصل کیون نہوا جواب یہ ہے کہ دنیاوی زندگی کی نظر مین یہ استعداد نہین ہے کہ دیکھ سکے پس آخرت مین اللہ تعالے کے وعدہ پر دیکھینگے جیسا کہ قولہ تعالے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ سے ثابت ہے اور بہت سی صحیح احادیث جو بدرجہ تواتر پہونچی ہین انمین مصرح ہے کہ مومنین قیامت مین اپنے پروردگار تعالے کو بلا حجاب دیکھینگے جیسا کہ اسی آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے مذکور ہونگی اور سلف صالحین سب کا اس امر پر اجماع تھا جیسا کہ وہین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا۔ قال النسفی والبغوی ہذا السؤال دلیل لاہل السنۃ علی جواز الرؤیۃ فان موسیٰ اعتقد ان اللہ تعالے مرئی حتی سالہا واعتقاد جواز ما لا یجوز علی اللہ تعالے کفر فثبت انہ جائز انتہی۔ فان قیل کانت وقوعہا مستحیلا فیلزم ما الزم۔ قلت ان ارید انہ مستحیل مطلقا فممنوع لما عرفت من الجواز وان ارید انہ مستحیل من جہۃ انہ لم یجعل اسباب الرؤیۃ او من جہۃ انہ تعالے وعدہا فی الآخرۃ فمسلم ولکن لا یلزم اعتقاد جواز ما لا یجوز وہذا ظاہر۔ واجاب فی المعالم انہ سالہ ظنا منہ انہ یجوز ان یری فی الدنیا ایضاً۔ اور کشاف مین زمخشری معتزلی نے بربنا مذہب اعتزال کہا کہ موسیٰ علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ دیدار باری تعالے محال ہے لیکن یہ سوال انکا اپنی قوم کو چپ کرنے وسمجھانے کے واسطے تھا جو کہتے تھے کہ ارنا اللہ جہرۃ یعنی ہم کو اللہ تعالے کو عیانا دکھلادے۔ بیضاویؒ نے کہا کہ یہ خطا ہے اسواسطے کہ اگر رویت مستحیل تھی تو واجب تھا کہ انکی تجہیل کرتے جیسے جب انھون نے بت مانگا تھا تو انکو قوم جاہل کہا تھا اور انکا شبہہ دور کیا تھا نسفی نے کہا کہ جو چیز اللہ تعالے پر محال ہے اسکی تقریر کرنا بھی کفر ہے حالانکہ موسیٰ نے سوال مین اسکے تقریر کی پس ثابت ہوا کہ محال نہین ہے معتزلہ مین سے کعبی واصم نے جب دیکھا کہ قوم کو سمجھانے کی تاویل نہین بنتی ہے تو کہا کہ سوال کے معنے یہ ہین کہ رب ارنی آیۃ منک اعلمک بہا بالضرورۃ کانی انظر الیک۔ یعنے اے رب تو مجھے اپنی طرف سے ایک آیت دکھلادے جس سے بالضرورۃ مین تجھے جان جاؤن گویا کہ مین تیری طرف دیکھتا ہون۔ اور رد کردیا گیا کہ حضرت موسیٰ نبی اولوالعزم تھے کیا انکو یقین نہ تھا اور پھر انھون نے مستحیل طور پر جو جائز نہین ہے یہ کلام کہا حالانکہ اگر کفر نہین تو حرام ہے جو انبیاء پر روا نہین ہے علاوہ برین یہ معنے خلاف نظم مین جو تحریف ہوتی ہے پس وہ روا نہین ہے لہذا صحیح ہوا کہ سوال امر جائز کا تھا اور دیدار باری تعالے دنیا مین جائز ہے اور قیامت مین واقع ہوگا۔ کشاف مین کہا کہ جواب اسکا استحالہ پر دلالت کرتا ہے یعنے قولہ تعالے لن ترانی بیضاویؒ نے جواب دیا کہ جواب سے محال ہونے پر دلیل لانا نہایت سخت غلطی ہے اسواسطے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ تو مجھے نہ دیکھیگا۔ پس یہ تو اس بات پر بھی دلالت نہین کرتا کہ کبھی نہ دیکھیگا یا کوئی اور سولے تیرے نہ دیکھیگا پھر محال ہونا اس سے بڑھی ہوئی بات ہے اور یہ کہنا کہ بالضرورۃ یہ محال ہونے پر دلالت کرتا ہے یہ پوری جہالت ہے یا خواہ مخواہ انکا دو مکابرہ ہے نسفیؒ نے کہا کہ محال کیسا یہ تو خود جائز ہونے کی دلیل ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے یہ نہین فرمایا کہ لن اُرٰی مین دیکھا نہین جاتا ہون بلکہ یون فرمایا کہ تو ... اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو دکھا دیتا پس اگر اللہ تعالے کا دیدار جائز نہوتا تو فرماتا کہ مین مرئی نہین ہون اسواسطے کہ یہان بیان کی ... اور اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے موسیٰ کو نہ مایوس کیا اور نہ عتاب کیا اور اگر محال ہوتا تو عتاب فرماتا جیسے نوح علیہ السلام کو ...

[illegible] کہ وہ بالفعل ممنوع تھا اگرچہ امکان ذاتی ہو۔ معالم مین کہا کہ لن ترانی کے معنے یہ ہین کہ دنیا مین چشم فانی سے کوئی بشر مجھ کو
[illegible] نہین دیکھتا بلکہ آخرت مین چشم باقی سے دیدار نصیب ہوگا۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اگلی بعض کتابون مین ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ
[illegible] دنیا کا کوئی جاندار مجھکو نہین دیکھیگا مگر آنکہ مر جائیگا اور کوئی تر نہین دیکھیگا مگر آنکہ خشک ہوجائیگا۔ قلت اسکو ابونعیم نے حلیہ مین
کسی طرح سے آثار مین روایت کیا ہے۔ لالکائی نے سنتہ مین ابن عمرو و ابوہریرہ سے مرفوعاً و موقوفاً روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ انکم
لن ترون ربکم حتی تموتوا۔ تم اپنے پروردگار کو نہ دیکھوگے یہان تک کہ مرجاؤ۔ یعنے بعد مرنے کے اگر مومن ہو تو دیکھوگے پس نہ دیکھنے کی انتہا موت
ہے۔ منکرون نے کہا کہ حرف لن واسطے نفی تابیدی کے ہے یعنے ابد تک کبھی نہ دیکھیگا اور اسمین نفی کی تاکید ہے پس جب دائمی نفی ہوئی تو عدم
جواز ثابت ہوا اور نہیں تو عدم وقوع لازم ہوا جواب دیا امام واحدی نے کہ لن کے یہ معنے کہ نفی تابیدی ہے محض جھوٹ ہے اہل لغت مین
کسی نے نہین لکھا اور نہ اسپر کوئی کتاب معتبر شاہد ہے اور نہ کوئی نقل صحیح پائی جاتی ہے منکرون نے اپنے باطل اعتقاد کے واسطے یہ افترا باندھا
ہے بلکہ کتاب الٰہی شاہد ہے کہ لن برائے نفی تابیدی نہین۔ امام بغوی نے کہا کہ لن نفی تابید کے واسطے نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے نے یہود کے
حق مین کہا کہ لن یتمنوہ ابدا بما قدمت الآیۃ یعنے موت کی تمنا نہ کرینگے۔ پھر قیامت مین انکے حال کی خبر دی کہ تمنا کرینگے۔ کما قال تعالے ونادوا
یا مالک لیقض علینا ربک الآیۃ۔ اور فرمایا کہ تمنا کرینگے یا لیتہا کانت القاضیۃ الآیۃ۔ پس ثابت ہوا کہ لن مین نفی تابیدی نہین الا بدلیل خارجی
کما فی قولہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ الآیۃ۔ کہ وہان دوسری دلیل سے ثابت ہوا کہ بت کبھی ایک مکھی نہین پیدا کر سکینگے۔ فان قلت ابدا فی
قولہ ولن یتمنوہ ابدا۔ تاکید معنوی۔ قلت التاسیس اولی من التاکید فلا یصار الی المرجوح مع امکان الحمل علی الراجح وبہذا بطل ان یاولوا الآیۃ
تخصیصہا بغیر الیہود۔ فان قلت لابد من التخصیص اذ لن مع قولہ ابدا یخرجہم بالضرورۃ والا لوقع التناقض قلت الابد یضاف الی القدر الممکن
المضاف الیہ کما فی قولہ یا موسی انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا الآیۃ۔ فالمراد انہم لا یتمنون الموت ما وسعہم فانہم بعد الموت الموقت لا یسعون لتمنی
الموت لانقطاع القدرۃ علی الافعال فافہم۔ خلاصہ یہ کہ لن ترانی سے استحالہ نہین نکلتا پس معنے یہ کہ لن ترانی فی الدنیا۔ یا لن ترانی اعین فانیۃ۔
یا لن ترانی انت بقدرتک یعنے تو اپنی طاقت سے نہین دیکھ سکتا۔ اور قیامت مین باکرام الٰہی دیکھ سکیگا۔ یا لن ترانی بالسوال۔ یا لن ترانی
الی وقت موتک۔ پس ان امور کے ساتھ کیونکر دوسری آیت سے تناقض ہوگا جسمین قیامت مین دیدار حاصل ہونا صریح ہے۔ اور محال کیسا کہ
خود اللہ تعالے نے پہاڑ کے استقرار پر دیدار حاصل ہونا مشروط کیا بقولہ ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔ اسمین صریح دلیل ہے
کہ دیدار باری تعالے ممکن ہے اور تقریر اسکی علامہ نسفی و امام بغوی نے لکھی کہ اللہ تعالے نے دیدار کو پہاڑ کے مستقر رہنے پر معلق کیا اور پہاڑ کا
مستقر رہنا ممکن ہے پس دیدار بھی ممکن ہے کیونکہ جو چیز کسی ممکن چیز پر مشروط ہو وہ اسکے ممکن ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسے اگر کوئی چیز
کسی امر محال پر معلق ہو تو اپنے محال ہونے پر دلالت کرتی ہے اور پہاڑ کا استقرار ممکن ہونا اس دلیل سے ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل
جعلہ دکا۔ یعنے اللہ تعالے نے اسکو مدکوک کر دیا اور اگر نہ کرتا تو نہوتا اور اللہ تعالے نے جو امر ایجاد کیا وہ اگر نہ ایجاد کرے تو نہوا اور یہ ہوسکتا ہے
کہ اللہ تعالے اسکو ایجاد نکرتا کیونکہ اللہ تعالے قادر اور مختار ہے چاہے کرے چاہے نکرے پس ممکن تھا کہ نہ مدکوک کرتا کیونکہ مختار ہے پس دیدار جو
اسکے ساتھ معلق ہے وہ بھی ممکن ہوا۔ علاوہ برین تجلی کے وقت پہاڑ کا ٹھہرا رہنا ممکن ہے جبکہ اللہ تعالے پہاڑ مین ایسی قوت پیدا کردے کہ وہ
[illegible] ممکن پر جو معلق ہو وہ بھی ممکن ہوتا ہے پس دیدار محال نہوا۔ توضیح اسکی وہ ہے جو امام رازی نے بیان کی کہ اللہ تعالے نے فان استقر
مکانہ فسوف ترانی مین دیدار کو مشروط کیا پہاڑ کے استقرار پر یعنے اگر پہاڑ مستقر رہے تو تجھکو دیدار حاصل ہوگا پس پہاڑ مستقر رہتا تو دیدار

Marfat.com

واقع ہوتا اور مستقر نہ رہا تو دو حال سے خالی نہین یا تو مستقر رہنا محال تھا تو دیدار بھی محال ہوگا یعنے وہ بھی نہین ہوسکتا [illegible]
تو دیدار ہوسکتا ہے اگرچہ واقع ہوا ۔ پس ہم کہتے ہین کہ پہاڑ کا استقرار محال نہین بلکہ ممکن ہے اسلیے کہ پہاڑ کا استقرار [illegible]
یا تو واجب ہے یا ممتنع ہے یا ممکن ہے اول ہو دوم دونون شق باطل ہین تو تیسری شق صحیح ہے بطلان اول اسلیے کہ واجب [illegible]
کیونکہ واجب وہ ہے جو کسی حال مین کبھی زائل نہو چنانچہ حضرت حق تعالے عز وجل کے سوائے کوئی چیز واجب نہین ہے ۔ ممتنع بھی نہین
کیونکہ ممتنع وہ ہے جو کبھی کسی حال مین نہ پائی جاوے حالانکہ پہاڑ پہلے مستقر تھا پس تیسری شق ضرور باقی رہی وہی صحیح ہے ۔ اعتراض کیا گیا
کہ جس حال مین پہاڑ مستقر نہ تھا اب شرط ہوا پس شرط محال ہے تو مشروط بھی محال ہے بدین دلیل کہ شرط ہونے کے حال مین وہ پہاڑ متحرک تھا
یا ساکن تھا اگر ساکن تھا تو مشروط پایا جانا چاہیئے اور جب نہ پایا گیا تو وہ ضرور متحرک تھا وقت شرط کے ۔ امام رازیؒ نے جواب دیا کہ کلام اسکے
وقوع مین نہین بلکہ امکان مین ہے باعتبار اسکی ذات بدون لحاظ کسی امر کے حیث قال والجواب ان الکلام فی استقرارہ من حیث ہو ہو فان
اعتبار حالة الشیٔ من حیث ہو مغائر لاعتبار حالہ لشرط کذا فان الشیٔ علی شرط الوجود واجب وعلی شرط عدمہ ممتنع ومن دونہما من حیث ہو
ممکن فلک استقرار الجبل فی نفسہ ممکن ۔ وقال العلامة التفتازانی والیضا لانم امتناع استقرار الجبل حال الحرکة لان توارد احدہما علی الآخر
ممکن فیمکن ان یستقر ولا یتحرک وانما المحال وجودہما معا وہو غیر لازم فاذا ثبت بطلان الامتناع ثبت انہ فی نفسہ ممکن فاذا کان ممکنا وہو شرط
للرویة صار المشروط اے الرویة ممکنا فبطلت الاستحالة ۔ اور جب استحالہ باطل ہوا بلکہ ثابت ہوا کہ دیدار حاصل ہونا ممکن ہے تو امام رازیؒ نے کہا
کہ بعد اسکے یقین کرنا واجب ہے کہ مومنین کو قیامت مین حاصل ہوگا کیونکہ اُمت اسلامیہ مین دو ہی قول والے ہین ایک وہ کہ دنیا و آخرت
دونون جگہ محال کہتے ہین ۔ دوم وہ کہ دنیا مین جائز اور آخرت مین واقع کہتے ہین پس جب محال ہونا باطل ٹھہرا تو دوسرے قول پر اجماع ہوا
کیونکہ تیسرا قول کسی کا نہین پس تیسرا قول کوئی نکالے تو باطل ہوگا ۔ وقال المترجم الاولی فی استدلال الوقوع ان یقال اذا ثبت ان
الاستحالة باطلة وجب القول بالوقوع بدلیل قولہ تعالے وجوہ یومئذ ناضرة الی ربہا ناظرة الآیة ۔ فان ہذہ الآیة تدل علی الوقوع بالنص اذ حاجة
التاویل عند المأولین انما ہی دلیل الاستحالة الذی قرن بالمرجوح فاذا بطلت الاستحالة وجب المصیر الی المعنے الراجح الذی ہو وقوع رؤیة
اللہ تعالے اذ القول بالمرجوح مع الامکان بالراجح غیر جائز فثبت وقوعہا بالنص ہذا ہو المقصود فللہ الحمد والمنة وبسط الکلام فی رسالة المترجم ۔
پھر واضح ہو کہ قولہ فلما تجلی ربہ للجبل ۔ کی تفسیر مین امام احمدؒ نے حضرت انس سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسقدر نور سے تجلی فرمائی
آپ نے اپنی چھنگلیا کا اوپر کا ذرا سا کنارہ بتلایا ۔ وقد رواہ الترمذی وقال حسن صحیح والحاکم وقال علی شرط مسلم ورواہ الطبرانی ایضا وقال
المفسر اسنادہ جید وقد رواہ الحاکم لہ شاہد عن ابن عباس ۔ علامہ نسفیؒ نے لکھا کہ شیخ ابو منصور ماتریدیؒ نے فرمایا کہ جبل کے واسطے تجلی کرنے کے
معنے وہ ہین جو شیخ اشعریؒ نے بیان فرمائے ہین کہ اللہ تعالے نے پہاڑ مین قوت دیدار و علم پیدا فرما دی تھی یہان تک کہ اُسنے رب تعالے
کی تجلی کو دیکھا اور تاب نہ لا کر مدکوک کیا گیا اور اسمین صریح تنصیص ہے کہ او تعالے شانہ کا دیدار ہوگا انتہی کلامہ ۔ معالم مین کہا کہ سہل بن [illegible]
الساعدیؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے ستر ہزار پردون سے درم کے برابر نور ظاہر فرمایا پس پہاڑ کو مدکوک کر دیا یعنے با خاک [illegible]
مترجم کہتا ہے کہ پہاڑ کے حق مین قوت دیدار پیدا کرنے کی تاویل بلا ضرورت ہے کیونکہ مفسرین سلف مین سے ایک [illegible]
کہ پہاڑ وغیرہ چیزین اللہ تعالے کی معرفت رکھتی و توحید و تسبیح و تحمید کرتی ہین اور سابق مین بتحقیق گذر چکی [illegible]
پھر پہاڑ یہ کوہ طور ہے اور تبیر وغیرہ نہین ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث صعقة الطور [illegible]

نہایہ فی العرائس قولہ تعالے ولما جاء موسی لمیقاتنا۔ میقات کی وہان کیا گنجائش ہے وہان شام وصبح کہان ہے ازل اسکا ابد ہے اور ابد
اسکا ازل ہے مراد آنکہ اپنی ہر مراد سے منفرد ہوکر اپنی پوری تربیت پر پہونچا تاکہ اسکو دریاے قدم کی روانی مین اور ازل کے دھارے مین کھڑے
ہونے کی گنجایش حاصل ہو اور عظمت کے سامنے استعداد بقا ہو اور اگر او تعالے اُسکو اپنے انوار قرب سے لباس نہ پہناتا تو اپنے رب کی میقات
مین پگھل جاتا۔ اسکو اپنی مراد پانے کے واسطے ایک وقت معین بتلایا اور یہ علت بقار بشریت ہے ورنہ ہر نفس کو اسکا ایک وقت اور
کشف ہے۔ جاء لمیقاتنا مین احتجاب از میقات ہے اور اگر جاء لنا ہوتا تو احتجاب بالکل نہوتا۔ پردہ شب مین اپنے حبیب علیہ السلام کو معا
ملکوت کے واسطے لیا اور کچھ میقات نہ تھی۔ اور اسری بعبدہ مین اسکو اپنی طرف لیا حتی کہ اسکے حق مین زمانہ و مکان کچھ نہ تھا کیونکہ وہ
بحر قدم کے دیدار مین مستغرق اور بلا سوال واصل ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان نہ کچھ حرکت تھی اور نہ اشارہ اور نہ عبارت حتی کہ
اسکے اور پروردگار کے درمیان کوئی وقت و زمانہ و مکان نہ تھا اور جو آنکھ اپنی طرف سے ہبہ فرمائی اُس سے دکھلایا اور اپنے دیے کانون سے
سنایا۔ نبی کلیم اللہ کو ازل مین اپنے خطاب کے واسطے خاص فرمایا۔ کما قال تعالے وکلمہ ربہ جبکہ کلیم علیہ السلام کے مسامع اسرا مین حدیث
نفس و وسواس باقی نہ رہے تو اسکے سمع کو قوت ازلی کا لباس دیا اور اپنا کلام سنادیا اور اگر یہ بات نہوتی تو کیونکر کلام قدیم سن سکتے تھے
حالانکہ حدوث کے کان تھے۔ کلمہ ربہ مین اپنے فضل کا اشارہ ہے کہ جب موسی بصفت شوق و ہیمان و عشق و ہیجان آیا تو او تعالے
جل جلالہ کی طرف سے یہ فضل ہوا کہ پروردگار نے کلام فرمایا اور موسی اپنی خودی سے فانی ہوے اور موقف فنا مین حضرت عظمت قدم
و بقا مین متحیر فانی کھڑے ہوئے کچھ نہ جانا کہ مین کون ہون اور کیا ہون اور کیا چاہتا ہون اور کہان جاتا ہون نہ مکان ہے نہ زمان ہے
او تعالے کے علم مین وہ ذہاب الذہاب کے مرتبہ مین مقرر ہوا اور بالبداہتہ اس سے او تعالے عز و جل نے کلام فرمایا پس سر موسی ہوا ہویت
مین پرواز کرگیا اور روح موسی آسمان بقا و دوام مین اڑی اور عقل موسی میدان ناپیداکنار احدیت مین اور قلب موسی انوار وحدانیت
مین پرواز کرگیا اور مانند معدوم کے ہوگیا۔ پہلا کلام تعظیم و ہیبت ہے اور دوسرا کلام لطف و بسط ہے پس کلام اول مین فنا ہوئے اور دوسرے
مین باقی ہوے اور اگر لطف و کرم الٰہی شامل حال نہوتا تو اول ہی خطاب مین نیست و نابود ہو جاتے لیکن لطف سے اپنے بندہ برگزیدہ کلیم کو اپنے
عجائب کلام سے سنایا تاکہ اسکو معرفت تمام عطا کرے کیونکہ کلام اسکا مفتاح خزائن صفات و ذات ہے۔ اور اگر ازلی لطف بحال موسی ع
نہوتا اور تمام عمر کلام روحی و الہام مین رہے تھے اور ہر دم اسی مین گذرا تھا تو بداہتہ خطاب کے وقت نابود ہو جاتے اور کوئی اثر باقی نہ رہتا
اور لذت و حلاوت کلام سے اثر نہ رہتا۔ کاش اگر مجھے زبان ازلی ملے تو مین اس لذت خطاب کا وصف بیان کرون اسکو کون سمجھیگا جسنے
کبھی اسکا مزہ نہین پایا۔ پھر جب موسیٰ کا وقت اس لذت خطاب سے پاکیزہ ہوا اور بحر وصال سے غرق شوق ہوئے تو مزید قرب و کشف
مشاہدہ کی درخواست مین بیخود ہوگئے اور بسط و انبساط مین قدم اُٹھائے اور چہرہ محبت سے نقاب حیا دور کرکے جراٴت کے میدان مین
قدم رکھا حتی کہ یہ حال ہوا جو او تعالے نے ذکر فرمایا۔ قال رب ارنی انظر الیک۔ مواجید وصالی کا اسپر غلبہ ہوا اور امر کے پردہ سے نکلکر
مقام عشق و بیہوشی مین رسوم ادب سے جراٴت کی اس بیہوشی سے مقام دنو الدنو اور شہود عین العین کے خواستگار ہوے کیونکہ نسیم مشاہدہ سے
نفس کو وصال پاکر قرار نرہا اور کب بیقرار عشق کو تاب رہتی ہے جب فنا رہوے۔ وابرح مایکون الشوق یوماً + اذا دنت الخیام من الخیام بیتابی
عشق پیچھے کیا + خیمہ سے ملا ہوا ہے خیما + واللہ اگر موسی علیہ السلام نے کشوف غیب پردۂ التباس صفات مین نہ دیکھا ہوتا اور ہر ذرہ
[illegible] وجود کو تجلی التباسی مین نہ پایا ہوتا تو مشاہدہ صرف کی طرف راہ نہ پاتا اور واللہ اگر دیدار حق ابصار بنظر معرفت نہوتا تو موسے ع

Marfat.com

اس چیز کی درخواست نہ کرتا جو چشم مخلوق سے خفیہ ہے سے فلولا رجاء الوصل ما عشت ساعۃ + ولو لا مکان الطیف لم آتی ما اسکن اہندا
وصال نہین ملتی جو اسکے واسطے غیر کی آرزو رکھتا ہے ۔ا منائی من الدنیا لقاؤک مرۃ + فان نلتہا استوفیت کل منائیا و بلت قلبی
لی تکون مکانہ + فکن لی آو فار د د علی فوادیا + جعفر رحمہ اللہ نے کہا کہ حق عزوجل نے اپنے بندہ موسیٰ کو پہلے زبان حجت سے کلام سنایا
پھر زبان جود و کرم سے سنایا اور دونون اسی کی طرف راجع ہین۔ ابوسعید خراز نے فرمایا کہ غیرت الٓہی سے یہ بات ہے کہ نہین کلام کیا موسیٰ سے مگر درمیان شب
مین اور سر ذی حس سے اسکو غائب کر دیا تاکہ سوائے موسیٰ کے کوئی اسکے ساتھ حاضر نہو اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے
کلام کرنے کا یہی دستور ہے۔ قرشیؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے اسی کی مقدار پر کلام کیا اور اگر حد عظمت پر کلام کیا ہوتا
تو پگھلکر نابود ہو جاتا جعفرؒ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بشریت سے باہر ہوکر کلام الٓہی سُنا اور کلام کی اُسکی طرف اضافت کی اور
کلام اس سے نفسیت موسیٰ وعبودیت سے کیا پس موسیٰ علیہ السلام اپنے نفس سے غائب ہوا اور اپنی صفات سے فنا ہوا اور پروردگار
عزوجل نے حقائق معانی سے کلام کیا پس موسیٰ نے صفت موسیٰ کو اپنے رب سے سنا۔ اور محمد صلعم نے صفت رب کو رب سے سنا پس
پروردگار کے نزدیک وہ احمد المحمودین ہوئے اور اسی وجہ سے مقام محمد صلعم کا منتہی مقام ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کا مقام طور ہوا جب سے
او تعالےٰ نے موسیٰ سے طور پر کلام کیا تب سے اسکی صفات فنا کر دین پس اسپر ثبات کا ظہور نہوا اور کسی کو اسپر قابو نہوا حسینؒ نے اس
آیت مین کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے توقیف و ترتیب زائل کر دی اور اللہ تعالےٰ کیواسطے اللہ تعالےٰ کی طرف آیا اس طور پر کہ
اللہ تعالےٰ نے اسکو بلایا اور پیدا کرنے والے نے اسکے واسطے چاہا اور اسی سے پیدا کیا اور بذل جہد و طاقات وصعب و مشقات
کے ساتھ اسپر ظاہر کیا پھر جب اسپر کچھ بقیہ نرہا جو ممتنع ہو تو مقام مواجہہ ومخاطبہ مین کھڑا کیا گیا اور اطلاق کیا مضغہ لسان مراجعت و
مطالبہ کو۔ کیا تو نے قبل اسکے موسیٰ کا قول نہین سُنا جیسا کہ حال ربوبیت کا اسکو مطالعہ کرایا اور مقام الوہیت کا مکاشفہ (یعنے زبان کھولدی ۱۲) تو سوال کیا کہ
احلل عقدۃ من لسانی۔ تاکہ جب وقت آوے تو نطق وبیان کا مالک ہووے۔ بعض نے کہا کہ جب اپنے مالک سے شرح صدر کی
درخواست کی پھر اپنے لائق تر احوال کو دیکھا کہ اسکا کام آسان کر دیا گیا ہے پس اسکو پورا پورا مانگا تاکہ اس سے بہت بلند مقام پر ترقی کرے
اور وہ آمد بجانب حق تعالےٰ بحق تعالےٰ ہے کیونکہ جان لیا کہ جو اس تک واصل ہوا اسکو کوئی روکنے والا نہین رہتا۔ ایسی حالت مین
لائق ہوا کہ اکیلا اُس پاک ذات کی طرف حاضر ہو وہان شریک ونظیر نہین ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے مواقیت کو پورے طور پر
وفا کیا احوال اس سے سب غائب تھے اسکا کچھ نشان نہ دیکھا اور اپنے غیب وظہور سے اور ماسوائے انکے اور امور سے غائب
ہوا سوائے اس چیز کے جو حق تعالےٰ کے واسطے اس سے یا اسکے ساتھ تھی یہانتک کہ محقق ہوا قولہ ولقد اوتیت سؤلک یا موسیٰ ولقد
مننا علیک مرۃ اخری۔ پس یہ آمد کا حال ہے اور یہی معنے قولہ ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا کے ہین۔ پھر قولہ وکلمہ ربہ۔ کے معنے یہ ہین کہ وہ منفرد
ہوا اسکے کلام کے ساتھ کیونکہ قبل اسکے بواسطہ سر باطن وملائکہ و وسائط کے کلام کیا تھا پھر جب اللہ تعالےٰ کرم سے اسکو مقام اجل مین
لایا اور حال اعظم اسکو محقق کر دیا تو کشف پر کلام کرتے ہوئے خطاب فرمایا اور اسکو ہر ایسی چیز سے جو بیننده و دیدہ شدہ ہوا اور ہر صورت
مکونہ ومنشیہ سے غائب کیا مگر وہی کہ کلام کنندہ وکلام کردہ شدہ سے ہوا اور اللہ تعالےٰ نے اپنے نزدیک شرف اعظم سے مفرد کیا پس
ایسا خطاب سُنا جو مخاطبات مخلوق کے مانند نہ تھا پس ہیجان شوق سے اس سے اور اسکے واسطے طلب چاہی مگر نہ اس طلب
مخلوق مین ہوتی ہے اور اللہ عزوجل سے ایسا سوال کیا جو پہلے نہین کرتا تھا پس او تعالےٰ کی طرف نظر کرنے کا سوال کیا

Marfat.com

حقیقت کی طرف رجوع لایا تو اللہ تعالے کو ہر منظور و متصور مین دیکھا پھر جب اسکے واسطے یہ احوال محقق ہوئے تو کہا کہ رب ارنی انظر الیک کیونکہ ہر مرئی تیری طرف راجع ہے جو کچھ تو دکھلاوے مین تیرے سوائے کچھ نہین دیکھتا ہون۔ تو نہین دیکھتا خطاب وجواب قال الشیخ قال المریدلک علی ذلک خطابہ ورجعتہ الیہ اذ ذاک جوابہ ارنی فالیک انظر واحضرارنی ماشئت فلست غیرک احضر لعدان تحققت منک بحال یوجب لی منک ذاک وحق لمن تحقق بہذا وتمکن فیہ ان ینفرد بسوال لایشارک فیہ بالحقیقۃ۔ بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ سماع خطاب کی حالت مین عین سکر مین ہوکر سوال کرنے لگے جو مذکور رہوا اور بیہوش کسی امر مین ماخوذ نہین ہے تو نہین دیکھتا کہ کتاب مجید مین مجنون کے فعل پر ایک حرف بھی عتاب نہین ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ عزت سماع نے اسکو پکڑا پس زبان اپنی قابو سے باہر ہوگئی اور بمقتضا انبساط اس کلام سے درخواست وسوال پر جاری ہوئی قصص مین لکھا گیا ہے کہ جاتے وقت اپنی قوم واہل معرفت سے کہ گئے تھے کہ تمھارا کچھ مطلب ہے کوئی کام ہے مین اوتعالے کی جناب مین مناجات کو جاتا ہون پھر جب خطاب سُنا تو کچھ یاد نہ رہا اور وقت کے موافق دیدار کی درخواست کی بعض نے کہا کہ جتنا زیادہ قریب اتنا ہی زیادہ مشتاق ہوتا ہے اور عین مناجات مین اپنی خودی سے خارج ہوکر درخواست کی بیخود نہ تھے بلکہ جتنا پیا اسیقدر پیاس زیادہ ہوئی کیونکہ کمال وتمام کوئی راہ وصال نہین ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ موسی علیہ السلام نے مقام تفرقہ مین رویت طلب کی پس لن ترانی سے جواب ملا عین الجمع اتم از عین التفرقہ ہے پس موسیٰ کو چھوڑ دے کر جاوین بیہوش ہوکر اور پہاڑ پارہ پارہ ہوجاوے پھر بعد بیہوشی کے قالب مین حقائق احدیت کے مکاشفہ پاوینگے اور معالم موسیٰ کے محو کرنے کے بعد حق عزوجل کا موسیٰ کے واسطے زندگی دینے والا موسیٰ کے واسطے ہونا موسیٰ کا اپنے واسطے ہونے سے بہتر ہے اور واضح ہو کہ حق عزوجل سے حق تعالے کا شہود بنابر تحقیق کے خلق کا خلق کے ساتھ باقی ہونے سے زیادہ پورا ہے۔ مجھے یہان ایک لطیف علم حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ قولہ رب ارنی انظر الیک مین موسی علیہ السلام نے اوتعالے عزوجل کا دیدار اوتعالے کی طرف مضاف کیا یعنے تو اے پاک پروردگار مجھے دکھلا دے کیونکہ تو دکھلاویگا تو مجھے قوت حاصل ہوگی کہ تجھے دیکھ سکون ورنہ نہین کیونکہ موسیٰ آگاہ تھے کہ مجھے چشم حادث حاصل ہے اور اس سے دیدار قدم ممکن نہین ہے پس اللہ تعالے کی طرف سے ایسی آنکھ مانگی جس سے دیدار حاصل ہو اور وہ عین العین کو دیکھ سکے اور کنہ الکنہ اور قدم القدم اور سر الذات اور حقیقۃ الحقیقۃ سے انکشاف پاوے اور یہ نہین کہ دیکھا نہین اسواسطے کہ جمیع ذرات سے جمال آلہی ظاہر ہے پس جب موسیٰ نے غلبہ سکر مین ہوکر دیدار کا سوال کیا تو جواب پایا کہ لن ترٰنی۔ یعنے دیدار صرف تجھے حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ تو حدوث مین پڑا ہوا ہے اگرچہ تجھے میری طرف سے چشم ازلی اور ابصار ابدی عطا ہوئی ہے اسیواسطے موسیٰ علیہ السلام کو واسطہ پر حوالہ کیا بقولہ ولکن انظر الی الجبل۔ اور لن ترٰنی مین امکان دیدار بلکہ وقوع دیدار کی بھی نفی موسیٰ وغیرہ سے نہین ہے کیونکہ مراد یہ ہے کہ تو اپنی قوت سے مجھے نہین دیکھ سکتا ہے بلکہ میری قدرت سے دیکھیگا۔ قال المترجم فی حدیث البیہقی۔ ومابین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الارداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن۔ یعنے قوم اور دیدار باری تعالے کے درمیان جنت عدن مین یہی حائل ہوگا کہ حجاب کبریائی سے نظر نہین اٹھا سکینگے بیہقی وغیرہ علما نے فرمایا ہے کہ معنے یہ ہین کہ آنکھون کو بسبب حجاب کبریائی کے دیکھنے کی خود طاقت نہوگی ہان جب حق تعالے چاہیگا تو ہر ایک سے اسکی منزلت کے موافق پردہ اُٹھیگا پس دیکھنا نصیب ہوگا۔ قال الشیخ کیونکہ چشم حدوث کو مجال دیدار حق عزوجل کے دیدار سے دیکھے تو اسکو دیکھیگا اور دیدار آلہی بلاواسطہ یعنے دیدار حق بحق اعلی واجل ہے اس سے کہ دیدار موسیٰ برائے موسیٰ ہو فلن ترٰنی یعنے جب تک تو خود ہے نہین دیکھیگا کیونکہ حدوث کو سطوات عظمت وکبریا کو بوصف قدم ولقا تحمل کرنے کی مجال نہین ہے

Marfat.com

پس جو حادث ہونے مین تیرے شل ہے یعنے پہاڑ اسکو دیکھ کیونکہ بسبب علت حدوث کے بواسطہ حدوث البتہ دیکھ سکتا ہے پس [illegible]
پہاڑ کو اپنے فعل کا آئینہ بنایا پھر بنے [illegible] ل کے واسطے اپنی صفت خاصہ سے تجلی فرمائی پھر اُس سے پہاڑ کو تجلی نصیب ہوئی پھر موسیٰ علیہ السلام
نے پہاڑ کے آئینہ مین جمال قدیم کو دیکھا کہ بیہوش ہو کر گرے کیونکہ اپنے حال کے اندازہ پر اپنے مقصود کو پہونچ گئے اور اگر موسیٰ کے واسطے تجلی صرف
ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام نابود ہو جاتے باین معنے کہ ظاہری وجود سے بھی نیست ہو جاتے اور اگر پہاڑ کے لیے بھی تجلی صرف یعنے خالص بلا
بدون پردہ و واسطہ کے تو اسکا پتہ بھی نہ چلتا کیونکہ پہاڑ کو عظمت قدم و سبحات ازل کی تجلی ہوئی تھی آنحضرت صلعم نے فرمایا حجابہ النور لو
کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ یعنے حجاب الٰہی عزوجل نور ہے اگر اسکو کشف فرماوے تو جلاوین اسکی وجہ پاک کے
سبحات جہان تک مخلوق سے نظر منتہی ہو۔ **قال المترجم** وجہ ایک صفت باری تعالے ہے اور یہ مراد نہین ہے کہ مخلوق کے چہرہ کے مانند
ہے کیونکہ اللہ تعالے عزوجل سے کوئی مخلوق کسی طرح کسی کیفیت مین مشابہ و مانند نہین ہے جیسا کہ بارہا بیان ہو چکا اور یہ حدیث ایک ٹکڑا
صحیح مسلم کی حدیث کا ہے اور طبرانیؒ نے اسکو سند جید سے روایت کیا ہے **قال الشیخ** مروی ہے کہ جب حق تعالے کسی چیز کے واسطے تجلی فرماتا ہے
تو وہ چیز اسکے واسطے خاضع یعنے پست و حقیر اور اپنے آپ کو ناچیز سمجھنے لگتی ہے۔ وہبؒ نے کہا کہ اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ اسکے عرش کو
ساتوین آسمان کے فرشتے اُٹھاوین و فرمایا کہ اسکو دکھلاوین جب نور عرش ظاہر ہوا تو کشادہ ہوا پہاڑ بسبب عظمت نور عرش کے جو اللہ تعالے
عزوجل کے نور پر نشانی ہے پس ایکبارگی آسمانون کے فرشتون نے اللہ تعالی کی پاکی و عظمت و وحدانیت کی تسبیح پڑھی پس پہاڑ کو ہلا ڈولا
آیا اور پارہ پارہ ہو گیا اور وہ درختون سمیت جل گیا اور بندہ ضعیف موسی علیہ السلام سجدہ مین بیہوش گر پڑا ساتھ روح نہ رہی پس اللہ
عزوجل نے وہ پتھر جسپر موسیٰ تھے قبہ کے مانند کر دیا تھا کہ تپش عشق سے جلکر نیست نہو جاوے پس او تعالے کے سلطان کبریائی و عظمت
و جلال کی تجلی مین اس دنیاے فانی کی فانی چیزین نیست ہین ہان عالم باقی مین بقاء حق تعالے قابل ہونگی اور وہ محض فضل الٰہی ہے
لہذا یہان فرمایا و لکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔ یعنے تیرے لیے مین نور عظمت سے پہاڑ پر تجلی فرماتا ہون وہ تجھسے بہت
بڑا جسم اور سخت اجزا رکھتا ہے اگر وہ نہ اُٹھا سکے تو تیرا ضعیف و نحیف جسم کیونکر میرے نور عظمت کی تجلی برداشت کریگا **قال المترجم** یہ صریح
ہے کہ اس آنکھ و حواس و جسم مین بہ نسبت چشم دل کے تباین ہے اور یہ مت سمجھو کہ آخرت مین جسم دیگر ہوگا بلکہ قطعاً و یقیناً ننگے پانون بے ختنہ کئے
ہوئے جیسے اول پیدا ہوے تھے اسی طرح محشور ہونگے مگر آنکہ اہل جنت سب موتی کے مانند پاکیزہ بے داڑھی موچھ کے ایک صورت خاص پر
داخل ہونگے وہی باقی ہین اور وہی دیکھ سکینگے اور انھین پر فضل عظیم ہے۔ فافہم و لا یذہبنک اوہام الی مہلکۃ الشیاطین ثم **قال الشیخ** تیری
مراد اگر یہ ہے کہ مجھے یہان دیکھے تو چشم روح و قلب سے دیکھ کہ مین دونون پر تجلی کرتا ہون قلب اسکو برداشت کرتا ہے کیونکہ نور ملکوت و جبروت
سے مخلوق ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی مین آیا کہ لا یسعنی ارضی و لا سمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المومن۔ قلت قد روی
بعبارات و نقدہ اہل التنقید فوضعہ البعض و ضعفہ آخرون و لہ شواہد بالمعنی فاحفظہ۔ شیخ نے کہا کہ موسی علیہ السلام نے دیدار چشم ظاہری
طلب کیا حالانکہ چشم قلبی و چشم ظاہری مین وہان حجاب تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ حجاب نہ تھا چنانچہ چشم دل و چشم ظاہر سے دیکھا کما
قال تعالے ما کذب الفواد ما رای بعض نے کہا کہ معنے یہ کہ اسکے فواد نے جھوٹ نہ کہا جو اُس کی آنکھ نے دیکھا یعنے شب معراج مین اور تحقیق [illegible]
وہان آویگی۔ مترجم کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین اختلاف اسمین تھا کہ آنحضرت صلعم نے دیکھا یا نہین پس جمہور کے [illegible]
ابن عباسؓ سے منصوص ہے اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ نورانی اراہ۔ اسی پر دلالت کرتی ہے اور [illegible]

Marfat.com

کمال متعلق منصب نبوت ہے اور عورتون کی تکمیل اس جہت مین ناقص ہے اگرچہ اور جہت سے کامل ہوجاوے لہذا کوئی عورت نبی نہین ہوئی اور تحقیق سورۂ نجم مین انشاء اللہ تعالے آویگی یہان غرض یہ ہے کہ آثار مین دیدار بفواد منصوص ہے اور شیخ نے آنکھ سے بیان کیا تو ظاہر استخراج اسی دلیل سے ہے جو بیان کی کہ یہان دل وآنکھ کے درمیان سے حجاب مرفوع تھا مترجم کہتا ہے کہ معنی یہ ہین واللہ اعلم کہ چشم دل کا انکشاف وانفتاح اس درجہ کمال پر تھا کہ چشم ظاہر کی احتیاج نہ تھی غیر ازینکہ حسن ظاہری اور قبل نبوت مین مفید تھی اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تنام عیناے ولاینام قلبی یعنے میری آنکھین خواب کرتی ہین اور میرا دل نہین سوتا ہے یعنے راحت تن اُنسے حاصل ہوتی ہو اسیواسطے آپ سوتے وجاگتے مین یکسان دیکھتے بلکہ نماز مین جو لوگ مقتدی ہوتے اُنکی حرکات کو دیکھا کرتے اور مصرح فرما دیا اور عین نماز مین دوزخ وبہشت دیکھتے اور جنون وشیاطین کو دیکھتے فافہم مترجم نے تنبیہ کردی اگر اللہ تعالے ہدایت فرماوے تو اس سے بہت کچھ سمجھ حاصل ہو واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ قال الشیخ جسکے قلب ملکوتی کا دخل آنکھ مین ہوا وہ کشف تجلی جمال وجلال کو بلا حجاب برملا دیکھتا ہے اللہ تعالے کے بندے ایسے پڑے ہین جنکے قلوب کو نور جمال کا لباس دیا ہے اور نور ملکوت وجبروت کا انکی آنکھون مین سرمہ ہے پس اُنکے دل بنور غیب انکی آنکھون مین سما جاتے ہین وہ کوئی چیز نہین دیکھتے مگر آنکہ اسمین جمال آلہی نظر آتا ہے کما قیل مارایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ مترجم کہتا ہے کہ یہ قول بکرر گذرا اور تحقیق اسکی واللہ اعلم یہ ہے کہ موجود مصنوع فی ذاتہ اگر مستقل منظور ہو تو اخفی شرک ہے اور اگر منظر فعل خاص ہو تو اسپر تجلی صفت ایجاد ہے اور وہ تجلی ذات جلت عظمتہ وکبریاءہ کے موجب ہے پھر تجلی صفت ایجاد مین مظہر فعل کی راہ سے تفاوت ہے اگرچہ ادنی مخلوق نفس امر مذکور مین مانند اعلی کے ہے الا ظہور مین تفاوت ہے حتی کہ خلقت انسانی آئینہ اکبر ہے اور وجہ ظہور مین دوسرے انسان سے خود اپنا وجود ہر انسان کو اظہر ہے اور یہی عموم سے خصوص کی طرف ترقی ہے فی قولہ تعالے سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق ۔ اور انہ ہو الحق ۔ نہین فرمایا کیونکہ مرتبہ ہو ہو حاصل نہین ہوسکتا اور یہی معنے ہین قولہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے اس بیان کو اہل ایمان کے مانند دیکھنا چاہیئے کہ انشاء اللہ تعالے بہت مفید ہے واللہ الموفق ۔ قال الشیخ حضرت موسیٰ شہود صفات پاک مین ایسے غرق تھے کہ اپنی خبر نہ تھی اور گمان کیا کہ مین غائب از مشاہدہ ہون پس دیدار کا سوال کیا پس انظر الی الجبل سے پہاڑ کی طرف متوجہ کرکے ہوشیار کیا کہ تو کہان ہے تاکہ ایک دم محروم ہوکر قدر وصال سمجھے اور وہین سے تجلی خاص پھر شاہد کرلیا ۔ فافہم ۔ قولہ تعالے فلما تجلی ربہ للجبل پہاڑ نے پہچانا کہ اسکے لیے تجلی عاریت ہے اور وہان حجاب امتناع احدیت ہے پس حسرت سے مدکوک ہوگیا ۔ جب موسیٰ نے تجلی بالواسطہ دیکھی تو پہچانا کہ مقام اتحاد سے بسبب علت سوال کے واسطہ کی طرف ڈالے گئے پس حسرت سے بیہوش ہوئے کما قال تعالے جعلہ دکا وخر موسی صعقا ۔ پس لطف باری تعالے نے انعام مشاہدہ سے اُسکو زندہ کیا ۔ قال تعالے فلما افاق ۔ یعنے بیدار ہوکر جانا کہ مقام کی معرفت سے قاصر رہے پس عذر سے زبان کھولی ۔ قال سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین ۔ اور نیز حضرت موسی علیہ السلام برلغت ازلی مشاہدۂ صفات مین غرق تھے پس اس فنا رسے انکے سر باطن نے ادراک حقیقت ذات کو چاہا پس غیرت عظمت نے اسکو مقام عروج سے گراکر بصفت بشریت وبمقام ابتدا کردیا حتی کہ نظر بجبل سے حصول تفکر ہوکر واصل ہو پس اس بیداری مین وہ خطا کھل گئی جو حالت سکر مین زد ہوئی تھی کہ کنہ قدم پر اطلاع چاہی پس قولہ سبحانک ۔ پاک ہے تو اے رب العزت جل جلالہ اس بات سے کہ حدوث کو تیری جناب قدم تک رسائی ہو اسطرح کہ دریافت کرلے ۔ قولہ تبت الیک ۔ مین نے توبہ کی تیری جناب مین اس چیز سے جو مین نے چاہی تھی ۔ قولہ وانا اول المومنین مین اول اقراری ہون کہ حدوث کے پانون کبھی اس راہ مین نہین ٹھہر سکتے کہ کنہ ازل دریافت کرین اور اس چکنے پتھر کی چٹان پر روح اپنی سر کے

Marfat.com

بل پھسلتی ہے۔ اس توبہ کے بعد آپ پھرے کہ لا احصی ثنائ علیک انت کما اثنیت علی نفسک سبحان اللہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے
اول شہود عین اکل مین یہی ثنا رو تسبیح پڑھی اور موسی علیہ السلام کو یہ مقام بعد فنار و امتحان کے معلوم ہوا۔ یہ فضل الٰہی ہے جسکو عطا فرماوے اس
مقام پر موسی علیہ السلام نے ایک بار توبہ کی یعنے رجوع ہوے اور حضرت سید حبیب صلعم نے ستر بار توبہ فرمائی ہے کما فی الحدیث انہ لیغان علی
قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ۔ مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح مسلم مین ہے اور مکرر گذر چکی ہے۔ قال الشیخ معرفت کے مقابل مین
بحرت قدم مین پڑے تھے پس معرفت مین تقصیر ظاہر ہونے پر موسی علیہ السلام نے اقرار کیا پس رب العزت عز وجل نے عفو تقصیر سے تلافی فرمائی
بقولہ فیما بعد انی اصطفیتک علی الناس الآیۃ۔ اور نیز توبہ مین اشارت ہے کہ مقام عشق مین تلوین سرزد ہوئی حتی کہ انظر الی الجبل سے وسائط کی
طرف حوالہ کیے گئے پس توبہ کی باین معنے کہ دعوی محبت مین مجھے توبہ کرنا چاہیئے لہذا توبہ سے رجوع کیا۔ اول مقام سکر مین زبان انبساط کے
ساتھ سوال کیا پھر لن ترانی سنکر ہوشیار ہوئے اور زبان کو مارا کے کلام انبساط پھر نہ پایا اور پہاڑ کی طرف دیکھنے مین حکم کی فوراً تعمیل کی وجہ تک
مقام سکر مین تھے سوال جرأت مین ماخوذ نہ ہوے جب حقیقت سے شریعت کی طرف پھیرے گئے تو پہاڑ کی طرف جرم نظر مین عفو تقصیر کے
خواستگار ہوے۔ اور نیز قولہ سبحانک یعنے پاکی ہے تجھکو کہ تیری عطار و نوال مین اکتساب کو دخل ہو کیونکہ پہلے تو رب ارنی۔ کہا تھا پھر انظر الیک۔
مین اپنی طرف فعل کی اسناد کی پس اس سے توبہ ضروری ہوئی کیونکہ حدوث کو درگاہ قدم مین یہ کہان مجال ہے۔ بہت دقیق اشارہ اس توبہ
مین یہ ہے کہ باشارہ نفس یہ سوال کیا تھا کہ دیدار دکھلاوے مین کون ہون کہ تجھکو دیکھون مین اب توبہ کرتا ہون مین تجھکو تیری رحمت سے
دیکھ سکتا ہون نہ اپنی خواہش سے بلکہ خودی و خواہش سے فنا ہو جاؤن تو ارحم الراحمین کا کرم و فضل پاؤنگا من و تو میرا و تیرا ذکر درمیان سے
اٹھادے تو کون ہے کہ درمیان مین بولتا ہے فافہم اور اسی واسطے ملائکہ نے اسپر غیرت کی جب کہ وہ مصعوق و بیہوش ہو گیا علی نبینا و علیہ السلام
بعض کتابون مین روایت ہے کہ جب موسی علیہ السلام بیہوش پڑے تھے اسوقت آسمان کے فرشتے آئے اور اپنے پیرون سے ٹھکرانا شروع کیا
اور کہنے لگے کہ اے آدمی زادہ جو عورت کے حیض سے پیدا ہوا تو نے رب العزت جل جلالہ کے دیکھنے کا قصد کیا۔ ملائکہ معذور تھے کیونکہ وہ قرب سے
بسبب تازیانۂ خوف عظمت کے ممنوع ہو رہے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ یہ واقعہ ایسے بندے کے ساتھ ہوا جو ازل سے عشق و محبت مین برگزیدہ
قرار پایا ہے اور اسی وجہ سے اسنے انبساط مین فرط محبت سے وہ سوال کیا جسکی مقربین کروبیون کو مجال نہین ہے اور یہ بھی نجانا کہ اس سوال و
جواب و بیہوشی و غیبت و سکر مین دریاے ازل و ابد مین ڈوب کر اپنی مراد پائی حالانکہ ملائکہ نے مقام شریعت سے آگے جانے پر اجازت نہین پائی
اور اگر کنار وصال مین سے ایک ذرہ حضرات ملائکہ کو پہونچتا تو بیہوش کیا بلکہ جل جاتے۔ قال المترجم شیخ پر اللہ تعالے رحمت کرے بات شاید
یہ ہوئی کہ ملائکہ کی تشنیع کا قصہ بعض کتابون خصوص معتزلہ کی کتابون مین مذکور ہے اور وہ دلالت کرتا ہے کہ موسی علیہ السلام کو کچھ حاصل نہوا
تو شیخؒ نے توجیہ کر دی کہ ملائکہ عالم شریعت مین محصور ہین انکو عالم عشق و محبت سے نصیب نہین رکھا گیا ہے لہذا بنظر ظاہر حال کے ان سے
تشنیع واقع ہوئی اور اس سے زیادہ کی انکو خبر نہین ہے کیونکہ قولہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات الآیۃ سے اور قولہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ الآیۃ
سے تخصیص آدم بعلم و امانت ہے اس سے اور سب محروم ہین پس ملائکہ اس تشنیع مین بسبب لاعلمی کے معذور ہین مترجم کہتا ہے کہ اس توجیہ کی کچھ
حاجت نہین ہے صحیح یہ ہے کہ معتزلہ کی روایت ایسے قصص کی محض دروغ ہے اسکا ثبوت ہی نہین ہے جیسا کہ علمائے محدثین و اہل ...
بیان کیا ہے اور ایسا ہی وہ اثر طویل جو محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ نے اس قصہ مین عجائب و غرائب احوال کے ساتھ جسم و ...
فرشتون کا آنا وغیرہ روایت کیا ہے پس یہ محمد بن اسحاقؒ کا دروغ تو نہین لیکن وہ بنی اسرائیل کے روایات ہوئے جو ...

Marfat.com

شیخ عماد ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے پس اس قصہ سے کوئی اعتراض لازم ہی نہین آتا اگرچہ تفسیر معالم وغیرہ مین نقل کیا گیا ہے لیکن چونکہ توجیہ شیخ متضمن فوائد ہے مترجم نے باستیفاء الکلام ترجمہ کردیا واللہ اعلم بالصواب۔ قال الشیخ مجھپر یہان ایک اور نکتہ منکشف ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے حلاوت خطاب ازل پائی اور یہ حلاوت انکی روح وسر باطن کو بہت خوشگوار آئی تو اُسکی مزید کے طلب مین دیدار کا سوال کیا پس صعقہ بسبب غیرت ازل ہے کہ اس سے اس حلاوت کی طرف لبشائبہ نفس رجوع کیا لہذا جب افاقہ ہوا تو تسبیح بیان کی کہ سبحانک تبت الیک۔ یعنے تو پاک ہے اس سے کہ کوئی اپنی حلاوت کے ساتھ انانیت کی جہت سے طلب کرے اور توبہ کی کہ مین اپنی خودی سے طلب نہین کرسکتا سوائے اسکے کہ فرد واحد بوحدت وانفراد حقیقی جو تصور وگمان سے باہر ہے وہ اُسی کی وحدانیت وتفرد سے مطلوب ہے نہ شائبہ غیریت سے کہان کہ تمام غیر ہو کیونکہ حلاوت حجاب مشاہدہ ہے۔ ثم ذکرہ الشیخ عن بعضہم تفسیر انحو ما ذکرہ الشیخ جلال الدین سیوطی وغیرہ فی قولہ ولکن انظر الی الجبل۔ کما مر ثم قال۔ اوتعالے کے مشاہدہ کا برداشت کرنے والا پہاڑ وغیرہ نہین ہوسکتا بلکہ وہی قلوب ہین جو عرفان سے معمور و انواع کرامات سے مقدس اور تنویر الٰہی عزوجل سے منور اور اسی کے لطف ورحمت سے اس قابل مقدر ہین اور حامل مشاہدہ درحقیقت خود مشاہدہ ہے یعنے خود بخود حامل اس منظر کے حق مین کرامت ہے بدون حلول وغیرہ کے اور پاک ہے اللہ تعالے ہر وہم وگمان سے پس حق عزوجل کا مشاہدہ کرنے والا سوائے حق عزوجل کے کوئی اور نہین ہے اور جو مستقیم وعارف وصالح مقدر ہین انکے حق مین فنا کے بعد بقا کے اس مشاہدہ مین کرامت ہے ولہ المثل الاعلیٰ والحمد للہ تعالے اولا وآخرا۔ الشیخ ابن عطا رح نے کہا کہ پہلے موسیٰ کو پہاڑ کی طرف مشغول کرکے تجلی فرمائی اگر یہ نہوتا تو مرجاتے حسین رح نے کہا کہ اگر قولہ لن ترانی پر اقتصار ہوتا تو شدت تحمل شوق مین پارہ پارہ ہوجاتے لہذا بکرم فرمایا کہ ولکن انظر الی الجبل۔ واسطی رح نے کہا حرف لن ایک وقت معلوم تک ہے اور ابد تک کے واسطے نفی نہین ہے حضرت جعفر الصادق علیہ السلام سے مانند قول ابن عطار کے مروی ہے۔ واسطی رح نے قولہ جعلہ دکا مین کہا کہ پہاڑ کو نابود کردیا گویا کچھ نہ تھا اور جو ہیبت پہاڑ پر آمد تجلی سے طاری ہوئی پہاڑ کے حق مین حتی کہ آسمان وزمین کے حق مین یون ہی ہے۔ ابوسعید قرشی رح نے کہا کہ جمال وکرم دونون باقی رہتے ہین اور ہیبت واجلال فنا ہوجاتے ہین یعنے انکے آثار کی یہ کیفیت ہوتی ہے اور یہ مراد نہین کہ نفس مؤثر مین زوال ہے نعوذ باللہ منہ کیونکہ وہ صفات باری تعالے قدیم ہین اسمین اہل ایمان مین اختلاف نہین۔ ثم قال القرشی دیکھو پہاڑ مدکوک ہوا اور موسیٰ بیہوش ہوئے حالانکہ آخر اپنی بیوی کے پاس گئے تو کسی کو تاب انکے چہرہ کی طرف دیکھنے کی نہوئی۔ واسطی رح نے کہا کہ مخلوق کو اسکے صفات ونعوت سے ہر ایک کو اُسکی مقدار کے اندازہ پر ملتا ہے کلیہ صفات سے کسیکو نصیب نہین۔ جیسے تجلی کہ بکلیہ ذات نہین ہے۔ اور نیز واسطی رح نے کہا کہ مجھسے لوگ کہتے ہین کہ آپ تجلی کی نفی کرتے ہین یعنے مریدوں ومعتقدون نے شیخ واسطی رح سے استفسار کیا کہ آپ کیونکر یہ بات فرماتے ہین کہ تجلی نہین ہوا کرتی حالانکہ اوتعالے کلام پاک مین فرماتا ہے کہ فلما تجلی ربہ للجبل۔ اور خبر مین آیا ہے کہ اذا تجلی لشئ خضع لہ تو انہون نے جواب دیا کہ اے اہل ایمان وصلاحیت تم میری بات سمجھو مین نے یہ کہا کہ تجلی سے ہر شخص کو اسکی طاقت وتقدیر کے موافق فیض ہوتا ہے حالانکہ حکم قولہ تعالے اللہ نور السموات والارض۔ الی قولہ نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء الآیۃ تجلی کا ظہور ہے بھلا تمھارے نزدیک عقل سے یہ محال نہین کہ ہوا نے ایک خاص ذرہ کے واسطے تجلی کی۔ اوتعالے پاک برتر ہے اس بات سے کہ پوشیدہ ہو یا پردہ مین ہو اور پاک برتر ہے اس سے کہ کسی وقت ومیعاد پر دکھلائی دے اور تجلی فرماوے۔ وہ پاک برتر ہے اس سے کہ قوت لحاظ اسپر واقع ہو اور تحت زبان بیان ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے واللہ اعلم یہ فرمایا کہ اوتعالے عزوجل اپنے نشان پاک وبرتر کے ساتھ ہر حال وہر وقت مین یکسان ہے اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ احادیث شریعت مین آیا ہے کہ اللہ تعالے کے واسطے حجاب ہے اور نور اسکا حجاب ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ بندون کی بینائیون پر تاریکی سے

لیکر نور تک کے ہزارون پردے پڑے ہین حتی کہ کافر لوگ بالکل تاریکی کے پردون مین اندھے ہو رہے ہین انکو نور بھی نظر نہین آتا ... نور نظر آتا ہے حتی کہ جسقدر ایمان مین ترقی ہوتی ہے اسیقدر بحکم قولہ نور علی نور کے ایک نور سے دوسرے نور کیطرف عنایت و فضل الٰہی سے ... ہے حتی کہ جو مقرب بندے ہین انمین کمتر پردے نور کے انکی بینائیون پر رہتے ہین اور دنیا مین وہ اس فانی بقا و حیاء کی ... مرتفع ہو ... ہان آخرت مین جب بخشے جاوینگے تو یہ بھی مرتفع ہو جاوینگے پس دنیا مین ہر شخص کے واسطے جسکے لیے تجلی ہونا ثابت ہوا اسکے یہ معنے ہین کہ اسکی ... بینائی سے حجاب دور ہوا اور یہ معنے نہین کہ نعوذ باللہ تعالیٰ وہ حجاب اللہ تعالیٰ کی وجہ جلال و عظمت پر ہے کیونکہ پردہ وغیرہ کوئی چیز نور ... اور کچھ ہو اس حضرت پاک پروردگار سبحانہ وتعالیٰ کے واسطے کیونکر حاجب ہو سکتا ہے سب اسکے زیر قدرت و تحت فرمان ہین وللہ المثل الاعلیٰ پس شیخ واسطیؒ کے قول کا یہ مطلب ہے اور تجلی سے انکار نہین ہے بلکہ اس سمجھ سے انکار ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اوتعالیٰ عزوجل نے نعوذ باللہ کسی حجاب سے تجلی فرمائی تاکہ حجاب اسکا حاجب ہو بلکہ یہ مطلب کہ اس بندہ کی بینائی سے حجاب دور فرمایا مترجم کہتا ہے کہ شیخ واسطیؒ رحمہ اللہ نے بہت پاکیزہ بات بیان فرمائی اور یہی صحیح اور اسی پر اعتقاد ہے اور شیخ بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے سنن مین بعد روایت حدیث قولہ وما بین القوم وبین ان ینظروا الے ربہم الارداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن۔ یعنے جنت عدن مین اہل جنت کے اور اپنے پروردگار کو دیکھنے کے درمیان کچھ حائل نہوگا سوائے چادر کبریائی وجہ پاک کے۔ پس بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث کے یہ معنے نہین کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ پاک پر چادر حجاب ہوگی نعوذ باللہ من ذلک بلکہ یہ معنے ہین کہ وہان بندون اہل جنت عدن کی نظرون پر کوئی حجاب نور کا جیسے دنیا مین یا دیگر اہل جنت پر ہوگا ان اہل جنت عدن پر نہوگا سوائے ایک حجاب کبریائی کے یعنے بوجہ حجاب کبریائی کے اس جنت والون کو مجال خود بخود بلا اجازت نظر اٹھانے کی نہوگی اور چونکہ کبریائی مخصوص بجناب باری تعالیٰ ہے لہذا حضرت رب العزۃ ذوالجلال کی طرف نسبت کیا گیا تاکہ یہ وہم نہو کہ کبریائی سے اہل قوم کو کچھ نصیبہ ہوگا کیونکہ یہ کفر ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ معنے جو شیخ واسطی و شیخ بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہین یہی یاد رکھنا چاہیئے اور یہی صحیح اور یہی اعتقاد اور اسی پر سلف صالحین وائمہ اسلام ہین اور بعضے لوگون نے جو زعم کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ہر نقص وعیب سے اور ہر وہم وگمان سے پاک وبرتر جانتے ہین اور ردا الکبریائی کی کیفیت ہمکو نہین معلوم ہے تو اگرچہ اس قول مین کوئی خرابی نہین لازم آتی ہے لیکن خواہ مخواہ جاہل بنکر عمدہ معرفت سے محرومی ہے۔ فافہم واحفظ والحمد للہ رب العالمین۔ شیخ واسطیؒ نے کہا کہ شیخ عارف جنیدؒ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا تو شیخ نے بیچکر بلند آواز سے کہا کہ تجلی سے نہین بلکہ جہالت سے مدکوک ہوا کیونکہ اسپر آثار تجلی واقع ہوتی تو کیفیت سے فنا ہو جاتا۔ ہمارے شیخ محمد بن حنیفؒ نے فرمایا کہ قولہ فان استقر مکانہ فسوف ترٰنی۔ کے وارد ہونے کے بعد کہا سبحانک تبت الیک۔ جو تیری طرف سے آوے اسکی تصدیق مجھپر واجب ہے علامات طلب کرنے سے مین توبہ کرتا ہون پس جب کہ لن ترٰنی نے کفایت نہ کی یہانتک کہ پہاڑ کی طرف نظر کی تو اس سے توبہ کی بعض نے کہا کہ مین نے توبہ کی اس بات سے کہ خطاب کا سوال کرون تجھے کوئی چیز احاطہ نہین کر سکتی اور سوائے تیرے خود تیرا کوئی شاہد نہین ہو سکتا۔ واسطیؒ نے کہا کہ برابر مقصود ممتنع رہا استغراق سے تو نہین دیکھتا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ سبحانک تبت الیک۔ بعض نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ لن ترٰنی بالسوال۔ یعنے سوال و دعا سے تو مجھے نہین دیکھ سکتا بلکہ عطا و نوال سے دیدار پاویگا۔ کیونکہ روا نہین کہ بندہ کے فعل دعا کی جزا اوتعالیٰ جل جلالہ ہووے۔ بعض نے کہا کہ نور سے ایک برق چمکی پس پہاڑ پھٹا اور پارہ پارہ ہو کر سمندر مین جا پڑا اور آگ بجھ گئی اور آفتاب کو کسوف ہوا ... موسیٰ بیہوش ہو گئے پھر کیونکر موسیٰ ثابت رہ سکتے تھے جبکہ مضبوط پہاڑ نہ ٹھہرا اور یہ تو ایک برق نور تھی۔ پھر حضرت انسؓ کی روایت ... ذکر فرمائی جو بروایت طبرانی و ترمذی وغیرہ اوپر مذکور ہو چکی ہے ابو سعید خرازؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کشف حجاب سے تجلی نہین ف...

Marfat.com

[واسطے] کون ٹھہر سکتا ہے یہان تو تجلی نوری سے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے۔ اور اولیاء پر نظر رحمت انپر پردہ دیکر ہے اور حب رحمت و محبت سے [ا]قبال فرمایا تو وہان انکو علم و فوائد کثیرہ حاصل ہوتے ہین۔ قال علی بن موسیٰ عن ابیہ عن جعفر الصادق علیہم السلام جب او تعالے عزوجل نے اپنے بندہ کلیم سے کلام فرمایا اور موسیٰ نے سنا تو زبان عجز سے دیدار کا سوال کیا پس جواب پایا کہ بے وقت تو نہین دیکھ سکتا ہان میری یہان وشواہد سے اسوقت دیکھ یعنی پردۂ التباس سے مشاہدہ حاصل کر کیونکہ تو اِسوقت نور جلال کا تحمل نہین ہوسکتا ولیکن پہاڑ پر نظر کر کے عجائب قدرت کا تماشا کر پس جب پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسکو مدکوک کر کے چار ٹکڑے کر دیا پس قلب موسیٰ کے چار ٹکڑے ہوے ایک ٹکڑا دریاے ہیبت مین دوسرا باغ محبت مین تیسرا دیدار منت مین اور چوتھا دیدار قدرت مین جا پڑا پھر شدت سے افاقہ پاکر بنظر حیا رتوبہ کی کہ بیوقت سوال کیا حسین بن منصور سے پوچھا گیا کہ موسیٰ نے کیون سوال کیا تو کہا کہ وہ حق تعالے کے واسطے منفرد ہوا پس حق عزوجل اُس کے واسطے جمیع معانی سے منفرد نظر آیا اور ہر منظور و مقابل سے مواجہ۔ فرمایا سولے محظور کے بطریق کشف ظاہر کے نہ بطریق تغیب کے پس اسی بات اسکو دیدار کے سوال پر آمادہ کیا۔ قال المترجم جملہ امور مذکور بطریق اشارت مین جزوی فوائد مندرج ہین اور تحقیق علم مقصود نہین اور نہ وہ منصوص ہے لہذا اپنی اپنی معرفت سے سبیل ادب حاصل کرین۔ پھر جب دیدار سے محروم رکھے گیے تو او تعالے عزوجل نے تسلی فرمانے کیواسطے دیگر اکرام سے سرفراز فرمایا چنانچہ فرمایا

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ

فرمایا اے موسیٰ مین نے تجکو امتیاز دیا لوگون سے اپنے پیغام بھیجنے کا اور اپنے کلام کرنے کا سو لے جو مین نے تجکو دیا اور

الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ

شاکر رہ اور لکھدی ہمنے اُسکو تختون پر ہر چیز مین سے سمجھوتی اور بیان ہر چیز کا سو پکڑ اُنکو زور سے

وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

اور کہہ اپنی قوم کو کہ پکڑے رہین اُسکی بہتر باتین اب مین تمکو دکھلاؤنگا گھر بیحکم لوگون کا

قَالَ فرمایا اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام سے۔ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ اے موسیٰ مین نے تجھکو برگزیدہ کیا لوگون پر بِرِسٰلٰتِيْ۔ اپنے رسالت کے ساتھ جمع رسالت اکثر قرار کی قرارت ہے اور برسالتی مفرد ابن کثیر و نافع کی قرارت ہے۔ وَبِكَلَامِيْ۔ اور اپنے کلام کے ساتھ۔ اگر کہا جاوے کہ آیت سے ظاہر ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سب لوگون سے برگزیدہ ہین کیونکہ الناس معرف باللام جمع مستغرق ہے توجواب یہ کہ الف لام عہد کا ہے اور اسی زمانہ کے لوگ مراد ہین کیونکہ اصطفا علی الناس ہے نہ من الناس اور خصوص اصطفائیت برسالت و کلام ہے اور یہ انھین لوگون کے اوپر ہوئی جنپر وہ رسول تھے لہذا الشیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ او تعالے نے موسیٰ کو خطاب فرمایا کہ مین نے تجھکو تیرے زمانہ والون پر رسالات یعنے انواع رسالت اعتقادات و عبادات و معاملات کے احکام سے اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور اسمین شک نہین کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم مین اولین و آخرین سب کے سردار ہین اسیواسطے او تعالے نے محمد صلعم کو خاتم الانبیا والمرسلین کیا لہذا قیامت آپ کی شریعت باقی ہے اور آپکے بعد حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا مرتبہ ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اور بکلامی کی تفسیر مین شیخ جلالؒ نے کہا اے تکلیمی ایاک۔ یعنے یون برگزیدہ کیا کہ مین نے تجھسے کلام کیا۔ اور یہی بیضاوی و معالم وغیرہ مین ہے اور شاید کلام سے توریت مراد ہو یعنے تجکو رسالت و کتاب سے برگزیدہ کیا اور علی ہذا قولہ۔ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ کے معنے یہ ہوے

Marfat.com

کہ جو مین نے تجھے دیا وہ لے یعنے رسالت و کتاب کو لے اور مفسرین رحمہم اللہ نے کہا کہ یعنے لے جو مین نے تجھے فضل دیا اور
ست طلب کر۔ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ اور شکر کرنے والون مین سے ہو۔ یعنے میری نعمتون کا شکر ادا کر۔ قال البیضاوی مروی
موسی نے دیدار کا سوال بروز عرفہ کیا یعنے ذی الحجہ کی نوین تاریخ کو اور انکو دسوین ذی الحجہ یوم قربانی کے دن توریت ملی مترجم کہتا ہے
یہ مرجح ہے کہ کلام سے مراد مناجات کے علاوہ توریت ہے اور زیادہ مربوط ہے اس سے قولہ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ اور لکھدی ہم نے
موسی علیہ السلام کے واسطے الواح مین۔ یعنے الواح توریت مین۔ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ ہر چیز سے۔ یعنے ضرورت دین و دنیا کی ہر چیز سے جیسا کہ
عقل اسپر دلیل ہے۔ مَّوْعِظَةً۔ نصیحت و پند۔ وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ اور تبیین واسطے ہر چیز کے۔ یہ پہلے جار مجرور سے بدل واقع ہے
حاصل آنکہ ہم نے الواح توریت مین موسیٰ کو اس کی قوم کے دین و دنیا کی ضرورت کی ہر چیز مفصل لکھدی۔ الواح جمع لوح اور یہ نام
اسوجہ سے کہ اس سے معانی لائح ہوتے ہین اور کتبنا سے اللہ تعالے نے اپنی جانب لکھنے کی نسبت فرمائی یہ اس کتاب کی تشریف و بزرگی کا
اظہار ہے۔ مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہ الواح بحکم الٰہی لکھی گئین اور بعض نے کہا کہ اس کتابت کو اللہ تعالے نے الواح مین پیدا کردیا اور
حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور توریت کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور درخت طوبی اپنے ہاتھ سے لگایا رواہ الدارمی
وابن النجار وغیرہ اور اسکا راوی ابومعشر ایک مرد مومن ہے لیکن اسکے حفظ و توثیق مین کلام ہے اور دارمی نے میسرہؓ سے اسیکے مانند
روایت کیا۔ مترجم کہتا ہے یہ امور متفرق احادیث صحاح مین ثابت ہین اور صحیحین مین قصہ آدم و موسی علیہما السلام مین ہے کہ آدمؑ نے
کہا کہ تو موسیٰ ہے کہ تجھکو اللہ تعالے نے برگزیدہ کیا اور اپنے ہاتھ سے تیرے لیے الواح لکھین۔ مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مزید
اختصاص کے ساتھ دست قدرت سے پیدا کین اور بعض علماء نے کہا کہ یہ ایک صفت باری تعالے ہے جو صفت ایجاد سے زیادہ خاص
ہے بہرحال یہان ہاتھ سے یہ عضو ہرگز مراد نہین ہے اور اسپر اجماع ہے سوائے فرقہ گمراہ مجسمہ کے جو ایسا ہی عضو ہونا کہتے ہین اور یہ لوگ
ملحد ہین ہم جناب باری تعالے مین ایسے عقیدے سے پناہ مانگتے ہین۔ پھر سدیؒ سے مروی ہے کہ جملہ امر و نہی ان الواح مین لکھے تھے اور یہی مجاہدؒ
سے مروی ہے۔ بیضاوی نے کہا کہ مواعظ و تفصیل احکام سے ہر چیز لکھی تھی۔ پھر اسمین اقوال مختلفہ ہین کہ یہ الواح کتنے عدد تھین اور کیا
طول و عرض تھا اور کس چیز کی تھین اور انمین توریت تھی یا اور کتابت تھی۔ قال ابن کثیرؒ بعض نے کہا کہ یہ الواح جوہر کی تھین
اور مفسرؒ نے کہا کہ جنت کے درخت کنار (بیر) سے یا زمرد سے یا زبرجد سے سات یا دس تھین بیضاوی نے زیادہ کیا کہ یا سرخ یاقوت
کی تھین یا پتھر کی تھین جسکو اللہ تعالے نے موسیٰ کے لیے نرم کیا تھا۔ وفی المعالم۔ لوح کی لنبائی بارہ ہاتھ کی تھی۔ اور ابن جریجؒ سے مروی
ہے کہ جبرئیلؑ نے اسکو اس قلم سے لکھا جس سے ذکر لکھا تھا اور وہبؒ سے مروی ہے کہ دسون کلمات کی تحریر مین آواز قلم کو موسیٰ نے
سنا تھا اور یہ ذیقعدہ کا پہلا دن تھا اور بعض نے کہا کہ دسوین تاریخ ذی الحجہ تھی۔ اور بعض نے کہا کہ موسیٰ کے قد کی لنبائی پر دس الواح
تھین اور بعض نے کہا کہ نو تھین اور بعض نے کہا کہ سات تھین اور ربیع بن انس نے کہا کہ توریت نازل ہوئی تو ستر بوجھ اونٹ کے تھے اسکو
سوائے چار شخص یعنے موسیٰ و یوشع و عزیر و عیسیٰ کے کسی نے نہین پڑھا یعنے حفظ نہین کیا یا تہ دل سے انھین چار نے پڑھا۔ فی تفسیر الحافظ
بعض نے کہا کہ توریت سے پہلے موسیٰ کو الواح ملی ہین۔ واللہ اعلم۔ تحقیق یہ ہے کہ سلف صالحین ان امور کو یہود سے پوچھتے تھے
کعب احبار کے جو اپنی خوشی سے ایمان لائے تھے سچے و صالح لوگ تھے اور بہت کثرت سے جو یہودی طریقہ پر تھے بہت جھوٹ
باندھنے والے اور بدتر لوگ تھے ولیکن افسوس یہ تھا کہ جو جھوٹے اور اپنی کتاب کے تحریف کرنے والے اور بہکانے والے تھے

Marfat.com

ہوگا اور جو صالح تھے انکے قول پر بھی اعتماد نہین ہے اسواسطے کہ وہ عمداً جھوٹ نہین بولتے تھے بلکہ انکی کتابین اسطرح تاریخ وقصص کی کتابون
خراب حالت مین ملی تھین لہذا جو انمین لکھا تھا وہ بیان کردیتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصرح روایت ہے کہ
کعب احبار مرد صالح ہے ولیکن ہم لوگ فرقہ صحابہ اسکی بات کا اعتبار نہین کرتے بسبب اسکے کہ بات اسکی جھوٹ نکلتی ہے اور مواہب وغیرہ مین
مصرح ہے کہ یہ معنے نہین کہ وہ جھوٹ بولتا ہے بلکہ یہ معنے ہین کہ وہ اپنی کتابون سے جو محض تواریخ وقصہ کے مانند ہین بات بیان کرتا ہے جو درحقیقت
یہی نہین ہوتی ہے پس یہان جو امور مختلف مذکور ہوئے اسکا باعث یہی ہے کہ یہ اقوال یہودیون و بنی اسرائیل سے لیے ہوئے ہین اسیواسطے
امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ لفظ آیت کریمہ مین کچھ ایسی بات نہین ہے جو دلالت کرے کہ یہ الواح کسقدر اور کتنی اور کس چیز کی
تھین اور انکی کتابت کی کیا کیفیت تھی پس اگر ایسی تفصیل کسی دلیل قوی سے ثابت ہو تو وہی قول کہنا واجب ہے ورنہ ایسی تفصیل بیان کرنے سے
سکوت واجب ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ امام رحمہ اللہ نے بہت صحیح بات کہی درحقیقت ایسی تفصیل بیان کرنا جو علی العموم تفسیرون مین پائی جاتی ہے
بدون اسکے کہ انپر کچھ کلام کیا جاوے بلا اصل صحیح ہے پس واجب ہے کہ تفسیر آیت مین فقط اسقدر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام کو
الواح عطا فرمائین اور وہ دست قدرت سے لکھی ہوئی تھین۔ اور اسقدر قطعی ہے کہ وہ کسی ایسی چیز سے تھین جو پھینک دینے سے ٹوٹ جاتی ہے اور
نہین معلوم کہ اسمین توریت تھی یا اور کوئی بات لیکن موعظت ضروری مفصل تھی اور یہ محتمل ہے کہ دس خصال ہون جنپر مدار دین ہے اور وہ
قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات مین گذرے ہین اور ان خصال کو یہود نے اور نصاری نے لکھا ہے اور یہان سے ہوشیار رہنا
چاہیے کہ جیسے نصاری کے پاس اصل انجیل نہین ہے صرف اسکے ترجمے اپنی طور پر حواریون کے اقوال سے جمع کر لیے ہین اور کثرت سے انمین تحریف وتبدیل
حتی کہ تیس ہزار سے زیادہ جگہ تحریف موجود ہے اسیطرح یہود کے پاس بھی اصل توریت ندارد اگرچہ فی الجملہ عبرانی کا کچھ اثر توریت مین ہے اور عرب کے یہود نے بہت کتابین بطور اپنے
گھڑکر اسکو توریت بتلا دیا وہ عربی مین ترجمہ مشہور ہے یہ سب محض بے بنیاد ہین لہذا مسلمانون پر حکم ہے کہ برخلاف قرآن مجید کے یہود ونصاری کا جو
قول ہے وہ تحریف کیا ہوا ہے اور جو بات کہ توریت یا انجیل سے ایسی بیان کرین جسکا ذکر کلام مجید مین نہین ہے اسکو نہ سچ کہین اور نہ جھوٹ کہین
بلکہ اہل اسلام وایمان متنبہ رہین۔ فَخُذْهَا۔ اے فقلنا لہ خذہا عطف ہے کتبنا پر باضمار قول یا بدل ہے قولہ فخذ ما آتیتک سے اور راجع
بالواح ہے یا الکل شئ جو بمعنے اشیا ہے یا برسالات۔ پس بنابر قول اول کے معنے یہ ہوے پھر ہم نے موسیٰ سے کہا کہ لے ان الواح کو۔ بِقُوَّةٍ بجد واجتہاد
کوشش واجتہاد کے ساتھ۔ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا۔ اور حکم دے اپنی قوم کو کہ اختیار کرین اسکے احسن کو۔ اگر کہا جاوے کہ ضمیر بجانب
الواح ہے تو قوم کے احسن الالواح اختیار کرنے کے کیا معنے ہین جواب آنکہ باحسنہا بمعنے باحسن ما فیہا۔ ہے یعنے جو الواح مین ہے اسمین سے احسن کو
اختیار کرین اور بنابر آنکہ فخذہا کی ضمیر بجانب اشیا راجع ہو تو بات ظاہر ہے۔ اگر کہا جاوے ظاہر اسکا دلالت کرتا ہے کہ اسمین بعض وہ بھی ہے جو
احسن نہین ہے اور قوم کو اسکا اختیار کرنا جائز نہین ہے اور یہ تناقض ہے تو جواب اسکا کئی طور پر دیا گیا۔ اول آنکہ ان تکالیف مین بعض حسن اور
بعض احسن ہین جیسے اوسط بات اور اقتصاد وعفو کرنا اور صبر پس معنے آنکہ قوم کو حکم دے کہ اپنے نفس کو ہر شخص ایسی بات پر آمادہ کرے جو بھلائی مین
بڑھا ہوا اور ثواب اسکا بہت ہو بمانند قولہ تعالے واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم الآیہ اور بمانند قولہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ الآیہ۔
کشاف مین مذکور ہے اور بیضاوی وامام رازی نے اسی کی پیروی کی ہے ولیکن محقق تفتازانی نے کہا کہ اس جواب کو منافات ہے اس بات سے
کہ بنی اسرائیل پر قصاص ہی واجب کیا گیا تھا اور عفو نہ تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ جواب ہو سکتا ہے کہ عفو اگرچہ قصاص سے فی نفسہ احسن
ہے لیکن انکے حق مین بابت قصاص کے صرف قصاص ہی کا حکم تھا اور عفو مذکور نہ تھا لہذا انکے حق مین یہی احسن ہوا کیونکہ احسن ما فیہا کی پیروی کا

حکم تھا اور مطلقاً احسن کی پیروی پر مامور نہ تھے علاوہ برین احسن تو بہ نسبت دیگر ہے پس انھین چیزون مین جاری ہوگا جنمین دیگر کم
اور نیز اس جواب پر اعتراض کیا گیا کہ اس تقدیر پر حسن کو اختیار کرنے سے منع لازم آتا ہے اور یہ اسکے احسن ہونے کا منافی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ احسن
بطریق مندوب ہے پس حسن کو لینے سے منافی نہین ہے۔ دوم آنکہ حسن کے تحت مین واجب و مندوب و مباح سب داخل ہین اور واجب ان
سب مین احسن ہے۔ سوم آنکہ احسن سے مراد وہ کہ حُسن مین کامل ہو مطلقاً نہ باضافت جیسے عرب بولتے ہین کہ الصیف احر من الشتاء۔ گرما جاڑے
از سرما یعنی سرما کی سردی سے گرما کی گرمی بہت بڑھی ہوئی ہے ایسے ہی یہان جس چیز کا حکم دیا گیا وہ ممنوع کی قباحت سے بہتری مین بڑھی
ہوئی ہے۔ اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر مین چنانچہ فرمایا یعنے جو اسمین حلال کیا گیا اسکو حلال رکھین یعنے حلال جانین
اور اسی کے موافق عمل مین لاوین اور جو حرام کیا گیا اسکو حرام رکھین اور اس کے امثال کو فکر سے بنظر عبرت دیکھین اور جو اسمین متشابہ ہین وہان
توقف کرین اور موسی علیہ السلام اپنی قوم سے زیادہ عابد تھے پس انکو وہ حکم دیا گیا جو قوم کو نہین دیا گیا تھا۔ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ
عنقریب تمکو دکھلاؤنگا مین دار الفاسقین۔ یعنے دار فرعون واسکی اتباع کو اور وہ ملک مصر ہے تاکہ تم انسے عبرت حاصل کرو اور یہی عطیۃ العوفی
کا قول ہے اور ارارۃ کے معنے یہان داخل کرنا بطور ارث کے اور اسی پر دلالت کرتی ہے قرارۃ ساورثکم۔ بثاء مثلثہ جیسا کہ بعض سے مروی ہے اور
اگر یہ مؤید تفسیر لیجاوے تو حسن وعطاؒ سے جو مروی ہوا کہ دار الفاسقین سے مراد جہنم ہے وہ ٹھیک نہین ہوسکتا اور سدیؒ نے کہا کہ دیار جبابرہ
وعمالقہ مراد ہین اور قتادہؒ نے کہا کہ ملک شام ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ انجام کار آخرت مین جاے بازگشت مراد ہے ابن جریرؒ نے کہا کہ قولہ ساریکم
دار الفاسقین بطور تہدید و وعید کے ہے جیسے کہنے والا اپنے مخاطب سے کہتا ہے کہ مین تجھے دو روز مین دکھلادونگا کہ مخالفت کرکے کس بربادی کے
گھر بستے ہین۔ پھر یہی معنے حضرت مجاہد وحسن بصری نے نقل کیے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی معنے اولے ہین کیونکہ یہ حکم بعد انفصال موسے و
بنی اسرائیل کے ملک مصر سے تھا اور یہ تیہ مین بنی اسرائیل کے پھنسنے سے پہلے کا حکم تھا اور قرطبی وغیرہ نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کے لوگ شام کو
جانے سے لوٹ کر مصر مین آکر ملک فرعون وقبطیون کے مال ومتاع کے وارث ہوئے اور یہی حسنؒ کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ مصر مین نہین
پلٹے۔ حاصل آنکہ جن لوگون کے نزدیک بنی اسرائیل بجانب مصر کے نہین لوٹے انکے قول پر شام کا ملک مراد ہونا مختار ہوگا ورنہ مصر مراد ہوگا
فلیتامل ف عرائس مین ہے کہ قولہ تعالے قال یاموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس الآیۃ مین نے تیرے واسطے ازل مین اپنے برگزیدہ
کرنے کو جو مقدس از علت حدوث ہے اپنی رسالت کے ساتھ سابق کردیا یعنے تو میرے اولیا بندون کی طرف میرا رسول اور انپر سردار ہے
اور یہ رسالت شامل ہے تمام ان مراتب کو جسکو اولین وآخرین چاہتے ہین یعنے مقام دنو الدنو وقرب اور قرب القرب ووصال وکشف جمال
کیونکہ وہ مقام استقامت کا اور جملہ مرادات پانے کا ہے اور نیز یہ معنے کہ تیرے واسطے اصطفائیت اسطرح سابق ہوچکی تھی کہ تو مجھسے بلا واسطہ
کلام کو سنیگا اور میرے اسرار ملک وملکوت کے جان لیگا۔ مین نے تجھکو اپنے فعل سے لباس رسالت پہنایا اور اپنے انوار کلام وصفت سے لباس
ربوبیت پہنایا پس میرے برگزیدہ کرنے پر تو میری صفت سے موصوف ہوا پس تو پہلے میرے فعل کے نور مین پڑا پھر میری صفت کے نور مین پڑا
حتیٰ کہ معنے اتصاف مین تو میری ذات پاک کا مشاہدہ کنندہ ہوا اور کوئی رویان تیرے بدن کا نہین جسمین میری قدرت سے آنکھ نہو پس تو
ان آنکھون سے مجھکو مشاہدہ کرتا ہے پھر تو سوال ارنی سے اور کیا چیز طلب کرتا ہے یہ مراتب رفیعہ اور منازل سنیہ جو مین نے تجھے عطا کیے
تو انکا شکرگزار ہو اور باوجود اپنی ذاتی قلت ادراک کے میرے کنہ قدم وازل کے ہم وغم مین مست سرگردان ہو بعض مشائخ نے کہا کہ
ازلیت سے تکلیم وکلام کا مرتبہ حاصل ہوا ورنہ نہین ہے کہ تکلیم سے اصطفائیت حاصل ہوئی ہو اور بعض نے کہا کہ قولہ خذ ما آتیتک

[illegible] عطا فرمایا اسکو لیکر شکر گزارون مین سے ہوجا اور دعوی کرنے والون مین سے مت ہو میرا تجھے برگزیدہ کرنا تیرے واسطے خود اپنے نفس کے لیے
[illegible] کرنے سے بہت زائد ہے بعض نے فرمایا کہ اصطفائیت سے تو خلق پر سردار ہوا اور یہ میرا افضل محض ہے کہ مین نے سابقہ تقدیر مین تجھے ایسا کیا تو ایسا
ہوا اور یہ نہین کہ تیری صفت میری درگاہ مین تھی جس سے تو مستحق اصطفائیت ہوا۔ قولہ کن من الشاکرین۔ یعنے اپنے شکور کا عارف ہو کیونکہ شکور کی
معرفت حاصل کرنا یہی شکر ہے اور بس۔ اور استادؒ نے کہا کہ اس کلام مین لطیف اشارہ ہے کہ تمام نعمت سے شاکر ہو اور شکایت کرنے والا نہو یعنے اگر
مین نے تجھے تیرے سوال سے جسمین شائبہ نفس ہے منع کیا اور محروم رکھا تو تجھے شکایت نہو۔ پھر واضح ہو کہ او تعالے نے اپنے کلیم موسیٰ پر مزید نعمت کو ذکر
فرمایا کیونکہ اسکو مواضع حقائق علوم غیبیہ اور اسرار عجیبہ واخبار ازلیہ غریبہ کی معرفت عطا فرمائی۔ بقولہ تعالے وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ موعظۃ
الآیۃ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہے کہ ہم نے اسرار لطیفہ کو اسی کے واسطے لکھا کیونکہ وہی انکا عارف ہے اور باقی لوگ تو مقلد ہین کیونکہ اسرار خطاب
اشارات ازلیت بسوے ابدیت ہین اور انکو وہی پہچانتا ہے جو مصطفے ہو اسیواسطے ایک مقام پر فرمایا۔ اصطفیتک لنفسی۔ اور یہان فرمایا۔
اصطفیتک علی الناس برسالاتی۔ پھر قولہ فی الالواح من کل شئ مین اشارہ ہے کہ الواح قلب پر ذات وصفات سے تلویح علوم فرمائی۔ اور قولہ
کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ مین یہی معنے ہین حاصل آنکہ ہم نے اسکو اپنے علوم ازلیہ سے مخصوص فرمایا اور اسکے الواح قلب کے انوار مین نقوش
حروف اسرار وحدانیت لکھے یعنے قلب کے انوار سے اسرار وحدانیت لائح فرمائے اور من کل شئ سے اشارہ ہے کہ علوم ذات وصفات و
افعال سے اسکو عطا ہوئے قال المترجم یہ بنا برانکہ او تعالے پر اطلاق لفظ شئ آیا ہے اور شیخ مفسرؒ نے اسکے جواز پر تنصیص کی ہے۔ حاصل آنکہ
ہم نے اسکو علم گذشتہ وآیندہ سے تعلیم فرمایا اور یہ موعظت اسکی زبان سے عارفون وعاشقون ومشتاقون کو ہے جو ہمارے وصال کی راہین
پہچاننا چاہتے ہین اور قولہ وتفصیلا لکل شئ۔ یعنے اشیاء کے اسرار باطنہ کی تبیین یعنے واضح بیان اور ایسے ہی اشارات سرمدیہ ازلیہ کی تفسیر ہمنے بیان
فرمائی۔ پھر جب موسیٰ نے اسکی قدر ومعرفت کو پہچانا اور شکر کا موقع جانا تو موسیٰ کو حکم دیا کہ اقبال کرے اسکی طرف اسی کے ساتھ سواے اپنے نفس کے
اور عمل کرے اسی کے ساتھ بدون اپنے نفس کے لہذا فرمایا فخذہا بقوۃ یعنے یہ ربوبیت کا بار گران ہے اسکو بقوت ازلیہ برداشت کر باین طور کہ اپنے
نفس واغیار سے فرار کرکے میری طرف مشغول ہوکر مجھسے استعانت لے اور مجھی سے قوت ونصرت حاصل کر پھر اس قوت آلہیہ سے اسکو برداشت کر
اور اپنے نفس کی قوت سے اُٹھانے کا ارادہ مت کر کیونکہ تیرے نفس کی قوت تو حادث ہے وہ ہرگز گرانبار ربوبیت کو برداشت نہین کرسکتی ہے ہان
اسی طور پر کہ قوت آلہیہ تیری مدد فرماوے اور تیری دستگیری کرکے راہ سے پار لگاوے پھر جب تو اس بار عظیم امانت کی سواری ہوجاوے تو قوم کو حکم کر
[illegible] سے احسن کو لیوین یعنے جو اوامر ونواہی انپر آسان ہون وہ اختیار کرین کیونکہ اسمین سے جو حقائق ہین وہ سواے تیرے مانند کے اورون کی
طاقت سے برداشت نہین ہوسکتے ہین نیز قولہ باحسنہا سے یہ معنے کہ جو احکام اسمین سے انکو خوب واضح معلوم ہون اُنکو لیوین یعنے آیات محکمات کو
[illegible]ین کہ وہی موجب ہین اور رہے آیات متشابہات جو صفات آلہیہ کا وصف ہین تو انکو حسن اعتقاد سے لیوین یعنے تسلیم کرین کہ یہ اوصاف
حضرت باری تعالے عز وجل کے اسی طور پر ہین لیکن او تعالے عز وجل جملہ مخلوق مین سے کسی کے مانند نہین ہے پس اسکی کیفیت کو او تعالے خود
[illegible] جانتا ہے اور ہم اسیقدر جانتے ہین کہ او تعالے عز وجل مین سب خوبیان اپنے انتہاء کمال پر ہین اور جو چیز کسی نقص کو موجب ہو اس سے
[illegible] تعالے کے فضل سے عقل نورانی کے اقتضاء سے ہم اسکو پاک برتر جانتے ہین۔ اور یہ اسوجہ سے ہے کہ حقائق آیات متشابہات کی ادراک بشری
[illegible] ہان علماء ربانی اسکے اسرار مین سے کچھ پاتے ہین بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ بندون کے پاس عموماً اور خاص بندون کے پاس
[illegible] اللہ تعالے کے اسرار ہین انکو بندون مین سے فقط وہی پاتے ہین جو بدن وقلب سے زیادہ قوی ہون تو نہین دیکھتا کہ اپنے کلیم علیہ السلام

Marfat.com

سے فرمایا کہ خذہا بقوۃ۔ اور قوت یہ ہے کہ اللہ تعالے پر بھروسا و اعتماد بہت قوی و مضبوط ہو۔ **قال المترجم** جیسے [illegible]
پر جو انکی ذات کے واسطے احکام سخت تھے ویسے انکی قوم کے واسطے نہ تھے اور یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ قولہ وامر قومک یاخذوا باحسنہا [illegible]
سے مراد سہل ہے بمقابلہ خذہا بقوۃ کے اور قولہ یاخذوا جواب امر ہے اے ان یاخذوا۔ اور اسمین اس تقدیر پر ایک بڑا مسئلہ کلامیہ بعید [illegible]
قوم بلکہ ہر فرد امت مامور ہے کہ شرع مین سے جہانتک جواز ہے اپنے واسطے اسہل و آسان کو اختیار کرین اور اسمین جو بعید و اسرار ہین انکے بیان کی
یہان موقع نہین ہے اور اسی معنے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاکیزہ حنیفیہ سہولت سے موصوف ہے اور کثرت سے علماء تابعین
رحمہم اللہ سے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت آیا ہے کہ بہت کم تکلیف اور بہت آسان طریقہ والے اور ایسے لوگ تھے اور دین [illegible]
محققین علماء نے جسمین سے شیخ ابن الہمام بھی ہین تتبع رخص کو جائز کیا ہے اور **شیخ روزبہان** نے اہل حقیقت کے لیے ابتدائے حال مین
تتبع رخص سے اجتناب کا اور انتہاء حال مین التزام کا اشارہ کیا ہے اور یہ امر اہل علم کے نزدیک منجملہ مہمات کے ہے بنظر آنکہ وہ لوگ مطاع ہین
اور انکو حکمت آلہیہ سے نصیب عطا ہوا ہے پس کہانتک انکو راہ معرفت مین حسن تدبیر سے لیجاتے اور اسی سہل طریقہ مین فرعون نفس و اسکے اعوان
و انصار کو غرق کرتے ہین۔ فافہم بعض مشائخ نے کہا کہ عطایاے آلہی کو اسی کے مطایا یعنے باربرداریان اُٹھا سکتے ہین بعض نے قولہ فخذہا بقوۃ
مین کہا کہ اسکو میری قوت سے برداشت کر اور اپنے نفس سے برداشت مت کر پس قوی وہ ہے کہ اپنے واسطے کچھ حول و قوت نہ ثابت کرے بلکہ
اسکے حول و قوت وہی ہو جو خالق القوی والقدر ہے اعتقاد کرے **قال المترجم** نماز بڑا رکن ہے اسکی اذان مین حی علی الصلوۃ کے وقت
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ کہنا مسنون ہے اور معنے یہ ہین کہ نماز ادا کرنے کو آنا میری قوت مین نہین بلکہ مجھے کچھ بھی حول و قوت نہین
مگر برحمت آلہی جو زبردست حکمت والا ہے۔ شیخؒ نے لکھا کہ میرے اُستادؒ نے فرمایا کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا اور جو انکی قوم کو حکم دینے کا
حکم دیا گیا ان دونون مین فرق ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا لینا تو حق عزوجل سے بروجہ تحقیق قربت اور تاکید وصلت ہے اور قوم کا لینا از راہ التزام
طاعت ہے۔ اور ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے۔ پھر جو لوگ کہ کفران نعمت کرکے درگاہ کبریائی و عظمت کی پھٹکار سے اپنی کچھ قدر و قیمت نہ سمجھے
انکے محروم و مردود ہونے کو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا
مین پھیر دونگا اپنی آیتون سے اُنکو جو بڑائی ڈھونڈتے ہین ملک مین ناحق اور اگر دیکھین ساری نشانیان یقین نہ کرین
بِهَا ج وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ج وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ج
انکو اور اگر دیکھین راہ سنوار کی تو نہ ٹھہراوین اُسے راہ اور اگر دیکھین راہ اُلٹی اُسکو ٹھہراوین راہ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ
یہ اسواسطے کہ اُنھون نے جھوٹ جانین ہماری آیتین اور ہو رہے اُنسے بیخبر اور جنھون نے جھوٹ جانین ہماری آیتین اور آخرت کی ملاقات
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ط هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ع ١٧
ضایع ہوئین انکی محنتین وہی بدلا پاوینگے جو کچھ عمل کرتے تھے

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ آیات سے مراد وہ چیزین ہین جو اللہ تعالے کی مخلوقات مین اسکی قدرت پر دلالت کرتی ہین [illegible]
اسمین شامل ہین جو اسرار شریعت و احکام پر دلالت کرتی ہین۔ اَلَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ معنے یہ کہ [illegible]

Marfat.com

اور ناحق تکبر کرتے ہین جو کبھی اسپر ناحق ہوا کرتا ہے انکو مین اپنی آیات کے سمجھنے سے محروم کرونگا باین طور کہ انکو خوار کرونگا پھر آمین فکر کرنے کی راہ
نہ پاوینگے. قال الحافظ آیات سے سرکشی کا نتیجہ جہالت حاصل ہوئی. قال البیضاویؒ جرم تکبر سے انکے دلون پر مہر ہوئی کہ ان آیات سے
کوئی عبرت و پند و نصیحت نہین پاتے جیسے قوم فرعون آخر ہلاک ہوئی. قال الحافظ جیسے اوتعالے نے فرمایا فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم. اور بعض
علما نے کہا کہ شرم کرنے والا مغرور کبھی علم نہین پاتا بعض نے فرمایا کہ علم حاصل کرنے مین اگر ایک دم ذلت سمجھا تو تا ابد جاہل رہا. سفیان بن عیینہؒ
نے کہا کہ قرآن کی سمجھ اُنسے نکال لونگا. ابن کثیرؒ نے کہا کہ مراد یہ کہ حکم کچھ بنی اسرائیل سے خاص نہین ہے بلکہ ہر اُمت مین جسنے آیات آلٰہی سے تکبر کیا وہ
جاہل مردود رہا. مترجم کہتا ہے کہ تکبر کا انجام شرک ہے اور اسکی مذمت احادیث صحاح مین تو وارد ہی ہے علی العموم لوگون کی زبان پر جاری ہے
بغیر الحق. توضیح ہے کیونکہ تکبر کبھی برحق نہین ہوتا وہذا کقولہ یقتلون النبیین بغیر الحق. اور سراج مین لایا کہ یہ قید ہے کیونکہ تکبر کبھی برحق ہوتا ہے کیونکہ جو شخص
کہ حق پر ہے وہ باطل مذہب والے پر تکبر کرسکتا ہے. مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام شاید بطور مجاز ہوگا ورنہ تکبر کچھ بھی جائز نہین ہے اور صحیح وہ جو کشاف مین
مین کہا کہ تکبر برحق کسی کے لیے نہین سواے اللہ عزوجل کے. اور بیضاویؒ نے یہان کہا کہ تکبر کرتے ہین ایسی چیز کے ساتھ جو حق نہین باطل ہے اور
علی ہذا بلاغت مزید ہے یعنے تشنیع دو وجہ سے ایک تو تکبر کرتے ہین اور اسپر زیادہ تشنیع یہ کہ باطل پر تکبر کرتے ہین اور واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ مین
ذلت ظاہر نہ کرنا تکبر نہین ہے حتی کہ دنیا اور اہل دنیا کے مقابلہ مین دنیا کی حیثیت سے اپنے کو ذلیل نہ کرنا امر مستحسن ہے. فافہم. وَاِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَۃٍ
لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِھَا. یعنے اگر آیات مین سے ہر آیت دیکھ لین تو بھی ایمان نہ لاوینگے جنپر حکم ازل مقدر ہوچکا وہ کافر ہی رہینگے حتی کہ فرعون نے بارہا
قصد کیا مگر ہامان کا ذرا سا وسوسہ اسکو بحکم تقدیر مؤثر ہوا اور آیات و معجزات سے متاثر نہوا. چنانچہ او تعالے نے انکی حالت بیان فرمائی. وَاِنۡ یَّرَوۡا
سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ لَا یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا. اور اگر راہ ہدایت کو جو اللہ تعالے کی طرف سے انبیاء علیہم السلام لائے ہین یہ لوگ دیکھتے ہین تو اس کو
اپنی راہ نہین بناتے کہ اس راہ ہدایت پر چلین تاکہ یہ چند روزہ دنیا بسر کرکے رضوان آلٰہی پاوین لیکن اس راہ نہین چلتے بلکہ. وَاِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ
الۡغَیِّ یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا. اور اگر دیکھتے ہین راہ ضلالت کو تو اسکو راہ بنالیتے ہین تاکہ چند روزہ زندگی مین چین کرکے مرین تو ناپاک خبیث دوزخ
کے کندے غضب آلٰہی مین پڑین. ذٰلِکَ. یہ پھیر دینا. بِاَنَّھُمۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوۡا عَنۡھَا غٰفِلِیۡنَ. بسبب اسکے کہ ان لوگون نے
جھٹلایا آیات آلٰہی کو اور اس سے غافل رہے کچھ بھی اسمین توجہ نہ کی بلکہ جو نفس و شیطان کہتا گیا اسی کو بے تردد مانتے رہے ف فی العرائس قولہ
ساصرف عن آیاتی الذین الخ. اسمین وہ مدعی بھی شامل ہین جو اپنی شان کو اچھا سمجھتے ہین یعنے کمال کے دعوی کرنے والے جنکو اپنی شان بھلی معلوم
ہوتی ہے اور مجازی بے تحقیق باتین کرکے مغرور ہین وہ ان جھوٹے دعوون کے سبب سے حقائق خطاب کی معرفت اور معانی کلام کی سمجھ سے
محروم ہوئے کیونکہ وہ کرامات اولیاء اور آیات اصفیاء سے منکر ہین حتی کہ بدتر حال انکا یہ ہے کہ وان یروا کل آیۃ لا یومنوا بھا. پھر مزید برآن یہ کہ درگاہ
قبول سے مردود و مطرود ہین کما قال تعالے وان یروا سبیل الرشد الآیۃ. اگر انکو اللہ تعالے کی طرف ہزار راہین کشادہ ہون تو محرومی ازلی
سے کبھی انکی پیروی نہ کرینگے اور منافقانہ اگر چند سے چلے بھی تو کچھ اعتبار نہین ہے اور اگر گمراہی اور باطل دعوی کی ایک راہ بھی انپر ظاہر ہوئی اور شہوات
کے پیچھے چلنا انہین نصیب ہے تو اسکی پیروی کرنے لگے اور اسکو راہ حق قرار دیا کیونکہ انکی جبلت ٹیڑھی واقع ہوئی ہے پس راہ راست کو کج اور کج کو
راست سمجھتا ہے اور تکبر کرنے والا اگر تکبر کو جو کبریاء قدم کی شان پاک ہے پہچانتا تو کبھی تکبر کا اپنے یا کسی مخلوق کی طرف خیال بھی نہ کرتا پس مخلوق
مین جہان کہین تکبر ہے وہ کبریاء حق سے جہالت کی وجہ سے ہے اور جہان کہین سطوت عظمت حضرت کبریاء عزوجل ظاہر ہوتی ہے وہان ہر شئے
...ہوجاتی ہے اور سواے تکبر حق عزوجل کے جو تکبر ہو وہ باطل ہے جہان جس بندے کو اللہ تعالے اپنے نور عظمت و ہیبت سے لباس عطا فرماو

Marfat.com

وہ حق کے ساتھ کلام کرتا اور حق کے ساتھ اسکا ہر کام ہے اور حق عزوجل کی صفت اس سے بوصف کبریائی ظاہر ہوئی جو
اسکے حضور مین بازو جھکاتی ہے اور وہ اپنی تمام جان وتن کو جناب کبریائی مین فنا رکیے ہوئے ہے اور یہی معنے ہین اس قول کے کہ
کل شی جسنے اللہ تعالےٰ کی جناب کبریائی کے واسطے خضوع کیا اسکے لیے ہر چیز خضوع کرتی ہے۔ قال المترجم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
شمائل شریف مین سے ہے کہ جسنے دور سے دیکھا وہ ہیبت ناک ہو جاتا اور جو پاس بیٹھا وہ بہت مانوس ہو کر اُٹھنے کا نام نہ لیتا۔ اور مشہور
کہ اونٹ و جانور وغیرہ سجدے کرتے تھے ؎ ہیبت حق است این از خلق نیست ٭ ہیبت این مرد صاحب دلق نیست ٭ بعض نے کہا کہ تکبر دو
ایک تکبر بحق اور دوسرا تکبر ناحق پس تکبر بحق تو فقیرون کا تونگرون پر ہے کہ جو تونگرون کے پاس ہے اُس سے فقراء کو استغناء ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ
لیکر وہ تمام نعمتہاے فانی سے مستغنی ہوتے ہین اور تکبر ناحق وہ تونگرون کا فقیرون پر ہے کہ انکی مفلسی و محتاجی سے انکی حقارت کرتے ہین۔ واسطیؒ نے کہا کہ
تکبر برحق تو یہ کہ تونگرون و فاسقون پر اور کافرون و بدعتیون پر ہو کیونکہ اثر مین مروی ہے کہ خداے تعالےٰ کی نافرمانی کرنے والون سے ایسے چہرہ سے
ملو کہ وہ حقیر ہون۔ اور سہلؒ نے کہا کہ قولہ ساصرف عن آیاتی الذین الخ یہ پھیرنا اس طرح ہے کہ وہ قرآن مجید کی فہم سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی اقتدا پانے سے محروم کیے جاوینگے۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ اوتعالےٰ جل جلالہ نے یہ فرمایا کہ انکے قلوب و اسرار و ارواح کو عالم قدس کی سیر سے محروم
کیا جائیگا۔ شیخ ذوالنونؒ نے فرمایا کہ اوتعالےٰ عزوجل نے باطل اعتقاد و اعمال والون کو قرآن مجید کے حقایق و حکمت عطا فرمانے سے انکار فرمایا۔
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا۔ اور جن لوگون نے جھٹلایا ہماری آیات کو۔ وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ۔ اور ملاقات آخرت کو یعنے قیامت مین بعث و حشر ہونے
وغیرہ کو۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ نیست ہو گئے انکے اعمال یعنے دنیا مین مانند صدقہ و ناتے دارون کے ساتھ سلوک وغیرہ کے جو بھلے کام کیے تھے
انکا کچھ ثواب نہ پاوینگے کیونکہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا جو ثواب پانے کی شرط تھی وہ نہین ہے۔ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ استفہام
انکاری ہے اے ما یجزون جزاء الا جزاء ما کانوا یعملون من التکذیب والمعاصی۔ یعنے نہین جزا پاوینگے کچھ بدلا سواے جزاء اس فعل کے جو کرتے تھے
یعنے آیتون کو جھٹلانا اور گناہ و شرک وغیرہ کرنا پس انھین کامون کی جزا پاوینگے اور انکی جزا سخت عذاب دردناک ہے اور کبھی کافرون کو اپنے
نیک کامون کی جزاء دنیا مین مل جاتی ہے اگر مشیت مین مقدر ہو۔ اسمین تنبیہ ہے کہ آیات الٰہی مین نظر و تامل کرنا واجب ہے ورنہ برکت وحی الٰہی
جو قرآن مجید کی آیات سے ہے دلون سے جاتی رہیگی۔ فضیل بن عیاض سے روایت ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جب
میری اُمت والے دنیا کی چیزون کی عظمت کرینگے تو اُن لوگون سے ہیبت اسلام جاتی رہیگی اور جب آپس مین ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم کرنا
اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دینگے تو وحی کی برکت سے انپر محرومی چھا جائیگی۔ مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے مین پناہ مانگتا ہون کیونکہ اب اُس سے
زیادہ بڑھا ہوا مرتبہ نظر آتا ہے کہ آپس مین ایک دوسرے کے دشمن ہین اللھم اعز الاسلام وارحم اہلہ انک انت التواب الرحیم۔ پس درمیان قصہ مین
یہ کلام تنبیہ ہے کہ دیکھو بنی اسرائیل نے آیات کو مشاہدہ کرکے غفلت کی تو انکا انجام ہلاکت ہو گیا اگر رحمت الٰہی نہوتی تو ہلاک ہو جاتے

کما قال تعالےٰ

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ

اور بنالیا موسےٰ کی قوم نے اُسکے پیچھے اپنے زیور سے بچھڑا ایک دھڑ اُسمین گائے کی آواز یہ نہ دیکھا کہ وہ اُنسے بات نہین کرتا

وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا

اور نہ دکھاوے راہ اُسکو ٹھہرالیا اور وہ تھے بے انصاف اور جب پچتائے

ع ۵ یعنے ان لوگون کی نشان ع غیر قومون پر ہیبت نہین رہتی ۱۲

(منزل ۲) ۹

ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

بہکے کہنے لگے اگر نہ رحم کرے ہم کو ہمارا رب اور نہ بخشے تو بیشک ہم خراب ہونگے

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰی۔ اور بنالیا قوم موسیٰ نے مِنْ بَعْدِہٖ۔ بعد موسیٰ کے یعنے بعد جانے موسیٰ کے کوہ طور پر مناجات کے لیے جبکہ اللہ تعالے نے تیس راتون کا وقت مقرر فرمایا اور دس روز بڑھا دیے تھے اور انھین مزید دس راتون کے زمانہ مین قوم موسیٰ نے انکے پیچھے بنالیا مِنْ حُلِیِّہِمْ اپنے زیورون سے عِجْلًا جَسَدًا ایک بچھڑے کو کہ جسد تھا اور جو کہ لَّہٗ خُوَارٌ۔ اسکے واسطے خوار تھی یعنے گاے کی آواز تھی کذا فسرہ ابن عباس والحسن وقتادۃ واختارہ جمہور المفسرین۔ یقال خار یخور دبخار خوارا۔ یعنے گاے کا آواز کرنا اور قولہ جسدا لہ خوار سے یہ توضیح وتحقیق ہے کہ وہ فقط بچھڑے کی صورت نہ تھا بلکہ منقلب ہوکر جسد ہوگیا یعنے خول دار جسم ہوگیا کہ گاے کی طرح آواز کرتا تھا اور بعض نے کہا کہ فقط سونے کا جسم تھا خالی از روح۔ مگر قول اول اصح ہے اور وہی مفسرین نے اختیار کیا اور دوسرے مقام پر کہ موسیٰ علیہ السلام کا اسکو جلا کر خاک کرکے دریا مین پھینکنا جو مذکور ہوا اس سے زیادہ مناسب ہے اور قصہ یہ ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایک مہینہ کی میعاد سے جو بنی اسرائیل سے بیان کی تھی بسبب دس راتین بڑھائی جانے کے دیر کی تو بنی اسرائیل فتنہ مین پڑے اور سامری نے جو بعض علوم سے آگاہ اور اس قوم مین باآبرو تھا موقع پاکر بنو اسرائیل سے وہ زیور جمع کرایا جو اُنھون نے مصر مین بھاگنے سے پہلے قبطیون سے اپنے یہان خوشی کی آرائش کے واسطے مانگے لیا تھا اور وہ انھین کے پاس رہگیا اور مصر سے بھاگنے کا حکم ہوگیا پھر قبطی مع فرعون کے ہلاک ہوگیے پس یہ زیور جمع کراکے اس سے ایک بچھڑا بنایا اور اسمین وہ خاک ڈالدی جو جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے نشان سے لی تھی چنانچہ دوسرے مقام پر مقولہ سامری حکایت ہے کہ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِہٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَۃً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ الآیۃ۔ اور اس خاک کا اثر حیات تھا پس وہ منقلب ہوکر خون وروح کا جسد ہوکر آواز کرنے لگا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ تمھارا و موسیٰ کا آلہ ہے پس سمندر سے پار ہونے کے بعد ایک قوم کو گاے کی شکل کے بُت پوجتے دیکھکر بنی اسرائیل کے جاہل اثر پذیر ہوچکے تھے یہان تصدیق کرلی۔ اور آلہ بنالیا۔ پس حاصل تقدیر کلام یون ہے کہ واتخذ قوم موسی عجلا آلہا۔ یعنے بنالیا قوم نے موسیٰ کے بعد ایک بچھڑے کو معبود۔ پس آلہا مفعول دوم محذوف ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ بچھڑا فقط ایک مرتبہ بولا تھا اور بعض نے کہا کہ بہت بار حتی کہ جب بولتا تو سجدہ مین گرپڑتے جب چپ ہوتا تو سر اُٹھاتے۔ وہبؒ سے روایت ہے کہ آواز کرتا بدون حرکت کے سدیؒ سے ہے کہ چلتا بھی تھا واللہ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ زیور مستعار بیان ہوا حالانکہ اللہ تعالے نے مِنْ حُلِیِّہِمْ فرمایا تو جواب دیا گیا کہ اضافت یون معنے کہ انکے پاس تھا یا اس لیے کہ بعد ہلاک قوم قبط کے یہ مالک ہوگئے تھے کذا ذکرہ البیضاوی اعتراض ہوا کہ مستعار چیز بعد فوت ہوجانے مالک کے مستعیر کی ملک نہین ہوتی۔ جواب دیا گیا کہ ہان ولیکن قوم فرعون کا ملک ومال اللہ تعالے نے بنو اسرائیل کو حلال کیا تھا بدلیل قولہ تعالے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثناہا قوما آخرین حلی بضم اول وتشدید یا جمع حلی بفتح اول وسکون ثانی وتخفیف مانند ثدی وثدی۔ قراءۃ حمزہ وکسائی بکسر اول بالاتباع ہے اور یعقوبؒ نے مفرد پڑھا۔ اگر کہا جاوے کہ اتخاذ تو فقط سامری کا تھا پھر اتخذ قوم موسیٰ۔ کیونکر فرمایا۔ جواب آنکہ قوم والے اس فعل پر راضی تھے اور اولی یہ کہ سامری کا اتخاذ بمعنے ساخت ہے اور قوم کا اتخاذ بمعنے معبود بنالینا۔ ابو السماک وعلی کی قراءۃ مین جوار بجیم آیا اور بمعنے آواز سخت مگر معروف قراءۃ بخا معجمہ ہے۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُہُمْ وَلَا یَہْدِیْہِمْ سَبِیْلًا۔ استفہام توبیخ وجھڑکی وملامت ہے ان جاہلون کو کہ اتنی آیات توحید دیکھنے کے بعد یہ حرکت کی۔ معنے یہ کہ جاہلون نے اسکو آلہ بناتے وقت یہ نہ دیکھا کہ نہ اسکو باتین کرنے پر قدرت ہے اور نہ راستہ بتلادینے پر قدرت ہے جیسے ادنی آدمی کو ہوا کرتی ہے

Marfat.com

پھر کیونکر اُسکو آدمیون وزمین وآسمان کا پیدا کرنے والا مان لیا یہ چشم ضلالت کا اثر تھا کہ معبودون کی محبت چھا گئی جیسا کہ ابو الدرداء
روایت ہے کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا کسی چیز کو محبوب رکھنا اندھا وبہرا کر دیتا ہے رواہ احمد وابو داود
وَكَانُوا ظٰلِمِيْنَ. مگر مذمت کرنے اور ملامت کرنے کو اتخذوہ فرمایا یعنے بنا لیا ان لوگون نے اس جانور کو اپنا معبود اور تھے وہ لوگ ظالم
ہر چیز کو بموقع رکھنے والے تھے اسی جہت سے ان لوگون نے عبادت کو اس جانور کے سامنے رکھا اور الوہیت کو اس چیز مین تصور کیا
پس اسکو معبود بنانا ان لوگون کی طرف سے نئی بات نہ تھی۔ آیت مین تمام ان لوگون کو تنبیہ ہے جو الوہیت کو کسی مخلوق مین تصور کرتے ہین وہ
عقل ونظر سے بالکل اندھے بن جاتے ہین اور ذرا نہین سمجھتے کہ شان الوہیت کسی عاجز مخلوق مین کیونکر ہوسکتی ہے۔ فی السراج اس مین
اختلاف ہے کہ کل قوم نے بچھڑا پوجا تھا یا بعض نے پس حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ سوائے ہارون علیہ السلام کے سب نے پوجا بدلیل عموم اس
آیت کے اور بدلیل دعاء موسی علیہ السلام کہ اپنی ذات اور اپنے بھائی کے واسطے استغفار کو مخصوص فرمایا اور دیگر علماءؒ نے کہا کہ بعض قوم نے
ایسا کیا تھا بدلیل آنکہ قوم مین اہل ارشاد وہدایت بھی موجود تھے جنکی شان سے یہ امر بعید تھا۔ قال تعالے ومن قوم موسی امۃ یهدون بالحق الآیۃ
اور یہی ظاہر کلام شیخ ابن کثیرؒ ہے وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ۔ یعنے موسی علیہ السلام کے میقات سے واپس ہونے کے بعد جب یہ لوگ
نادم ہوئے۔ قال الواحدی مفسرین واہل لغت کے اقوال سے ظاہر ہوا کہ سقط فی یدہ بمعنے نادم ہوا مستعمل ہے اور یہ نادم کی صفت مین
آتا ہے اور اسکی اصل مین کوئی کلام پسندیدہ مین نے نہین دیکھا۔ قال البیضاوی یہ کنایہ ہے یعنے جبکہ سخت نادم ہوئے کیونکہ جو آدمی
سخت ندامت وحسرت اپنے فعل پر اُٹھاتا ہے وہ غم سے اپنا ہاتھ کاٹتا ہے پس اسکا ہاتھ سقوط فیہا ہوجاتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ مین اس کے دانت
پڑتے ہین اور بعض قراءۃ مین سقط بروزن معروف ہے اے سقط العض فی ایدیہم۔ یعنے چبانا انکے ہاتھون مین واقع ہوا اور مراد یہی کہ سخت
نادم ہوئے اور ازہری وزجاج ونحاس وغیرہ نے کہا کہ قولہ لما سقط فی ایدیہم۔ یعنے انکے دلون مین ندامت واقع ہوئی بطریق تشبیہ کے کیونکہ
اکثر کام آدمی اپنے ہاتھون کرتا ہے اور ایسے ہی قولہ یوم یعض الظالم علی یدیہ۔ کنایہ از حسرت وغم ہے۔ حاصل آنکہ جب وہ لوگ اپنے فعل پر
سخت نادم ہوئے۔ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا۔ اور یقین جان لیا کہ وہ ضرور گمراہ ہوئے۔ یعنے بچھڑا پوجنے مین گمراہ تھے اور یہ علم انکو حضرت
موسی علیہ السلام کے واپس آنے کے بعد ہوا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ مین مذکور ہے لیکن یہان انکے فعل مذموم اور قول توبہ کو ایک جگہ بیان کردیا۔ قَالُوْا
لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا۔ بولے کہ اگر نہ رحم کریگا ہمارا پروردگار۔ یہ اکثر کی قراءۃ ہے اور ترحمنا بصیغہ خطاب قراءۃ حمزہؒ ہے پس ربنا منصوب
بنابر آنکہ منادی ہے یعنے اگر نہ رحم کریگا تو اے ہمارے پروردگار۔ وَيَغْفِرْ لَنَا۔ اور ہماری مغفرت نکریگا تو لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ البتہ
ہم ہوجاوینگے خاسرین مین سے۔ اس کلام مین انکی طرف سے اقرار ہے کہ جو ہم سے صادر ہوا وہ بڑا گناہ ہے اس پر نادم ہوکر اللہ تعالے کی طرف
رجوع ورغبت ہے کہ اس خطا کو معاف فرمادے پھر توبہ انکے گردن جھکا کر مقتول ہونے سے ہوئی ف فی العرائس قولہ واتخذ قوم موسی من بعدہ
الآیۃ۔ قوم مذکور طالب حق تھی اور حس جہت سے بعض روائح قرب انکے ناک مین پہونچی انکی طبیعت کی رعونت غالب ہوگئی اور قلب مین
حلاوت پہونچی اور غالب صفات انسانیت ابھی فنا نہین ہوئی تھین کہ اس حلاوت سے یہ رعونات مختلط ہوگئین اور حلاوت قرب غالب
ہوگئی اور انسانیت کا عشق جوش مین آیا پس حوادث مین سے خیالات کی صورت انکے دلون کو مطلوب ہوئی کیونکہ غلبہ خیالات
توحید وافراد قدم از حدوث جاتی رہی اور خیال کے طلب مین رہگئے اور ہر متحرک کو اپنے قصور سے معبودیت کے لیے قبول کرنے لگے
حق تعالے نے عجل مذکور کو قہر ربوبیت کا لباس دیدیا کہ قوم مذکور اسکی عبادت وتعظیم کرنے لگے اور قہر وامتحان سے محجوب ہوگئے

۷ جس دن ظالم اپنے ہاتھون کو کاٹیگا ۱۲

Marfat.com

...مانند موسیٰ علیہ السلام کے خود ہی پہلے اسکو جلا کر خاک کر دیتے ایسا ہی جو شخص کہ درجۂ توحید کو نہ پہونچا اور عشق کی رعونت مین پڑا
...ہوتا ہے کہ توحید کی غیرت سے راہ معرفت مین اُسکا قتل واجب ہوتا ہے اسی سے ان لوگون کی توبہ بھی قتل نفس سے تھی اور جو
...مشرک ہوا اسکا یہی انجام ہے سہل نے کہا کہ ہر انسان کا گوسالہ وہ ہے جسپر وہ متوجہ ہوا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے بوجہ اس کے
...کہ خواہ جورو لڑکے ہون یا کوئی اور چیز ہو اور اس سے خلاصی نہین پاتا مگر جبھی کہ تمام اسباب حظوظ سے چھوٹ جاوے جیسے بُت
...والے نہ چھوٹے یہانتک کہ مقتول ہوئے شیخ اُستادؒ نے فرمایا کہ ابتدا مین وہ لوگ توہم وظنون سے پاک نہ تھے اور حقائق توحید سے بے خبر تھے
...توہمات مین انکے قدم پھسل گئے بعض مشائخ نے فرمایا کہ جن قومون نے بچھڑے کو پوجا بھلا انکے دلون نے توحید کی خوشبو پائی تھی نہین
...نہین ہرگز نہین اور جس کسی نے جبرئیل یا میکائیل یا عرش یا کرسی یا مخلوق مین سے کسی کی طرف لحاظ کیا یہی حال اسکا ہے کہ اس نے
توحید کی خوشبو بالکل نہین پائی ہے

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ

اور جب پھر آیا موسیٰ اپنی قوم مین غصے بھرا اور افسوس بولا کیا بُری جگہ رکھی تم نے میری میرے بعد کیون جلدی کی اپنے

رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي

رب کے حکم سے اور ڈال دین وہ تختیان اور پکڑا سر اپنے بھائی کا کھینچتے اپنی طرف وہ بولا کہ اے میری مان کے جائے لوگون نے مجھے بودا سمجھا

وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي

اور نزدیک تھے کہ مجھکو مار ڈالین سو مت ہنسا مجھ پر دشمنون کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگون مین بولا اے رب معاف کر مجھکو

وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

اور میرے بھائی کو اور ہمکو داخل کر اپنی رحمت مین اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ اور جب لوٹا موسیٰ یعنے کوہ طور سے اپنی قوم کی طرف غضب مین بھرا ہوا۔ یعنے قوم کی طرف سے
...کیونکہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ کو کوہ طور پر آگاہ فرمایا تھا کہ تیری قوم فتنہ مین پڑی لہذا غضبان آئے۔ اَسِفًا۔ نہایت محزون۔ یہ قول
...عباسؓ کا ہے اور ابو الدرداءؓ نے کہا کہ اسف ایک مرتبہ غضب سے زیادہ شدید ہے ذکرہ الحافظ۔ اور واحدیؒ نے کہا کہ دونون قول قریب
...ہین اسلیے کہ حزن سے غضب ہوتا ہے اور غضب سے حزن ہوتا ہے پس اگر کم مرتبہ والے سے مکروہ بات نظر آئی تو غضب آگیا اور اگر اونچے
...والے سے ظاہر ہوئی تو حزن ہوا پس اولیٰ اس مقام پر شدت حزن سے تفسیر ہے۔ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي۔ اے قال لہم
...بئس خلافۃ خلفتمونیہا من بعدی خلافتکم ہذہ حیث اشرکتم۔ یعنے موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگون کو مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ بُری خلافت
...تم بجا لائے یہ تمہارا خلافت کرنا ہے کیونکہ تم نے شرک کیا۔ رسم الخط مین اس مقام پر بئسما متصل لکھنے پر اتفاق ہے اور ما سے مراد
...خلافۃ اور قولہ خلفتمونی صفت ہے اور خلافتکم ہذہ مخصوص بالذم ہے اور حیث تعلیلیہ ہے۔ پھر اگر یہ خطاب بچھڑا پوجنے والون کو ہے تو معنے
...یہ ہین کہ میرے بعد بُرا فعل کیا اور اگر ہارون و مومنین کو ہے تو معنے یہ ہین کہ بُری طرح تم نے میری قائم مقامی کی۔ اور اول ظاہر ہے۔
...أَعَجِلْتُمْ۔ عجلہ کسی چیز کے وقت سے پہلے اسکے ساتھ تقدم کرنا اسیواسطے مذموم ہے۔ کما فی الحدیث عجلت شیطان کی طرف سے ہے
...سرعت کے معنے یہ ہین کہ کسی چیز کو اُسکے وقت کے اول مین ادا کرنا اور وہ مذموم نہین ہے اور حدیث مین جو آیا کہ تانی از جانب حق تعالےٰ ہے

Marfat.com

وہ اس سرعت کو شامل ہے لہذا نماز اول وقت ادا کرنا عجلت نہیں بلکہ سرعت ہے فافہم۔ مروی ہے کہ سامری نے جب گوسالہ بنایا تو کہا
تھا کہ یہ تمھارا اور موسیٰ کا پروردگار ہے اور موسیٰ اب لوٹ کر نہ آوینگے کیونکہ انکا انتقال ہو گیا۔ لہذا قولہ اعجلتم امر ربکم کے معنی یا تو
یہ ہین کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کے وعدہ مین جو اُسنے مجھسے چالیس راتون کا کیا تھا سبقت کی اور تم نے میری موت کو مقدر کیا اور دین
کو متغیر کر دیا جیسا اور اُمتون نے اپنے انبیاء کے بعد کیا۔ یا عجلت متضمن معنے سبقت ہے لہذا مانند سبقت کے بلا واسطہ متعدی ہوا اور معنی یہ
ہین کہ عجل عن الامر جبکہ اس کام کو ادھورا چھوڑ دیا ہو لہذا یہ معنے ہونگے کہ تم نے امر الٰہی کو ناتمام چھوڑا۔ اور یہ جملہ بھی ملامت و انکار مین داخل ہے
وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ۔ اور ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے الواح کو یعنے الواح توریت کو۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ جمہور مفسرین سلف و خلف کے
نزدیک یہ فعل حضرت موسیٰؑ کا اپنی قوم پر غضب کی وجہ سے تھا اور مفسرؒ نے کہا کہ قوم پر یہ غضب خالص اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے تھا پس جب
الواح کو ڈالدیا تو وہ ٹوٹ گئین ایسا ہی ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ الواح ٹوٹ گئین پس سوائے چھٹے حصہ کے باقی سب اُٹھا لیا گیا اور
ابو الشیخؒ نے روایت کیا کہ چھ ساتوین حصے اُٹھا لیے گیے اور ایک ساتوان حصہ رہگیا۔ اور معنے اسکے واللہ اعلم یہ ہین کہ توریت کے الواح مین جو کچھ
لکھا تھا اس مین سے ایک ساتوان حصہ رہگیا باقی مٹ گیا کیونکہ آگے فرماتا ہے فلما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح۔ اور یہ دلیل ہے کہ خود
الواح باقی تھین اور اسی پر دلیل ہے جو مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جب موسیٰؑ نے الواح کو ڈالا تو امین سے تفصیل یعنے غیب کی خبرین جاتی رہین اور
ہُدیٰ یعنے مواعظ و احکام باقی رہے اور بعض نے کہا کہ ڈال دینے کے معنے کہ الواح کو ایک مقام پر رکھدیا تھا پھر قوم کو ملامت کر کے اُنکو وہان سے
اُٹھایا۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر مین کہا کہ قرآن مجید مین۔ مذکور نہین کہ موسیٰؑ نے الواح کو ڈال دیا اسطرح کہ وہ ٹوٹ گئین بلکہ صرف القا مذکور ہے
اور یہ غضب کی حالت مین رکھدینے کے معنے مین ہو سکتا ہے پس اسطرح پھینک دینا کہ ٹوٹ جاوین یہ بڑی سخت جرأت ہے کتاب الٰہی پر جو کہ
شان انبیاء کے لائق نہین ہے اور حاصل آنکہ جب تک بدلیل قوی یہ بات ثابت نہو کہ ایسا ہوا تب تک اسکو نہین کہنا چاہیے اور ظاہر ایسا ثبوت
نہین ہے واللہ اعلم۔ بالجملہ معنے یہ ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے الواح کو رکھدیا۔ وَاَخَذَ بِرَأْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ۔ دوسرے مقام پر داڑھی کا
لفظ بھی ہے لہذا مفسرؒ نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے سر کو یعنے سر کے بالون کو پکڑا اور بائین ہاتھ سے داڑھی کو پکڑا اس حال سے کہ اپنی طرف اسکو
کھینچتا تھا بدین گمان کہ ہارون نے اس شرک و کفر کے روکنے مین کوتاہی کی۔ ہارون حضرت موسیٰؑ کے سگے بھائی اور تین سال بڑے تھے
اور نہایت حلیم تھے اسیواسطے بنی اسرائیل کو وہ زیادہ محبوب تھے۔ قَالَ ابْنَ اُمَّ۔ ہر چند کہ ماں و باپ سے حقیقی بھائی تھے ولیکن زیادہ مہربان
کرنے کے لیے ماں کا ذکر کیا اور بعض نے کہا کہ ماں مومنہ تھین اور بعض نے کہا کہ ماں کی طرف سے بھائی تھے ابن عامر و حمزہ و کسائی نے یہان
و سورۂ طٰہٰ مین ابن ام بکسر میم پڑھا اور اصل اسکی یا ابن امی ہے پس یا کو بغرض تخفیف کے کسرہ پر اکتفا کر کے حذف کیا جیسے منادی مضاف
الی الیاء مین حکم ہوتا ہے اور باقیون نے ابن اُمَّ بفتح میم پڑھا بغرض مزید تخفیف کیونکہ طویل ہے یا بوجہ تشبیہ بخمسة عشر کے بہر حال معنے یہ ہین کہ
ہارونؑ نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے تو میری داڑھی اور بال مت پکڑ۔ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ۔ قوم نے مجھے کمزور بنایا۔ امین اپنی
اپنی جانب سے کوتاہی کرنے کا وہم دفع کیا۔ حاصل آنکہ مین نے ان لوگون کے روکنے مین اپنی وسعت صرف کی یہانتک کہ اُنھون نے مجھکو مقہور کیا
وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ۔ اور قریب ہوے کہ مجھکو قتل کرین۔ پس میری طرف سے کوتاہی نہین ہوئی۔ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ۔ پس
خوش کر میرے ساتھ دشمنوں کو باین طور کہ تو میری اہانت کرے یعنے میرے ساتھ ایسا فعل مت کر و اہانت کا جس سے دشمن خوش ہون۔ وَلَا تَجْعَلْنِيْ
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور مت کر مجھکو بھی مواخذہ مین ان لوگون کے ساتھ جنھون نے بچھڑا پوجکر اپنی جانون پر ظلم کیا ہے یعنے

Marfat.com

یعنی میں ان ستمگرون میں نہیں ہون اور نہ مین نے انکے روکنے و فہمایش کرنے مین قصور کیا ہے۔ شماتۃ۔ دراصل دشمن کے بُری بات مین مبتلا ہونے پر خوش ہونے کو کہتے ہین وہ مصدر از باب سلم یسلم ہو۔ اور حدیث صحیح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا مین آیا۔ اللّٰھم انی اعوذبک من سوء القضاء و درک الشقاء و جھد البلاء و شماتۃ الاعداء۔ پھر جب حضرت ہارونؑ نے یہ اعتذار و شماتت اعداء کو ذکر کیا تو موسی علیہ السلام نے دعا مانگی۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي۔ اے قال موسی داعیا الی اللہ تعالے یارب اغفرلی ما صنعت باخی واغفر لاخی۔ کہا موسیٰؑ نے کہ لے میرے پروردگار مجھے بخشدے اس کام مین جو مین نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا اور بخشدے میرے بھائی کو۔ قال المفسرؒ اپنے بھائی کو اس دعا مین شریک کر لیا ایک تو بھائی کو راضی کرنے کے واسطے اور دوم اس لیے کہ دشمنون کی شماتت نہ رہے کیونکہ اس دعا کی بڑی وقعت ہے و قال غیرہ بھائی کے واسطے بھی مغفرت کی دعا کی تاکہ شاید انکی فہمایش ور وکنا کامل طور پر درجہ قبولیت کو نہ پہونچا ہو تو اللہ تعالے عفو فرمائے اور اسپر مزید یہ کہ۔ وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ اور داخل کر دے ہم دونون کو اپنی رحمت مین یعنے ہمپر اپنی رحمت سے مزید انعام فرما اگرچہ بخشنا بھی تیری رحمت ہے۔ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ اور تو ارحم الراحمین ہے کیونکہ ہم اپنی جانون پر جسقدر رحم کرتے ہین اس سے تیرا رحم بہت زیادہ ہے اور بھید یہ ہے کہ ہم اپنے نفس پر ظاہری راہ سے رحمت کا قصد کرتے ہین حالانکہ اسکی واقعی کیفیت و انجام کار سے غافل ہوتے ہین اور تو پاک پروردگار خالق علیم حکیم ہے تیرا رحم اسپر تحقیق راہ سے ہوتا ہے اگر کہا جاوے کہ اس قصہ مین ثابت ہے کہ فتنۂ بنی اسرائیل کی خبر اوتعالے نے موسی علیہ السلام کو کوہ طور پر دی تھی حالانکہ موسیٰؑ وہان سے الواح لیتے آئے تو جواب اُسکا وہ ہے جو حدیث ابن عباس رضؓ مین ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے موسیٰؑ پر رحم فرماوے جو چیز معائنہ ہو وہ خبر دی ہوئی کے مانند نہین موسیٰؑ کو اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا تھا کہ موسیٰؑ کے بعد اسکی قوم فتنہ مین پڑی مگر موسیٰؑ نے الواح کو نہ ڈالا پھر جب انکو دیکھا اور معائنہ کیا تو الواح کو ڈال دیا۔ رواہ ابن ابی حاتم من حدیث الحسن بن محمد الصباح عن عفان عن ابی عوانہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عنہ و ہذا کما تراہ اسنادہ لا باس بہ واللہ اعلم یعنے حدیث مین یہ وہم نہو کہ موسی علیہ السلام کو اللہ تعالے کی خبر فرمانے مین تصدیق کامل نہوئی تھی حتی کہ معائنہ کیا کیونکہ موسیٰؑ وہان سے سخت غضبناک آئے تھے بسبب یقین امر مذکور کے بلکہ معنے یہ ہین کہ تغیر حالت مزاج بعد آنکھون دیکھنے کے زیادہ ہو گیا جیسے کسی امر فحش کی اگر دوسرے کو خبر دیجاوے تو بہ نسبت اسوقت کے تغیر کے اگر آنکھون سے دیکھے تو زیادہ متغیر ہوتا ہے اور بھید یہ ہے کہ مزاج از کیفیات جسم ہے اور دیکھنا وغیرہ اسی جسم کے حواس ہین اور تصدیق کرنا فعل عقل ہے فافہم ف فی العرائس قولہ تعالے ولما رجع موسی الی قومہ غضبان اسفا۔ موسی علیہ السلام کو کمال انبساط مین لن ترانی سے صدمہ پہونچا اور اسپر رجوع مین صدمہ فراق ہوا کہ وصول الوصول ہو کر ورد فراق آیا اور اس حالت مین شریعت عبودیت لیکر قوم کی طرف واپس ہو کر گوسالہ پوجنے والون کو دیکھکر شیر گرسنہ کے مانند اپنے بھائی و قوم پر غضبناک ہوئے کیونکہ حضرت کلیم علیہ السلام اس حال مین درگاہ ازل سے واپس آتے تھے جہان دونون جہان ایک ذرہ سے کہین حقیر ہین اور قلب انسان اس نور ازل کا محل اور اسی وجہ سے اشرف المخلوقات ہے پس قوم کی نہایت کمینہ ہمت دیکھکر کہ ایک چیز ہاتھون کا بیل بنائے ہوئے کو پڑے پوج رہے ہین سخت غضبناک ہو گئے۔ یہ عقل و فہم و علم و انسانیت کہان چلی گئی۔ عقل کہان اس بات کو قبول کرتی ہے کہ جس چیز مین تغیر ہوتا ہو آواز مین کرتا ہو جو بنا ہو جسم و خون و غلیظ چیزین رکھتا ہو اسمین الوہیت ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ان بیوقوفون کو کیا ہوا کہ اتنا نہین سمجھتے کہ الوہیت تو صفات پاک و منزہ از وہم و خیال ہے یہ شکلین اور یہ چیزین کیسی۔ ان ناقص و ناپاک چیزون کو وہان کیا دخل ہے۔ یہ بچھڑا تو گوشت پوست کا بنا تھا۔ تو نہین سمجھتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ وہ اپنی عاجزی کی وجہ سے انسے باتین بھی نہین کر سکتا تھا وہ انکو راہ بھی نہین بتلا سکتا تھا

Marfat.com

تو سیدھی راہ نجات کیسی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مقصود یہ نہیں کہ جو بات کر سکے وہ آلہ ہے اور جو راہ بتلاوے وہ آلہ ہے بلکہ [illegible]
سمی اس بیل کو اپنا خدا نہیں بنانا ہے یہ آدمی گدھے سے بدتر ہیں۔ اور تنبیہ ہے کہ کلام ازلی ایسے بولنے و حروف و آواز [illegible]
اک ہے اسکے ساتھ کوئی چیز مشابہت نہیں رکھتی ہے وہاں قیاس و وہم و گمان کو دخل نہیں ہے بعض مشائخ نے کہا کہ اسف الکہ [illegible]
عزوجل سے خطاب کا وقت گیا اور ایسے لوگوں سے باتیں باقی رہیں جنکی کچھ قدر نہیں ہے۔ اور قریب اسکے بعض نے کہا کہ غضب اسوجہ [illegible]
حق عزوجل سے مکالمہ جاتا رہا اور اسف اسوجہ سے کہ مشاہدہ جاتا رہا۔ قلت ثم ذکر الشیخ ہہنا من وجہ کسر الالواح غیرۃ علی النبی صلعم لما راے
من ذکر قریۃ فیہا وایضا کونہا مفضیۃ الی الکلام بالواسطۃ ووجہ جر راس الاخ اشتغالہ بالشرح عن تلک المواقف القدسیۃ وقد ترک المترجم
زعمامنہ ان ہذا مع کونہ قلیل الجدوی یشبہ بمقدمات الشعر ویتضمن مفاسد فقال الشیخ ابوسعید قرشیؒ نے کہا کہ حق تعالے کے واسطے جسکی غیرت
جوش میں آوے تو اللہ تعالے اسکو حدود شرع پر نگاہ رکھتا ہے تاکہ کسی امر مذموم کی طرف نہ چلا جاوے چنانچہ موسی علیہ السلام نے قوم کو بچھڑا
پوجتے دیکھکر الواح کو ڈال دیا اور ہارون کے ساتھ وہ کیا جو مذکور ہوا اگر اللہ تعالے نے اسپر کچھ عتاب نہیں فرمایا اور اگر کوئی شخص سوائے غیرت
حق کے ایسا کرتا تو او تعالے کی طرف سے اسپر بہت ملامت ہوتی اور موسی علیہ السلام کی حرکت مذکو فقط اللہ تعالے کی شان پر غیرت سے تھی انہیں
ان کے نفس کا کچھ حظ نہ تھا کیونکہ خودی سے خارج تھے پس آنحضرت علیہ السلام کو اس سے قرب ہی زیادہ ہوا۔ قلت ہذا علی تقدیر ان
الالواح قد انکسرت وسیاتی ما فیہ

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ
البتہ جنھون نے بچھڑا اپنا لیا انکو پہونچیگا غضب انکے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی مین اور یہی
نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ
سزا دیتے ہین ہم جھوٹھ باندھنے والون کو اور جنھون نے کیے برے کام پھر اسکے بعد توبہ کی اور یقین لائے تیرا رب
مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝
اسکے پیچھے بخشتا ہے مہربان

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا اللہ تعالے نے فرمایا کہ جن لوگون نے بنا لیا۔ الْعِجْلَ۔ گوسالہ کو اپنا معبود۔ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ
عنقریب پہونچیگا انکو غضب یعنے عذاب انکے پروردگار کی طرف سے۔ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ اور ذلت حیات دنیا میں۔ یعنے
جن لوگون نے گوسالہ کو معبود بنایا انکو آیندہ زمانہ مین عنقریب پروردگار کی طرف سے عذاب اور دنیاوی زندگی مین ذلت پہونچیگی
قال المفسرؒ چنانچہ بعد اسکے ان لوگون کی توبہ یون قبول ہوئی کہ اپنے آپ کو قتل کرین پس یہ عذاب تھا اور ذلت یہ کہ تا قیامت ان [illegible]
ذلیل پن کا ٹھپا کر دیا گیا جیسا کہ ابتدائے سورہ بقرہ مین بیان ہو چکا ہے۔ قال البیضاویؒ ذلت یہ کہ اپنے دیار سے نکالے گئے اور بعض
کہ اس سے مراد جزیہ ہے کیونکہ وہ ذلیل ہے لقولہ تعالے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ مترجم کہتا ہے کہ گوسالہ پوجنے والے ایک
قول کے موافق بعض لوگ تھے اور دوسرے قول پر سب تھے پس بعض مقتول ہوکر باقیون کو عفو کیا گیا اور بنا بر قول اول کے [illegible]
سے بھی شاید بعض مقتول ہوکر باقی کی توبہ بدون قتل کے بدعاء موسی و ہارون علیہما السلام قبول ہوئی ہو اور انکے حق مین ذلت
دنیاوی ہو اور ذلت کا ٹھپا تا قیامت بسبب قتل انبیاء رہا اور نیز دیار سے نکالا جانا اور جزیہ مقرر ہونا بھی سوائے [illegible]

Marfat.com

ہونی کہا ورود یہ ہوا ہے لہذا تفسیر مین اشکال ہے مگر آنکہ غضب یہ قرار دیا جاوے کہ توبہ بدون قتل کرانے اپنی جان کے قبول نہوئی اور اسکو تسلیم ہے قتل ہو گیا قال الخطیب رحمہ اللہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر مین دو طریق رکھے ہین ایک یہ کہ الذین اتخذوا العجل سے حقیقت مراد ہے اور دوم آنکہ مجاز مراد ہے پس اگر حقیقت مراد ہے تو یہ وہی لوگ ہین جنھون نے درحقیقت گوسالہ پوجا تھا پس اُنپر غضب یہی تھا کہ اپنی جان کو قتل کراوین کیونکہ یون توبہ قبول ہوگی پس نفس قتل تو غضب تھا اور اپنی گردن جھکا واسطے قتل کیے جانے کے یہ ذلت تھی یا اپنی جان پر گمراہی و ضلالت کا اقرار کرنا ذلت تھا۔ قال المترجم یہ اقرار تو عین ایمان تھا یہ ذلت نہین ہے بلکہ استسلام ہوسکتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ سینالہم مین سین استقبال کا ہے تو ماضی کے واسطے کیونکر ہوگا جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو جسوقت اللہ تعالے نے قوم کے فتنہ مین پڑنے کی خبر دی تھی اسوقت یہ بھی فرمایا تھا کہ سینالہم غضب الآیۃ۔ پس اسمین اسکا اختیار ہے پس وقوع قتل و ذلت سے یہ کلام سابق تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ قولہ تعالے واذ قال موسیٰ لقومہ یا قوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم الآیۃ سے واضح ہے کہ قتل نفس مین ذلت نہ تھی بلکہ انکے واسطے یہ بات کرنا پروردگار تعالے کے نزدیک بہتر تھا اور بعض احادیث مین بھی بطور مدح آیا ہے کہ ان لوگون نے تحقیق ایمان سے اپنے کو قتل کرنا منظور کیا۔ اور جواب یہ ہوسکتا ہے کہ بدون قتل کے توبہ منظور نہونا تو غضب ہی اور اس تسلیم سے اپنے آپ کو قتل کرانا ذلت ہے اگرچہ نتیجہ اسکا بہتر ہو جیسے محصن زناکار اگر خود اقرار سے سنگسار ہونے کا عار اُٹھاوے تو عقبی الدار اسکو سزاوار ہے۔ طریق دوم آنکہ الذین اتخذوا العجل سے وہ لوگ مراد ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے اور گوسالہ کو معبود بنانا اگرچہ انکے باپ دادون کا فعل تھا لیکن یہ انکی ذریات تھی اور اپنے باپ دادون پر فخر کرتے اور راضی تھے اور عرب کا دستور ہے کہ باپ دادون کے بد افعال سے اولاد کو عار دلاتے ہین جیسے انکے نیک افعال سے انکے حق مین تعریف بھی لاتے ہین چنانچہ یہان کے عرف مین بھی کہا کرتے ہین کہ یہ قوم تو ایسی ایسی ہین حالانکہ یہ صفت انکے باپ دادون کی تھی اور اس تقدیر مین آیت کے معنے یہ ہوئے کہ یہود جو اس زمانہ مین شرک و نافرمانی پر اڑے ہوے رسول اللہ صلعم کے برخلاف ہین انکو عنقریب آخرت مین غضب الٰہی پہونچیگا اور زندگی دنیاوی مین ذلت پہونچیگی کہ قتل و خوار و شہر و دیار سے باہر کیے جاوینگے اور انپر جزیہ باندھا جاویگا اور بحمد اللہ تعالے ایسا ہی انکے حق مین واقع ہوا اگر کہا جاوے کہ سورہ مکیہ ہے تو جواب ہوسکتا ہے کہ یہ خطاب نہین بلکہ خبر غیب ہے پس نزول کے وقت یہود و مدینہ مین ہونا کچھ مضر نہین ہے اور یہی تفسیر دوم حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کیجاتی ہے جب یہ معلوم ہوا تو ظاہر ہوا کہ مفسر رحمہ اللہ کی تفسیر مین اشکال ہو گیا لا یخفی یعنی حاصل تفسیر یہ ہے کہ جن لوگون نے گوسالہ کو معبود بنایا اور درحقیقت اسکو پوجا انکو غضب الٰہی عنقریب پہونچیگا کہ بدون قتل نفس کے انکی توبہ قبول نہوگی اور زندگی دنیاوی مین ذلت باین طور کہ اپنی گمراہی کے معترف ہو کر قتل کے واسطے گردن جھکا دینگے۔ یا یہ معنے کہ جن لوگون کی یہ صفت ہے کہ اپنے باپ دادون کی گوسالہ پرستی پر راضی ہو کر گویا خود گوسالہ پرست اور حکم رسالت سے برخلاف چلتے ہین انکو عنقریب بعد موت کے غضب الٰہی و عذاب پہونچیگا اور دنیاوی زندگی مین قتل و خوار بجزیہ و شہر و دیار سے بدر اور دائمی مضروب الذلۃ والمسکنۃ ہونگے کذلک۔ اے کما جزیناہم کذلک نجزی المفترین۔ نجزی الذین یفترون علی اللہ بالاشراک وغیرہ۔ یعنے جیسے ہم نے ان گوسالہ پرستون کو عذاب و ذلت کا بدلا قرار دیا ایسے ہی ہم بدلا دیتے ہین ان لوگون کو جو اللہ تعالے پر شرک لگانے وغیرہ کا افترا باندھتے ہین پس عرب کے مشرکون مین بعض جو احکام بحیرہ و سائبہ و مردار و بُت پرستی و ننگے طواف کرنے وغیرہ سے افترا باندھتے تھے کہ اللہ تعالے نے ہم کو یہ حکم دیا ہے۔ اور اہل اسلام کے بدعتی بھی شامل ہین کیونکہ وہ لوگ عقاید و اعمال مین جو قول و فعل نکالتے ہین وہ افترا ہے قال الخطیب امام مالک بن انسؓ

Marfat.com

نے فرمایا کہ کوئی بدعتی نہین مگر آنکہ ضرور اپنے سر پر ذلت پاویگا اگرچہ شعور نہو پھر یہی آیت پڑھی کیونکہ بدعت نکالنے والا دین [illegible]
ہے۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ سو واسطے کہ بدعت کی ذلت اور رسول اللہ صلعم سے مخالفت اسکے قلب سے جدا ہو کر اسکے دونون [illegible]
بیچ مین قائم ہوتی ہے چنانچہ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بدعتی کی ذلت انکے مونڈھون پر ہوگی اگرچہ وہ گھوڑون پر [illegible]
ایسا ہی ایوبؒ نے ابو قلابہؒ سے روایت کیا کہ انھون نے یہ آیت پڑھکر کہا کہ واللہ یہ حکم قیامت تک ہر مبتدع مفتری کے واسطے ہے [illegible]
سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا کہ ہر بدعت والا ذلیل ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالے نے بندون کو تنبیہ کی اور راہ بتائی کہ غضب و ذلت سے بچنے کے
واسطے یہ راہ راست ہے کہ توبہ کرلین اور اللہ تعالے عزوجل اپنے بندون کی توبہ کو خواہ کسی گناہ سے ہو کفر سے یا شرک سے یا نفاق سے یا بدعت
یا اور کسی وجہ سے اسکو قبول فرماتا ہے۔ کما قال تعالے۔ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اور جن لوگون نے کیے گناہ۔ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا
پھر رجوع کیا ان گناہون سے بعد انکے عمل مین لانے کے۔ وَاٰمَنُوْٓا۔ اور ایمان لائے اللہ تعالے پر۔ یعنے تصدیق کی کہ اللہ تعالے وحدہ
لاشریک ہے اور وہ توبہ کرنے والون کی توبہ قبول فرماتا اور گناہون کو کیسے ہی بڑے ہون بخشتا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ۔ تو البتہ تیرا پروردگار اے
محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا تیرا پروردگار اے توبہ کرنے والے آدمی مِنْۢ بَعْدِهَا۔ بعد توبہ کے۔ لَغَفُوْرٌ۔ البتہ غفور ہے یعنے انکا پردہ ڈھکنے والا
اور انکے بدفعل کو میٹ دینے والا ہے۔ رَّحِيْمٌ۔ انپر رحم کرنے والا ہے کہ انکو جنت بطور انعام عطا فرماوے۔ اس آیت مین دلیل ہے کہ گناہ خواہ
چھوٹے ہون یا بڑے ہون توبہ سے مغفور ہونے مین برابر ہین اور السیئات جمع معرف باللام مفید استغراق ہے یعنے جسنے جملہ گناہ کیے پھر اللہ تعالے
کی طرف خلوص دل سے رجوع لایا اور مغفرت مانگی تو اللہ تعالے اپنے فضل و رحمت سے بخشتا ہے پس اسمین توبہ کرنے والون کو بڑی خوشی و
بشارت ہے کذا فی السراج۔ یہان کسی نے مفسرین مین سے یہ تعرض نہین کیا کہ بعد توبہ کے ایمان لانے کو بیان فرمایا اسمین کیا حکمت ہے اور
جواب یہ ہوسکتا ہے کہ اسمین اعلام ہے کہ آیت کا حکم مومنین کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ جو شخص توبہ کرے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان ہو پس
توبہ کرکے ایمان لاوے تو مغفرت و رحمت پاویگا اور حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام لانے سے اگلے سب گناہ مٹ جاتے ہین اور بندہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا
آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا پس اگر مومن گناہ سے توبہ کرے تو آیندہ اسکا ایمان یہ ہے کہ تقوی و صلاحیت پر قائم رہے ف فی العرائس
قولہ تعالے ان الذین اتخذوا العجل سینالہم الآیۃ۔ جب ان لوگون نے راہ حق کی طلب مین خطا کی اور ایسے شخص کی پیروی اختیار کی جو راہ حق
کو نہین پہچانتا تھا تو اللہ تعالے نے انکو گوسالہ کی محبت کی ہوس مین چھوڑ دیا اور موحدون و عارفون کے بیچ مین وہ ذلیل ہوگئے اور یہی
حال ہر ایسے شخص کا ہے جو راہ سے بھٹکا ہوا امر باطل کا پیرو ہوا اور قولہ کذلک نجزی المفترین۔ اسپر دلیل ہے پس جو لوگ کہ ان مقامات و
احوال کے مدعی ہین جو انکو حاصل نہین ہوئے ہین وہ مفتری ہین پس وہ اس سے باز آوین تو بہتر ہوگا۔ اور گوسالہ پرستون کو اپنے فضل سے
موقع خطا پر آگاہ کر دیا چنانچہ قولہ تعالے ولما سقط فی ایدیہم الآیۃ سے ظاہر ہے یعنے وہ لوگ اپنی تقصیر پر سخت نادم ہوئے اور یقین کیا کہ
معرفت مین ہم سے خطا سرزد ہوئی۔ قالوا لئن لم یرحمنا ربنا۔ یعنے ہم کو توحید کی شرک مین قتل فرماوے تاکہ ہم درجہ شہادت پاوین [illegible]
یعنے غیر کے دیکھنے سے نکالکر اپنے دیدار کی معرفت عطا فرماوے کیونکہ اگر ایسا نہ فرمایا تو۔ لنکونن من الخاسرین۔ ہم ضرور ان لوگون مین ہونگے
جو تیرا مشاہدہ چھوڑکر تیرے غیر کیطرف متوجہ ہوگئے ہین۔ شیخ ابو عثمانؒ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوا اسکو اسکا قرب
مبارک ہو۔ اور جسنے اوتعالے سے منھ موڑا اسکو باوجود عذاب آخرت کے دنیا مین قہر و ذلت و خواری نصیب ہے۔ شیخ حسین بن [illegible]
فرمایا کہ تو کسی مبتدع کو نہین دیکھیگا مگر آنکہ وہ ذلیل و خوار ہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وکذلک نجزی المفترین [illegible]

Marfat.com

حکم بتلا دیا کہ ہم ان لوگون کو جو افترا کرتے ہین ایسی ہی عذاب و ذلت کی سزا دیتے ہین اور بدعتی مفتری ہے پس ثابت ہوا کہ بدعتی کو بھی ایسے ہی عذاب و ذلت کی سزا ہے چنانچہ ذلت تو دنیا ہی مین ظاہر ہوگی ۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ

اور جب چپ ہوا موسٰے سے غصہ اٹھالین تختیان اور انکی نقل جو لکھی اسمین راہ کی سوجھ ہے اور مہر انکے واسطے جو اپنے

لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۝ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

رب سے ڈرتے ہین اور چنے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد لانے کو ہمارے وعدہ کے وقت پھر جب انکو لرزے نے پکڑا

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا

بولا اے رب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا انکو اور مجکو کیا ہمکو ہلاک کریگا ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقون نے یہ سب تیرا

فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ

آزمانا ہے بچلاوے اسمین جسکو چاہے اور راہ دے جسکو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا سو بخش ہمکو اور مہر کر ہم پر اور تو سب سے بہتر

الْغَافِرِينَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ

بخشنے والا ہے اور لکھدے ہمارے واسطے اس دنیا مین نیکی اور آخرت مین ہم رجوع ہوے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو ہے سو ڈالتا ہون

بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ

جسپر چاہون اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھدونگا جو ڈر رکھتے ہین اور دیتے ہین زکوٰۃ اور جو

هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝

ہماری باتین یقین کرتے ہین

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ ۔ اصل سکوت بمعنے سکون ہے ۔ یقال جری الوادی ثلاثا ثم سکت تین روز نالہ چلتا رہا پھر ساکت ہوا ۔ یعنے ساکن ہوا لہذا سکت بمعنے سکن ہے چنانچہ ایک قراءۃ مین سکن بھی آیا ۔ بمعنے آنکہ اور جب ساکن ہوا موسیٰ سے غضب ۔ یعنے بسبب ہارون علیہ السلام کے عذر کرنے اور قوم کی توبہ کرنے کے غصہ تھما اور یہی وقت تھا کہ انھون نے رب اغفر لی ولاخی الآیہ سے دعا کی تھی ۔ قال البیضاوی رح اس کلام مین مبالغہ و بلاغت ہے کیونکہ غضب جسنے کہ انکو اپنے بھائی کے ساتھ بال پکڑ کر کھینچنے وغیرہ و الواح ڈال دینے پر آمادہ کیا اسکو مانند حکم دہندہ اور آمادہ کنندہ کے قرار دیا اور اسکے سکون کو سکوت سے تعبیر کیا ۔ قال الخطیب رح پس اس کلام مین دو استعارہ ہین ایک استعارہ بالکنایہ کہ غضب کو شخص ناطق سے تشبیہ دیا گیا اور دوم استعارہ تصریحیہ یا تخئیلیہ جو سکوت مین ہے کہ غضب موسیٰ کے سکون کو ثابت کیا گیا ۔ حاصل آنکہ غضب جو حضرت موسیٰ کو ان امور مذکورہ پر آمادہ کرتا تھا وہ خاموش ہوا عکرمہ رح نے کہا کہ اسمین قلب ہے اصل یہ ہے کہ سکت موسی عن الغضب ۔ یعنے موسی علیہ السلام غضب سے ساکن ہوے پس اسکو قلب کر دیا جیسے بولتے ہین کہ ادخلت القلنسوۃ فی راسی یعنے سر مین ٹوپی دی حالانکہ اصل یہ ہے کہ ادخلت راسی فی القلنسوۃ ولیکن ابلغ اول ہے جیسا کہ بیان ہوا بہر حال معنے یہ ہین کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا غضب فرو ہوا تو ۔ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ لے لین وہ الواح جنکو ڈال دیا تھا ۔ قال الحافظ اور بہت سے مفسرین نے ذکر کیا کہ ڈال دینے سے ٹوٹ گئی تھین پھر اب انکو جمع کر کے لے لیا اور ان لوگون نے کہا کہ وہ جواہر کی تختیان تھین اور انکی ٹوٹن بادشاہان بنی اسرائیل

کے خزانہ مین تازمانہ دولت اسلامیہ موجود رہی ولیکن انکے اس قول کی صحت کا حال خدائے تعالے کو معلوم ہے [illegible]
قطعی نہین کہ وہ جواہر کی تختیان تھین اور ڈال دینے سے ٹوٹ گئین حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ موسیٰ نے بعد سکون غضب کے ان الواح کو
اُٹھالیا۔ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ اور الواح کے نسخہ مین ہدایت ورحمت تھی۔ قال البیضاوی وغیرہ نسخہ بروزن فعلہ بمعنے مفعول
جیسے خطبہ بمعنے مخطوبہ۔ اور نسخ عبارت ہے نقل وتحویل سے پس اگر کسی کتاب کو حرف بحرف اُتارا تو اسکو نسخ کرلیا اور یہ الواح بھی لوح محفوظ ہی
سے نسخ کی گئی تھین۔ اور مراد یہان وہ چیز ہے جو امین منسوخ کی گئی یعنے لکھی ہوئی تھی پس امین گمراہی سے ہدایت تھی اور عذاب سے رحمت تھی
اور بعض نے جو کہا کہ الواح ٹوٹ گئی تھین تو یہان کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے امین ہدایت ورحمت پائی اور باقی تفصیل جاتی رہی اور بعض نے کہا
کہ اس شکستہ سے نقل لی گئی اور بعض نے کہا کہ بعد اسکے چالیس روز موسیٰ نے روزے رکھے پس دو لوح پائین اور امام رازی رحمہ نے اس سے انکار
اور کہا کہ ظاہر کلام دلالت کرتا ہے کہ الواح مین سے کچھ ٹوٹا نہین اور کچھ باطل نہین ہوا۔ اور اسی طرف کلام حافظ ابن کثیرؒ مائل ہے اور یہی اظہر ومعتمد ہے
اور حاصل معنے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے بعد سکون غضب کے الواح کو اُٹھالیا اور الواح کی تحریر مین راہ حق کی ہدایت اور خیر وصلاح کی
طرف ارشاد تھا۔ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ۔ واسطے ان لوگون کے جو اپنے پروردگار سے خوف کرتے ہین یا ان لوگون کے واسطے
جو اپنے پروردگار ہی کے واسطے خوف رکھتے ہین پس اول معنے پر تقدیر کلام یون ہے کہ للذین ہم یرہبون ربہم پس لربہم کے لام کو کسائی
نے کہا کہ زائد ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ رہبۃ متضمن بمعنے خضوع ہے لے یخضعون لربہم۔ پس لام صلہ ہے اور مفسرؒ نے کہا کہ مفعول پر لام
اسواسطے داخل ہوا کہ وہ مقدم ہے۔ قال البیضاوی یعنے مفعول کے مقدم ہونے سے فعل کا عمل ضعیف ہوا لہذا لام سے تقویت دی گئی
معنے ثانی پر مفعول یرہبون محذوف ہے اور لربہم مین لام تعلیل ہے اور تقدیر کلام یون ہے یرہبون معاصی اللہ تعالے لربہم یعنے اللہ تعالے
ہی کے واسطے اسکی معصیت کرنے سے خوف کرتے ہین اور ہدایت ورحمت ہونے کی تخصیص انھین لوگون کے ساتھ اسواسطے ہے کہ یہی لوگ اس
سے انتفاع پاتے ہین۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے الواح مین دیکھا تو کہا کہ اے
پروردگار مین الواح مین پاتا ہون ایک اُمت کہ بہترین اُمت ہوگی جو معروف کا حکم کرینگے اور ممنوع سے منع کرینگے سو انکو میری اُمت کردے
فرمایا کہ یہ اُمت احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایک اُمت پاتا ہون کہ پچھلے ہونگے اور سب سے سبقت کرنے والے ہونگے
یعنے سب سے آخر مین پیدا ہونگے اور سب سے پہلے جنت مین داخل ہونگے سو انکو میری اُمت کردے فرمایا کہ وہ اُمت احمد ہے عرض کیا کہ مین
الواح مین پاتا ہون کہ ایک اُمت ہوگی جسکی انجیلین اسکے سینون مین ہونگی اسکو پڑھا کرینگے اور انسے پہلے لوگ اپنی کتاب کو دیکھ دیکھکر پڑھا کرتے
تھے یہانتک کہ جب کتاب اُٹھا لیتے تو اس سے کچھ حفظ نہین رکھتے اور نہ جانتے اور اے اُمت تمکو اللہ تعالے نے حفظ مین سے اسقدر حصہ دیا
جو اور اُمتون مین سے کسی کو نہین دیا گیا موسیٰ نے عرض کیا کہ اے رب انکو میری اُمت کردے فرمایا کہ یہ اُمت احمد ہے عرض کیا کہ مین الواح
مین ایک اُمت پاتا ہون کہ اگلی کتابون اور اپنی کتاب پر ایمان لاوینگے گمراہون سے جہاد کرینگے اور کانے دجال سے قتال کرینگے پس انکو میری
اُمت کردے فرمایا کہ یہ اُمت احمد ہے۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایسی اُمت پاتا ہون کہ اپنے صدقات اپنے پیٹون مین کھاوینگے اور ان پر
ثواب پاوینگے اگلی اُمتون کا حال تھا کہ جب انھون نے صدقہ دیا اور وہ قبول ہوا تو آسمان سے آگ اُترتی اور اسکو کھا جاتی اور اگر قبول
نہوا اور رد کیا گیا تو اسی طرح پڑا رہا اسکو درندے جانور وپرند کھاتے تھے اور اللہ تعالے تم لوگون مین یہ رحمت فرماتا ہے کہ تمہارے [illegible]
صدقہ دینے کا حکم دیا۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ ایسی اُمت میری اُمت کردے فرمایا کہ یہ اُمت احمد ہے عرض کیا کہ مین الواح مین [illegible]

Marfat.com

یہ اُمت ہے کہ جب انمین کوئی شخص کسی نیکی کا قصد کریگا اور اسکو نہ کریگا تو ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر کرلی تو دس نیکیون سے لیکر سات سو تک نیکی لکھی جاوینگی۔ پروردگار انکو میری اُمت کردے فرمایا کہ یہ اُمت احمد ہے۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایسی اُمت پاتا ہون کہ شفاعت کرنے والے ہونگے اور جنکی شفاعت کرینگے وہ بخشے جاوینگے سو انکو میری اُمت کردے فرمایا کہ یہ اُمت احمد ہے قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی اللہ تعالے موسی علیہ السلام نے الواح کو لیا اور کہا کہ اے پروردگار مجھکو احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کردے۔ وکذا ذکرت الروایۃ فی المعالم وغیرہ بنحو ما ذکرت ھھنا۔ پھر اللہ تعالے نے موسیٰ و اُنکی قوم کا واقعہ بیان فرمایا بقولہ۔ وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا۔ اور چھانٹے موسیٰ نے اپنی قوم مین سے ستر مرد ہماری میقات کے واسطے۔ زمخشریؒ اسطرف گیا کہ یہ میقات وہی میقات اعطاء توراۃ ہے۔ اور معالم مین سدیؒ سے نقل کیا کہ یہ میقات دیگر ہے جو گوسالہ پرستی سے عذر کرنے کے واسطے مقرر ہوئی تھی۔ اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ستر مرد اپنی قوم سے چھانٹ کر ساتھ لاوے جو اپنے لوگون کے گوسالہ پوجنے سے عذر کرین اور یہ ستر آدمی وہ ہون جنھون نے گوسالہ نہین پوجا ہے اور ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے بطریق قتادہؒ روایت کی کہ یہ لوگ اپنی قوم سے بروقت گوسالہ پوجنے کے الگ نہین ہوئے تھے بلکہ انکے ساتھ مجتمع رہے تھے اور قوم کو گوسالہ پوجنے سے منع بھی نہین کیا تھا اور یہی مجاہد وقتادہ وابن جریج سے مروی ہے۔ اور قولہ واختار موسی قومہ۔ کی تقدیر یہ ہے۔ واختار موسی من قومہ پس حرف من حذف کرکے بدون حرف کے فعل کا اثر پہونچایا گیا اور یہ خلاف قیاس مسموع ہے چنانچہ معدود چند مین سنا گیا اور وہ اختار۔ امر۔ سمی۔ کنّی۔ زوج۔ استغفر۔ صدق۔ دعا۔ حدث۔ انبأ۔ افعال ہین۔ اور امام رازیؒ نے کہا کہ میرے نزدیک اسمین ایک وجہ دیگر بھی ہے یعنے تقدیر یہ ہے کہ واختار موسی قومہ لمیقاتنا۔ اور مراد قوم سے یہی لوگ ہین جنکو مختار کیا بطریق اطلاق اسم خیر بر آنکہ مقصود ہے اور سبعین رجلا اسکا عطف بیان ہے اور اس توجیہ پر کوئی تکلف نہین ہے۔ میقات وہ وقت جو اللہ تعالے نے اعتذار کے واسطے مقرر کردیا تھا اور یہ بحکم آلہی تھا حاصل آنکہ اللہ تعالے کے حکم سے موسی علیہ السلام ستر آدمی بنی اسرائیل مین سے چھانٹ کر میقات کو لے گئے تاکہ وہان اپنی قوم کی طرف سے جنھون نے بچھڑا پوجا تھا عذر کرین پس وہ لیکر روانہ ہوئے اور وہان پہونچے۔ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ۔ پھر جب انکو زلزلہ شدید نے پکڑ لیا تو موسیٰ بولا کہ اے رب اگر تو چاہتا تو ہلاک کرتا انکو پہلے سے اور مجھکو۔ سدیؒ نے کہا کہ جب یہ لوگ اس مقام پر پہونچے جہان اعتذار کی میقات مقرر تھی تو موسیٰ سے کہنے لگے کہ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ۔ ہم تجھپر ایمان نہین لاوینگے جب تک ہم اللہ تعالے کو عیانًا نہ دیکھ لین۔ تو نے اس سے باتین کرلین ہمکو دکھلا دے پس یہ عذاب کا باعث ہوا۔ ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ جن ستر آدمیون نے موسی علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالے کو دکھلا دے وہ اور تھے انکو صاعقہ نے پکڑا تھا۔ کما فی قولہ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون۔ اور یہ ستر آدمی جنکو چھانٹ کر لے گئے یہ اور ہین انھون نے قوم کو گوسالہ پوجنے سے منع نہین کیا اور خود وہین مجتمع رہے الگ نہین ہوئے تھے اس بات پر انکو رجفہ یعنے سخت زلزلہ نے پکڑا تھا۔ اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی قتادہؒ و مجاہد سے مروی ہے۔ علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ موسیٰ ستر آدمی چھانٹ کر لیگئے تاکہ اپنے پروردگار سے دعا کرین پس انکی دعا مین سے یہ بھی تھا کہ اے پروردگار ہمارے ہمکو وہ کچھ دے جو تو نے ہم سے پہلے کسی کو دیا ہو اور نہ ہمارے بعد ویسا کسی کو دے پس اللہ عزوجل نے اس دعا کو مکروہ قرار دیا پس انکو رجفہ نے پکڑا۔ تو موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار تو چاہتا تو ہلاک کردیتا انکو پہلے سے۔ مفسرؒ نے کہا یعنی میرے انکو یہان لانے سے پہلے ہلاک کردیتا تاکہ بنو اسرائیل انکو بھی معائنہ کرتے اور مجھکو متہم نہ رکھتے۔ اور سدیؒ کی روایت مین ہے کہ پھر موسی علیہ السلام نے کھڑے ہوکر رونا شروع کیا اور پروردگار سے

عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے بنی اسرائیل مین سے اچھون کو ہلاک کردیا مین بنی اسرائیل سے ملکر انکو کیا جواب دونگا اور اگر تو چاہتا تو انکو
پہلے ہی سے ہلاک کرتا اور مجھکو۔ قال البیضاویؒ۔ ان لوگون کے ہلاک کے ساتھ اپنے ہلاک کی تمنا شاید اس معنے کرکے کہ یہ دن آنکھون سے نہ دیکھے
اور شاید یہ مراد ہو کہ پہلے تو نے رحم کرکے فرعون و سمندر کے ہلکہ سے نجات دی اگر اب بھی رحم فرماوے تو عمیم احسان سے بعید نہین ہے
بیضاوی وغیرہ نے ذکر کیا کہ موسی علیہ السلام نے بارہ سبط مین ہر ایک سے چھ چھ آدمی لیے تب دو بڑھ گئے ولیکن جس سے کہا گیا کہ نجاوے
اسی نے جھگڑا کیا موسیٰ نے فرمایا کہ جو نجاوے اسکو وہی ثواب ملیگا جو جانے والے کو ملیگا پس یوشع بن نون و کالب بن یوقنا ٹھہر گئے۔ اور محمد
بن اسحاقؒ نے کہا کہ موسی علیہ السلام نے بنو اسرائیل مین سب سے بہتر لیا پھر اسکے بعد جو بہتر تھا اسی طرح درجہ بدرجہ ستر آدمی لیکر انکو حکم دیا
کہ پاک ہو کر پاک کپڑے پہنکر روزے رکھو اور چل کر پروردگار تعالے سے توبہ کرو اور اپنی قوم کے واسطے مغفرت مانگو اور بدون حکم و اجازت
الٰہی عزوجل کے کوہ طور سینا پر نہین جاتے تھے پس ان لوگون کو لیکر میقات موعود پر روانہ ہوئے اور ان لوگون نے درخواست کی تھی کہ ہمارے
واسطے بھی آپ اجازت لیجیے کہ ہم بھی پروردگار تعالے کا کلام سنین موسیٰ نے کہا کہ اچھا اجازت مانگونگا پھر جب موسیٰ پہاڑ سے قریب ہوے
تو انپر عمود ابر آیا حتی کہ اُسنے تمام پہاڑ کو ڈھانپ لیا اور موسیٰ قریب ہو کر اسمین داخل ہوگئے اور موسیٰ جسوقت اللہ تعالے سے کلام کرتے تو جبہہ
شریف موسیٰ سے ایک ایسا نور ساطع ہوتا کہ بنی آدم مین سے کسی کو انکی طرف نظر کرنے کی مجال نہین ہوتی تھی پس اپنے درمیان پردہ کرلیا تھا
اور قوم کے لوگ قریب ہو کر غمام مین داخل ہوتے ہی سجدے مین گر پڑے اور سُنا کہ او تعالے عزوجل موسیٰ کو امر و نہی فرماتا ہے پھر جب موسی ؑ
اس حال سے فارغ ہوگئے اور ابر کھل گیا تو موسی ؑ انکی طرف متوجہ ہوئے پس ان لوگون نے کہا کہ یاموسیٰ لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ۔
پس انکو رجفہ نے پکڑ لیا اور یہی صاعقہ ہے پس انکی روحین لے لین اور سب کے سب امردہ رہگئے پھر موسی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر
جناب باری تعالے کی عظمت و جلال کے سامنے گریہ وزاری کرکے رغبت و رہبت سے عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار تو چاہتا تو انکو پہلے
سے ہلاک فرماتا اور مجھکو۔ قال المترجم ارجح الاقوال وہی ہے جو ابن عباس و قتادہ و مجاہد وغیرہ سے مذکور ہوا کہ رجفہ و زلزلہ شدیدہ ان لوگون
کو اسی بات پر پہونچا تھا کہ قوم کو انکی حرکت سے نہ روکا اور نہ انکا ساتھ چھوڑا اور اسی سے زیادہ مربوط و مناسب ہے جو موسی علیہ السلام کا
قول نقل فرمایا کہ۔ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا۔ کیا تو ہلاک کریگا ہم بندون کو بجرم اسکے جو ہم مین سے سفیہ لوگون نے کیا ہے۔ یہ
استفہام استعطاف یعنے عطوفت و رحمت کی درخواست ہے باین معنے کہ ہم مین سے بیوقوفون نے جو گوسالہ پوجا انکے جرم مین اپنی رحمت سے
ہمکو مت ماخوذ فرما۔ ف امر معروف و نہی از منکر واجب ہے ورنہ مجرمون کے ساتھ ماخوذ ہوگا الا آنکہ او تعالے رحمت سے عفو فرما دے۔
اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ۔ ما ہذہ الفتنۃ التی وقعت فیہا السفہاء الا فتنتک نہین یہ فتنہ جسمین ہمارے بیوقوف لوگ پڑ گئے مگر تیرا فتنہ۔ یعنے تیرا امتحان
امتحان ہے۔ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ۔ گمراہ کرے تو اس فتنہ سے جسکو چاہے یعنے جسکا گمراہ کرنا چاہے۔ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ۔ اور ہدایت
کرے تو جسکو چاہے یعنے جسکی ہدایت کرنا چاہے۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا۔ متولی امورنا۔ تو ہی ہم بندون کے امور کا متولی ہے۔ فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ۔ تو ہم کو بخشدے یعنے جو ہمنے گناہ کیے وہ بخشدے اور ہم پر رحم کر اور تو ہی سب سے بھلا بخشنے والا ہے کہ گناہ بخشتا اور
اسکو بھلائی سے بدل دیتا ہے۔ وَاكْتُبْ لَنَا۔ اور لکھدے ہمارے واسطے یعنے واجب کردے یا ثابت کردے ہمارے لیے جب تک تو ہمکو
زندہ رکھے۔ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا۔ اس دنیا مین جو سامنے حاضر ہے حَسَنَةً بھلائی سے زندگی اور طاعت کی توفیق کو عفو [illegible]
یعنے اور لکھدے ہمارے لیے حیات آخرۃ مین حسنہ جو کہ جنت ہے۔ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ۔ ہم نے توبہ کی تیری طرف ہر ایسی چیز [illegible]

Marfat.com

عذاب کے لایق نہین ہے۔ اصل ہَود بالفتح بمعنے نرمی کے ساتھ رجوع کرنا ۔ہائد بمعنے تائب اے توبہ کرنے والا جمع آن ہُود بالضم بعض نے کہا کہ اسی سے یہودیون کا نام ہُود ہوا اور انکی شریعت منسوخ ہونے سے پہلے انکے واسطے مدح کا نام تھا اور بعد نسخ شریعت کے مذمت کا نام ہوگیا۔ یعنے پہلے تو بُری چیز سے رجوع کرنے والا طرف اچھی چیز کے صادق تھا اور جب حضرت عیسیٰ اور پھر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور اپنی شرع سے جو اللہ تعالے نے مقرر فرمائی تھی مُنھ موڑا تو بھلی چیز سے اپنے نفس کی خواہش کی طرف رجوع کرنے والا اُنپر صادق آیا پس مذموم ہوا ہکذا ظہر للمترجم واللہ اعلم ۔اس دعاے مذکور کا جواب ملا ۔قَالَ۔ اللہ تعالے نے فرمایا ۔عَذَابِيٓ أُصِيبُ بِهٖ مَنْ أَشَاۗءُ میرا عذاب اختیاری ہے دیتا ہون اس سے جسکو عذاب دینا چاہتا ہون یعنے اپنی مخلوق مین سے جسکو چاہون عذاب دون حتی کہ اگر گنہگار نہو اسکو بھی چاہون تو عذاب دون لیکن کرم و رحمت ہے کہ بیگناہون کو عذاب نہین فرماتا اور اس سے یہ لازم نہین کہ اوتعالے مختار نہین ہے نعوذ باللہ تعالے بلکہ وہ قادر مختار ہے جو چاہے کرے اور جو کچھ وہ بندون کے حق مین کرے وہ اپنے ملک مخلوق مین واقع ہوگا پس کچھ بھی ظلم نہوگا اور اللہ تعالے پر کسی کا اعتراض نہین چل سکتا ۔ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ اور میری رحمت عموماً شامل ہے ہر چیز کو یعنے دنیا مین میری رحمت سے ہر مخلوق بار احسان لادے ہوئے ہے اور پہلی رحمت تو یہ کہ اسکو معدوم سے موجود کر دیا اسمین کسی مسلمان و کافر و مطیع و عاصی کی تخصیص نہین ہے۔ یہ ہیچ پوچ دنیا و اسکی نعمتین جو آنکھون مین سماتی ہین بمقابلہ نعمہاے آخرت کے ایسی ہین جیسے تختگاہ شاہی اور گوہ ڈالنے کا گھورا ولیکن چونکہ آخرت کی نعمتین نہین دیکھی ہین لہذا فرق نہین کھلتا مگر انھین لوگون پر جو صادق الایمان ہین لہذا دنیا مین بھی عموم رحمت سے اہل ایمان جو اعمال خیر و توفیق ثواب پاتے ہین وہ نعمتین کہین بڑھکر کافرون و عاصیون کی نعمت سے ہین لیکن عموم رحمت ہر کس و ناکس کو ہے اور یہی معنے ہین حدیث ابوہریرہؓ کی جو صحیحین مین ہے کہ رحمتی سبقت و فی روایۃ غلبت غضبی۔ یعنے اوتعالے کی رحمت سبقت لیگئی اسکے غضب پر۔ قتادہؒ سے روایت ہے کہ جب نازل ہوا قولہ ورحمتی وسعت کل شئ۔ تو ابلیس نے کہا کہ مین بھی کل شئ مین سے ہون تو دنیا مین وہ بھی کل شئ مین سے ہے پھر آخرت کی رحمت سے نکلا بقولہ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ پس مین اسکو عنقریب لکھ دونگا یعنے مخصوص نازل کرونگا انھین لوگون کے واسطے دار آخرت مین جو یہان تقوی کرتے ہین اللہ تعالے سے وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اور وہی لوگ کہ ہماری آیات پر ایمان لاتے ہین۔ اس کلام سے ابلیس کو آخرت کی رحمت سے مایوسی ہوگئی پس جو لوگ کہ ابلیس کے پیرو ہون وہ بھی مایوس ہونگے۔ اسمین زکوۃ کو خاصکر ذکر فرمایا کیونکہ تقوی تو اپنی ذات کے واسطے بندہ کرتا ہے اور زکوۃ سے دوسرون کو نفع پہونچتا ہے اور اسلیے کہ ان لوگون پر زکوۃ بسبب حرص مال کے زیادہ گران تھی۔ اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض مفسرین نے جو وہم کیا کہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوۃ مدینہ مین فرض ہوئی ہے یہ وہم بے وجہ ہے اسواسطے کہ آیت جواب دعا ہوسیٰ ہے اگرچہ دعا و موعظت کا حکم عام ہے ہان یہ ہوسکتا ہے کہ زکوۃ کے معنے اعم مراد لیے جاوین جو زکوۃ جان و زکوۃ مال دونون کو شامل ہون پس زکوۃ جان یہ کہ اسکو گناہون و نافرمانی سے پاک رکھے۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ فساکتبہا بمعنے اوجبہا ہے یعنے واجب و ثابت کر دونگا اور ایسے ہی قولہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ یعنے اوتعالے نے اپنی ذات پاک پر رحمت لکھدی یعنے واجب و ثابت کر دی پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض امور اللہ تعالے پر واجب ہین تو جواب یہ کہ اللہ تعالے پر کوئی امر واجب نہین معنے آنکہ اوتعالے اسکے سوا اور نہین کر سکتا کیونکہ وہ قادر مختار ہے جو چاہے کرے اور یہان یہ معنے کہ رحمت و احسان سے اُسنے یہ واجب کر دیا ہے کہ متقیون کو جنت عطا فرماویگا۔ پھر اللہ عز وجل نے اُن لوگون کو جنکے یہ صفات

ہونگے آگے کی آیت مین بیان فرمادیا بقولہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الآیۃ پس یہود ونصاری جو زعم کرتے تھے کہ ہم بھی تقوی کرتے
اور زکوۃ دیتے اور آیات پر ایمان لاتے ہین انکا زعم باطل ہوا کیونکہ یہود تو بعض آیات سے منکر ہوکر کل سے منکر ٹھہرے کیونکہ ایک آیت کا بھی
انکار کرنا بھی کفر ہے اور نصاری منکر و مشرک دونون ہین پس مومن وہی ہین جو پورے طور سے ایمان لائے جیسا کہ بیان آتا ہے
انشاء اللہ تعالے۔ ف فی العرائس قولہ واختار موسی قومہ سبعین رجلا۔ موسی علیہ السلام نے اپنے اولیاء اُمت مین سے ایسے لوگ لیے
جنکا شرب ولایت ونبوت مین تھا چنانچہ تو نہین دیکھتا کہ جب اُنھون نے خطاب حق تعالے کو سنکر لذت وشکر سے فنا ناقص پائی تو
دیدار کا سوال کیا کہ ارنا اللہ جہرۃ۔ اور کیونکر انکو صاعقہ نے پکڑ لیا کیونکہ وہ حقایق مین ضعیف تھے۔ ستر آدمی اسواسطے مختار تھے کہ ہر اُمت
مین ستر ایسے ولی وابدال ونجیب ہوتے ہین اور ایسی ہی اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین بھی ہر وقت وزمانہ مین یہی حال ہے۔ بعض نے کہا کہ
موسی علیہ السلام نے گذشتہ اُمتون کے اولیاء کی تعداد پر اپنی اُمت سے لیئے اور یہی ستر ہین کہ مخلوق انھین کی طرف حالت فزع مین
رجوع کرتی اور انھین سے محفوظ ہوتی ہین پھر جب صاعقہ اس قوم کو پہونچا اور ہرچند کہ موسی علیہ السلام بھی تھے مگر قوم مذکور بسبب
ضعف قلوب کے فنا ہوگیے اور سطوات عظمت کو نہ اُٹھا سکے پس سر باطن کلیم اللہ تعالے علیہ السلام انبساط مین آیا کما قال تعالے فلما
اخذتہم الرجفۃ قال رب لو شئت اہلکتہم من قبل وایای۔ یعنے بنی اسرائیل کے درمیان جب اُنھون نے گوسالہ پر نظر کی تھی تو انکو چاہتا تو
ہلاک کر دیتا اور مجھکو صعقہ طور مین ہلاک فرماتا پس اب بھی رحم فرماوے۔ اتہلکنا بما فعل السفہاء منا۔ یعنے گوسالہ پوجنے والون کے جرم پر تو
ہم بندون کو ماخوذ نہ فرما۔ قال المترجم۔ تحقیق ہوا کہ ان لوگون نے دیدار کا سوال نہین کیا تھا بلکہ مغفرت اور عاجزی کے بجاے
بڑی بڑی نعمتین مانگی تھین پس انکو رجفہ نے پکڑا اور مرگئے پس موسی علیہ السلام نے دعا کی اور یہ بھی ادب سے عرض کیا کہ اتہلکنا بما فعل
السفہاء منا۔ شیخ نے لکھا کہ یہ بادشاہون کی عادت ہے کہ جب عوام رعایا جرم کرتے ہین تو انھین سے اشراف گرفتار ہوتے ہین۔ حاصل آنکہ
اے ارحم الراحمین عالم الغیب والشہادۃ تو پروردگار وحدہ لاشریک ہے بادشاہون سے غلامون تک سب تیرے ناچیز بندے ہین تو
رحمت سے ہم لوگون کے بیوقوفون کے بدافعال سے جرم مین ہم کو ہلاک نفرما۔ شاید بما فعل السفہاء سے ان لوگون کی طرف اشارہ ہو جو
حالت سکر مین از خود رفتہ ہوگئے تھے یعنے ہمکو ان بیخودون کے افعال پر ماخوذ نفرما۔ قال المترجم۔ وفیہ بعد ظاہر ولہذا قالہ الشیخ
بالتعریض فافہم۔ قولہ ان ہی الا فتنتک۔ موسی علیہ السلام نے زبان انبساط کو مطلق العنان چھوڑ دیا اور اوقات تجلی کی بیخودی کے
بقیہ سے انبساط تمام کا اثر رہا۔ حاصل آنکہ نہین یہ صاعقہ مگر تیرا امتحان اپنے بندگان عاشق کا جو ازل سے دام عشق مین گرفتار ہوے
ہین پھر جب موسی علیہ السلام سے حدت انبساط فرو ہوئی اور مقام توحید کی طرف رجوع لائے اور عبودیت مین تمام اسباب سے انقطاع کیا
تو کہا کہ تضل بہا من تشاء۔ پردۂ حجاب مین جسکو تو چاہے ضلالت مین ڈالے کہ مشاہدہ سے مردود ہوکر غیر کی طرف بھٹکے۔ وتہدی من
تشاء۔ اپنے وصال ومشاہدہ کی جسکو چاہے ہدایت دے بعضے تو صعقہ مین صعقہ کو دیکھتے رہگئے اور بعضے اس صعقے سے وصال ومشاہدہ
پہونچ گئے اور یہی مراتب ولایت اور مرتبہ نبوت مین فرق ہے پھر مقام امتحان مین لو تعلے عزوجل کی نگہداشت کی ہدایت پاکر عرض کیا
انت ولینا۔ اپنے امتحان مین اپنے مشاہدہ مین ہمارا تو ہی حافظ ہے۔ فاغفر لنا۔ ہمارے جرم انبساط کو اپنے دیدار نعمت مین بخشدے لنا یعنی
اپنے مشاہدہ جمال کے کشف سے بلا امتحان وحیلہ کے ہمپر رحم کردے۔ وانت خیر الغافرین۔ کیونکہ تو پاک پروردگار جامع صفات کمال
ہے اور تیری مغفرت ورحمت جملہ مجرمون کو عموماً شامل ہے اسکے واسطے کوئی علت حادثہ نہین ہے۔ واکتب لنا فی ہذہ الدنیا

Marfat.com

پاک سے ہمارا حصہ دنیا مین اپنا مشاہدہ ومعرفت قرار دے کہ تیرے قہر وامتحان سے عافیت مین رہین۔ وفی الآخرۃ۔ اور آخرت مین جنت بلا واسطہ یا دین اور جو کچھ اُسمین بزرگیان موعود ہین ہمکو حاصل ہون۔ انا ہدنا الیک۔ ہم نے تجھسے تیری ہی طرف رجوع کیا اور تجھسے تیری ہی طرف فرار کیا۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ بالکلیۃ ہم تیرے ہی طرف متوجہ ہوے۔ بعض نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کھلے کھلے حق عز وجل کی جناب مین تحقیق بات کہی کہ ان ہی الا فتنتک۔ پھر حکم اسی کو سونپا کہ تضل بہا من تشاء الخ۔ پھر تضرع وعاجزی شروع کی بقولہ فاغفر لنا الی آخرہ۔ استادؒ نے قولہ انا ہدنا الیک مین کہا کہ ہم نے تیرے دین کی طرف رجوع کیا اور بالکلیۃ تیرے ہی ہوگئے بدون اسکے کہ اپنے نفس کے لیے کچھ باقی چھوڑین۔ پھر جب موسیٰؑ نے حق تعالے سے اُسکی نگہداشت طلب کی تاکہ مرتع انس ولطف مین صدمہ قہر داخل نہوا اور بلا کدورت حجاب کے اس سے اپنا خط مشاہدہ پورا حاصل کرلیا اور قہر سے لطف کی طرف فرار کیا اور اُس سے اُسی کی طرف رجوع لایا تو حق عز وجل نے قبول فرمایا کہ لطف قدیم مع قہر قدیم باین شان ہے کہ قہر قدیم تو مخلوقات پر فوق ہے کما فی قولہ وہو القاہر فوق عبادہ۔ اور رحمت قدیم تمام مخلوق کو اولاً وبالذات شامل ہے اور جواب مین قدم ہیبت کے نیچے گردنین مخلوق کی پامال فرمائین بقولہ قال عذابی اصیب بہ من اشاء۔ میرا عذاب فراق وامتناع ارواح وقلوب کو مطالعہ سے بر صفت سرمدیت ہرا اور عارفین مین سے جسکو چاہتا ہون عبودیت مین تربیت وامتحان کے طور پر پہونچاتا ہون۔ اسکا عذاب پہونچنا مشیت پر ہے کسی کے استحقاق پر نہین ہے پس یہ مقام خوف وامید ہے یہی ایمان کی شان ہے پھر اپنی عام رحمت سے ہر ذرہ کا مشمول عواطف ہونا بیان فرمایا بقولہ ورحمتی وسعت کل شئ۔ تمام مخلوق اسکے بحر رحمت مین غرق ہے کیونکہ حق عز وجل کا انکو پیدا کرنا خواہ کسی صفت پر ہون ان کے حق مین عین رحمت ہے کیونکہ وہ اسکی نظر عظمت وسلطان کے تحت مین داخل کیے گئے اور اسکی ربوبیت وقدرت کی تاثیر سے سرفراز ہوے۔ پھر واضح رہے کہ رحمت پہونچنے مین مخلوقات اگرچہ عموماً شامل ہین لیکن وصف رحمت مین انمین باہم تفاوت ہے چنانچہ جملہ جمادات اسکے نور فعل مین مستغرق ہین اور وہ رحمت فعلیہ ہے اور جملہ حیوانات اسکے نور صفت مین مستغرق ہین اور وہ رحمت صفاتیہ ہے اور حیوانات مین سے عقلاء کہ جن وانس وملائکہ ہین وہ اسکے نور ذات کی رحمت مین مستغرق ہین اور یہ رحمت ذاتیہ قدیمہ ہے اس راہ سے کہ انکو ربوبیت ووحدانیت کی معرفت کا منشا حاصل ہے اور وہ عقل ہے حالانکہ یہ لوگ ازراہ اجسام اور جو بمنزلہ اجسام کے ہین عام رحمت مین بھی شامل ہین اور ازراہ ارواح واسکے مانند اشیاء کے رحمت خاصہ سے سرفراز ہین اور انمین بھی ان سب مین آپسمین تفاوت ہے پس بعضے تو دیدار عظمت مین پگھل گئے ہین اور بعضے دیدار قدم وبقاء مین حیران ہوگئے ہین اور بعضے دیدار جمال جلال مین عاشق ہین اور جو کوئی انمین سے اثر رحمت سے نکلکر واصل صفت کی طرف واصل ہوا اور صفت سے واصل ذات کی طرف پہونچا تو وہ ارحم الراحمین سے واصل ہوکر رحمت سے فنا ہوگیا پس اسکی رحمت خود تمام عالمین کے واسطے ثابت ہوگئی اور یہ اسکا فعل نہین بلکہ وہ خود فنا اور موصوف باین بقاء ہے اور یہ درجہ ہمارے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا کیونکہ وہ بکل لسوے کل واصل ہوگئے لہذا آپ کو بوصف رحمت کل اپنے قول پاک۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مین موصوف فرمایا اور یہان سے ظاہر ہوا کہ لقاء سے بعض رحمت خاصہ اپنے آثار سے دار آخرت تک ہے اور یہ وہی ہے جسکو یہان حیات ہی تک انحصار نہین بلکہ باقی ببقاء قدیم ہے پس رحمتہا ے بےنہایت کہ اس دار فانی سے ننانوے گونہ زائد بلکہ پورے صد گونہ زائد ہین وہان مع اس رحمت باقیہ کے کسقدر مزید انعام کے ساتھ پھر او تعالے عز وجل نے عموم رحمت عامہ سے ہر ایک کو شمول عنایت فرماکر اسکے بعد رحمت خاصہ صفاتیہ سے ان بندون کہ

Marfat.com

مخصوص فرمایا جو غیر الٰہی سے فانی ہوکر باقی باللہ تعالے واسکی عظمت مین فانی ہین یہ وہی ہین جنھون نے اپنے وجود کی ...
قربان وفنا کردیا۔ کما قال تعالے فسا کتبہا للذین یتقون ویوتون الزکوۃ والذین ہم بآیاتنا یومنون۔ یعنے اسکی محبت ...
چیزے جو مالوف طبیعت وحظ نفس ہوتی ہے تقوی وپرہیز رکھتے ہین اور زکوۃ سے اسکی طرف تقرب چاہتے ہین جنکا اعلی ...
نفوس کو اسکی درگاہ پر ذبح کردیتے ہین یعنے آنکہ اُنکے نفس کو اپنی مقتضا سے کوئی جنبش نہین رہتی لہذا اگر جہاد کا حکم ہوا تو بھی اور نہ ہوا
تو بھی دونون یکسان ہین اسواسطے کہ کراہیت وشوق بمقتضائے نفس ہے اور ایمان انکا یہ کہ دیدار آیات مین آیات پر نظر نہین بلکہ
مشاہدہ صفات مین مستغرق ہین۔ واسطیؒ نے کہا کہ قولہ تعالے عذابی اصیب بہ من اشاء۔ یہ بات عارف کے نفس مین ثابت ہوتی ہے
اگر کوئی اسکو پہچان جاوے تو اسکی زندگی مکدر ہوجاوے ارباب حقایق کو دنیا مین عذاب نہین ہوتا مگر اسی طور پر کہ اللہ تعالے کی نعمتین
وتقرب انپر پے درپے وارد ہوتا ہے حتی کہ اصل سے صفات ونعوت کا غیب ہوجاتا ہے پس قطع منزل مین اس سے سوء ادب جاتا رہتا
ہے۔ کتانیؒ نے کہا کہ رحمت الٰہی ہر چیز کو شامل ہے لیکن متقی لوگ اس سے مخصوص ہین لقولہ تعالے فسا کتبہا للذین یتقون الآیۃ۔ ابوعثمانؒ
نے کہا کہ قرآن مین مجھے کوئی آیت نہین ملی جس سے زیادہ خوف ومایوسی غالب ہو سولے اس آیت کے ورحمتی وسعت کل شیٔ۔ حالانکہ لوگ
اسکو بہت اُمید کی آیت شمار کرتے ہین کیونکہ او تعالے نے اسکے بقار وایجاب کے حق مین فرمایا فسا کتبہا للذین یتقون الآیۃ۔ اور وہ کون شخص ہے
جو تقوی کی تصحیح کرسکتا ہے پس رحمت کا لازم وثابت ہونا جسکا اعتبار ہو وہ تو اس تقوی کے ساتھ مشروط ہے۔ قال المترجم۔ لقد اجاد
فیما افاد وانما المستغاث الی اللہ عزوجل وہو ارحم الراحمین۔ بعض مشائخ نے کہا کہ عذاب کو ایک خاص صفت سے مقرون بمشیت فرمایا
اور رحمت کو عام کردیا کہ وہ ہر شئی کو شامل ہے۔ قال المترجم ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مین روایت
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی سو رحمت ہین ایک رحمت دنیا مین ہے کہ اُسی سے مخلوق آپس مین ترحم کرتے
ہین اسی سے وحشی جانور اپنی اولاد پر عطوفت رکھتے ہین اور ننانوے رحمت کو اللہ تعالے نے قیامت تک موخر فرمایا۔ رواہ مسلم۔ اور
ایک روایت مین ہے کہ قیامت مین وہ سب اور یہ حصہ رحمت ملا یا جائیگا یعنے رحمت کاملہ ہوگی۔ اس سے یہ سمجھنا نہین چاہیئے کہ رحمت کے
اجزا ہین بلکہ اثر رحمت کا وصول ہے اور اس حدیث مین اشارہ ہے کہ تمام افعال مخلوق کے بمقتضائے صفات الٰہی ہین اور معتزلہ
وشیعہ وغیرہ قدریہ لوگون نے غلط کیا کہ بندہ کو اپنے افعال کا قادر کہتے ہین یہ بحث پوری گذر چکی ہے اور کثرت سے آیات کی تفسیر مین
تنبیہ کی گئی کہ قول فرقہ قدریہ گمراہی نفس ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالے تفسیر قولہ واللہ خلقکم وما تعملون۔ مین بحث پوری آویگی
پھر واضح ہو کہ حضرت موسی علیہ السلام نے سوال ودعا کی اور اسکا جواب یہ ملا جو مذکور ہوا اور جواب نہایت دقیق ولطیف ہے حضرت
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ موسی علیہ السلام نے سوال کیا اور دیا اللہ تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور جو کچھ اس آیت
مین موسی علیہ السلام نے مانگا وہ سب اللہ تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ پھر او تعالے عزوجل نے واضح بیان فرمایا
کہ جن لوگون کے واسطے رحمت خاصہ لکھی ہے وہ متقی ایسے ہین کہ راہ وخصلت وسنت وطریقہ تقوی مین محبوب کریم محمد مصطفے صلے اللہ
علیہ وسلم کا اقتدار کرتے ہین۔ کما قال تعالے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي ال...

وہ جو — تابع ہوتے ہین اس رسول کے جو نبی ہے — امی جسکو پاتے ہین — لکھا ہوا — اپنے پاس

الْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

انجیل مین بتاتا ہے اُنکو نیک کام اور منع کرتا ہے بُرے سے اور حلال کرتا ہی انکے واسطے سب پاک چیزین اور حرام کرتا ہے انپر

الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ

ناپاک اور اُتارتا ہے اُنسے بوجھ اُنکے اور پھانسیان جو انپر تھین سو جو اُسپر یقین لائے اور اُسکی رفاقت کی

ع ۱۵

وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اور مدد کی اور تابع ہوئے اُس نور کے جو اُسکے ساتھ اُترا ہے وہی پہونچے مراد کو

اَلَّذِيْنَ۔ یہ بدل از الذین یتقون ہے خواہ بدل الکل یا بدل البعض یا خبر مبتدا رمحذوف ای ہم الذین بیضاوی ورازی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین سے ایمان لانے والے خاصۃً مراد ہین اور جمہور مفسرین نے کہا کہ انھین سے ہون یا اورون مین سے جمیع اُمت مراد ہین حاصل یہ کہ متقی جنکے واسطے آخرت مین رحمت مخصوص ہے وہ لوگ ہین کہ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ پیروی کرتے ہین رسول نبی اُمّی کی مفسرین کا اجماع ہے کہ مراد اس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین یہان اللہ تعالے سبحانہ نے آپ کو چند صفات سے موصوف فرمایا ازانجملہ الرسول بالف لام یعنے رسول اللہ تعالے گویا رسالت مین آپ فرد کامل او رمعہود ہین اور جو آپ کو رسول نہ مانے باوجودیکہ لوازم رسالت ظاہر ہین وہ کافر ہے۔ ازانجملہ النبی یعنے اللہ تعالے کے احکام سے بندون کو آگاہ کرنیوالے ازانجملہ الامی جو آپ کے سوا کسی پیغمبر پر صادق نہین آتا پس یہود ونصاری ودیگر اُمتون کا دعوی خارج ہوا کیونکہ وہ کسی رسول نبی اُمّی کے متبع نہین ہین علاوہ برین قولہ الذی یجدونہ مکتوبا عندہم الآیۃ سے صریح وہ مدعی نہین ہوسکتے ہین اور عنقریب آتا ہے۔ پھر اُمّی یا منسوب بامت اُمیہ ہے یعنے ایسی قوم مین سے جو حساب کتاب نہین رکھتی اور وہ عرب ہین۔ کذا قال الزجاج۔ یا منسوب بجانب اُم بمعنے مادر ہے یعنے اُسی حال پر باقی ہے جس حال پر ان کے پیٹ سے پیدا ہوا کہ نہ لکھتا ہے نہ پڑھتا یا منسوب بام القری اور وہ مکہ ہے اور بعض نے کہا کہ منسوب بام بفتح ہمزہ ہے بمعنے قصد اور منسوب بقصد بمعنے آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہی مقصود تھے اور یہ وصف کامل ہے اور ضم ہمزہ بنا بر تغیر نسبت ہے اور یعقوب کی قراءۃ فتح ہمزہ اسکو مؤید ہے۔ اور مختار یہ ہے کہ منسوب بامت اُمیہ ہین اور ابو السعودؒ نے کہا کہ اُمّی وہ کہ ممارس قراءۃ وکتابت نہین ہوا اور باوجود اسکے علوم اولین وآخرین کے جامع تھے اور فتح الباری مین دو قول نقل کیے کہ صلح حدیبیہ مین جو آنحضرت صلعم نے مشرکین مکہ کے ساتھ صلحنامہ لکھا اور حدیث بخاری وغیرہ مین ظاہر حدیث یہ ہے کہ باستبداد مشرکین کے رسول اللہ کا لفظ آپ نے محو فرمایا آیا برسبیل حقیقت ہے یا مجازاً ہے اور بعض نے کہا کہ یہ برسبیل معجزہ تھا۔ قلت وقد نبہ علی ہذا الشیخ الثقۃ الامین الحجۃ علی الامۃ الامیین واللہ اعلم۔ اہل تحقیق نے فرمایا کہ اس معنے پر آنحضرت صلعم کا اُمّی ہونا ازجملہ معجزات ہے بچند وجوہ اول آنکہ آنحضرت صلعم لوگون پر باربار کتاب الہی کو جو نازل ہوتی جاتی تھی اعادہ فرماتے بدون اسکے کہ الفاظ وکلمات مین کوئی تغیر آنے پاوے حالانکہ خطیب خطبہ کا اعادہ کرے تو قلیل وکثیر کچھ ضرور تغیر وتبدل ہوگا پس آنحضرت صلعم جب بدون زیادت ونقصان وتغیر کے پڑھ دیتے تو معجزہ صریح ہے اور اسی طرف اوتعالے نے اشارہ فرمایا بقولہ سنقرئک فلا تنسی۔ دوم آنکہ اگر لکھتے پڑھتے تو کافرون کو وہم ہوتا کہ اگلون کی کتابون سے ان علوم لطیف وعجیب کو مطالعہ کیا ہے پس جب قرآن عظیم مشتمل علوم کثیرہ کو بدون تعلم لائے تو بڑا معجزہ ہے وقد قال تعالے وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون مقری شارح قصیدہ بردہ نے جو کہا کہ یہان سوال وارد ہوتا ہے

کہ پھر فصیح کیون پیدا ہوئے تاکہ وہم نہو تاکہ یہ کلام بلیغ فصیح خود آپ کا کلام نہین تو اسکو شہاب نے ریحانہ مین ذکر کیا [illegible]
اسواسطے کہ اُمیہ ہونا اکثر فصحا عرب مین پایا گیا بخلاف عدم فصاحت کے کہ وہ لکنت و عیب ہے جس سے آنحضرت صلعم کی ذات [illegible]
صفات پاک وبری تھی پس یہ سوال کہل ہے سوم آنکہ خط سیکھنا سہل بات ہے کہ جسکو تھوڑی سی عقل وسمجھ ہو اسکو سیکھ سکتا ہے [illegible]
عزوجل نے آپ کو علوم اولین وآخرین عطا فرمائے اور حقایق و دقایق وہ کرامت کیے کہ مخلوق مین سے کوئی اس کنہ کو نہین پہونچا
پس باوجود اس عقل وفہم کی قوت عظیمہ کے ایسا رکھا کہ خط وکتابت نہین جانتے تھے کہ جو ادنیٰ خلق پر آسان ہے پس ان دو حالتون
متضادہ کا جمع کرنا بجاے اجتماع ضدین کے ہے اور یہ من قبیل معجزات خوارق عادات ہے پس واضح ہو کہ سزاوار رحمت خاصہ وہی
لوگ قرار دیے جو ایسے رسول نبی اُمّی کی اتباع کرتے ہین۔ اور یہ اتباع کبھی تو فقط بالقوہ ہے اور یہ ان لوگون کو حاصل ہوئی جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے پہلے وفات پا گئے اور کبھی قوت سے فعل کیطرف خارج ہے اور یہ ان لوگون پر متحتم ہے جنھون نے
آپ کی دعوت کا وقت مبترک پایا اور یہ وقت آپ کے زمانہ ظہور سے تا قیامت ہے پس جو لوگ کہ علم آلہی عزوجل مین ایسے ہین کہ آپ
کے مبترک پاک دعوت پر ایمان نہ لاوینگے وہ کبھی نہین بخشے جاوینگے اگرچہ اپنے زعم مین بھلے بن جاوین کیونکہ معرفت آلہی اور اخلاق پاکیزہ
وہی ہین جو آپ نے تعلیم فرمائے پس جسنے معبود کو نہ پہچانا اُسنے جو عبادت کی وہ حضرت حق عزوجل کی عبادت نہوئی پس وہ نیکوکار کہان
سے آیا پھر حسن غایت ولطف ہدایت آلہی عزوجل ہے کہ ایسے رسول بزرگ صلعم کی آمد آمد کے واسطے لوگون کو پہلے رسولون سے اگلی
کتابون سے معرفت مفصل دیدی تاکہ بروقت ظہور نور نبوت ایسے رسول پاک صلعم کے وہم وخیال مین نہ پڑین لہذا بعد قولہ الذین یتبعون
الرسول النبی الامی کے وصف فرمایا۔ اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔ یعنے پیروی کرین اُس رسول
نبی اُمی کی جسکو پاتے ہین لکھا ہوا اپنے پاس توریت وانجیل مین۔ یعنے آپ کے نعت وصفت کو یہود اپنے پاس توریت مین اور نصاری
اپنے پاس انجیل مین لکھا پاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ موسی علیہ السلام سے یہ کلام جو فرمایا تو آیندہ جو بات ہونے والی ہے اسکی خبر دیدی۔
بالجملہ اب قرآن مجید مین نازل ہے۔ رازی ؒ نے فرمایا کہ یہ صریح دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی نعت وصفت اور عظمت نبوت اگلی دونون
کتابون توریت وانجیل مین مذکور ولکھی ہوئی ہے کیونکہ اگر یہ بات ان دونون کتابون مین لکھی ہوئی نہوتی تو اس کلام سے علما یہود و
نصاری سخت نفرت کرتے اور آنحضرت صلعم کو جھوٹا بلکہ مفتری بیان کرتے حالانکہ یہود مین سے مانند حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ کے
زبردست عالم مسلمان ہوئے اور بادشاہ حبشہ نجاشی سے پہلے وہان کے علما نصاری وراہب وزاہد بخوشی ورغبت دل سے مسلمان ہوئے
اور آپ کو رسول برحق مانا جس سے زمانہ مین کوئی یہودی ونصرانی بھی انکار نہین کرتا پس یقین ہوا کہ آنحضرت صلعم کی نعت وعظمت
نبوت بالضرور ان دونون کتابون مین مذکور تھی اور یہ آنحضرت صلعم کی عظمت نبوت کی قطعی دلیل ہے۔ مترجم انشاءاللہ تعالیٰ آخر
اس آیت مین ایک بحث مختصر مفید وضروری لکھیگا پہلے علما تفسیر کے اقوال لاتا ہے خمیسی ؒ نے لکھا کہ توریت جو موجود ہے اسمین آنحضرت صلعم
کے نام پاک کا مع اوصاف بلفظ مخمنا بزبان سریانی ذکر ہے اور اسکے معنے محمد یا احمد ہین یعنے جسکو لوگ بہت تعریف سے یاد کرین اور انجیل
مین صریح لفظ بزبان عربی مذکور ہے۔ مترجم بحث مابعد مین مؤید لاویگا جو یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر فرمایا کہ یہ صفت
حضرت سیدالمرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے انبیاء سابقین کی کتابون مین درج ہے اور ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی [illegible]
صلعم کی بعثت کی بشارت فرمائی اور آپ کی متابعت کی خبر دی ہے اور برابر انکی کتابون مین صفات پاک موجود رہے جنکو [illegible]

Marfat.com

...تے تھے۔ امام احمدؒ کی حدیث ابو صخر العقیلی مین حضرت صلعم کا ایک یہودی کے پاس جانا جو کتاب توریت کھولے بیٹھا تھا مذکور ہے کہ
...آپ نے اس یہودی سے قسم دلا کر پوچھا کہ تو اس کتاب مین میری صفت اور میری پیدایش وہجرت کا ذکر پاتا ہے اُسنے سر سے اشارہ کیا
...کہ نہین تو اسکے بیٹے نے اپنے باپ کو اس جھوٹی قسم پر دیکھکر تھرا کر کہا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے توریت نازل فرمائی کہ ہم ضرور آپکی
صفت و مقام پیدایش وہجرت کو اس کتاب مین پاتے ہین اور اسکے بعد کہا کہ انی اشہد ان لا آلہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ یہ حدیث
جید قوی ہے اور صحیحین مین حضرت انسؓ سے اسکا مشاہد موجود ہے حاکم رحمہ اللہ نے اپنے اسناد سے ابو امامہ باہلیؓ سے بروایت ہشام
بن العاص الاموی روایت کی کہ ہشام نے کہا کہ مین اور ایک دوسرا مسلمان دونون ہرقل بادشاہ روم کے پاس بھیجے گئے کہ اُسکو
دین اسلام کی دعوت کرین پس ہم نکلکر روانہ ہوئے یہان تک کہ غوطہ دمشق پر پہونچکر جبلہ بن ایہم الغسانی کے پاس اُترے اور دیکھا کہ
وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہے اُسنے ہمارے پاس ایک ایلچی بھیجا کہ اس سے ہم باتین کرین ہم نے کہا کہ واللہ ہم اس ایلچی سے نہین بات کرینگے اور
ہم تو بادشاہ روم کے پاس بھیجے گئے ہین سو اگر وہ ہم سے بات کرنا چاہے تو باتین کرینگے ورنہ ایلچی سے نہ بولینگے پس ایلچی نے اس سے بیان کیا تو
اُسنے اجازت دی پس ہشام بن العاص نے اس سے دعوت اسلام کی اور اسکو اسلام لانے کو بلایا اور اسکے بدن پر سیاہ لباس حریر تھا
اس سے کہا کہ تجھپر یہ سیاہ لباس کیون ہے وہ بولا کہ مین نے قسم کھا کر پہنا ہے کہ جب تک تم لوگون کو شام سے نہ نکالدون اسکو نہ اُتارونگا
ہم نے کہا کہ بیچارہ جہان تو بیٹھا ہے واللہ ہم اسکو اور بادشاہ روم کے تختگاہ کو انشاء اللہ لے لینگے ہم کو ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے
یہ خبر دی ہے۔ بولا کہ تم وہ لوگ نہین ہو وہ لوگ تورات کی نماز پڑھنے والے اور دن کے روزہ دار لوگ ہونگے اور تم کیونکر روزہ رکھتے ہو
ہم نے اسکو اپنے روزے سے آگاہ کیا تو اسکے چہرہ پر سیاہی چھا گئی پھر بولا کہ اُٹھو تم بادشاہ کے پاس جاؤ اور اپنا آدمی ہمارے ساتھ کر دیا
ہم وہان سے نکلکر جب دار السلطنت سے قریب ہوئے تو ہمارے ساتھ جو آدمی تھا کہنے لگا کہ تم اپنے ان اونٹون پر بادشاہی شہر مین نہین
جا سکتے ہو اگر تم چاہو تو ہم تمکو خچرون پر سوار کر دین ہم نے کہا کہ واللہ ہم اپنے ان جانورون کے سوائے اور جانور پر نہین جاوینگے اُنھون نے
بادشاہ کے یہان کہلا بھیجا اُسنے اجازت دی کہ ہم اپنے حال پر آوین پس ہم اپنی تلوارین لٹکائے ہوئے داخل ہوئے یہان تک کہ ہم ایک
اونچے برج کے نیچے پہونچے تو وہان ہم نے اونٹ بٹھائے اور بادشاہ ہماری طرف دیکھ رہا تھا پس ہم نے کو دکر تکبیر کہی لا آلہ الا اللہ واللہ اکبر
پس اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ وہ غرفہ لرزنے لگا گویا عذق ہے کہ اسکو ہوا ہلاتی ہے پس اُسنے ایلچی دوڑایا کہ تم لوگون کو یہ روا نہین ہے کہ ہمپر
اپنے دین کو بلند آواز سے وارد کرو اور کہلا بھیجا کہ آؤ پس ہم داخل ہوئے تو وہ ایک مکلف فرش پر تھا اور روم کے بطارقہ اسکے پاس بیٹھے تھے
اور اسکے مجلس کی ہر چیز اور گرد و پیش سُرخ تھی اور اُسپر سُرخ لباس تھا جب ہم اس سے قریب ہوئے تو دیکھکر ہنسا اور بولا کہ کیا برائی
تھی اگر آپس کے تحیّت کا میرے ساتھ برتاؤ کرتے اور اُسکے پاس ایک فصیح عربی بولنے والا بک بک کرنے والا آدمی تھا ہم نے اس سے کہا کہ ہمارا
...کا جو تحیہ ہے وہ تیرے واسطے سزاوار نہین ہے اور جس سے تجھکو تحیہ کیا جاتا تھا وہ بجا لانا ہمکو حلال نہین ہے بولا کہ تمھارا آپس مین
...ہے ہم نے کہا کہ السلام علیک۔ بولا کہ اپنے بادشاہ کو کیا تحیّہ دیتے ہو ہم نے کہا کہ یہی پھر بولا کہ وہ کیا کہتا ہے ہم نے کہا کہ یہی۔ بولا کہ
...تمھارا کیا ہے ہم نے کہا لا آلہ الا اللہ واللہ اکبر جب ہم نے یہ کہا تو اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ وہ غرفہ پھر تھرّایا حتی کہ اُسنے سر اُٹھا کر دیکھا
...کہ یہ کلمہ تمھارا جس سے یہ غرفہ لرز گیا ہے کیا جب تم اپنے گھرون مین کہتے ہو اسیطرح تمھارے غرفے تھرّاتے ہین ہم نے کہا کہ کبھی ہم نے
...نہین۔ بولا کہ مین اُمید کرتا ہون کہ ہر بار جب تم کہو گے جو چیز تم سے اونچی ہوگی تھرا دیگی۔ اور مین اپنی آدھی سلطنت سے

Marfat.com

نکل گیا۔ ہم نے کہا کہ یہ کیون۔ بولا کیونکہ یہ اسکے شان کے لیے آسان تر ہے اور سزاوار تر کہ ہووے امر نبوت سے اور لوگون کو حیلے
ہم سے بولا کہ تم کیا چاہتے ہو ہم نے اسکو بتلایا۔ کہنے لگا کہ تمھاری نماز روزہ کیونکر ہے ہم نے اُسکو بتلایا۔ بولا کہ اُٹھو اور ہمکو وہان اُس نے
ایک عمدہ مکان بتلایا جسمین بہت سامان تھا ہم وہان تین روز رہے ایک رات ہمارے پاس آدمی بھیجا بلوایا ہم گئے تو ہماری
تین ہم سے پھر دوبارہ کہلائین ہم نے دوہرائین پھر اُسنے ایک مربع چیز جسمین خانہ خانہ تھے اور اُسپر سُنہرا کام تھا اور خانون پر کواڑ
لگی تھین نکالی پھر اُسنے ایک خانہ کا قفل و کھڑکی کھولکر ایک ٹکڑا سیاہ حریر کا نکالا اور اُسکی تہ کھولی تو اسمین ایک تصویر سُرخ تھی دیکھا تو
ایک مرد کی صورت تھی جسکی آنکھین بڑی بڑی اور چوتڑ بھاری اور اسکی درازی گردن کی مانند ہم نے نہین دیکھا اور اُس کی داڑھی نہ
تھی اور اسکے دو گیسو خوبصورت تھے۔ بولا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کون ہے ہم نے کہا کہ ہم نے نہین پہچانا بولا کہ یہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے
اور بال اُسکے بہت تھے۔ پھر ایک دوسرا دروازہ کھولا اور اس سے ایک سیاہ حریر نکالا اسمین ایک سپید تصویر جسکے گھونگر والے بال سُرخ
آنکھین بڑا سر وجیہ اور خوبصورت داڑھی تھی نکالی اور کہا کہ تم اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہین۔ بولا کہ یہ نوح علیہ السلام ہے پھر اور دروازہ
کھولکر اسمین سے ایک سیاہ حریر نکالا جسمین ایک مرد بہت گورے خوبصورت آنکھون والے صلت الجبین لانبے چہرے سپید داڑھی والے
گویا وہ مسکرا دیتے ہین تصویر نکالی۔ بولا پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہین پھر جا کر ایک دروازہ کھولا اُس مین
ایک سپید چمکتی ملاحت آمیز صورت تھی اور واللہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی۔ بولا اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ ہان یہ
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے اور ہم رونے لگے۔ اللہ تعالے جانتا ہے کہ وہ ذرا دیر کھڑا کا کھڑا رہ گیا پھر بیٹھکر بولا کہ واللہ یہ وہی ہے
ہم نے کہا کہ ہان یہ وہی ہے گویا تو اسکی طرف دیکھ رہا ہے۔ پھر ایک ساعت اسکو لیے دیکھتا رہا پھر بولا کہ یہ خانہ سب سے آخر مین تھا لیکن
مین نے عجلت کر کے اسکو پہلے نکال لیا تاکہ دیکھون تمھارے پاس کیا بات ہے۔ پھر ایک اور خانہ کھولکر اس سے سیاہ حریر نکالا اس مین ایک
سیاہ رنگ کی تصویر تھی جسکے بال سخت اُٹھے ہوئے گھونگر والے اور آنکھین گھُسی ہوئی مین تیز نظر اور ترش مزاج اور دانت اوپر تلے اور منھ بھاری
تھے گویا وہ غضب مین بھرا ہوا ہے بولا تم اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہین بولا کہ یہ موسی علیہ السلام ہے اور اسکے پہلو مین ایک صورت تھی
جو اُسکے مشابہ تھی صرف اتنا فرق تھا کہ وہ مدہان الراس عریض الجبین تھے اور اسکی آنکھون مین قبل تھا یعنے تپلی کونے کی طرف جھکی ہوئی
تھی بولا تم اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہین بولا کہ یہ ہارون بن عمران علیہ السلام ہے پھر ایک اور دروازہ کھولا اسمین سے سپید حریر نکالا
جسمین ایک مرد گندم گون صورت بھاری بھر کم گویا وہ غضبناک ہے موجود تھی بولا کہ اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا کہ یہ لوط علیہ السلام
ہے۔ پھر ایک دروازہ کھولکر اس مین سے ایک سپید حریر نکالا جسمین ایک مرد کی تصویر تھی جسکی رنگت سپید سرخی ملی ہوئی درازبینی پتلے گالون
والی چہرہ خوبصورت تھا بولا کہ اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا کہ اسحاق علیہ السلام ہے۔ پھر ایک دروازہ کھولکر ایک حریر سپید نکالا
جسمین ایک تصویر مشابہ تصویر اسحاق تھی مگر اسکے ہونٹھ پر ایک تل تھا۔ بولا پہچانا۔ ہم نے کہا نہین۔ بولا یہ یعقوب علیہ السلام ہے۔ پھر دروازہ
کھولکر ایک سیاہ حریر نکالا جسمین ایک مرد سپید رنگ خوبصورت درازبینی خوش قد جسکے چہرہ پر نور چھایا ہے اسکے چہرہ سے خشوع ٹپکتا ہے
سرخی مائل ہے نکالا۔ بولا پہچانا۔ ہم نے کہا کہ نہین۔ بولا کہ یہ تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دادا حضرت اسمٰعیل ہے۔ پھر دروازہ کھولکر
ایک سپید حریر نکالا اسمین ایک تصویر مشابہ آدم علیہ السلام کے تھی مگر اسکا چہرہ گویا آفتاب تھا بولا کہ پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا یہ یوسف
علیہ السلام ہے پھر ایک دروازہ کھولکر حریر سپید نکالا جسمین تصویر مرد سُرخ رنگ باریک پنڈلیون والے اخفش العینین بھاری

[illegible] تھا بولا اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا کہ یہ داؤد علیہ السلام ہے۔ پھر ایک دروازہ کھولکر اُسمین سے
حریر نکالا جسمین ایک مرد کی تصویر تھی جسکے چوتڑ بھاری لانبی ٹانگین ایک گھوڑے پر سوار تھا بولا پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا کہ یہ
سلیمان بن داؤد ہے پھر ایک دروازہ کھولکر حریر سیاہ نکالا جسمین ایک تصویر مرد سپید رنگ کی تھی جوان سیاہ داڑھی بہت بال خوبصورت
آنکھین خوبصورت چہرہ۔ بولا پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہین بولا کہ یہ عیسی ابن مریم علیہما السلام ہے۔ ہم نے پوچھا کہ یہ تصویرین تجھکو کہان سے
ملین کیونکہ ہم کو معلوم ہوا کہ یہ اسی شکل پر ہین جیسے انبیاء علیہم السلام مصور ہوئے کیونکہ ہم نے آنحضرت صلعم کو اسی صورت پر دیکھا تو کہنے لگا
کہ آدم علیہ السلام نے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھکو میری اولاد مین سے انبیاء کی صورت دکھلا دے تو اللہ تعالے نے اُنکی صورتین
نازل فرمائین جو آدم علیہ السلام کے خزانہ مین تھین جہان کہ آفتاب غروب ہوتا ہے اسکو ذوالقرنین وہان سے لایا اور دانیال پیغمبر کو دیدین
پھر بولا کہ خبردار ہو کہ واللہ میرا جی خوش ہوا کہ مین اپنی سلطنت چھوڑکر تم مین سے ایک ذلیل حاکم کی غلامی کرون یہان تک کہ مر جاؤن
پھر ہم کو اجازت دی کہ جاؤ اور اچھی طرح مال دیکر رخصت کیا پھر جب ہم حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ہم نے اُنسے
سب بیان کیا جو اُسنے ہم کو دکھلایا اور ہم سے کہا تھا اور جو ہم کو جائزہ دیا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ مسکین ہے اگر
اللہ تعالے اسکے ساتھ بھلائی چاہتا تو وہ اسکو کرگزرتا پھر کہا کہ ہم لوگون کو رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے کہ نصاری اور یہود اپنے پاس
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور صفت پاتے ہین۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ وہکذا اوردہ الحافظ الکبیر ابوبکر البیہقی فی دلائل النبوۃ اجازۃ
عن الحاکم واسنادہ لاباس بہ عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ مین نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملکر پوچھا کہ مجھے توریت مین
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ ہان واللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم توریت مین بھی مانند وصف قرآن مجید کے
موصوف ہین چنانچہ توریت مین یون ہے کہ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للامیین انت عبدی ورسولی اسمک
المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ ویفتح قلوبا غلفا وآذانا صما واعینا عمیا پھر مین
کعب احبارؓ سے ملا اور یہی سوال کیا پس اُنھون نے بھی بالکل یہی بیان کیا ایک حرف کا فرق نہ تھا لیکن کعب نے اپنی زبان مین یون کہا
قلوبا غلوفیا واذانا صمومیا واعینا عمومیا۔ اسکو ابن جریرؒ نے روایت کیا اور بخاریؒ نے اپنے صحیح مین عطاء بن یسار سے حدیث عبداللہ
بن عمروؓ کو اسقدر زیادہ روایت کیا لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ولن یقبضہ اللہ
الحدیث۔ اور بخاریؒ نے کہا کہ سلف کے کلام مین کبھی توریت کا اطلاق بمعنے عام آتا ہے یعنے اہل کتاب یہود و نصاری کی کتاب پر بولا
جاتا ہے اور طبرانیؒ نے جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی کہ مین ملک شام مین تجارت کو گیا پس اہل کتاب مین ایک شخص نے مجھسے پوچھا کہ
تم مین کوئی مرد ہے کہ نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے مین نے کہا ہان وہ بولا کہ تو اسکی صورت پہچانتا ہے مین نے کہا کہ ہان تو وہ مجھے ایک
گھر مین لے گیا وہان تصویرین تھین لیکن محمد صلعم کی تصویر نہ تھی تو مین نے انکار کیا پھر وہ ایک گھر مین لے گیا تو مین نے ایک تصویر آپ کی
دیکھی اور ایک مرد آپ کی ایڑیان پکڑے تھا مین نے کہا کہ یہ کیا ہے تو اہل کتاب کے عالم نے جواب دیا کہ ہر نبی کے بعد اور نبی ہوتا ہے
مگر اِنکے بعد کوئی نبی نہوگا ہان یہ شخص اسکا خلیفہ ہوگا پس مین نے غور سے دیکھا تو ابوبکرؓ کی صورت تھی۔ ابوداؤدؒ نے اقرع مؤذن
عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت کی کہ مجھے عمرؓ نے کہا کہ اسقف نصرانی کو میرے پاس بلا لا مین بلا لایا تو آپ نے اسقف سے فرمایا کہ میرا
ذکر تیری کتاب مین ہے بولا کہ ہان فرمایا کہ کیونکر پاتا ہے وہ بولا کہ قرن پاتا ہون تو آپ نے درہ اُٹھایا کہ قرن کیا چیز ہے وہ بولا کہ قرن بمعنے

Marfat.com

امیر حدید شدید یعنے سردار تیز و سخت۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد والا کیسا پاتا ہے بولا کہ خلیفہ صالح ہے لیکن وہ اپنی قرابت والوں کو ...
تو عمر رضنے فرمایا کہ اللہ تعالے عثمان رضپر رحم کرے تین دفعہ یہ لفظ کہا پھر پوچھا کہ اسکے بعد والا کیسا پاتا ہے وہ بولا کہ اسکو صدی حدید پاتا ہون
حضرت عمر رضنے اسکی کھوپڑی پر ہاتھ مارکر کہا کہ آوہ دفراہ آوہ دفراہ۔ وہ بولا کہ اے امیر المومنین میرا مطلب یہ ہے کہ وہ خلیفہ صالح ہوگا لیکن اس
وقت خلیفہ کیا جائیگا جسوقت یہ حال ہوگا کہ تلوار کھنچی ہوئی اور خون بہ رہا ہوگا۔ قال المترجم بخاری رحمہ اللہ کی حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ
درباب فتن جو عجیب رمز وکنایہ کو شامل ہے جس سے ظاہر نکلتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وقائع فتن کو جانتے تھے یہ احادیث اسکی تصریح
مؤید ہین چونکہ یہان بحث دوسری ہے لہذا مین اسمین کلام نہین کرتا ولیکن اہل سنت وحق کو روافض وخوارج واہل بدعت کے رد مین
واستقامت مین یہ بہت مفید ہے وللہ الحمد۔ یَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ یعنے رسول نبی امّی جس کی
صفت اپنی کتابون مین لکھی پاوینگے انکو حکم کریگا معروف کا یعنے تمام نیک باتون کا جس سے رجس شرک وکفر سے پاک ہوکر دیدار الٰہی
عزوجل کے لایق ہون مع اس بات کے کہ منع کریگا انکو منکر سے یعنے جملہ ان باتون سے جو روا نہین ہین شرک وکفر سے لیکر تمام ان باتون تک
جو شیطانی راہ مین ڈالنے والی ہین۔ اور یہ سب اوصاف آنحضرت صلعم کی اگلی کتابون آسمانی یعنے توریت وانجیل مین مذکور ہین۔ دارمی وغیرہ
علما رحدیث وائمہ اعلام نے اسمین بہت روایات بطرق متعددہ روایت کی ہین اور یہود جو مدینہ مین رہتے تھے پشتہا پشت سے اپنی
کتابون وباپ دادون کی وصیت پر چلے آتے تھے کہ وہ پیغمبر آخر الزمان کہ توریت مین جسکے اوصاف ہین اسی شہر مدینہ مین ہجرت کرکے
آویگا اور علامات اسکے وجود پاک کی اب قریب ہین پس فرقہ اوس وخزرج کو دھمکاتے تھے کہ ہم اسی پیغمبر صلعم کے سایہ حمایت مین تم کو
خاک کرینگے تو اوس وخزرج کے لوگ ان باتون سے تعجب کرتے پھر قدرت حق عزوجل دیکھو کہ جب آنحضرت صلعم تشریف لائے تو دنیاوی
لالچ مین منکر ہوگئے کما قال تعالے وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ اور فرقہ اوس
وخزرج ایمان لاکر شیر وشکر ہوکر انصار ہوگئے رضی اللہ عنہم۔ یہ صریح دلیل ہے کہ توریت مین آنحضرت صلعم کے اوصاف بالضرور مذکور تھے
اور چونکہ اسطرح برملا ان یہودیون کو لعنت وملامت کی گئی ہے اسکا کوئی فرقہ یہود ونصاری کا اب منکر نہین ہوسکتا کیونکہ اگر وہ استفتاح
نہ کرتے ہوتے تو دروغ وبہتان کی افواہ سے دنیا کے کان بھر دیتے۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے دیکھو پہلی صدی مین آنحضرت صلعم کی حین حیات
مین یہود ونصاری کے جو عالم لوگ دنیاے فانی سے منھ موڑ کر دین اسلام کی شرعی تکالیف نماز پنج وقتی وروزہ وحج وجہاد کرنے پر مع
جملہ اخلاق نیک مانند عدل وترحم وحلم وصدق ودیانت وتواضع وغیرہ اختیار کرنے پر اور دنیاوی مال متاع وحرام وشراب ولذت کی
فواحش باتین چھوڑنے پر مضبوط کمر باندھکر آمادہ ہوئے انھون نے صاف صاف آنحضرت صلعم کی بشارت توریت وانجیل مین ہونیکی گواہی
دی مانند حضرت عبد اللہ بن سلام وابن سعید وبنیامن ومخریق وغیرہ علمار یہود کے اور مانند بحیرا راہب یعنے جرجیس اور نسطورا اور
جارود اور نجاشی بادشاہ حبش مع جملہ قس وراہبون کے علمار وفقرار نصاری کے چنانچہ کوئی فرقہ اس مشہور ومتواتر کا انکار نہین کرسکتا
اور ضغاطر یعنے بشپ روم جب آنحضرت صلعم کے ایلچی حضرت دحیہ کلبی رض کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے تو رومیون نے عداوت سے انکو شہید کرڈالا
اور دیکھو مقوقس بادشاہ مصر نے آپ کے عموم رسالت کا اقرار کیا اور ماریہ قبطیہ وغیرہ تحفے بھیجے چنانچہ متواتر مشہور ہے کہ سواے ایسے شخص کے
جو جھوٹ بولنے مین شیطان کے برابر ہو اور کوئی انکار نہین کرسکتا اور دیکھو ہرکلیس یعنے ہرقل بادشاہ روم اور ابن صوریا وحیی بن اخطب
اور اسکا بھائی ابو یاسر وغیرہ علمار یہود نے آنحضرت صلعم کی رسالت کا ضرور اقرار کیا اگرچہ دنیاوی لالچ وطمع زندگی اور عیش ...

Marfat.com

آیات قتال کے جہاد وغیرہ کرنے سے بچاؤ کے لیے مسلمان ہوئے کیونکہ قولہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم۔ وغیرہ آیات قرآنی انپر ملامت کرنے مین مشہور ومتواتر ہین انکا بھی کوئی انکار نہین کرسکتا اور ایسے ہی نصاری نجران کا قصہ درباب مباہلہ کے جو تمام تفسیر کے ساتھ اوپر بیان ہوچکا کہ عاقب نے جو انکا سردار تھا مع انکے بشپ پادری کے صاف کہا کہ اے اہل نجران قسم ہے کہ تم اس نبی کی نبوت پہچان چکے ہو اور اُسنے مسیح کے معاملہ مین تمکو دوٹوک بات کہدی واللہ اگر تم اس سے مباہلہ کروگے تو تباہ ہوجاؤگے واللہ مین ایسے چہرے دیکھتا ہون کہ اگر اللہ تعالے سے دعا مانگین کہ پہاڑ کو ہٹا دے تو اللہ تعالے ہٹا دیگا آخران لوگون نے مباہلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول کرکے واپس گئے اور یہ قرآن مجید مین متواتر منقول ہے اسکا بھی کوئی فرقہ انکار نہین کرسکتا۔ اور اللہ تعالے کی قدرت کاملہ ہے کہ جب تک اہل حق و اہل ایمان اپنی توحید پر ثابت اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے اُمتی متبع رہینگے اور مخالفت کرنے سے پرہیز کرکے اپنی عاقبت خراب کرینگے تب تک اوتعالے جل جلالہ انکو دنیا مین حجت سے غالب رکھیگا انشاء اللہ تعالے چنانچہ ملاحظہ کرو کہ پادری سیل کا قرآن مجید کا ترجمہ جو کہ ۱۸۵۰ء عیسوی مین چھپا اُسکے مقدمہ کے صفحہ ۶ مین لکھا ہے کہ اے پیارے عیسائیو یہ وہ نبی آخر الزمان (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے جسکی بابت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے مصلوب ہونے کے واقعہ کے ذکر مین یون کہا (اے برنباہ۔) یقین جان کہ گناہ کیسا ہی چھوٹا کیون نہو اللہ تعالے اسکی سزا دیتا ہے آخر کہا کہ اسکی مشیت اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قیامت کے روز شیاطین مجھپر نہنسین سو اُسنے اپنی مہربانی سے بہتر جانا کہ دنیا ہی مین یہودا کے میری صورت پر سولی دیے جانے کے سبب سے میری تضحیک و ہنسائی ہوجاوے اور ہر شخص یہ گمان کرے کہ مین سولی پر کھینچا گیا مگر یہ ساری ہنسائی محمد رسول اللہ کے آنے ہی تک رہیگی جب وہ دنیا مین آویگا تو ہر ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور لوگون کے دلون سے یہ دھوکا اُٹھاویگا) پھر ترجمہ کے صفحہ (۴۳) مطبوعہ ۱۸۵۰ء مین سیل صاحب نے لکھا (پس اے پیارے بھائی جسکی نبوت کی خبر اس صراحت سے درج ہو پھر اس سے منکر ہونا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے یا نہین الے آخر ما قال) اور برنباہ کی انجیل بہت پُرانی کتاب ہے جسکا ذکر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سیکڑون برس پہلے کی کتابون مین پایا جاتا ہے پس کیا خوب صریح سیل صاحب نے لکھدیا بشرطیکہ عیسائی لوگ اس ۱۸۵۰ء کے بعد سے تحریف کرکے سیل صاحب کے ترجمہ سے یہ عبارت نہ نکال ڈالین۔ اور اسکے سوائے پادری اوسکان ارمنی نے ۱۶۶۶ء مین صحیفہ اشعیا کو زبان ارمنی مین ترجمہ کیا اور ۱۷۳۳ء مین مطبع انتولی پر توفی مین یہ ترجمہ چھپا اسمین کتاب اشعیا باب ۴۲ مین یہ فقرہ موجود ہے۔ (خداوند کے واسطے نئی تسبیح پڑھو اسکے سلطنت کی نشانی اس کی پیٹھ پر ہے اور اسکا نام احمد ہے۔) یہ صریح دلیل ہے اور اہل اسلام مین ابتدا سے یہ بشارت معروف و مشہور ہے اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نشانی مہر نبوت آپ کی پیٹھ کے اوپر تھی اور نام آپ کا احمد و محمد و مجد وغیرہ الفاظ حمد و مجد کے معنے سے ماخوذ ہے مگر عربی ترجمہ کرنے والے نے عجیب تحریف کی ہے کہ اشعیا کے باب مذکور مین عربی ترجمہ یون لکھا سبحوا اللہ تسبیحا جدیدا علامتہ فوق واسمہ تمجید ترجمہ خداوند کے واسطے نئی تسبیح پڑھو اسکی سلطنت کی نشانی اوپر ہے اور اسکا نام تمجید ہے۔ کاش اگر محمد کا ترجمہ لکھدیتا تو بھی کچھ تحریف سے بچتا لیکن بیچارہ ظہرہ کی جگہ کیا کرتا کیونکہ یہ تو مشہور متواتر ہے کہ آپ کی مبارک پیٹھ پر مہر نبوت تھی لہذا ہٹ دھرمی سے فوق لکھکر خاموش ہوگیا لیکن اللہ تعالے نے اسکی خیانت کا پردہ فاش کردیا ہان وہ ترجمہ ٹھیک ہے جو اوسکان ارمنی نے لکھا اور خود کلام مجید مین اوتعالے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بشارت بیان فرمائی ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ الآیہ۔ اور یونانیون نے بھی اس نام پاک کو اسکا لفظ سے اپنی زبان مین ترجمہ کرڈالا اور معنے اسکے وہی محمد یا احمد ہین چنانچہ جان ڈیونپورٹ عیسائی نے کھلم کھلا اپنی کتاب مین لکھا

کہ مجھے اسمین شک نہین رہا اُس نبی آخرالزمان سے جسکے آنے کی خبر اسکے بھائیون مین سے موسیٰ نے بنی اسرائیل کو دی [illegible]
فارقلیط کے نام سے مسیح علیہ السلام نے دی ہے یہی حضرت محمد صلعم مراد ہین اور مسٹر گاڈفری ہینگس نے اسکو بخوبی تحقیق سے ثابت [illegible]
مصداق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین چنانچہ کتاب حمایت الاسلام اُردو ترجمہ کتاب مسٹر مذکور سے مطالعہ کرو۔ اگر کہا جاوے کہ [illegible]
مسیح علیہ السلام نے خبر دی ہے اگرچہ اسکے معنے محمد یا احمد ہین تو مین کہتا ہون کہ نہین بلکہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بلفظ احمد
خبر دی ہے جیسا کہ عیسیٰ کے کلام سے نقل ہوا اسلیے کہ قرآن مجید مین صریح باین نام خبر دینا بیان ہے اور یہ کتاب پاک بدون تحریف کے
کسوٹی ہے کما قال تعالے ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ مختلفون۔ پس بوجہ تحریف کے اور بوجہ اسکے کہ اصل انجیل
نہین ہے پس وہم مین پڑے کہ فارقلیط کہا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ اس زمانہ مین جو توریت و انجیلین موجود ہین انہین سے بشارات ثابت کرو تو
جواب یہ ہے کہ توریت وہ کتاب آسمانی تھی جو موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل وہ کہ عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور وہ بزبان سریانی و عبرانی خالص
وحی تھی اور جو اسوقت پیش کرتے ہو یہ محض تحریف کی ہوئی باتین ہین اور انجیل تو سوائے حواریون کے نام سے باتون کے اور تاریخی قصون کے
اور کچھ نہین ہے پھر اس سے کیا چاہتے ہو اور تمام تحقیق و بحث اسکے مقدمہ مین بقدر کفایت لکھدی گئی ہے اور فتح البیان کے مؤلف نے
جو بدون تحقیق کے یہان انہین موجودہ کتابون سے نکالکر طول طویل بحث کی ہے میرے نزدیک وہ بر تقدیر تسلیم بحث قرار دینا چاہیے پھر
مترجم کہتا ہے کہ اے اہل ایمان والے علماء اسلام اگر تم اس فلاسفہ میبذی و صدرا و شمس بازغہ مین اپنی اوقات خراب کرتے اور نام کے
لیے عمر کھوتے اور اسلام کے لوگون کو شبہات سے نہین بچاتے حالانکہ واہی تباہی دفتر سیاہ کرتے ہو کیا عذاب آخرت سے نہین ڈرتے اور کس
خواب غفلت مین پڑے ہو کیا آنکھین کھولکر نہین دیکھتے بلکہ بجاے اسکے ہر مستحب اعمال پر آپس مین تکفیر و نزاع کرتے اور پھوٹ ڈالکر برباد ہی
نہین بلکہ دین اسلام و توحید سے لوگون کو نفرت دلاتے اور پھوٹ ڈالتے ہولے حاملان قرآن تم کو اللہ تعالے عزوجل کا واسطہ ہے کہ آپسمین
نہ پھوٹو اور ذرا غریب مسکینون بیچارون کو قوم گمراہ کے شبہات سے بچاؤ اللہ تعالے ہم تم سب پر رحم فرماوے آمین یا ارحم الراحمین اسئلک
العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ صلے اللہ تعالے علی نبینا محمد وآلہ واخوانہ من الانبیاء وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اللہم رب توفنی مسلما واجعلنی مع المومنین
والحمد للہ رب العالمین۔ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت و بشارت انبیاء سابقین دیتے آئے ہین اور عیسیٰ
اور موسیٰ کے درمیان قریب دو ہزار برس کے فرق تھا اور درمیان مین بہت سے انبیاء علیہم السلام گذرے ہین اور یہ سب بنی اسرائیل
کے واسطے تھے پھر بنی اسمعیل کا دور دورہ ہوا پس ایک رسول کا اپنے مابعد والے رسول کی خبر دینا تو اسکی نبوت کا اثبات و اتمام حجت ہے
اور اسقدر انبیاء علیہم السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر دینا اللہ تعالے عزوجل کی طرف سے اظہار فضل و کمال کرامت و عموم
رسالت ہے اب ہم تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہین کہ حاصل کلام یہ ہوا کہ رحمت خاص آخرت کی ان لوگون کے واسطے خواہ بنی اسرائیل
سے ہون یا غیرون سے ہون مخصوص ہے کہ جو لوگ اتباع کرین رسول نبی اُمی کا جسکو اپنی کتاب توریت و انجیل مین لکھا پاتے ہین وہ انکو
حکم کرتا ہے یا حکم کریگا امر معروف کا اور منع کرتا ہے منکر شرعی سے وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور حلال کرتا ہے انکے واسطے طیبات یعنے پاکیزہ
چیزون کو ان چیزون مین سے جو انپر انکی شرع مین حرام کردی گئی تھین جیسے یہود پر بسبب انکے ظلم کے بعض حلال چیزین حرام فرمائین
بعض نے کہا کہ معنے یہ کہ حلال ظاہر فرماتا ہے انکے لیے طیبات کو پس مشرکین عرب نے جو بحیرہ و سائبہ وغیرہ کو حرام کر لیا تھا یہ انکی جہالت [illegible]
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ اور حرام کرتا ہے انپر خبائث کو۔ جیسے مردار و خون وغیرہ۔ حالانکہ مشرکین عرب اپنی جہالت [illegible]

Marfat.com

... بعض اہل علم نے نکالا کہ اللہ عزوجل کی معارف وحکمتین حاصل ہونے کے واسطے مدارج مختلفہ ہوتے ہین اور کمال معرفت ... صلے اللہ علیہ وسلم مین اپنے فضل سے رکھی تو شراب حرام فرمائی حالانکہ جنکو یہ معارف نہ تھے انپر حلال تھی وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ اصر بمعنے ثقل اور ابن عامرؒ کی قراءۃ مین آصارہم ہے اے اثقالہم۔ اور معنے یہ کہ اور اُتارتا ہے اُنسے بوجھ اُنکے یعنے تکالیف شاقہ جس سے جنبش نہین کرسکتے تھے اُنسے انکو ہلکا فرماتا ہے۔ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ اغلال جمع غل کہ بیڑی کی بندش طوق گردن کی زنجیر سے ہوتی ہے یعنے اور ہلکا فرماتا ہے انکو ان اغلال سے جو انپر طاری تھے پس اصر و اغلال سے تمثیل انکے ثقل وتکلیف کی ہے کیونکہ جسکے سر پر بوجھ ہو اور گردن کا طوق بیڑی سے بندھا ہو اسپر تکلیف شدید و حرکت دشوار ہے۔ حاصل آنکہ راہ حق مین برحمت الٰہی اُن کو مقامات رفیعہ مین ہلکے پھلکے پہونچاتا ہے اور جو بوجھ وغل اُنپر تھے اس سے ہلکا کرتا ہے چنانچہ یہود پر مشروع تھا کہ اگر خطا سے قتل کرے تو بھی قصاص متعین ہے اور مقتول کیطرف سے عفو ہو یا دیت مطلوب ہو تو موثر نہین بلکہ قصاص ہی لیا جاوے اور جہان نجاست لگ جاوے وہ کپڑا قطع کر دیا جاوے یعنے دھونے سے پاک نہو اور اسی کے مانند تکالیف سخت و شدید تھین اسلام کی ملت حنیفیہ سمحہ بیضا مین وہ عفو ہوئین آیت مین اہل اصول نے طیبات وخبائث سے بعض نے استدلال کیا کہ حسن و قبح عقلی ہے کیونکہ ترغیب و تنفیر اسی طور پر ہو سکتی ہے بعض نے استدلال کیا کہ جس چیز مین حلت یا حرمت منصوص نہو تو اہل عرب کے طیب یا خبیث جاننے پر اسکا حکم ہوگا اور یہ دونون بحثین طویل ہین مترجم کو ذرا سے فائدہ پر اس تطویل کی گنجائش نہین ہے مگر یہ واضح رہے کہ آیت مین نسخ احکام کی صریح دلیل ہے یعنے اوتعالے قادر مختار ہے کہ احکام اوامر و نواہی مین سے جس حکم کو جب تک چاہے ثابت فرماوے اور جب چاہے بجائے اسکے دوسرا حکم قائم کرے اور اسمین یقین ہے کہ اوتعالے کی حکمتین ہین لیکن اس زمانہ مین اہل کتاب یہود و نصاری عموماً دھوکا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ کیا اللہ تعالے کے علم مین نہ تھا کہ ایسا ہوگا جو اسنے پہلے ایک حکم کو آزمایا پھر دوسرا بدلا لہذا قرآن مجید سے انکار کرتے اور اپنی کتابون کو جنکی ساخت کی کیفیت مقدمہ مین بیان ہوئی ہے حق بتاتے ہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ منسوخ ہونے کے معنے یہ ہین کہ ایک حکم ایک وقت تک کے واسطے تھا اور بعد اسکے دوسرا حکم پہلے سے علم الٰہی مین موجود تھا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت مین بھائی بہن کے ساتھ نکاح ہوا تھا پھر بعد اسکے منسوخ ہوا اور اسکے یہود و نصاری بھی قائل ہین چنانچہ جو توریت یہود کے پاس اسوقت موجود ہے اسمین مصرح ہے اور نصاری پر اسی کی پابندی ہے ایسے ہی سنیچر کے روز سوائے عبادت کے کوئی کام نہ کرنا یہود پر توریت و زبور سے فرض تھا پھر انجیل والون نے منسوخ مانا اور بعضے جو کہتے ہین کہ نہین بہ نسبت توریت کے انجیل مین سہل ہوگیا تو یہ بھی نسخ ہے غایت آنکہ فرضیت منسوخ ہوکر مستحب رہگیا علاوہ برین ختنہ کو منسوخ یا اعتقاد و عمل نصرانیون نے مان لیا اور نصرانی تو عجیب اعتقاد والے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسی علیہ السلام تک بلکہ حضرت عیسیٰؑ تک سب کے سب انبیاء علیہم السلام توحید الٰہی کا حکم لائے پھر نصرانیون نے بدون کسی قطعی دلیل کے توحید و اعتقاد کو جو ہرگز منسوخ نہین ہوسکتا ہے منسوخ مانا اور تین خدا ہونے اور تثلیث کے معتقد ہوگئے اسکی تمام تفصیل کا یہان موقع نہین مقدمہ مین بقدر کفایت تلاش کرو علی الخصوص جہاد کرنا شریعت توریت مین واجب تھا اور یہود و نصاری سب قائل ہین کہ موسیٰؑ و یوشع و داؤد علیہم السلام نے خوب خوب جہاد کیے پھر نصاری خود قائل ہین کہ حضرت عیسیٰؑ کی شریعت مین جہاد حرام تھا پس منسوخ ہوا اس سے زیادہ کیا چاہیئے ہے پس یہی اللہ تعالے عزوجل نے یہان اپنے رسول کریم نبی الرحمۃ محمد صلعم کے ارسال کو فرمایا کہ بہت سے اثقال سے انکو آسان فرمائیگا اور راہ مستقیم سے انکو نجات پر پہونچاویگا۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ منہم وَعَزَّرُوْهُ وَ... پس وہ لوگ جو

Marfat.com

اس رسول کریم پر ایمان لائے یعنے اہل کتاب مین سے مانند غیر اہل کتاب کے اور اسکی توقیر کی. وَنَصَرُوْهُ [illegible]
مین اسکی مددگاری کی. وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور پیروی کی اُس نور کی جو اُتارا گیا اسکے ساتھ [illegible]
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، وہی لوگ فلاح پانے والے ہین یعنے رحمت ابدیہ انھین کو حاصل ہونے والی ہے اور اس آیت کا [illegible]
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا جواب ہے قالہ البیضاوی اگر کہا جاوے کہ قرآن کو نور فرمایا. قال البیضاوی [illegible]
کہ وہ اپنے اعجاز ہونے کی وجہ سے خود ظاہر اور دیگر کتابون کا مظہر ہے پس نور ہوا یا حقائق کا کھولنے والا و ظاہر کرنے والا ہے. وجہ [illegible]
و دوم دونون صادق ہین پس یہود و نصاریٰ نے جو اگلی کتابون کو تحریف و تبدیل و الحاق و بیجا تاویل سے غلط سلط جھوٹے قصص
و کہانیون سے بھر دیا اسکی غلطی و تحریف ثابت فرماتا ہے لہذا شرع مین حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ جو خلاف قرآن مجید بیان کرین وہ قطعاً
غلط ہے اور جو اس سے موافق بیان کرین اسکی نسبت تصدیق ہوسکتی ہے کہ توریت و انجیل مین ہوگا اور جو بات ایسی بیان کرین کہ قرآن مجید
سے اسکی تصدیق یا تکذیب نہین تو مسلمانون کو بھی اس سے سکوت کرنا چاہیئے نہ تصدیق کرین اور نہ تکذیب کرین اور یہی صحیح حدیث سے
ثابت ہے. پھر قولہ انزل معہ کے دو معنے ہین اول آنکہ انزل مع نبوتہ. یعنے آنحضرت صلعم کی نبوت کے ساتھ اُتارا گیا یعنے آپ کی نبوت کو اور
قرآن مجید کو معیت ہے. اور دوم آنکہ معہ حال نہین بلکہ متعلق اتبعوا سے ہے یعنے اتباع کی نور منزل کی مع اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
پس یہ کتاب و سنت دونون کی اتباع ثابت کرتا ہے. ذکرہ البیضاوی وغیرہ فی العرائس. پھر اللہ تعالےٰ نے ان متقیون کو جنکے
واسطے رحمت خاصہ آخرت مین مخصوص ہے اسوہ و قدوہ و اقتدا مین نبی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع مین تقویٰ حاصل کرنے سے
وصف فرمایا بقولہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی. او تعالےٰ نے اپنے رسول مصطفےٰ کو اُمی ہونے سے وصف کیا اور وہ ظاہر ہے اور
اسمین اشارت ہے کہ آنحضرت صلعم بحر وصل و مہد قرب مین قبل وجود کائنات کے خصوصیت ازلیہ کی رضاعت مین شیر نبوت و رسالت
و اصطفائیت سے تربیت پاتے تھے جیسے فرزند عزیز اپنی مادر مہربان کی گود مین پرورش پاتا ہے اسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے لطف خاص و غذائے
مشاہدہ سے پرورش فرمایا اور مکر و قہر سے مقدس کر دیا اور اسکی رسالت و نبوت کو علت الکتابۃ سے مقدس رکھا کیونکہ امی کسی کتاب وغیرہ
سے حاصل نہین کرسکتا بلکہ اشارہ ہے کہ علوم اولین و آخرین کے ساتھ لطائف علوم الٰہی عزوجل کو اُسنے عنایت ازلیہ سے بوحی الٰہی حاصل
کیا. ابن عطار رح نے کہا کہ اشارہ ہے کہ ماسولے حق عزوجل کے سب سے اُمی مگر کلام الٰہی و حقائق کے عارف باللہ تعالےٰ و عالم بحق تھے
اور نیز ابن عطار رح نے کہا کہ امی وہ ہے جو دنیا و آخرت مین سے کچھ نہین جانتا مگر وہی جو اللہ تعالےٰ نے اسکو اپنے علم پاک سے آگاہ کیا پس
اللہ تعالےٰ کے ساتھ اسکی ایک حالت ہوتی ہے اور وہ حالت یہ کہ پاکیزہ و طاہر ہوتا ہے اس طور پر کہ سولے حق تعالےٰ کے سب سے مستغنی
اور اسی کی طرف محتاج ہوتا ہے پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کریم کا وصف زیادہ کیا کہ اسکی پیروی جن لوگون نے اختیار کی اسنے ان لوگون
سے اثقال و اغلال کو دور کر دیا بقولہ تعالےٰ ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم. یہ قوم صرف مجاہدات کے بار گران مین بدون مشاہدات
کے اور اغلال ریاضات مین بدون مکاشفات کے پڑے تھے اور یہ ازلی عنایت مین انکے حق کی تقدیر تھی پھر جب آنحضرت صلعم کی پیروی کی
تو حد جہالت سے نکلکر راہ معرفت مین آئے او رسنت کی برکت سے راہ حق اُنپر روشن ہوئی پس بدیع الطاف غیب و وجد کو حاصل پایا [illegible]
اس وم پر جور رہبانیت کے بوجھ تھے وہ ہلکے ہوگئے اور شیطانی طوق و زنجیرون مین بندھے تھے اس سے رہائی پائی اور نیز جب آنحضرت
علیہ السلام نے انکو قہر دوری و اغلال جہل مین دیکھا تو مصباح رسالت سے انوار نبوت اُنپر ظاہر فرمائے اور خواہش نفس [illegible]

اگر راہ تقوی و رضا و مشاہدہ مولی عز و جل کی طرف بلایا پس اہل سعادت نے اقرار کرنے کے ساتھ جواب دیا اور دستگیری سنت
سے کفر و بدعت سے باہر ہوے. جعفر رحمہ اللہ نے کہا کہ اثقال شرک و اغلال مخالفت و فسق سے چھوڑایا. استادؒ نے فرمایا کہ تدبیر مین کدکرنا
ہی بڑا بار ہے اور جسنے تقدیر پر حوالہ کیا وہ ہلکا اور راہ پر آگیا. اور اغلال سے مراد وہ طاعات ہین جو اُنھون نے اپنے نفس کیطرف
سے بدعت نکال لی تھین اور اپنے اوپر لازم کرلین بدون اسکے کہ او تعالے انپر لازم فرماوے. پھر اللہ تعالے نے ان متبعین کو ایمان
لان و اعانت رسول اللہ صلعم و متابعت قرآن سے وصف فرمایا بقولہ فالذین آمنوا بہ و عزروہ الآیۃ یعنی مقامات نبوت کو بصفت
ولایت مشاہدہ کیا اور دشمنان دین پر جہاد کرنے مین اپنی جان و مال سے آنحضرت صلعم کی مدد کی اور نور قرآن سے راہ عرفان کو طے کیا
پس ایسے ہی لوگ ہین جنھون نے ہوا جس نفس و جنگل شیطان سے نجات پائی ور نور قرآن و سنت سے فوز بسعادت انکو نصیب ہوا اور
مشاہدہ حق و حلاوت محبت سے سرفراز ہوے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اُنھون نے سنت رسول اللہ صلعم کی پیروی کی تا کہ اس اتباع
سے مبادی احوال سنیہ کو پہونچے بعض نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم جو کچھ لائے اسکی تصدیق کی اور اسکے حضور مین اپنی جان فدا کی.
پھر اللہ عز و جل نے اپنے رسول[رحمٰن ۱۲] صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اللہ تعالے نے اسکو جو کچھ درجات بلند و مقامات ارجمند و معجزات ظاہرہ
و کرامات باہرہ عطا فرمائی ہین وہ عموماً اظہار فرماوے تا کہ جس کو کچھ بھی استعداد انسانیت ہے اور کچھ بھی حجت عقل جو عالمین مین سے
اشراف کے لئے تمغہ ہے وہ قبول کرین اور نیز عموماً حجت ختم ہو اور اس فیض مین صدیقین کی آنکھین انوار جمال و جلال سے کھلین
و روشن ہون چنانچہ فرمایا بقولہ تعالے.

قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ

کہہ اے لوگو مین رسول ہون اللہ کا تم سب کی طرف جسکی حکومت ہے آسمان و زمین مین کسی کی بندگی

اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

نہین سوائے اسکے جلاتا ہے اور مارتا ہے سو مانو اللہ کو اور اُسکے بھیجے نبی اُمّی کو جو یقین کرتا ہے اللہ پر اور اُسکے سب کلام پر

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

اور اُسکے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ

قُل خطاب للنبی صلے اللہ علیہ وسلم. یہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے کہدے اے محمد صلعم. یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو
معلوم ہووے کہ ابن عباس سے مروی ہوا کہ اس لفظ سے اہل مکہ کو خطاب آتا ہے تو جواب آنکہ یہ کلیہ نہین ہے یا یہ در صورت اطلاق ہے
اور یہان لفظ جمیعا قرینہ عموم ہے فافہم. اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ البتہ مین بھیجا ہوا ہون اللہ تعالے کا تمھاری طرف جمیعا حال ہے
من الیکم کما قال البیضاوی وغیرہ خطیبؒ وغیرہ نے کہا کہ اسمین اعلام ہے کہ آنحضرت صلعم رسول ہین ہر مکلف کی طرف خواہ اسکا
زمانہ ہوا ہو یا بعد ہووے کیونکہ خطاب عام اور مؤکد بلفظ جمیعًا ہے پس ہر نبی علیہ السلام فقط ایک دو قوم کی طرف تخصیص مرسل
ہوا اور حضرت صلعم تمام اقوام انسان بلکہ جنون کی طرف بھی مبعوث ہوئے اور سبکیؒ و بقاعیؒ نے کہا بلکہ ملائکہ کی طرف بھی مبعوث تھے
بقاعیؒ نے کہا کہ جب اول سورۂ انعام اور اول سورۂ فرقان کی طرف جو انشاء اللہ تعالے آویگا تو رجوع کرے تو تجھے شک نہ رہیگا کہ
آنحضرت صلعم کے عموم دعوت مین ملائکہ علیہم السلام بھی شامل ہین. لیکن یہ قول اجماعی نہین بلکہ بعض علماء نے اسمین خلاف کیا ہے

Marfat.com

بہر حال اسمین اتفاق ہے کہ آنحضرت صلعم جنون کی طرف رسول تھے اور سورۂ جن مین انشاء اللہ تعالے [illegible]
کہ جس شخص نے بلا دلیل اور بدون کسی ایسی بات کے جس سے محال لازم آوے جنون کے وجود سے انکار کیا [illegible]
نہ شیطان کے وجود سے انکار کیا اھون نے بجاے اسکے اپنے آپ کو قائم کیا۔ بالجملہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین [illegible]
نے کہا کہ اللہ تعالے نے محمد صلعم کو اسود و احمر کی طرف بھیجا یعنے عموماً ارسال فرمایا اور احادیث صحیحہ اس باب مین کثرت سے [illegible]
صحاح و سنن و مسانید بھرے ہوئے ہین اور انکے اسانید صحیح و جید و قوی ہین اور شہاب ابن حجر نے اصابہ فی اسماء الصحابہ [illegible]
ابن حزم ظاہری کو اجماع کی حجت ہونے مین خلاف نہین و لیکن وہ جنون کو بھی صحابہ نہین شامل کرتا ہے اور اجماع مین جنون کا [illegible]
نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ اجماع حجت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین اکثر واقع ہوا۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ کوئی شخص اس اُمت کا خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا اور کوئی
ہو میری رسالت کو سنکر اگر مجھپر ایمان نہ لایا تو ضرور جہنمی ہوگا والحدیث فی صحیح مسلم وغیرہ اور ایک روایت مین ہے کہ تو وہ جنت مین نہ جائیگا۔
پس خطاب لفظ یا ایہا الناس سے فقط موجودہ لوگون کو نہین ہے بلکہ تا قیامت جو موجود ہین یا ہون لیکن شرط یہ ہے کہ انکو خبر پہونچ
جاوے کما فی قولہ و اوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ الآیۃ۔ اور فرمایا و من یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ الآیۃ۔ اور فرمایا قل
للذین اوتوا الکتاب والامیین أأسلمتم الآیۃ۔ بالجملہ حکم دیا کہ کہدے کہ اے لوگو جو اسوقت موجود ہون یا جنکو آیندہ خبر پہونچے قیامت تک
خواہ آدمی ہو یا جن ہو بشرطیکہ ہوش و عقل جو تکلیف کے واسطے ضروری ہے رکھتے ہون مین تم سب کی طرف رسول ہون اللہ تعالے کا
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ جملہ صفت اسم ذات یعنے اللہ واقع ہے اگرچہ موصوف و صفت کے درمیان الیکم جمیعا سے
حیلولت ہے لیکن وہ متعلق مضاف ہے پس مضاف الیہ موصوف سے گویا متقدم ہے۔ اور زمخشری نے کہا کہ احسن یہ ہے کہ محل اسکا نصب ہو باضمار اعنی۔
اور اسکو نصب علی المدح کہتے ہین اور بیضاوی نے تجویز کیا کہ مبتدا ہو اور خبر اُسکی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے رسول ہون اللہ تعالے کا جسکے
واسطے ملک ہے آسمانون و زمین کا یا یہ معنے کہ مراد اللہ تعالے سے وہ ذات پاک ہے جسکے واسطے ملک آسمانون و زمین کا ہے یا جو پاک مالک
کہ مالک آسمانون و زمین کا ہے وہ ہی کہ نہین معبود مگر وہی۔ اور بنا بر دونون قول اول کے لا الہ الا ہو۔ بدل از صلہ ہے اور اسکے مضمون کا
مقرر و مبین ہے کیونکہ جو کچھ آسمانون و زمین مین ہے مع دونون کے جسکی ملک و مخلوق و بندے ہین وہی الہ و معبود ہے۔ يُحْيِي وَيُمِيتُ
زندہ کرتا خواہ ابتداءً یا بعد موت کے اور موت دیتا ہے۔ اللہ تعالے کے واسطے الوہیت مخصوص ہونے کی مزید تقریر و توضیح ہے کیونکہ زندگی دینے
اور موت دینے پر کسی کو قدرت نہین سوائے اللہ تعالے کے پس الوہیت اُسی کے واسطے مختص ہے اور جملہ کا سیاق فقط او تعالے عز و جل کے
واسطے الوہیت مخصوص ہونے کے لیے ہے پس رد ہو گیا قول نصاریٰ کا جو حضرت عیسیٰ مین الوہیت وہم کرتے ہین کیونکہ وہ بھی آسمانون و
زمین کے مخلوق مین سے اللہ تعالے عز و جل کے مملوک بندے ہین حتی کہ انکو اپنی زندگی و موت کا تو اختیار ہی نہین بھلا دوسرے کو زندہ [illegible]
درکنار رہا پھر الوہیت کیسی لہذا او تعالے نے رد فرمایا بقولہ لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ الآیۃ۔ اور رد ہو گیا زعم مشرکین عرب [illegible]
بت پرستون کا جو بتون کی عبادت کرتے اگرچہ انمین اُلوہیت نہ اعتقاد کرتے ہون کیونکہ عبادت سوائے اُلوہیت والے کے جو فقط [illegible]
وحدہ لاشریک ہے اور کسی کے واسطے روا نہین ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلعم کو حکم ہوا کہ عموماً تمام مخلوق ذی عقل سے کہدے [illegible]
ایسے ذو الجلال والاکرام کا رسول ہون تاکہ خوفناک ہون اور محبت مین بھی آجاوین تو پھر او تعالے نے تمام مخلوق کو حکم دیا [illegible]

قدم صدق ہیں۔ یعنے جب تمکو خبر معلوم ہو گئی تو ایمان لاؤ اللہ تعالے اور اسکے رسول پر کیونکہ اللہ تعالے پر ایمان اصل ہے اور رسول پر فرع ہے
لہذا فی السراج اور بیضاوی نے کہا کہ آمنوا باللہ وبی بضمیر متکلم نہ فرمایا بلکہ تکلم سے غیبت کیطرف رجوع کیا اسواسطے کہ اجراء ان اوصاف کا
جو اُسکے اتباع کی طرف داعی ہیں مستقیم ہو یعنے قولہ۔ اَلنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ یعنے ایسے رسول پر کہ نبی اُمی ہو جو خود
ایمان لاتا ہے اللہ تعالے اور اسکے کلمات پر۔ مفسرؒ نے کہا کہ کلمات سے مراد قرآن مجید ہے اور دوسرون نے کہا کہ مع دیگر آیات الٰہی کے جو اور
انبیاء پر نازل ہوئین۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اس رسول کا قول اسکے عمل سے موافق ہے کہ جو اسپر اُتارا گیا ہے خود اسکے موافق
برتاؤ کی تکلیف سب سے مقدم اُٹھاتا ہے۔ قتادہؒ نے کہا کہ مراد کلمات سے قرآن ہے۔ بیضاویؒ نے کہا کہ ایک قراءۃ مین کلمتہ یعنے مفرد ہے
پس مراد جنس ہے یعنے قرآن ہے۔ مجاہد وسدیؒ نے کہا کہ عیسٰی علیہ السلام مراد ہے۔ کما فی قولہ وکلمتہ القاہا الی مریم الآیۃ۔ بیضاوی نے کہا کہ
بنابرین یہ تعریض ہے یہود پر اور تنبیہ ہے کہ جو عیسٰیؑ پر ایمان نہ لایا وہ قابل مدح نہین بلکہ اسکا ایمان معتبر نہین ہے۔ پھر غایت و ثمرہ فرمایا بقولہ
وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ اور ایسے رسول کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ یعنے اس امید پر پیروی کرو کہ راہ حق پر ہو کر سعادت دارین
ورحمت ابدی سے بسبب رضائے الٰہی ملجانے کے سرفرازی پاؤ۔ اور معنے اتباع کے یہ کہ جو کچھ رسول موصوف صلعم تمکو حکم فرماوے بجا لاؤ اور
جس سے منع کرے وہ چھوڑو کیونکہ وہ بحکم الٰہی ہے بخلاف دیگر افراد اُمت کے کہ وہ اگر حکم خدا ورسول بیان کرین تو اس راہ سے کہ یہ حکم الٰہی عزوجل
خواہ قرآن سے یا حدیث سے ہے ہمکو ماننا چاہیئے ورنہ انکی بات خلاف شرع ہرگز نہ مانے کیونکہ معصیت ہے اور معصیت خالق عزوجل مین کسی
مخلوق کی پیروی نہین ہے۔ کما صح فی الحدیث۔ اگر کہا جاوے کہ اتباع رسول اللہ صلعم ضرور ہدایت ہے پھر بحرف لعلکم کیونکر فرمایا جواب دو
وجہ سے اول آنکہ اوتعالے کی طرف سے لعل بمعنے تحقیق ہوتا ہے۔ دوم آنکہ بندون کے حق مین لعل بمعنے اُمید ہے پس تنبیہ ہے کہ جس نے
رسول صلعم کی تصدیق کی مگر اتباع نہ کی تو ابھی وہ شخص خطاکاری مین پڑا ہے اور نیز تنبیہ ہے کہ عظمت وجلال الٰہی کے سامنے بیباکی سے
بچو چنانچہ بدون تصدیق واتباع رسول کے تو کچھ بھی اُمید نہین وہ تو قطعی جہنمی ہے اور بعد اتباع کے آدمی پر عظمت وجلال الٰہی کا خوف
بھی غالب رہے اور ہر نماز مین راہ مستقیم کی ہدایت پر رہنے کی دُعا مانگے ایسا نہو کہ درگاہ الٰہی سے مردود ہو کر خوار ہو جاوے ف فی العرائس
قولہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ تمکو خبر دینے والا ہون کہ اوتعالے عزوجل کی رضا اہل عرفان پر ہے اور جو لوگ مخلوق
مین سے مریض ہین انکا طبیب مین ہون انکو راہ حقیقت بتاتا ہون اور بدعت سے گمراہون کو اپنی شریعت کا نور دکھلا کر نکالتا ہون۔
قال المترجم شیخ نے لطیف اشارہ کیا کہ ہر بدعت ضلالت وتاریکی ہے اس سے نور سنت نجات ہے۔ پھر بلاغت کے ساتھ حسن والجلال
والاکرام کا رسول ہے رعب وخوف وعظمت دلانے کو اُسکے محامد کو بیان فرمایا بقولہ۔ الذی لہ ملک السموات والارض لا الٰہ الا ہو یحیی ویمیت
پھر ضدوند کی درگاہ کبریائی سے نفی کردی یعنے مین ایسے ذوالجلال کا رسول ہون کہ اسکی درگاہ مین شریک کا نام بھی نہین اور وصف کیا کہ
اسکی عزت وعظمت تمام آسمانون وزمین کو محیط ہے وہی عارفون کے دلون کو نور مشاہدہ سے زندہ فرماتا ہے اور وہی جاہلون مشرکون کو فرون کو
تاریکی قہر سے موت دیتا ہے پھر مخلوق کو حکم دیا کہ اسکے رسول کو سچا ناکر اللہ تعالے ورسول پر ایمان لاوین بقولہ فآمنوا باللہ ورسولہ یعنے اللہ تعالے
پر ایمان رکھین اور اسکے رسول کی نبوت کو مشاہدہ کرین جسکی یہ صفت ہے۔ النبی الامی۔ جو ماسوائے حق تعالے کے سب سے اُمی ہے کہ خود
نہین بلکہ باصطفاء الٰہی عزوجل اسی کے مشاہدہ قدم مین ہے۔ الذی یومن باللہ وکلماتہ۔ جو قضاء وقدر الٰہی تعالے اُسپر جاری ہوتے
ہین انپر خوب راضی خوش ہے اور جناب باری تعالے کے حضور مین اسکا قلب پاک حاضر ہے اور اسرار ازل وابد جو کچھ اسکو وحی ہوئے

Marfat.com

سب پر یقین رکھتا ہے۔ قال المترجم جو اخبار غیب اپنی اُمت سے فرمائے سب قطعی طور پر فرمائے اور وہ آخر وقت جو ... جاتے ہین از انجملہ یہ ہے کہ آخر زمانہ مین نصاریٰ سب قومون سے زیادہ بھرے ہوئے ہونگے۔ قال الشیخ پھر جب اپنے رسول پاک کو ... صفت سے موصوف فرماکر معرفت رسالت عطا فرمائی تو تمام مخلوق کو اسکی متابعت کا حکم کیا تاکہ اسکے نور سے کشادہ راہ معرفت پاویں ... واتبعوہ لعلکم تہتدون۔ اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو مفتاح خزائن معرفت ذات وصفات پاک عز اسمہ قرار دیا یعنی ... کی اسطرح پیروی کرو کہ محبت کے ساتھ اسکی سنت پاکیزہ کی بدون مخالفت ورائے بدعت کے اقتدا کرو تاکہ تم صفات مین مشاہدہ ذات ... انوار پاؤ اور افعال مین تجلی صفات دیکھو اور یہ وصف ایسے بندگان اُمت کا ہے جنکی فطرت ولایت ہمجنس فطرت نبوت ورسالت واقع ہوئی ہے پس جب نور رسالت کا نور ولایت کو پہونچا تو مشاہدہ کے طرق معرفت انپر کھلتے ہین لیکن معرفت کی علت متابعت نہین ہے بلکہ متابعت کی علت معرفت ہے کیونکہ اسی سے معاملات پاکیزہ اور حالات شریفہ کی شاخین پھوٹتی ہین۔ قال المترجم مراد یہ ہے کہ اصل فطرت موافق عنایت ازلی کے جب معرفت وصلاحیت پر مقبول واقع ہوئی تو وہ متابعت رسول اللہ صلعم پر آمادہ ہوتی ہے ورنہ جسقدر کج ہوئی اسی قدر کجی کرتی ہے یہانتک کہ بالکل دائرہ سے خارج ہوکر کفر اختیار کرتی ہے مانند ابوجہل وغیرہ کے نعوذ باللہ من الضلالۃ۔ متابعت کرنا تو تکلیف ہے یعنے جس طرح بندہ اور کام کرتا ہے اسیطرح متابعت بھی کرتا ہے لیکن معرفت تشریف ہے یعنے ازل مین جسکو یہ شرافت ملی ہے وہی بجالاتا ہے ورنہ سرکش بیحیا غلام کی طرح نہین مانتا حتی کہ آقا کبھی خشمناک ہوکر قتل کر ڈالتا ہے بالجملہ تکلیف تو اس جسم ظاہر کے واسطے ہے اور معرفت برائے ارواح ہے۔ حسین بن منصور رح نے کہا کہ حق تعالےٰ نے اپنے بندون کو جو تکلیف دی ہے وہ دو قسم کی ہے ایک تکلیف بوسائط اور دوم تکلیف بحقائق۔ پس قسم دوم مین معارف کی ابتدا اور بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اور قسم اول مین ظہور معارف اُسکے ماسوائے سے ہے پس اسکی طرف وصول بھی نہین ہے پس انتہا معرفت مخلوق منتہائے معرفت اہل وسائط ہے اور کسی سے منتہائے معرفت مانند معرفت شہود حق عز وجل نہین ہوسکتی اور یہ سب او تعالےٰ عز وجل کیطرف سے مخلوق پر لطف ومہربانی ہے کیونکہ او تعالےٰ علیم وخبیر ہے کہ اسکی طرف کسی کو وصول نہین مگر اسی معرفت سے جو اسی کی طرف سے ہو۔ فافہم فانہ دقیق۔ پھر واضح ہو کہ اللہ عز وجل نے جب قصہ سامری اور اسکے فعل سے بنی اسرائیل کا تزلزل بیان کیا تو پھر اسکے بعد آگاہ فرمایا کہ بنی اسرائیل مین سب ہی ایسے نہ تھے بلکہ اُنکے مخالف ایک قوم ہادی مہدی تھی۔ اور ابن ابی حاتم وفریابی رح نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ موسیٰؑ نے لوح مین پاکر کہا کہ اے پروردگار مین ایسی قوم پاتا ہون جنکی کتاب انکے سینون مین ہوگی یعنے حافظ ہونگے فرمایا کہ یہ اُمت تیرے بعد ہوگی یہ اُمت احمد صلعم ہے۔ عرض کیا کہ اے پروردگار ایسی اُمت پاتا ہون کہ پانچ وقت نماز پڑھینگے اور جو گناہ اُنسے ان نمازون کے درمیان ہونگے یہی نمازین انکے لئے کفارہ بھی ہوجاوینگی فرمایا کہ یہ تیرے بعد اُمت ہے۔ آخر تک بمانند روایت قتادہ رح کے جو سابق مین مذکور ہوچکی ذکر کرکے آخر مین ابن عباس رض نے کہا کہ یہ فضائل اُمت احمد صلعم جانکر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کی کہ اے پروردگار مجھے اُمت احمد صلعم کردے پس اللہ عز وجل نے موسیٰؑ کو جو گوسالہ پرستون سے دل شکنی پہونچی تھی اس کی رضامندی کے طور پر نازل فرمایا۔ قولہ تعالےٰ

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

اور موسیٰ کی قوم مین ایک فرقہ راہ بتاتے ہین حق کی اور اسی پر انصاف کرتے ہین۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اور موسیٰؑ کی قوم مین سے۔ اُمَّةٌ ایک اُمت ہے یعنے ایک جماعت ہے آدمیون کی کہ يَهْدُوْنَ بِالْحَقِّ ...

ان کو - بالحق حق کے ساتھ۔ یعنے کلمہ حق کے ساتھ یا محقین یعنے درحالیکہ احقاق حق کرنے والے ہین۔ وبہ یعدلون اور حق ہی
کے ساتھ عدل کرتے ہین یعنے آپس کے حکم مین عدل پر حق کے ساتھ چلتے ہین۔ مفسرین کے اس مقام پر دو قول ہین۔ اول آنکہ مراد اس قوم
سے بعض وہ لوگ ہین جو حضرت موسیٰؑ کے وقت مین تھے۔ اور دوم وہ لوگ یہود مین سے ہین جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین توریت پر چلنے
والے تھے اور اسی وجہ سے وہ لوگ آنحضرت صلعم پر ایمان لائے۔ جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم لیکن اس دوسری تقدیر پر
موسیٰ علیہ السلام کی رضامندی جو اثر ابن عباسؓ مذکورۂ بالا مین ثابت ہے صرف اس بنا پر ہوگی کہ وہ قوم موسیٰ علیہ السلام سے تھی لیکن
جبکہ انھون نے حضرت عیسیٰؑ سے قبل اسلام لانے کے کفر کیا تھا تو وہ کچھ بھی قابل مدح نہ تھے۔ علاوہ برین وہ تھوڑے لوگ تھے اسقدر کثیر
نہ تھے کہ انپر لفظ اُمت اطلاق ہوا اور جواب دیا گیا کہ وہ لوگ بسبب اخلاص کے بطور مدح کے اُمت کہے جا سکتے ہین جیسا کہ زبان عرب کا
دستور ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا کہ ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا الآیۃ۔ اور یہ لوگ اگرچہ حالت کفر مین لائق مدح نہ تھے مگر بعد اسلام
کے قابل مدح ہوئے۔ اور یہدون بالحق وبہ یعدلون سے یہ مراد ہے کہ قرآن مجید پر استقامت سے چلتے ہین اور مانند عادات یہود کے
سوت و دروغ و بہتان و تحریف وغیرہ نہین رکھتے ہین پس یہ آیت بمانند قولہ من اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ آناء اللیل
وہم یسجدون۔ اور بمانند قولہ وان من اہل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم الآیۃ۔ اور بمانند قولہ قالوا آمنا بہ انہ الحق
من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین اولئک یوتون اجرہم مرتین الآیۃ۔ ہے پس کمال حرمت آنحضرت صلعم و قرآن مجید ہے کہ اسلام لانے پر انکو سابق
پہ بھی اجر دیا اور شاید بھید یہ تھا کہ نصاریٰ مین سے فرقہ توحید گم ہوا اور شرک شدید و تحریف بعید مین پڑ گئے پس زمانہ فترت مین جو یہود
موافق توریت کے توحید پر رہے وہ بعد اسلام کے ماجور ہوئے علاوہ برین شریعت عیسیٰؑ مین سوائے چند احکام کے باقی توریت سے منسوخ
نہین تھے اور مسئلہ توحید تو کسی طرح منسوخ ہو نہین سکتا لیکن نصرانیون کو تثلیث کے شرک پر پاکر اس سے زمانہ فترت والے منکر ہونے مین
معذور ہوے۔ فافہم واللہ اعلم۔ اور قول آول کے واسطے کلام مابعد مؤید ہے اور نیز قرآن مجید کا طرز بیان ہے کہ بدکارون کی مذمت
کے ساتھ نیکوکارون کا بھی ذکر فرماتا ہے ایسے ہی یہان بھی بنی اسرائیل مین سے شک مین پڑ کر کافر ہو جانے والون کے بعد انکی صفت سے
بخلاف یعنے ایمان پر ثابت رہنے والون کا ذکر فرمایا اس تنبیہ کیواسطے کہ ہر زمانہ مین اہل حق واہل باطل جمع رہے اور حق کو باطل سے
مزاحمت پہونچتی رہی ہے اور یہ امتحان باری تعالے کی حکمت لطیف ہے اور اس تقدیر پر صریح ہوا کہ بنی اسرائیل مین سب نے گوسالہ
نہین پوجا تھا اور پہلے بھی تنبیہ گزری کہ انمین شر وہ تھے جو چھانٹے گئے علاوہ ازین اگر یوشع و کالب اسوقت موجود ہون تو قطعاً وہ
ہرگز شریک نہین ہو سکتے کیونکہ پھر نبی ہوئے ہین اور نبی کسیوقت بت پرست نہین ہو سکتا جیسا کہ مسلمانون کا اعتقاد صحیح ہے بخلاف
یہود و نصاریٰ کے جنکی موجودہ تحریف کی ہوئی گڑھی ہوئی توریت مین لکھا ہے کہ خود حضرت ہارونؑ نے وہ بچھڑا بنایا تھا نعوذ باللہ
من ذلک اور نصاریٰ بھی اسی کو مانے جاتے ہین اور یہ تو گویا کچھ بات ہی نہین بہرحال مقدمہ کی طرف رجوع کرو۔ اور بعض نے کہا کہ بعد
موسیٰ علیہ السلام کے ایک قوم انکی شریعت پر قبل تحریف توریت کے باقی تھی جو لوگون کو ہدایت کرتے تھے لیکن قوم بدکار انپر غالب آئی اور
انکے انبیاء علیہم السلام جو انکو توریت کے موافق ہدایت کرنے کو آتے تھے انکو قتل کیا اور تحریف کرنی شروع کی یہان تک کہ جی بھر کے تحریف
کی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ امام ابن جریرؒ نے یہان عجیب خبر لکھی ہے کما قال حدثنا القاسم حدثنا الحسین حدثنا حجاج عن ابن جریج ح
... خبر پہونچی کہ جب بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا اور کفر کیا اور وہ بارہ ۱۲ اسباط تھے تو انمین سے ایک سبط نے

Marfat.com

اس فعل ناپاک سے جو ان سبھون نے کیا تھا بیزاری کی اور سخت نادم ہوکر اللہ تعالے عزوجل کی جناب مین [illegible]
درخواست کی کہ ہمارے اور اس تمام قوم کے درمیان جدائی کردے پس اللہ تعالے نے انکے واسطے زمین مین ایک سرنگ [illegible]
اگ امین چل نکلے یہانتک کہ چین کے اس پار نکلے پس وہ لوگ وہان دین توحید پر مسلمان ہین اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز [illegible]
ابن جریج نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی ہے اللہ تعالے کا قول فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا بکم لفیفا۔ الآیۃ اور وعد الآخرۃ [illegible]
ابن مریم علیہما السلام ہے اور ابن جریجؒ نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس سرنگ مین ڈیڑھ سال تک چلتے رہے [illegible]
نے صدقۃ ابی الہذیل کے واسطے سے سدیؒ سے روایت کی کہ وہ ایک قوم ہے کہ تمہارے اور انکے درمیان ایک نہر از شہد ہے [illegible]
الحافظ ابن کثیرؒ فی تفسیرہ ولم یتکلم علیہ غیر انہ قال خبر عجیب۔ اور اس قصہ کو ایک جماعت مفسرین نے بدون اسناد ذکر کیا ہے اور معالم
وغیرہ مین یہ بھی لایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہے کہ شب معراج مین جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلعم کو ان لوگون کی طرف لیے گئے
پس آنحضرت صلعم نے ان لوگون سے باتین کین تو جبرئیلؑ نے کہا کہ تم یہ پہچانتے ہو کہ کس شخص سے باتین کرتے ہو۔ بولے کہ نہین تو جبرئیلؑ نے فرمایا
کہ یہی محمد رسول اللہ نبی اُمّی ہین پس سب کے سب آنحضرت صلعم پر ایمان لائے اور کہا کہ یارسول اللہ ہم سے موسی علیہ السلام نے وصیت فرمائی
تھی کہ جو کوئی تم مین سے احمد صلعم سے ملے انکو میرا اسلام پہونچاوے پس آنحضرت صلعم نے انکو اور موسیٰؑ کو سلام کا جواب دیدیا پھر انکو قرآن مجید سے
دس سورتین سکھلائین جو آپ پر مکہ مین نازل ہوئی تھین اور نماز وروزہ کے سوائے کوئی فریضہ اسوقت نازل نہوا تھا اور حکم دیا کہ اپنی جگہ
پر قائم رہین اور وہ لوگ سنیچر کی تعظیم کرتے تھے پس انکو حکم دیا کہ جمعہ کی جماعت کیا کرین اور سنیچر کو چھوڑین اور باہم ظلم نہ کرین اور حسد نہ کرین
جہان یہ لوگ ہین کوئی ہم مین سے انکی طرف نہین پہونچتا اور نہ انمین سے کوئی ہم تک پہونچتا ہے خطیبؒ نے سراج مین کہا کہ بعض محققین نے
فرمایا کہ یہ قول ضعیف ہے اگرچہ امام بغوی نے اسکو صحیح کہا ہے اور ضعیف ہونے کی کئی وجہین ہین۔ اول آنکہ حضرت صلعم نے انکو دس سورتین
سکھائین حالانکہ آپ پر اس سے زیادہ نازل ہوئی تھین دوم آنکہ نماز تو مدینہ مین فرض ہوئی ہے پھر قبل فرضیت کے کیونکر انکو حکم دیا۔ سوم آنکہ
شب معراج مین جبرئیل علیہ السلام کا آپ کو وہان لیجانا کسی حدیث صحیح مین وارد نہین ہوا اور نہ کسی نے ائمہ حدیث سے روایت کیا چہارم آنکہ
انمین سے کوئی ہم تک نہین پہونچتا اور نہ ہم مین سے ان تک تو یہ خبر کیونکر معلوم ہوئی۔ اگر کہا جاوے کہ یاجوج ماجوج کی خبر ہمکو پہونچی اور
ہماری خبر انکو نہین پہونچی تو جواب دیا کہ ہم نہین مانتے کہ ہماری خبر انکو نہین پہونچی لہذا ذکرہ فی السراج اور مترجم کہتا ہے کہ وجوہ
تضعیف خود ضعیف ہین۔ جواب وجہ اول آنکہ زیادہ سورتین نازل ہوئین لیکن انکو دس ہی سکھلائین بقدر کفایت اور اسمین کوئی خرابی
نہین ہے جواب دوم آنکہ فرضیت نماز شب معراج مین ہے جیسا کہ حدیث معراج مین ثابت ہے پس شاید واپسی مین یہ قصہ ہو علاوہ برین
تحقیق یہ ہے کہ دو رکعت مکہ مین فرض تھی چنانچہ آیت الوضو کا مکیہ ہونا اسپر دلیل ہے اور اس خبر مین پنجوقتی ہونے کی تصریح نہین اور
رخصت فی السفر کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اسکی مصرح ہے اور جواب سوم آنکہ عدم ورود حدیث و عدم روایت ائمہ سے نفی نہین
ہوسکتی جیسا کہ اصول حدیث مین متقرر ہوچکا۔ جواب وجہ چہارم آنکہ کسی کے نہ آنے جانے سے خبر معلوم نہونا لازم نہین غایت آنکہ خبر
مرسل ہوگی۔ اعتراض یاجوج ماجوج وارد ہی نہین بلکہ مؤید ہے کہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ مین اسکی خبر وارد ہے اور اگر [illegible]
آمد و رفت کے ہماری خبر انکو پہونچی جیسا کہ مجیب کی غرض ہے تو بھی مؤید ہے لیکن شاید یہ سہو خطیبؒ ہے سوال کو برعکس کردیا [illegible]
خبر انکو پہونچی ہے اور جواب یہ کہ پہونچنا کہان سے معلوم ہوا بلکہ نہین پہونچی ہے واللہ اعلم۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ یہ وجوہ بتقدیر تسلیم

اس روایت زیادہ شدہ پروارد ہین اور جسقدر شیخ ابن جریرؒ نے روایت کیا اسپر یہ وجوہ وارد نہین جیسا کہ ظاہر ہے اور اسناد ابن جریر مین مضائقہ نہین کیونکہ بدرجہ حسن نہو تو مرتبہ لاباس یہ ہے کیونکہ رواۃ اسناد اس سے نازل نہین ہین. کما لایخفی علی من مارس الفن. ولیکن یہ خبر عجیب وغریب ہے لہذا اولی جواب موافق اصول کے یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ تفسیر کرنا اگر حدیث یا اثر سے ہو تو ایسی حالت مین کوئی خبر قطعی ہونی چاہیے جسکی انتہا روحی کیطرف ہو اور یہان ایسا نہین ہے پس اس خبر سے آیت کی تفسیر نہین ہوسکتی ہے پس مختار اس آیت کی تفسیر مین وہ ہے جو بعض محققین نے کہا کہ آیت کریمہ مین دو احتمال ہین یا تو اس قوم سے مراد ایسی قوم ہین کہ دین موسی علیہ السلام مین اُنکی قوم کے ہاتھون تحریف وتبدیل وتغییر واقع ہونے سے پہلے وہ لوگ دین توریت پر مضبوط مستقیم تھے یہان تک کہ اسی حال پر مر گئے اور یا ایسی قوم کے حق مین ہے جو زمانہ آنحضرت صلعم مین آپ پر ایمان لائے اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن کثیرؒ کے کلام کا میلان وجہ دوم کی طرف ہے اور دیگر مفسرین کا میلان بوجہ اول ہے خواہ وجہ اول مین حضرت موسیٰ کے زمانہ مین موجودہ لوگ ہون یا انکے بعد ہون اور کلام ما بعدؒ اس سے زیادہ مرتبط ہے واللہ اعلم. ف فی العرائس قولہ من قوم موسی اُمۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون. اللہ تعالے نے قوم موسی علیہ السلام مین سے ایک اُمت کا وصف کیا جنکو وہی فضل پہونچا تھا جو موسی علیہ السلام کو عطا ہوا تھا یعنے خطاب حق سبحانہ تعالے کی سماعت جس سے اُنکے دلون کے کان کھل گئے اور انکی ارواح کو کشف نورانی حاصل ہوا اور اُنھون نے اللہ تعالے کو لفضل آلہی پایا اور اسکی صفات سے بقدر مشیت متصف ہوئے چنانچہ فرمایا یہدون بالحق. ہدایت صفت آلہی ہے یعنے بندون کو نور آلہی نہ بذات خود اللہ تعالی کی طرف ہدایت کرتے ہین اور وہ لوگ حق پر قائم ہین نہ بطور اندھے پن اور غلطی وظنون وحظوظ النفس کے. وبہ یعدلون. اسی کے عدل سے انصاف کرتے ہین خلق کے درمیان حق کے واسطے نہ اپنے نفوس کے واسطے یعنے اللہ تعالے ہی کے واسطے اسکے صفات سے متصف ہوتے ہین ان کو راہ آلہی مین کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہین ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء بعض مشائخ نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ مخلوق کو راہ حق پر دلالت کرتے ہین اور خود اسی راہ چلتے ہین. قال المترجم شیخؒ نے یہ اختیار کیا کہ یہ قوم زمانہ حضرت موسی علیہ السلام مین تھی بلکہ ظاہر اشعار ہے کہ وہی ستر بزرگ تھے جنھون نے کلام باری تعالے بھی سنا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہود ونصارے واسلام کے فرقے مختلف ہوجانے اور ایک فرقہ نجات یافتہ ہونے کی روایت مین ہے کہ پھر یہود مین سے وہ فرقہ نجات یافتہ ہے جسکی نسبت فرمایا. ومن قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پس یہ فرقہ ناجی ہے اور نصاری مین سے فرمایا. ومنہم امۃ مقتصدۃ. پس یہ فرقہ ناجی ہے اور اسلام مین فرمایا. وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پس یہ فرقہ ناجی ہے. رواہ ابو الشیخ وابن ابی حاتم. اور یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ فرقہ مذکور اس اُمت کے ہر زمانہ مین موجود ہوگا خصوص بروایات دیگر جو اس معنے کی طرف ملجی ہین. پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ قوم موسی بارہ طریق پر معرفت شریعت پر تھی لقولہ

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ

اور بانٹ کیا انکو ہمنے کئی فرقے بارہ دادون کے پوتے اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اُس سے اُسکی قوم نے کہ مار

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ

اپنی لاٹھی سے پتھر تو پھوٹ نکلے اُس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر لوگون نے اپنا گھاٹ اور سایہ کیا ہم نے اُنپر

الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

ابر کا اور اُتارا اُنپر من اور سلویٰ کھاؤ ستھری چیزین جو ہمنے روزی دین تمکو اور ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن

Marfat.com

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا

اپنا برا کرتے رہے اور جب حکم ہوا انکو کہ بسو اس شہر مین اور کھاؤ اسمین جہان سے چاہو اور کہو

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

گناہ اترے اور پیٹھو دروازے مین سجدے سے تو بخشین ہم تمہاری تقصیرین آگے اور دینگے نیکی والون کو سو بدل لیا ظالمون نے

مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ع ۲۰ ۵

ان مین سے اور لفظ سوائے اسکے جو کہ دیا تھا پھر بھیجا ہم نے انپر عذاب آسمان سے بدلا انکی شرارت کا

یہ قصہ بسیاق لطیف سورہ بقرہ مین جو مدنیہ ہے گذر چکا اور یہان باین سیاق سورہ مکیہ مین آیا ہے اور فرق عنقریب بیان ہوگا وَقَطَّعْنٰهُمُ۔ اے فرقنا بنی اسرائیل۔ ہم نے تفریق کردیا بنی اسرائیل کو۔ قال البیضاوی اے صیرناہم قطعا متمیزا بعضہم عن بعض یعنے قطعہ قطعہ گردان دیا ہم نے بنی اسرائیل کو کہ بعض متمیز از بعض تھے اثْنَتَيْ عَشْرَةَ حال واقع ہے و قال البیضاوی یا التقسیع کا مفعول دوم ہے کیونکہ وہ متضمن معنے تصییر ہے اور تانیث اسمین اسوجہ سے کہ اُمت پر یا قطعہ پر محمول ہے اور مراد اُمت سے تمام اُمّت موسی علیہ السلام ہے نہ وہ لوگ جنکے محق و عدل پر ہونے کی تعریف گذری ہے حاصل آنکہ ہم نے بنی اسرائیل قوم موسیٰ کو بارہ ٹکڑے کردیا۔ اَسْبَاطًا۔ بدل از ثنتی عشرۃ ہے اور جمع سبط ہے اسیواسطے تمیز نہین ہوسکتا کیونکہ ماورائے عشر کے تمیز مفرد آتی ہے پس بدل ہے اسیواسطے جمع فرمایا اور بیضاوی نے کہا کہ اسکو تمیز بھی باین تاویل کہا جاسکتا ہے کہ بارہ فرقے مین سے ہر فرقہ اسباط تھا یعنے بقوت جمع تھا اسلیئے کہ ہر سبط ایک بڑا بھاری گروہ تھا اور ہر ایک کی خواہش دوسرے گروہ کے برخلاف تھی قریب تھا کہ باہم متفق نہون پس اسباط گویا بمنزلہ لفظ قبیلہ کے ہے گویا یون کہا اثنی عشرۃ قبیلۃ۔ اُمَمًا بر تقدیر اول بدل از اسباط ہے اور بر تقدیر ثانی بدل بعد بدل یا نعت اسباط ہی قالہ الزمخشری وتبعہ البیضاوی مگر مشہور مذہب نحاۃ یہ ہے کہ بدل سے بدل لانا نہین جائز ہے پس اولی یہ ہے کہ صفت قرار دیا جاوے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ یعنے مقام تیہ مین گرفتار ہوکر جب پانی مانگا تھا۔ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ایک پتھر مین عصا مار بعض نے کہا کہ وہ پتھر تھا جو کپڑے لیکر بھاگا تھا اور بعض نے صخرۂ بیت المقدس کہا اور اقوال دیگر ہین۔ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا اے فضربہ فانبجست منہ۔ یعنے وحی ہوئی پس موسی نے مارا تو منفجر ہوئین اس پتھر سے بارہ نہرین بتعداد اسباط کے جو بارہ اولاد یعقوب علیہ السلام کی اولاد بڑے بڑے گروہ تھے۔ اولاد کی اولاد سبط کہلاتی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ فضربہ حذف کیون ہوا قال البیضاوی اس ایمار کے واسطے کہ وحی کے بعد تعمیل کرنے مین موسی علیہ السلام نے کچھ توقف نہین کیا حتی کہ گویا بعد وحی کے جاری ہوگئین اور اس تنبیہ کے واسطے کہ نہرون کا جاری ہونا موسی علیہ السلام کی ضرب عصا پر بالذات موقوف نہ تھا کہ بدون اسکے جاری نہون بلکہ موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے اسکا صدور ہونا موسی علیہ السلام پر کرامت و معجزہ تھا اور بنی اسرائیل کے حق مین بھلائی تھی کہ موسی علیہ السلام کی پیروی کرکے راہ پاوین۔ سورہ بقرہ مین بجائے فانبجست کے فَانْفَجَرَتْ ہے۔ جوہری نے کہا کہ عرب بولتے ہین بجست الماء فانبجس یعنے فجرتہ فانفجر پس انبجاس اور انفجار کے ایکساہی معنے ہوئے اور وہ کثرت و وسعت سے دھارا چلنا۔ اور عمرو بن العلاء وغیرہ نے کہا کہ انفجار بکثرت اور انبجاس بقلت ہے پس حاصل یہ ہے کہ پہلے قلت کے ساتھ بہا پھر کثیر ہوگیا جیسے بھاری نہرین ہوتی ہین پس سورۂ بقر مین شمار نعمت تھا یہان بیان کفران نعمت قوم ہے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اناس اسم جمع ہے واحد اسکا انسان ہے بعض نے کہا کہ

اور اطلاق انسان کا مرد و عورت اور کا لڑکی واحد جمع سب پر ہوتا ہے اور کبھی ہمزہ اناس خلاف قیاس براہ تخفیف حذف ہوتا ہے کما فی قولہ قل اعوذ برب الناس۔ الا مراد کل اناس سے ہر سبط ہے اور مشرب جائے شرب ہے یعنے ہر سبط نے ایک ایک چشمہ اپنا پہچان لیا بدون شرکت غیر کے۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ اے جعلناہ ظلاً علیہم فی التیہ۔ یعنے تیہ مین ہم نے انپر ابر کے سائبان کر دیے کہ جہان جاتے انکے ساتھ چلتا اور جہان ٹھہرتے ٹھہر جاتا اور حرارت آفتاب سے انکو بچاتا بدون سردی کے۔ اور یہ عجیب نعمت تھی۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ترنجبین و پرند سمانی بضم اول و تخفیف میم بالف مقصورہ۔ کہتے ہین کہ سمانی آواز رعد سے مر جاتے ہین اور انکا کھانا سخت دلون کو نرم کرتا ہے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ اے وقلنا لہم کلوا من طیبات۔ مَا رَزَقْنٰكُمْ اور کہا ہم نے انکو بطور تشویق و وسعت عیش کے نہ بطور امر وجوب کے کہ کھاؤ طیبات پاکیزہ و خوشگوار اس چیز سے جو ہم نے تمکو رزق دیا۔ یہ بھی عجیب نعمت ہے کہ بلا مشقت اس فانی زندگی مین یون رزق ملے پس وہ لوگ ناشکری سے نہ مانے اور اُکتائے اور کہنے لگے کہ ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہین ہو سکتا اور مسور و پیاز و لسن وغیرہ مانگنے لگے پس اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ سورۂ بقرہ مین اسکی تفسیر گذری وَاِذْ قِيْلَ اے واذکر اذ قیل لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ یہان ساکن رہنے کو فرمایا اور سورہ بقرہ مین ادخلوا یعنے داخل ہونے کا بیان مذکور ہے اور قریہ بیت المقدس ہے یا اریحا، وقد سبق فی البقرۃ۔ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ یہان حیث ظرفیہ ہے اور سورۂ بقرہ مین رغداً بھی مذکور ہے وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وقولوا امرنا حطۃ۔ یعنے ہم پر سے ہمارے گناہ حط کر دے اُتار دے۔ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اے ادخلوا باب القریۃ ساجدین بسجود الانحناء۔ اور داخل ہو قریہ مذکور کے دروازہ مین بطور خمیدہ قامت کے سجدہ کرتے ہوے اسلیے کہ پیشانی زمین پر رکھکر داخل ہونا چلنا متعذر ہے معنے آنکہ حکم دیے گئے کہ حطۃ کہنے کو اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کو جمع کرین پس جب ایسا کرینگے تو جواب امر یہ ہے کہ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ یہ جمہور کی قراءۃ بروزن ذمیمات ہے اور ابو عمرو کی قراءۃ خطایاکم بروزن قضایا۔ ہے اور نافع و ابن عامر کی قراءۃ مین تغفر بصیغہ مجہول بالتاء اور خطیئاتکم۔ اسکا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اور سورہ بقرہ مین مانند قراءۃ ابو عمروؒ ہے المعنے بخشدینگے ہم تمکو تمھارے گناہ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ بالطاعۃ ثواباً۔ یعنے محسنین بالطاعۃ کو ثواب بڑھاوینگے۔ یہ فضل لطیف ہے کہ اسی فرمانبرداری سے انکو احسان کا مرتبہ جو اعلیٰ درجہ کی طاعت ہے عطا فرمانے کا اور اسپر ثواب مزید از عفو خطیئات کا وعدہ فرمایا تھا مگر ان لوگون نے شرارت کی۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ گویا ان لوگون کو اپنی خطائین معاف ہونے اور مزید ثواب کی پرواہ نہ تھی اور احکام کو کھیل سمجھتے تھے اور جوبات کہ بنزلہ حاصل کے تھی اسپر بے صبری سے اور دعا مانگی یعنے جو کرنے و کہنے کو کہا گیا تھا اسکو تبدیل کر کے یون کیا کہ بجاے سجود انحنا کے چوتڑون کے بل گھسٹنے لگے اور زبان سے حبۃ فی شعرۃ۔ کہنا شروع کیا۔ یعنے بالیون مین گیہون کے دانہ بھرے ہوے ہمکو دیدے پس انپر رجز یعنے عذاب اُترا اور وہ وبار طاعون تھی کہ بدن پر آبلہ پڑے اور مرے حتی کہ ہزار دن مر گئے چنانچہ فرمایا۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ یہ قصہ سورہ بقرہ مین بھی گذرا اور بیان تفاوت الفاظ یون ہے کہ وہان فرمایا واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریۃ۔ یہان فرمایا۔ اسکنوا ہذہ القریۃ۔ معنے یہ کہ داخل ہو کر اسمین ساکن رہو پس سکون کے واسطے اول داخل ہونا ضرور ہے۔ وہان ہے فکلوا منہا۔ یہان ہے وکلوا۔ پس داخل ہونے کے واسطے فاء تعقیب مناسب ہے کہ حالت مقتضی ہے کھانے شئ مرغوب کی بعد داخل ہونے کے بخلاف سکون کے کہ سکونت مطلقاً استمراری ہے جب چاہے کھاوے لہذا واو مناسب ہے۔ وہان رغداً فرمایا۔ یہان نہین۔ کیونکہ بعد داخل ہونے کے کھانا بوسعت و فراخی و لذیذ ہے بخلاف حالت استمراری کے لہذا یہان ترک ہوا۔ وہان ہے ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ۔ یہان تقدیم و تاخیر ہے پس مقصود اس سے

تعظیم امر الٰہی تو ہے بتقدیم و تاخیر سے حالت یکسان ہے کیونکہ تقدیم و تاخیر کو معنے سے تعلق نہین ہے۔ وہان ہے خطایاکم اور یہان خطیٰتکم
ہے کہ گناہ خواہ تھوڑے ہون یا بہت ہون اس دعا و تضرع سے مغفور ہو جاوینگے۔ وہان ہے وسنزید المحسنین۔ بواؤ اور یہان بلا واو
کیونکہ او تعالے عز وجل نے غفران عموماً اور مزید برائے المحسنین خصوصاً وعدہ فرمایا اور حذف واو سے کچھ خلل نہین گویا کہنے والے نے کہا کہ اعفرا
کے کیا حاصل ہوگا تو کہا گیا کہ سنزید المحسنین۔ وہان ہے انزلنا۔ یہان ارسلنا۔ پس ایک مقام دیگر ہے یا انزال شعر کثرت نہین اور یہی ابتدا
ہوا پھر اسمین کثرت ہوئی پس ارسلنا سے تعبیر فرمایا جو اسکو شعر ہے اور نظیر اسکی انبجست وانفجرت مذکور ہو چکی ہے۔ وہان ہے یفسقون اور یہان
یظلمون۔ کیونکہ تبدیل و تغییر سے جب اپنی جانون پر ظلم کیا تو طاعت الٰہی سے خارج ہو کر فاسق بھی ہوے پس دونون حالتون کو ذکر کرکے
اسمین ہر دو امر موجود ہونے پر تنبیہ فرمائی ہے و تمام علم اسمین اللہ تعالیٰ عز وجل کو ہے ہذا ملخص ما قال الرازی وغیرہ ف او تعالے عز وجل
بیان فرمایا کہ قوم موسیٰ کے واسطے طرق معارف مین سے بارہ راستہ تھے بقولہ وقطعنا ہم اثنتی عشرۃ اسباطا امما۔ اور موسیٰ کا پتھر کو بغرض
کشایش چشمہاے آب معرفت کے مقام مین اشارہ ہے کہ مشارب الوہیت انکے دلون کے واسطے کشادہ ہوے کما فی قولہ واوحینا الی موسیٰ
اذ استسقاہ قومہ الآیۃ۔ اشارت ہے کہ دست احدیت نے عصاے عنایت سے سنگ ازل پر مارا جس سے ارواح موحدین و قلوب عارفین
و عقول عاشقین و اسرار شائقین و ہمم محبین اور قلب موقنین و خواطر مکاشفین و صدور مشاہدین و علوم سالکین و نیات صادقین و مزار
انوار الراضین و وجود المریدین کیواسطے بحر قدم و اولیت سے بارہ چشمہ صفات خاصہ کے اہل عیان کی معرفت کیواسطے جاری ہوئے از انجملہ عین القدم اور وہ مشرب
ارواح موحدین ہے از انجملہ عین البقا وہ مورد قلوب عارفین ہے از انجملہ عین الجمال اور وہ مورد عقول عاشقین ہے از انجملہ تجلی الوجہ یعنے تجلی اس صفت خاصہ کی جو وجہی
کما فی قولہ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ یہ مشرب اسرار شائقین ہے از انجملہ عین الجلال وہ مشرب ہمم المحبین ہے۔ از انجملہ عین القدرۃ وہ مشرب دلہاے موقنین
ہے۔ از انجملہ عین العلوم وہ مشرب خواطر المکاشفین ہے۔ از انجملہ عین صفت السمع وہ مشرب صدور مشاہدین ہے۔ از انجملہ چشمہ صفت بصر
جمع صدر یعنے سینہ ۱۲
وہ مشرب علوم سالکین ہے از انجملہ چشمہ کلام الازلی وہ مشرب نیات صادقین ہے۔ از انجملہ چشمہ ارادت قدیمہ وہ مشرب انوار راضین ہے
از انجملہ چشمہ حیات قدیمہ وہ مشرب وجود مریدین یعنے اہل ارادت کا گھاٹ ہے۔ انفجار چشمہ قدم برائے ارواح موحدین ہے کیونکہ قدم تو اصل الاصل و
ماہیۃ عین الکل ہے اسی سے موحدین کے لئے انوار توحید کا انفتاح ہے اور کوئی موحد درجہ حقائق توحید کو نہ پہونچیگا جب تک اسکو بحر قدم سے
زلال حقیقت کا جام فضل پینا نصیب نہو اور یہ نوش ان ارواح کو حاصل ہوتا ہے جو قدم مین بقوت بازوے قدم پرواز کرتی ہین اور یہ ارواح
اس دریا سے کبھی الگ نہین ہوتی ہین کیونکہ حیات ابدی انکی اسی سے ہے اور دیگر صفات کی طرف بھی نہین جاتی ہین الا ماشاء اللہ تعالے۔
انفتاح چشمہ بقار تو وہ قلوب عارفین کے لیے ہے کیونکہ جمع صفات کا مجمع وہی ہے یعنے آنکہ وصول اس مقام پر ہونا تمام صفات سے وصول ہے
اور یہ اصل دوم ہے ادر یہین سے کشف صفات و شہود انوار الذات جلت کبریاؤہ حاصل ہوتا ہے اور کوئی عارف درجہ معرفت کو نہین
پہونچتا جب تک کہ جام زلال البقار نوش نہ کرے خواہ بصفت سکر یا بصفت صحو اور بقار کے واسطے جبکا سکر جسقدر زیادہ ہو اسیقدر وہ
ہوشیاری ۱۲ / مست بیہوشی ۱۲
صحو مین بڑھا ہوا ہے کیونکہ یہی بقا موجب تمکین ہے اور جو بندگان عارف یہان پہونچے وہ کسی اور طرف التفات نہین کرتے ہین کیونکہ اُنکے
قلوب اس بحر ناپیدا کنار مین غرق ہوتے ہین اور بحر بقار انکے واسطے ثابت ہے جسکا کنارہ نہین ہے پس ہر دم انکو پیاس زیادہ ہے اور یہ لحظہ
عجیب و غریب مقامات مین وصول ہے کہ اسکو اللہ تعالے ہی کا علم پاک نا متناہی محیط ہے۔ رہا انفتاح عین الجمال تو وہ عقول عاشقین
لئے ہے کیونکہ جمال موجب عشق ہے اور کوئی عاشق بدرجہ عشق فائز نہین ہوتا مگر جبھی کہ جمال حق عز وجل جو وہم و خیال سے باہر ہے

نصیب ہوا ہو اور یہ عقلین جنپر عوام نازان ہین اس مقام مین دیوانہ وار ہاتھ پاؤن مارتی ہین اور خود اسکو کبھی سکون نہین اور اس کی
...سے کسی مقام کی طرف رجوع نہین ہے رہا انجاس عین التجلی یعنے تجلی وجہ پاک ذو الجلال والاکرام وہ اسرار شائقین کے لئے ہے۔ قال المترجم
...سے صفت ذات قدیمہ مراد ہے اور نعوذ باللہ یہ معنے نہین کہ چہرہ بمانند چہرہ مخلوق یا ایسے معنے جو انسان کے وہم وخیال مین سماوین بلکہ ائمہ
...ابہ رضوان اللہ تعالے علیہم وحضرات تابعین وتبع تابعین ومحققین متکلمین وحضرات صوفیہ کرام سب متفق ہین کہ قولہ تعالے ویبقی وجہ ربک
ذو الجلال والاکرام۔ اور قولہ بل یداہ مبسوطتان۔ اور قولہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ وغیرہ آیات مین وجہ وید وغیرہ سے صفات ذاتیہ قدیمہ مراد ہین
جیسے علم وکلام وارادہ وغیرہ صفات باری تعالے وہم وخیال وقیاس سے باہر ہین ایسے ہی یہ صفات بھی ہین اور یہ بحث سابق مین گذر چکی
اور شیخ ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء نے ائمہ اولیاء ربانی حضرت جنید وقطب عارف وغیرہم سے روایات باسناد صحیحہ مثبت کی ہین کہ ان سب کا
قول ہے کہ یہ صفات قدیمہ ہین جو وجہ وید وغیرہ سے تعبیر ہین اور وجہ تعبیر سے او تعالے دانا تر ہے اہل ایمان کا طریقہ یہی ہے کہ او تعالے
جل کی ذات وصفات پر اسطرح ایمان لاوین کہ او تعالے پاک برتر جامع صفات کمالیہ منزہ از وہم ونقص وعیوب ہے اور کسی چیز سے
مانند ومشابہ نہین بلکہ کسی وہم وخیال وقیاس کو اس تک رسائی نہین اور جس شخص کا وہم وخیال کچھ تصور کرے وہ اسکا خیال خام ہے
وہ اپنے تصور سے توبہ کرے اور او تعالے پر ایمان لاوے ــه اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم ❊ وز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم ❊
دفتر تمام گشت وبپایان رسید عمر ❊ ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم ❊ اب کلام شیخ کی طرف وہم وخیال چھوڑکر رجوع کرو کہ انفتاح
عین تجلی الوجہ سبحانہ تعالے اسرار شائقین کے لئے ہے کیونکہ یہ سکر عشاق کا سبب ہے اُن انوار کے دیدار سے یہ اسرار سرمست سکر ہو کر تا ابد ہیمان
کے ساتھ کبھی اس شرب سے بجانب دیگر رجوع نہین لاتے ہین کیونکہ جملہ مقامات وحالات سے شوق لذیذ ترین احوال ہے اور عارفان بمنزل
شوق مین سے کوئی بدون دیدار تجلی الوجہ سبحانہ کے اس مرتبہ کو نہین پہونچتا ہے۔ انفتاح عین الجلال برائے ہمم المحبین ہے کیونکہ جلال ان
ہمتون کا مشرب ہے جو انکو دو سمندرون مین ڈالتا ہے ایک بحر ہیبت اور دوم بحر اجلال پس اجلال سے انپر خوف چھا جاتا اور ہیبت سے
حیا طاری ہو جاتی ہے اور محبین کی صفات مین سے یہ دونون صفتین اخص ہین اور صفت جلال شامل بصفت جمال ہے اور جلال مین انکو
جمال ظاہر ہوتا ہے اسیواسطے یہ ہمتین اوقات ظہور جلال مین فنا ہونے سے باقی بلکہ بصفت جمال راحت یافتہ ہوتی ہین اور جس محب کو
مشاہدہ جلال نہین حاصل ہوا وہ درجہ محبت مین بوجہ کمال نہین پہونچا اور یہ ہمتین اس مشرب جلال سے گاہ گاہے بذات خود منصرف
ہو کر محل جمال کیطرف جاتی ہین تاکہ نور شوق وعشق کو اقتباس کرین اسلیے کہ جلال وجمال دونون کا مصدر ایسا ہی چشمہ نور ہے اگرچہ وجہ تجلی
...مظہر مین تفاوت از راہ محل تجلی وظہور ہے۔ رہا انفجار عین القدرۃ تو وہ فواد موقنین کے واسطے ہے قال المترجم واضح رہے کہ یہ وہم کرنا خطا
ہے کہ موقنین وہ ہین جنکو یقین کامل حاصل ہے کیونکہ ایمان نام یقین کا ہے جب تک یقین کامل نہو تب تک ایمان ہی ندارد ہے پھر درجہ
...و تقرب کا کیا ذکر ہے بلکہ موقنین انکو باعتبار مافوق مرتبہ ایمان کے بنظر فواد کہا جاتا ہے وہ حاصل آنکہ اہل ایقان پر تجلی آثار قدرت
...ہے۔ قال الشیخ پس اس تجلی سے موقنین کے انوار ایقان زیادہ ہوتے ہین اور اسیواسطے او تعالے جل جلالہ نے فرمایا وکذلک نری ابراہیم
ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔ اور شرب اسکا بسوائی آیات وافعال در حد التباس جاری ہے یعنے یہ صفت آسمان وزمین
...مین افعال خاصہ کے پردہ کے ساتھ جاری ہے پس نور افعال مؤدی بدان جانب ہے اور نفس صفت بدون آیات کے بھی متجلی ہے پس
...حد التباس سے اخلاص ہوا اور مظہر سے ظاہر کی طرف انتقال ہوا تو وہی عرفان ہے اور جب اصرف وخلوص نہو تو موجب

Marfat.com

الیقان ہے وقال المترجم واضح رہے کہ موقنین جنکو کہا جاتا ہے مراد وہ لوگ ہین کہ دوران الیقان مین اور ابتداء

پر ہون پس درحقیقت وہ نہین انکو مجازاً کہتے ہین کیونکہ وہ الیقان کی راہ مین ہین اور جب اس حد کمال کو پہونچ گئے تو درحقیقت

الیقان ہے اور وہ مترادف عرفان باین معنے ہے اور عرف شرع مین اسکو احسان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہان سے ظاہر ہوگیا کہ

مین لیکون من الموقنین بر معنے ثانی ہے نہ بمعنے اول یعنے تاکہ مرتبہ عرفان کو پہونچے ہوئے بندون مین سے ہوجاوے اور وہ محل تمکین ہے

وقال الشیخ جب تجلی بدیدار آیات القدرت صرف نہو تو موجب الیقان ہے اور موقن کسطرح موقن ہوسکتا ہے جب تک کہ اسکے فواد

اس ہر دو زلال سے جام وصال میسر نہوا ہو اور فواد موقنین اس سلسبیل قدرت کے نوش شربت سے حالت ہیمان مین ہوتے ہین

یہان سے پھرتے نہین مگر جبھی کہ سیر ہوکر قوت طیر بجانب مقامات علیہ مانند شہود العین وصفات دیگر حاصل کرین پس یہ اس مرتبہ مین

ترقی ہوتے ہین کیونکہ اشیاء مین تاثیرات قدرت بروصف تغایر ہین اگرچہ عین صفت قدرت بذات خود ہر تلوین سے پاک ومنزہ ہے قلت الا تری

الے تاثیر القدرۃ فی الانسان فانہ علی اشرف تفضیل مما سواہ من الاکوان وفی الرسل علی شرف الکمال من غیرہم وفی افضل الرسل اکمل

من غیرہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ فان قلت قد اردت تاثیر القدرۃ بالایجاد بساطۃ

او ترکیبا وقد اختلف فی الاتحاد قلت مناقشۃ من داب المتفلسفۃ فلا التفت الیہا تامل۔ رہا الفتاح عین العلوم الازلیۃ تو وہ خواطر

مکاشفین کے لئے ہے کیونکہ اسرار غیوب بلباس علوم اہل کشف کی خواطر پر ظہور کرتے ہین اور انکی چشم بصیرت کو مشاہدہ ذات وصفات دیتے ہین

اور اپنے فوائد سے نضارت وبہجت کا فیض پہونچاتے ہین جس سے انوار معارف آلہیہ حاصل ہوتے ہین اور جو کشف کہ بدون علم ہو وہ بر حد کمال

نہین ہے اور علم کسی حال مین کشف سے مفارق نہین کیونکہ کشف تو محل خطاب ہے اور خطاب موجب علم ہے لیکن بسا اوقات اتفاق ہوتا

ہے کہ طریق حقیقت کے ضعفاء پر بوادی کشوف کا ظہور بالبداہتہ ہوجاتا ہے مگر وہ لوگ اس سے علوم آلہیہ عجیبہ مین سے کچھ بھی نہین پاتے

ہین پھر جو خطرہ کہ اہل طریق کے واسطے آیا اگر ان دونون منزل سے مشرف نہو تو محل ربانیت سے ناقص ہے یعنے اس خطرہ کو معارف علوم

آلہیہ پر پیش کرنا چاہیے اگر خارج ہو تو اسکا دفع کرنا واجب ہے وقالت وقد اوصی بذلک جمع من ائمۃ الطریق رحمہم اللہ اور ان خواطر کاملہ کے

معدن علوم ازلیہ ہین پس از راہ حلاوت کشف وخطاب کے بہت لذیذ المشرب ہین۔ رہا الفتاح عین السمع تو وہ سینہاے مشاہدین کیواسطے

ہے جس سے انکو ایسے کان حاصل ہوتے ہین کہ صفت سمع آلہی کا پرتو ہین ان کانون سے انکو عرش سے منتہاے خلقت آلہیہ تک قضاء وقدر

کے قلم چلنے کی آوازین سنائی دیتی ہین انکو حق عزوجل سے بسمع حق عزوجل وہ سنائی دیتا ہے جو حق تعالے فرماتا ہے۔ قال تعالی او القی السمع

وہو شہید مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ قلم قدرت جس طور پر لکھکر خشک ہوا موافق اسکے جریان قضاء وقدر کے تحریر اقلام کو سنتے ہین کہ ایسا

وایسا ہوگا اور یہ صدور حاضرۂ غیب الغیب ہین انکو ہوا جس نفوس وصدرہ تاریکہاے شیاطین سے خبر بھی نہین ہے پس وہ قبضۂ تقدیر

مین ہین نہ خود بولنا جانتے اور نہ غیر کی آواز سے خبر رکھتے ہین قلت ومن ہہنا عرفت سر قولہ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی الآیۃ

کیف وہذا الذی ذکرہ لا فراد الامۃ بل الآیۃ الکریمۃ ترشدک الی فہم السر فتدبر۔ جو بندہ عارف اس سمع خاص سے سماع نہین رکھتا وہ

وصال کی آواز سننے والا سینہ نہین رکھتا ہے۔ رہا الفتاح عین البصر وہ علوم سالکین کے واسطے ہے اور یہی صفت ہے کہ جسکے انوار سے

انپر راہ غیب کے علوم واحکام متشابہات ومغیبات کھلتے ہین جو اس مقام کو نہین پہونچا قلب اسکا اہل فراست کے مانند مشاہدہ نہین

رکھتا ہے۔ رہا الفتاح عین الکلام الازلی وہ نیات صادقین کے واسطے ہے اور یہ مشرب مخبر جمیع صفات کے مشارب کا ہے کیونکہ

معراج ہے کیونکہ جب بندہ صادق سے حق تعالے نے بکلام ازلی تکلم فرمایا وہ ظہور نور سے جمیع صفات پر بصیر ہوجاتا ہے اور جملہ اسمار و
عالم اور مشاہدہ کنندہ انوار ذات مع جمیع صفات ہوجاتا ہے اور نیت اسکی متعلق بجریان خطاب ازل ہوتی ہے جہان جاری ہو اسی کے
چلتا اور جہان دائر ہوا اسی سے ساتھ دور کرتا ہے اسی سے وہ خطرات شک سے محفوظ ہے اور قوام اخلاص سے مزین ہے جسکو اس مشرب
نہین ملا وہ معرفت مین صادق نہین ہے. کیونکہ کلام سے اسکے پاس کلید معرفت ذات وصفات نہین ہے. رہا الفتاح عین لاراده
جو بلے مراد نور الراضین ہے وہ اسواسطے کہ ارادۂ الٰہی پر بندہ کی رضامندی یون ہے کہ نور ارادت حاصل ہوا اور سوائے ارادہ
کے وہ ہر ارادہ کا زائل کرنے والا ہے پھر مراد اہل رضا ہے دیگر ارادات زائل ہوگئے تو امین فقط ارادۂ الٰہی باقی رہگیا پس اسکو نور ارادت
اس ملتا ہے حتی کہ راضی کا ارادہ بس وہی ارادہ حق تعالے ہوتا ہے پس اسی ارادہ فردسے اسکو حسن الرضا کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے
رضا از رضوان الٰہی ہے پس ارادہ ورضا دونون از معدن اصل ہوے اور بندہ متصف بارادہ ورضاے الٰہی تعالے ہوگیا. کما
قال اللہ تعالے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الآیۃ. اور یہ سب اس بندے کے لیے سابق حکم وعلم مین جاری ہوچکا تھا لہذا جب قلب پر اسکی
واقع ہوتی ہے تو بدون علت اکتساب اور بدون اپنی طاقت وقوت کے اس سے متصف ہوتا ہے. رہا الفتاح چشمۂ حیات ازلیہ
وہ وجود مریدین کے لیے ہے کیونکہ مرید اپنی حیات معرفت سے مردہ ہوتا ہے اسکو اللہ تعالے آب حیات سے زندہ فرماتا ہے کہ پھر وہ کبھی
نہین مرتا اسی سے کہا گیا کہ بندگان عارف مرتے نہین ہین پس مرید اس آبحیات سے سیر ہوکر دیدار جمیع صفات مین اس وجہ سے
مستقیم ہوجاتا ہے کہ یہی اصل جمیع صفات ہے گویا جملہ صفات اس سے قائم ہین جب تک یہ شربت نہین پاتا اسکی ہمت کو بحر ملکوت و
جبروت مین پڑنے کی وسعت نہین ہوتی اور جواہر صفات و حکمت وعلم کو نہین دیکھتا ہے بالجملہ ان مین سے ہر گروہ کو اپنے اپنے مشرب
معرفت ہے کما قال تعالے قد علم کل اناس مشربہم پس ہر ایک کے واسطے جو راہ اللہ تعالے کی درگاہ کو ہے یعنے سلب مواجید و حرکات
جذب وظہور صفت والقار السمع واستماع خطاب وغیرہ اسکو پہچانتا ہے اور منتہی ومقصد معلوم ہے. روی عن علی بن موسی الرضا عن ابیہ
عن جعفر بن محمد علیہم السلام. کہا کہ معرفت سے بارہ چشمے جاری ہوئے ہر مرتبہ والا انمین سے کسی چشمہ سے سیراب ہے پس اول چشمہ توحید
دوم چشمہ عبودیت. سوم اخلاص. چہارم صدق. پنجم تواضع. ششم رضا، وتفویض. ہفتم سکینہ و وقار. ہشتم سخاوت واعتماد بکرم
حق تعالے. نہم چشمۂ یقین. دہم نعل. یازدہم محبت. دوازدہم اُنس وخلوت. بوجود عین معرفت ہے اور اسی سے یہ چشمہاے متعدد
ہوئے ان مین جسنے کسی چشمہ سے پیا وہ اس سے بالا مقام سے طمع کرتا ہے یہان تک کہ عین العیون تک پہونچے پھر وہان متحقق بحق عز وجل
ہوجاتا ہے اور بعض نے کہا کہ ہر سالک کو اس راہ کا سلوک ظاہر ہوا اور اسکے آثار باہر ہوے اور اسکی سعی کے انوار وحقائق کی برکات
نمایان ہوے. یہ علم سے اشارہ ہے انتہی ما فی العرائس. پھر واضح ہو کہ یہود باوجود دیکہ آنحضرت صلعم کی صفت مبارک اپنی کتابون مین
بوصیت از اسلاف پاتے تھے حتی کہ جیسے باپ اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے کہ اُسکو ذرہ بھی شبہہ نہین ہوتا اسطرح پہچانتے تھے کما قال
یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم. لیکن جب اس نعمت کو پاکر کافر ہوئے تو مستحق زجر وتوبیخ ہوگئے اور اُنکے آبا و اجداد کے کفران نعمت کا ذکر
اس کلام پاک مین ہوچکا اور آیندہ بطریق تہدید ارشاد ہوا بقولہ تعالے

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ

اور پوچھ احوال اُس بستی کا کہ تھی کنارے دریا کے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم مین جب آنے لگین اُن پاس مچھلیان

وقف لازم

يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَأْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ

ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جسدن ہفتہ نہو نہ آوین یون ہم آزمانے لگے انکو اسواسطے کہ

راسْئَلْهُمْ۔ اور پوچھ تو اے محمد ان یہود سے جو اس زمانہ مین تیرے جوار یعنے مدینہ مین موجود ہین۔ یہ آیات اس سورہ مکیہ مین یہود کے لئے تمہید
ہین کما سبق۔ اور یہ سوال بطریق دریافت علم نہین بلکہ بطور توبیخ و ملامت ہے۔ اسکے ضمن مین فائدہ جلیلہ یہ ہے کہ یہود جانین آنحضرت
صلعم کو یہ حال معلوم ہے پس خواہ مخواہ وحی الٰہی عزوجل ہے۔ قال ابن کثیرؒ۔ ان یہود سے انکے اسلاف کا حال پوچھ کہ وہ بیان کرین
کہ جنھون نے حکم الٰہی سے مخالفت کی انکے حیلہ گری و حد سے تجاوز و فسق پر کیونکر اچانک عذاب الٰہی مین گرفتار ہوے پس انکو تحذیر ہو کہ تیری
نعت و صفت اپنی کتابون مین پاکر چھپانے اور لوگون کو گمراہ کرنے مین ناگاہ عذاب سے خوف کرین۔ حاصل آنکہ یہود سے بطور سیاست
سرزنش کے پوچھ کر بیان کرنے دے عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اس قریہ کا حال جو حاضرۃ البحر تھا۔ کہ اس قریہ کا کیا حال تھا
اور اسکے لوگون پر کیا گذرا اور کیون گذرا حاصل آنکہ وہ لوگ اسکا انکار نہین کرسکتے۔ قریہ گاؤن و شہر۔ اور حاضرۃ البحر جو سمندر و دریا
کنارے یا قریب ہو۔ اور مراد بحر قلزم ہے اور قریہ کا نام شیخ حافظ مفسرؒ وغیرہ نے ایلہ لکھا جو درمیان مدین و طور کے ہے کذا رواہ محمد بن اسحاق
من طریق عکرمۃ عن ابن عباس وہو قول عکرمۃ ومجاہد وقتادۃ والسدی۔ وقیل مدین وہو روایۃ عن ابن عباس۔ وعن الزہری ہو طبریہ شام
ہے جو بحیرہ طبریہ کے کنارے ہے۔ وفیہا اقوال اُخر۔ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اے یعدون فی السبت بصید السمک وقد نہوا عنہ فیہ۔
جبکہ تجاوز کرتے تھے قریہ والے سبت مین مچھلیون کے شکار کرنے سے حالانکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی یہ لوگ اس فعل سے اُس دن مین
منع کیے گئے تھے سبت بسکون ثانی روز سنیچر اور اسمین تجاوز سے یہ مراد کہ اس دن سوائے عبادت کے اور کام حرام کیے گئے تھے پس اُس دن مین
حدود الٰہی سے تجاوز کرتے۔ ظرف اذ متعلق کانت یا حاضرۃ یا مضاف محذوف یعنے خبر القریہ یا اس سے بدل اشتمال ہو کذا ذکرہ البیضاوی
یعنے دریافت کر خبر اہل قریہ کی وقت انکے تجاوز کرنے کے روز سبت مین۔ اِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا ظرف ہے
یعدون کا اے یعدون وقت اتیان الحیتان۔ یا بدل بعد بدل ہے کذا قال البیضاوی وبدل کا بدل مشہور آنکہ جائز نہین ہے لیکن حق یہ
کہ روا ہے۔ حیتان۔ جمع حوت بمانند حیطان وجدران وغیرہ اور حیتان کی اضافت ان لوگون کی طرف بسبب مزید اختصاص کے اسطرح
آنے مین ہے اور یوم سبتہم اے یوم تعظیمہم امر السبت یعنے اس دن کہ تعظیم کرتے تھے حکم سبت کی پس مصدر ہے یقال سبتت الیہود تعظیم کی یہود نے
سبت کی بدین طریق کہ عبادت کے واسطے سب کامون سے الگ ہو گئے اور بعض نے کہا کہ روز سنیچر کا نام مراد ہے اور اضافت اس جہت سے
کہ اس دن مین انکے احکام خاص تھے بمانند جمعۃ المومنین کے۔ اور شُرَّعًا حال از حیتان ہے۔ یقال شرع علینا۔ یعنے نزدیک ہوا اور ظاہر ہوا
لہذا ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ شرعًا یعنے ظاہر بروے آب۔ قال العوفی عنہ۔ یعنے ظاہر از ہر مقام حاصل آنکہ جب کہ
آتی تھین انکی مچھلیان انکے سبت کے روز مین درحالیکہ پانی پر ہر جگہ سے ظاہر ہوتی تھین۔ وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَأْتِيْهِمْ ایک قراءۃ
مین لا یُسبتون از اسبات ہے بضم الیاء التحتیہ وکسر باء موحدہ۔ معنے آنکہ اور جسدن نہین تعظیم کرتے تھے سبت کی یعنے سوائے سنیچر کے دیگر ایام
مین مچھلیان نہین آتی تھین اور یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے امتحان وابتلا رہا۔ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ اے مثل ذلک
الابتلاء نبلوہم بسبب فسقہم۔ یعنے مثل اس ابتلاء کے ہمنے انکو مبتلا کرکے امتحان مین ڈالا بسبب انکے فسق کے۔ وفی الکالین وغیرہ مروی ہے کہ
ان لوگون کی بسر اوقات بیشتر مچھلیون کے شکار پر تھی اور انھین سنیچر کے روز سمندر مین کوئی مچھلی نہین بچتی تھی جو سمندر مین کنارے آ

مچھلیان ہوتی ہین یعنے یہ کثرت ہوتی تھی اور یہ امتحان تھا جسکو وہ لوگ دریا کا ریلا تصور کرتے تھے اور بعد سنیچر کے نہین آتی تھین پس ان لوگون نے حیلہ کرکے کنارے گڈھے کھودے جنمین وہ مچھلیان گر پڑتی تھین اتوار کو انکو پکڑ لاتے اور جب کچھ عذاب نہ دیکھا تو دلیر ہوگئے یہی حیلہ گری کا حال ہے لہذا علما رحمہم اللہ نے شرع مین حیلہ جو عموم نص سے خلاف یعنے احتیال ہو منع فرمایا اور بعض نے حرام کہا ہے کیونکہ اس سے حدود الٰہی کی حرمت مین تجاوز ہوتا ہے قال الفقیہ ابن بطہ حدثنا احمد بن محمد بن مسلم حدثنا الحسن بن محمد الصباح الزعفرانی حدثنا یزید بن ہارون حدثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مت مرتکب ہو تم لوگ اُس چیز کے جسکے یہود مرتکب ہوئے پس ادنی خیلے سے اُنھون نے محارم الٰہی کو حلال کر لینا تصور کر لیا۔ قال الحافظ ہذا اسناد جید واحمد بن محمد بن مسلم ہذا ذکرہ الخطیب فی تاریخہ ووثقہ وباقی رجالہ ثقاۃ مشہورون وکثیرا ما یصحح الترمذی بمثل ہذا الاسناد مفسر نے کہا کہ جب ان لوگون نے مچھلیون کا شکار کیا تو اہل شہر کے تین فریق ہوگئے ایک تہائی نے تو مچھلیون کو شکار کیا اور ایک تہائی نے انکو منع کیا حتی کہ جب نہ مانے تو شہر کے اندر دیوار کھینچکر انکو الگ کر لیا اور تیسرون نے نہ شکار کیا اور نہ منع کیا پھر اللہ تعالے نے ان سب کا حال اور منع کرنے والون اور نہ منع کرنے والون کی گفتگو بیان فرمائی

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

اور جب بولا ایک فرقہ اُنمین سے کیون نصیحت کرتے ہو ایسے لوگون کو اللہ چاہتا ہے انکو ہلاک کرے یا اُنکو عذاب کرے سخت

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ

بولے الزام اُتارنے کو تمھارے رب کے آگے اور شاید وہ ڈرین پھر جب بھول گئے جو اُنکو سمجھایا تھا بچالیا ہم نے جو منع کرتے تھے

عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا

بُرے کام سے اور پکڑا گنہگارون کو بُرے عذاب مین بدلا اُنکی بے حکمی کا پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع

عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝

ہوا تھا ہم نے حکم دیا کہ ہو جاؤ بندر پھٹکارے

واذ یہ عطف ہے پہلے اذ پر۔ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لم تصد ولم تنہ لمن نہی۔ اور جب کہا انمین سے ایک گروہ نے جسنے نہ خود شکار کیا اور نہ شکاریون کو منع کیا تھا ایسے گروہ سے جو شکاریون کو منع کرتا تھا۔ قولہ لم تصد ولم تنہ صفت امۃ ہے اور قولہ لمن نہی متعلق قالت ہے یعنے فرقہ ساکت نے فرقہ منع کنندہ سے کہا کہ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا کیون تم نصیحت کرتے ہو ایسی قوم کو جنکو اللہ تعالے ہلاک کرنے والا یا عذاب شدید دینے والا ہے۔ یہ بات ان لوگون نے بطریق غالب گمان کے کہی کیونکہ عادت الٰہی جاری تھی کہ نافرمانی پر ہٹ کرنے والون کو جڑ سے تباہ کیا یا زندہ چھوڑا تو عذاب شدید دیا۔ اور اس سے تین فرقہ کا ہونا ظاہر ہے کہ ایک کہنے والا اور دوسرا مخاطب اور تیسرا وہ قوم جسکے بارہ مین کہا ہے اور یہی متعدد روایات مین ابن عباسؓ وغیرہم سے مروی ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور بعض نے زعم کیا کہ دو فرقے تھے اور منع کرنے والا فرقہ دوسرون کو کہتا کہ باز رہو ورنہ عذاب مین پڑوگے تو اس مقام پر یہ قول انھین قوم کا منقول ہے جو بطور بیباکی کے کہا کہ اگر یہی ہے تو تم بھلا ایسی قوم کو نصیحت کیون کرتے ہو جسکو تمھارے زعم مین اللہ تعالے ہلاک کرنے والا یا عذاب دینے والا ہے مترجم کہتا ہے کہ درحقیقت دو ہی فرقے تھے ولیکن بعض نے جو یہ معنے بیان کئے ہین یہ وہم ہے چنانچہ آیندہ تحقیق آویگی

Marfat.com

انشاء اللہ تعالے اور معنے وہی ہین جو جمہور نے بیان کئے یعنے شکار کنندہ کے سوا باقی ...
سمجھاتے ہو جنکے حق مین ایسا قدر معلوم ہوتا ہے۔ قَالُوْا منع کنندہ فرقہ نے جواب دیا کہ مَعْذِرَۃً اِلٰی رَبِّكُمْ ...
بہا الی ربکم لئلا ینسبنا الی تقصیر فی ترک النہی. یعنے یہ وعظ ہمارا معذرت ہے کہ جو تمہارے پروردگار کے حضور مین ...
جناب پاک سے ہمپر یہ الزام نہو کہ ہم نے فسق کرنے والون کو ممانعت نہین کی کیونکہ اوتعالے نے ہمپر واجب کر دیا ہے کہ ہم ...
کرین اور منکر شرعی سے منع کرین اور اسواسطے کہ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ شاید یہ لوگ شکار سبت کے جرم سے باز آوین و پرہیز کرین پس ...
سے بچ جاوین. واضح ہو کہ یہ تفسیر بنابر قرارۃ معذرۃ بالرفع ہے اور اسی کو مفسرؒ نے اختیار کیا اور حفصؒ کی قرارۃ مین معذرۃً بالنصب ہے ...
مفعول لہ ہے یعنے ازبرائے معذرت بسوے پروردگار تعالے یا مفعول مطلق اے اعتذرنا معذرۃً. ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ ...
ابن عباسؓ سے اس قصہ مین روایت کی کہ قولہ تعالے یوم لا یسبتون لا تاتیہم کذلک نبلوہم الآیۃ یعنے جب سنیچر کا روز گذر جاتا تو مچھلیون پر
قدرت نہین پاتے تھے پھر اسی حال پر وہ لوگ ایک مدت تک جب تک اللہ تعالے نے چاہا قائم رہے پھر (ایک شخص نے کنٹیا سے ایک مچھلی
گرفتار کی اور کنٹیا مین پھنسی رہی جسکی ڈوری کنارے بندھی تھی وہ اُسنے اتوار کو پکڑ کر بھونی اور لوگون نے آخر خوشبو سے پتا لگا کر لالچ کیا اور
رفتہ رفتہ ایک گروہ سنیچر کو بھی شکار کرنے لگا. کما فی روایۃ عبد الرزاق ومحمد بن اسحاق من طریق عکرمۃ عنہ) بالجملہ انمین سے ایک گروہ نے سنیچر کے
روز مچھلیان پکڑیں حالانکہ منع کیے گئے تھے اور باقیون نے انکو سمجھایا اور اس سے منع کیا اور کہا کہ تمپر سنیچر کے روز یہ حرام کیا گیا ہے تم ایسا کرتے ہو
مگر انکو کچھ فائدہ نہوا پھر جب زمانہ دراز گذرا تو منع کرنے والون مین سے ایک گروہ خاموش ہوا اور کچھ لوگ تب بھی سمجھاتے رہے اُنسے ان لوگون نے
کہا کہ تم جان چکے کہ یہ لوگ ایسی قوم ہے جنپر عذاب ثابت ہو چکا پھر تم کیا ایسی قوم کو سمجھاتے ہو جنکو اللہ تعالے ہلاک یا عذاب کرنے والا ہے۔ حالانکہ
یہ کہنے والا فرقہ بہ نسبت سمجھانے والے فرقہ کے شکار مارنے والون پر سخت غضبناک تھا پس اُنھون نے جواب دیا کہ معذرۃ الی ربکم ولعلہم یتقون
اور پہلے یہ دونون فریق ان گناہ کرنے والون کو سمجھاتے تھے پھر جب عذاب آیا تو یہ دونون گروہ بچ گئے جنمین سے ایک کا یہ قول ہے کہ لم تعظون
قوما الخ اور دوسرا جنکا قول ہے کہ معذرۃ الی ربکم الخ. اور رہے اہل معصیت تو انکو بندر کر دیا گیا. وقد روی العوفی عنہ قریبا من ہذا۔ فَلَمَّا
نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اے فلما ترکوا ما وعظوا بہ فلم یرجعوا۔ پھر جب بالکل چھوڑ گنہگارون نے اس نصیحت کو جس سے سمجھائے گئے تھے پس باز نہ آئے
تو عذاب آیا پس۔ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ نجات دیدی ہمنے اپنے فضل سے ان لوگون کو جو منع کرتے تھے قوم فاسق کو بدکاری
سے۔ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ. بئیس فعیل از بؤس ہے لہذا مفسرؒ نے شدید سے تفسیر کی اور
ما مصدریہ ہے وبا سببیہ یعنے اور پکڑ لیا ہم نے ان لوگون کو جنھون نے حد سے تجاوز کرنے مین ظلم کیا ساتھ عذاب شدید کے بسبب اُنکے فسق کے
یعنے حکم کی پابندی سے باہر ہو جانے کے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ پھر جب سرکشی کی ان نافرمانی
کرنے والون نے اس چیز سے جس سے وہ منع کیے گئے تھے تو ہم نے اُنسے کہدیا کہ ہوجاؤ بندر ذلیل خوار پس ایسے ہی بندر ہو گئے۔ یہ عذاب شدید
کی تفصیل ہے اور شاید کہ اشارہ ہے کہ عذاب شدید کے مستحق بسبب عصیان کے ہوئے تھے پھر ممانعت سے سرکشی کرنے پر وہ عذاب شدید نازل
ہو گیا اور باوجود عذاب شدید کے ہلاک بھی ہو گئے کیونکہ گنہگارون کے ٹکڑے کا دروازہ بند تھا جب صبح کو آواز نہ آئی تو ...
ایک شخص کو چڑھایا اُسنے دیکھا کہ سب دمدار بندر ہوئے پڑے ہین پس جب یہ لوگ داخل ہوئے تو اپنے کسی رشتہ دار کو نہین پہچانتے تھے
بندر اُنمین سے اہل قرابت کو پہچانکر آتے اور انکے کپڑے سونگھتے اور روتے تھے اور یہ لوگ کہتے کہ ہم نے تم سے منع کیا تھا ...

تم نے منع کیا تھا آخر بعد تین روز کے سب ہلاک ہوگئے اور یہ بھی اُنکی ذلت وخواری تھی کہ بندرون کی طرح کسی شرارت کی مجال نہ رکھتے تھے۔
مفسرین نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھے نہین معلوم کہ جو فرقہ ساکت رہا تھا اسکے ساتھ کیا ہوا اور عکرمہؒ نے کہا کہ وہ ہلاک نہین ہوا کیونکہ اُسنے
ان نافرمانون کا فسق برا جانا تھا چنانچہ کہا لم تعظون قوما الآخر اور حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انھون نے بھی قول عکرمہؒ کو اختیار کیا
اور اُنکو بہت پسند آیا۔ مترجم کہتا ہے کہ عبدالرزاق نے بھی عکرمہؒ سے ابن عباسؓ کا اپنے قول کی طرف رجوع کرنے کا قصہ روایت کیا اور اسمین
ہے کہ ابن عباسؓ نے مجھے اسپر ایک جوڑا لباس پہنایا۔ اور علی بن ابی طلحہؒ نے جو ابن عباسؓ سے روایت کیا وہ قول جید ہے فتامل فیہ۔
محمد بن اسحاق نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہود نے روز سنیچر کو اپنے حق مین محض عبادت کے واسطے لازم کیا اور بدون
حکم کے بدعت نکالا حتی کہ اُنپر حکم سے لازم کیا گیا پھر اسی مین وہ مبتلا کیے گئے پھر تمام قصہ ذکر کیا۔ واضح ہو کہ آیت مین امر معروف و نہی منکر کی
بہت واجبی شان ظاہر ہے اور مدارک مین ہے کہ وائے برحال اہل اسلام کہ عموماً اس سے غفلت ہے اور سابق مین تفسیر قولہ کانوا لایتناہون
عن منکر فعلوہ الآیۃ کی تفصیل گذر چکی ہے اور یہی سرکشی باعث غضب ہوئی۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

اور وہ وقت یاد کرو کہ خبر کر دی تیرے رب نے البتہ کھڑا کرتے رکھیگا یہود پر قیامت کے دن تک کوئی شخص کہ دیا کرے اُنکو بُری مار تیرا رب

لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

شتاب سزا دیتا ہے اور وہ بخشتا ہے مہربان

وَإِذْ تَأَذَّنَ اعلم ہے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے اور بیضاویؒ نے ذکر کیا کہ تاذن تفعل از ایذان۔ اور اسی کے معنے مین ہے جیسے توعد و ایعاد
یعنے آگاہ کیا۔ یا بمعنے عزم ہے کیونکہ جو شخص کسی کام کو کرنا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو پہلے اُسکے کرنے سے ایذان دیتا ہے۔ وقال الحافظ سوا ے
مجاہدؒ کے دیگر ائمہ تفسیر نے کہا کہ تاذن بمعنے امر ہے یعنے حکم دیدیا۔ اور لفظ و قوت کلام مین معنے قسم کا افادہ ہے۔ بیضاویؒ نے کہا کہ قولہ واذ تاذن
ربک اور دریافت کر اُسے جبکہ آگاہ کر دیا یا حکم دیدیا تیرے پروردگار نے۔ یہ بمانند علم اللہ وشہد اللہ کے مفید قسم ہے اسی واسطے جواب مین
بلام قسم آیا کہ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ البتہ مبعوث فرماویگا یہود پر۔ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ روز قیامت تک۔ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ
ایسے شخص کو جو چکھاویگا انکو برا عذاب۔ حاصل آنکہ یہود کی سرکشی وحیلہ گری و انبیاء علیہم السلام کے قتل کرنے وغیرہ بدکاریون کے عوض اللہ تعا
عزوجل نے موافق علم مقدر کے آگاہ فرمایا کہ اب اوتعالے ان یہودیون کو قیامت تک ہر زمانہ مین ہر ایسے شخص کے ماتحت ذلیل وخوار رکھیگا جو
انکو برا عذاب چکھاوے۔ انپر سلیمان علیہ السلام سلطان کیے گئے اور بعد انکے بابل کا بادشاہ بخت النصر مسلط ہوا جبکہ انھون نے حضرت یحیی علیہ السلام
کو شہید کر ڈالا تھا پس بخت نصر نے انکو خوب قتل کیا اور انکے عمائد کو قید کر کے لیگیا اور انپر جزیہ وخراج باندھا پھر ہمیشہ ملوک یونان و بادشاہان
مجوس کی ذلت مین رہے یہانتک کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے انپر جزیہ باندھا بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ برابر یہ جزیہ
قیامت انپر جاری رہیگا۔ وقال الحافظ آخر حال یہود کا یہ ہوگا کہ وہ مسیح دجال کے ساتھ ہو کر نکلینگے پس حضرت عیسی علیہ السلام کے
ساتھ اہل ایمان لوگ انکو مع دجال قتل کرینگے۔ رازی وغیرہ نے کہا کہ برابر انپر جزیہ ثابت رہیگا یہان تک کہ عیسیٰ اترین پھر وہ سوا ے
اسلام کے جزیہ نہ قبول کرینگے پھر یہان یہ سوال ذکر کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شرع مین ہے کہ کافر اسلام لاوین یا جزیہ دین ورنہ
قتل کیے جاوین۔ پھر عیسیٰ خلاف شریعت آنحضرت صلعم پر کیونکر حکم کرینگے۔ جواب دیا کہ جزیہ کا حکم تا زمانہ نزول عیسیٰ ہے کیونکہ احادیث مشہورہ مین

مصرح ہے کہ عیسیٰ اترکر والے اسلام کے کچھ جزیہ وغیرہ نہین قبول کریگا مترجم کہتا ہے کہ آجکے دین مین [illegible]
وغیرہ سے اعم ہے پس بزور شمشیر انکو خوار کرکے مسلمان کرنا قبل اسلام لانے کے اُنپر عذاب ہے اور بعد اسلام کے وہ مسلمان ہو [illegible]
مین بہت بڑا معجزہ ہے جو قطعاً آنحضرت صلعم کی صدق رسالت وقرآن مجید کی حقیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ خبر غیب ہے [illegible]
کہ اسوقت تک کوئی یہودی کہین بادشاہ مختار نہین ہوا پس اہل کتاب سے افسوس ہے کہ قرآن مجید مین غور نہین کرتے ہین [illegible]
اہل اسلام کو بھی سخت تہدید ہے کہ یہودیون کے مانند مخالفت حکم اللہ تعالے ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پرہیز کرین [illegible]
لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ۔ یہ ان مخلوق کے لیے ہے جو او تعالے جل جلالہ واسکے رسول صلعم کی نافرمانی کرین ۔ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یہ ان مخلوق
کے لیے ہے جو اللہ تعالے واسکے رسول کی فرمانبرداری وطاعت کرین کما فی قولہ تعہ فاصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۔ ف
فی العرائس قولہ ان ربک لسریع العقاب الآیۃ۔ حجاب وتجلی کثرلحہ مین طاری ہوتی ہین اور لطف قدیم وقہر قدیم پےدرپے آتے ہین پس انہین سے
قبض وحجاب ہوتا اور کشف وتجلی ہوتی ہے اور بعض نے فرمایا کہ سریع العقاب سے جہان قرآن مجید مین ہے اشارہ سے عقوبت حجاب
ثابت ہے پھر اوتعہ نے انکے درمیان نیک لوگون واسلام لانیوالون وابتدائی حالت والون کو بیان فرمایا۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ
اور متفرق کیا ہمنے انکو ملک مین فرقے فرقے بعضے اُنہین نیک اور بعضے اور طرح کے اور آزمایا انکو خوبیون مین اور
السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ
برائیون مین شاید وہ پھر آوین پھر اُنکے پیچھے آئے ناخلف وارث کتاب کے لیتے اسباب
هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ
اس ادنیٰ زندگی کا اور کہتے ہمکو معاف ہوگا اور اگر ویسا ہی اسباب پھر آوے تو لے لیوین کیا نہین لیا اُن پر
مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
عہد کتاب کے حق مین کہ نہ بولین اللہ پر سوائے سچ کے اور پڑھے جو لکھا ہے اُسمین اور پچھلا گھر بہتر ہے
يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝
ڈر والون کو کیا تمکو بوجھ نہین اور جو لوگ پکڑ رہے ہین کتاب اور قائم رکھتے ہین نماز ہم ضایع نکرینگے ثواب نیکی والون کا

وَقَطَّعْنٰهُمْ اور متفرق ومنتشر کردیا ہم نے انکو۔ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا روئے زمین مین فرقہ فرقہ۔ امما مفعول دوم ہے یا درحالیکہ فریق
فریق منتشر کیے گئے ہین اس حیثیت سے کہ قریب ہے کہ کوئی جہت انسے خالی نہو اور یہ بھی انکے بدبختی کا تتمہ ہے تاکہ کبھی انکو اتفاق واجتماع
شوکت حاصل نہو۔ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ بعضے ان مین سے صالح ہین صفت ہے یا بدل ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو قبل تحریف توریت کے
راہ پر تھے جیسا کہ قولہ فخلف من بعدہم دلالت کرتا ہے۔ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ تقدیر کلام آنکہ ومنہم ناس دون ذلک۔ اور بعضے انمین ایسے
لوگ ہین کہ صالحین سے دون مرتبہ ہین یعنے فاسق وکافر ہین پس دون ذلک صفت موصوف محذوف ہے۔ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ
اور آزمایا ہم نے انکو ساتھ بھلائی یعنے نعمتون اور فراغت وعیش دینے کے۔ وَالسَّيِّاٰتِ اور ساتھ برائی یعنے فقر ومحتاجی وتنگی [illegible]
کے۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ متنبہ ہوکر اپنے فسق وفجور سے حکم الٰہی کی طرف رجوع کرجاوین۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ [illegible]

Marfat.com

یعنے اولاد اور بفتح لام بمعنے بدل خواه اولاد ہو یا کوئی اور چیز ہو اور یہان بسکون لام ہے اور وه اولاد بد کو بولتے ہین جیسے بفتح لام بمعنے نیک کو کہتے ہین اور در اصل یہ مصدر ہے جو صفت قرار دیا گیا اسی سے واحد و جمع پر آتا ہے معنے آنکہ ان لوگون کے بعد بدتر اولاد انکی قائم مقام ہوئی۔ مراد ان سے وه لوگ ہین جو زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین تھے۔ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ جملہ صفت خلف ہے یعنے وارث ہوئے کتاب توریت کے اپنے باپ دادون سے یعنے انکے ہاتھ آئی کہ اسکو پڑھتے ہین اور اسمین جو حکم ہین انکو سمجھتے ہین لیکن حال یہ ہے کہ يَأْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى اے یاخذون حطام ہذا الشیئ الادنے یعنے الدنیا من حلال وحرام۔ یعنے لیتے ہین حقیر مین شے ادنی یعنے دنیا کو خواه حلال ہو یا حرام ہو۔ عرض بفتحتین حطام متاع دنیا۔ و بسکون را رحملہ سوائے درم و دینار کے جملہ اموال اور گاہے فقہ مین سوائے درم و دینار کے اموال منقولہ سے مخصوص ہے اور یہان اول مراد ہے اور آدنی اگر دنو سے ہے تو بسبب کمال قرب کے ساتھ فنا کے اور اگر دنارة سے ماخوذ ہے تو بسبب کمال حقارت کے بمقابلہ نعمتہائے آخرت کے بالجملہ مراد اس سے اموال دنیاوی ہین اور حاصل یہ کہ دنیا پر اسقدر حریص ہین کہ جو کچھ ملتا ہے خواه بروجہ حلال ہو یا حرام ہو اسکو لے لیتے ہین۔ وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا اور کہتے ہین کہ عنقریب ہمارے واسطے مغفرت کیجاویگی جو ہماری حرکت ہے۔ اور یہ ان کو یقین و دلیری اسوجہ سے نہ تھی کہ گناه ہو گیا اسپر توبہ و استغفار کر لیا بلکہ انکا حال یہ کہ۔ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ اور اگر آجاوے انکے سامنے مال حطام حقیر اسکے مثل تو اسکو بھی لے لیوین۔ یعنے گناه پر اصرار و ہٹ کیے جاتے ہین اور بیہوده دعوے کرتے ہین چنانچہ کہتے تھے کہ جنت مین سوائے یہود کے کوئی نہ جائیگا اور کہتے کہ سوائے ایام معدودات کے ہمکو آگ نہ چھوئیگی۔ پس صاحب الکشاف نے جو یہان کہا کہ اہل سنت بھی یہودیون کی طرح بدون توبہ کیے مرجانے والے کی مغفرت کے قائل ہین تو یہ صاحب الکشاف کی لاعلمی ہے اہلسنت بے گناه مرجانے والے کے حق مین بھی یون قطعی حکم نہین لگاتے اور غالب گمان پر نظر کرم الٰہی عز وجل کے مغفور جانتے ہین پھر بھلا گناہگار بے توبہ مرنے والے کے حق مین انکا یہ اعتقاد کہان ہے ہان یون کہتے ہین کہ او تعالے چاہے تو اسکو بخشدے اور یہ یہود کا مذہب نہین ہے چنانچہ بیان ہوا کہ یہ لوگ اپنی مغفرت کے مدعی تھے اور اللہ تعالے نے رد کر دیا بقولہ۔ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ یہ استفہام توبیخی ہے اور اس کلام سے ایک تو انپر باوجود عدم توبہ کے مغفرت پر قطع کرنے مین توبیخ فرمائی اور دوم دلالت فرمائی کہ انکا یہ قول افترا ہے اللہ تعالے پر اور سوم انکا فعل فسق ہے کہ میثاق توریت سے خروج ہے۔ وقولہ تعالے وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ اور پڑھا یہودیون نے جو کتاب مین ہے۔ حالانکہ توریت مین گناه پر اصرار کیے جانے کے باوجود مغفرت کا وعده نہین ہے پھر اصرار کے باوجود کیون ان لوگون نے مغفرت کی نسبت اللہ تعالے کی طرف کی۔ پس افترا کیا مفسرین نے اس کلام کی وجہ اعراب مین گفتگو کی پس مفسر نے کہا کہ یوخذ پر عطف ہے قال فی الکمالین یعنے از راه معنے کے عطف ہے یعنے اخذ علیہم میثاق الکتاب و قرروا ما فیہ اور بعض نے دونون پر استفہام کا داخل ہونا تجویز کیا مترجم کہتا ہے کہ استفہام تقریری کے طور پر جو مفسر نے اختیار کیا یہ گفتگو ہے۔ اور بیضاوی مین ہے کہ آلم یوخذ پر عطف از راه معنے ہے یعنے گویا یون کہا گیا۔ وقد اخذ علیہم میثاق الکتاب وقد درسوا ما فیہ مترجم کہتا ہے کہ یہی اوجہ ہے اور بیضاوی وغیره نے تجویز کیا کہ ورثوا پر بھی عطف ہو سکتا ہے یعنے ورثوا الکتاب و درسوا ما فیہ۔ پس درمیان مین جملہ معترضہ ہے اور از راه معنے یہ وجیہ ہے مگر لفظ مین بعد ہے۔ پھر شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ سدی نے اسکی تفسیر مین کہا کہ بنی اسرائیل مین جو قاضی ہوتا تھا وه حکم مین رشوت لینا شروع کرتا اور انہین سے نیک لوگ جمع ہو کر عہد لیتے کہ تحریف و رشوت نہ کرین پھر جب طعن کرنے والون مین سے کوئی بجائے اسکے ہوتا تو وه بھی یہی کرتا کما فی قولہ و ان یاتہم عرض مثلہ یاخذوه۔ ولیکن جو جمہور کی تفسیر ہے وه اوپر مذکور ہوئی اور میثاق الکتاب سے وه مراد ہے جو قولہ واذ اخذ اللہ میثاق الذین

Marfat.com

اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ الآیۃ مین مذکور ہے پس یہود کا رشوت لینا اور حکم حق چھپانا اور تحلیل وتحریم کا اور تعدی کو [illegible]
نہ کرنا پھر مغفرت کے مدعی ہونا باوجود توبہ نہین کرنے اور اصرار کیے جانے کے سب خلاف عہد ومیثاق تھا۔ واضح ہو کہ یہ آیت مسلمانون کی امت
مین سے بھی جو علما اس صفت پر ہون وہ مصداق اس وعید وتوبیخ کے ہونگے بدلیل آنکہ ابن جریج نے ابن عباس سے روایت کی کہ [illegible]
وہ لوگ اپنے گناہون مین عود کرتے اور توبہ نہین کرتے پھر اللہ تعالےٰ سے مغفرت کی مدعی تھے اور ابن عباسؓ سے یہ آیت پوچھی گئی تو فرمایا کہ
اقوام ہین کہ دُنیا پر جھکے ہوئے ہین اسکو حرام وحلال جس طرح پاتے ہین کھائے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ عنقریب ہماری مغفرت کی جائیگی اور
دنیا مین سے کوئی چیز انکے سامنے عارض نہین ہوتی مگر آنکہ اسکو ضرور لے لیتے ہین۔ مجاہدؒ نے کہا کہ نصاریٰ ہین جو اس دنیا پر جھکے ہوئے ہین جو
حرام وحلال چاہتے ہین کھاتے ہین اور اپنی مغفرت کے دعوی کرتے ہین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تقوی وپرہیزگاری کی طرف ارشاد فرمایا بقولہ وَالدَّارُ
الْاٰخِرَۃُ اور دار آخرت خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ بہتر ہے ان لوگون کے واسطے جو بچتے ہین حرام سے اور دیگر امور خلاف عہد آلہی سے اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ۔ اکثر قرا کے نزدیک یعقلون بالیار التحتیہ ہے اور حفص ونافع وابن عامر کی قراءۃ مین تعقلون بتار فوقیہ ہے بنابر آنکہ صنعت
التفات ہے معنے آنکہ کیا سمجھتے نہین تاکہ دنیا کو چھوڑ کر اسکو اختیار کرین۔ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ دلیر وہوشیار وہ شخص ہے جسنے اپنے نفس کی مخالفت کرکے اسکو طاعت مین لگایا اور مابعد موت کے واسطے عمل کیے اور عاجز وہ شخص ہے
جسنے خواہش نفس کی پیروی کی اور اللہ تعالےٰ پر آرزو مین باندھین رواہ الترمذی۔ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ از تمسیک اکثر کے نزدیک
اور از امساک قراءۃ شعبہ ہے۔ اور مفسرؒ کے نزدیک یہ اہل کتاب مین سے بعض لوگون کی جو ایمان لائے ہین تعریف ہے معنے آنکہ اور جن لوگون نے
تمسک کیا کتاب سے پس بمقتضائے کتاب کے آنحضرت صلعم پر ایمان لائے۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم کی نماز۔ یعنے نماز اپنے وقت پر ادا کرنے
مین مداومت کی اور تمسک بکتاب مین یہ بھی شامل ہے لیکن الگ کرکے اسکے ذکر کرنے مین اسکی شرافت کا بیان ہے۔ پھر الذین موصول مع صلہ
کے مبتدا اور خبر اسکی قولہ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ہم نیکوکارون کا اجر نہین ضائع کرتے ہین۔ اور بجائے اجرہم کے اجر المصلحین مین
انکے تشریف ہے کہ وہ لوگ مصلح ہین اور تنبیہ ہے کہ صلاحیت دین مین اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے کہ اس سے اجر ضائع نہین ہوتا
اور جملہ معطوف ہے للذین یتقون پر کما ذکرہ البیضاویؒ ف فی العرائس قولہ وقطعناہم فی الارض الخ۔ او تعالےٰ نے زمین مین اولیار واعدار
دونون کو متفرق کردیا کہ ہر فرقہ اس حال پر زندگی بسر کرے جسکے واسطے وہ مخلوق ہے پس انمین سے صالحین وہ ہین جو انبیار علیہم السلام کی
پیروی پر ہین اور باقی انمین سے فاسق وکافر ہین جو اپنی رائے پر ہٹ کرتے ہین اور خلاف انبیار علیہم السلام کے چلتے ہین۔ قولہ وبلوناہم بالحسنات
والسیئات یعنے سب کو ہم نے امتحان مین ڈال دیا ہے کیونکہ قہر ولطف مین تمام بندے مقہور ہین پس قہر سے حجاب مین پڑتے ہین اور گناہ کرتے ہین
اور لطف سے طاعت بجا لاتے ہین پس حالت قہر مین اُنسے صبر کا مطالبہ ہے یعنے صبر کرین اور حالت نعمت مین شکر کا مطالبہ ہے پس صبر تو
محال ہے مگر اسی طور سے کہ لوگ اپنے پروردگار حق عز وجل کو پہچانین اور شکر بھی انسے محال ہے مگر اسی صورت مین کہ جمال آلہی کا انکو کشف ہو
قولہ لعلہم یرجعون۔ اشارہ ہے کہ بلار کی طرف سے مُبلی یعنے بلا دہندہ کی طرف رجوع لاوین یعنے وسائط واسباب سے نظر اُٹھا کر حضرت مسبب الاسباب
کیطرف نظر رکھین۔ بعض نے فرمایا کہ کلام کے معنے یہ ہین کہ ہم نے طلب شکر کے واسطے انکو نعمتون سے امتحان کیا اور طلب صبر کے واسطے انکو
محنتون سے امتحان کیا مگر انھون نے سب سے انکار کیا پس نہ نعمتون کے وقت وہ شاکر ہوئے اور نہ مصیبتون کے وقت صابر ہوئے۔ قولہ
الم یوخذ علیہم میثاق الکتاب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق۔ جب ان لوگون نے قرب آلہی کا اور اسکے حضور مین انبساط کا دعوی کیا اور [illegible]

تعالیے انکے کسب وبدافعال پیدا خود نہ فرماویگا تو اللہ تعالے نے ان لوگون کو انکے افترا پر اسطرح فضیحت کیا کہ یہ لوگ اپنے قول مین جھوٹے مین اور ان لوگون نے اللہ تعالے کی جناب مین وہ بات کہی جسکا انکو علم نہین ہے اور قیامت تک جو لوگ ایسی باتون کے مدعی ہوتے ہین جو امر غیب مین انکے حق مین بھی فضیحت ہے اور اس کلام مین حق سبحانہ نے صد یقین پر موثق ومحکم کردیا کہ اللہ تعالے کی شان پاک مین کسی بات کی نسبت نکرین مگر اسی بات کے جس سے اسنے اپنی ذات پاک کا موصوف ہونا ظاہر فرمایا ہے یعنے تمام حوادث ومخلوق کے اوصاف سے حضرت باری تعالے کا منزہ ومقدس ہونا حق کہ کوئی چیز کسی حال وصفت مین اسکے مانند ومشابہ نہین ہے اور یہ محکم کردیا کہ یقین رکھین کہ تمام مخلوق مین ذرہ سے عرش تک اوتعالے عزوجل کی تقدیر سابق ومشیت ازلی جاری ہے بعض نے فرمایا کہ معنے مین اشارہ ہے کہ کیا اللہ تعالے نے انکو زبان وسائط یعنے انبیاء علیہم السلام سے اور کتب مقدسہ سے یہ بیان نہین کردیا کہ حق تعالے کی جناب مین دعوی وغیرہ سے کوئی بات نہ کہین مگر یون ہی کہ اسکی قدرت عالیہ ہے اور اسکی مشیت مین کسی کو دم مارنے کی مجال نہین ہے جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے پھر حق سبحانہ نے آگاہ کردیا کہ یہ گمراہ لوگ میثاق الکتاب سے یہ جانتے تھے مگر معاملات پاکیزہ ومقامات رفیعہ جنکی طرف انکو ارشاد ہوا تھا ترک کردیے بقولہ ودرسوا مافیہ۔ یعنے پڑھ لیا مگر اسکے حقایق کو نہ پہچانا اور اگر اسکے مذاق سے ذرا بھی چکھا ہوتا تو جان فدا کرکے تابع ہوتے۔ سہل رح نے فرمایا کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ **قال المترجم** حدیث شریف مین یہ مضمون آیا کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کرکے آخر زمانہ والون کے حق مین کہا کہ اللہ تعالے سے گمراہی سے پناہ مانگو تو بعض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم قرآن پڑھتے ہین اپنی اولاد کو پڑھاوینگے اسیطرح ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ اے کودن یہ نہین دیکھتا کہ یہود ونصاری بغل مین کتاب دبالے ہین کچھ بھی انکو موثر نہین ہے۔ حاصل آنکہ آیات وحقایق واشارات کلام ربانی مین ظاہر ہین مگر بدون ہدایت الٰہی کسی بندہ کو نہین ملتے ہین اور لوگون نے کثرت سے مدعیان علم کو مشاہدہ کیا کہ جدال بلا اثر ونام وشہرت کے سولے کچھ نہین رکھتے۔ اعوذ باللہ من الضلال بلکہ بہتیرے انکار کرتے ہین کہ اس کلام مین سولے اس معنے کے اور کچھ نہین ہے گویا وہ اسپر ایمان نہین رکھتا کہ افعال بندون کے اللہ تعالے کی مخلوق ہین پس اگر اللہ تعالے نے حقایق واشارات پر مطلع نہین کیا تو کیونکر مطلع ہو پھر انکار کیون کرتا ہے۔ فافہم پھر اللہ تعالے نے اسلاف یہود کی کتاب سے ابتدائً منکر ہونے کو وبجبر قبول کرائے جانے کو بیان فرمایا اور بعض نے کہا کہ یہود مدعی تھے کہ بنی اسرائیل سے کبھی حق کی مخالفت سرزد نہین ہوئی تو الزام دیا بقولہ تعالے

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا

اور جو وقت اٹھایا ہمنے پہاڑ انکے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے کہ وہ گرے گا انپر پکڑو جو ہمنے دیا ہے زور سے اور یاد کرتے رہو ۱۲ ع ۹

مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

جو اس مین ہے شاید تمکو ڈرہو

إِذْ ظرف ہے بعض نے مقدر کیا واسالہم اذ۔ یعنے یہود پر الزام دینے کو سوال کر اسوقت کا کہ آخ۔ اور وہ جو مفسر رح نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ اذکر اذ نتقنا الجبل فوقہم نتق دراصل بمعنے جذب ہے وابو عبیدہ نے کہا کہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔ وامرأۃ ناتق بمعنے وہ عورت جو بہت جنتی ہو گویا بہت ڈال جاتی ہے۔ فراء رح نے کہا کہ بمعنے رفع ہے اور ابن قتیبہ نے کہا بمعنے زعزعہ بدو زاء منقوطہ وبدو عین مہملہ ہے اور مجاہد رح نے اسی تفسیر کی اور معانی متقارب ہین مگر احسن وہ ہے جو شیخ حافظ نے ذکر کیا کہ علی بن طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ نتقنا اے رفعنا۔ جیسے تعالے ورفعنا فوقہم الطور بمیثاقہم الآیۃ۔ المعنے اور بیان کردے اے محمد صلعم جبکہ بلند کیا ہم نے پہاڑ کو انکے اوپر یعنے ان یہودیون کے باپ دادون پر

Marfat.com

جبل سے بعض نے کہا کہ کوہ طور مراد ہے جسپر موسیٰ کو تکلیم نصیب ہوئی اور الواح توریت عطا ہوئین بعض نے کہا کہ فلسطین کے پہاڑ
بعض نے کہا کہ بیت المقدس کے پاس ایک پہاڑ تھا مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ قولہ رفعنا فوقهم الطور مین صریح ہے کہ طور تھا تو
اختلاف کیسا تو جواب یہ ہے کہ طور زبان عرب مین ہر ایسے پہاڑ کو کہتے ہین جسپر نباتات جمین اور اگر نہ جمین تو وہ طور نہین ہے کما ذکرہ السیوطی
فی الاتقان عن ابن عباسؓ۔ اگر کہا جاوے کہ تحقیقاً مین اللہ تعالے نے پہاڑ بلند کرنے کی اپنی طرف نسبت فرمائی تو جواب آنکہ فاعل حقیقی
جیز کا اللہ تعالے ہے اور ظاہر مین جواب وہ ہے جو حافظؒ نے تفسیر مین ذکر کیا کہ ثوریؒ نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت
کہ ملائکہ نے ان لوگون کے سرون پر بلند کیا تھا۔ اور نسائیؒ کی روایت طویل قصہ موسیٰ مین ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر موسیٰ بنی اسرائیل کو
لیکر زمین مقدس کیطرف روانہ ہوئے اور غصہ تھم جانے کے بعد انھون نے الواح توریت کو اُٹھا لیا تھا پھر بنو اسرائیل کو رسالت الٰہی پہونچائی
کہ الواح کے اعتقادات رکھین و فرائض و واجبات پر عمل کرین پس یہ احکام انپر گران گزرے اور قبول سے انکار کیا یہان تک کہ اوتعالے نے
انپر پہاڑ کو بلند کیا اسکو ملائکہ اُٹھائے ہوئے تھے۔ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ گویا وہ ظلہ ہے۔ بیضاویؒ وغیرہ نے کہا یعنے سقیفہ ہے اور وہ ہر ایسی
چیز جو سایہ کیے ہو۔ جیسے کوٹھری کی چھت اور ابر اور دیوار کا چھجا وغیرہ۔ وَظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ اور یقین کیا
ان لوگون نے اس بات کا کہ یہ پہاڑ انپر گرنے والا ہے کیونکہ پہاڑ درمیان مین معلق نہین رہتا اور اسوجہ سے کہ انکو یہی وعید دی گئی تھی چنانچہ
حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ جب بنو اسرائیل نے مکر قبول کرنے سے انکار کیا اور یہی کہا کہ اگر اس مین خفیف فرائض و وظائف ہونگے
تو خیر ورنہ نہین مانینگے تو اللہ تعالے نے پہاڑ کو حکم دیا وہ اپنے مقام سے منقطع ہو کر بلند ہوا اور معلق انکے سرون پر آیا تو موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ
اب بھی نہ مانوگے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مانو ورنہ پہاڑ تمپر ڈال دیا جائیگا پس یہ دیکھکر ہر شخص سجدے مین اپنی بائین بھون پر گر پڑا
اور دائین گوشہ چشم سے گرپڑنے کے خوف سے دیکھتا تھا اسی سے یہودی بائین بھون پر سجدہ کرتے اور کہتے ہین کہ اسی سجدے سے ہمپر سے
عذاب دور ہوا تھا۔ رواہ سعید فی تفسیرہ۔ قال البیضاوی پس ظن کا اطلاق باوجودیکہ انکو یقین تھا اسوجہ سے ہوا کہ امر متیقن
واقع نہین ہوا یعنے پہاڑ گرا نہین کیونکہ مشروط تھا کہ اگر مانین جو کہا گیا کہ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ یہ مقولہ ہے باضمار قول
یعنے قلنا لهم علی لسان موسیٰ۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی انسے کہا کہ لو اسکو جو دیا ہم نے تمکو یعنے کتاب کو مانو بقوت یعنے جد و عزم
سے اس کی مشقت برداشت کرتے ہوئے۔ قال البیضاویؒ خذوا کی ضمیر سے یہ حال واقع ہے یعنے متلبسین بقوۃ۔ وَاذْكُرُوْا
مَا فِيْهِ اور یاد رکھو جو اس مین ہے۔ یعنے اسپر عمل کرتے رہو اور ترک مت کرو جیسے بھولی ہوئی چیز ہوتی ہے اور یہ مراد نہین کہ زبان
سے اسکو حفظ کرو۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم اعمال قبیحہ و اخلاق ذمیمہ سے بچو یا آنکہ تم اُمید رکھو اپنی ذات پر اہل تقوی ہو جانے کی
ابن عباسؓ سے روایت طویل مین ہے کہ ظاہری سجدہ پر اوتعالے نے عذاب دور کیا حالانکہ ظاہر مین کہتے تھے کہ ہم نے فرمانبرداری قبول
کی اور دل مین عصیان تھا۔ قال المترجم یہ مراد نہین ہے کہ اسیوقت عصیان کا قصد دل مین حاضر تھا بلکہ مارے خوف کے
اسوقت تو عذاب رفع ہونے اور رہا ن لینے کے سوا سب بھولے ہوئے تھے ولیکن دل مین عصیان رگ و ریشہ مین بھر گیا تھا۔ کما
قولہ قالوا سمعنا و عصینا واشربوا فی قلوبهم العجل الآیۃ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان کا قلب مین داخل ہونا محض فضل الٰہی ہے اور دل
سینہ کشادہ ہونے کی حالت ہے لہذا محققین مشائخ نے دعائے اللّٰهم اجعلنی مومنا۔ کو مکروہ نہین جانا بلکہ بہت مستحسن ہے اور اگر تو اس
مقام مین غور کرے تو بہت لطائف ہین اور ارتباط عدم تعمیل عہد و میثاق باوجود اس اقرار کے واضح ہے اور ما بعد مین اسرار اور

بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

اور جب نکالا تیرے رب نے آدم کے بیٹون کی پیٹھ مین سے اُنکی اولاد اور اقرار کروایا اُنسے انکی جان پر کیا مین نہین ہون رب تمھارا

قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ

بولے البتہ ہم قائل ہین کبھی کہو قیامت کے دن ہمکو اسکی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو نکالا

اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

ہمارے باپ دادون نے پہلے اور ہم ہوے اولاد انکے پیچھے تو ہمکو کیون ہلاک کرتا ہے ایک کام پر کہ کیا ہم خطا والون نے اور یون ہم کھولتے ہین

الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

باتین اور شاید وہ لوگ پھر آدین

مترجم کہتا ہے کہ آیت کی تفسیر مین علما رکے دو طریق ہین اور اہل تاویل مین کلام طویل ہے اور بعض مفسرین سے خلط ملط واقع ہو کر تفسیر مین اشکال واقع ہوا لہذا قبل تفسیر کے بہتر معلوم ہوا کہ جو کلام درمیان تفسیر مین موجب انتشار ذہن ہے اسکو پہلے ہی تمہید کر دون پھر تفسیر کے ہر دو طریق مین کلام کرون پس واضح ہو کہ علما راہلسنت وائمہ اہل حق کے درمیان ماسوائے بعض متکلمین شاذ کے اسمین خلاف نہین کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ذریت کا اخراج واقع ہوا پس اگر اس آیت مین بنی آدم کی پشت سے اخراج ذریت مراد ہوا ور خود آدم علیہ السلام سے مراد نہو تاہم دوسرے مقام پر اخراج از پشت آدمؑ ثابت ہے اور دیگر احادیث صحاح مین یہ مصرح وارد ہے اور بعض مین ان ذریات کے جنتی و دوزخی دونون فریق کے تمیز کے ساتھ سب کا اس بات پر گواہی دینا کہ اللہ تعالے انکا رب ہے مروی ہوا و تلخیصہ علی ما اوردہ الشیخ الحافظ. حضرت انس بن مالکؓ سے آنحضرت صلعم سے روایت ہے کہ قیامت کے روز دوزخی آدمی سے کہا جائیگا کہ بھلا تو بتلا کہ اگر تیری ملک مین سب وہ ہو جو روے زمین پر ہے تو اسکو عذاب دوزخ سے رہائی مین دیگا۔ وہ کہیگا کہ ہان پس اللہ تعالے بزبان ملائکہ فرماویگا کہ مین نے پشت آدم مین تجھسے اس سے بہت آسان بات چاہی تھی کہ تو مجھسے شرک مت کر مگر سوائے شرک کرنے کے کچھ نہ مانا۔ رواہ البخاری ومسلم وعن ابن عباس عن النبی صلعم۔ اللہ تعالے نے پشت آدمؑ سے وادی نعمان مین عرفہ کے روز میثاق لیا پس اسکی پشت سے تمام سب ذریات کو نکال کر اسکے سامنے رکھا پھر ان ذریات سے کلام فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ الست بربکم قالوا بلی تا قولہ مبطلون۔ رواہ احمد والنسائی وابن جریر وابن ابی حاتم لیکن ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ پر موقوف روایت کی ورواہ الحاکم مرفوعاً وموقوفاً اور اکثر طرق مین موقوف ہے اور یہی اثبت ہے اور یہی عوفی وضحاک نے موقوفاً روایت کی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ طرق تقویت کرتے ہین کہ روایت موقوف بر ابن عباسؓ ہے وقال المترجم یہ موقوف بھی بمنزلہ مرفوع ہے کیونکہ اصول مین ثابت ہوا کہ قول صحابی وثقہ تابعی جسمین قیاس کو مجال نہین وہ مثل مرفوع ہے اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اس آیت مین روایت ہے کہ آدم کی پشت سے ذریات نکالین جیسے سر مین سے کنگھی نکالتے ہین پس اُنسے فرمایا کہ الست بربکم قالوا بلی۔ پس ملائکہ نے کہا شہدنا ان یقولوا یوم القیامۃ انا کنا الآیۃ۔ رواہ ابن جریر باسناد لا باس بہ لیطرقنا بقوی۔ اور مسلم بن یسار الجہنیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے یہ آیت دریافت کی گئی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیگئی اور مین سنتا تھا پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر داہنے دست قدرت سے اسکے پیٹھ پر مسح فرمایا پس اس سے کچھ ذریات نکالین اور فرمایا کہ انکو مین نے جنت کے واسطے پیدا کیا اور جنتیون کے کام کرینگے پھر اسکی پیٹھ پر مسح کیا اور ذریات نکالین اور فرمایا کہ انکو

مین نے دوزخ کے واسطے پیدا کیا اور دوزخیون کے کام کرینگے پس ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ پھر آدمیون کے عمل کس لئے
ہین تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب کوئی بندہ جنت کے واسطے پیدا کیا تو اس سے اہل جنت کے کام لیتا ہے یہانتک کہ اہل جنت
کے اعمال مین سے ایک عمل پر مرتا ہے پس اسکو جنت مین داخل فرماتا ہے اور جس بندے کو دوزخ کے واسطے پیدا کیا تو اسکو دوزخیون کے
کام مین استعمال کیا یہان تک کہ وہ دوزخیون کے کامون مین سے کسی کام پر مرتا ہے پس اسکو دوزخ مین داخل فرماتا ہے۔ رواہ مالک
فی الموطا واحمد فی المسند وعبد بن حمید والبخاری فی تاریخہ وابوداؤد والنسائی وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن حبان فی صحیحہ
وابوالشیخ والحاکم وابن مردویہ والبیہقی ورواہ الترمذی وقال حدیث حسن ومسلم بن یسار لم یسمع من عمر وکذا قال ابوحاتم الرازی وابوزرعۃ
وقال ابوحاتم فیہ مسلم بن یسار عن نعیم بن ربیعۃ عن عمر بن الخطاب۔ وکذا رواہ ابوداؤد فی سننہ من طریق عمر بن جعثم القرشی وقال الدارقطنی قد
تابع عمر بن جعثم ابو فروۃ الرہاوی وقولہما اولی بالصواب من قول مالک واللہ اعلم۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ ہرگاہ اللہ عز وجل نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اسکی پشت کو مسح فرمایا پس اسکی پشت سے تمام ذریات جنکو اللہ تعالے قیامت تک پیدا کرنیوالا
ہے گر پڑی الی آخر الحدیث اور اسمین آدم علیہ السلام کا داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر ہزار سال سے چالیسؔ برس دینا اور پھر بروقت نوسوساٹھ
برس گذرنے کی عبادت آلہی و ترک ثواب پر نظر کرکے اپنے ہبہ سے رجوع کرنا جو انکی اولاد مین جاری ہوگیا ہے مذکور ہے رواہ الترمذی و
قال حدیث حسن صحیح وکذا صححہ الحاکم علی شرط مسلم وابن ابی حاتم اور اس مین ہے کہ آدم علیہ السلام نے انمین جذامی و کوڑھی سپید داغ
والے و اندھے و طرح طرح کی بیماریون والے بھی دیکھے تو آدمؑ نے عرض کیا کہ پروردگار ایسے کیون کیے گیے فرمایا کہ اسلیے تاکہ میری نعمت کا
شکر کیا جاوے۔ عرض کیا کہ یہ کون ہین جنکو مین اور لوگون سے زیادہ ظاہر نور والا دیکھتا ہون فرمایا کہ تیری اولاد مین سے انبیار ہین۔ و
فی الباب عن ہشام بن حکیم وابی امامۃ وجماعۃ من الصحابۃ والتابعین فیما رواہ ابن جریر وابن مردویہ وغیرہما من ائمۃ الحدیث۔ اور مقبلؒ
نے ابحاث مسددہ مین کہا کہ اس بارہ مین کثرت سے روایات اسقدر ہین کہ اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ بتواتر معنوی یہ امر باخبار نبوت
ثابت ہے تو کچھ بعید نہین ہے اور لوگون نے کیفیت استخراج مین اختلاف کیا ایسے اقوال سے کہ انکا مستند نہین اور حق یہ ہے کہ ہم کو فقط
یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے ذریات آدمؑ کو انکی پشت سے اخراج کیا جیسا کہ صحیح طور سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قدرت آلہی
عز وجل بہت اعلی واجل ہے اسمین کوئی استحالہ نہین ہے پس جو بات ممکن وتحت قدرت ہے جب وہ باخبار رسالت ثابت ہوئی تو ایمان
والون پر اسکا ماننا فرض ہے اور انکار کفر ہے۔ پھر ظاہر یہ ہے کہ ذریات کو زندہ نکالا کیونکہ ذریت تو زندہ کو کہتے ہین اور یہان انکو ذریت
فرمایا ہے۔ پھر کلبیؒ نے کہا کہ آدم علیہ السلام کے جنت مین داخل ہونے سے پہلے سے مکہ وطائف کے درمیان ہوا اور بعض نے کہا کہ جنت سے
نازل ہونے کے بعد ہوا۔ اور بعض سلف سے مروی ہے کہ جنت مین ہوا اور ان سب مین احتمال ہے اور خبر واحد کے مانند بھی گمان غالب
نہین ہوسکتا سوائے روایت احمد ونسائی وابن جریر وحاکم وابن مردویہ وبیہقی کے جو ابن عباسؓ سے ہے کہ اللہ تعالے نے ذریات پشت آدمؑ
سے میثاق لیا روز عرفہ در نعمانؒ پس جملہ ذریات کو انکی پشت سے نکالکر مانند چیونٹیون کے انکے سامنے چھٹکایا الحدیث اور ابوالشیخ وعبد
بن حمید وطبرانی نے ابوامامہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لما خلق اللہ الخلق وقضی القضیۃ واخذ میثاق النبیین وکان
عرشہ علی الماء فاخذ اہل الیمین بیمینہ واخذ اہل الشمال بیدہ الاخری وکلتا یدی الرحمن یمین فقال یا اصحاب الیمین فاستجابوا لہ وقالوا
لبیک ربنا وسعدیک قال الست بربکم قالوا بلی الحدیث اور صحیحین کی حدیث انسؓ مین مرفوعاً اخراج ذریت آدم از پشت در عالم

Marfat.com

اس نے عہد و میثاق لینا مروی ہے در روایات از صحابہ و تابعین بکثرت ہین جو بتواتر معنوی پہونچی ہین اور اسمین کوئی تخصیص منقول نہین کہ ان ذریات بصورت آدمی تھین یا نہین اور چیونٹیون سے تشبیہ محتمل ہے کہ صغر مین ہو لیکن کمالین مین زبان سے ذریات کا اقرار کرنا مذہب جمہور سلف و خلف بیان کیا اور یہ مستدعی نہین کہ زبان بمعنے معروف مراد ہو بلکہ نطق مراد ہے کیونکہ سننا و جواب دینا محل زندہ کو چاہتا ہے کچھ انسان بصورت معلوم ہونے کو مستدعی نہین اور اظہر یہی ہے کہ ازل مین یہ عہد و میثاق واقع ہوا اور وادی نعمان سے عالم ازل کے موافق محل خاص مراد ہے کیونکہ یہ بعد کو حادث ہوا پس اسکی کیفیت و مقام وغیرہ ہمارے عقول سے باہر و مجہول ہے۔ پھر جب ان ذریات کو انکی پشت مین واپس کر دیا تو ارواح کو مقبوض کر لیا اور یہی ظاہر ہے اور رہا یہ کہ ارواح کہان گئین تو اسمین بھی عقل کو مجال نہین ہے اور شیخ عارف شعرانیؒ نے قواعد کشفیہ مین لکھا کہ نوشتۂ عہد و میثاق باطن حجر اسود مین ودیعت ہے ولیکن اس کشف پر قطع نہین ہو سکتا اور اسمین خوض نہ کرنا اولی ہے اور یہان دقائق و غوامض ہین کہ بہدایت آلہی عز و جل اُن تک فی الجملہ رسائی ہے۔ پس محصل نظر اس مقام یہ ہے کہ پشت آدمؑ سے اللہ تعالے نے ذریات کو نکالکر اُنکو اپنی وحدانیت و ربوبیت کا مقر کیا اور کیفیت و وقت و دیگر اوہام کو یہان گنجایش نہین کیونکہ جسقدر ہم کو بتلایا گیا وہ امر ممکن داخل قدرت آلہیہ ہے پس اسپر بدون تاویل ایمان لانا اہل تحقیق و اہل عقل کی شان ہے اور جو نہین بتلایا گیا وہ ہماری عقل سے باہر اور بلا ضرورت ہے فافہم۔ جب یہ امر تمہید کر دیا گیا تو اب ہم کہتے ہین کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر مین علماء سلف و خلف کے دو قول ہین۔ بعد از انکہ سب کا اتفاق ہے کہ اخراج ذریت از پشت آدم علیہ السلام بوجہ مذکورہ بالا واقع ہوا ہے اس مین کسی کو خلاف نہین بلکہ دو قول اس مین ہین کہ اس آیت کریمہ سے یہی اخذ و اخراج مراد ہے بر سبیل تحقیق یا یہ اخراج بر سبیل تمثیل ہے۔ ابن الانباریؒ وغیرہ نے لکھا کہ اکابر اہل علم و علماء سنت و اکثر سلف و خلف کے نزدیک بر سبیل حقیقی واقعہ مراد ہے جو اوپر مذکور ہوا اور کمالین وغیرہ مین بھی یون ہی ذکر کیا ہے اور بعض سلف و خلف کے نزدیک آیت بر سبیل تمثیل ہے و مجاز مراد ہے اور زمخشریؒ نے بسبب مرض اعتزال کے اسی پر قطع کیا اور اول سے منحرف ہوا ولیکن ائمہ مفسرین اہل سنت نے باوجود جواز اول کے ثانی کیطرف میلان کیا مانند شیخ ابن کثیرؒ و بیضاوی و نسفی و رازی وغیرہ کے اور یہی قول شیخ ابو منصور ماتریدی و زجاجؒ کا ہے و سیاق الکلام علی ہذا الوجہ ایضًا۔ اور فرق ان دونون قولون مین حقیقت و مجاز کا ظاہر ہے تاہم زیادہ تفہیم و تسہیل کے واسطے بعض وجوہ فرق کو پہلے بیان کر دون تاکہ بعض مفسرین کیطرح خلط ملط سے خبط نہو جاوے پس واضح ہو کہ قول اول آنکہ آیت بر سبیل تحقیق ہے و قول دوم آنکہ از باب تمثیل ہے نہ تحقیق پس آیت مین اخذ از ظہر بنی آدمؑ دراصل اخذ از ظہر آدمؑ ہے کیونکہ پشت آدمؑ سے اخراج ہوا تو اسکو لازم ہے کہ اولاد آدمؑ مین سے ہر ایک کی پشت سے اسکے اولاد کا اخراج ہو پس لازم کے ذکر پر اکتفا کر کے ملزوم کا ذکر نہ کیا۔ و علی القول الثانی اخراج درحقیقت از اولاد آدمؑ ہے۔ دوم آنکہ اخذ مذکور علی القول الاول اجسام پیدا ہونے سے پہلے ہے اور صحاح و سنن و مسانید مین ثابت ہے کہ ارواح ان ذریات کی ازل مین جنود مجندہ تھین مگر جن مین وہان باہم الفت تھی انمین یہان دنیا مین پیدا ہو کر اُلفت ہے اور جن مین وہان نا اتفاقی تھی انمین یہان پھوٹ ہے اور نیز اللہ تعالے نے خلق کو تاریکی مین پیدا کیا اور انپر اپنے نور سے چھڑکا پس جسکو نور نصیب ہوا وہ مومن موحد ہوا اور جو بے نصیب رہا وہ دنیا مین کافر ہے۔ و علی القول الثانی اخراج مذکور اجسام کے ساتھ ہے۔ مقام اخذ و اخراج علی الاول مقام ازل یا وادی نعمان وغیرہ ہے۔ و علی الثانی روے زمین کے مقامات مین سے جہان کہین جس سے جس زمانہ مین پشتہا پشت سے لوگ پیدا ہوتے جاتے ہین۔ حاصل آنکہ قول دوم پر بنی آدم کی پشتا سے ذریات نکالکر انکو وحدانیت کا مقر کرنا یہی انکا دنیا مین پیدا کر دینا اور انکو عدم سے موجود کرنا جو حضرت خالق عز و جل کے لیے اقرار خدائی ہے جب یہ

تنبیہ ہو چکی اور یا۔ ہوگیا تو مترجم پہلے جمہور کے قول اول پر تفسیر کو جسکو شیخ مفسرؒ نے اختیار کیا ہے لاتا ہے پس معلوم کہ اللہ عزوجل نے فرمایا
رَبُّكَ اے واذکر حین اخذ ربک۔ اور یاد دلاوے اے محمد صلعم وقتیکہ لیا تیرے پروردگار نے۔ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
اولاد آدم سے انکے پیٹھون سے انکی ذریات کو۔ یعنے آدمؑ کی پشت سے اُنکی بعض ذریت نکالین پھر ان ذریات سے اور ذریات نکالین جنکا
کہ قیامت تک ترتیب وار پیدا ہونا مقدر فرمایا تھا پس درحقیقت اول حضرت آدمؑ سے نکلنا شروع ہوا اور یہ ذریات مانند چیونٹیون کے
سفید وسیاہ تھین اور یہ وادی نعمان مین جو قریب عرفات کے ہے واقع ہوا مترجم کہتا ہے کہ مستند اس قول کا اوپر مذکور ہو چکا یا ذکر نا چاہیے
اور بجاے اَخرج کے اَخذ۔ مین اشارہ ہے کہ یہ نکالنا اس وجہ پر نہ تھا جو بطریق توالد وتناسل دنیا مین وجود ہوتا ہے بلکہ ازلی اخراج تھا اور ذکر
مین خطاب آنحضرت صلعم کو بطریق تشریف ہے۔ اور مِنْ ظُهُوْرِهِمْ۔ بدل ہے من بنی آدمؑ سے باعادہ حرف جارہ پس زمخشری وبیضاوی وغیرہ
نے کہا کہ بدل البعض ہے یعنے بنی آدم کے تمام جسم سے نہین بلکہ بعض یعنے پیٹھون سے نکالا اور کمالین مین کہا کہ یہی ظاہر ہے اور مفسرؒ نے کہا کہ بدل
الاشتمال ہے اور کمالین مین کہا کہ ظاہر امراد اس سے بدل البعض ہے چنانچہ کبھی ایسا اطلاق آتا ہے جیسا کہ شرح کافیہ رضی کیطرف رجوع
کرنے سے کھلتا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ ازل مین ان ذریات کے پیٹھ وپیٹ وغیرہ اعضا نہ تھے کیونکہ یہ اخراج قبل اجسام کے
ہین پس بعض انمین سے بعض کو مشمول تھے جیسے قولہ تعالے قلنا اہبطوا منہا جمیعا مین صیغہ جمع سے آدم وحوا علیہما السلام کے خطاب مین کہا کہ
اہبطوا انتما مع ما اشتملتما من ذریتکما۔ یعنے تم دونون مع اپنی ذریات مشتملہ کے سب کے سب ہبوط کرو۔ اور علی ہذا یہ جو کہا گیا کہ ظہورہم دلالت کرتا ہے
کہ اخراج ازلی مراد نہین بسبب اسکے کہ انمین جسم وپیٹھ وغیرہ نہ تھے اب وارد نہین ہوتا کیونکہ مراد اخراج انکے مشتملات کا ہے اور پیٹھ کا ذکر برعایت اولاد
وذریت ہے فتامل۔ پھر مفسرؒ وغیرہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے ان ذریات کو اخراج کر کے انمین عقل کو مرکب کیا اور انکے واسطے اپنی ربوبیت کے دلائل
قائم کیے جس سے اُنھون نے اللہ تعالے کو وحدہ لاشریک لہ اپنا رب ومعبود جان لیا لہذا فرمایا۔ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ۔ اور اُنکو گواہ
کردیا اُنکی جانون پر چنانچہ فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا نہین ہون مین تمھارا پروردگار۔ قَالُوْا بَلٰى بولے کہ کیون نہین یعنے تو بے شک ہمارا پروردگار
ہے بعض مفسرین نے کہا کہ دونون فریق جنتی ودوزخی ہین سے اول نے بطوع ورغبت کہا اور دوم نے بکراہت وتعنت کہا اور یہی معنے ہین
قولہ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرہا الآیۃ کے بلٰی کلمہ ہے کہ اس سے اثبات نفی سابق ہوتی ہے بخلاف کلمہ نعم کے کہ وہ اثبات کلام سابق ہے
چنانچہ اگر کہا جاوے کہ الیس زید بقائم۔ کیا زید کھڑا نہین ہے اور جواب مین کہا جاوے کہ نعم تو معنے یہ ہین کہ ہان نہین کھڑا ہے اور اگر کہا جاوے کہ
بلٰی تو معنے یہ کہ کیون نہین ضرور کھڑا ہے اور اسکی تحقیق کے واسطے دوسرا مقام ہے۔ اگر کہا جاوے کہ انھون نے کیونکر سنا و جواب دیا تو کہا جائیگا
کہ کان وزبان ہونا کچھ ضروری نہین بلکہ قدرت الٰہی سے کان سنتے وزبان بولتی ہے ایسے ہی اعضا ر قیامت مین بولینگے اور جیسے قولہ تعالے
یا جبال اوبی معہ والطیر مین پہاڑ کو یہ قوت دیدی۔ وسخرنا معہ الجبال یسبحن والطیر الآیۃ مین صریح ہے اور اونٹ نے آنحضرت کو خود بخود سجدہ کیا
اور قولہ اذ قالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم الآیۃ مین فہم وگویائی چیونٹیون کی منصوص ہے اور جو شخص یہان وہم کرے وہ عجیب جاہل ہے
کہ حضرت اوتعالے کی قدرتین ظاہر باہر ہین پھر اسکو ان باتون مین کیسے وہم ہوا حالانکہ خود ایک نجس نطفہ اس شان کو پہونچا ہوا ایسا
ہے کہ اب شیطان کی پیروی مین وہم وشک کر رہا ہے نعوذ باللہ من العمی والضلال۔ بالجملہ ذریات کو اپنی قدرت کاملہ سے عارف کیا کہ قالوا
بلٰی۔ شَهِدْنَا۔ بولے کہ کیون نہین بے شک تو ہمارا پروردگار ہے ہم اسپر شاہد ہوے۔ یہ سب تحقیقی طور پر ہوا اور بعض متکلمین نے جو کہا کہ مجازا
ہے تو اس کی کچھ ضرورت نہین مگر آنکہ آیت از قبیل تمثیل قرار دیجاوے اگرچہ حقیقت مین ہو سکتا ہے جیسا کہ نصوص صحیحہ مین وارد

قائل مجاز نے امکان نہین سمجھا تو اسکا قول مردود ہے۔ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فعل بصیغہ خطاب قرارة ابو عمرو ہے اور بصیغہ غائب
ان کی قراءة ہے اور جملہ کو مفسرؒ نے اشہاد مقدر کی تعلیل قرار دیا ہے یا اشہدہم کا مفعول لہ باین طور کہ جملہ قول ومقولہ تفسیر اشہاد تھا بالجملہ
نے کہا اے والاشہاد لان لاتقولوا یوم القیامة۔ یعنے یہ اشہاد اور انکو اپنی جانون پر گواہ کر دینا اسواسطے ہوا کہ قیامت کے روز تم نہ کہو یا یہ لوگ
کفار یون نہ کہین کہ۔ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ہم لوگ اس توحید سے غافل تھے پہچانتے نہ تھے۔ اور بعض نے کہا کہ تقدیر
کلام یہ ہے واشہدہم علی انفسہم بما ذکر کراہتہ ان تقولوا الخ۔ یعنے ان لوگون کو خود ان کے اوپر شاہد کر دیا بروجہ مذکور بسبب کراہت
اس بات کے کہ قیامت مین یہ لوگ کہین کہ ہم اس سے غافل تھے۔ اَوۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَشۡرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ۔ یا یہ کہین کہ
ہمارے زمانۂ وجود کے پہلے سے ہمارے باپ دادون نے شرک کیا۔ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ۔ اور ہم اُن کے بعد کی ذریت تھے
پس ہم نے بھی انکی اقتدار کی۔ اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ۔ کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے یعنے عذاب فرماتا ہے بوجہ ایسے فعل کے
جسکو مبطلین بیہودہ کردار نے ہمارے باپ دادون مین سے کر رکھا یعنے شرک کی بنیاد جما رکھی تھی۔ معنے یہ ہین کہ ذریات کے اپنے اوپر
توحید کے شاہد ہو جانے کے بعد انسے اسطرح حجت لانا ممکن نہو کہ ہم توحید سے غافل رہے یا ہمارے باپ دادون نے شرک کی بنیاد
مضبوط کر رکھی تھی اور ہم اُنکے پیچھے ہوئے تو ہم نے اُن کی اقتدار کی۔ شیخ ابوحیانؒ نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اگر کافرون ومشرکون سے بروجہ
ف حیان
مذکور عہد نہ لیا جاتا اور نہ اُنکے پاس ایسا رسول آتا جو اُنکو عہد یاد دلاتا کہ اللہ تعالے کی توحید واخلاص عبادت پر بدلیل عیانی وقطعی
شاہد ہو چکی ہو تو کافرون کے واسطے دو حجتین ہوتین ایک یہ کہ ہم غافل تھے اور دوم یہ کہ ہم اپنے اسلاف کے تابع تھے پھر عذاب ہمپر کیونکر
ہے حالانکہ گناہ اسکا ہے جسنے ہمارے لیے یہ راہ نکالی اور گمراہ کیا پس اس آیت مین کافرون کا عذر بے بنیاد بھی قطع کر دیا۔ حاشیہ جمل رح
مین ہے کہ اگر کہا جاوے کہ ایسا میثاق واقع ہوا تو ہمکو یاد کیون نہین اور جواب دیا کہ وہ بنیاد اول بسبب انقضاے زمانہ کثیر وکثرت
انتقالات از اصلاب وارحام متعدد ونطورات کے فراموش ہوا اور علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ مین اپنے پروردگار
کے عہد کو یاد رکھتا ہون اور شیخ سہل بن عبداللہ تستری سے بھی ایسا ہی منقول ہے انتہی کلامہ اور شیخ نظام الدین سلطان اولیا رح
سے بھی بمانند اسکے مروی ہے خطیبؒ نے ذکر کیا کہ اگر کہا جاوے کہ یہ میثاق کیونکر حجت ہوگا حالانکہ جب پشت آدمؑ سے نکالے گئے تو انمین عقل
مرکب کی گئی پھر جب انکی پشت مین اعادہ کیے گئے تو یہ ترکیب باطل ہوئی پھر جب پیدا ہوئے تو اسکو بھولے ہوئے پیدا ہوے اور جواب
اسکا یہ ہے کہ بعد پیدائش کے عقل کا اعادہ ہوا اور پھر مرکب کی گئی اور صاحب معجزہ یعنے رسول برحق کی زبان سے اسکو یاد دلایا گیا پس
گویا ہے یاد نفس کے ہوا لہذا انپر حجت قائم ہوئی کہ برحق رسولون نے انکو یاد دلایا پس جسنے نہ مانا وہ عہد ازل توڑنے والا ہوا اور صاحب معجزہ
کے یاد دلانے کے بعد جسکی خبر صادق بدرجۂ کمال ہے انکا عذر فراموشی قبول نہوگا اور حجت ساقط نہوگی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس
باب مین تامل ہے اسواسطے کہ مشرک وکافر وغیرہ تو رسول کو جھوٹا جانتے ہین خواہ یہ بات ہو یا اور کوئی بات ہو حالانکہ یہ امر انپر حجت
مستقل قرار دیا گیا ہے اور رسول برحق کے یاد دلانے سے انکو وہ عہد یاد نہین آتا ہان تصدیق کرنا تو از قبیل ایمان ہے لہذا اولی واظہر یہ
کہ اس آیت مین تمثیل مراد ہے اور اشہاد مذکور سے انکا فطرت توحید پر پیدا ہونا مراد ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی قول دوم اس آیت کی
تفسیر مین ہے اور اس قول پر تفسیر اسطرح ہے کہ قولہ تعالے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم الآیۃ۔ مین اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ
اس نے بنی آدمؑ کی پشتون سے انکی ذریات کو اس حال پر نکالا کہ وے اپنے اوپر اس امر کے شاہد تھے کہ اللہ تعالے انکا رب وخالق ومالک ہے

وہی معبود وحدہ لاشریک ہے کیونکہ ہر بندہ اصل فطرت پر پیدا ہوتا ہے جس پر وہ مجبول ہے کما قال تعالے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا الآیۃ۔ صحیحین مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر مولود پیدا ہوتا ہے فطرت پر۔ وفی روایۃ علی الملۃ پس اسکے والدین اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کرڈالتے ہین الحدیث۔ وعن عیاض بن حمار المجاشعی عن النبی صلعم اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین نے اپنے بندون کو حنیف (یعنے بر دین حق کنندہ) یعنے مائل بحق وملت حنیفیہ اسلام پر پیدا کیا پھر شیطان نے آکر انکو انکے دین سے مکر مین ڈالا اور جو مین نے انپر حلال کیا تھا اسکو انپر حرام کیا الحدیث رواہ مسلم۔ وعن الاسود بن سریع من بنی سعدؓ مین نے حضرت صلعم کے ساتھ چار جہاد کیے پس کافر لڑنے والون کو قتل کرکے مسلمانون نے ذریات یعنے اولاد کو قتل کرنا شروع کیا پس آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ کو سخت شدید ناگوار گذرا اور فرمایا کہ بعض قومون کا کیا حال ہے کہ بچون پر دست درازی کرتے ہین پس ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا یہ مشرکین کی اولاد نہین ہین تو فرمایا کہ تم مین سے جو لوگ بہت صالح مومنین ہین وہ بھی تو مشرکون کی اولاد ہین۔ خبردار رہو کہ کوئی آدمی نہین پیدا ہوتا مگر فطرت ہی پر یعنے دین واعتقاد توحید پر سلیم القلب پیدا ہوتا ہے اور برابر اسی حال پر رہتا ہے یہان تک کہ اسکی زبان کھلی پھر اسکے والدین اس کو یہودی یا نصرانی وغیرہ کے دین واعتقاد کو کہلاتے ہین۔ حسن بن ابی الحسنؒ (یعنے حسن بصریؒ) راوی نے کہا کہ واللہ حضرت حق عزوجل نے اپنی کتاب مین فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم الآیۃ رواہ ابن جریر واحمد والنسائی۔ پس معنے آیت کے یہ ہین۔ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم۔ اور بیان کردے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ پیدا کیا تیرے پروردگار نے اولاد آدمؑ کی پشتون سے انکے ذریات یعنے اُن کی نسلین پشت در پشت نکالین ایک قرن کے بعد دوسرا قرن جسطرح کہ دنیا مین وجود ہوتا ہے۔ واشہدہم علی انفسہم۔ اور شاہد کیا انکو انکی جانون پر یعنے اپنے پیدا کرنے سے انکو دلیل دی کہ وتعالے ہی انکا خالق ہے پس یہ دلالت قائم مقام اشہاد کی ہوئی بطریق تمثیل کما فی قولہ فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین الآیۃ وقال البیضاویؒ انکے پیش نظر اپنی ربوبیت کے دلائل قائم کیے اور انکے عقول مین ایسے صنع کی ترکیب دی جو انکو اس اقرار کی طرف داعی ہوئی اور بمنزلہ ایسے شخص کے ہوگئے کہ اس سے کہا گیا۔ الست بربکم قالوا بلی شہدنا۔ کیا مین تمہارا پروردگار خالق نہین ہون بولے کہ کیون نہین تو ہمارا پروردگار ہے ہم شاہد ہوئے پس انکے اس امر کے علم پر تمکین وتمکن کو بمنزلہ اشہاد واعتراف کے قرار دیا بطریق تمثیل کے چنانچہ انکا جواب وشاہد ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے مع قولہ ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین۔ یعنے غافل تھے ہمکو کسی دلیل پر تنبیہ نہین ہوئی۔ او تقولوا انما اشرک آباؤنا وکنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون۔ یعنے ہم انکے بعد انکی ذریت ہوئے پس ہم نے انکی اقتدا کرلی کیونکہ شرک ہی کی بنیاد انھون نے جمائی تھی پس ہم معذور ہین۔ قال البیضاوی وجہ رد یہ ہے کہ انکی اقتدا کرنا اور تقلید کرلینا عذر نہین ہوسکتا اسلیے کہ تقلید کرنا بروقت دلیل قائم ہونے کے اور علم بدلیل پر قدرت حاصل ہونے کے باطل ہے پس انپر حجت قائم ہوگئی کہ کیون انھون نے نظر کو ترک کرکے باپ دادون کی تقلید پر شرک کیا پس اس تفسیر پر اخراج بمعنے ایجاد ہوا اور یہ بنی آدم کی پشتون سے بھی قرن بعد قرن ہے اور اشہاد بر سبیل تمثیل ہے اور شرک آبا در زمانہ سابق ذریات کی تقلید در مابعد اپنے معنے مین مربوط ہے اور ازل مین جو اخراج ذریات ہے وہ از آدم ہے نہ از بنی آدم جیسا کہ مذکور ہوا اور حافظؒ نے تفسیر مین کہا کہ احادیث اخراج ذریات از آدم مین اللہ تعالے کے رب ہونے کا اشہاد فقط دو روایتون مین ہے ایک تو روایت ابن عباسؓ جسمین مقام نعمان مین اخراج مذکور ہے اور دوم روایت عبداللہ بن عمروؓ اور ہم بیان کرچکے کہ یہ دونون روایات موقوف ہین مرفوع نہین ہین اور آیت مین اشہاد مذکور ہے سلف وخلف مین سے علما نے کہا کہ مراد اس اشہاد سے انکا توحید پر مفطور ہونا ہے جیسا کہ حدیث ابوہریرہؓ وعیاض بن حمارؓ مین مذکور ہے

Marfat.com

حسن بصری نے آیت کریمہ کی اسی پر تفسیر کی اسیواسطے اوتعالے نے فرمایا کہ من بنی آدمؑ من ظهورہم۔ اور من آدم من ظهرہ نہین فرمایا۔ یعنے اولاد آدمؑ سے انکی نسل ہرزمانہ مین یکے بعد دیگرے پیدا فرمائی کما فی قولہ وہو الذی جعلکم خلائف فی الارض۔ اور قولہ جعلکم خلفاء الارض۔ اور قولہ کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین۔ پھر فرمایا واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی۔ یعنے ان ذریات کو ایجاد کیا درحالیکہ یہ شاہد تھین اس بات کی اور بطور حال و قال کے ایسا کہنے والی تھین۔ شہادت کبھی تو بقول ہوتی ہے۔ کما فی قولہ شہدنا علی انفسنا الآیہ۔ اور کبھی شہادت بطریق حال ہوتی ہے کقولہ تعالے ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہدین علی انفسہم بالکفر۔ یعنے انکا حال انپر اس امر کا شاہد ہے اور یہ معنے نہین کہ کافر اپنے اوپر کفر کے شاہد بقول تھے اور ایسے ہی قولہ تعالے وانہ علی ذلک لشہید۔ جیسے سوال مین ہوتا ہے کہ کبھی بقول ہوتا اور کبھی بطریق حال ہوتا ہے کما فی قولہ وآتاکم من کل ما سالتموہ الآیہ۔ اور دلیل اس بات پر کہ مراد اس اشہاد سے شہادت بطریق حال ہے یہ ہے کہ کافرون و مشرکون کے کفر و شرک کرنے کے الزام پر یہ اشہاد بروز قیامت حجت کیا گیا ہے پس اگر اخراج ذریت از صلب آدمؑ کا اشہاد مراد ہو تو ہر شخص کو یاد ہونا چاہیئے تاکہ اسپر حجت ہو اور اگر کہا جاوے کہ اخبار الرسول اسکے وجود مین کافی ہے تو جواب آنکہ منکرین تو رسول کے جملہ اقوال کے منکر ہین حالانکہ یہ اشہاد منکرون پر حجت مستقل قرار دیا گیا نہ حجت بر تقدیر تسلیم از رسول لہذا ثابت ہوا کہ اشہاد وہ ایجاد فطرت بر توحید ہے۔ فافہم۔ پھر واضح ہو کہ علماء معانی کے نزدیک اغراق مقبول نہین تاوقتیکہ لفظ کاد واسکے مانند کسی سے مقترن نہو بدلیل شہادت ذوق سلیم و طبع مستقیم کے۔ اور آیت کریمہ سے ان لوگون کے قول کا رد ہوتا ہے۔ شہابؒ نے ریحانہ مین فرمایا کہ اغراق کے واسطے بمانند کاد وغیرہ ضروری ہونے کو اگرچہ علماء معانی نے تسلیم کیا مگر وہ محتاج ایضاح و بیان ہے کیونکہ جو اسپر وارد ہوتا ہے اسکا معارض و مکدر ہے جیسے یہی کلام آلہی کیونکہ یہ اسی کے معنے مین بدون حرف کاد وغیرہ ہے اسلیے کہ پشت آدمؑ و بنی آدم سے ذریت کا اخراج قبل پیدایش و ظہور کے اور مواثیق و عہود لمینا از قسم مقتضی عجیب و غریب ہے اور یہ بر سبیل تحقیق ہے نہ بر سبیل تخییل و تقدیر اور یہی حدیث صحیحین مین مذکور اور علماء حدیث کو معلوم ہے اور اسکے معنے و تفسیر مین انکے دو طریقے ہین۔ اول آنکہ آیت و حدیث از قبیل متشابہ ہے جسکی تاویل بمعنے تحقیق الکیفیۃ وما کان الیہ ول امرہ مخصوص بعلم آلہی ہے۔ اور علی ہذا اسمین کچھ اشکال نہین اور نہ بحث کو یہان مجال ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ سوائے کلام آلہی عزوجل کے حدیث شریف مین بھی وارد ہے پس متشابہ کیونکر ہے جواب آنکہ متشابہ ہونا اور حدیث مین بزبان رسالت و نبوت بیان ہونا دونون مین منافات نہین ہے مانند عذاب قبر اور اہل جنت کا کھانا پینا وغیرہ از راہ کیفیت متشابہ ہین پس آنحضرت صلعم کو جو وحی خفی ہوئی وہ آپ نے بیان فرمائی جیسے وحی جلی کو تلاوت فرمایا پس اسمین جو مضمون جس راہ سے ہے متشابہ ہوگا فافہم۔ ثم قال الشہابؒ اور طریقہ دوم آنکہ اسکے ایک معنے جلیل ہین جنپر اقوی برہان و دلیل قائم ہوئی پس بعض نے کہا کہ یہ کلام بطریق استعارہ و تمثیل ہے جس مین توحید باری تعالے و صحت احکام شرعیہ کو جو مرکوز بفطرت اصلیہ ہین انکے وضوح کو بمنزلہ خارج مین ظاہر ہونے کے قرار دیا اور انکے واقعی ظاہر و مسلم ہونے کو بمنزلہ اشہاد قوم کے قرار دیا پس اب کوئی وہم اسپر وارد نہین ہوتا قال المترجم و علی ہذا قول امام ابو حنیفہؒ کہ اگر رسول و انبیاء علیہم السلام نہ بھیجے جاتے تو بھی کوئی بندہ توحید آلہی خفی و پوشیدہ سمجھنے مین معذور رکھا جاتا یہ قول یہین سے ماخوذ ہے فافہم واحفظہ۔ ثم قال الشہابؒ اور ہم کہتے ہین کہ وہ امر جسمین مبالغہ و اغراق واقع ہوا ہے دو حال سے خالی نہین یا تو بعد زمانہ بعید کے واقع ہوگا جیسے قیامت یا نہ واقع ہوگا اور دوم مین دو حال ہین یا تو محال متعذر الوقوع ہوگا جسکے نظائر و تشبیہات یا نہین پس اول مین تو مبالغہ مقبول ہے باین معنے کہ جسکا تحقق یقینی ہے اسکو بمنزلہ واقع کے قرار دیا اور ایسے ہی دوم بھی کیونکہ ممکن ہے بایجاز یا کنایہ مراد ہوا اور رہی قسم اخیر پس اسی مین گفتگو ہے اور اہل معانی کے نزدیک یہ قرار پایا کہ جب تک اس سے کوئی مسوغ مانند کاد

Marfat.com

وغیرہ کے مفترن نہو تب تک وہ مقبول نہین ہے پس بر تقدیر تسلیم بھی یہان کچھ مضر نہین کیونکہ آیت کریمہ اس قبیل ہی سے نہین ہے اصلی کی
اسناد اس پاک پروردگار وحدہ تعالے شانہ کی طرف ہے جسنے معدومات کو ارحام عدم سے ظاہر کیا پس ہم کو اسپر ایمان ہی واجب ہے اور خارج
فہم بشری کا علم اوتعالے کی جناب مین سپرد کرنا فرض ہے وکفی ہذا الاحتمال فی نحو ہذا الحال وما بعد الہدی الا الضلال والسلام علی من اتبع الہدی
قال البیضاوی اور مقصود اس کلام کے ایراد سے اس مقام پر یہ ہے کہ الزام دیا جاوے انکو عہد و میثاق عام توڑنے کا بعد از آنکہ انپر میثاق
خاص توڑنے کا الزام اوپر ہو چکا اور نیز انپر حجت لائی جاوے سمعی و عقلی دونون حجتون سے اور نیز منع کیا جاوے انکو تقلید مذموم سے اور آمادہ
کیا جاوے کہ قرآن مجید کی آیات بینات مین بقلب سلیم استدلال و نظر کرین۔ کما قال تعالے۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ
اور اسیطرح ہم تفصیل یعنے تبیین یعنے کھلا کھلا بیان فرماتے ہین آیات توحید کا تاکہ اس مین نظر و غور کرین اور شاید کہ یا یعنے تاکہ وہ رجوع کرین یعنے
کفر سے اور عہد شکنی و شرک و تقلید آبا و اجداد سے پھرین اور راہ حق پر آوین۔ اور علی ہذا یہ آیات بھی اس سورہ مکیہ سے مستثنیات مین ہین۔ کما
فی اول السورۃ فتذکر فی العرائس قولہ تعالے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم الآیۃ۔ حق سبحانہ تعالے نے اسمین سر تقدیر ازل سے
جو فی نفسہ اول الاول مین ہر قبل سے قبل بدون تغائر زمان۔ و تواتر ملوان کے تھا اس سے آگاہ فرمایا۔ اور یہ ارادہ سابقہ ازلیہ ذاتیہ
صفاتیہ احدیہ ہے کہ ہستی اسکی بوجود اسکے ایجاد کے بظہور وجود او تعالے عز و جل ہے پس متقاضی ہوا ارادہ از علم۔ اور علم از قدرت اور
قدرت از جمیع صفات اور جمیع صفات از ذات بدون تفرقہ اور بغیر جمع کے بلکہ بوحدانیت۔ پس اجابت فرمایا صفات نے ذات کا اور ذات نے
صفات کا بدون کسی حاجت کے اور بغیر وحشت اور بدون انس بحوادث کے بلکہ برائے وجود اہل عرفان۔ پس وہ عہد ازلی گذرے بدون زمانہ و
مکان کے بلکہ قدم مین قدم اور ازل مین ازل ہے۔ حق تعالے نے علم قدیم سے خبر دی نہ وقت سے۔ بھلا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا واذ اخذ حالانکہ
اسکی درگاہ پاک مقدس مین صبح و شام کو دخل نہین اسلیے کہ یہ حوادث ہین پھر جب ادہورا ولیہ جو کہ دہر الدہار منزہ از مکان و زمانہ ہے پوری ہوئی
اور انکا پورا ہونا بوقت ایجاد ممکنات و کائنات و اظہار اہل عرفان ہے تو تجلی فرمائی انوار ذات نے واسطے انوار صفات کے اور انوار صفات نے
واسطے انوار ذات کے پھر ذات پاک منزہ مقدس نے ارادہ و محبت کے لیے تجلی فرمائی پھر ارادہ و محبت نے فعل خاص کے لیے تجلی فرمائی پھر
فعل خاص نے فعل عام کے لیے تجلی کی پھر فعل نے عدم کے واسطے تجلی کی اور مکمن غیب سے ارواح کو بنعت ایجاد نکالا اور انکو فعل عام
سے حیات دی اور نور فعل خاص سے لباس دیا پھر مشرب محبت و ارادت پر انکو حاضر کیا اور چشمہ محبت سے شربت زلال عشق پلایا اور
چشمہ ارادت سے آب مصفاے توحید نوش کرایا پس شربت محبت و عشق سے حالت سکر مین ہو کر معدن صنعت کی طرف بہاذوے توحید
در انوار صفات پرواز کی پھر انوار صفات کے بازو سے انوار ذات کی طرف پرواز کی پس دیدار قدم سے قدم مین فنا ہوے اور دیدار لقا سے
بقا مین رہے اور ہر ایک انمین سے موارد صفات مین سے ایک مورد کی طرف جھکا اور ہر ایک کو اپنی مناسب چشمہ پر سکون ہوا پس بعض
چشمہ عظمت پر ہین اور بعض بر چشمہ جلال اور بعض بر چشمہ جمال اور بعض بر چشمہ کبریا اور بعض بر چشمہ قدم اور بعض بر چشمہ بقا۔ اور بعض بر چشمہ بہا
اور بعض بر چشمہ حسن۔ اور بعض بر قدس۔ اور بعض بنور الانس۔ وبعض بر سنا رآن۔ وبعض بنور الاسماء والنعوت۔ وبعض بر چشمہ حیات۔ او
بعض بنور البصر۔ اور بعض بنور السمع۔ وبعض بنور الکلام۔ اور بعض بنور الوجہ۔ وبعض بنور القدرۃ۔ وبعض بنور العلم۔ وبعض بنور المشیۃ والارادۃ
اور بعض انمین سے صفات خاصہ پر جو استواء علی العرش وغیرہ صفات ہین۔ قال المترجم یہ نص صریح ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ کی طرف
کہ مذہب ان کا مذہب سلف رضی اللہ عنہم ہے کہ عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالے عز و جل کی صفت خاصہ ہے جسکا پرتو کسی مخلوق

اسنے علم حلم وغیرہ کے فاہم۔ اور بعض بنور عطا اور بعض بنور لطف وبعض بر چشمہ قہر ہین۔ اوران ارواح مین سے ہر ایک فریق کو اپنے مورد کی
بعیت دجبلت اور اسکے پینے کی قدرت حاصل ہے اور ہر ایک انمین سے اپنے ہی مورد کا مشتاق ہے اسی واسطے ان ارواح کے طبائع
مختلف ہین مقامات دحالات ومکاشفات ومشاہدات ہر ایک کے جُدا گانہ ہین پھر انمین سے جوارواح کے فرشتے کہ عیون متنوعہ الطاف پر ہین
وہ معرفت مین ہین اور ہمیشہ اسی پر رہینگے اور جوارواح کہ عیون قہریات پر ہین وہ ہمیشہ ضد معرفت یعنے نکرت پر رہینگے چنانچہ دنیا مین ان کی
راہین ایمان اور شرک وکفر وغیرہ کی مختلف نہین دیکھتے ہو کہ کافر ابوجہل کو آنحضرت صلعم سے ہادی پاک سے ہدایت نہوئی اور تادم مرگ اسکو
اپنا مشرب قہر ہی پسند رہا پھر جب حق سبحانہ تعالے نے ان ارواح کی عبودیت کو چاہا جیساکہ اسکے قدیم علم مین تھا تو انکو بشری صورت مین
بر صفت امتحان وعبودیت وہان سے نکالا اور انکو لباس صلصلیہ پہنایا یعنے جیسے زنجیر کی کڑیان سلسلہ وار الگ دجڑی ہوئی ہوتی ہین اس
لباس سے خارج فرمایا۔ کما قال تعالے واذاخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم۔ ان سب کو اس حالت سے نکالا کہ سب کو وجود حق سبحانہ
تعالے ظاہر تھا پس سب کے سب اُسکے نور ظہور وتجلی ذات وصفات سے اصل فطرت مین موحد خارج ہوئین پس اُنکا اخراج بتاثیر صفت
در فعل ہوا پس اخذ الٰہی سبحانہ کی برکت فقط اہل معرفت کو پہونچی کیونکہ اوتعالے سبحانہ کا انکو اخذ کرنا اخذ لطف ووصل ہے اور اہل نکرت کو
اس اخذ کا قہر پہونچا کیونکہ انکے لیے اخذ قہر ہے پس جسکا خروج بلباس لطف ہوا اُسنے حق سبحانہ تعالے کو بمشاہدۂ عیانی مشاہدہ پایا اور جس کا
خروج بلباس قہر ہوا اُسنے قہر حق کو بلباس امتناع وحجاب مشاہدہ کیا اسی واسطے بعضے بطور دہریہ کے بالکل منکر ہوئے۔ قال المترجم حق سبحانہ
تعالے فرماتا ہے واذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولوا علی ادبارہم نفورا۔ اور اہل قہر اوسنے تجلی قہر ہی پاتے ہین حتی کہ اشرف مخلوق انسان
ہوکر پتھرون وصلیب وسانپ ودرختون وغیرہ کو معبود بناتے اور خود اسکا بندہ بنتے اور کس درجہ رذالت مین گرے چلے جاتے اور اسی کو
محبوب رکھتے ہین اللہم اعوذ بک من القہر والضلال اللہم انت کما اثنیت علی نفسک اللہم اسالک ان تجعلنی عبد الک اللہم اغفر انک سبحانک تبت
الیک وانت ارحم الراحمین۔ قال الشیخ اور انکو اپنی جانون پر شاہد کیا تاکہ دیدار صرف سے تجلی التباسی مین ہو جاوین اور اگر انکو اپنی ذات پاک
پر شاہد فرماتا تو قول الست بربکم۔ خطاب سے اُنکو پہچنوانے کی ضرورت نہوتی۔ اول مین شاہد عذاب او سبحانہ تعالے تھے پھر غائب ہوئے پھر اُن کو
اس حالت مین وہ موارد ومشارب حال اول کے جو عدم سے نور قدم نکلنے کے وقت تھے بقولہ الست بربکم۔ یاد دلائے وپہچنوائے پس یہ خطاب
برائے معرفت واذن دیا دادن ہے داشتد بعضہم ؎ سقیا لعہدک الذی لو لم یکن + ما کان قلبی للصبابۃ معہدا + یعنے اگر جام الست سے جرعہ
پاک اسکے کرم سے نصیب نہوا ہوتا تو آج سلطان عشق کی منزل کے لیے یہ قلب ضعیف متعین نہوتا۔ اور ایسے ہی اشعار شیخ نے اور نقل فرمائے
پھر لکھا کہ قبل خطاب کے غائب ہوئے پھر حلاوت خطاب سے چونک کر عہد قدیم یاد آیا۔ اور یہ خطاب پاک بندگان خاص کے لیے جو اہل لطف
ہین خطاب عطوفت ہے اور اہل قہر کے لیے خطاب تعظم ہے۔ عارفین کو خطاب تعریف اے عطاے معرفت ہے اور جاہلون منکرون کو خطاب قہر
وامتحان ہے پھر طوعاً وکرہاً سب نے وحدانیت کا اقرار کیا پس بطوع تو اہل عرفان ہین اور بجبرہ اہل طغیان ہین پس اگر ظہور قدرت در اقرار خطاب
نہوتا تو سب کے سب اعتراف کرکے بلٰے نہ کہتے بلکہ صرف اہل شہود وعرفان ہی خوشی خطاب سے پھولے نہ سماتے اور یہی رٹے جاتے پھر جب انکو یہ
خطاب فرمایا تو اہل توحید اس فرحت مین ہین کہ ہم اس لائق کیے گئے کہ اوسبحانہ تعالے نے اپنی پاک ذات کو ہمارا رب فرمایا اور ہم اسکے بندے ہوئے
اللہ رب العالمین ؎ چون او تو دگر خدا نداری + او بہ ز تو صد ہزار دارد + پس اس فرحت مین پھولے نہ سمائے اور بازوے توحید کے
پھولے ہویت مین پرواز کر گئے۔ قال المترجم یعنے خود فنا ہو اور باصل بقا باقی ہو گئے۔ قال الشیخ اور رہے اہل قہر تو خوفناک دہشت قہر

مین بہوت وحیران ٹاپتے رہے پھر اوتعالے نے میثاق خطاب مین توفیق عظیم فرمائی کہ انھون نے کہاکہ شہدنا ہم شاہد ہوئے کیونکہ آپ تو دیکھ وصل تک پہونچ گئے ہین حضرت حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ میثاق مین اہل عرفان کے واسطے نقاب از وجہ سر ربوبیت کشادہ ہوئی اور ان بندون پر جو حجاب تھا وہ مرتفع فرمایا تھا تاکہ کوئی لمحہ اُسکو فراموش نہ کرین اگرچہ پردہ امتحان مین ہون کیونکہ عاشق کی شان یہی ہے کہ جملہ بلیات مین معشوق کے دیدار سے محجوب نہین ہوتا کیونکہ اسکے تمام وجود مین ساری ہے۔ ابوسعید خرازؒ نے اس آیت مین کہاکہ اہل معرفت کے واسطے اس آئینہ مین بسکون تجلی ہوئی پس وہ مطمئن ہوئے اور اہل کفر پر بعظمت تمام تجلی ہوئی کہ ہیبت سے متغیر ہوکر متفرق ہوئے اور ان کی عقلین طیش کھاکر پارہ پارہ ہوئین۔ شیخ یوسفؒ نے فرمایا کہ اس کلام پاک سے آگاہی دی کہ انکو انکے رب اکرم کی طرف سے ایسے حال مین خطاب ہوا کہ موجود نہ تھے مگر اسی طور کہ انکو ایجاد کر دیا تھا پس انھون نے حق تعالے کو بغیر وجود اپنی ذات کے پایا تو حق عز وجل موجود بحق اس شان مین باین معنے تھا کہ اسکو سوائے حق تعالے کے کوئی نہین جان سکتا اور کوئی ادراک نہین کر سکتا۔ **قال المترجم** اشارہ مین شیخ نے خود اجمال کیا فتفکر واللہ اعلم بعض نے کہاکہ جواب بلےٰ۔ بدون مشاہدہ تھا پھر کشف ملا تو شہدنا بولے۔ یعنے تیری حقائق حق کے شاہد ہوئے حسینؒ نے کہاکہ ان چیونٹیون کو حق عز وجل نے ناطق کیا کہ ایمان کا طوعاً اور کرہاً اقرار کیا انکو برکت اخذ سے نطق ملا انکو انکی خودی سے لیلیا انکو ناطق کیا کہ خود نہ تھے پھر انکو حقیقت پر شاہد کیا پس قدرت کا نطق تھا بدون توہم غیریت کے۔ **قال المترجم** گویا اشارہ کیا کہ اپنے خودی کے ساتھ شہود سے محرومی ہے اور وہی اس وجود مین ہے۔ فافہم۔ نصر آبادیؒ نے ان آیات مین فرمایا کہ مؤل اکبر والف اعظم معانین از سلالہ طین وما بعد آن از نطف ومضغ ہین بہلا نام از جملہ اخذ اول ہو یا اس معتادی اخذ کی طرف جو بطریق سلالہ ونطف ہے مردود کیے ہوئے ہو کیونکہ اخذ الاول تو اول باول الاول ہے اور وہ اول الاول کے ساتھ اول ہے۔ **قال المترجم** لا استطیع قولا غیر ہذا وان نخ سانح فللہ المثل الاعلی ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئ علیم۔ شیخ نصر آبادی نے کہاکہ اخذ الٰہی بوجہ تلطف وتکرم تھا بلکہ بجلال وعظمت تھا بلکہ اخذ اُسکا عزت واستغنا رتھا۔ **وقال ایضاً**۔ یہ اخذ آلٰہی کسی حاجت سے نہ تھا پاک ہے اللہ تعالے سبحانہ بلکہ بندون پر محبت تھی پس خلق کو انکی محتاجی نے ممنوع ظاہر کر دیا کہ معانی حجت سے ایک ذرہ نہین رکھتے۔ **وقال ایضاً**۔ اخذ الٰہی سبحانہ از معدن بسوے معدن واز معدن برائے معدن تھا جریریؒ نے کہاکہ ہر گروہ کی طرف اسی معرفت سے شناخت کرائی جو اسکو عطا فرمائی ہے پس ہر گروہ نے بلےٰ کہا اور ہر ایک پر جو انعام واحسان ہوا ہے اسکا اقرار کیا پھر انکو پشت آدم سے اخراج فرمایا۔ وقد قال تعالے کنتم اعداء فالف بین قلوبکم یعنے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو خطاب فرمایا کہ تم سب باہم دشمن تھے پس تمہارے قلوب مین الفت دیدی یعنے ایک جان واسقدر متعدد قالب ہوگئے۔ اور اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم۔ یعنے اگر تو تمام زمین کے اموال خرچ کرتا تو انکے دلون مین الفت نہ ہوتی لیکن اللہ تعالے نے انکے درمیان الفت دیدی بعض مشائخ نے کہاکہ عین قدم مین بنصب قدرت خطاب کیا۔ شیخ عبدالرحیم سے پوچھا گیا کہ کن کو خطاب ہے تو فرمایا کہ قدرت مین موجود اور عالم شہود وجود سے غائب تھے۔ **وقال ایضاً**۔ انھون نے کلام پاک سُنا کہ اسکے مثل کوئی شئ نہین کما فی قولہ لیس کمثلہ شئ۔ لسنے لباس نور مین انکی حیات کو مخلوق فرمایا اور سب کا قوام اس کلمہ سے کیا۔ **قال غیرہ** خالصان خلق خدائے تعالے بولایت الٰہی منتخب اور بکرامت الٰہی مخلص ہین انکو اپنی فردانیت سے فرد کیا اور انکے اجساد کو دنیائی ارواح کو نورانی اور اذہان کو روحانی کیا اور انکی ارواح کا وطن غیب قرار دیا اور تحت السرائے ملکوت مین انکو جگہ دی وہی ہین کہ جو ازل مین ایجاد فرمایا تو جلدی سے اُنھون نے قبولیت کا جواب دیا۔ انکی ترکیب نے جواب دیا اور اُنھون نے حضرت خالق عز وجل کو پہچانا در حالیکہ وہ صورت

جمع نطفہ ۱۲

جمع مضغہ یعنی گوشت کے لوتھڑے ۱۲

Marfat.com

کے پیر پشت آلہی سبحانہ نے انکو پشت آدمؑ سے نکالا کما اخبر تعالے واذ اخذ ربک من بنی آدم الآیۃ۔ خطاب انکو ایسی حالت مین کہ وہ بوجود حق سبحانہ
ل جوہم وخیال نقص وزوال وعیب سے مبرا ہے موجود تھے کیونکہ حق عزوجل کی معرفت کو انھون نے اپنے آپ مین پایا پس یہ عطاے معرفت
حضرت حق سبحانہ تعالے بدون انکے اس وجود کے موجود بحق تھی۔ قال المترجم سبق الکلام فی نحوہ۔ شیخ استادؒ نے فرمایا کہ اس آیت مین اوتعالے
اپنے سابق عہد وصادق پیمان واسکی تاکید سے اور بندون کو اپنی پاک ذات پہچاننے وانکے اقرار ربوبیت سے خبر فرمائی ہے بعض نے کہا کہ
طاب مین انکو مجتمع کیا لیکن ان لوگون کے حال مین فرق ہے چنانچہ ایک گروہ کو خطاب بوصف قرب ہے پس جس سے خطاب ہے خود اُس کی
رفت دیدی۔ دوم گروہ کو پردۂ غیبت مین باقی رکھا اور عرفان سے پرلے سرے دور کر کے محجوب فرمایا بعض نے کہا کہ ایک گروہ سے عین کشف
لطف فرمایا کہ لعنت توحید سے اقرار کیا۔ دوسرے گروہ کو عین شہود مین بعید کیا تو سجود سے انکار کیا۔ قال المترجم یعنے انکا اقرار عین انکار تھا
ر توضیح مقام یہ ہے کہ معرفت آلہی مین ذات پاک کا کیا ذکر ہے صفات کی معرفت بندہ کے وسع مجال سے باہر ہے دیکھو حضرت سید المرسل صلعم فرماتے
ین لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک پس راہ شہود ومعرفت ووصول بانوار قرب یہی اس حیات فانی کی معرفت ہے کہ بعد موت
ور اللہ تعالے رفع حجاب ہے اور اسی وجہ سے طریق معرفت فی نفسہ واحد ہے اور وہ اعتقاد توحید بزبان انبیاء ورسل علیہم السلام ہے ورنہ عقل و
مان سرگردان سے جسنے کچھ اعتقاد کیا وہ جس مبلغ منتہی کو پہونچے وہ عین دوری ہے اور جو کچھ خیال کرے وہ قطعاً حضرت اوتعالے کا غیر ہے
لیکن اس گمراہ کا وہی معتقد معبود ہے پس بسا اوقات آیات بینات مین بندے کے تصورات اسکو لیجاتے ہین کہ حضرت باری تعالے شانہ اس
شان پہ ہے جو مین سمجھا حالانکہ وہی عین خیال کا معبود بنانیوالا ہے اگرچہ اپنے زعم مین سمجھا کہ مین معتقد خطاب آلہی ہون لہذا التفکر در ذات وصفات
آلہی سے منع فرمایا گیا ہے اور مقام نازک ہے یہان باتون کو گنجایش نہین پس یہ جو شیخ نے لکھا کہ عین شہود مین اقرار جحود تھا اسکے یہی معنے ہین کہ
بسبب عدم ہدایت آلہی کے راہ سے عین گمراہی کو عین راہ سمجھکر اپنے زعم مین ربوبیت آلہی کے مقر ہوئے تھے اور بسبب حجاب کے اصل ہدایت سے
بے خبر تھے لہذا اہل حق نے کہا کہ ہدایت کرنا فقط حضرت باری تعالے عزوجل کی طرف سے ہے پس اگر مترجم کا کلام اس مدعا کے واسطے توضیح ہو
کثرت سے اشکال یہان حل ہوجاوینگے اور یہ قابل حفظ بات ہے جس سے اہل تصوف واہل شرع دونون مستغنی نہین ہوسکتے اور بعد اس کے
ت فروع مسائل مین توافق اور کثرت سے معتزلہ ومجسمہ وغیرہ جاہل فرقون کی جہالت کا منشا اور افلاطون وارسطو وغیرہ ایک خدا کے کہنے
والے فلاسفہ کی گمراہی کا منشا اور کثرت سے مسائل تصوف وعقائد کی دلیل اس سے کھلتی ہے واللہ تعالے اعلم وہو یہدی من یشاء الے
مستقیم اللہم اہدنی واتمنی مومنا وانک انت التواب الرحیم بعض نے کہا کہ ایک گروہ کے قلوب پر تجلی فرمائی پس انکے حق مین معرفت کرامت فرمائی
ال ہوا تو بلی شہدنا انھون نے عین یقین سے کہا اور دوسرے گروہ کو مقام حجت مین ڈالا تو انھون نے بنصب دلیل اسکو گمان وتخمین سے کہا
نے کہا کہ مومنون کو بھی نفس سماع مین مشترک رکھا اور مزید جواب مین مغائرت فرمائی پس بہتون نے بطمع میراث جو بفضل ربوبیت ہے
لیا اور باقیون نے بخلوص اقرار شہادت دی کہ بالعیان مشاہدہ پایا بعض مشائخ نے کہا کہ ایمان وکفر کے دو فریق ہین پس ایک کو بلطف
الملتفت کی تو مستقیم ہوے اور دوسرے کو بشان ہیبت خطاب کیا تو ربوبیت کے اقرار مین مقہور ہوئے بعض نے کہا کہ ایک فریق سے
ال خطاب بوجہ محبت تھا کہ وہ ایسے مکامن اسرار مین رہے حتی کہ اس وجود دنیاوی مین جب سنا تو وہ حالت تازہ ہو گئی۔
ہے کہ شیخ نظام دہلوی قدس سرہ کا قول مشہور ہے کہ مین نے خطاب ازل پوربی آہنگ مین سنا۔ اسمین اشارہ ہے کہ کلام قدیم ہر تغیر
بان عربی وفارسی وپوربی وپنجابی وغیرہ سے پاک ہے۔ اور ہر بندہ جو اس عہد پر قائم ہے منجملہ اسکے نشان کے یہ ہے کہ کلام آلہی

Marfat.com

اُسکو محبوب اور اسکی نظر و سماع مین سخت مرغوب اور اسمین اسکے نزدیک تمام جہان کے کلام سے فرق بیّن ہوتا ہے والسلام [illegible]
اس اخراج کی کیفیت و خطاب جواب وغیرہ امور مین بنابر تحقیقی قول کے متشابہات مین سے ہے اور اللہ تعالےٰ جہانتک چاہے [illegible]
اسمین سے علم دیتا ہو لیکن مقصود اصلی اس سے یہ ہے کہ بندے خلق ازل مین مقر ربوبیت ہو چکے ہین اسقدر معلوم ہے پس جنکو نور ازل [illegible]
اُسکے مقتضا پر ہین حتی کہ ادنی اشارہ سے متنبہ ہوتے ہین اور صالحین بندے اور امور صلاحیت انکو محبوب ہین اور جو نور سے محروم [illegible]
مین رہے وہ اسکے برعکس اور حضرت حق عزّ وجل سے درحقیقت نفور اور صالحین و صلاحیت سے بغض رکھنے والے خواہش نفس کے پابند ہین
اگرچہ بسبب نادانی کے اپنے زعم مین اپنے آپ کو ایسا نہ سمجھین پس جب تک کہ حضرت رسول علیہ السلام کے بتلائے ہوئے اعتقادات در باب ذات و صفات
و سکھلائے ہوئے معاملات دین و دنیا پر ٹھیک معتقد نہون تب تک جاہل ہین اور یہودیون کی یہی خصلت تھی اور نصاریٰ بھی ایسے ہی ہین
چنانچہ یہود کو دنیا کی محبت اور اپنی رائے و نفس کی متابعت مین اور اہل حق خصوص انبیاء علیہم السلام سے عداوت مین غلو تھا حالانکہ ان چیزون کا
انجام بہت سخت بدتر ہے لہذا انکو پے درپے تذکیر فرمائی اور خصوص ایک واقعہ یاد دلایا۔ بقولہ۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝
اور سُنا انکو احوال اس شخص کا کہ ہمنے دی ہین اسکو آیتین پھر انکو چھوڑ نکلا پھر پیچھے لگا اُسکے شیطان تو وہ ہوا گمراہون مین
وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ
اور اگر ہم چاہتے تو اُسکو اُٹھا لیتے اُن آیتون سے لیکن وہ گر پڑے زمین پر اور چلا اپنی چاہ پر تو اسکا حال جیسے کتا اُسپر
تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ
تو لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ مثال ہو اُن لوگون کی کہ جھٹلائین ہماری آیتین سو تو بیان کر
الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝
احوال شاید وہ دھیان کرین بری کہاوت ان لوگون کی کہ جھٹلائین ہماری آیتین اور اپنا ہی نقصان کرتے رہے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ۔ اور تلاوت کردے اے محمد ان یہودیون پر یعنے ہماری وحی سے سنادے۔ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا خبر اس شخص کی
جسکو دی تھین ہم نے اپنی آیتین۔ یعنے اُسکو ایسی چیزین دی تھین جو ہماری توحید و الوہیت پر دلیل تھین خواہ اس طرح کہ اگلی آسمانی
کتابون کا علم رکھتا تھا یا اس طرح کہ اللہ تعالےٰ کا اسم اعظم اسکو معلوم تھا جب اس سے دعا کرتا تھا فوراً اثر ظاہر ہوتا تھا اور اولےٰ یہ کہ
عام رکھا جاوے جو ان امور مذکورہ و دیگر امور کہ جو آیات ہونے مین شامل ہو الّذی اسم موصول مبہم ہے اسکو مصرح نہین فرمایا۔ اس مین
بلاغت یہ کہ صلہ کے قرینہ سے آدمی خوب نظر دوڑاتا ہے اور اچھی طرح تامل سے فائدہ پاتا ہے اور نیز یہ کہ کسی کا عیب مصرح نام لیکر نہوا اور
پردہ پوشی کی خصلت کی جانب ارشاد ہے اور تفسیر مین بضرورت بیان ہوگا۔ فَانْسَلَخَ مِنْهَا لے خرج من الآیات بکفرہ کما تخرج الحیۃ
من جلدہا۔ یعنے انسلاخ کے معنے اصل مین یہ کہ کسی چیز سے دوسری چیز کا نکل جانا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے اسی واسطے ذبح [illegible]
جانور کی کھال کھینچ لینے کو سلخ کہتے ہین اور وہ مسلوخ ہے پس معنے آنکہ یہ شخص مذکور ان آیات الٰہی سے کفر کرکے ایسا نکل گیا جیسے سانپ اپنی کینچلی
باہر ہو جاتا ہے۔ اسمین اشارہ ہے کہ آیات کا اثر اسکے قلب مین نہین بیٹھا تھا وقد قال تعالےٰ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ اور جیسے یہود کے
حق مین فرمایا۔ واشربوا فی قلوبہم العجل۔ یعنے انکے دلون مین بچھڑے کی محبت رچ گئی اور اسطرح بیٹھ گئی تھی جیسے اسفنج پانی چوس لیتا [illegible]

Marfat.com

پھر ایمان کہان ہے پھر مفسرؒ نے تصریح کردی کہ یہ شخص مذکور بنی اسرائیل کے عالمون مین سے ایک عالم بنام بلعم بن باعورا تھا اُس سے لوگون نے
درخواست کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وانکے ساتھیون پر بددعا کرے اور اسکو ہدیہ دیا گیا پس اُسنے لالچ مین بددعا کی سو وہ اسی پر لوٹ پڑی
اور اسکی زبان مُنھ سے نکلکر سینہ کو لٹک پڑی۔ فَاَتۡبَعَہُ الشَّیۡطٰنُ فادرکہ فصار قرینہ۔ پس پالیا اسکو شیطان نے پس اسکا ہمنشین یار
ہوگیا مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ اَتبعہ بمعنے تَبِعَہ متعدی بمفعول واحد ہے۔ راغبؒ نے مفردات مین کہا کہ آگے بڑھ گئے ہوے کو جب لپک کر
پا جاوے تو ایسی اتباع اور پیچھا کرنے کو یون بولا کرتے ہین کہ اتبعتہ مین نے اُس کا پیچھا کیا یعنے اسکو پالیا۔ لہذا بیضاویؒ نے کہا کہ اتبعہ حتی
لحقہ۔ یعنے پیچھے پڑا یہان تک کہ جا پکڑا اور مل گیا۔ اور بعض نے کہا کہ اتبعہ بمعنے استتبعہ ہے یعنے شیطان نے اُس سے اپنی پیروی چاہی حتی
کہ اُسنے قبول کی چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قولہ۔ فَکَانَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ لے فصار من الضالین۔ پس شخص مذکور ہوگیا گمراہون مین سے
یعنے ظاہر و باطن غاوی ہوا یا غوایت اسمین مانند کھلے کافرون کے متمکن ہوگئی یا اسم اعظم اس سے چھن گیا۔ اور یہ مشیت و تقدیر الٰہی عزوجل ہے
اسکی حکمت کا کون پار پاسکتا ہے وہ جو چاہے کرے اور جو کرے وہ حق ہے اور جو کوئی بندہ کو قادر بتاتا ہے وہ گمراہ ہے بلکہ حق یہی ہے کہ
اللہ تعالے علیم حکیم ہے اسی کی ہدایت سے ہدایت ہے اور جسکو چاہے گمراہی دے لہذا فرمایا۔ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰہُ بِہَا؛ اور اگر ہم چاہتے تو بلند
کرتے اسکو بواسطہ ان آیات کے ایسے درجون پر جو علما کے درجہ آخرت مین ہین باین طور کہ موافق آیات کے اسکو اعتقاد حق و عمل کی توفیق
دیتے حاصل آنکہ اوتعالے اپنی مملکت مین قادر مختار ہے جسطرح چاہے تصرف کرے پس اسنے اس شخص مذکور کا رفع مراتب نہین چاہا چنانچہ
فرمایا۔ وَلٰکِنَّہٗۤ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ ہَوٰىہُ ولیکن اس شخص مذکور نے سکون کیا طرف زمین کے یعنے دنیا کے اور اسکی طرف مائل
ہوا اور پیروی کی اپنی خواہش کی یعنے دنیا کے مال و متاع کا لالچ کرکے آیات کے مقتضی سے خلاف کیا اور اللہ تعالے کے پیغمبر برحق موسیٰؑ
و مومنین پر بددعا کی تو اللہ تعالے نے اسکو گرادیا۔ قال البیضاویؒ۔ اسکا بلند کرنا تو اللہ تعالے نے اپنے مشیت پر معلق کیا تھا یعنے اگر ہم
چاہتے تو اسکو اونچا کرتے۔ پھر اس سے استدراک کیا بندہ کے فعل سے کہ لیکن اس شخص نے اخلاد کیا دنیا کی طرف اور اپنی خواہش کی پیروی
کی پس اسمین تنبیہ ہے کہ مشیت ہی حقیقی سبب ہے اسکے ایسے فعل کا جو موجب اسکی رفعت منزلت کا ہوا ور ایسے فعل کا نہونا دلیل ہے
مشیت نہونے کی کیونکہ مشیت کا نہ پایا جانا دلیل ہے کہ سبب اسکا نہین ہے اسلئے کہ لو شئنا مین کلمہ لو ہے جو اسواسطے ہوتا ہے کہ نہونا ایک
چیز کا سبب نہونے غیر کے پس بلندی مرتبہ نہوئی بسبب نہونے مشیت کے۔ اور نیز تنبیہ ہے کہ مشیت ہی حقیقی سبب ہے اور دیگر اسباب جو
ہم مشاہدہ کرتے ہین مانند تقویٰ و طہارت وغیرہ کے یہ سب وسائط ہین جو مسبب کے حاصل ہونے مین اس راہ سے معتبر ہین کہ مشیت جب ہے
تو ان وسائط کے ساتھ یون ہی معلق ہوئی ہے یعنے جیسے حدیث صحیح مین اشارہ ہے کہ جو جس واسطے مخلوق ہے وہی اسپر آسان ہے پس جسکے
واسطے جنتی ہونے کی مشیت متعلق ہوئی ہے وہ خود مقتضی ہوئی ہے کہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور دیگر امور نیک بجالاوے پس سب
بجالاتا ہے۔ پھر قولہ ولکنہ اخلد الی الارض آہ کو بجاے اس کے کہ ولکنہ اعرض عنہا۔ لانے مین مبالغہ و تنبیہ ہے کہ اسی چیز نے اسکو
آیات سے اعراض پر آمادہ کیا اور یہی دنیا کی محبت ہے سب خطاؤن کی جڑ اور سب سے بدتر ہے۔ بعض نے لکھا کہ اصل مین اخلاد
کسی مقام مین سکون و لزوم کو کہتے ہین اور اسی سے خلود ہے اور ابو عبیدہؒ نے کہا کہ اخلد الی لازم ہوگیا و چپٹ رہا کہ چھوڑ نہین سکتا پس یہ
ظاہر ہے حالانکہ چندروزہ زندگی سے زائد نہین رہ سکتا اور عبدالرزاق نے عمرؓ سے روایت کی کہ اخلد الی الارض یعنے میل کیا دنیا کی
طرف پس ظاہر ہوا کہ مفسرؒ نے سکون و میل دونون سے تفسیر کرنے مین معنے اصلی و مراد دونون کیطرف اشارہ کیا۔ اس مین تنبیہ ہے جو

حدیث ابن عمرؓ مین صریح ہے کہ دنیا مین اسطرح رہ کہ جیسے تو پردیسی مسافر ہے یا راہ راہ چلا جاتا ہے کما فی الصحیحین [illegible]
کہ تشبیہ ادنی کے اعلی سے ہے بلکہ برعکس ہے اسواسطے کہ بندہ اس جہان مین اعمال ورضاے الٰہی کمانے آیا ہے [illegible]
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اور نیز اسمین دلیل ہے کہ جوشخص اپنے دل مین دنیا کی زندگی کا لالچ فقط دنیا کی [illegible]
وہ اللہ تعالے کی طرف استغفار والتجا لاوے کیونکہ یہ علامت خراب ہے اسیواسطے حدیث صحیح مین بری نشانی بوڑھے ہونے کے
مین آیا ہے کہ انکو مال کی ہوس اور زندگی زیادہ ہونے کی تمنا بڑھ جاتی ہے اللہم توفنا مسلمین مؤمنین برحمتک یا ارحم الراحمین [illegible]
واضح ہو کہ مفسرؒ نے اس آیت مین جس شخص کا حال بیان کیا ہے مفسرینؒ کے اسمین اقوال ہین اور شیخ حافظؒ وغیرہ نے تطویل کی
جیسا مفسرؒ نے کمال اختصار کیا ہے اگرچہ آیت کریمہ مین ہم کو اسیقدر ضرورت تھی جو نفس تفسیر سے بیان ہوا لیکن اہل ایمان بحکم حدیث
کہ نیک بخت وہ ہے جو دوسرے کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرے۔ اُمید ہے کہ اس سے فائدہ پاوین لہذا مترجم بتوفیق اللہ
حسن اسلوب سے اقوال مین توفیق دیتا ہوا ملخص لاتا ہے۔ واضح ہو کہ اول کلام آنکہ یہ شخص اگلی اُمتون مین سے تھا یا اسی اُمت
مین سے۔ دوم آنکہ اگر اگلون مین سے تھا تو بنی اسرائیل مین سے یا کنعانیون مین سے یا شہر بلقار والون مین سے تھا پس صحیح یہ ہے
کہ اگلون مین سے تھا اور بنی اسرائیل مین سے تھا ولیکن جو نسل کہ یہان بلقار مین موجود تھی اُنکے قبیلہ سے تھا اور کنعانی قوم کافر
جنپر حضرت موسیٰؑ کو جہاد کا حکم ہوا تھا انکی ماتحتی مین یہ لوگ تھے لہذا قبیلۂ مذکور کی فرمایش سے بددعا کرکے خوار ہوا چنانچہ عبدالرزاق نے
صحیح طرق سے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت مین روایت کی کہ یہ شخص بنی اسرائیل مین سے تھا اسکا نام بلعم بن باعورا تھا۔ ایسا ہی
ابن عباس ومجاہد وعکرمہ کا قول ہے اور بعض نے بلعام بن باعور کہا اور مراد واحد ہے وہ بلعم بن باعورا بن سثوم بن قوشتم بن ماب
بن لوط بن ہاران بن آزر ہے اور بلقار کے ایک گاؤن مین رہتا تھا اور ابن عساکرؒ نے کہا کہ وہ اللہ تعالے کا اسم اعظم جانتا تھا۔ اور
ابن جریرؒ نے بسند جید از شیخ یسار رحمہ اللہ روایت کیا کہ یہ شخص مستجاب الدعوۃ تھا یعنے اسم اعظم کے وسیلہ سے جو دعا کرتا وہ قبول ہوتی تھی
اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر ملک شام کو واسطے جہاد کفار کے متوجہ ہوئے تو نواح کے لوگون کو انسے سخت رعب پیدا ہوا پس
بلعم کی قوم والے اسکے پاس گئے کہ تو اس مرد اور اس لشکر پر بددعا کر۔ (بعض روایت مین ہے کہ یہ لوگ حضرت موسیٰؑ کی سختی وتیزی ودرشتی
سے گھبراتے تھے اور مالک ابن دینار نے کہا کہ بلعم ایک مرد علماء بنی اسرائیل سے مستجاب الدعوۃ تھا سختی وشدت کے وقت اسی کو آگے کیا
کرتے اور دعا کراتے تھے) پس اُسنے قوم سے کہا کہ مین اپنے پروردگار سے اجازت لے لون۔ پس اسکو حکم ملا کہ تو مت بددعا کر کیونکہ وہ میرے
نیک بندے ہین اور انمین میرا پیغمبر علیہ السلام بھی ہے پس بلعام نے قوم سے کہدیا کہ مجھے ممانعت ہوئی پس قوم نے اسکو بہت تحفے دیے
اور ہدیے بھیجے (اور کنعانی کافرون نے بخوف عصاے موسیٰؑ کے بلعام کو قتل وغارت ومال ولالچ سب طرح سے رجھایا) پھر قوم والون نے
دوبارہ اس سے الحاح کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اچھا اب پھر اجازت مانگون مگر اسکو کچھ الہام نہوا تو اُس نے کہا کہ مجھے کچھ جواب نہ ملا۔ قوم
نے کہا کہ تیرا پروردگار برا جانتا تو تجھے منع کرتا لہذا بددعا کر۔ (بولا کہ تمھارا برا ہو موسیٰؑ اللہ تعالے کا نبی ہے اس کے ساتھ فرشتے و مومنین
ہین مجھے ان علوم سے آگاہی ہے جو تم کو نہین مگر وہ لوگ اس کے پیچھے پڑگئے اور خوشامد وعاجزی ورونا پیٹنا مچاتے رہے یہانتک کہ
وہ راضی ہوا اور دنیا کی عیش وعشرت وزندگی سے ہاتھ نہ دھویا پس خچری پر سوار ہو کر چلا پس تھوڑی دور پر خچری بیٹھ گئی [illegible]
مارپیٹ کرتا تھا پھر ذرا دور پر بیٹھ گئی پھر مارنا پیٹنا شروع کیا تو اللہ تعالے نے اسکو گویا کیا کہ اے بلعم تیرا برا ہو تو کہان جاتا ہے

Marfat.com

سامنے سے پھیرتے ہین مگر لوگون نے کانون کانون مین ڈالدیا اور بلعم نے جھلاکر مارا تو وہ چل نکلی اور پہاڑ پر پہونچکر اسنے بددعا شروع کی، مگر جو بد بات مانگتا اُسمین اُسکی زبان سے اُسکی قوم کا نام نکلتا اور جو بھلی بات چاہتا اس مین موسیٰ ونکے لشکر کا نام آتا۔ آخر قوم سے عذر کیا کہ مین اس تقدیر کو کیا کرون کہ میری زبان یون ہی چلتی ہے اور مین دعا بھی کرون تو معلوم ہوچکا کہ قبول نہوگی اور آخر تدبیر نکالی اسکی زبان باہر ہوکر سینہ کو لٹک پڑی پس وہان سے خوار واپس آیا اور قوم مع بادشاہ کفار کے جمع ہوئے اُسنے کہا کہ میری دین و دنیا برباد ہوئی مگر اب تمھین ایک حیلہ بتلاتا ہون کہ تم اپنی عورتین آراستہ کرکے انکے لشکر مین روانہ کرو وہ مسافر لوگ ہین اگر وہ لوگ زنا مین پڑے تو مجھے اُمید ہے کہ تباہ ہوجاوینگے اور بادشاہ کی لڑکی نہایت حسین و خوبصورت گویا بے مثل تھی اسکو کافر بادشاہ نے بھیجا کہ تو عورتون کے ساتھ جا اور سوائے موسیٰ کے کسی کو اپنے اوپر قابو نہ دینا پس یہ عورتین داخل ہوئین اور وہ لڑکی یعنے دختر بادشاہ کفار کی موسیٰ تک نہ پہونچ سکی مگر بارہ اسباط مین سے ایک سبط کے سردار کے پاس پہونچی۔ (اسکا نام زمری بن شلوم تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد کا سردار تھا) مگر شہزادی نے کہا کہ سوائے موسیٰ کے کسی کو نہین چاہتی ہون آخر اپنے باپ سے اجازت منگا کر زمری کے ساتھ منھ کالا کرنے پر راضی ہوئی اور دونون ایک خیمہ مین گھس گئے اور دیگر بنی اسرائیل عوام بھی مبتلا ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام کو جب خبر پہونچی تو رنجیدہ و غمناک ہوئے اور فنحاص بن العیزار بن ہارون نے جب سُنا تو لوہے کا نیزہ لیے ہوئے خشمناک آیا اور زمری کے خیمہ مین گھسکر ان دونون بدبختون کو نیزہ مار کر چھید لیا اور بقوت تمام بر سر نیزہ بلند کیئے ہوئے باہر لایا اور بنو اسرائیل پر طاعون وبا کا عذاب طاری ہوا ہزار زناکار قتل ہوئے اور استغفار سے اللہ تعالے نے وبا دور کی مگر قریب ستر ہزار کے مرگئے اور بعض نے کہا کہ تیس ہزار مرے واللہ اعلم اسقدر مرے۔ **وقال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ**۔ یہ شخص بلعام کہتا تھا کہ مین بددعا کرونگا تو دنیا و آخرت برباد ہوجائیگی مگر دعا کی پس اللہ تعالے نے منسلخ کردیا۔ اور سدیؒ نے تصریح کی کہ چالیس برس تیہ مین پھنسنے کے بعد یہ واقعہ ہوا اور مترجم کہتا ہے کہ اصح یہ ہے کہ موسیٰ تیہ مین وفات پاچکے ہین پس شاید لوگون کو یوشع بن نون کی نبوت مشتبہ رہی اور بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰ کی نبوت گمان کرتے رہے لہذا تواریخ مین خبط رہا وفیہ ما فیہ فافہم اور ابن ابی حاتم نے عکرمہؒ کے طریق سے ابن عباسؓ سے اس آیت مین روایت کی یہ ایک ایسے شخص کا بیان ہے جسکو تین دعائین مستجاب دی گئی تھین (شاید بعد دعاے مذکور کے اُسنے توبہ کی ہو اور اسکو صرف اسقدر ملا ہوا ہو کہ تین دعائین تیرے لیے مستجاب ہونگی واللہ اعلم) اور اسکے ایک جورو تھی اور اُس کا ایک بچہ تھا پس جورو نے کہا کہ ایک مجھے دیدے اُسنے دیدی تو اُسنے دعا کرائی کہ مین بنی اسرائیل مین سب سے زیادہ خوبصورت ہوجاؤن پھر ایسا ہوا تو اُس عورت نے کچھ ارادہ کیا تب اُسنے خشمناک ہوکر بددعا کی کہ یہ کُتیا ہوجاوے تب اس کا فرزند اکلوتا بیٹا آیا کہ اے پدر مہربان مجھے اس شرم کا پر صبر نہین آخر اُسنے دعا کی پھر وہ جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی اور یہ تینون دعائین برباد ہوئین۔ **قال الحافظ** اغریب۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل تفسیر کے اصول مین قرار پایا ہے کہ یہ طویل قصص سوائے اُن قصص کے جو حدیث صحیح سے ثابت ہوتے ہین باقی اکثر روایات بنی اسرائیل ہین اور مقدمہ مین تحقیق ہوگئی کہ کتب بنی اسرائیل حتی کہ موجودہ کتب بنام توریت وغیرہ ایسے ہی اُمور کی باتون سے بھرے پڑے ہین پس جو ان مین سے صافی ہے وہ لیا جائیگا اور جو مکدر ہے وہ متروک ہے پھر واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ صحیح اسانید سے عبداللہ بن عمرو رضہ سے ثابت ہوا کہ قولہ نبا الذی آتیناہ الآیۃ مین یہ شخص اُمیہ بن ابی الصلت شاعر ہے اور میں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو کی مراد اس سے یہ معلوم ہوتی ہے اُمیہ بن ابی الصلت بھی اس اُمت مین سے اسی شخص کے

Marfat.com

مشابہ ہے جو اگلی اُمت میں اس آیت میں مذکور ہے یعنے بلعم باعوراء کے مشابہ ہے کیونکہ امیہ بن ابی الصلت کو اگلی کتابوں سے بہتوں کا علم ملا مگر اُسنے عمل نہ کیا اور نفع نہ پایا اسلیئے کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کا آگاہ کرنا رسالت سے سمجھا اور آپکے معجزات دیکھنا و آیات ربانی سُننا و آپ کے ساتھ بیٹھنا وغیرہ نصیب ہوا مگر وہ بدبخت باوجود اسکے مشرکوں کی دوستی و مددگاری میں پڑا چنانچہ بدر کے کافر مقتولوں کے لیئے بڑے بڑے مرثیے نظم کئے ہیں اور بعض احادیث میں بنظر اسکے بعض اشعار کے آیا ہے کہ اسکی زبان اسلام لائی اور اسکا قلب مومن نہیں ہوا ہے۔ پس آیت کریمہ میں مراد بنا بر مشہور قول مفسرین سلف کے اگلی اُمت میں سے ایک شخص کا بیان ہوا کہ وہ بلعم بن باعوراء ہے جسکی زبان بسبب بد دعا کرنے کے لیے سینہ پر لٹک پڑی تھی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ پس صفت اسکی مانند صفت کتے کے ہے۔ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ یعنے اگر تو اُسپر لادنے یا دتکارنے سے حملہ کرے تو وہ زبان نکالتا ہے۔ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یا اگر تو اُسکو چھوڑ دے تو زبان نکالتا ہے اور دیگر حیوانات میں سے کوئی ایسا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ ہر دو جملہ شرطیہ حال واقع ہیں یعنے آنکہ لاہث ذلیل ہے ہر حال میں۔ اور مقصود اس سے تشبیہ ہے اسکی فرومائگی اور خواری میں بقرینہ حرف فاء کے جو مشعر ہے کہ فاء کا مابعد اسکے ماقبل یعنے میل بسوے دنیا و اتباع ہوی، پر مترتب ہے بقرینہ قولہ تعالے۔ ذٰلِكَ الْمَثَلُ۔ یہ مثل ہے۔ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا مثل اس قوم کی جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو۔ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ پس تو اے محمد صلعم بیان کر دے قصص کو یعنے ایسے سچے قصوں کو یہودیوں پر۔ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ وہ لوگ ان میں غور کر کے ایمان لاویں۔ اور آنحضرت صلعم کی نعت و صفت کے آیات وغیرہ میں تحریف و تبدیل و چھپانے و جھٹلانے وغیرہ بُری حرکتوں سے باز آویں۔ اور آیت میں تمام ان لوگوں کو وعید ہے جنھوں نے آیات الٰہی کو جھٹلایا اور انکار کیا خواہ یہود ہوں یا کوئی اور ہوں کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا کذا قیل وہو الصحیح۔ اور بیان سے مصرح ثابت ہوا کہ قصص کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ لوگ انسے نصیحت و عبرت حاصل کریں اور اہل اسلام خود اپنی کتاب سے سب سے پہلے نصیحت پذیر ہوں کیونکہ آیات الٰہی صحیح و ٹھیک انھیں کے ہاتھ میں ہیں اللہم اہدنا وانت ارحم الراحمین۔ پھر زیادہ مذمت فرمائی بقولہ۔ سَآءَ مَثَلَا لْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اے بئس مثلاً مثل القوم الذین الخ۔ یعنے بری ہے از راہ مثل کے مثل اس قوم کی جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو۔ ساء میں ضمیر مستتر ممیز اور مثلاً اسکی تمیز اور مثل القوم الخ مخصوص بالذم ہے۔ وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں بسبب جھٹلانے کے یعنے اس ظلم کا تجاوز انکی جانوں سے غیر کی طرف نہیں ہے۔ اگر کہا جاوے کہ انکے جھٹلانے سے دکھا دیکھی اوروں نے جھٹلایا تو جواب یہ کہ اس سے بھی ان لوگوں نے اپنے ہی اوپر ظلم بڑھایا کیونکہ جنکو اللہ تعالے نے ہدایت فرمائی ہے وہ تو اُن کی طرف رُخ بھی نہیں کرتے ہیں بعض نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ ان لوگوں نے آیات الٰہی کو جھٹلانا اور اپنے اوپر ظلم کرنا دونوں کو جمع کر کے سمیٹا ہے وہذا انید فافہم۔ ف واتل علیہم نبا الذی اتیناہ الخ اللہ تعالے نے اولیاء کو ضرب قہر ازلی سے خوف دلایا کہ جسنے عظمت قدم کے سامنے اپنی کچھ ہستی سمجھی وہ مارا گیا چنانچہ بلعام باعور کے ساتھ ہوا جو ہوا اور فائدہ یہ کہ اہل کرامت و معاملت اپنے افعال و مقام پر نظر نہ کریں کیونکہ جسنے غیر کو دیکھا وہ اسی کی طرف مشغول کیا گیا کیونکہ مکر قدیم ہے اور بحکم قولہ ولا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔ مکر سے ازلی خواری نڈر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ اسکو آیات عطا ہوئیں اور اگر قرب مشاہدات سے ہوتے تو سانپ کی طرح کینچلی سے نہ نکل بھاگتا کیونکہ دیکھا تو عاشق ہوا پھر مشتاق دیدار تمام اغیار سے متوحش بھلا کہاں نکل سکتا ہے کھلا کہ اسکو استدراج ہی تھا چنانچہ اس کی تصدیق ہے کہ اُسنے رسول برحق سے عداوت اور دین قویم سے ارتداد اور ...

...قال تعالے ۔ فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین ۔ اگر چاشنی محبت پاتا تو غیر کی طرف التفات نہ کرتا ۔ ازل مین سے
...ادراک یکسان تھے پس اس درمیان مین ظاہری کرامات عارضی امتحانات تھے حالانکہ اصل قدیم کے سامنے عارضی چیز کا کیا
...بار ہے ۔ ابن عطا رح نے کہا کہ سابقہ ازل نے انتہا ابد پر تاثیر کی ۔ اُستاد رح نے فرمایا کہ اعدا کو ملباس خلعت ظاہر کیا پھر انکو سابق
...ت کی طرف مردود فرمایا اور اولیا کو ملباس مخالفت ظاہر کیا اور آخر اس زلت سے نصیب وصلت پہونچایا ۔ کہتے ہین کہ حجلۂ قرب مین
...سلکو بٹھایا پھر سابق تقدیر کے مکر سے اسکو گرایا ۔ صبح یہ حال تھا کہ آنکھ اُٹھائی تو ہر ایک اُس سے کم رتبہ ہے اور شام یہ حال ہوا کہ کتا
...ن فرمایا گیا اس سے بالا ہے ۔ پھر او تعالے نے اس شخص کی ضلالت کو سابقہ مشیت پر جو سا ثر بتاثیر الکتاب نہین ہے معلق فرمایا بقولہ
...شئنا لرفعناہ بہا ۔ اگر ازل مین اُسکے حق مین ولایت نصیب ہوتی تو ظاہر کی مخالفت کچھ اثر نہ کرتی کیونکہ قسمت ازلی طبیعت کی شرارت
...ردی ہے اور مولی عزوجل کی طاعت سے اُسکا بیٹھ رہنا علت مشیت نہین بلکہ مشیت ہی اسکے عصیان کی علت ہے اُستاد رحمہ اللہ
...نے کہا کہ سعادت جاری ہوتی تو شقاوت نہ پہونچتی لیکن جسکو سوابق مشیت نے توڑا اسکو لواحق کا جبر مفید نہین ہے ۔ ابن عطا رح
نے کہا کہ حکم ازل جاری ہوتا تو آخر احوال مین اسکی دستگیری کرتا ۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

جسکو اللہ تعالے نے ہدایت کیا وہی　راہ پاتا ہے　اور جسکو گمراہ کردیا تو ایسے ہی لوگ وہی ہین　ٹوٹا اٹھانے والے

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ جسکو اللہ تعالے نے ہدایت دی یعنے اپنے دین کی طرف اُسکو راہ دی یا اسکی ہدایت کا متولی ہوا اور مقصود تک پہونچا دیا
فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ پس وہی ہدایت یافتہ ہے ۔ واضح ہو کہ ہدایت الٰہی کے معنے یہ نہین کہ ایمان کا راستہ بتلا دیا جیسا کہ فرقۂ معتزلہ وغیرہ نے
...وہو کا کھایا ہے کیونکہ یہ بیان تو کافر و مومن دونون کے کان تک پہونچتا ہے ولیکن کافر سنتے و ہدایت پر نہین آتے ہین لہذا معلوم ہوا کہ ہدایت
الٰہی کے یہ معنے ہین کہ ایمان کی توفیق ہوا اور کفر و شرک جن سے بندہ مردود ہوتا ہے بچے اور یہی اہل سنت کا قول ہے اور مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی
...تفسیر بلازم ہے کیونکہ ہدایت و اضلال دونون صفات الٰہی مین سے ہین جنکی حقیقت سے بندہ واقف نہین ہو سکتا ۔ ہان جب صفت
...ہدایت کی تجلی سے کوئی بندہ سرفراز ہوا تو اسکو یہ لازم ہے کہ اعتقاد توحید و اعمال اسلام پر مستقیم ہوا اور بندہ اسکو خود نہین پیدا
...کر سکتا اسیواسطے فہو المہتدی مین حصر فرمایا اور آیات کثیرہ مانند قولہ انک لاتہدی من احببت الآیۃ وغیرہا صریح اسپر دلالت
...کرتی ہین ۔ اور یہی حال اضلال کا ہے ۔ وَمَنْ يُّضْلِلْ اے ومن یضللہ ۔ اور جسکو اللہ تعالے نے گمراہ فرمایا وہی گمراہ ہے اُسکے واسطے
...کوئی ہادی نہین ہو سکتا اور کوئی بھلائی جبکا کچھ اعتبار ہو اسکو نہین پہونچ سکتی اگرچہ ناقص عقل کے موافق دنیا کی بہت سی باتون کو
...بھلائی تصور کرے لہذا مصرح فرمایا ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہی لوگ ٹوٹے والے ہین ۔ قال البیضاوی آیت مین تصریح
...ہدایت پانا و گمراہ ہونا بندون کو اللہ تعالے ہی کیطرف سے ہے اپنی قدرت سے نہین اور تصریح ہے کہ اللہ تعالے کی ہدایت بعض
...بندون سے مختص ہے بعض کو نہین ملیگی اور تصریح ہے کہ اللہ تعالے جب ہدایت فرماوے تو ابتدا لازم یعنے بندہ کا ہدایت پا جانا ضروری
...ہے اول مین فہو المہتدی ۔ بلفظ مفرد برعایت لفظ من اور دوم مین فاولئک ہم آہ بلفظ جمع برعایت معنے من لانے مین تنبیہ ہے کہ
...جماعت مثل واحد کے ہے کیونکہ انکا طریقہ واحد ہے برخلاف گمراہون کے کہ مختلف طریقون سے شیطان کی راہون پر چلتے
...چلے جاتے ہین اور مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی اشارہ ہے کہ مہتدین بمقابلہ گمراہون کے بہت کم ہین چنانچہ صحاح کی حدیث

Marfat.com

بعث النار مین یہ مضمون ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کو بھیجے جانے والے نکال [illegible] ہونگے اور ایک فقط جنت کے لیے ہوگا وکما قال تعالے وقلیل من عبادی الشکور الآیۃ۔ پھر ہدایت پا ناہندہ کو [illegible] بیضاوی نے کہا کہ او تعالے نے لفظ مہتدی فرمانے پر اقتصار کرکے تنبیہ فرمائی کہ اہتدا کی شان عظیم ہے یا تنبیہ فرمائی [illegible] بڑا کمال ہے کہ اسکے ساتھ اگر اور کچھ حاصل نہو تو مغفرت کے لیے کافی ہے مترجم کہتا ہے کہ بندہ اس نعمت کے ملنے کی ہمالی [illegible] رہنے کی اللہ تعالے سے دعا مانگے اور اسکے چھن جانے یا اس سے محروم رہنے سے ایسا ڈرے جیسے آگ سے جو شخص کھینچ لیا گیا ہو وہ پھر [illegible] مین پڑنے سے لرزتا ہے اور حدیث جابرؓ مین ہے کہ آنحضرت صلعم اپنے خطبہ مین بعد حمد وثنا کے یون فرماتے من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ۔ اصدق الحدیث کتاب اللہ واحسن الہدی ہدی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) وشر الامور محدثاتہا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ پھر فرماتے بعثت انا والساعۃ کہاتین یعنے اپنی دو انگلیان ملاتے اور اشارہ کرتے کہ مین مبعوث ہوا ہون قیامت کے ساتھ جیسے یہ دونون۔ یعنے میرے بعد اور کوئی نبی نہوگا بلکہ قیامت ہے۔ رواہ مسلم ونسائی وابن ماجہ وابن مردویہ والبیہقی اور حدیث ابن مسعودؓ مین ہے الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستہدیہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الحدیث رواہ احمد واہل السنن اسمین نستہدیہ سے دعا ہے یعنے ہم اللہ تعالے سے ہدایت مانگتے ہین کہ اسپر برابر قائم رہین مترجم کہتا ہے کہ جمعہ کے یہ دونون خطبے حدیث سے یاد رکھنا چاہیئے ف فی العرائس قولہ تعالے من یہد اللہ فہو المہتدی الآیۃ جسکو اللہ تعالے نے ازل مین اپنی معرفت وقرب کے واسطے برگزیدہ فرمایا اسکے سب کام اسی برگزیدگی کے انتظام پر ہوتے ہین بعض نے کہا کہ نجات یافتہ وہ نہین جو اچھی کوشش کرے بلکہ وہی ہے جسکے لیے ہادی عزوجل سے ہدایت کی تقدیر ازلی ہو چکی۔ پھر اللہ تعالے نے اہل خسران کی حالت بیان فرمائی کہ وہ درگاہ کبریائی و دیدار جلال سے محروم ہین بقولہ تعالے

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ

اور ہم نے پھیلا رکھے ہین دوزخ کے واسطے بہت جن اور آدمی جنکو دل ہین اُنسے سمجھتے نہین اور آنکھین ہین اُنسے

لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ

دیکھتے نہین اور کان ہین اُنسے سنتے نہین وہ جیسے چوپائے بلکہ اُنسے زیادہ بیراہ وہی لوگ

هُمُ الْغَافِلُونَ ۝

ہین غافل

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا خلقنا لِجَهَنَّمَ خلقاً۔ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ اور البتہ پیدا کیا ہم نے جہنم کے لیے خلق کثیر کو جنون وانسانون مین سے۔ جن وانس اسم جنس ہے لہذا جمع نہین آئی۔ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ جہنم کے واسطے ہم نے جن وانسان مین سے خلق کثیر کو پیدا کرکے مہیا کر دیا اور وے جہنمیون کے کام کرتے اور انھین کامون کی آسانی پاتے ہین جیسے جنتی لوگ جنتیون کے کامون کی توفیق پاتے ہین اور اسی سبب مذکور سے دنیا مین اہل کفر کی کثرت ہر زمانہ مین مشاہدہ ہے پھر انمین سے جو ازلی شقی ہو چکے اور دوزخ ہی کے [illegible] ہوے انکے خلاص کا کوئی حیلہ نہین۔ اور سابق مین وہ احادیث گذر چکین جنمین بیان ہے کہ اللہ تعالے نے آدم کی پشت [illegible]

Marfat.com

بیان دو فریق کا کر ایک فریق کے حق مین فرمایا کہ مین نے انکو دوزخ کے واسطے پیدا کیا اور مجھے پروا نہین ہے۔ اور یہان ظاہر ہوا کہ ہر دو فریق مین سے بڑا فریق دوزخی ہے اور نیز ظاہر ہوا کہ جن مین سے بھی بڑا فریق دوزخی ہے اور نیز ظاہر ہوا کہ جن اگرچہ آتشی ہین مگر دوزخ سے عذاب اُٹھاوینگے بھلا تو نہین دیکھتا کہ انسان خاکی ڈھیلے کی مار سے دردناک ہوجاتا ہے اور صحیحین کی حدیث ابن مسعودؓ جو تقدیر برحق ہونے کے باب مین مذکور ہے اسمین پیٹ کے بچہ کے حق مین روح پھونکنے کے وقت کا حال یون آیا ہے کہ پھر فرشتہ کو چار باتین لکھنے کا حکم ہوتا ہے یعنے اُسکا رزق اور اجل کہ کتنی مدت جیتا رہیگا اور عمل کہ کیسے کام کریگا اور اُسکا خاتمہ کہ شقی ہے یا سعید ہے یہ چار ون باتین مان کے پیٹ ہی مین فرشتہ بحکم آلہی لکھدیتا ہے۔ اور صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے درحالیکہ اُسکا عرش پانی پر تھا مقادیر خلق کو تقدیر کر دیا ہے۔ اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہؓ کی حدیث سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم انصار مین سے ایک طفل کے جنازہ مین بلائے گئے تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ طوبی لہ عصفور من عصافیر الجنۃ یعنے پاکیزہ بھلائی ہے اس طفل کے لیے وہ جنت کی چڑیون مین سے ایک چڑیا ہے اُسنے کوئی بُرائی نہین کی اور نہ بُرائی کو پایا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ یا اُسکے سوائے اے عائشہؓ البتہ اللہ تعالے نے جنت کو پیدا کیا اور اُسکے لیے لوگ پیدا کیے حالانکہ وہ اپنی باپون کی پشت مین تھے اور دوزخ پیدا کی اور اسکے لیے لوگ پیدا کیے حالانکہ وہ اپنے باپون کی پشت مین تھے۔ حاصل معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ جنت و دوزخ کے لیے اللہ تعالے نے پہلے ہی سے لوگ مقدر کر دیے ہین وہ دنیاوی وجود پر موقوف نہین ہین بلکہ جو جنتی ہے وہ اپنے باپ کی پشت ہی مین جنتی ہے اور یہی حال دوزخیون کا ہے پس اسی واسطے حضرت عائشہؓ کو روک دیا کہ بھلے وبُرے کامون کی راہ سے جنتی و دوزخی کا حکم نہ لگاوین اور یہ مراد نہین کہ یہ لڑکا جنتی نہین ہے کیونکہ دیگر دلائل سے مسلمانون کی چھوٹی اولاد جو مرے اسکے جنتی ہونے کو ائمہ علمار نے دلائل شرعی سے ثابت پایا ہے چنانچہ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین کہا کہ علمار سلمین مین سے جنکو شمار مین لایا جاتا ہے ان سب کا اجماع ہے کہ مسلمانون کی چھوٹی اولاد جو مرے وہ جنت مین ہے کیونکہ وہ مکلف نہین اور بعضے ایسے علمار نے جو کسی شمار مین نہین اُنھون نے اس مسئلہ مین توقف کیا ہے اور کچھ حکم نہین لگایا اور انکے توقف کی وجہ یہی حدیث ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو بدون قطعی دلیل کے جنتی یا دوزخی کا حکم لگانے مین جلدی کرنے سے منع فرمادیا۔ مترجم کہتا ہے کہ افعال کے اوپر نظر کرکے بھی یہ حکم لگانے سے منع فرمایا جیسا کہ اشارہ گذرا۔ اگر کہا جاوے کہ علمار نے انکے غیر مکلف ہونے کی دلیل سے انکا جنتی ہونا ثابت کیا اور یہ افعال ہی پر نظر ہے تو جواب یہ کہ دلیل دیگر مقارن اسکے ہوکر مثبت ہوئی اور فرق اسیقدر ہے جو قول معتزلہ و اہل سنت کے درمیان مغفرت کے بارہ مین ہے یعنے معتزلہ محض افعال پر نظر رکھتے ہین اور اہل سنت کی نظر برحمت آلہی ہے ہان جب افعال بھی اچھے ظاہر ہوئے تو بحکم ان اللہ لایضیع اجر المحسنین اور اسکے مانند کے مفید یقین ہوا اور حدیث وفات عثمان بن مظعونؓ جو صحاح وغیرہ مین معروف ہے اسکی توضیح کرتی ہے اور مقام مقتضی ہے کہ تقریر وسیع لائی جاوے ولیکن بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا فلیتامل پھر امام نووی نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ شاید آنحضرت صلعم نے یہ بات یعنے حضرت عائشہؓ کو روکنے کی اسوقت فرمائی ہو کہ جب آپ کو وحی سے ان اطفال کا جنتی ہونا معلوم نہ تھا پھر جب علم ہوگیا تو جنتی ہونے کی خبر دیدی ثم قال النوویؒ اب رہے کافرون کے بچے جو کہ طفولیت مین مرگئے تو اسمین تین قول ہین اوّل یہ کہ اکثرون نے کہا کہ وہ اپنے باپون کے تابع ہوکر جہنمی ہین دوم یہ کہ ہم کو معلوم نہین کہ ان کا کیا حال ہے اور یہ ایک گروہ کا قول ہے۔ اور سوم یہ کہ یہ اطفال بھی جنتی ہین اور یہی محققین کا قول ہے اور یہی صحیح ہے اور اسپر چند دلائل ہین

Marfat.com

ازانجملہ وہ حدیث کہ حضرت صلعم نے جنت مین حضرت خلیل علیہ السلام کو دیکھا درحالیکہ انکے گرد لوگون کی اولاد ہے ...
رسول اللہ کیا مشرکون کے اولاد بھی تھی فرمایا کہ مشرکون کے اولاد بھی تھی والحدیث رواہ البخاری فی الصحیح ...
... حتی نبعث رسولا۔ یعنے فرمایا کہ ہم عذاب دینے والے نہین یہان تک کہ رسول کو بھیج لین۔ پس معلوم ہوا کہ قبل بعثت ...
کسی بشر کو عذاب نہ دیا جائیگا اور سب لوگون نے اتفاق کیا ہے کہ بچہ پر تکلیف شرعی عائد نہین ہوتی اور رسول کا قول قبول ...
نہین ہوتا یہان تک کہ وہ بالغ ہوجاوے پس بالغ ہونے سے پہلے جو مرا وہ گویا بعثت رسول کے پہونچنے سے پہلے مرا ہے ...
آیت کریمہ مین اہل سنت کے مذہب کی کھلی دلیل ہے کہ بندون کے سب بھلے برے کامون کا پیدا کرنے والا وہی ایک خالق وحدہ لا ...
ہے پس سوائے اسکے کوئی خالق کسی چیز کا نہین ہے اور جسنے گمان کیا کہ بندہ اپنے افعال اپنے آپ پیدا کرلیتا ہے وہ جھوٹا مشرک ...
کرتا ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالے نے صریح فرمادیا کہ اُسی نے بہت سے جن وانس کو دوزخ کے لئے پیدا کیا اس سے بڑھکر کیا بیان
ہوگا اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ سمجھدار کبھی اپنے آپ اپنے واسطے آگ مین گھس جانا پسند نہین کریگا پھر جب اُسنے ایسے اعمال کیے جو آگ مین
داخل ہونے کے موجب ہین تو معلوم ہوگیا کہ ان اعمال موجبۃ النار کا پیدا کرنے والا یہان ایک خالق پاک ہے جو چار ناچار اس سے یہ
عمل پیدا فرماتا ہے اور وہ اللہ تعالے ہے اور معتزلہ وغیرہ نے جو یہان بے وجہ تاویلین کین وہ مردود ہین اسلیئے کہ جب کوئی دلیل قطعی
ایسی قائم ہو کہ ظاہر معنے آیت کے نہ بن سکتے ہون تو تاویل کرنے کی گنجایش ہے پس یہان تاویل بدون دلیل قطعی کے ہرگز صحیح نہین ہے
اور یہ مسئلہ تقدیر کا وسیع ہے اس مین بندہ اپنی عقل اڑ لگاویگا تو گمراہ ہوگا کیونکہ حکمت الٓہی کو کون گھیر سکتا ہے پس جو اللہ تعالے واسکے رسول صلعم
نے فرمایا اسی پر ایمان رکھنے والا مومن ہے اور یہی لوگ اہل سنت ہین اللہ تعالے ہمکو انھین کے عقیدے پر دنیا سے مومن اُٹھاوے لہذا ہم
ایمان لائے کہ بے شک اللہ تعالے نے دوزخ کے واسطے بہت سے جن وانسان پیدا فرمائے اور چار ناچار وہ لوگ دوزخیون کے کام کرتے
اور انھین کامون پر خوش ہین اور کیون نہین کہ اوتعالے نے ان دوزخیون کی حالت جسپر انکو پیدا فرمایا ہے یہ بیان فرمائی کہ لَھُمْ قُلُوْبٌ
لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا۔ اُنکے قلوب ایسے ہین کہ اُنسے سمجھتے نہین۔ یعنے حق بات انکے دلون مین نہین سمجھائی دیتی ہے اگرچہ دنیاوی اپنی بھلائی
برائی کو خوب سمجھتے ہین لیکن اُسکا نفع یہی چندروزہ زندگی تک ہے جسکا کچھ بھی اعتبار نہین۔ **وقال البیضاوی** نہین سمجھتے اسلیے
کہ حق بات پر دل نہین دھرتے اور دل کی آنکھون سے حق بات مین نظر نہین کرتے **وقال المترجم** یہان سے ثابت ہوا کہ فقہ وہی ہے
جو دل مین سمجھ ہوا اور دل وہی خوب ہے جسمین یہ فقہ ہو حتی کہ کافرون کی مذموم حالت فرمائی کہ اُنکے دل ہین مگر ایسے ناکارہ کہ اُن سے نفع
دینے والی سمجھ نہین پاتے۔ وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا اور اُنکی آنکھین ایسی ہین کہ جنسے دیکھتے نہین۔ یعنے دنیاوی چیزون کو ایسی نگاہ
سے جو اُنکے کام نہ آوے خوب دیکھتے ہون مگر جو دیکھنا کام کا تھا وہ نہین دیکھتے پس اللہ تعالے نے جو اشیاء عجیب وغریب پیدا فرمائی ہین ا...
بنظر عبرت نہین دیکھتے کہ جس سے اوتعالے کی عظیم قدرت دیکھکر اسکی توحید ومعرفت حاصل کرین بلکہ یہ لوگ اپنی ذات کیواسطے دنیا
چیزون کو اپنی خواہش نفسانی کی نظر سے دیکھتے ہین اور یہ دیکھنا کام کا نہین تو صحیح ہوا کہ آنکھون سے جو نفع تھا جب وہ نہ اُٹھایا تو ...
فرمائی کہ انکی آنکھین ہین مگر ایسی کہ اُنسے بصیرت کی نظر سے نہین دیکھتے۔ وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا۔ اور اُن کے کان ایسے ...
کہ اُنسے سنتے نہین یعنے نفسانی وشیطانی ودنیاوی لہو ولعب وبیفائدہ بیکار باتون کو اگرچہ سنتے ہون لیکن جو سننا انکو نافع ...
آیات وحدانیت اسکو کان لگاکر نہین سنتے کہ خواب غفلت سے بیدار ہون اور معرفت الٓہی کا توشہ ونیک اعمال کا خزانہ حاصل ...

Marfat.com

اصلی وطن آخرت کو واپس جاوین۔ یہان سے ظاہر ہوا کہ دل و آنکھین و کان جو اللہ تعالے نے بندے کو دیے وہ فقہ یعنے معرفت الٰہی و آخرت کی سمجھ و ایمان حاصل کرنے اور اللہ تعالے کی تمام مخلوق مین خصوص اپنے آپ مین اسکی عجیب قدرت و صنعت دیکھنے اور اللہ تعہ کی معرفت کی آیات و وعظ و نصائح بغور و تامل سننے کے لیے ہین پھر جبمین یہ باتین بالکل نہون تو وہ دوزخی ہے اگرچہ دنیا کے امور و خواہش نفس کی باتین خوب سمجھتا اور دیکھتا و سُنتا ہو مگر وہ پاگل و اندھا و بہرا ہے۔ اور جب ایسا ہوا تو نتیجہ اسکا یہ ہے جو فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ ایسے لوگ جنکی ناسمجھی کا یہ حال بیان ہوا وے مانند انعام یعنے چوپایہ جانورون کے اور مانند بہائم کے ہین یعنے کام کی سمجھ نہونے اور معرفت الٰہی کی بینائی نہ ہونے اور انجام کی مفید شنوائی نہونے مین یہ لوگ ایسے ہین جیسے بہائم جانور ہوتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ پیٹ پالنے اور جو جی چاہے اسی کی کوشش مین دل و آنکھون و کانون سے مصروف رہنے مین یہ لوگ مانند جانورون کے ہین کہ انکا یہی کام ہے۔ اور اول اولی ہے کہ ناسمجھی و بے عقلی مین جانورون کے مانند ہین اسلیے کہ دل و آنکھین و کان تو انسان و دیگر حیوانات مین مشترک ہین مگر انسان کو جو اورون سے فضیلت و شرف ہے تو فقط ایسی عقل و ادراک سے جس سے اللہ تعالے کی معرفت حاصل ہو اور بھلے و بُرے مین تمیز کرے اور اس حیات ناپائدار دنیا کی سراے سے اپنے اصلی گھر کی طرف واپس جانے پر مستعد رہے پس جب کافر و مشرک کو یہ معرفت حاصل نہ ہوئی تو اسکے اور بہائم کے درمیان کچھ فرق نہوا کہ وہ بھی کچھ فہم و ادراک نہین کرتے لیکن بہائم بیچارے اگر فہم و ادراک نہ کرین تو بجا ہے کہ ان مین عقل نہین دی گئی بخلاف کافرون کے کہ یہ لوگ اس نعمت کے ہوتے ہوئے اسکو برباد کیے ہوئے ہین لہذا فرمایا۔ بَلْ هُمْ اَضَلُّ لے اضل سبیلا من الانعام۔ بلکہ یہ لوگ تو چوپائے جانورون سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے گمراہ ہین۔ کیونکر نہو کہ بہائم کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے نفع و ضرر کو پہچانتے ہین بکری کو دیکھو کہ شریفہ کی پتی نہین کھاتی اور منفعت کو تلاش کرکے حاصل کرتی اور مضرت سے بھاگتی ہے کوئی جانور خود آگ دیکھکر اسمین نہ جاویگا اور ہری ہری گھاس کی طرف خود دوڑا جائیگا اور کافر و مشرک جان بوجھکر عناد سے دوزخ پر اقدام کرتا ہے ابوجہل نے کہا کہ بنی عبد مناف سے ہم سب باتون مین تو ہمسر ہو پائے اب انھون نے اپنا یہ فخر نکالا کہ ہم مین ایک نبی و رسول اللہ صاحب وحی و کتاب ہے سو واللہ مین تو اس عار کو کبھی نہ اُٹھاؤنگا اور ایمان نہ لاؤنگا اگرچہ محمدؐ بڑا سچا اور سب باتون مین اچھا ہے۔ یہود خوب پہچانتے و جانتے تھے مگر پیر مرشد بنے ہوئے نذرانہ کھاتے اور عالم کہلاتے تھے اُنسے یہ لالچ نہ چھوڑا گیا اور دوزخ کے عذاب پر اقدام کیا پس جانور سے بدتر ہین اور نیز جانورون کو معرفت الٰہی کے فضائل حاصل کرنے پر قدرت نہین اور انسان کو یہ قدرت ہے تو عاجز ہوتے ہوئے نہ حاصل کرنے والے کی بہ نسبت وہ بدتر ہے جو قادر ہوتے ہوئے مُنہ موڑے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے دو چیزین عقل و شہوت پیدا کین پس فرشتون کو فقط عقل دی بدون شہوت کے پس اُنکو کوئی خواہش نہین جو اللہ تعہ کی عبادت سے روکے اور جانورون کو شہوت دی بدون عقل کے پس وہ کھانے پینے وغیرہ خواہشون و شہوات مین مصروف ہین اُنکو عقل نہین کہ معرفت حاصل کرین رہا انسان تو اسمین دونون جمع کردین پس اگر اُسنے عقل کی پیروی سے معرفت و طاعت حاصل کی تو فرشتون سے بڑھ گیا کیونکہ شہوت کی روک سے صبر کرتا ہوا وہان چڑھ گیا اور شہوت کی پیروی سے جہالت و نافرمانی سمیٹی تو جانورون سے حتی کہ سور سے بدتر ہوا کیونکہ عقل ہوتے ہوئے اس نجس گڈھے مین پھسل پڑا اور نیز سب اپنے خالق عز و جل کے مطیع ہین بخلاف کافر کے کہ وہ نافرمانی کرتا و شرک سے افترا و بہتان باندھتا ہے اور نیز یہ کہ سب جانور اپنے پروردگار کو پہچانتے و یاد کرتے ہین بخلاف کافر کے کہ نہین پہچانتا و نہین یاد کرتا ہے اگر وہم ہو کہ اللہ تعالے کے سب قائل ہین تو جواب یہ کہ جو قائل ہین وہ ایسے خدا کے قائل ہین جسکا شریک ہے اور یہ درحقیقت حضرت اللہ تعالے جل جلالہ کی شان نہین تو وہ کسی اور چیز کے قائل ہین جو انکے وہم مین سمائے کیونکہ اللہ تعہ

کی معرفت توان صفات سے ہے جنکو اُسکے رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا پس جو اسکے برخلاف ہے وہ اللہ تعالےٰ سے منکر ہے
کہ جانوروں کے ساتھ کوئی ہانکنے والا ہو تو راہ راہ چلے چلتے ہین بخلاف کافرون کے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی معرفت صفات پاک کیے بہا
ہین کتابین نازل فرمائین ہدایت کی راہ دکھلائی رسول علیہم السلام بھیجے مگر یہ لوگ نہ مانے اور الٹا ہے ہر چند انھون نے راہ بتائی اور وعظ
نصیحت سے انکو خواب غفلت سے جگایا مگر نہ جاگے ہر چند انھون نے اللہ تعالےٰ سبحانہ کی صفات پاک انکو سمجھائے اور اسی کی عبادت کو
کہا مگر نہ جنکے لہذا فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ یہی غافل لوگ ہین۔ یعنے پوری غفلت والے یہی ہین اگرچہ مسلمان گنہگار بھی غفلت
مین پڑجاتا ہے مگر بالکل غافل نہین ہوتا مسئلہ زید و عمرو دونون مسلمان ہین پس زید نے قسم کھائی کہ اگر عمرو کو کامل غفلت ہو تو اُس کی
جورو پر طلاق ہے تو حکم دیا جائیگا کہ طلاق واقع نہوئی اور یہان بہت صورتین نکل سکتی ہین۔ فتامل ف فی العرائس قولہ تعالےٰ لہم
قلوب لایفقہون بہا الآیۃ۔ انکے دل مشاہدۂ غیب سے محجوب ہین اور اگر پاوین تو وصال کا مزہ چکھین اور حقائق نوال کو سمجھین۔ انکی آنکھون پر
شہوات کے پردے پڑے ہین اگر اس سے نکلین تو انوار صفات دیکھین۔ انکے کانون مین غفلت کے ٹھیٹھ ہین اگر وہ ہٹین تو آواز وصال و الحان
قرب سے مسرت پاوین اور دنیا کے تمام راگ و رنگ سے مُنھ پھیر لین بعض نے کہا کہ انکے دل ایسے ہین کہ شواہد حق سے فقہ و سمجھ نہین رکھتے
اور اُنکی آنکھین ایسی ہین کہ اُنسے دلائل حق نہین دیکھتے اور انکے کان ایسے ہین کہ دعوت حق نہین سُنتے **قال المترجم** دعوت حق ایک
ظاہری ہے جو بواسطۂ رسول اللہ صلعم و آپ کے خلفاء کے ہر وقت پہونچتی ہے اور وہی اصل ہے اور دوم دعوت باطن اور وہ اس
شعر سے سمجھ لینا چاہیئے ؎ من آن مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ ÷ ز بام عرش می آید صفیرم ÷ اور نیز ؎ ز مرغ صبح ندانم کہ سوسن آزاد ÷ چہ گوش
کرد کہ حافظ زبان خموش آمد ÷ پھر اللہ تعالےٰ نے ان لوگون کا حال یون فرمایا کہ یہ لوگ گمراہی مین جانورون سے بڑھے ہوئے ہین کیونکہ جانورون
مین ادب قبول کرنے کی استعداد ہے وہ اسکے موافق قبول کر لیتے ہین اور یہ لوگ باوجود استعداد قبول کے ادب نہین قبول کرتے۔ بعض
نے کہا کہ بہائم کو پردگی اور تجلی دونون سے بے خبری ہے بخلاف ارواح کے کہ تجلی سے اسکی زندگی اور پردگی سے عذاب و موت ہے ابن عطاءؒ
نے کہا کہ ان دلون سے معانی خطاب نہین سمجھتے اور آنکھون سے شواہد حق نہین دیکھتے اور کانون سے حلاوت خطاب نہین پاتے کیونکہ
نہین سنتے ہین۔ اُستادؒ نے کہا کہ معانی خطاب کے جسطرح محدثین سمجھتے ہین یہ لوگ نہین سمجھتے اور انکو دلی خطرہ مین اور نفسانی و
شیطانی وسواس مین تمیز نہین۔ آنکھون سے شواہد توحید نہین دیکھتے اور کانون سے دلائل یقین نہین سنتے ہین ان لوگون کی نظر فقط غفلت
کی راہ ہے اور انکی سماعت فقط یہی شہوت و فتنہ کی آواز ہے۔ یہ روڑے پتھر کسی لڑی مین گوندھنے کے قابل نہین سوائے اس کے کہ
شہوت کی زنجیرون مین جکڑے جاوین **قال المترجم** محدثین جمع محدث انکی اصطلاح مین وہ عارف کہ فہم خطاب و واردات انکی اسکے
قلب پر غیب سے وارد ہون اور مثال مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین چنانچہ تین آیات کا خطور قبل نزول کے انپر توافق واقع ہوا۔ وقد
سبق البیان فی قولہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلے الآیۃ۔ اور تحقیق مقام مجملاً و کفایۃ جابجا آچکا ہے فتذکر پھر اوسنے بیان فرمایا کہ اسکے بہت نام
پاک ہین اور وہ اسماء ذاتی و اسماء صفاتی اور اسماء فعلی اور اسماء خاصہ ہین جنسے عارفون کے دلون کو جو جنیون کے دلون کے مانند نہین بلکہ پاکیزہ
منور ہین ان پاک نامون سے عجائب صفات الٰہی سے آگاہی ہوتی ہے جن کا مصدر ذات واحد قدیم جل سلطانہ ہے چنانچہ فرمایا
وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ص وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ ط سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ
اور اللہ کے ہین سب نام خاصے سو اسکو پکارو وہ لیکر اور چھوڑ دو انکو جو کج راہ چلتے ہین اُسکے نامون مین وہ بدلا پاوینگے اپنے کیے کا

Marfat.com

قوله ولله الاسماء الحسنى اور اللہ تعالے کے لیے بہت اچھے اچھے نام ہین۔ ایسا پاک بیان چار سورتون مین آیا ہے۔ ایک تو یہان اور دوم آخر سورۂ بنی اسرائیل مین فی قوله قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنى۔ اور سوم سورہ طٰہٰ کے شروع مین فی قوله الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنى۔ اور چہارم سورۂ حشر کے آخر مین فی قوله هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى۔ اور حُسنیٰ کا لفظ مؤنث احسن ہے اور وہ صفت اسماء جمع اسم ہے اور معنے تفضیل کے یہان یا تو مشرکون کے معبودون کے بہ نسبت ہین اور یا مطلقًا ہین اور مترجم کے نزدیک یہی اولی بلکہ صواب ہے اسواسطے کہ کسی کو اللہ تعالے کے ساتھ کچھ نسبت نہین اور ظاہر ہین جو رحیم و کریم کے مانند اسماء مین شارکت گمان کیجاتی ہے وہ وہم ہے پس غفلت سے بچنا چاہیئے۔ اور بعض نے کہا کہ حسنیٰ مصدر ہے جیسے رجعی۔ اور مفرد آنا بوجہ اسکے کہ مصدر جنس ہے اور جیسے وصف لا یعقل مین افراد آتا ہے۔ اول قول مختار مفسرؒ ہے۔ بالجملہ یہان بندون کو معرفت دی اور ادب فرمایا کہ جس ذات پاک کا نام اللہ تعالے ہے اس کے واسطے بہت سے نام صفاتی وغیرہ بہت اچھے اچھے ہین۔ فَادْعُوْهُ بِهَا سموه بها۔ پس اللہ تعالے کو انھین پاکیزہ نامون سے پکارو یعنے اُسکے جناب مین التجا کرنے اور اسکا ذکر کرنے مین انھین پاک نامون سے نام لیا کرو۔ اور دعا کے آداب و شرائط تحقیق کے ساتھ تفسیر قوله و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب الآیۃ مین گذری اور منجملہ شرطون کے یہ ہے کہ دعا کرنے والا جس نام پاک سے دعا کرے اسکے معنے جانتا ہو اور یہ ہے کہ اسکے دل مین جسکا نام لیتا ہے یعنے حق سبحانہ تعالے کی عظمت اسوقت تو ضرور حاضر ہو یعنے دل غافل نہو اور یہ ہے کہ خلوص کے ساتھ قبولیت پر بھروسا کرکے بدون شک وغیرہ شیطانی وسواس کی دعا کرے۔ پس جلالی نام کے وقت جلال سماویگا اور جمالی نام کے وقت رحمت و انبساط آویگا لہذا ان پاک نامون کا اور انکے معانی کا جاننا ضرور ہے پھر علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ اللہ تعالے کے نام ننانوے ہین اور دوم یہ کہ انکی گنتی اسی قدر مین منحصر نہین بلکہ اللہ تعالے ہی جانتا ہے۔ اور مفسرؒ نے یہان لکھا الاسماء الحسنى التسعة والتسعون الوارد بها الحديث یعنے یہ نام ہاے احسن ننانوے کہ انکے ساتھ حدیث وارد ہوئی ہے۔ پس قوله التسعة الخ بدل از اسماء ہے اور معنے مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اسماء حسنیٰ یہی ننانوے ہین جو حدیث مین وارد ہوئے ہین فعلے ہذا قول اول اختیار کیا۔ اور دوسرا احتمال یہ کہ یہان جن پاک نامون سے دعا کرنے کا حکم دیا گیا وہ یہی ننانوے ہین اگرچہ او تعالے کے اور پاک نام اسقدر ہون کہ انکا علم اللہ تعالے ہی کو ہے فعلے ہذا قول دوم کی طرف راجع ہوا۔ اور توضیح یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ان لله تسعا وتسعين اسما مائة الا واحدا من احصاها دخل الجنة وهو وتر يحب الوتر۔ یعنے اللہ تعالے کے ننانوے نام۔ ایک کم سو ایسے ہین کہ جو انکو احصاء کرے وہ جنت مین داخل ہوگا اور او تعالے فرد ہے وہ طاق کو محبوب رکھتا ہے۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة وابن خزيمة وابو عوانة وابن جرير وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مندة وابن مردويه وابو نعيم والبيهقی۔ اور ابن مردویہ و ابو نعیم کی روایت سے اتنا زائد ثابت ہوا کہ جو ان نامون سے دعا کرے اللہ تعالے اسکی دعا قبول فرماتا ہے۔ بخاریؒ نے فرمایا کہ احصاء سے یہان حفظ کرنا مراد ہے اور یہی اکثر محققین کا قول ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ من حفظها دخل الجنة۔ پس پہلی روایت کی اس سے تفسیر ہوگئی کہ احصاء سے حفظ مراد ہے۔ اور بعض نے کہا کہ احصاء کے معنے شمار کرنا یعنے دعاء مین ان نامون کے ساتھ احاطہ کرکے انسے دعا مانگے مترجم کہتا ہے کہ بنابرین دعا بھی یہ ہوگی کہ اللہ تعالے میری مغفرت فرمادے کیونکہ ان نامون کو بمعنی احصاء کرکے اگر مثلًا رزق کی دعا مانگی تو جنت مین داخل ہونا کیون ملیگا اور یہ احتمال کہ یہ مزید فضل ہین یعنے گھاتے مین نہ ہوگا ... بعید ہے فافہم اور بعض نے کہا کہ احصاء سے مراد ادب سے انکی بخوبی رعایت رکھنا۔ اور بعض نے کہا کہ دعا کے وقت دل کو انکے معانی سے حاضر رکھنا حتی کہ فرمائے کہ نام لینے پر عظمت و قہر سے بھر جاوے اور رحیم کے نام پر رحمت سے منبسط ہو جاوے مترجم کہتا ہے کہ مرد عارف

Marfat.com

کے سوائے ہر ایک سے ایسا نہین ہو سکتا و معنے اول اقوی ہین واللہ اعلم اور بیان ان پاک نامون کا آگے آتا ہے اور بیان معنے [illegible]
ہے کہ جن علما نے سمجھا کہ اللہ تعالے کے نام ننانوے مین منحصر ہین وہ اسی حدیث سے اسطرح استدلال کرتے ہین کہ قولہ ان للہ تسعا
[illegible] ین اسما مائۃ الا واحدا پر کلام پورا ہوا اور افادہ فرمایا کہ اوتعالے عز وجل کے ننانوے نام ہین اور قولہ من احصاہا دخل الجنۃ [illegible]
فضائل ہین یعنے منجملہ فضائل کے ایک یہ ہے کہ جو انکو حفظ کرے یعنے معنے و مضمون سے اپنے قلب پر محفوظ رکھے وہ جنت مین داخل ہوگا
اور ظاہر ہے کہ اسمار صفاتی کے حفظ کی کیفیت یہ کہ مثلاً رحیم و حلیم کے مقتضا پر خود اپنے پروردگار کا خلق اختیار کرکے رحم کرنے والا اور لوگون
حرکات پر حلم کرنے والا اور بردباری سے انکی طرف سے برائیون کو برداشت کرنیوالا ہو جاوے اور علی ہذا احصار کے معنے اول و دوم مین اتفاق
ہو جائیگا واللہ اعلم اور یہ جملہ درمیان مین معترضہ تھا اور مقصود یہ کہ جو علمار انحصار اسمار کے قائل ہین اُنھون نے حدیث شریف سے
اس بیان سے استدلال کیا ہے اور باقی علمار جو انحصار کے قائل نہین انھون نے یون معنے بیان کیے کہ قولہ تسعا و تسعین اسما مائۃ الا واحدا
بدل و مبدل منہ ہو کر موصوف ہوا اور قولہ من احصاہا دخل الجنۃ جملہ اسکی صفت ہے پھر موصوف و صفت ملکر اسم ان ہوا اور حاصل
معنے یہ کہ اللہ تعالے کے ننانوے نام ایسے ہین کہ جو انکو حفظ رکھے وہ جنت مین داخل ہوگا۔ پھر واضح رہے کہ مترجم کو ٹھیک طور پر معلوم
نہوا کہ ننانوے نامون مین انحصار کے قائل کون علما ہین اگرچہ بعض نے مہمل اشارہ کیا اور ظاہر ہے کہ اس شخص نے بعض عبارات سے
وہم کیا کہ بعضے علمار انحصار کے قائل ہین مگر صحیح یہ ہے کہ علمار مین اختلاف نہین اور سب کا یہی قول ہے کہ اسمار الٰہی ننانوے مین منحصر نہین
پس حدیث شریف کے وہی دوسرے معنے صحیح ہین امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین کہا کہ علمار رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ اس حدیث مین
اللہ تعالے کے نامون کا حصر مقصود نہین اور اسکے یہ معنے نہین کہ اللہ تعالے کا کوئی نام سوائے ننانوے کے نہین بلکہ یہ مقصود ہے کہ ان نامونکو
جو احصار کرے وہ جنتی ہوگا پس حاصل یہ کہ ان نامون کے احصار سے جنت مین جانے کی خبر دینا مقصود ہے اور نامون کا حصر بیان کرنا
مقصود نہین ہے۔ و قال الامام الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے۔ واضح رہے کہ اسمار حسنی کچھ انھین ننانوے مین منحصر نہین ہین بدلیل
دوسری حدیث کے جو امام احمدؒ نے اپنی مسند مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ما اصاب احدا قط ہم ولا حزن
فقال اللہم انی عبدک ابن عبدک ابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاءک اسالک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک
او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی و نور صدری و جلاء حزنی
و ذہاب ہمی الا اذہب اللہ حزنہ و ہمہ و ابدل مکانہ فرحا فقیل یا رسول اللہ افلا نتعلمہا فقال بلی ینبغی لکل من سمعہا ان یتعلمہا حاصل معنے
اس حدیث کے یہ ہین کہ کوئی ایسا نہین جسکو کوئی غم و اندوہ پہونچا پھر اُسنے یون دعار مانگی کہ اللہم آخر مگر آنکہ اللہ تعالے اسکا غم و اندوہ دور
کر دیتا ہی اور بجاے اسکے فرحت و سرور دیتا ہے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ بھلا ہم اسکو سیکھ نہ لین۔ تو فرمایا کہ ہان سیکھ لو جو اسکو سُنے اسکو
چاہیے کہ اسکو سیکھ لیوے۔ و قد رواہ ابن حبان فی صحیحہ و البیہقی فی الاسمار والصفات۔ اور دعار مذکورہ کے معنے یہ ہین اے اللہ پاک میرے
مین تیرا غلام تیرے غلام کا بیٹا تیری باندی کا بیٹا ہون میری چوٹی تیرے قبضہ قدرت مین ہے میرے حق مین تیرا حکم رواں ہے میرے
حق مین تیرا حکم سب عدل ہے مین تجھسے تیرے ہر نام پاک کے ساتھ جو تیرے لیے شایان ہے تو نے اس سے اپنا نام رکھا ہے یا اسکو اپنی
کتاب مین نازل فرمایا ہے یا اپنی مخلوق مین سے کسی کو سکھلایا ہے یا اپنے پاس اُسکو اپنے ہی علم غیب مین رکھا ہے [illegible]
میرے دل کی ربیع اور میرے سینہ کا نور اور میرے اندوہ کا صیقل کرنے والا اور میرے غم کا دور کرنیوالا فرما دے مترجم کہتا ہے [illegible]

تر و تازہ بہاری ۱۲

ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے کے ناموں مین سے بعضے ایسی کے علم غیب مین ہین مخلوق مین سے کسیکو معلوم نہین اور بعض کسی مخلوق کو مخصوص
بتلائے گئے ہین بالجملہ ثابت ہوا کہ انھین ننانوے مین انحصار نہین ہے اور ابن العربی مالکیؒ نے شرح ترمذی مین لکھا کہ بعض علماء نے
اللہ تعالے کے نامون کو قرآن وحدیث سے جمع کرکے ہزار نام لکھے ہین واللہ اعلم۔ اب رہا بیان اسکا کہ ننانوے نام جنکے حفظ پر حدیث صحاح
وسنن مین دخول جنت کی بشارت آئی ہے وہ کہان ہین اور بطور معین معلوم مروی ہوئے ہین یا مانند شب قدر کے یا ساعت روز جمعہ کے
مبہم ہین تاکہ رغبت وکوشش زیادہ ہو پس ابن عباسؓ وابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ننانوے نام
ایسے ہین کہ جو انکو احصار کرے وہ جنت مین داخل ہوگا اور وہ قرآن مین ہین۔ رواہ ابو نعیم۔ اگر اس حدیث کی اسناد مستقیم ہو تو اس سے
استفادہ ہوگا کہ وہ قرآن مجید مین ہین۔ اور ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا جاتا ہے کہ کہا یہ نام قرآن مین ہین پھر علیحدہ علیحدہ
سورہ سورہ کرکے ننانوے نام بیان کیے اور ابن حجرؒ نے تلخیص مین کہا کہ ظاہر الکتاب مجید سے تتبع وتلاش کرکے پھر انکو بیان کر دیا۔ اور شیخ
ابن حزم نے کہا احصار اسمار الٰہی مین جملہ احادیث مضطرب ہین انمین سے کوئی صحیح نہین اور مراد شیخ کی یہ کہ تفصیل اسمار کی روایات مضطرب
ہین لیکن مطلق نفی مین تشدید ہے اور مفسر جلالؒ کے نزدیک بھی ثبوت معلوم ہوتا ہے ورنہ تفسیر مذکور مین تامل ہوگا۔ اور البتہ حدیث ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ کو جو صحیحین وغیرہ سے مذکور ہوئی ہے امام ترمذیؒ نے بھی اپنی سنن مین روایت کیا اور اس مین تفصیل ننانوے نام کی بعد قولہ
یحب الوتر۔ کے زیادہ ہے پھر کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور ننانوے نام کے احصار کی حدیث تو ابوہریرہ رضہ سے کئی وجوہ یعنے بواسطہ متعدد
راویون کے مروی ہے لیکن مین بہتیری روایات مین نامون کا ذکر نہین جانتا سوائے اس حدیث کے انتہی مفاد کلامہ مترجم کہتا ہے کہ
حاصل کلام امام ترمذیؒ کا یہ ہے کہ اس حدیث کو اکثر راویون نے تو بدون تفصیل نامون کے روایت کیا اور وہ بہت ثقہ لوگ ہین اور
یہ طریقہ جو تفصیلی نامون کے ساتھ ہے اسکا راوی اگرچہ مقدوح ضعیف نہین لیکن دوسرے ثقات سے زائد روایت کرتا ہے لہذا حدیث
غریب ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ایک جماعت ائمہ حفاظ کا معمول یہ ہے کہ اس حدیث مین نامون کا تفصیلی بیان مدرج ہے یعنے
راوی نے اپنی طرف سے بیان کیا مگر اسطرح کہ وہ حدیث مین درج ہوگیا چنانچہ زہیر بن محمدؒ سے مروی ہے کہ مجھے کئی اہل علم سے خبر پہونچی ہے
اُنھون نے خود ایسا کہا یعنے قرآن مجید سے جمع کرکے بیان کر دیا جیسا کہ جعفر بن محمد وسفیان بن عیینہ وابوزید لغوی نے کہا ہے واللہ اعلم
مگر پوشیدہ نہ رہے کہ حافظ ابو نعیم وابن مردویہ نے تفصیل اسمار کو حضرت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوع روایت کیا مگر اس کی
اسناد کا حال معلوم نہین لیکن فی الجملہ اس حدیث ابوہریرہ رضہ کی تقویت ہوئی جسکو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور طریق ترمذیؒ رحہ عن
الجوزجانی عن صفوان بن صالح عن الولید بن مسلم الے آخر الاسناد سے اس حدیث کو ابن حبانؒ نے بھی اپنی صحیح مین روایت کیا اور
ابن حبانؒ کا مذہب دربارہ تصحیح اسناد کے معروف ہے کہ راوی کی عدالت وثقاہت معلوم ہو یا اسکا حال مستور ہو بہرحال وہ عادل
وثقہ قرار دیتے ہین جیسے امام ابو حنیفہؒ وغیرہ علماء کے نزدیک ہے اور اس سے تقویت زیادہ ثابت ہوئی علاوہ برین ابن ماجہؒ نے اس
حدیث کو اپنی سنن مین دوسرے طریق سے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت کیا ہے پس اعتماد کے واسطے کافی ہے لہذا ان پاک
نامون کو موافق حدیث مزبور کے ذکر کیا جاتا ہے مگر قبل اسکے تنبیہ ضرور ہے کہ بر تقدیر تسلیم عدم ثبوت تفصیل کے آیت کریمہ کی تفسیر مین
کچھ توقف نہین اور معنے یہ ہین کہ ولِلّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا۔ اللہ تعالے کے پاک نام ہین اُنسے دعا کرو اور وہ اللہ تعالے کی کتاب
ورسول پاک سے معلوم ہوئے ہین اور قرطبیؒ نے حکایت کیا کہ مقاتل وغیرہ مفسرین نے فرمایا کہ مسلمانون مین سے ایک شخص اپنی دعا مین

Marfat.com

یا رحمن یا رحیم کہتا تھا اسکو مشرکون مین سے ایک نے سُنکر کہا کہ محمد و اسکے ساتھی تو کہتے ہین کہ ہم ایک اللہ وحدہ لاشریک کو پوجتے ہین یہ کیا ہوا کہ دو معبودون کو پکارتا ہے تو آیت یہ نازل ہوئی۔ للہ الاسماء الحسنیٰ۔ اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک واجب ہے اور اسکے نام اچھے اچھے بہت ہین جو اسکی ذات کو بنظر صفات کمالیہ کے شایان ہین لیکن اسکی صفات کی حقیقت چونکہ تصور بشری سے اعلیٰ ہے لہذا جو نام اسنے فرمائے ہین انھین پر اقتصار کیا جاوے اور اپنی فہم ناقص سے کوئی نام نہ گڑھا جائیگا پھر ان نامون مین سے ننانوے نام پاک ایسے ہین کہ جو انکو احصار کرے وہ جنت مین داخل ہوگا جیساکہ صحیح بلکہ مشہور اصح حدیث سے معلوم ہوا ہے ان نامون کی تفصیل تو اس مین روایت ابن مردویہ و ابونعیم از حضرت ابن عباس و ابن عمر رض اور روایت ابن ماجہ و ابن حبان و ترمذی از حضرت ابوہریرہ رض ہے چنانچہ ترمذی کی روایت کے موافق ان پاک نامون کو مع تنبیہ معانی کے لاتا ہون۔ فاعلم ان الترمذی فقد روی حدیث الاحصاء من طریق الولید بن مسلم عن شعیب بن حمزۃ باسنادہ مثل ما روی البخاری الا انہ زاد بعد قولہ یحب الوتر۔ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو۔ الملک۔ القدوس۔ السلام۔ المومن۔ المھیمن۔ العزیز۔ الجبار۔ المتکبر۔ الخالق۔ الباری۔ المصور۔ الغفار۔ القھار۔ الوھاب۔ الرزاق۔ الفتاح۔ العلیم۔ القابض۔ الباسط۔ الخافض۔ الرافع۔ المعز۔ المذل۔ السمیع۔ البصیر۔ الحکم۔ العدل۔ اللطیف۔ الخبیر۔ الحلیم۔ العظیم۔ الغفور۔ الشکور۔ العلی۔ الکبیر۔ الحفیظ۔ المقیت۔ الحسیب۔ الجلیل۔ الکریم۔ الرقیب۔ المجیب۔ الواسع۔ الحکیم۔ الودود۔ المجید۔ الباعث۔ الشھید۔ الحق۔ الوکیل۔ القوی۔ المتین۔ الولی۔ الحمید۔ المحصی۔ المبدی۔ المعید۔ المحیی۔ الممیت۔ الحی۔ القیوم۔ الواجد۔ الماجد۔ الواحد۔ الاحد۔ الفرد۔ الصمد۔ القادر۔ المقتدر۔ المقدم۔ الموخر۔ الاول۔ الآخر۔ الظاھر۔ الباطن۔ الوالی۔ المتعالی۔ البر۔ التواب۔ المنتقم۔ العفو۔ الرؤف۔ مالک الملک ذوالجلال والاکرام۔ المقسط۔ الجامع۔ الغنی۔ المغنی۔ المانع۔ الضار۔ النافع۔ النور۔ الھادی۔ البدیع۔ الباقی۔ الوارث۔ الرشید۔ الصبور۔ پھر واضح ہو کہ کلیہ قاعدہ جناب باری تعالے کے پاک نامون مین یہ ہے کہ جو نام حقیقی معنے پر صادق آسکتے ہین ان مین حقیقی معنے مراد ہوتے ہین مثلاً الخالق یعنے پیدا کرنے والا تمام مخلوق کو۔ اور جن نامون مین لغوی معنے نہین بنتے ہین مثلاً الصبور۔ کیونکہ صبر کو لغت والے یون جانتے ہین کہ آدمی اپنے قلب کو ایسی حرکت سے روکے جس سے گھبراہٹ ہو اور جزع و فزع کی طرف مؤدی ہو اور یہ بات جناب باری تعالے مین محال ہے تو ایسے نامون مین اسکے لازمی معنے مراد لیے جاتے ہین مثلاً حلم آلہی سے اللہ تعالے کا حلیم نام اس معنے کر کہ بندون کی نافرمانیون پر انکو جلد عذاب مین ماخوذ نہین فرماتا ہے اور ابتداے سورہ بقرہ مین اسکی توضیح گذر چکی ہے پھر جو حدیث مین آیا کہ ان اللہ وتر۔ تو وتر کے معنے فرد ہین اور مراد اس سے یہ کہ اللہ تعالے واحد ہے اس کا کوئی شریک نہین اور اس کا نظیر نہین ہے۔ اور واضح رہے کہ اللہ تعالے کو جو واحد کہا جاتا ہے تو یہ معنے نہین کہ وحدت اسکو عارض ہے کیونکہ یہ کفر ہے بلکہ واحد و فرد بایں معنے کہ اسکے مانند و مثل و شبیہ و نظیر و شریک کوئی نہین ہے لہذا جناب باری تعالے کی ذات و صفات مین اس طرح غور کرنا روا نہین ہے کہ ذات کی یا صفت کی حقیقت کیا ہے بلکہ اسپر ایمان لاوے اور مثلاً رحیم سے اسکی رحمت کا اُمیدوار ہو اور کریم سے کرم کا اور منتقم سے ڈرے اور اسکے عذاب و عقاب سے خوف کرے اور وہی ہادی عفو غفور ہے اس سے ہدایت و سلامتی کی التجا کرے والسلام۔ پس حاصل معنے قولہ تعالے و للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا۔ کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالے کے واسطے بہت نام اچھے اچھے ہین اور وہ سب ایک ہی مسمّٰی کے نام ہین پس انھین نامون سے اس کا نام لو اور اس سے دعا کرو اور ننانوے نام جو کوئی یاد

Marfat.com

وضمنی ہے سوۃ ذروا الذین یلحدون فی اسمائہ اور چھوڑ دو ان لوگون جو الحاد کرتے ہین اسکے نامون مین۔ جمہور کی قرارۃ
یلحدون بضم اول از الحاد ہے اور حمزہؒ کی قرارۃ مین بفتح اول از لحد ہے اور معنے دونون کے ایک ہی ہین یعنے میل کرنا اور مراد یہ کہ اللہ تعالے
کے نامون مین حق سے مڑکر باطل کی طرف جھکتے ہین کیونکہ انھون نے اسمار آلہی سے اپنے بتون کے نام نکالے چنانچہ اللہ سے اللات ایک بُت کا
نام اور العزیز سے عزّیٰ ایک بُت کا نام اور المنّان سے منات ایک بُت کا نام نکالا جیسا کہ ابن عباسؓ و مجاہدؒ سے مروی ہوا۔ اور نیز
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یلحدون فی اسمائہ۔ یعنے جھٹلاتے ہین اور بعض نے کہا کہ الحاد مذکور سے مراد یہ کہ کافر و مشرک اپنے بتون کو آلہہ
کہتے ہین۔ اور اہل المعانی کہتے ہین کہ اللہ تعالے کے نامون مین الحاد یہ ہے کہ جس نام سے اللہ تعالے نے اپنے آپ کو نہین فرمایا اور نہ کتاب
وسنت مین آیا ہے اس سے اللہ تعالے کا نام رکھے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالے کے نام سب توقیفی ہین یعنے جس جس نام سے واقف
کرا دیا گیا اسی نام سے تسمیہ کرنا روا ہے اور قیاس و رائے سے نہین جائز ہے چنانچہ اللہ تعالے کو جواد کہتے ہین مگر سخی کہنا روا نہین ہے
اگرچہ اسکے معنے بھی جواد کے ہین اور اسیطرح رحیم نام ہے اور رفیق نہین جائز ہے اور عالم صحیح ہے اور عاقل نہین جائز ہے اور آیت مین
فرمایا یخادعون اللہ وھو خادعھم الآیۃ۔ اور نیز فرمایا۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین لیکن دعا مین یا مخادع اور یا مکار کہنا روا نہین
ہے بلکہ انھین نامون سے دعا کیجاوے جنسے بروجہ تعظیم واقف کرا دیا گیا ہے پس یا اللہ۔ یا رحمن و یا رحیم و یا کریم وغیرہ پاک نامون سے دعا کرنا
روا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے کے نام اپنی طرف سے اختراع کرنا و نکالنا نہین روا ہے اور نہ ایسے نام سے دعا کرنا جسکے معنے معلوم نہین
اور نہ ایسے نام سے جو غریب ہو بلکہ انھین نامون سے دعا کرے جو شرع نے بتلا دیے ہین۔ پھر مشرکین رحمن سے احتراز کرتے تھے اور ایسے ہی
اسمار توحید سے بدبخت نفرت کھاتے پس بعض نام توقیفی لینا اور بعض کو ترک کرنا بھی الحاد ہے لیکن یہ لازم نہین کہ دعا مین سب نامون کو
جمع کرے بلکہ کسی نام کو ترک کرنا اعتقاد نہ کرے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ اسمار آلہی مین سے بندہ کے مقصود کو جس صفت سے مناسبت ہے
دعا مین اس صفت کے نام کو لینا اوفق ہے مثلاً اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ یعنے آلہی مجھ بندہ کو عفو کر دے تو عفو کو
دوست رکھتا ہے تیرا نام عفو و غفور ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہان قہار و منتقم وغیرہ کو لانا گستاخی اور بیوقوفی ہے اسلیے کہ صفت قہر و
انتقام ظہور کو نہین چاہتا پس اس راہ سے یہان ان نامون کو نہ لانا مضائقہ نہین ہے اور اسیطرح اگر کافرون نے کفر و شرک مین
غلو کیا اور ظلم مین بڑھ چلے اور کسی مسلمان نے انپر بد دعا کی تو انپر قہر و انتقام و غضب و عقاب کا ظہور منظور ہے اسوقت مین عفو و رحم
و مغفرت کے نامون کا لانا جہالت ہے۔ فافہم۔ اور جامع تفسیر الحاد یہ کہ تغیر نہ کرے جیسا مفسرؒ نے بیان کیا ہے اور اختراع نہ کرے اور
نقصان باین طور نہ کرے کہ بعض اسمار سے تسمیہ کرے اور بعض سے نہ کرے اور وضع بے وضع نہ کرے باین طور کہ الرشید کسی کا نام رکھے
ان عبد الرشید صحیح ہے اور جس نام سے توقیف نہین وہ نام نہ رکھے۔ اور معنی آیت کے یہ ہین کہ جو لوگ کہ اسمار آلہی مین الحاد کرتے ہین
انکو چھوڑ دو جیسے گمراہ شریر کو چھوڑ کر اس سے منھ موڑ لیتے ہین۔ سیجزون ما کانوا یعملون عنقریب بدلا دیے جاوینگے یہ ملحد لوگ
وہ چیز جو کرتے رہے۔ یعنے جزار اس چیز کی جو کرتے تھے کیونکہ بعینہ وہی چیز تو جزار نہین ہے اور مفسرؒ نے کہا کہ آخرت مین یہ جزار واقع ہوگی
مراد ہے اور یہ حکم قبل حکم جہاد کے تھا یعنے انکو چھوڑنے و اعراض کرنے کا حکم جہاد سے پہلے تھا۔ اولے یہ ہے کہ جزار و سزا پانے کا تعین آخرت پر
نہ کیا جاوے بلکہ عام لیا جاوے دنیا مین اور آخرت مین لیکن آخرت مین انھین ملحدون کیواسطے متعین ہے جو اسلام لا کر موحد اور اہل ادب نہین ہوئے
کیونکہ اسلام سے پچھلے گناہ سب معاف ہو جاتے ہین ف فی العرائس قولہ تعالے وللہ الاسمار الحسنی الآیۃ۔ مخلوق ان نامون کی جستجو

Marfat.com

مین پڑے ہین مگر پاوینگے نہین الا اسی طرح کہ ان نامون سے کشف ہو اور کشف انکا نہوگا مگر اسی طرح کہ وہ صفات خاصہ کشف ہون جنکے خزانہ کے یہ نام کنجیان ہین اور یہ صفات کشف نہونگی مگر اسی طرح کہ ذات کا کشف حاصل ہو پس جو شخص ان کشوف سے ہدایت یافتہ ہوا اس کو اللہ تعالے کے اسم اعظم کی راہ ملی اور اسکے نور سے معانی صفات و انوار ذات کی طرف راہ پاتا ہے اور جب اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے تو قبول ہوتی ہے اور مراد حاصل ہونا بطور کن فیکون کے ہوتا ہے ہر نام پاک ایک صفت سے خبر دیتا ہے اور جو صفت ہے وہ ذات سے خبر دیتی ہے اور ہر نام پر عارفون کے لیے ایک مقام ہے اور نامون کی معرفت مین انکی معرفت مختلف ہین پس جسقدر جسکو معرفت صفات و مشاہدہ ذات مین مرتبہ حاصل ہے اسی کے مطابق نامون سے انکشاف حاصل ہے بعض نے کہا کہ اوتعالے کے نامون مین سے ہر نام تجھکو کسی مرتبہ پر پہونچاویگا اور نام اللہ تجھکو اللہ تعالے کی محبت مین والہ و شیدا بناویگا۔ اور الرحمن الرحیم تجھکو رحمت الٰہی مین پہونچاوینگے اسی طرح جب تو خلوص نیت و صفاء عقیدت سے دعا کرے تو سب نامون کی ایسی ہی حالت ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اسماء صفات سے بالاتر کچھ صفات ہین کہ وہان افہام کا گذر نہین کیونکہ مقام ذات تو اغیار کے واسطے آتش سوزان ہے اسکی طرف کوئی راہ نہین اور اہل عشق کو اپنے تئین وہان ڈالدینا ضرور ہے۔ قال المترجم فہم کا گذر کہین نہین اور اعتقاد کے واسطے ذات تک کی تصدیق ایمانی کافی ہے لیکن مراد یہ ہے کہ اگر بیان مین لایا جاوے تو یہ عقول و افہام متحیر ہون اور شاید منکر ہوجاوین فتامل فیہ۔ بعض نے کہا کہ دعاء کے واسطے اپنے اسماء مقدسہ کو ظاہر فرماتا ہے نہ اسواسطے کہ انکے حقایق کو ادراک کرین اسکے حقایق صفات پر کون واقف ہوسکتا ہے اور بعض نے کہا کہ قولہ فادعوہ بہا۔ یعنے انکے حقایق کے ادراک کی طرف نفس کی سرکشی روکو بلکہ انھین پر توقف کرو۔ استادؒ نے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ اللہ تعالے نے مخلوق کو اپنے نامون پر واقف کیا پس وہ زبان سے انکو یاد کرتے ہین کیونکہ عقلین ہرچند صافی ہون حقایق اسماء پر مطلع نہین ہوسکتی اسواسطے کہ حق تعالے کی جناب مین کسی فرد سے ادراک نہین ہوسکتا پس حقایق کے انکشاف کے وقت انپر حیرت طاری ہوتی ہے پھر ادراک و احاطہ کہان ممکن ہے معرفت وہان حیران ہے اور حقایق کے ادراک مین بصر و بصیرت سب کو ہیجان ہے اور حق سبحانہ تعالے عزیز متعالی جلی البرہان ہے۔ واضح ہو کہ بلعم باعوراء کی نسبت کہا گیا کہ اسم اعظم جانتا تھا لیکن تقدیر ازلی سے کافر ہوا پھر بیان فرمایا کہ دوزخ کیواسطے اقوام متعین و علم ازلی مین مقدر ہوچکے ہین پھر جنت کیواسطے ایک امت ہادی عادل کا مخلوق ہونا مع استدراج اہل تکذیب بیان کیا فقولہ

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ع ۲۲

اور ہماری پیدائش مین سے ایک لوگ ہین کہ راہ بتاتے ہین سچی اور اسی پر انصاف کرتے ہین اور جنھون نے جھٹلائین ہماری آیتین انکو ہم سہج سہج پکڑینگے

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ

جہان سے وہ نہ جانینگے اور انکو فرصت دونگا میرا داؤ پکا ہے۔ کیا دھیان نہین کیا انھون نے انکے رفیق کو

مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

کچھ جنون نہین وہ تو ڈرانے والا ہے صاف کیا نگاہ نہین کی سلطنت مین آسمانون اور زمین کی اور جو اللہ نے بنائی

مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ مَنْ يُّضْلِلِ

کوئی چیز اور یہ کہ شاید نزدیک پہونچا ہو انکا وعدہ سو انکے پیچھے کس بات پر یقین لاوینگے جسکو

Marfat.com

اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

بھٹکاوے اُسے کوئی نہیں راہ دینے والا اور اُنکو چھوڑ رکھتا ہی اُنکی شرارت مین بہکتے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا۔ یہ ذکر بمقابلہ قولہ ولقد ذرأنا لجہنم آلخ واقع ہوا حاصل آنکہ جیسے جہنم کیواسطے بہتون کو پیدا کیا اسکے مقابلہ مین جنت کے واسطے بھی منجملہ مخلوقات کے ایک مخلوق عاقل ہے۔ اُمَّةٌ ایک جماعت ہے کہ۔ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ تقدیم مین تخصیص ہے یعنے بالحق خاصتہ۔ خاص حق ہی کے ساتھ۔ يَعْدِلُوْنَ یعنے اپنے امور کو متعادل رکھتے ہین پس جیسا چاہیئے نہ اس سے زیادتی کرتے ہین اور نہ اسمین کمی کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے انکو غفلت سے بیدار کیا ہے اور اپنی توفیق سے انکی آنکھون سے پردہ اُٹھا دیا ہے۔ آثار مین آیا ہی کہ اس اُمت مذکورہ سے مراد اُمت مرحومۂ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہے چنانچہ قتادہؒ نے کہا کہ ہمکو خبر پہونچی کہ آنحضرت صلعم جب اس آیت کو پڑھتے تو فرماتے کہ یہ تم لوگون کے واسطے ہے اور تم سے اگلی اُمت کو بھی اسکے مانند دیا گیا چنانچہ فرمایا ومن قوم موسی امۃ یہدون الآیۃ۔ اور سراج مین ہے کہ اکثر مفسرینؒ کا یہی قول ہے کہ مراد اس سے اُمت محمدی ہے۔ بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا کہ اجماع کی حجت قائم ہے اسواسطے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ہر صدی مین ایک گروہ ایسا ہوگا جسکی یہ صفت ہے کیونکہ اگر مختص بزمانہ رسول صلعم یا بغیر ہوتا تو ذکر سے کوئی فائدہ نہ تھا اسلیے کہ یہ تو معلوم ہی شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ربیع بن انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت مین ایک قوم برابر حق پر قائم رہیگی یہانتک کہ عیسی بن مریم علیہما السلام اُترے۔ یعنے عیسی ابن مریمؑ کے اُترنے کیوقت بھی یہ گروہ حق پر قائم ہوگا (الحدیث مرسل) اور صحیحین مین معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ برابر میری اُمت مین سے ایک گروہ حق پر ظاہر رہیگا انکو جو کوئی خوار کرنا چاہی یا انکی مخالفت کرنا چاہی وہ ضرر نہ پہونچا سکیگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو۔ اور دوسری روایت مین ہی یہانتک کہ اللہ تعالی کا حکم آوے اور وہ اسی حال پر ہونگے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ وہ لوگ ملک شام مین ہونگے بعضؒ نے موافق جمہور کے کہا کہ آیت مین اُمت سے مراد اُمت محمدی ہی جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہی پھر امت صالحہ کا حال بیان کرکے ان لوگون کا حال شروع کیا جو اُنسے مخالفت کرین پس فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اسم موصول سے مراد اہل مکہ یعنے اس زمانہ کے مشرک ہین یا عموماً سب منکرین ہین۔ اور آیات سے مراد قرآن مجید ہے۔ حاصل آنکہ جن منکرون نے قرآن کو جھٹلایا اور نہ مانا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ گرفت کرینگے ہم اُنکو تھوڑا تھوڑا کرکے اس راہ سے کہ وے نہین جانتے استدراج کے معنے اصل مین درجہ بدرجہ چڑھانا یا اُتارنا۔ اور یہان ہلاکت کی طرف آہستہ آہستہ پہونچانا بعض نے کہا کہ یہ اسطرح پر کہ اللہ تعالے ان پر نعمتون کو اسقدر فراخ کردیتا ہے کہ دوسرے لوگ انکو دیکھکر غبطہ کرتے ہین اور ان لوگون کو ان نعمتون کی طرف مائل کرتا ہے پھر جب بے کھٹکے نچنت ہوجاتے ہین تو کمال سرسبزی وغفلت کے وقت انکو عذاب مین گرفتار کرتا ہے خواہ اسطرح کہ موت سے عذاب مین پڑجاتے ہین یا دنیا مین ہی اگلی اُمتون کے مانند عذاب نازل ہوتا ہے بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ عنقریب درجہ بدرجہ نزدیک کرینگے ہم انکو ایسی چیز سے جو انکو ہلاک کرے اور کئی گونہ انپر عذاب ہوجاوے اس راہ سے کہ انکو معلوم نہوگا کہ انجام کار اُنسے کیا ارادہ کیا گیا ہے کیونکہ جب اُنھون نے نصیحت وموعظت انبیاء علیہم السلام سے انکار کیا اور اپنی معاصی وکفر پر جمے رہے تو دنیا مین اللہ تعالے انپر ابواب نعمت کھول دیتا ہے پس اس سے اُن کو گمراہی وضلالت مین زیادہ غلو ہوتا ہے کیونکہ جہالت سے گمان کرتے ہین کہ انھین اعمال کیوجہ سے ہمپر نعمت واحسان متواتر ہے حالانکہ درحقیقت یہ انکے حق مین خواری ہے پس یہی استدراج ہے۔ روایت ہے کہ جب فارس فتح ہوا اور اس سلطنت کے خزانے حضرت عمرؓ کے حضور مین لائے گئے تو آپ نے روکر دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے پناہ مانگتا ہون کہ یہ

Marfat.com

ہمارے واسطے استدراج ہو کیونکہ تو فرماتا ہے کہ سنستدرجہم من حیث لایعلمون ﴿وَاُمْلِیْ لَهُمْ﴾ یہ سنستدرجہم پر عطف ہے لیے اجل
یعنے عنقریب مین اُنکو مہلت دونگا انکی مقرری مدت عمر تک اور جلدی عذاب مین ماخوذ نہ کرونگا تاکہ کفر ومعاصی کو اپنی حدتک پہنچا
کر توبہ کا دروازہ انپر کشادہ نہ کرونگا۔ ﴿اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ﴾ لے شدید لایطاق۔ یعنے میرا کید سخت ہے کہ اسکی کوئی طاقت نہین رکھتا
متن ومتانت بمعنے شدت قوت ہے اور کید بمعنے مکر۔ پس بعض نے کہا کہ مراد اس سے اَخذ یعنے گرفت وپکڑ ہے اور علے ہذا یہ کلام بمانند
قولہ ان بطش ربک لشدید ہے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ کید آلہی بمعنے عذاب ونقمت ہے یعنے میرا عذاب قوی وشدید ہے کشاف وغیرہ
مین کہا کہ اسکو کید اسواسطے کہا کہ ظاہر مین یہ احسان وانعام سمجھتے تھے اور درحقیقت باطن مین خواری وعذاب مزید تھا آیت مین
تقدیر برحق ہونے پر دلیل ظاہر ہے۔ ﴿اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ﴾ لے اولم تیفکروا فیعلموا انہ لیس بصاحبہم محمد صلے اللہ
علیہ وسلم من جنون۔ کیا ان لوگون نے تفکر نہ کیا کہ جان لیتے یہ بات کہ انکے صاحب یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی جنون نہین ہے
کافر ومشرک لوگ اپنی جہالت سے آنحضرت صلعم کو مجنون کہتے تھے تو اسکو اللہ تعالے نے رد کر دیا کہ ایسے نیک صالح عادل منصف کامل
اخلاق والے کی شان مین باوجود اسکے کمال خلق کے اقرار کے کیونکر مجنون کہتے ہین کیا ذرا بھی نہین سوچتے جو جان لین کہ اس کو کچھ بھی
جنون نہین ہے۔ ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ اے ماہو الا منذر بیّن الانذار۔ نہین وہ مگر ڈر سُنانے والا کھلے کھُلے کہ کسی پر پوشیدہ نہ رہے
قتادہؒ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پہاڑی پر چڑھے جسکا نام صفا ہے اور قریش کو گھرانا گھرانا ایک ایک
کرکے یا صباحاہ کہکر آواز دی پھر انکو اللہ عزوجل کے عذاب اور آیندہ کے وقائع سے جو موت بلکہ قیامت تک انپر واقع ہونیوالے ہین ڈرایا
جب سن چکے تو انہین سے ایک بولا کہ یہ شخص تمھاری قوم والا ایک مجنون ہے کہ لگا شام سے ڈرونی خبر سُنانے یہان تک کہ صبح کر دی
پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس رد مین اشارہ ہے کہ اگر یہ لوگ عذر کرین کہ ہم پیدائشی احمق تھے تو قبول نہوگا بلکہ ہٹ دھرمی
سے بے پروائی کرتے اور ذرا بھی فکر نہین کرتے تھے لہذا توبیخ فرمائی بقولہ۔ ﴿اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا﴾ نظر استدلال۔ ﴿فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ فیستدلوا بہ علی قدرۃ صانعہ ووحدانیتہ۔ کیا نظر نہ کی ان لوگون نے بطور استدلال کے مالک
آسمانون وزمین مین اور اس چیز مین جو اللہ تعالے نے پیدا کی ہے کوئی چیز ہو تاکہ اس سے استدلال کرتے اس مخلوق کے خالق کی
قدرت کاملہ واسکی وحدانیت پر۔ واضح ہو کہ من شئ بیان ہے ماموصولہ مبہمہ کا۔ ﴿وَّاَنْ عَسٰۤى﴾ لے وفی انہ عسیٰ۔ ﴿اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ
اَجَلُهُمْ﴾ فیموتوا کفارا فیسیروا الی النار فیبادروا الی الایمان۔ اور اس بات مین کہ قریب ہے کہ آگئی ہو انکی موت کی گھڑی پس کافر
مرکر دوزخ کو جاوین۔ حاصل آنکہ کیون ان باتون مین نظر نہ کی کہ سمجھ حاصل کرکے ایمان وتوحید کی طرف مبادرت کرتے اور جلدی قدم
بڑھاتے۔ واضح ہو کہ آن عسی مین ان مخففہ ہے اور اسم اسکا محذوف ہے یعنے انہ عسی۔ اور عطف ہے ملکوت پر۔ پس استفہام سے توبیخ
ان کو دو باتون پر ایک یہ کہ ملک آسمان وزمین مین بلکہ اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز مین کیون نظر نہ کی کہ اسکی
وحدانیت وقدرت کو جان لیتے۔ دوم یہ کہ اپنی موت مین کہ گھڑی موت کی آگئی ہو تو کافر مرکر دوزخ مین پڑینگے کیون غور نہ کیا تاکہ
ایمان لانے مین جلدی کرتے۔ بیضاویؒ نے تجویز کیا کہ آن عسی مین ان مصدریہ ہوسکتا ہے ولیکن علامہ تفتازانی وغیرہ نے رد کیا
کہ عسی ان افعال مین سے ہے جنکے گردان نہین آتی اور جو ایسے افعال ہین انپر ان مصدریہ نہین آتا ہے۔ کلام مین تنبیہ ہے کہ
عاقل کو واجب ہے کہ ناگہانی غفلت مین موت آنے سے خوف کرکے جو اسپر فرض وواجب ہے اس مین تاخیر نہ کرے ورنہ ابتر

Marfat.com

ہو اللہ تعالے نے کافرون پر ملامت کی جنھون نے حضرت صلعم کی بات سے بے پروائی کی بلکہ مجنون کہا حالانکہ خود مردود تھے۔ فَبِاَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ یعنی بعد القرآن يُؤْمِنُونَ پھر قرآن کے بعد کون بات پر ایمان لاوینگے یہان بعدیت یا تو اس معنے کر کہ قرآن مجید کی خوبی وسچائی انتہا مرتبہ پر ہے پس اسکے بعد اور کون بات چاہیئے جسپر ایمان لاوین یعنے یہ لوگ ایمان لانے والے نہین۔ اور یا اس معنی کر کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین ہین پس قرآن آخری کلام آلہی بندون پر ہے حتی کہ قیامت قائم ہوگی پھر اور کس بات پر ایمان لاوینگے یعنے اور کلام آلہی نہ پاوینگے۔ کلام ابن کثیرؒ آیت کی تفسیر مین مشعر باین تقدیر ہے کہ اولم ینظروا فی کذا وکذا فیومنوا ویحذروا بانہ عسی ان یکون الخ واللہ اعلم۔ آیت مین ان لوگون پر ملامت ہے جو مخلوق آلہی سے خالق عز وجل کی عظیم قدرت پر نظر استدلال نہین کرتے ع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ۔ لیکن جو لوگ کہ اس سے یون دلیل سمجھتے ہین کہ خالق کوئی ہے وہ جاہل ہین کیونکہ یہ بات تو بہت کھلی ہوئی ہے بلکہ یون سمجھین کہ خالق بڑی قدرت والا ہے سبحان اللہ اسکی قدرت وعظمت کا کون پار پاوے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث معراج کی بعض روایات مین ہے کہ حضرت صلعم نے بیان فرمایا کہ مین ایک قوم پر گذرا جنکے پیٹ مثل کوٹھریون کے انمین سانپ بھرے ہوئے باہر سے کلبلاتے نظر آتے تھے مین نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ بیاج کھانے والے ہین پھر جب آسمان دنیا تک اُترآیا تو مین نے نیچے کی طرف نگاہ کرکے دھنوان دھار دیکھا اور گونجی ہوئی آوازین سُنین تو مین نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کیا ہے۔ کہا کہ یا رسول اللہ یہ شیاطین ہین کہ آدمیون کی آنکھون کے سامنے اُمڈے رہتے ہین تاکہ آسمانون وزمین مین صاف نظر سے فکر نہ کرین اور اگر یہ نہو تو وہ لوگ عجائب قدرت آلہی کو مشاہدہ کرین۔ رواہ الامام احمد وفی الاسناد راو یضعف ولعلہ توبع واللہ اعلم اس روایت مین بعض فوائد دقیق ہین ازانجملہ آدمی کو اپنا پیٹ غذا کے دھنوان دھار ابخرات سے خالی رکھنا چاہیئے اور ہلکے پیٹ ونرم دل سے خصوص روزے کی حالت مین فکر اچھی ہے لیکن آدمی ہر وقت اللہ تعالے سے توفیق ہدایت مانگے اور کافرون کیطرح بے پروائی نہ کرے اسلیے کہ ہدایت وہی پاتا ہے جسکو اللہ تعالے ہدایت فرماوے مَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ۔ جسکو اللہ تعالے نے گمراہ کیا پس اسکا کوئی ہادی نہین ہے وقد قال ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا۔ اور فرمایا۔ قل انظروا ماذا فی السموات والارض وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یومنون۔ اور یہان فرمایا۔ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اور قراءۃ یذرہم بیاء تحتیہ اور نذرہون پھر برفع بنابرینکہ کلام مستانف ہے اور بجزم بنابرینکہ عطف ہے ما بعد فاء کے محل پر یعنے فلا ہادی لہ جواب شرط ہے پس اگر مضارع ہوتا تو اسکو جزم ہوتا پس محل اسکا جزم کا ہے لہذا یذرہم خواہ بیاء ہو یا بنون ہو اگر عطف جزاء پر ہے تو اسکے محل کے اعتبار سے جزم ہے اور اگر عطف نہین بلکہ جملہ مستانفہ ہے تو اسکو رفع ہے اور یہی قراءۃ ہندوستان مین پڑھی جاتی ہے اور یعمہون جملہ حالیہ ہے اور معنے یہ کہ اللہ تعالے چھوڑتا ہے ان گمراہون کو انکی حد سے بڑھ جانے مین درحالیکہ وے بہکے متردد پھرتے ہین کیونکہ اہل ایمان ویقین تو اپنے اللہ تعالے پر صدق دل سے جمے ہوے ہین انکے دلون مین نور ہے ان کی آنکھین کھلی ہین انکے نزدیک بالیقین کسی سے ضرر نہین پہونچ سکتا بخلاف کافرون کے کہ شک واوہام مین پڑے ہین اور جس بات پر جم گئے وہ ان کی بات ہے ہزارون بت ہین ہزارون جوگنی سے ڈرتے ہین ہزارون ماتا سیتلا کے پھیر ہین ہین ہزارون حضرت عیسیٰ کے بیٹا بننے پر بھولے پڑے ہین ما انکی مثالین کہان تک بیان ہون الغرض امر حق سے ہزارون کوس دور اور اپنے نفس کی خواہشون شیطانی وسوسون مین مجبور پڑے ہین اور استدراج کو حقیقت سمجھتے ہین ف فی العرائس قولہ والذین کذبوا بآیاتنا سنستدرجہم

Marfat.com

من حیث لا یعلمون آخر۔ اسکے اشارہ مین وہ لوگ بھی داخل ہین جنکو احکام غیبیہ کشف ہوئے جو آیندہ حوادث مقدرہ کے وقوع سے خبر دیتے ہین باین طور کہ اسکے آئینہ قلب مین جہان زمانہ کی گردش کو دخل نہین نمودار ہوئے مگر انھون نے نفس کے معارضہ طبیعت کے شک سے انمین تردد کیا اور اپنی خودی سے مشرک ہوگئے پھر اسکے بعد اسرار ملک و ملکوت انپر منکشف نہین ہوتے بلکہ عبادات پر انکو غرہ ہے اور پردۂ ظلمت وحجاب غفلت سے خبر بھی نہین رکھتے۔ اور نیز جس قوم نے اولیاء الٰہی کی نشانیون کو جھٹلایا اور اُن کی شان کو۔ انکی راہ کو اور انکے طریقہ کو بُرا بتلایا پھر وہ اللہ تعالےٰ کی راہ چلنا چاہتی ہے یا اپنے اوپر خوب چال چلن ہونا ثابت کرتی ہے وہ کبھی بندگان الٰہی کے درجہ کو نہین پہونچ سکتی وہ اپنے دھوکے مین آپ ہی سرگردان اوندھی جاکر دوزخ مین پڑیگی۔ مترجم کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ و رافضی وخارجی جملہ گمراہ فرقے انھین مین داخل ہین اور نیچر فرقہ سب سے پہلے اس قوم کا مصداق ہے۔ فافہم۔ اور نیز اشارہ ہے کہ جو فرقہ فقط طریقہ عبادات پر مغرور ہوا اور اسنے عبادات سے آگے کی منزل قرب کو تلاش نہ کیا وہ محجوب کیا گیا حالانکہ اسکو یہ معلوم نہین پھر یہ سب حال اس شخص کے واسطے جسکے لیے عنایت ازلی تقدیر مین سابق نہین ہوچکی ہے اور رہا وہ شخص جو تقدیر ازلی مین برگزیدہ ہوچکا کہ درجہ ولایت پر پہونچے اسکو استدراج کہان چھو سکتا ہے وہ الطاف ازل کی نگہداشت مین محفوظ و مصئون ہی سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ استدراج انپر اسطرح ہوتا ہے کہ نعمتون سے انکو مالا مال کردیا اور شکر گذاری بھلادی پس جب نعمتون پر قادر ہوئے اور شکر منعم فراموش کیا تو گرفتار کیے گئے۔ اور بعض نے فرمایا کہ استدراج یہ ہے کہ انکو اوہام مین ڈالدیا کہ وے تقدیر ازلی مین خدا رسیدہ و برگزیدہ ہین حالانکہ انکی قسمت مین خواری و بربادی کے لچھن ظاہر ہین۔ قولہ تعالےٰ اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض الآیۃ۔ جو شخص کہ چشم حقایق وکشف سے ملکوت مین اسرار جبروت کے دقائق دیکھنے والا نہین وہ کیونکر آئینۂ صفات مین جہان انوار ذات ظاہر ہین نظر کرے گا۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے ان لوگون کو مشاہدہ و قرب کے ہرے وادیون سے غیب مین نظر کرنے کے لیے تنبیہ فرمائی تاکہ صفاء عقول و ارواح و چشم دل سے وہ کچھ ادراک کرین جو تمام جہان کی عبادات سے نہین پایا کیونکہ نظر مذکور مورث فکر ہے اور فکر مورث ذکر ہے اور ذکر مورث معرفت ہے جس سے حکمت و اُس سے محبت اور اُس سے شوق و اس سے عشق و اس سے اُنس و انس سے انفراد اور اُس سے توحید اور اس سے فناء اور اس سے بقاء حاصل ہوتی ہے اور بقاء سے دیدار ازل ملتا ہے اور اس سے دیدار ابد حاصل ہوتا ہے اور بندہ اس مقام پر انھین پرون سے ازل سے ابد کو اور ابد سے ازل کو پرواز کرتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ قوم جنپر آیت کریمہ مین مذمت ہے اگر مشاہدہ و ایمان کا کشادہ راستہ انکے لیے ملا ہوتا تو حق عزوجل انکو اپنی طرف نظر کرنے کا حکم فرماتا اور ملک و ملکوت کی طرف حوالہ نہ فرماتا کیونکہ توحید حق تعالےٰ مین غیر کی طرف نظر کرنا شرک ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے صحیح کہا اسمین کوئی شک نہین کہ غیر کی طرف نظر کرنا توحید مین شرک ہے اور زبانی بحث و جدال والون مین سے جس نے یہ زعم کیا کہ نظر استدلالی کا حکم کلام مجید مین عموماً ہے اسنے بڑا دھوکا کھایا اور منشاء اس غلطی کا یہ واقع ہوا کہ اسنے غیر پر نظر کرکے استدلال سے توحید حق و اثبات باری تعالےٰ کی طرف مؤدی ہونا چاہا حالانکہ یہ وہم ہے بلکہ ان چیزون مین عظیم قدرت و صنعت الٰہی پر نظر کرکے انوار ذات کی طرف پہونچنا مقصود ہے اور یہی تفکر ہر جگہ مراد ہے بھلا تو نہین دیکھتا کہ قل ہو اللہ احد۔ مین تو مقدم ہے اسکے اثبات کے واسطے کسی معلول سے علت کیطرف کہین اثبات مذکور نہین ہے کیونکہ وہ بلا دلیل واضح و ظاہر ہے وقد قال تعالےٰ اللہ نور السموات والارض الآیہ۔ اسیواسطے ائمہ فقہاء و مشائخ نے علم کلام کو ضلالت و گمراہی قرار دیا حتیٰ کہ متکلم کے پیچھے نماز مکروہ ہونا امام ابویوسف و امام احمد سے صریح مروی ہے اور زیادہ تفصیل ترجمہ عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ سے تلاش کرو واللہ اعلم

[?]ل نعوذ باللہ من الضلال۔ بعض نے کہا کہ ملکوت مین نظر کرنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور مالک کی قدرت مین جب نظر عبرت [کر]تی تو سب شغل بیکار رہتا ہے اور بندہ کسی غیر سے مشغول نہین رہتا۔ بعض نے فرمایا کہ ملکوت مین نگاہ کرنے کے تین مرتبہ ہین۔ اول یہ عبرت سے نگاہ کرے جسمین نفسانی شہوت کو دخل نہو۔ دوم یہ کہ قدرت خالق جل سبحانہ مین چشم یقین سے نگاہ کرے۔ سوم یہ کہ چشم معرفت [س]اتھ ملک کے مالک عزوجل مین نگاہ کرے پس چشم عبرت سے نگاہ کرنے مین توحید کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ اور چشم یقین سے نظر مین اخلاص کی حقیقت ملتی ہے۔ اور چشم معرفت سے دیکھنے مین معرفت کی حقیقت حاصل ہوتی ہے شیخ اُستادؒ نے فرمایا کہ حضرت [حق] تعالے نے آیات کے چاند منور فرمائے ہین اُنکی روشنی مین شبہات کی تاریکی مٹ جاتی ہے پس جسنے اُن چاندون کو دیکھا وہ مشاہدہ [ق]درت مین پہونچا۔ بعض نے کہا کہ اوتعالے نے بچشم فکر نظر کرنے والون کے لیے حقائق تحصیل ظاہر فرمائے ہین پس جسنے اسطرح نہ دیکھا وہ [ا]ور باطن ہوکر درجہ بہائم سے نیچے گرا۔ نعوذ باللہ من العمی والعمہ والضلال۔ قال الخطیب وغیرہ پھر جب اللہ عزوجل نے توحید کو اور [ق]ضاء وقدر کو بیان فرما دیا تو اسکے پیچھے قیامت وحساب برحق ہونا بیان فرمایا تاکہ چارون باتین جو قرآن کے مطالب مین سے گویا اصل ہین کمل ہوجاوین اور اس بیان کے ضمن مین مشرکون کی عناد وحماقت کا اظہار بھی ہو تاکہ ایسے لوگ جہالت سے باز آوین۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ

تجھ سے پوچھتے ہین قیامت کس وقت ہے اُسکا ٹھہراؤ تو کہہ اُسکی خبر تو ہے میرے رب ہی پاس وہی کھول دکھاویگا اسکو اپنے وقت

ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ

بھاری بات ہے آسمان و زمین مین تم پر آویگی تو بیخبر آویگی تجھ سے پوچھنے لگتے ہین گویا کہ تو اسکا تلاشی ہے تو کہ

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا

اسکی خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہین رکھتے تو کہہ مین مالک نہین اپنی جان کے بھلے کا اور نہ بُرے کا

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ

مگر جو اللہ چاہے اور اگر مین جانا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیان لیتا اور مجکو بُرائی کبھی نہ پہونچتی مین تو

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞

یہی ہون ڈر اور خوشی سُنانے والا ماننے لوگون کو

وقف منزل

[ی]سئلونک عن الساعۃ بعض نے کہا کہ سوال کرنے والے کفار قریش تھے اور بعض نے کہا کہ چند علما یہود نے آکر کہا کہ اے محمدؐ اگر تم [نب]ی ہو تو بتلاؤ کہ قیامت کب آویگی کیونکہ ہم جانتے ہین۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ قول اول اشبہ ہے اسواسطے کہ یہ آیت مکیہ ہے اور قریش [ی]ہ اسکو پوچھا کرتے نہ بطور خوف وتصدیق کے بلکہ اسکو بعید جانتے اور اسکے ہونے کو جھٹلاتے تھے کما قال تعالے ویقولون متی ہذا [ا]ن کنتم صادقین۔ اور فرمایا یستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا والذین آمنوا مشفقون منہا ویعلمون انہا الحق الا ان الذین یمارون فی [الساعۃ ل]فی ضلال بعید۔ اور الساعۃ قیامت۔ یہ لفظ بھی منجملہ ان الفاظ کے ہے جو بطور غلبہ کے کسی چیز کا نام ہوگیے ہین اگرچہ اصل معنے لفظ [کے] بہت قلیل زمانہ کے ہین لیکن الف لام درصورت غلبہ کے لازمی ہے اور نظیر اسکی النجم بمعنے ثریا۔ اور البیت خانہ کعبہ وغیرہ ہین [او]ر الساعۃ کا قیامت پر یا اسوجہ سے کہ اچانک واقع ہوگی یا جلد حساب ہوجائیگا یا اسوجہ سے کہ باوجود زمانہ دراز ہونے کے

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے نزدیک بمنزلہ ایک ساعت کے ہے۔ کذا قال البیضاوی وغیرہ اور یا اسوجہ سے کہ بندونکی حیات
کے ایک ساعت سے بھی کم ہے کذا سخ للمترجم وہو الاوجہ۔ حاصل آنکہ سوال کرتے ہین لوگ تجھسے قیامت کا۔ ایّانَ
مرساس کا۔ مرسا مصدر ہے یا ظرف اور جملہ بدل اشتمال ہے یعنے قیامت کے وقت ارسا سے سوال کرتے ہین۔ ارساء
واستقرار ہے سو رسوّالشئ ثبات آن واستقرار آن۔ یقال رسا الجبل وارسی السفینۃ۔ کذا قال البیضاوی۔ اور طیبیؒ نے کہا کہ
اجسام ثقیلہ مین ہوتا ہے اور قیامت پر اطلاق بدین طور کہ معانی کو اجسام سے تشبیہ دیدے۔ اور ایّان مشتق از ای ہے کیونکہ بمعنے
وقت ہے اور یہ ماخوذ از اوی یا اوی ہے کیونکہ بعض کا ماوی بجانب کل ہے اور بات یہ ہے کہ ایّ بدون اضافت کے مستعمل نہین ہوتا
جسکی طرف مضاف ہوا اسکا بعض ہوتا ہے جسکا ماوی بجانب کل ہے پس ایّ من رجوع کے معنے ہین لہذا اشتقاق اسکا از اوی یا وی
یہان بمعنے ای وقت ہے لہذا مفسرؒ نے کہا متی مرساہا۔ یعنے کون وقت اور کب ہوگا اسکا استقرار واثبات۔ قال علی بن ابی طلحہؒ عن
ابن عباسؓ اے متی منتہاہا۔ کب ہے اُسکا منتہی۔ یعنے کب ہوگا انتہاء وقت دنیا کا جو ابتداء وقت قیامت ہے۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
متی تکون عِنْدَ رَبِّيْ۔ کہدے ان لوگون سے کہ علم قیامت کا کہ کب ہوگی فقط میرے پروردگار کو ہے یعنے وہی پاک پروردگار جانتا ہے
پھر اسی مضمون کو مؤکد فرمایا بقولہ۔ لَا يُجَلِّيْهَا يظہر لِوَقْتِهَا اللام بمعنے فی اِلَّا هُوَ نہین ظاہر کریگا قیامت کو اسکے وقت مین مگر وہ تعالےٰ
تجلیہ از باب تفعیل بمعنے ظاہر کرنا کسی شئ کا۔ بولتے ہین کہ جَلّی الخبر اے اظہرہ اُسنے خبر کو ظاہر کر دیا۔ وعن مجاہدؒ قولہ لایجلیہا نہین لاویگا
قیامت کو الخ۔ وعن السدیؒ نہین ارسال کریگا اسکو الخ۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا۔ اے لا العلم جلیۃ امرہا ومتی یکون علی التحدید الا ہو۔
یعنے نہین جانتا اُسکے جلی حال کو اور کس وقت حدوث پر ہوگی مگر او سبحانہ تعالےٰ مترجم کہتا ہے کہ یہ تفسیر احسن ہے۔ اور محققین نے کہا کہ
قیامت کے وقت مخفی رکھنے مین ایک یہ بھید ہے کہ لوگ طاعت کی طرف مائل اور معصیت سے محترز رہین۔ پھر لوقتہا کی لام بمعنے فی موافق
تفسیر شیخ جلال ہے اور بیضاویؒ نے کہا کہ لام توقیت ہے اور یہ اوفق بتفسیر شیخ ابن کثیرؒ ہے۔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے عظمت
علی اہلہا لہولہا۔ قیامت بھاری وعظیم ہے آسمان والون وزمین والون پر بسبب ہول قیامت کے کیونکہ مخلوق مین سے کوئی نہین جسکو
قیامت کا ضرر بالکل نہ پہونچے بلکہ کچھ نہ کچھ پہونچیگا۔ کذا روی عن ابن عباس والحسن۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزہ احیاء موتی مین گذرا کہ
سام بن نوح کو جب زندہ کیا تو آدھا سر سپید ہوگیا تھا بسبب ہول قیامت کے۔ اور صحاح احادیث مین سورۂ عم یتساءلون عن النبا العظیم
وغیرہ جسمین قیامت کا ذکر ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُنھون نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ اس تفسیر پر ثقل خود قیامت کا ہے اور قتادہؒ نے کہا اے
ثقل علمہا علی اہلہا انہم لایعلمون۔ یعنے آسمان وزمین والون پر قیامت کا نجاننا گران ہے۔ اور ابن جریجؒ نے کہا کہ جب قیامت آویگی
تو آسمان پھٹ جاوینگے اور ستارے بکھر ینگے اور سورج اندھا اور پہاڑ ریزے ہونگے یہی اسکا ثقل ہے اور ابن جریرؒ نے قول قتادہ اختیار کیا
کہ مراد اسکے قائم ہونے کے وقت نجاننے کا ثقل ہے اور یہ انسب ہے بقولہ تعالےٰ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً نہین آویگی تم پر مگر اچانک۔ سدیؒ
نے کہا کہ قولہ ثقلت الخ یعنے قیامت مخفی ہوگئی آسمانون وزمین مین پس اسکے قائم ہونے کا وقت کوئی نہین جانتا ہے کسی فرشتہ کسی نبی کو
کیسا ہی مقرب ہو کچھ علم نہین ہے وہ اچانک آویگی۔ مترجم کہتا ہے کہ علم نہونے کے معنے یہ کہ قطعاً کوئی محدود وقت نہین معلوم کہ کس
سنہ مین اور کس صدی مین آویگی۔ ہان اس کی نشانیان بیان ہوئی ہین چنانچہ مشہور حدیث سوال جبرئیل مین جو آدمی کی صورت
بنکر حضرت صلعم سے سوالات دین پوچھنے آئے تھے یہ سوال بھی تھا کہ قیامت کب ہوگی تو حضرت صلعم نے جواب دیا کہ ما المسئول

Marfat.com

ال یعنے پوچھنے والا جس سے پوچھتا ہے اسکو پوچھنے والے سے زیادہ معلوم نہین۔ حاصل آنکہ مجھے نہین معلوم۔ پھر پوچھا کہ اُس کی
ن فرمایئے تو آپ نے چند نشانیان فرمائین اور دیگر احادیث مین قیامت کی نشانیان بہت ہین اور عنقریب کچھ توضیح آتی ہے۔
سے مرفوع روایت ہے اچانک قیامت آجاویگی ایسے حال مین کہ آدمی دودھ دوہتا ہوگا پس اُسکے مُنھ تک نہ پہونچیگا کہ قیامت
جاویگی اور باہم کپڑا خرید و فرخت کرتے ہونگے پھر بیع پوری نہونے پاویگی یہانتک کہ قیامت آجاویگی الحدیث رواہ مسلم۔ اور مراد
ت یعنے قیامت سے وہ ساعت ہے جسمین سب کے سب مخلوق جو اسوقت روے زمین پر زندہ ہو مرجاویگی اور یہی صور کا نفخہ
ہو پھر اسکے بعد نفخہ کا قیام ہوگا جب قبرون وغیرہ سے حتی کہ جو جسطرح سڑ اگلا ہے مبعوث ہوکر میدان حشر و حساب کو لیجاوینگے
تۃ الفجاءۃ۔ یعنے بغتۃ بمعنے اچانک ہے۔ حاصل کلام آنکہ مشرکین کے سوال قیامت کے جواب کا یہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ وہ ہولناک
جس سے کافر و منافق غافل ہین وہ اچانک غفلت مین انپر ایسے وقت قائم ہوگی جسکو بطور معین و محدود کے سواے اللہ تعالے جل جلالہ
کوئی نہین جانتا ہے۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا تجھسے یہ کافر لوگ ایسے پوچھتے ہین کہ گویا تو اس سے حفی ہے۔ ابن فارس رح
نے کہا کہ حفی بحاء مہملہ و فا وہ شخص جو ایک چیز جانتا ہو اور نیز حفی وہ شخص جو پوچھنے مین یا مانگنے مین مبالغہ کرے والسائل الحفی جو انکتا
کر اڑجاوے۔ اور نیز حفی وہ شخص جو پیارا دوست مہربان ہو پھر آیت مین ہر ایک معنے مذکورہ سے تفسیر آئی ہے۔ قال ابن عباس رح
رکون نے یون سوال کیا کہ گویا محمد صلعم اُنکے حفی ہین اور قتادہ رح نے کہا کہ مشرکون نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہمکو قرابت کے حق سے بتلادو
کب قیامت ہے۔ قال العوفی عن ابن عباس ای کانک صدیق لہم و بینک و بینہم مودۃ۔ یعنے گویا تو اُنکا بڑا دوست ہے تیرے
کے بڑی دوستی ہے اور ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و ابو مالک و سدی رحمہم اللہ سے مروی ہے۔ اور ابن ابی نجیح وغیرہ کی روایت حضرت
ہ سے صحیح یون ہے کہ قولہ کانک حفی عنہا۔ یعنے گویا تو نے اڑ کے قیامت کو اللہ تعالے سے پوچھ لیا ہے یہان تک کہ اسکا وقت
علوم ہے حالانکہ سواے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا۔ اور یہی قول شیخ جلال رح نے اختیار کیا۔ اور معمر رح نے بعض علماء تابعین سے
اور ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ کانک حفی عنہا۔ ای کانک عالم بہا۔ گویا تو وقت مقدرہ قیامت کو جانتا ہی حالانکہ
تعالے نے اسکو اپنی مخلوق پر مخفی رکھا اسکو سواے حق تعالے کے کوئی نہین جانتا۔ عن بمعنے با ہے اور پڑھی یہ آیت ان اللہ عندہ علم
اعۃ الآیۃ۔ اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ قول معنے مین پہلے دونون قول سے ارجح ہے لہذا موکد فرمایا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ تو
ے کہ محدود وقت قیامت کا علم فقط اللہ تعالے ہی کے پاس ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ان علمہا انما ہو عند اللہ تعالے
ن اکثر لوگ نہین جانتے اس بات کو کہ اسکا علم فقط اللہ تعالے ہی کو ہے۔ ان لوگون کی نادانی تھی کہ قیامت کا وقت دریافت
کی فکر مین پڑے حالانکہ اُسپر ایمان لانا اور اُس کے واسطے سامان مہیا کرنا البتہ امر اہم اور دانائی تھی علاوہ برین جب آدمی مرا
کے حق مین قیامت ہے لہذا آنحضرت صلعم نے ایک اعرابی کو جو پوچھنے آیا تھا کہ قیامت کب ہے یون فرمایا کہ ارے قیامت تو
آنے والی ہے پس تو نے اسکے واسطے سامان کیا جمع کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ میرے پاس نہ کچھ بڑی نماز ہے نہ روزہ صرف اتنی
مین اللہ تعالے و اسکے رسول کو محبوب رکھتا ہون تو فرمایا کہ المرء مع من احب یعنے آدمی اسی کے ساتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہوگا۔
کو جیسی خوشی اس حدیث سے ہوئی ویسی کسی چیز سے نہوئی تھی۔ یہ حدیث صحیحین و سنن و مسانید وغیرہ مین متعدد طرق سے
صحابہ سے مرفوعاً مروی ہے اور بہت سے حفاظ متقنین کے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے۔ کما ذکرہ الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے

بالجملہ انسان کی رانائی یہ ہے کہ یہ کارخانہ عظیم قدرت الٰہی جل سلطانہ کو مہمل خیال نہ کرے بلکہ جزا و سزا و ثواب [illegible]
و بدکردار پر یقین کرکے قیامت آنے والی جان لے پھر اسکے وقت کی تلاش لایعنے ہے بلکہ اسکے واسطے سامان جمع کرے اور [illegible]
زندگی تک جتنے دنون لی ہوئے ممکن ہے ورنہ مرا اور قیامت آگئی لہذا حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ اعرابی لوگ جب
کے پاس آتے تو قیامت کو پوچھتے پس آپ نظر فرماکر ایک کم عمر آدمی کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا تو بڑھاپے میں نہ
پاویگا۔ کہ تمھاری قیامت آجاویگی اور مراد آپ کی اس کلام سے یہ ہوتی کہ تمھاری موت آجائیگی جو دار الآخرۃ کا برزخ ہے [illegible]
اور اسی معنے پر حدیث مین ہے کہ قبر جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے کھڈون مین سے ایک کھڈ ہے۔ اور جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم کی وفات سے ایک مہینہ پہلے آپ سے سُنا کہ تم لوگ مجھسے قیامت کو پوچھتے ہو سو اسکا علم تو اللہ تعالیٰ کو
ہے اور مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون کہ جو نفس منفوس روے زمین پر آج کے روز موجود ہے اُسپر سو برس نہ گذرینگے۔ رواہ مسلم اور صحیح
مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسکی مثل مروی ہے اور ابن عمر رضہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی مراد اس سے یہ تھی کہ یہ قرن اس سو برس
مین ناپید ہو جائیگا۔ اور امام احمدؒ کی روایت قصہ معراج مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا قصہ قریب قیامت نازل ہونے اور دجال
قتل کرنے اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر کرکے کہا کہ جب یہ وقت پہونچیگا تو اُسوقت قیامت کی مثال ایسی ہوگی جیسے عورت حاملہ
پورے دن ہو جاتے ہین کہ دن مین جنے یا رات مین۔ و رواہ ابن ماجہ وغیرہ پس اس حدیث مین جملہ انبیاء علیہم السلام نے وقت قیامت
سے لاعلمی ظاہر کی اور عیسیٰ علیہ السلام پر حوالہ کیا اسوجہ سے کہ قریب قیامت کے وہی نازل ہونگے اور اُنھون نے بھی لاعلمی بتلائی ہان اسکی
مثال جو مذکور ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے آگاہ فرمانے کی بیان فرمائی کہ مجھے اسیقدر بتلایا گیا ہے اور واضح رہے کہ آنحضرت صلعم نے قیامت
کے آثار بہت کچھ بیان فرمائے ہین جو جابجا متفرق مذکور ہوئے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے اور طارق بن شہاب سے روایت
کہ رسول اللہ صلعم ہمیشہ قیامت کا ذکر کیا کرتے یہان تک کہ نازل ہوا قولہ ویسئلونک عن الساعۃ ایان مرساہا الآیۃ۔ رواہ النسائی باسناد
جید قوی قالہ ابن کثیر۔ اور حذیفہؓ کی روایت مین مرفوع آیا کہ آنحضرت صلعم نے سوال قیامت کے جواب مین فرمایا کہ اسکا علم فقط اللہ تعالیٰ
ہی کو ہے ولیکن مین اسکے بعض علامات جو قائم ہونے کے روبرو ہونگے بیان کرتا ہون کہ قرب قیامت کے فتنہ و ہرج واقع ہوگا اور فرمایا
ہرج بزبان حبشہ یعنے قتل ہے اور فرمایا کہ اس زمانہ مین لوگون کے درمیان جان پہچان ایسی کم ہو جائیگی کہ قریب ہے کہ کوئی کسی کو نہ پہچانے
رواہ احمد۔ اور صحیح مین حدیث انس و سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا بعثت انا والساعۃ کہاتین یعنے
حضرت صلعم نے اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ والی انگلی دونون کھڑی ملاکر فرمایا کہ مین ایسے وقت مین مبعوث ہوا کہ قیامت ایسی ملی ہوئی ہے
جیسے یہ دونون انگلیان۔ پھر واضح ہو کہ علم وقوع قیامت کی اور علوم علم قیامت کی مثال ایسی ہے جیسے آدمی یقیناً جانتا ہے کہ مین
مرجاؤنگا لیکن یہ نہین جانتا ہے کہ کب مرونگا لہذا جو شخص مغرور ہو کر بیٹھ رہے کہ موت سے پہلے توبہ کرلونگا یا ایمان لاکر خاتمہ بخیر
حاصل کرونگا وہ احمق ہے کیونکہ یہ نفع لے لینے و ضرر دور کردینے کی قدرت کا دعویٰ ہے پس جیسے اسکو وقت موت کا علم غیب نہین
ویسے ہی اسکا بھی نہین ہے اور اللہ عز وجل نے خود اپنے رسول سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حکم دیا کہ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ تو کہدے کہ مین مالک نہین اپنی ذات کے واسطے کسی نفع کا کہ اسکو اپنے لیے خود کھینچ لاؤن
نہ کسی ضرر کا کہ اسکو اپنی ذات سے خود دور کردون مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ قال البیضاویؒ اس [illegible]

دعوی سے بیزاری ہے قال ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے حکم دیا کہ جملہ امور کو حق عز وجل کے سپرد کرے اور یہ خبر دے کہ
آئندہ ہونے والی بات نہیں جانتا ہوں مگر اسیقدر جو اللہ تعالے نے مجھے بتلا دی چنانچہ مصرح کردیا بقولہ۔ وَلَوْ
كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ اور اگر مین غیب جانتا ہوتا یعنے جو مجھسے پوشیدہ ہے وہ جانتا
تو ہے بہت کچھ حاصل کرتا اور مجھے برائی نہ پہونچتی یعنے محتاجی فقر کی یا اُسی کے مانند کوئی برائی مجھے نہ پہونچتی کیونکہ جو
مین اس سے بچاؤ کرلیتا۔ وفی الکمالین پس ہر لڑائی مین مجھے غلبہ ہوتا اور دشمن مغلوب ہوتے اور یہ نہوتا کہ کبھی مین نے
کبھی کافرون کو غلبہ ہوا اور یہ نہوتا کہ خرید وفروخت مین کبھی نفع ہوا اور کبھی خسارہ ہے اور یہ نہوتا کہ کبھی میری اپنے
رائے ٹھیک پڑی اور کبھی اس مین چوک ہوئی انتہت ترجمتہ قولہ کما وصل الی۔ اور مترجم کہتا ہے کہ اس عبارت مین
توضیح کے واسطے لایا فی الجملہ نکارت ہے اور کسی قدر ادب مین جیسا چاہیئے ٹھیک نہین علاوہ برین جہاد مین غالب و مغلوب
ہونا بے موقع ہے اسلیے کہ آیت کریمہ مکیہ ہے اور اسوقت تک جہاد کا حکم ہی نہ تھا تو غالب و مغلوب کیسا پس شاید توضیح
فی نفسہ کے ہے اور اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کی بات مین چوک نہونا تو قطعی ہے جواب یہ کہ ہان بیشک یہی اُن سب
باتون مین ہے جو امور دین سے بوحی جلی یا خفی ہین اور اسپر تمام اُمت کا اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام امور دین مین معصوم ہین
کسی بات مین وہم کا یا چوک جانے کا دخل نہین اور جس شخص نے اسمین خلاف کیا اسکا کچھ اعتبار نہین لیکن صاحب کمالین
کی دنیوی بات نہین بلکہ ایسی باتین جو آپ نے اپنی طرف سے فرمائین۔ اگر کہا جاوے کہ انمین بھی ٹھیک ہی ہونا لائق ہے تو
کبھی کہا جاتا لیکن اللہ تعالے کے اس مین اسرار و حکمتین تھین کہ علاوہ امور دین کے جو متعلق برسالت ونبوت ہین اور
مین کبھی کسی خاص حکمت الٰہی کے بھید سے آپ سے چوکنا ثابت ہے چنانچہ صحیح وغیرہ مین نماز مین سہو ہو جانا مذکور ہے اور آپ نے
فرمایا ہے کہ مین تو ایک آدمی ہون جیسے تم لوگ بھول جاتے ہو مین بھی بھولتا ہون۔ اور نیز ثابت ہوا کہ اہل مدینہ درختان خرما
مادہ لگاتے جس سے خوب پھل آتے پس جب حضرت سرور عالم صلعم تشریف لائے تو انھون نے آپ سے اس معاملہ مین استفسار
اس فعل کے ترک کرنے پر اشارہ کیا پھر اس سال ایسا نہ کرنے سے پھل بہت کم آئے تو آپ نے فرمایا کہ امور وحی و شرع مین میری
اور اپنے دنیاوی کامون مین یعنے جنمین شرعی اباحت ہے تم جانو۔ یہ کلام توضیح مین آگیا اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون
کہ غیب مصدر غاب یغیب ہے اور مراد یہان ما غاب ہے یعنے وہ چیز جو آنحضرت صلعم سے غائب تھی خواہ اورون سے
نہو۔ اور اس سے واضح ہوا کہ آسمان کا اور دوزخ و بہشت کا حتی کہ عرش و لوح محفوظ سے اوپر کا علم بھی آنحضرت صلعم کی
نسبت نہ تھا کیونکہ آپ نے اسکو دیکھ لیا تھا اور نیز آئندہ قیامت تک کے واقعات جو آپ نے اللہ تعالے کے وحی فرمانے سے
لوگون کو اُنسے آگاہ فرمایا وہ کوئی علم غیب آپ کی بہ نسبت نہ تھے ہان اورون کی بہ نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے انکو اُنکے
غیبی لہذا وہ اخبار سب معجزات ہین مثلاً فرمایا کہ قرب قیامت کے یعنے آخر زمانہ مین نصرانی پھلے پھولے بہت کثرت سے
امت آپس مین پھوٹ کر تہتر فرقے ہو جاویگی یا میری اُمت والے وہ بری باتین کرینگے جو اگلی اُمتون والون نے کیے
قدم چلینگے اور مانند اسکے بہت کثرت سے غیب کی خبرین ہین جو احادیث مین وارد ہین اور بحمد اللہ تعالے وہ سب
پائی جاتی ہین تو ان سب چیزونکا غیب ہونا آنحضرت صلعم کی نسبت نہ تھا کیونکہ آپ کو وحی اظہار الٰہی سے یہ سب

Marfat.com

معلوم تھین بلکہ ہم لوگون کی بہ نسبت غیب ہین۔ اس بیان سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جن لوگون نے یہان
کی خبرین فرمائی ہین اور آیت کریمہ سے غیب جاننے کی نفی نکلتی ہے یون تاویل کی کہ آیت مین انکسار و تواضع
مراد ہے ان لوگون نے خطا کی اسواسطے کہ تواضع کے طور پر جھوٹ بولنا روا نہین ہے اور ایسی تاویل تو بخت غلطی ہے
کہ مجھے اسکی خرابیان ظاہر کرنے کی حاجت نہین اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جو حکم دیا وہ واقعی ہے اور آنحضرت صلعم نے تحقیق
جسطرح آپ پر وحی ہوئی اور غلطی والون کو جو تردد ہوا تھا اُسکی تحقیق بتوفیق آلہی عزوجل اوپر گذری۔ اور حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی
واسطے علم غیب ثابت ہے کما قال تعالے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون۔ یعنے غیب کو کوئی
نہین جانتا ہے فقط اللہ تعالے ہی عالم الغیب ہے اور آسمانون و زمین والے یہ نہین جانتے کہ کب انکا بعث ہوگا یعنے کب قیامت آئیگی
پس اس مقام پر اسلوب بالعکس ہے کہ پہلے سوال قیامت مین قطعی حکم دیدیا کہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا اور آنحضرت صلعم کی
نسبت جو گمان کرتے تھے کہ انکو معلوم ہے اسکو مکرر رد کر دیا کہ علم قیامت کو اللہ تعالے نے اپنے ہی علم مین رکھا وہ کسی کو نہین معلوم ہوا کیونکہ
بحکم قولہ لا یطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیۃ کے رسولون کو بعض غیب پر اطلاع دیجاتی ہے لیکن قیامت کا علم اس بعض
مین سے نہین ہے اور رسول کی طرف یہ اعتقاد کہ وہ اپنی قدرت سے غیب جاننے والا ہوتا ہے یہ کفر کا اعتقاد ہے اور کافرون کو کیا
کہا جاوے کہ وے بدبخت تو کاہنون وغیرہ کو غیب دان سمجھتے تھے پس آنحضرت صلعم کو دوسری بار یہ کہنے کا حکم دیا کہ مین اپنے نفع و
ضر کا مالک نہین ہون یعنے غیب کا اختیار فقط اللہ تعالے ہی کو ہے وہ جسکو چاہے آگاہ فرماوے اور کسی بندہ کے اختیار مین نہین
ہے چنانچہ وقت قیامت کا علم جب نہ دیا تو سوائے اللہ تعالے کے کسی کو معلوم نہوا کیونکہ خود غیب جان لینا کسی مخلوق کے اختیار
مین نہین اور یہان ایک لطافت ہے کہ آنحضرت صلعم تمام مخلوق آلہی سے اور تمام رسولون سے اللہ تعالے کے یہان مقرب و برگزیدہ
ہین جب آپ کو معلوم نہین تو کسی کو معلوم نہین اور جب آپ کو غیب جان لینے کا اختیار نہین تو دوسرے کی کیا ہستی ہے پھر اس کو
مدلل بیان کر دیا کہ ولو کنت اعلم الغیب الخ۔ یعنے اگر مین خود غیب جاننے پر قادر ہوتا بدون مشیت آلہی کے تو خیر کا استکثار کر لیتا اور برائی
مجھے نہ پہونچتی۔ اس دلیل سے ان کج فہم لوگون کو آسانی سے سمجھا دیا تاکہ اپنے زعم فاسد و ناقص سے باز آوین اور عظمت و جلال آلہی پر
نظر کرین اور غیر کی طرف نفع و نقصان کی نظر رکھنا جو بظاہر اُنکی گمراہی کا منشاء پڑا ہے وہ دور ہو۔ مدارک مین تفسیر قولہ قل لا املک لنفسی نفعا
ولا ضرا الخ مین لکھا۔ یعنے مین ایک ضعیف بندہ مملوک ہون مین اپنی ذات کے واسطے مالک نہین کہ کوئی نفع کھینچ لون اور نہ کوئی ضرر
ہٹا دون جیسے مملوک ہوا کرتے ہین الا وہی کہ جو میرا مالک چاہے کہ مجھے نفع دیدے یا مجھسے ضرر دور کر دے۔ اور حرف الا بمعنے لکن ہے
استثنا منقطع ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی ابن عطیہ کا قول ہے اور صاحب مدارک نے اس تفسیر مین یہ بھی اشارہ کیا کہ بندے کے افعال
اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے حاصل ہوتے ہین جیسا کہ اہلسنت کا سچا مذہب ہے اور تقدیر برحق ہے۔ واضح ہو کہ معالم وغیرہ مین ایک سبب
نزول کی طرف اشارہ کیا۔ کہ مکہ والون نے حضرت صلعم سے کہا کہ بھاؤ گران ہونے سے پہلے آپ ہم کو کیون نہین بتلا دیتے کہ ہم ارزانی مین
خرید لین پھر گرانی کے وقت بیچکر نفع کماوین اور جس برس مین قحط و خشک سالی ہونے والی ہے اسکو آپ کیون نہین بتلا دیتے کہ ہم
ایسی زمین مین کوچ کر جاوین جہان خوب پیداوار ہونے والی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی یعنے قولہ قل لا املک لنفسی الآیۃ مترجم
کہتا ہے کہ اسمین تامل ہے کہ یہ امر سبب نزول واقع ہوا ہو کیونکہ آیت کو اپنے ماقبل سے ارتباط ظاہر ہے اور آیت دیگر یعنے ...

...الا قیامکی واسطے علما رحمہم اللہ جیساکہ اشارہ گذرا بنا بر ین کہ بعض آیت بعض کی تفسیر کرتی ہے اور جو سبب نزول ذکر کیا اسکی
...روایت مجھے نہین ملی مگر اسپر دلالت کرتا ہے جو شیخ ابن جریرؒ نے تفسیر قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت آلخ مین لکھا کہ ابن عباسؓ
...روایت مین لفظ خیر کے معنے بیان کرنے کی تفسیر یون آئی ہے کہ اگر مین کوئی چیز خریدنے کے وقت جان لیتا کہ اسمین کیا نفع اٹھاونگا
...فروخت کرتا اسمین مجھے نفع ہی ہوا کرتا اور فقر و محتاجی مجھے نہ پہونچتی۔ اور لکھا کہ دیگر علما نے اسکی تفسیر مین کہا کہ اگر مین علم غیب
...قولہ خصال کی پیداوار سے خشک سالی کے واسطے رکھ لیتا اور سستے وقت مین مہنگے کے لیے خرید لیتا اور عبدالرحمن بن زید
...قولہ وما مسنی السوء مین کہا کہ برائی ہونے سے پہلے مین اس سے اجتناب اور بچاؤ کر لیتا۔ یہ روایات البتہ شاہد ہین لیکن یہ تحقیق
...سبب نزول مذکور کی بنا پر یہ تفاسیر ہین بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خبر کی یہ مثالی تفسیرین ہین جنسے سمجھانا اس امر کا مقصود ہے کہ خیر سے یہان
...نفع مراد ہے نہ آخرت کی بھلائی جیساکہ دوسری روایت جو ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اسپر شاہد ہے اور وہ یہ کہ
...من الخیر کی تفسیر مین کہا۔ اے من المال۔ یعنے مال بہت حاصل کر لیتا اور مجھے نقصان نہ پہونچتا۔ مجاہدؒ سے منصور و
...نے نہ کوئی آخرت کی روایت کی چنانچہ کہا کہ معنے یہ ہین کہ اگر مین جانتا کہ کب مرونگا تو نیک عمل کر لیتا اور یہی ابن جریجؒ کا قول
...کیا لیکن اس تفسیر مین تامل ہے اسلیے کہ ایک عمل کیا بلکہ بہت اعمال صالحہ آنحضرت صلعم کے بالیقین معلوم ہین اور اگر یہ کہا جاوے
...معلوم ہونے کے مزید اعمال مین کوشش کرنا مقصود ہے تو جواب یہ کہ پسندیدہ اعمال عند اللہ تعالے وہ ہین جو مداومت کے ساتھ ہون
...صلعم کے جملہ اعمال ایسے ہی تھے اور ہر حال مین آپ حضرت حق عزوجل کی طرف انابت کے ساتھ رجوع تھے پس اس تفسیر کی تو راہ
...ہان یہ مراد ہو کہ دوسرون کو ہدایت و ارشاد کرنا تو خیر کچھ وجہ بھی ہے لیکن تکلف بعید ہے پس حق یہی ہے کہ یہ تفسیر محل تامل ہے جیسا
...ابن کثیرؒ نے کہا پس سبب نزول مذکور شاید ان مثالون سے ماخوذ کر کے بنایا گیا ہے واللہ اعلم۔ پھر یہان سبب نزول مین ایک
...ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلعم جب غزوہ بنی المصطلق سے لوٹے تو راہ مین آندھی آئی اور سواری کے جانور بھڑک کر بھاگ گئے اور
...نے اس روز بطور معجزہ کے یہ خبر فرمائی تھی کہ مدینہ مین آج رفاعہ مر گیا اور اس سے منافقون کو جلن ہوئی جو آپ کے لشکر کے ساتھ
...آپ نے فرمایا کہ میرا ناقہ تلاش کرو کہ کہان گیا ہے تو عبداللہ بن ابیّ منافق آپس مین کہنے لگا کہ تم دیکھتے ہو عجیب بات ہے کہ یہ شخص
...ایک مرد کے مرنے کی خبر دیتا ہے اور اسکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ اسکا ناقہ کہان ہے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے کی وحی
...فرمایا کہ چند منافقون نے میرے حق مین ایسی ایسی باتین کی ہین اور حکم دیا کہ میرا ناقہ اس وقت پہاڑ کے درہ مین ہے اسکی مہار
...الجھ گئی ہے جا کر لے آؤ پس لوگ اسکو اسیطرح پا کر لائے اور اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی قل لا املک لنفسی الآیۃ۔
...شاید ائمہ علما تابعین مین سے کسی نے یہ واقعہ بھی بطور مثال کے اس آیت کریمہ کے واسطے باین معنے بیان کیا ہوگا کہ
...جناب باری تعالے عزوجل ہے کسی اور کے اختیار مین نہین چنانچہ حضرت صلعم کے ساتھ خود ایسا ایسا واقعہ ہوا اور بعد
...آپ نے آگاہ فرمایا جیسے قصہ افک حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ مین آپ خاموش تھے یہانتک کہ اللہ تعالے نے
...حضرت صدیقہ کا اس سے پاک دامن ہونا قرآن مین بوحی جلی نازل فرمایا اور دیگر وقائع کثیرہ ہین اور کچھ
...نہین بلکہ یعقوبؑ کو یوسفؑ کا پتہ نہ لگا یہانتک کہ آخر مین باعلام الٰہی تعالے معلوم ہوا لیکن حضرت صلعم کا
...انبیا علیہم السلام بلکہ تمام عالم سے آپ افضل ہین۔ بالجملہ یہ واقعہ بطور مثال کے کسی بزرگ نے بوقت تعلیم و تفسیر

اس آیت کے بیان کیا ہوگا اسکو متاخرین اہل علم نے چوک کر سبب نزول کر دیا۔ پھر بعض نے جو کہا کہ [illegible]
یہ آیت کریمہ مکیہ ہے اور غزوہ بنی المصطلق بعد ہجرت مدینہ کے ایک زمانہ پیچھے واقع ہوا پس وہ سبب نزول کیونکر
متقدم ہوتا ہے نہ متاخر اور رہا یہ کہ شاید یہ آیت بھی مدینہ ہو تو یہ وہم ہے بدون نقل صحیح کے درست نہین اور [illegible]
نہین ہے۔ فافہم واللہ اعلم۔ پس صحیح یہ ہے کہ یہ سب اقوال امثلہ ہین اور تفسیر وہی ہے جو اول مذکور ہوئی یعنے جناب [illegible]
کے واسطے عالم الغیب ہونا اور اسی کا قیامت کے وقت سے آگاہ ہونا اسکا رسول پاک ظاہر فرماوے اور اپنا بندہ ہونا [illegible]
غیب کے دعوی سے بری ہونا مصرح بیان کرے یعنے جو اللہ تعالے مجھے بتلاتا ہے اسی کو مین جانتا ہون پس مین غیب جاننے والا [illegible]
ہون۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ اے ما انا الا نذیر للکافرین بالنار وبشیر بالجنۃ لقوم یؤمنون [illegible]
ہون مگر ڈر سنانے والا کافرون کو دوزخ کے ساتھ یعنے اگر اللہ تعالے پر ایمان نہ لائے اور محمد رسول اللہ کو نہ مانا اور کفر [illegible]
دوزخ مین طرح طرح کے عذاب سے جلینگے اور خوشخبری سُنانے والا جنت کی قوم مومنین کو۔ یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالے پر ایمان لائے اور
اسکے رسول صلعم کی تصدیق واطاعت کی وہ جنت مین داخل ہونگے۔ حدیث مین ہے کہ جسنے دل سے سچ مانکر لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت
مین داخل ہوگا۔ اسمین لطیفہ ہے کہ محمد رسول اللہ اس کلمہ توحید کو ضرور لازم ہے یعنے لا الٰہ الا اللہ کہنے والا جبھی ہوگا کہ جب [illegible]
رسول اللہ پر ایمان لایا ہو۔ اور معنے یہ کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ تعالے۔ پھر اللہ تعالے کی معرفت کہ اسکی عظمت وجلال وپاکی و صفات
کو محمد صلعم سے معلوم کرے لہذا ایمان والے نے اگر لا الٰہ الا اللہ کہا تو اُسنے یہ نجانا کہ مین جو اللہ تعالے پر ایمان لایا تو اسکی کیسی شان ہے اور
مین اسکی جناب مین کیا اعتقاد رکھون پس وہ جناب محمد رسول اللہ صلعم سے سب صفات سیکھے یعنے جو شان الٰہی کہ کلام مجید واحادیث
مین ہین انھین پر اعتقاد رکھے مثلاً اللہ تعالے اکیلا ہے اُسکا کسی بات مین کسی فعل مین کسی صفت مین کسیطرح کوئی شریک نہین اور وہ کریم
رحیم ہے جو چاہے کرے اور جو وہ نچاہے کبھی نہین ہو سکتا وہ خالق رازق علیم حکیم سمیع بصیر ہے اسیطرح جملہ صفات کو معلوم کرے اور اپنی عقل
سے باتین نہ بناوے ورنہ شرک وگمراہی مین پڑ جائیگا نعوذ باللہ تعالے منہ۔ اور آگے کی آیت مین فی الجملہ بیان آتا ہے۔ پہلے اس سے آیت کریمہ
مذکورہ بالا کے حقایق کو سنو۔ ف فی العرائس قولہ تعالے قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ۔ اس کلام مین اللہ تعالے وحدہ
لا شریک کی درگاہ کا ہر طرح کی شرک سے پاک برتر ہونا ظاہر فرمایا اور صاف کہدیا کہ وہان کسی بندہ کی کچھ طاقت وقدرت نہین
اور نہ اسکی کمائی وکرنے کی کوئی تاثیر ہے بلکہ افعال سب او تعالے کی قدرت ومشیت پر ہین۔ حاصل آنکہ اس سے یہ معنے ثابت ہین کہ
مجھے اپنی ذات سے یہ اختیار حاصل نہین کہ اسکا قرب حاصل کرون یا اس سے دور پڑون بلکہ دوری ونزدیکی سب اسی کی طرف
سے ہے اور اگر مجھے غیبی تقدیر معلوم ہوتی تو بر وصف ربوبیت مجھکو قدرت حاصل ہوتی کہ اپنی ذات کے لیے نفع لیتا اور ضرر [illegible]
قولہ تعالے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الخ۔ شیخ ابو عثمان نے کہا کہ زمانہ موجود مین مخلوق کو یہ اختیار نہین کہ
آپ کو کوئی نفع پہونچاوے یا کوئی ضرر اپنے اوپر سے دور کرے پھر بھلا اسکے ایمان پر یا اسکی طاعت پر کیا بھروسا ہو سکتا ہے [illegible]
سید المرسلین افضل الخلایق اجمعین کو حکم ہوا کہ قل لا املک لنفسی الآیۃ۔ بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ لو کنت اعلم الغیب الخ [illegible]
غیب کا مالک ہوتا یا اسپر قدرت رکھتا ہوتا تو مجھے کوئی بُرائی کبھی نہ چھو جاتی ولیکن حالت اصلی یہ ہے کہ غیب [illegible]
ہر بدی وغیرہ کی ملامت ہمپر لازم ہوئی ہے ثم قال تعالے

...مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا

...ایک جان سے اور اُسی سے بنایا اُسکا جوڑا کہ اُس پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا حمل رہا ہلکا سا حمل

...فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ

...پھر جب بوجھل ہوئی دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو اگر تو ہمکو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا شکر کرین پھر جب

...اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

...دیا اُنکو چنگا بھلا ٹھہرانے لگے اُسکے شریک اُسکی بخشی چیزمین سو اللہ اوپر ہے اُنکے شریک بنانے سے

...مشکلات قرآن مجید کے ہے اور اسکی تفسیر مین تامل سے نگاہ درکار ہے اور چونکہ کلام باری تعالے اپنے معانی مین صحیح و درست ... تو اشکال کا مرجع فقط یہ ہوتا ہے کہ آیا بندہ کی نظر اسکی ٹھیک تاویل پر پہونچی یا نہین اگرچہ مقصود اصلی اسکا واضح ہو اسمین ... لی نہین ہے پھر جن تاویلات پر نظر پہونچتی ہے آیا اُنمین سے کون معنے مراد ہین یہ مشکل ہے لہذا پہلے تو مفسر سیوطیؒ کے مختار پر ... ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالے هُوَ الَّذِيْ ہو اللہ الذی۔ اللہ تعالے وہی ہے جسنے خَلَقَكُمْ تمکو پیدا کیا مِّنْ نَّفْسٍ ... ایک جان سے۔ وہ آدم علیہ السلام ہے۔ اسمین سیاق ہے کہ خطاب اہل مکہ کو جو اُسوقت مشرک تھے اوّلاً اور تمام زمانہ کے ... قیامت تک ثانیاً ہے پس آیندہ جو تشنیع شرک کرنے پر وارد ہے خصوص آخر آیت کریمہ وہ انھین مخاطبین پر ہے لہذا درمیان کا ... انھین کے حق مین تاویل کیا گیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے تحقیق مین بیان ہوگا۔ بالجملہ اوتعالے نے اپنی کمال قدرت ظاہر فرماتے ہوئے ... کہا کہ اللہ تعالے نے تمکو یون پیدا کیا کہ پہلے ایک جان پیدا کی۔ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا کی اُسی سے اُسکی زوجہ علماء ... اُسی سے زوجہ پیدا کرنے مین ایک یہ حکمت ہے کہ جنسیت کے سبب سے میل خوب ہوتا ہے پس آدمؑ کی بائین پسلی سے پیدا کی تاکہ باہم ... ہو۔ رہا یہ کہ کیون پیدا کی تو خود فرمایا۔ لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا تاکہ اس سے مانوس ہو جیسے ایک چیز اپنی جنس کی طرف مائل و مطمئن ... اگر کہا جاوے کہ منہا مین ضمیر مونث بجانب لفظ نفس جو مونث معنوی ہے راجع ہے اور یہان لیسکن بصیغہ مذکر غائب ہے ... کہا کہ یہان معنے نفس کی طرف رجوع ہے اور وہ مذکر ہے تاکہ آیندہ غشیان کے قصہ سے مناسب ہو چنانچہ فرمایا۔ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا ... ڈھانپ لیا اُس سکون حاصل کرنے والے نے اپنی زوجہ کو۔ یعنے جماع کیا پس غشیان اس سے کنایہ ہے اور یہ بہت عمدہ کنایہ ہے ... دلیل ہے کہ اصل وضع عورت پاس جانے کی اوپر سے ڈھانپ لینے کی شکل پر ہے۔ حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا حاملہ ہوگئی زوجہ ... اُسکی حمل خفیف۔ حَمل بالفتح پیٹ یا درخت کا پھل اور بالکسر لادی یعنے آدمی جو اپنی پیٹھ یا سر پہ لادتا ہے لیکن ہر دونون مین فتح ... کیا گیا اور یہان مراد اگر مصدر ہے تو مفعول مطلق ہے اور اگر محمول مراد ہے تو حمل خفیف یعنے نطفہ ہے قالہ السدیؒ اور ... لیا ہے۔ فَمَرَّتْ بِهٖ اے ذہبت و جاءت لخفتہ۔ یعنے آتی جاتی رہی کیونکہ بوجھ ہلکا تھا۔ قال البیضاویؒ بعض ... تخفیف لام ہے اور بعض مین فاستمرت از استمرار ہے اور بعض مین فمارت از مور بمعنے آمد و رفت ہے یا از مریہ بمعنے گمان ہی ... شک کیا یہی ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ اور مرت بتخفیف الراء بمعنے جزعت یعنے گھبرائی۔ اور ایک روایت مین ابن عباسؓ ... سے ہے کہ فمرت بہ۔ اے فاستمرت بہ۔ یعنے اسکو خفیف رکھا اور برابر آمد و رفت کام کاج کرنے مین اُسکو اُٹھائے ہوئے ایسا ... جیسے ہلکا آدمی کام کرتا ہے فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ پھر جب بھاری ہوگئی بسبب اسکے کہ پیٹ کا بچہ بڑھ گیا مفسرؒ نے لکھا کہ

Marfat.com

اسوقت دونون کو خوف پیدا ہوا کہ کہین چوپایہ جانور نہ پیدا ہو تو دَعَوَا اللّٰہَ رَبَّہُمَا دونون نے اللہ تعالیٰ [illegible]
لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا اگر تو ہم کو فرزند صالح یعنے شکل صورت سے درست عطا فرماویگا تو لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ [illegible]
تیرے شکر گزارون مین سے ہونگے صالح سے مراد بدن و صورت مین درست بچہ ہے جیسا کہ حسنؒ وغیرہ سے تفسیر آئی [illegible]
دعا کرنا ابو صالح و مجاہد وغیرہ سے مروی ہے۔ بالجملہ صالح فرزند پر شکر گزاری کی نذر کی باوجودیکہ انپر یہ خود واجب تھا [illegible]
کہ فرزند کی خواہش کرنا اس شرط سے کہ صالح ہووے اور اُسپر اللہ تعالیٰ کی نذر ماننا روا ہے۔ فَلَمَّآ اٰتٰہُمَا صَالِحًا پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان دونو [illegible]
دیا جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ فِیْمَآ اٰتٰہُمَا تو دونون نے بنائے اللہ تعالیٰ کے شرکا اُس چیز مین جو عطا فرمائی دونونکو شرکا جمع شریک اور ایک قراۃ مین شرکا بجر [illegible]
شین معجمہ و تنوین آیا پس مصدر بمعنے اسم فاعل ہے اور اخفشؒ نے اس قراۃ پر انکار کیا اور رد کیا گیا کہ یہ قراۃ اہل مدینہ ہے اور تاویل [illegible]
کرنے کی وجہ مفسرؒ نے یہ ذکر فرمائی کہ فرزند مذکور کا نام عبد الحارث رکھا حالانکہ اللہ کے سوائے کسی اور کا بندہ نہین ہے [illegible]
نام پر رکھا جاوے۔ اور سمرہؓ نے نبی صلعم سے روایت کی کہ جب حوا رضؓ کے فرزند پیدا ہوا تو ابلیس آیا اور حوا رض کا فرزند زندہ نہین [illegible]
پس ابلیس نے کہا کہ تو عبد الحارث اسکا نام رکھ تو زندہ رہیگا پس حوا رض نے یہی نام رکھا پھر یہ لڑکا زندہ رہا پس یہ شیطانی وسوسہ تھا اور [illegible]
شیطان نے یہ نام رکھنے کا حکم کیا تھا۔ رواہ الحاکم وقال حدیث صحیح ورواہ الترمذی وقال حسن غریب مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کو
امام احمد و ابو یعلی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بھی روایت کیا ہے اور واضح ہو کہ ملائکہ کے درمیان [illegible]
شیطان کا نام حارث کہلاتا تھا۔ اور یہ حدیث تو آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہے اسی کے معنے مین آثار بھی آئے ہین چنانچہ محمد
بن اسحاق نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حوا رضؓ کی اولاد ہوتی تو آدمؑ اُنکا نام عبد اللہ و عبید اللہ و اُسکے مانند رکھا
کرتے پھر انکو موت آجاتی وہ مرجاتے تھے پھر دونون کے پاس ابلیس آیا اور کہا کہ ایسے نام کے سوائے تم نام رکھو تو جیتا رہیگا پس
عبد الحارث نام رکھا اور وہ زندہ رہا پس اسی مین اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے قولہ ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ الی آخر الآیۃ۔ و
قد روی العوفی وسعید بن جبیر عنہ نحوہ اور سعید بن جبیر کی روایت مین مصرح ہے کہ شیطان نے دونون سے کہدیا کہ مین وہی ہون
جنے تمکو جنت سے نکالا تا کہ تم میری پیروی کرو اور انکو ڈرایا کہ اگر ایسا نہ کروگے تو مین سینگون والا بچہ بناؤنگا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور
ایسا ہوگا و ایسا ہوگا خوفناک باتین کرتا رہا اور دو مرتبہ نہ مانا اور مردہ بچہ ہوا اور تیسری مرتبہ بچہ کی محبت غالب ہوئی اور عبد الحارث
نام رکھا پس یہی فرمایا کہ جعلا لہ شرکاء فیما الآیۃ۔ کما رواہ ابن ابی حاتم۔ اور اس اثر کو ابن عباسؓ سے اُنکے شاگردون مین سے ایک جماعت
نے لیا ہے چنانچہ طبقہ اول مین سے مجاہد و سعید و عکرمہ وغیرہ ہین اور طبقہ دوم مین سے قتادہ و سدی وغیرہ ہین اور بہت سے سلف و
خلف سے مروی ہے اور متاخرین مفسرین مین سے ایک بھاری جماعت نے بیان کیا جنکا شمار دشوار ہے۔ یہ حال تو اس قصہ [illegible]
روایت کے ذکر مین مرفوع و موقوف ہے اور اسی پر اعتماد کرکے مفسرؒ نے تفسیر کی ولیکن اسپر ایک اشکال سخت وارد ہوتا ہے [illegible]
نے نبی ہوکر شرک کیا۔ اور مفسرؒ نے اسکا یہ جواب دیا کہ یہ نام رکھنے مین شرک ہے اور عبادت مین شرک نہین ہے اور [illegible]
مقصود فقط یہ تھا کہ بچہ کا عبد الحارث نام رکھنا سبب نجات ہے پس عتاب ہوا کہ اپنے سبب پر نظر کی اور مسبب پر نظر [illegible]
جواب رد کر دیا گیا کہ شرک کرنا تو آیت کریمہ مین مصرح ہے اور بالاجماع انبیاء کی شان سے نہین کہ شرک کرین [illegible]
مین شرک کیا اور وہ آسان ہے تاہم حرام سے خالی نہین اور انبیاء تو اہلسنت کے نزدیک معصوم ہین [illegible]

[illegible] مقصود نہین جانتے ہین کہہ سکتے ہین اور نیز مسبب پر سے نظر اٹھانا اور سبب کو ملحوظ رکھنا کب انبیار کی [illegible] مین بہ یہ اعتقاد لازم آیا کہ عبد الحارث نام رکھنے سے بچہ جیتا رہیگا اور اس کی مان سلامت رہیگی اور یہ ضرور [illegible] کوئی انکار نہین کرتا کہ شرک جیسے افعال مین ویسے اعتقاد مین کیونکہ وہ عمل قلب بلکہ اشد ہے اور آخر کم سے کم تو یہ ہے کہ یہ [illegible] اسیواسطے علامہ بیضاویؒ نے فرمایا کہ ایسی باتین انبیار علیہم السلام کی شان کے لائق نہین ہین اور ملا علی قاریؒ نے شرح [illegible] کہ عبد الحارث وعبد النبی وغیرہ جو نام لوگون مین پھیل رہے ہین وہ جائز نہین ہین اور شیخ ابن حجر المکی نے تحفہ مین کہا کہ [illegible] وعبد الکعبہ وعبد الدار وعبد علی اور عبد الحسین وغیرہ کے مانند نام حرام ہین۔ اور یہین سے رد ہوگیا جو بعض نے وہم کیا کہ [illegible] معانی کا لحاظ نہین ہوتا ہے سوائے علمیت کے۔ کیونکہ یہ انحصار غلط ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ مقصود اس سے وہ ہوتا ہے جسکا علم اصلی معانی کا لحاظ تو بالتبع باقی ہوتا ہے اور علمار معانی نے اسکی تصریح کر دی ہے کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے افلح وبرکت وغلامون کے نام رکھنے سے حدیث بخاری وغیرہ مین منع فرمایا اور حضرت صدیقؓ کا نام زمانہ جاہلیت مین عبد الکعبہ تھا اس کو بدلکر عبد اللہ صدیقؓ نام رکھا اور ابوہریرہ کا عبد الشمس نام تھا اسکو عبد الرحمن کیا۔ اور برّہ سے بدلکر زینب ام المومنینؓ کا نام کیا اور بہت سے [illegible] معانی کے لحاظ سے بدلے ہین جو احادیث مین مصرح ہین۔ یہان سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ ہندوستان مین جو فقانی وبدھو ورمضانی وشبراتی [illegible] امامی ومنگلی وغیرہ نام رکھے جاتے ہین سب نہین جائز ہین۔ بالجملہ اعتراض مذکور کا یہ جواب تو کچھ نہین ہے اور کبھی یون جواب دیا جاتا ہے کہ یہ نام رکھنے مین شرک کرنا حضرت آدمؑ سے نہین واقع ہوا بلکہ فقط حضرت حوا نے ایسا کیا تھا چنانچہ حدیث مرفوع سمرہؓ سے [illegible] ہوا اور قولہ جعلا لہ شرکار۔ مین تثنیہ ہونا کہ دونون نے شرک کیا ہے کچھ منافی نہین اسواسطے کہ بیان مین تثنیہ ہے مگر مقصود اکیلی [illegible] ہین بدلیل روایت مذکورہ اور عرب کی زبان مین شائع ہے کہ ایک کے فعل کو دو کی طرف نسبت کر دیتے ہین چنانچہ کلام مجید مین قولہ [illegible] آدم من ربہ کلمات الآیۃ کے بعد دوسرے مقام پر فرمایا۔ قالا ربنا ظلمنا الآیۃ۔ اور ایسے ہی قولہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ۔ حالانکہ [illegible] مراد ہے اور جیسے قولہ ونسیا حوتہما۔ حالانکہ فقط یوشعؑ بھولے تھے نہ موسیٰ علیہ السلام مگر ساتھ ہونے کی وجہ سے دونون کو ذکر فرمایا جیسے قولہ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان۔ حالانکہ فقط کھاری سمندر سے نکلتے ہین نہ شیرین سے۔ اور اسکے مانند بہت ہین پس مراد آیت مین جعلا لہ شرکار۔ سے یہ کہ جعل واحد منہما۔ اور وہ حوا ہے نہ آدمؑ۔ یہ جواب بھی سست کر دیا گیا کہ فعل واحد کو دو کی طرف نسبت کرنا [illegible] سے مامون ہونے کی صورت مین جائز ہے مطلقاً جائز نہین ہے چنانچہ اگر دو آدمیون نے زید کو مار ڈالا تو دونون کا فعل اور [illegible] ہو تو ایک ہی کا بیان کیا جاوے ورنہ دوسرا بے خطا قصاص مین سولی دیا جائیگا۔ اور آدمؑ نے اگر یہ نام بدل دیا ہوتا تو تثنیہ [illegible] اسیواسطے کسی مفسر نے اسطرف توجہ نہ کی علاوہ برین ماخوذ فی الخطاب اصل ہے نہ تبع حالانکہ اوپر سے دونون کا تذکرہ کرنا اور [illegible] ہے اور نیز آثار ابن عباسؓ وغیرہ مین تصریح موجود ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ مخلص اس اشکال سے نہین ہوا۔ علاوہ برین یہ [illegible] جعلا لہ شرکار۔ شرکار جمع شریک ہے اور روایات مذکورہ مین فقط ایک عبد الحارث سے اشراک ہے اگر کہا جاوے کہ دوسری [illegible] واحد آیا ہے جمع سے واحد مراد ہوگا تو جواب یہ ہے کہ نہین یہ خلاف اصول تاویل ہے بلکہ مصدر جو جنس محتمل ہے وہ [illegible] کی طرف جو جمع ہے راجع کیا جاوے تاکہ ہر دو اپنے اصل سے متفق ہون۔ اور اس اشکال کا بھی کوئی جواب نہین ہے [illegible] ابو السعود وغیرہ ایک جماعت مفسرین نے اس قصۂ مذکورہ سے انکار کیا۔ اور بعض الناس نے

Marfat.com

جو اسکو محض رائے سے انکار تصور کیا اُسنے غلطی کی۔ پھر جبکہ یہان تحقیق درکار ہے تو سننا چاہیے کہ حدیث سمرہ رضی اللہ [illegible]
نے روایت کیا وہ تین وجہ سے معلول ہے۔ اول آنکہ اسمین عمر بن ابراہیم راوی کی نسبت ابو حاتم الرازی نے کہا کہ قابل حجت [illegible]
[illegible] ۔ یہ حدیث بدون رفع کے قول سمرہؓ روایت کی گئی ہے۔ سوم آنکہ حسن بصریؒ جنھون نے سمرہؓ سے یہ حدیث روایت کی [illegible]
کی تفسیر دوسرے طور سے بیان کی ہے پس اگر سمرہؓ سے حسنؒ کے پاس یہ روایت مرفوع ہوتی یعنے آنحضرت صلعم کا قول ہوتا تو اس [illegible]
نہ کرتے حالانکہ ابن جریرؒ نے بسند صحیح حسن بصریؒ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ بعضے ملت والون کے حق مین یہ آیت ہے
حضرت آدمؑ کے حق مین نہین ہے اور معمرؒ کے طریق سے بسند صحیح حضرت حسنؒ سے روایت کی کہ اس سے آدم علیہ السلام کی ذریت مراد [illegible]
اور جنھون نے بعد حضرت آدمؑ کے شرک کیا ہے۔ اور قتادہؒ کے طریق سے بسند صحیح روایت کی کہ حسنؒ نے کہا کہ یہ یہود و نصاریٰ کے
حق مین ہے۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ پس اگر حسنؒ کے پاس یہ حدیث آنحضرت صلعم سے محفوظ ہوتی تو باوجود تقویٰ و ورع کے اس
عدول نہ کرتے پس صریح دلیل ہے کہ یہ روایت مرفوع نہین بلکہ صحابی کا قول ہے جسمین احتمال ہے کہ مانند کعب احبار و وہب
بن منبہ وغیرہ مومنین اہل کتاب سے لی گئی ہو پس مرفوع حدیث ہونے کے عہدہ سے مین برات کرتا ہون۔ انتہیٰ کلامہ اس سے ظاہر ہوا
کہ جنھون نے اس حدیث کو مرفوع قرار دیکر اس سے حجت پکڑی ہے یہ انکی خطا ہے اور یہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہے اب رہا بیان
آثار کا یعنے اقوال بعض صحابہ و تابعین کے تو انکا اضطراب ظاہر ہے کیونکہ اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو خفیف و ثقیل ہونے کا ذکر لغو ہوتا ہوا سطے
کہ حواؑ کے کئی اولاد اس سے پہلے ہو چکی تھین جیسا کہ ان آثار مین مذکور ہے اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ شاید واللہ اعلم دراصل یہ قصہ
اہل کتاب سے لیا ہوا ہے کیونکہ ابن عباسؓ نے اسکو ابی بن کعب سے لیا ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے روایت کیا کہ
ابن عباسؓ نے ابی بن کعب سے مصرح اس قصہ کو بیان کیا پس اہل کتاب سے ان آثار کا لیا جانا ظاہر ہے اور رسول اللہ صلعم سے
یہ حدیث صحیح ہوئی کہ آپ نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تم سے کوئی بات بیان کرین تو تم نہ انکی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو پھر اُن کی
خبرین تین قسم کی پائی گئین ایک وہ کہ ہمکو بالیقین معلوم ہو گیا کہ یہ خبر صحیح ہے کیونکہ کتاب الٰہی یا سنت رسول اللہ صلعم سے اس پر دلیل
موجود ہے۔ دوم وہ کہ اسکا دروغ ہونا ہمکو بالیقین معلوم ہو گیا کیونکہ قرآن یا حدیث مین اسکے برخلاف موجود ہے۔ اور سوم وہ
کہ جس سے قرآن و حدیث مین سکوت ہے حالانکہ ایسی خبر روایت کرنے کی اجازت حدیث مین پائی گئی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم
لوگ چاہو بنی اسرائیل سے روایت کرو کچھ حرج نہین ہے۔ پھر یہ اثر جو یہان مروی ہے اسکو جس صحابی یا تابعیؒ نے روایت کیا شاید
اُسنے اسکو قسم سوم مین شمار کیا ہے ولیکن ہم اسکو قسم سوم مین نہین رکھتے ہین بلکہ ہمارے نزدیک وہی قول صحیح ہے جو حسن بصریؒ [illegible]
کہ اس سیاق سے آدم و حواؑ نہین مراد ہین بلکہ انکی ذریات مین سے مشرکین مراد ہین اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ پس برتر ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے جسکو یہ لوگ شرک لاتے ہین۔ یا برتر ہے ان لوگون کے شرک سے۔ پس پہلے جو آدم
و حواؑ کا ذکر فرمایا وہ ان دونون کی ایسی مشرک اولاد کے وجود کے واسطے توطیہ تھا پس شخص کے ذکر سے جنس کی طرف [illegible] فرمایا
جیسے قولہ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح الآیۃ مین ہے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ جن ستارون سے آسمان کو زینت دی انھین سے [illegible]
رجم نہین کیا جاتا بلکہ وہ شہاب دیگر ہین پس ذکر مصابیح سے اسکی جنس کیطرف استطراد ہے اور اُسکے اور [illegible] قرآن مین [illegible]
ہین۔ یہ سب کلام شیخ ابن جریرؒ کا مختار ہے جو شیخ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ حاصل کلام یہ ہوا کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] آدم و حوا کے بارہ مین ہین وہ ان لوگون نے اہل کتاب کے اقوال بیان کردیے ہین بدون اسکے کہ ان اقوال سے
[illegible] کی تفسیر صحیح ہو چنانچہ حسن بصریؒ نے یہ قصہ روایت کیا مگر تفسیر آیت کی اور طرح سے فرمائی چنانچہ اوپر مذکور ہوئی اور ایسی ہی
[illegible] نے بھی اپنے طور پر تفسیر مین کہا کہ قولہ فلما تغشا ہا سے آدمؑ کے ذکر سے جدا کرکے اہل عرب کے بت پرستون کے حق مین ہے یعنے
[illegible] لوگ اپنی اولاد کے بارہ مین جو اللہ تعالے انکو عطا فرماتا تھا اپنے شرکار یعنے بتون سے شریک لاتے تھے اور ایسا ہی ابو مالکؒ
[illegible] مروی ہے اور ابن کیسانؒ نے کہا کہ یہ کافرون کا حال ہے جو اپنی اولاد کا نام عبد الحارث و عبد العزی و عبد الشمس و عبد الدار
[illegible] رکھتے تھے۔ حسن بصریؒ نے کہا کہ یہ بعضے اہل ملت کے حق مین ہے آدمؑ کے حق مین نہین ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے موافق ابن جریرؒ
[illegible] اسکو سب تفاسیر مین سے بہتر قرار دیا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ ان قریش کے حق مین ہے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین موجود تھے
[illegible] وہ قصی کی اولاد تھی اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے ہی نے تمکو ایک گروہ قریش کے نفس قصی سے پیدا کیا اور اُس کے
ساتھ مین اُسکی زوجہ اسکی جنس سے عربیہ قرشیہ دیدی اور اُسنے اولاد صالح طلب کی مگر آخر بجاے شکر کے شرک کرکے اپنے چارون
بیٹون کے نام عبد مناف و عبد العزی و عبد الدار و عبد قصی رکھے اور قولہ عما یشرکون مین ضمیر جمع کی قصی و اسکے پیروی کرنے والے
اولاد کے حق مین ہے اور زمخشری نے کہا کہ یہ تفسیر اچھی ہے اُسپر کوئی اشکال نہین ہے۔ اور مدارک مین کہا کہ آدم و حوا سے ذریات کثیر
پیدا کی جنکا یہ حال ہوا کہ انمین سے جورو اور مرد نے فرزند صالح کی درخواست کی جب انکو اللہ تعالے نے دیا تو اُنھون نے شرک کیا
اور علی ہذا التفسیر بحذف مضاف ہے یعنے قولہ وجعلا لہ شرکار وجعل اولادہما لہ شرکار۔ یعنے آدم و حوا کی اولاد نے اپنے فرزندون
کے پانے کے وقت اللہ تعالے کے ساتھ اپنے بتون کو شریک کیا۔ اور یہی قفالؒ نے ذکر کیا اور امام رازیؒ نے اسکو ذکر کرکے کہا کہ یہ
تفسیر نہایت صحت و سداد پر ہے اور یہی ایک جماعت مفسرین کا قول ہے اور قریب اسکے معالم مین کہا کہ خطاب اس سے ہر واحد کو
مخلوق مین سے ہے بقولہ خلقکم۔ اور اسی کے جنس سے اسکی جورو کر دی۔ معالم مین کہا کہ یہ قول تو اچھا ہے اگر سلف کا قول اسکے خلاف
نہوتا۔ اور شیخ دہلویؒ نے فرمایا کہ معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے نے آدم سے لوگون کو پیدا کیا اور ابتداے خلقت انکی اسطرح ہوئی کہ آدم سے
[illegible] جورو پیدا کی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے پس دونون سے نسل کثیر پیدا ہوئی پھر اول کلام کی طرف رجوع کیا کہ اللہ تعالے نے
[illegible] کو پیدا کیا مگر تم نے حق ادا نہ کیا اور بات یہ کہ جب انمین سے کسی نے اپنی جورو کو غشیان کیا اور اس کو حمل خفیف ظاہر ہوا الی آخرہ
[illegible] آیت مین اختصار ہے جس سے عوام کو یہ دقت پیش آئی کہ حضرت آدمؑ کیطرف اشراک کا شبہہ پیدا کیا حالانکہ انبیا علیہم السلام کا
[illegible] بے گناہ ہونا جب منصوص ہے تو اس شبہہ کو گنجایش نہ تھی اسیواسطے اختصار بھی ہوا اور اصل کلام اگرچہ عام ہے وہ حوا وغیرہ سبکو
[illegible] ہے لیکن جملہ امور کا جو تمام کلام مین مذکور ہین حوا پر صادق آنا ضرور نہین ہے پس بمانند قولہ تعالے الذی خلقکم من نفس واحدۃ
[illegible] منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء الآیۃ کے یہان بھی آدم و حوا سے خلق کثیر ظاہر کرکے اسکی ناشکری و شرک کرنے کا بیان مقصود
[illegible] فی العرائس قولہ تعالی وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا۔ اس کلام مین حقائق کے بعض لطیف اشارات ہین یعنے آدمؑ نے
[illegible] تجلی حق عزوجل کے نور کو پایا اور برابر اُنپر مستر الکم ہوئی تو قریب ہوا کہ برداشت نکر سکے اور مضمحل ہو جاوے پس اللہ عزوجل نے
[illegible] جنت کی چیزون مین سے کسی پر حوالہ نہ کیا کیونکہ وہ سب نور مین ڈوبی ہوئی ہین پس آدمؑ ہی سے حوا کو پیدا کیا تاکہ سکون حاصل
[illegible] حقیقت تجلیات سے وحشت پاوین اور اسیواسطے آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہؓ کو یا حمیرا خطاب سے متوجہ فرمایا۔ خلاصہ یہ

Marfat.com

کہ اللہ تعالے نے حوا رکا پیدا کرنا آدمؑ کے واسطے امتحان رکھا تھا کہ اسکے ساتھ مشغول ہوکر حق عزوجل سے غافل
مین پڑجاوے۔ بعض نے کہا کہ آدمؑ کے واسطے حوا رکو اسکی طرف سکون حاصل کرنے کو پیدا کیا پھر جب سکون پایا
سے غفلت ہوئی پس درخت بہشت سے کھالیا جو کھایا۔ واسطیؒ نے کہا کہ بڑا امتحان یہ تھا کہ آدمؑ کے بدن سے ہوا
اپنی طرف سے اسکی نظر اٹھادی کیونکہ فرمایا لیسکن الیہا۔ حالانکہ سوائے اللہ تعالے کے دوسرے کیطرف سکون پانا
انہی کلام پوشیدہ نہ رہے قولہ فتعالی اللہ عما یشرکون۔ یعنے اہل مکہ جو بتون کے ساتھ شریک لاتے ہین اللہ عزوجل اس سے پاک
ہے اور یہ جملہ مسببہ ہے عطف ہے خلقکم پر اور درمیان مین جملہ معترضہ ہے کذا قال المفسرؒ حاصل آنکہ اللہ تعالے نے تمکو پیدا کیا
شرک کرکے ناشکری کی پس اس شرک سے اللہ عزوجل پاک برتر ہے۔ فلیتامل۔ اور بعض نے کہا کہ یہ کلام ابتدائی ہے
کی بت پرستی و شرک کار دہے اور قرآن مجید مین اسطرح بہت آیا۔ کما فی قولہ ساحر علیم یریدان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون
من ارضکم تک فرعونیون کی گفتگو ہے اور فماذا تامرون۔ فرعون کا مقولہ ہے پس عما سے اصنام اور یشرکون سے کفار مراد ہین۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ
کیں کو شریک بتاتے ہین جو پیدا نہ کرین ایک چیز کو اور آپ پیدا ہوتے ہین اور نہ کرسکتے ہین انکی مدد اور نہ اپنی

يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ
مدد کرین اور اگر انکو پکارو راہ پر نہ چلین تمھاری پکار پر برابر ہے تم کو کہ انکو پکارو یا

اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
چپکے ہو رہو جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے بندے ہین تم سے بھلا پکارو انکو تو چاہیے قبول کرین تمھا

لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا ؗ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا ؗ اَمْ لَهُمْ
پکارنا اگر تم سچے ہو کیا انکو پاؤن ہین جنسے چلتے ہین یا انکو ہاتھ ہین جنسے پکڑتے ہین یا انکو

اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا ؗ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ
آنکھین ہین جنسے دیکھتے ہین یا انکو کان ہین جنسے سنتے ہین تو کہہ پکار و اپنے شریکون کو پھر برا کرو میرے حق

فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝
مجکو ڈھیل نہ دو

مشرکین مکہ جو بتون وغیرہ سے شرک لاتے اسمین انکی توبیخ وملامت ہے۔ اَيُشْرِكُوْنَ کیا شریک بناتے ہین اللہ تعالے کے
عبادت مین۔ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا ایسی چیز کو جسنے کچھ بھی نہ پیدا کیا نہ کرے یعنے کچھ پیدا نہین کرسکتی ہے یعنے بت وغیرہ
جو کچھ بھی پیدا نہین کرسکتی ہین انکی عبادت قرار دیکر اللہ تعالے سے شرک کرتے ہین۔ کما قال تعالے ان الذین تدعون من دون اللہ
لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ۔ یعنے جنکو تم پکارتے ہو اللہ تعالے کے سوائے وہ کبھی ایک مکھی
پیدا کرسکتے اگرچہ سب کے سب اکٹھے ہوجاوین اور اگر مکھی اُنسے کچھ چھین لے تو اس سے چھڑا کرلے نہین سکتے ہین۔ وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ
انکی صورت تو یہ ہے کہ وے خود گڑھے وبنائے جاتے ہین یعنے خود مخلوق ہین کما قال الخلیلؑ اتعبدون ما تنحتون

ن جانتے گردانتے ہو ضمیر ہم ان بتون کے حق مین ہے باوجودیکہ یہ سب بے عقل بیجان تھے مشرکون کے اعتقاد کے موافق ہے کہ
ایسا سمجھتے تھے اور انہین کو سمجھانا مقصود ہے۔ حاصل آنکہ معبود وہ پاک سبحانہ تعالےٰ ہے جو پیدا کرتا ہے وہ معبود اور
انکی عابد یعنے پوجنے والی ہے اور یہ بُت تو کچھ بھی پیدا نہین کر سکتے بلکہ خود بنائے و گڑھے ہوئے ہین پھر کیا انکی عبادت کرتے ہو
وسوسہ دلایا کہ تمھاری مدد کرینگے پس یہ بھی رد فرمایا۔ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا اور کوئی استطاعت نہین رکھتے
اپنی عبادت کرنے والون کی کچھ مدد کرین۔ یہ تو دوسرون کی مدد ہے وہ اپنے آپ ہی کو نہین بچا سکتے کما قال وَلَا أَنْفُسَهُمْ
یعنے جو کوئی انکو ضرر توڑ ڈالنے وغیرہ کا پہونچادے تو اپنے آپ کو نہین بچا سکتے ہین۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کا قصہ مشہور ہے کہ
خوبصورت تراشے ہوئے بتون کو توڑتے اور سخت اہانت کرتے تھے۔ اور اسلام مین حضرت معاذ بن جبل اور معاذ بن عمرو
ح کا قصہ معروف ہے کہ یہ دونون نوجوان مسلمان ہوگئے اور رات مین دونون جا کر مشرکون کے بُت توڑ کر تلف کر ڈالتے اور
بان نکال کر غریب بیوہ عورتون کو جلانے کو دیتے تھے اور معاذ بن عمرو کا یہ قصہ ہے کہ انکا باپ عمرو بن الجموح اپنی قوم کا سردار تھا
ایک بُت تھا جسکو روز نہلاتا اور خوشبو لگاتا پس یہ دونون رات مین آکر اس بُت کو اوندھا کر کے پلیدی سے لتھاڑ جاتے تاکہ کچھ
صبح کو عمرو نے آکر اس حال مین دیکھکر اسکو پھر نہلا کر معطر کیا اور اسکے پاس تلوار رکھدی کہ تو اس سے قتل کر ڈالنا پھر جو دوسرے روز
ویسا ہی بیچارہ لتھڑا پڑا ہے پھر اسکو درست کر دیا تب تو ان دونون نے اسکو اٹھا کر ایک مردہ کتے کے ساتھ ایک رسّی مین باندھ کر
ے کنوین مین لٹکا دیا پھر صبح کو جو عمرو بن الجموح نے یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ مین باطل دین و اعتقاد پر ہون اور بُت پرستی چھوڑ کر
ہوگیا اور نہایت پاکیزہ ایمان پر ہو کر روز اُحد کے معرکہ مین شہید ہوگئے رضی اللہ عنہ۔ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ اگر تم پکارو ان بتون کو اِلَی
ہدایت کی طرف لَا يَتَّبِعُوكُمْ تو تمھاری اتباع نہ کرین۔ اسمین مشرکون کو مخاطب کر کے تنبیہ و توبیخ و تبکیت فرمائی اور پہلے سے
مین بتون کی عاجزی کا بیان ہے یعنے اپنے عبادت کرنے والے کی مدد کرنا کیسا اُنسے تو یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اگر انکا بندگی کرنے والا
پوچھے کسی بھلائی کی تو اسکو راہ بتلا دین۔ حاصل آنکہ اگر تم بتون سے اپنے مطلب کی راہ پوچھو تو تم کو راہ نہین بتلا سکتے ہین یتبعوا
یتبعوا بتخفیف دونون قراءۃ بمعنے واحد ہین۔ بعض نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہے یعنے اے اہل ایمان اگر مشرکون کو ہدایت اسلام
بلاؤ تو تمھاری پیروی نہ کرینگے کیونکہ علم الٰہی مین انکے حق مین گمراہی مقدر ہے۔ اول قول اولےٰ ہے۔ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ
ہے تمھارے حق مین چاہو تم انکو پکارو۔ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ یا خاموش رہو۔ بہرحال وہ سنتے ہی نہین تو تمھاری اتباع نہین
ام صمتم کے جملہ اسمیہ مین افادہ ہے کہ ہمیشہ سکوت رکھنا اور نہ پکارنا دونون یکسان ہین یعنے کبھی کسی وقت تمھارا پکارنا مفید
دائمی سکوت کے مانند ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ یعنے جنکو تم پوجتے ہو سوائے اللہ تعالےٰ
مثل بندے مملوک ہین۔ بتون کو بندہ فرمایا حالانکہ وہ جمادات سے ہین تو یہ انکے اعتقاد کے موافق ہے اور بعض نے فرمایا کہ عموماً
وغیرہ کے پوجنے والون کو ملامت ہے اور بعض نے کہا کہ لات و عزیٰ جنکی مورتین پوجتے تھے انکو بیان کیا کہ اگر مورتون سے
ین وہ بھی تمھارے مثل بندے ہین انکو خود کسی نفع و ضرر کا اختیار نہین ہے۔ اور اول اولیٰ ہے لقولہ تعالےٰ فَادْعُوهُمْ
انکو دین تمکو تمھاری پکار کا جواب إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر تم سچے ہو کہ انکو نفع و ضرر کی قدرت ہے اور وہ آلہہ ہین
فرمایا کہ بُت وغیرہ بیچارے تو اتنے بھی نہین جتنے انکی عبادت کرنے والے بیوقوف ظاہری قدرت رکھتے ہین کیونکہ

یہ بیوقوف اُنسے افضل ہین چنانچہ فرمایا۔ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا کیا بھلا اُنکے پاؤن ہین جنسے چلتے ہین
بِهَا ام بمعنے بل ہے۔ یعنے یہ نہین سہی۔ کیا بھلا انکے ہاتھ ہین جنسے گرفت کرتے ہین اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا
آنکھین ہین جنسے دیکھتے ہین۔ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا یہ نہین سہی۔ کیا بھلا انکے کان ہین جنسے سنتے ہین
انکاری ہے یعنے ان چیزون مین ان بتون کے واسطے کچھ بھی تو نہین ہے حالانکہ خود تم لوگ یہ چیزین رکھتے ہو
حالانکہ خود اُنسے افضل ہو۔ اس مقام سے نکلتا ہے کہ حواس ظاہرہ کی راہ سے بھی انسان کو فضیلت ہے مگر جماعت نماز مین
اندھے کے بہ نسبت آنکھون والے کو اس راہ سے افضلیت نہین معتبر ہے بلکہ براہ احتیاط طہارت ہے۔ فافہم۔ اگر کہا جاوے کہ
مشائخ نے ان حواس سے چشم پوشی کرنے کو کہا ہے مثلاً مولوی روم نے کہا ہے ۔ چشم بند و لب بہ بند و گوش بند۔ گر نہ بینی نور حق
تو جواب اسکا یہ ہے کہ ان حواس سے انسان کو افضلیت واقعی ہے بشرطیکہ انکو انکے کام مین لادے جسکے واسطے یہ پیدا ہوے ہین
آنکھ اسواسطے کہ عجائب صنعت و قدرت الٰہی کو مشاہدہ کرے حالانکہ اندھا اس سے محروم ہے اور کلام الٰہی مین اس نظر عبرت کا حکم
ہے مانند قولہ افلا ینظرون الی الابل الآیۃ۔ اور قل سیروا فی الارض فانظروا۔ اور قل انظروا ماذا فی السموات۔ اور قولہ وکذلک نری
ابراہیم الآیۃ اور قولہ اولم ینظروا فی ملکوت السموات الآیۃ۔ اور جن لوگون نے ان حواس سے یہ کام نہین لیا اُنسے نفی فرمائی کما قال صم
اور فرمایا۔ ولقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لایفقہون بہا ولہم اعین لایبصرون بہا الآیۃ۔ پس ائمہ صوفیہ کا یہ مقصد نہین کہ
مشاہدہ نہین بلکہ لوگ انکو بری طرح کام مین لاتے ہین لہذا انکو ان کامون سے بند کیا۔ کیونکہ تو بالیقین جانتا ہے کہ آنکھ بند کرنے و لب
بند کرنے سے حقیقی معنے مراد نہین حتی کہ اندھا بنکر نہ مسجد کو جاوے نہ نماز مین لب ہلاوے نہ حق بات سنے بلکہ مجاز مراد ہے جیسا کہ تجھے بتلا
بالجملہ جب آدمی پورے یقین و ایمان کے ساتھ نظر اُٹھاتا ہے تو قدرت الٰہی کو مشاہدہ کرتا ہے کما قال تعالے ان فی خلق السموات والا
واختلاف اللیل الآیۃ۔ پس علماء و مشائخ مین پھوٹ ڈالنا اپنی نادانی ہے ان مین باہم اختلاف نہین بلکہ سمجھ والون کا قصور فہم
مطلب نہین سمجھتے اور اپنی خواہش نفس پر لیجاتے ہین۔ اب تفسیر کی طرف رجوع ہے پس معنے آیت کے یہ ہوے کہ تم لوگون کو جتنی قدرت
ہے اتنی بھی نہا رے بتون جھوٹے معبودون کو نہین ہے وہ کسی کو بھی کچھ نفع و ضرر نہین پہونچا سکتے ہین لہذا فرمایا کہ قُلِ ادْعُوْا
شُرَكَآءَكُمْ کہدے اے محمد صلعم ان بت پوجنے والون سے کہ بلاؤ اپنے شرکا یعنے باطل معبودون کو کہ مجھے اپنے اختیار سے ہلاک کرین
کچھ ضرر ذرہ برابر پہونچا دین۔ ثُمَّ كِيْدُوْنِ اے ثم کیدونی۔ پھر تم اور تمھارے باطل معبود سب ملکر میرے حق مین کید و مکر
فَلَا تُنْظِرُوْنِ فلا تنظرونی اے لاتمہلونی۔ پھر تم مجھے کچھ مہلت مت دو اور مت چھوڑو۔ یعنے مین تمھاری طرف سے ذرا پروا نہین
اور کچھ بھی مہلت نہین چاہتا کیونکہ واقع تو وہ ہوگا جو اللہ تعالے چاہے بدون اسکے حکم کے ایک ذرہ نہین ہل سکتا پھر مہلت لینے کی
حاجت نہین ہے بلکہ میرا بھروسا اللہ تعالے پر ہے

اِنَّ وَلِيِّ_ۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
میرا حمایتی اللہ ہے جنے اُتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندون کی اور جنکو تم پکارتے ہو اسکے سوا
يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا
کر سکتے تمھاری مدد اور نہ اپنی جان بچا سکین اور اگر انکو پکارو راہ کی طرف

يَنظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

کہ تکتے ہین تیری طرف اور کچھ نہین دیکھتے

حافظ وناصر اللہ تعالے ہے۔ اَلَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ جسنے قرآن مجید نازل فرمایا مجھپر اسکی شان یہ ہے کہ وَهُوَ
يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ بندون کی تولّی فرماتا ہے اور یہ محض اسکا کرم وفضل ہے پھر بھلا مین ان بتون وغیرہ سے کیونکر خوف کرونگا
ہے اور حاصل یہ کہ جب اوتعالے اپنے لطف سے بندگان صالحین کا تولیہ فرماتا ہے تو آنحضرت صلعم تو اسکے برگزیدہ
بدرجہ اولی اس کرامت سے سرفراز ہین۔ اسیواسطے ہود سے جب قوم نے کہا کما قد قص اللہ تعالے ان نقول الا اعتراک
ہود علیہ السلام نے کہا۔ انی اشہد اللہ واشہدوا انی بری مما تشرکون من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون انی
توکلت الآیہ۔ حاصل آنکہ تمھارے وتمھارے بتون کی کچھ طاقت نہین ہے میرا حافظ وناصر میرا اللہ تعالے ہے۔ پھر
فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ اور جنکو تم
سوائے اللہ تعالے کے وہ تمھاری کچھ مدد نہین کر سکتے اور نہ وے اپنی مدد وحفاظت کر سکتے ہین۔ اگر کہا جاوے
مذکور ہو چکی ہے جواب یہ کہ اول مین تو مشرکون کو ملامت کرنے کے طور پر مذکور ہے اور یہان انکو فرق بتلایا کہ کس کی
کسی کی نہین روا ہے۔ حاصل آنکہ بتون سے تم کو کسی تولیہ وحفاظت کی امید بالکل باطل ہے پس انکو چھوڑو اور اپنے
عبادت کرو جو صالحین کا متولی ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صالحین وہ ہین جو اللہ تعالے سے شرک نہین کرتے
اعمال نہین کرتے ہین۔ آیت مین دلیل ہے کہ جو بندہ صالح کہ اللہ تعالے کی ولایت مین ہوا اسکو کوئی چیز مضر نہین ہو سکتی ہے اور
عزیز سے روایت ہے کہ اپنی اولاد کے واسطے کچھ ذخیرہ نہین رکھتے تھے تو بعض نے عرض کیا کہ آپ کیون نہین رکھتے ہین فرمایا کہ
صالح ہوگی یا نہین پس اگر صالح ہوگی تو اللہ تعالے اسکا ولی ہے پھر اسکو میرے مال کی کیا حاجت ہے اور اگر وہ مجرم ہوگی
فرمایا فلن اکون ظہیرا للمجرمین۔ پس جسکو اللہ تعالے نے رد کیا اسکے اہتمام مین مجھے مشغول ہونا مہمل ہے۔ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ
اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا سدیؒ ومجاہدؒ سے مروی ہے کہ یہ مشرکون کے حق مین ہے یعنے اے مومنو اگر تم مشرکون کو ہدایت کی طرف بلاؤ
دلیل ہذا یہ مخصوص انھین مشرکون کے ساتھ ہوگا جو علم الٰہی مین کافر مقدر ہوئے ہین اور ارجح واولی یہ ہے کہ یہ بھی بتون کی
شان اور مشرکون کو فہمایش ہے جیسا کہ قتادہؒ سے مروی اور ابن جریرؒ کا مختار ہے اور خطاب مشرکون کو اور ضمیر ہم
بتون انکے اعتقاد کے ہے حاصل آنکہ اے مشرکو اگر تم ان بتون کو ہدایت کے لیے پکارو تو نہین سنینگے اور جب نہ سنا تو ظاہر
نہ کرینگے۔ وَتَرٰىهُمْ يَنظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور اے محمد صلعم تو دیکھتا ہے ان بتون کو گویا تیری
طرف تکتے ہین حالانکہ انکو کچھ سوجھتا نہین ہے۔ حاصل آنکہ مشرکون نے انکو آدمی کی صورت گڑھ کر قائم کیا تو انکے مقابلہ ومواجہ مین
گویا پتھر کے دیدون سے دیکھ رہے ہین حالانکہ کچھ بھی سوجھتا نہین پس ترٰىهم خطاب خواہ آنحضرت صلعم کو ہو یا ہر مخاطب
کو فقط یہ چونکہ مصور بصورت انسان تھے لہذا ضمائر وبیان مین انکے ساتھ انسان کا سا معاملہ کیا گیا وقلت
انکو نفع وضرر دہندہ سمجھتے پس اُن کی فہمایش مین اسی انداز سے انکے ساتھ کلام کیا گیا ف فی العرائس
الذی نزل الکتاب الآیہ۔ امین اپنے حبیب محمد مصطفے صلعم کے واسطے محبت ازلی ورعایت ابدی ثابت فرمائی

Marfat.com

یعنے عین عنایت ازلیہ ورعایت کفایت ابدیہ سے اسکے تولی فرمائی اور اپنے کلام ازلی ابدی [illegible]
اپنے حبیب علیہ السلام کی تولی اپنی طرف رکھی اسکے طفیل مین اسیطرح صدیقین وعارفین کی تولی بھی اپنی [illegible]
پس انبیاء علیہم السلام کو انوار ذات سے تولیہ فرمایا اور اولیاء رحمہم اللہ کو انوار صفات سے تولیہ فرمایا اور باقی [illegible]
سے تولیہ فرمایا پس عوام لوگ تو نور آیات مین لغزش سے معصوم ہین۔ اور خاص لوگ انوار صفات مین خطرات سے معصوم [illegible]
انوار ذات مین مکر وقہر سے معصوم ہین۔ بعض نے فرمایا کہ بندون پر بنظر احسان لحاظ فرمایا اور اولیاء پر بچشم لطف اور انبیاء پر [illegible]
نے قولہ یتولی الصالحین۔ مین کہا کہ مقتضاے بشریت اور اسکی کشمکش سے محفوظ فرمایا پس خاص لوگون کو اسطرح کہ انکا مقصود
خالص اپنے معبود کے واسطے منفرد ہین اور عوام کو اسطرح کہ انکے اوقات درست رہتے ہین۔ حضرت جعفر الصادقؓ سے پوچھا
یتولی الصالحین۔ مین کیا حکمت ہے حالانکہ بالیقین معلوم ہے کہ اوتعالے حی قیوم ہے اسکی ولایت مین تمام عالم ہے تو فرمایا کہ [illegible]
ہوتا ہے ایک تولیہ تو قائم رکھنے کا اور دوسرا تولیہ یہ کہ عنایت ورعایت سے حق پر قائم رہے۔ واسطیؒ نے کہا کہ تولی جو صالحین
مخصوص ہے وہ تولی بکفایت ہے یعنے حق تعالے انکے واسطے کافی ہے اور دوسری تولی جو فاسقین کے ساتھ ہے وہ انکے نفس کی
انکو پوری کر دینا پس انکا بھی متولی ہے اور نیز واسطیؒ نے کہا کہ بندون مین سے جو پیشوا ہین انکی اصلاح کر دی اسطرح کہ
مقتضاے بشریت سے انکو بچایا اور خاص لوگون کی اصلاح اسطرح کہ مقصود انکا صحیح کر دیا اور عوام کی اصلاح اسطرح کہ [illegible]
پر ثابت رکھا۔ استادؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے پروردگار کے حقوق ادا کرنے پر قائم ہوا اللہ تعالے اسکے امور کی کفایت فرماتا ہے پس
بندون کی طرف نہین جھکتا اور جس حال مین وہ ہو اللہ تعالے اسکو اجر وثواب عطا فرماتا ہے اور اگر افضال مرادی نہ ملا تو [illegible]
بندہ کو راضی فرماتا ہے اور اسرار پر رضا کی خوشی اس سے زیادہ ہے جتنی دل پر عطاء کی راحت ہوتی ہے۔ قولہ تعالے وان تدع[illegible]
الآیۃ اہل غفلت کے حال سے خاص سننا وخاص دیکھنا یعنے جو مفید ہے وہ اللہ تعالے نے نفی فرمایا یعنے یہ انکے پاس نہین ہے کیونکہ
وآنکھین پردۂ ضلالت وغفلت سے ڈھکے ہوئے وبند ہین پس وہ اپنے دل کے کانون سے آواز غیب نہین سنتے ہین اور دل کی
شواہد مین مشاہدہ غیب نہین پاتے ہین اور یہ اسوجہ سے ہے کہ اوتعالے جل سلطانہ نے انکو اس سننے ودیکھنے سے مردود کر دیا ہے [illegible]
تو دکھلا وسنا دیتا لیکن قہر ازلی وخذلان ابدی نے انکو اس سے محروم کر دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برنگ الوہیت مصبغ
مشاہدہ مزین تھے اور دست قدرت نے لباس خاص منقش بطراز رسالت انکے قد نیکو پر آراستہ فرمایا اور تاج ملکوتی سے [illegible]
جبروت مین مرکب نبوت پر مشاہدہ خاص کے واسطے روانہ کیا پس بندون کو آپ سے ایک تجلی خاص حاصل ہوئی تھی مگر وہی [illegible]
ازل مین اس نعمت سے سرفراز ہوا ہے اور اسی معنے مین آنحضرت صلعم نے فی قولہ من رأنی فقد رای الحق۔ اس امر کی طرف اشارہ [illegible]
پس جب ازلی نورانی آنکھ والے نے آپکو دیکھا تو اللہ تعالے داناتر ہے کہ کس مرتبہ قریب پر پہونچ گیا وقد قال علیہ السلام طوبی [illegible]
رأی من رآنی الحدیث۔ یعنے بہت بشارت فرمائی اس شخص کو جسنے آپکو دیکھا یا آپکے دیکھنے والے کو دیکھا الحدیث [illegible]
وان تدعوہم الی الہدی الآیۃ مین کہا کہ جسکو دعوت کرنے والے نے اپنی دعوت سننے سے بہرا کر دیا وہ کیونکہ [illegible]
کوئی نہین سن سکتا مگر وہی جسکو حق عز وجل سنا دے پس وہ حق تعالے کے سنانے سے سنتا ہے اپنے کانون سے [illegible]
الیک۔ یعنے تیری صورت ظاہری کو دیکھتے ہین اور جو خصائص وانوار تجھمین ودیعت مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] محروم ہین اور ایسے ہی جنہے اپنی خودی کے ساتھ رسول اللہ صلعم پر نظر کی وہ معانی کے ادراک [illegible] اللہ صلعم ہے آپ کو دیکھے تو البتہ پاوے مگر وہ بھی قاصر ہے ہان اگر بنظر حق عزوجل دیکھے تو تمام طور پر اپنا [illegible] ظاہر ہوگا کہ وہ شرف کے امور کون کون ہین جنسے آنحضرت صلعم مخصوص ہین سہل رح نے کہا کہ اس کلام مین ان [illegible] قرب سے زینت حاصل نہین ہوئی پس وہ اور آپ حقائق سے اندھے ہین اور اکابر کی بزرگی اُنکو نظر نہین آتی ہر [illegible] دیکھے ہین جنکو نور توفیق نہین ملا ہے پس تیرے حق کو کہان پہچان سکتے ہین اور ایسے دیون سے دیکھتے ہین جنمین [illegible] نہین ہے ۔ بعضے کہتے ہین کہ بزرگون کا دیکھنا انکی صورت سے نہین حاصل ہوتا بلکہ ان مکاشفات سے جو قلب [illegible] ہوں اور یہ بقدر احترام کے اور بقدر ایمان کے ہوتا ہے ۔ پھر جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بڑھکر [illegible] کو آپ کے جلال وجمال پر اطلاع حاصل ہو اور حق عزوجل کو معلوم کہ تمام مخلوق آپ کے اداے حق اور تمام [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ عفو کرین ان لوگون کو جو انوار رسالت ونبوت آپ کے چہرہ پاک سے حاصل [illegible] قال وفی السراج ہرگاہ کہ اللہ تعالے نے بیان فرمادیا کہ بت اور اُنکے پوجنے والے کسی نفع وضرر پر قدرت نہین [illegible] اور اللہ تعالے ہی ان امور کا متولی ہے تو لوگون کے معاملہ مین جو ٹھیک راستہ ہے وہ بیان فرمایا بقولہ تعالے

[illegible] وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ

[illegible] اور کہ نیک کام کو    اور کنارہ کر    جاہلون سے    اور کبھی اُبھار دے تجکو    شیطان کی چھیڑ    تو پناہ پکڑ

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اللہ کی    وہی ہے    سنتا    جانتا

[illegible] بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ معنے عفو کے فاضل وزائد ہین یعنے لوگون کے اموال مین سے جو تیرے واسطے [illegible] پاس لاوین وہ لے لے ۔ سدی رح نے کہا کہ یہ امر سورہ براۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھا جسوقت تک کہ فرائض تفصیل صدقات کی [illegible] تھی ۔ اور ضحاک وسعید بن جبیر نے مانند قول اول کے ابن عباس سے روایت کیا ۔ اور عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ [illegible] تک آنحضرت صلعم کو مشرکین سے عفو وچشم پوشی کرنے کا حکم دیا پھر اُسکے بعد انپر سختی کرنے کا حکم دیا ۔ شیخ ابن جریر رح نے [illegible] کیا ہے ۔ اور بہتون نے مجاہد سے اسکی تفسیر مین روایت کیا کہ لوگون کے اخلاق مین سے عفو لینے کا حکم دیا بدون بحث و [illegible] عروہ بن الزبیر وعبد اللہ بن الزبیر وابن عمر وعائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ زیادہ مشہور [illegible] ہے جو ابن جریر رح وابن ابی حاتم نے مرسل روایت کیا کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے جبرئیل سے کہا کہ [illegible] جبرئیل نے جاکر واپس آکر کہا کہ اللہ تعالے نے آپ کو حکم دیا کہ جو آپ کے حق مین ظلم کرے اسکو عفو کیجئے اور جس نے آپ کو [illegible] اور جو آپ سے ناتا قطع کرے اس سے جوڑیے اور مرفوع روایت جابر وقیس بن سعد بن عبادہ جسکو امام احمد و [illegible] کیا ہے وہ بھی اسکی شاہد ہے اور معنے اسکے بھی اسی مرسل کے مانند ہین ۔ عبد اللہ بن الزبیر نے کہا کہ نہین [illegible] اخلاق کے بارہ مین کما رواہ البخاری اور یہی قول شیخ مفسر جلال نے اختیار کیا ۔ اور بخاری مین طویل [illegible] بھائی کے بیٹے حر بن قیس کے پاس اُترا اور حر نے اسکے واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایام خلافت مین

Marfat.com

اجازت مانگی پس عیینہ نے مجلس مین داخل ہوکر کہا کہ اے عمر بن الخطاب آپ نہ ہمکو بہت مال دیتے ہین [illegible]
حکم کرتے ہین یہ سُنکر حضرت عمرؓ کو بہت غصہ آیا قریب تھا کہ اسکو مارین کہ اتنے مین حُر بن قیس نے عرض کیا کہ [illegible]
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاہلین۔ یہ جاہلون مین سے ہے ابن عباسؓ کہتے ہین [illegible]
آیت اُسنے پڑھی پس واللہ ذرا نہین تجاوز کیا عمرؓ نے اور یہ اُنکی عادت تھی کہ کتاب اللہ تعالے کے سامنے وقاف تھے یعنے فوراً [illegible]
رواہ البخاری۔ سالم بن عبداللہ بن عمر ایک قافلہ اہل شام کی طرف گذرے اُمین جرس دیکھکر منع کیا تو وہ لوگ بولے کہ ہم [illegible]
آپ سے زیادہ جانتے ہین اُمین کچھ مضائقہ نہین ہان بڑا الجلجل منع ہے تو سالمؒ نے یہ آیت پڑھی "واعرض عن الجاہلین۔ اور [illegible]
رواہ ابن ابی حاتم۔ بالجملہ یہی راجح ہے کہ مراد اس سے اخلاق النّاس ہین۔ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ اے المعروف اور حکم کر امر معروف کا [illegible]
بن الزبیر وسدی وقتادہ وابن جریر وغیرہ نے صریح کہا کہ عرف بمعنے معروف ہے اور اس مین جملہ طاعات داخل ہین۔ وَأَعْرِضْ عَنِ
الْجٰهِلِيْنَ یعنے جب امر بالمعروف پر حجت قائم کردی اور جاہلون نے نہ مانا تو اُنسے اعراض کر اور ان کی بیوقوفی وجہالت کا مقابلہ مت کر
واضح رہے کہ اعراض اُنھین اُمور مین ہے جو اخلاق کی راہ سے لوگون کی ظلم وتعدی برداشت کرنے سے متعلق ہین نہ ایسے شخص سے جو اللہ تعالے کے
حق واجب مین جہالت کرے یا اللہ تعالے سے کفر کرے کیونکہ اُمین تو جہاد واجب ہے و اس تقدیر پر یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہین جیسا کہ
مجاہدؒ وقتادہؒ سے مروی ہے اور عطاء وابن زید نے کہا کہ آیۃ السیف سے منسوخ ہے اور بعض نے کہا کہ اس آیت کا اول وآخر منسوخ ہے اور
اوسط محکم ہے قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ جنگ اُحد مین منجملہ شہداء کے حضرت حمزہ سید الشہداء بھی تھے جنکو کافرون نے مُثلہ
کر ڈالا تھا پس جب حضرت صلعم نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مین اُنمین سے ستّر آدمیون کو مثلہ کرونگا پس جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے رواہ ابن مردویہ
وَإِمَّا دراصل اِن ما تھا۔ پس اِن شرطیہ کو ما زائدہ مین ادغام کیا گیا۔ يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ نزغ دراصل بمعنے بگاڑ دینا
چنانچہ بولتے ہین کہ نزغ بیتا اُسنے گھر بگاڑ دیا بعض نے کہا کہ بمعنے اغواء ہے پس آیت مین استعارہ تبعیہ ہے کہ معاصی پر اغواء کو نزغ سے
تشبیہ دی گئی پھر اغواء کے واسطے نزغ مستعار لیکر اس سے ینزغنک کا اشتقاق ہوا پس نزغ بمعنے وسوسہ اور ایسے ہی نغز ونخس ونسغ اسی
معنے مین آتے ہین۔ زجاجؒ نے کہا کہ نزغ ذراسی حرکت کو کہتے ہین اور شیطان کی طرف سے ذراسا وسوسہ نزغ ہے اور مفسرؒ نے معنے آیت مین کہا
اے ان یصرفک عما امرت بہ صارف۔ اگر تجھے اس چیز سے جسکا تجھکو حکم کیا گیا ہے کوئی پھیرنے والا پھیرے۔ شاید یہ تفسیر بنظر عموم بمعنے نزغ کے ہے
ولیکن آیت مین نزغ مقید از جانب شیطان ہے پس اولی واظہر یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ اگر تجھکو وسوسہ شیطانی سے کچھ بھی وسوسہ ہو جاوے۔
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ تو اللہ تعالے سے تو پناہ مانگ۔ یہ شرط کا جواب ہے اور فاستعذ امر کا جواب محذوف ہے اے فاستعذ باللہ یدفعہ عنک [illegible]
سے پناہ مانگ وہ تجھسے وسوسہ شیطان کو دور کر دیگا۔ روایت ہے کہ جب قولہ خذ العفو۔ نازل ہوا تو حضرت صلعم نے دعا کی کہ اے [illegible]
غضب کا یعنے غصہ آجانے کا کیا علاج کرون تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنے قولہ اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ [illegible]
عَلِيْمٌ وہ سننے والا ہے قول کا اور جاننے والا ہے فعل کا یعنے سمیع وعلیم ہونا اُسکی صفت قدیم ہین پس نزغہ شیطان سے استعاذہ [illegible]
ہے اور صحاح مین دو شخصون کا جھگڑنا اور ایک کا غضب مین ہو جانا اور حضرت صلعم کا فرمانا کہ مین ایک کلمہ جانتا ہون [illegible]
اس سے یہ دور ہو جاتا جو اپنے جی مین پاتا ہے اور وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔ اور عیاذ کے معنے التجا کرنا [illegible]
برائی سے چھٹکارا مانگنا۔ پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے جسقدر شیطانی وساوس ہوتے ہین اللہ تعالے [illegible]

جس وقت بندہ اپنے سچے دل سے اللہ تعالے کی طرف التجا لاوے اور اسی پر بھروسا کرکے شر و بدی سے چھٹکارا مانگے۔ واضح ہو کہ یہان
سوال وارد کیا گیا اور وہ یہ کہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہے پس اگر آنحضرت صلعم نبی معصوم ہوتے تو شیطان کو کوئی راہ نہ ملتی کہ آپ کے قلب
مین نزغ و وسوسہ کرے جس سے استعاذہ کی ضرورت ہوتی حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ آنحضرت صلعم معصوم تھے۔ اور اس سوال کا بعض نے
جواب دیا کہ یہ خطاب اُمت کے ہر فرد کو ہے اور رد کیا گیا کہ وہ خلاف ظاہر ہے اور بعض نے جواب دیا کہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہے لیکن
مراد اس سے افراد اُمت ہین۔ اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب بطریق فرض و تقدیر کے ہے یعنے اگر بالفرض ایسا ہو تو استعاذہ کر۔ اور مترجم
کہتا ہے کہ میرے نزدیک سوال ہی نہین وارد ہوتا ہے یہ سوال تو بالکل لغو ہے اسواسطے کہ جملہ شرطیہ مذکورہ مین ملازمت مذکور ہے یعنے اگر
آنحضرت صلعم معصوم ہوتے تو نزغ شیطان کو راہ نہ ہوتی۔ اسکی ملازمت ممنوع ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلعم معصوم ہین تو نزغہ شیطان
سے واقع معصیت اسرزد نہ ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ آپ سے کوئی معصیت اسرزد نہین ہوئی پس آپ معصوم ہین۔ حاصل یہ کہ معصوم ہونے
اور نزغ شیطان مین کوئی منافات نہین ہے کیونکہ دل مین وسوسہ آنے سے عصمت باطل نہین ہوتی بلکہ جب کوئی امر جو شرع مین
ممنوع ہے وہ سرزد ہو تو البتہ عصمت باطل ہو لیکن اللہ تعالے اپنے انبیاء علیہم السلام کو وسوسہ شیطان سے محفوظ رکھتا ہے اور معلوم ہے کہ
صحاح مین وہ حدیث مروی ہے کہ ایک عورت آپ کے سامنے سے گذری پس آپ اُٹھکر حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین
تشریف لے گیے پھر باہر آئے تو آپ کے سر سے قطرات پانی کے ٹپکتے تھے اسکے بعد فرمایا کہ عورت کے آگے پیچھے شیطان مزین کرتے چلتے ہین پس
جو تم مین سے کوئی شخص اچانک نظر مین اپنے دل مین کچھ پاوے تو اسکو چاہیے کہ اپنی بیوی سے اپنی حاجت پوری کرلے پس دفع ہو جائیگا
یہ حاصل ما فی الحدیث۔ اور وسوسہ کے بعض متعلقات قصہ آدم علیہ السلام مین گذرے مع قول حسن بصریؒ کہ شیطان کو اختیار دیا گیا ہے
کہ ساتون آسمان پر وسوسہ پہونچاوے اور مراد آنکہ وسوسہ اُسکا اسکی ذات کے وہان رسائی پر موقوف نہین ہے اور بعض کلام تحت قولہ ثم
اقتدا بآیاتہ الآیۃ انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگا پس اگر تحقیق حال منظور ہے تو ان مقامات کو جمع کرکے بوسعت نظر بر احادیث غور کرنا چاہیے واللہ
تعالے اعلم۔ ف فی العرائس قولہ تعالے خذ العفو۔ اگر تیرا حق نہین پہچانتے یا کم پہچانتے ہین تو معاف کر اسلیے کہ بعضے تو دل سے خواستگار و
جان نثار ہین مگر اپنی وسعت بھر پہچان سکتے ہین اور بعضے مقہور بقہر ازل ہین وہ کچھ بھی نہین پہچانتے ہین۔ قولہ وامر بالعرف۔ اپنے حکم دینے
کے کامون سے ممانعت کرنے مین انپر مہربانی و نرمی فرما کیونکہ وہ حقائق احکام کے اُٹھانے سے ضعیف ہین۔ قولہ واعرض عن الجاہلین۔
جاہلون سے اعراض فرما جنکو تجھپر نظر ڈالنے کی استعداد ہی نہین ہے۔ اشارہ سے ثابت ہے کہ جو لوگ منکر کرامات اولیاء و معجزات انبیاء
ہین وہ آدمیت کے درجہ کو کبھی نہین پہونچینگے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین دونون فریق موجود ہوئے ہین اور دونون ایمان سے خارج
ایک دوسرے سے بدتر ہین نعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ۔ اللہ تعالے عزوجل نے چاہا کہ اپنے حبیب کو قدیم کے اخلاق سے لباس
دیوے یعنے تجلی کشف و ظہور انوار فعل سے ملبوس فرماوے پھر چاہا کہ اسکو امر قدیم و کلام کریم سے ملبوس فرماوے تاکہ جمیع صفات کے ساتھ
ربانی سے متصف ہو کر جمیع اخلاق کریمہ سے آراستہ ہو جاوے اور اس فیض سے ایک قطرہ امت کو بھی مرحمت ہوا چنانچہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ تم لوگ اپنے خلق ویسے بناؤ جو اللہ تعالے عزوجل کے ہین قال المترجم ابتدائے حال یہ ہے کہ بندہ ان اخلاق
سے متخلق ہوتا ہے یعنے جیسے نقل کسی اصل سے بتکلف ہوتی ہے اسیطرح کرتا ہے اور آخر رحمت آلٰہی سے وہ اپنے افعال سے فنا ہو کر حقیقت
سے متصف ہو جاتا ہے بدون حلول وغیرہ کے اور بدون کسی تشبیہ کے اور یہان استدلال زبانی کا کام نہین بلکہ تصدیق ایمانی

Marfat.com

درکار ہے اور حدیث قرب النوافل ایمان کے واسطے کافی ہے والسلام۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
اخلاق کا حکم دیا اور وہ یون کہ خلائق کی لغزشون سے چشم پوشی کرین اور انکو اخلاق پاکیزہ کا حکم دین اور جاہلون سے
جو لوگ کہ اللہ تعالے سے مڑے ہوئے ہین ان جاہلون سے مُنھ موڑین۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے
تفسیر پوچھی تو کہا کہ جو آپ سے انقطاع کرے آپ اُس سے ملین اور جو آپ کو کسی چیز مین محروم رکھے آپ اُسکو دین اور جو آپ پر ظلم
کرے آپ اُس سے عفو کرین اور جو آپ سے بدی کرے آپ اُسکے حق مین نیکی کرین۔ ابن عطاؒ نے فرمایا کہ خذ ما صفا ودع ما کدر
لے لے اور تلچھٹ چھوڑ دے۔ وقولہ تعالے واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم۔ شیطان قہر قدم کا کتا ہے جو
قلب کے ایک طرف نفس کے دروازہ پر کھڑا ہو کر بھونکے تو ہمارے قہر سے ہمارے لطف کی طرف بھاگ آنا چاہیئے۔ اور یون کہنا چاہیئے کہ
اعوذ بک منک۔ پھر جب اس نور سے قلب منور ہو گیا تو اُسکے کنارے شیطان کی رسائی نہوگی کیونکہ اگر وہ ذرہ برابر بھی اس سے قریب
ہو جاوے تو جلکر مر جاوے۔ مترجم کہتا ہے کہ فاسق وفاجر یعنے کافر ومشرک تو شیطان کے ردوے کھدوے بندے ہین اُنپر تو اس کو
حاکم کہنا چاہیئے اور یہ اس سبب سے نہین کہ شیطان کو خود کچھ قدرت ہے بلکہ یہ لوگ مقہور ازلی ہین اور مقہور ہونے مین شیطان ان
سب کا سردار ہے۔ اور رہے بندگان حق تعالے تو وہان شیطان چور ہے پس ایمان جب قلب مین ہے تو شیطان ہر وقت اسکی
چوری کرنے پر آمادہ ہے ؎ گر نہ موش دزد در انبانہاست ٭ خرمن عمر چہل سالہ کجاست ٭ پس نفس کے سراغ سے نواحی قلب تک
پہونچتا ہے پھر جب اسمین تعوذ وغیرہ کی روشنی چمکی تو شیطان بھاگا۔ جہان انوار آلہی کا نزول ہو وہان شیطان مخذول ہو۔ فافہم۔
جریریؒ نے کہا کہ جو اپنا ہتھیار بھولا اسکو شیطان نے ایک دم مین اپنی بیڑیون مین قید کیا۔ اُستادؒ نے کہا کہ اگر تیرے دل مین شیطان کا
کچھ وسواس اچانک آتا نظر آیا تو اللہ تعالے سے پناہ مانگ کہ وہ اپنی توفیق سے تجھے محفوظ فرماویگا اور اگر تیرے سینہ مین حظوظ نفسانیہ کو دخل
ہوتا نظر آوے تو اللہ تعالے سے پناہ مانگ وہ تجھکو تائید سے مستغنی فرماویگا اور اگر مقام ترقی مین تجھے مشکوک کیا تو پناہ مانگ کہ اللہ تعالے تجھے
تحقیق سے فیضیاب کریگا۔ پھر اللہ عزوجل نے اپنے اولیاء مین سے اہل تقوی کو بیان فرمایا کہ انپر وساوس شیطانی وہواجس نفسانی سے
امتحان لیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالے کو یاد کرکے بیدار ہو جاتے ہین کما قال تعالے

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ
جو لوگ ڈر رکھتے ہین جہان پڑ گیا اُنپر شیطان کا گذر چونک گیے پھر تبھی اُنکو سوجھ آگئی اور جو شیطان کے بھائی ہین
يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝
وہ انکو کھینچے جاتے ہین غلطی مین پھر وہ کمی نہین کرتے

پہلی آیت مین انبیاء علیہم السلام کے ساتھ شیطان کے نزغ کا ذکر کیا اور وہ خفیف وسوسہ ہوتا ہے اور شاید وہ خفیف الحرکۃ بسبب قوت
کے ہو یعنے باریکی کی وجہ سے نزغ فرمایا اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ شیطان کو کھلے کھلے وسوسہ کی مجال نہین ہے بلکہ
عوام کے ساتھ وسوسہ انداز ہوتا ہے۔ بالجملہ یہان اہل تقوی کا حال بیان فرمایا کہ جب انکو طائف شیطان پہونچتا ہے تو وہ بیدار ہو کر اللہ
کی یاد سے ہوشیار ہو جاتے ہین بخلاف غیر متقیون کے کہ وے اور زیادہ گمراہی مین گھُسے چلے جاتے ہین چنانچہ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
جن لوگون نے تقوی کیا یعنے شرک ونافرمانی سے بچے۔ اِذَا مَسَّهُمْ اصابہم۔ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ جب پہونچا انکو شیطان سے

Marfat.com

قال مترجم یہاں دو قراءۃ ہین ایک طیف بروزن سیف اور وہ قراءۃ ابن کثیر و ابوعمرو و کسائی کی ہے اور دوسری قراءۃ طائف وہ باقی قرار رحمہم اللہ کی قراءۃ ہے پس طیف یا تو مصدر ہے یا مخفف طیّف بروزن خیّر ہے کما قال الکسائی اور لغت مین اسکے معنے وہ چیز جو قلب مین متخیل ہو یا خواب مین نظر آوے کما قال النحاس و قال الشاعر ؎ فولی لطیفک نسی عن مقلتی عند المنام ؛ کیما انام فتنطفی نار تاجج فی العظام ؛ یعنے اے معشوقہ تو اپنے طیف سے یعنے خیال و تصور سے کہدے کہ سوتے وقت میری آنکھون کے سامنے سے ذرا ہٹ جاوے تاکہ مین سو جاؤن کہ جو آگ میری ہڈیون مین بھڑک رہی ہے وہ ذرا ٹھنڈی ہو جاوے۔ بالجملہ طیف ایسے امر متخیل کو کہتے ہین۔ ویقال طاف الخیال یطوف طیفاً۔ پھر بعض نے کہا کہ طائف کے بھی یہی معنے ہین جو طیف کے مذکور ہوے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ دونون مین فرق ہے اسواسطے کہ طاف الخیال کے محاورہ سے طائف اسم فاعل نہین لاتے ہین کیونکہ وہ محض تخیل بے حقیقت ہے اور طائف وہ شیطان خود ہے اور قولہ فطاف علیہا طائف من ربک مین طیف نہین کہہ سکتے ہین اور وسوسہ و جنون و غضب و صرع یعنے مرگی کو بھی طیف کہتے ہین کیونکہ وہ ایک لمّہ شیطانی مشابہ خیال کے ہے۔ مفسرؒ نے قراءۃ طیف اختیار کی اور مسّ کی تفسیر اصابت سے ذکر فرمائی اور طیف سے الہام شیطانی مراد لیا۔ یعنے انکو چھو جانا پہونچا۔ وقال البیضاویؒ طائف از طاف یطوف ہے گویا وہ انکے گرد پھرا اور یہ قدرت نہ پائی کہ ان مین اثر کرے اور یہ بنابر اسکے کہ دونون کے معنے واحد ہین۔ اور تیسیر مین ہے کہ طیف و طائف جو عوارض شیطانیہ مین سے انسان کے اندر نازل ہو۔ اور بر تقدیر یکہ مراد طائف سے نفس شیطان ہو تو بھی اسکے مس سے مراد وسوسہ وغیرہ ہوگا۔ قال ابن کثیرؒ طیف و طائف دونون قراءۃ مشہور ہین بعض نے کہا کہ دونون کے ایک معنے ہین اور بعض نے کہا کہ فرق ہے پھر بعض نے اسکی تفسیر غضب سے بیان کی یعنے جب انکو غصہ آیا جو بوسوسہ شیطانی ہوتا ہے اور بعض نے صرع وغیرہ سے اور بعض نے گناہ کا قصد کرنے سے اور بعض نے گناہ ہونے سے تفسیر کی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ارجح وہ تفسیر ہے جو شیخ مفسر جلالؒ نے ذکر فرمائی۔ حاصل آنکہ اہل تقویٰ کو جب الہام شیطانی سے کچھ پہونچتا ہے تو۔ تَذَكَّرُوْا یاد کرتے ہین اللہ تعالےٰ کے عذاب کو اگر اس الہام کے موافق برا کام کرین اور ثواب کو اگر اطاعت پر رہین۔ فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ پس وہ حق بات کو ناحق سے دیکھنے والے ہو جاتے ہین یعنے اس تذکر و یاد کے ساتھ ہی انپر حق و ناحق کھل جاتا ہے یا وہ وسوسہ شیطانی و اسکی راہ کو جدھر سے آتا ہے دیکھ لیتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ ظاہر آیت کریمہ سے الہام ایسے امر کا مراد ہے جو شرع مین معصیت ہے اور امراض مانند صرع وغیرہ کے مراد نہین ولیکن بعض ائمہ تفسیر نے اس سے بھی تفسیر کی جیسا کہ گزرا اور ابن مردویہ وغیرہ نے یہان ایک حدیث وارد کی جسکو اہل سنن وغیرہ نے بھی روایت کیا اور وہ یہ کہ ایک عورت نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس حالت مین میرا ستر کھل جاتا ہے پس آپ دعا فرماوین کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے شفا عطا فرماوے آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مین دعا کرون اور اللہ تعالےٰ تجھے اچھا کر دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور تیرے واسطے جنت ہی وہ بولی کہ مین صبر کرتی ہون اور مجھے جنت ملے ولیکن آپ یہ دعا فرماوین کہ مین اس حالت مین برہنہ نہوا کرون پس آپ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالےٰ نے اُسکو اس سے نجات دی و قد رواہ الحاکم و قال صحیح علی شرط مسلم۔ ابن عساکر نے ترجمہ عمرو بن جامع مین ذکر کیا کہ ایک نوجوان آدمی مسجد مین عبادت کیا کرتا تھا اسپر ایک عورت عاشق ہوئی اور اسکے پیچھے لگ گئی یہانتک کہ قریب ہوا کہ اس عورت کے ساتھ اس کے مکان کے اندر داخل ہو پس اُسکو یہ آیت یاد آئی ان الذین اتقوا اذا مسہم الآیۃ۔ پس بیہوش ہو کر گر پڑا پھر افاقہ ہوا تو اُسکو مکرر یاد آئی اور دوبارہ بیہوش ہو کر مر گیا رحمۃ اللہ علیہ پس عمرو بن جامع نے آکر اسکے باپ کو اسکی تعزیت دی اور وہ رات مین دفن ہو چکا تھا پس عمرو نے

اپنے ساتھیون سمیت جاکر اُسکی قبر پر نماز پڑھی پھر عمرو بن جامع نے آواز دی کہ اے فرزند سعید کلام اللہ مین حق تعالیٰ ... مقام ربہ جنتان۔ پس قبر مین سے اس جوان نے آواز دی کہ اے عمرو مجھے اللہ عزوجل نے دونون عطا فرمائی ہین اور دوبارہ ... اپنے چار جنتین عطا ہوئی ہین۔ وَاِخْوَانُهُمْ اے اخوان الشیاطین من الکفار۔ اور کافرون مین سے شیطانون کے بھائیون ... کہ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ۔ مدد کرتے ہین شیاطین اُن کو غیّ مین۔ اخوان الشیاطین وہ گمراہ فاسق فاجر آدمی ہین جو شیاطین کی باتین مانتے اور اُن کی پیروی قبول کرتے ہین اور مراد ان سے کافر لوگ ہین کما قال تعالےٰ الم تر انا ارسلنا الشیاطین علے الکافرین تؤزہم الآیۃ۔ اور ضمیر اخوانہم مین شیطان کی طرف جو سابق مین مذکور ہے راجع ہے اور جمع کی ضمیر اس بنا پر کہ الشیطان سے جنس مراد ہے پس ضمیر جمع اس کی طرف راجع ہو سکتی ہے اور مَدّ بتشدید دال اور اَمَدّ دونون ایک معنے مین ہین اور ایک جماعت اہل لغت نے جنمین سے ابو عبید بھی ہین کہا کہ جب کوئی چیز دوسری چیز کو بذات خود بڑھاوے تو بولتے ہین کہ مَدّہ۔ اور اگر کسی اور چیز سے بڑھاوے تو اَمَدّ بولتے ہین کما قال تعالےٰ یمددکم ربکم۔ اور بعض نے کہا کہ مَدّ کا استعمال برائی مین ہے اور امد کا استعمال بھلائی مین۔ بالجملہ معنے اسکے دراز کرنا و بڑھانا۔ اور غی بمعنے ضلالت و جہالت و گمراہی۔ حاصل آنکہ اخوان الشیاطین کا بیان یہ ہے کہ شیاطین ان کو گمراہی مین بڑھاتے اور انکے واسطے مدد ہو جاتے ہین زمخشری نے اسی تفسیر کو اوجہ قرار دیا اور یہی عامہ مفسرین کا قول ہے۔ اور قتادہ رح سے مروی ہے کہ معنے یہ ہین کہ شیاطین جو جاہلون یا غیر متقیون کے بھائی ہین وہ جاہلون و غیر متقیون کو جہالت مین مدد کرتے ہین۔ ابن عباس رض نے کہا کہ یہ جن ہین جو اپنے دوستون کو انسانون مین سے وحی کرتے ہین۔ یعنے ان کے دلون مین شیطانی وسوسہ ڈالتے حتی کہ اُن کے اعتقاد بگاڑتے اور فسق و فجور پر آمادہ کرتے چلے جاتے ہین۔ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ اقصار کسی چیز سے باز رہنا ثم لا یقصرون پھر باز نہین رہتے ہین۔ ابن عباس رض نے کہا کہ تھکتے نہین اور ملال آگین نہین ہوتے یعنے شیاطین اپنے بھائی کافرون غیر متقیون کو ضلالت مین کھینچتے چلے جاتے ہین باز نہین آتے یہانتک کہ دم مرگ سے انکے لیے جہنم واجب ہو جاوے اور کافر کو اپنے اوپر نظر نہین ہوتی اور نہ متقیون کے مانند وہ عہد یاد کرتا ہے تاکہ اس سے باز آوے۔ الحاصل نہ انسان اپنی بدکرداری سے باز رہتا ہے اور نہ شیاطین اُن کو گمراہی مین گھسیٹنے سے رکتے ہین۔ ہکذا روی عن ابن عباس رض وعلی ہذا قولہ لا یقصرون۔ انس و شیاطین دونون کے فعل پر محمول ہے اے ثم لا یقصر الشیطان والانسان اور مفسر سیوطی رح نے فقط انسان سے متعلق کیا یعنے جیسے متقی بندے حکم الٰہی یاد کرکے بیدار ہو جاتے ہین ویسے کافر متذکر و منتصر نہین ہوتے جو اخوان الشیاطین ہین۔ ف فی العرائس قولہ ان الذین اتقوا اذا مسہم الآیۃ۔ شیطان جو حسد کرنے والے دشمن ہین وہ دور سے اولیاء اللہ تعالےٰ کو تاک کر وسوسون کے تیر چلاتے ہین اور سب خطا کرتے ہین کوئی نہین لگتا مگر جبھی کہ وہ لوگ ایک لحظہ اپنے معبود کی یاد سے غافل ہوے ورنہ اگر حضوری پر قائم ہوتے ہین تو سزار کوس انکے پاس پھٹکنے کی طاقت و قدرت نہین رکھتے ہین۔ پھر جب غفلت کے دم مین اُنکو کوئی وسوسہ پہونچ گیا تو محسوس کرکے اُسکو فوراً یاد الٰہی سے دور کرتے اور جناب ازلی اور درگاہ باری تعالےٰ عز سلطانہ و جل جلالہ کی طرف رجوع لاتے ہین پس یاد الٰہی کے شہاب ثاقب سے اُنکو مار کر جلا دیتے ہین و قال تعالےٰ فاذاہم مبصرون۔ نقل ہے کہ شیخ جنید رح نے خواب مین ابلیس کو دیکھکر پوچھا کہ بھلا تم مین سے کسی کو یہ قدرت ہے کہ ان بندون کی مجلس مین گذرے جو یاد مین مشغول ہوتے ہین وہ بولا کہ جیسے ہم مین سے کوئی شیطان تم مین سے کسی عوام کو چھوکر صرع مین ڈال دیتا ہے ایسے ہی جب ہم مین سے کوئی تمھاری مجلس ذکر مین گذرتا ہے تو صرع مین پڑ جاتا ہے پس جیسے تم اپنے آدمی کو مصروع کہتے ہو ویسے ہم اپنے کو مانوس کہتے ہین۔ بعض مشائخ نے کہا کہ آیت کریمہ مین ...

Marfat.com

[م]تقیون کا بیان ہے جنھون نے اپنے سر باطنی کو انس و قرب کے حوالہ کیا اور اپنے نفس کو فتنہ و طیف شیطانی سے ممنوع رکھا اور ہر دم زبان یا دل سے یاد حق سبحانہ تعالیٰ سے غافل نہین ہین

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ

اورجب تو لیکر نجاوے اُن پاس کوئی آیت کہین کچھ چھانٹ کیون نہ لایا تو کہہ مین چلتا ہون اُسی پر جو حکم آوے مجکو میرے رب سے یہ سوجھ کی باتین ہین تمھارے

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

رب کیطرف سے اور راہ کی اور مہر ہے اُن لوگون کو جو یقین لاتے ہین

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ اور جب نہ لایا تو انکے پاس یعنے اہل مکہ کے پاس۔ بِاٰيَةٍ ایسی کوئی آیت جسپر انھون نے ہٹ کی یعنے اُن کی ہٹ کا معجزہ نہ دکھلایا جیسے مکہ چوڑا ہو جاوے یا کوہ صفا سب سونے کا ہو جاوے اور مانند ان کے اور خرافات ہٹ کی باتون کے تو۔ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا کہتے ہین کہ کیون نہین تو نے اسکو اجتبار کیا۔ محاورہ بولتے ہین کہ اجتبی الشئ یعنے اپنے واسطے وہ شئ جمع کر لی پس معنے یہ ہوے کہ کیون نہین تو نے اُسکو جمع کیا اپنی طرف سے بناکر۔ پس اجتبار باب افتعال سے ہے پس اپنی طرف سے افتعال اور بنا لینا اس سے نکلتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اجتبار بمعنے اختلاق ہے بولتے ہین کہ اجتبی الکلام اے اختلقہ یعنے اپنی طرف سے بات بنائی۔ لہذا ابن عباسؓ نے تفسیر فرمائی کہ کیون نہین تو نے آیت کو اپنی ذات سے پیدا کیا۔ اور قتادہ و سدی و عبدالرحمن بن زید نے کہا یعنے تو اپنی طرف سے اُسکو کیون نہین نکال لایا۔ اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا۔ ضحاکؒ نے فرمایا یعنے تو اسکو آسمان سے خود کیون نہین لے آیا۔ بعض نے لکھا کہ جب وحی مین دیر ہوتی تو کافر لوگ آنحضرت صلعم سے یہ بات کہتے تھے۔ اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ کفار قریش آنحضرت صلعم سے کہا کرتے کہ ہماری مانگی ہوئی نشانی آپ کوشش کر کے اللہ تعالےٰ سے کیون نہین مانگتے ہین کہ ہم اسکو دیکھکر ایمان لے آوین۔ اللہ عز و جل نے آنحضرت صلعم کو جواب دینے کا حکم فرمایا کہ۔ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ یعنے تو ان لوگون سے کہدے کہ مین تو اسی بات کی اتباع کرتا ہون جو میرے پروردگار کی طرف سے مجھے وحی کیجاوے۔ یہ مجھے اختیار نہین ہے کہ اپنے آپ سے کوئی بات نے آؤن۔ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے مین جناب الٰہی مین پیش قدمی کر کے نہین مانگتا پس اگر اجازت ہوئی تو مانگتا ہون اور خود دیدی گئی تو لے لیتا ہون ورنہ جرأت نہین کرتا۔ پھر اُن کو ارشاد کیا کہ تمھارے مقدر مین اگر ایمان ہے تو اس قرآن سے بڑھکر کون معجزہ و نشانی ہوگی۔ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ قرآن تو کھلی حجتین ہین تمھارے پروردگار کی طرف سے۔ بصائر جمع بصیرت بمعنے حجت۔ چونکہ قرآن مجید سبب ہے عقول کے بصائر کا پس بطریق اطلاق اسم سبب بر سبب کے اسپر بصائر کا اطلاق ہوا اور اخفش نے کہا کہ قرآن کو بصیرت بطریق مجاز یون کہا جیسے کہتے ہین کہ انت حجۃ علیک۔ تو خود اپنے اوپر حجت ہے اور حدیث مین ہے کہ قرآن تیرے لیے حجت ہے یا تجھپر حجت ہے یعنے قرآن مجید سے جنھون نے نفع پایا انکے واسطے قیامت مین حجت ہے اور جنھون نے اس سے کفر کیا انپر یہ حجت ہے۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اور ہدایت و رحمت ہے ایسی قوم کے واسطے جو اس پر ایمان لاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ لوگون کے درجات متفاوت ہین بعض تو علم توحید مین انتہار درجہ کو پہونچکر گویا آنکھون دیکھنے والے ہوگئے اور یہی عین الیقین کے مرتبہ پر ہین اور بعضے بطریق استدلال و نظر کے یقین پر ہین جنکو علم الیقین والے کہتے ہین۔ اور بعضے مسلمان ماننے والے ہین اور یہی حق الیقین والے عامہ مومنین ہین۔ پس پہلون کے واسطے تو قرآن بصائر ہے اور دوسرون کے واسطے ہدایت ہے اور عامۂ مومنین کے واسطے رحمت ہے۔ اور اولی وہ ہے جو ابو السعود رح نے کہا کہ

Marfat.com

قرآن کا قلوب کے واسطے بصائر ہونا سب کی نسبت متحقق ہے اور اسی سے سب پر حجت قائم ہے اور ہدایت کا ہونا بھی [illegible] مومنون کے ساتھ مخصوص ہے اسواسطے کہ یہی اس کے انوار سے مستفیض ہین مترجم کہتا ہے کہ یہ قول جید ہے اسواسطے کہ اگر یہ [illegible] و [illegible] ن کے واسطے بصائر ہو تو مشرکین کے واسطے درحقیقت بصائر نہوا پس انپر حجت قائم نہوگی حالانکہ یہی عین مقصود ہے علاوہ [illegible] ین مخاطبین کفار کے واسطے بصائر قرار پاوے اور عامہ مومنین اس سے محروم ہون لہذا قول شیخ ابوالسعود صواب ہے واللہ [illegible]

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور جب قرآن پڑھا جاوے تو اسطرف کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اس کلام مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اوپر سے مربوط و اسی پر معطوف ہو یعنے جب بیان فرمایا کہ قرآن مجید لوگون کے واسطے بصائر و مومنون کے واسطے ہدایت و رحمت ہے تو حکم دیا کہ اسکی تعظیم و احترام کے واسطے جب پڑھا جاوے تو خاموش ہوکر سنو اور جو کفار قریش نے نکالا تھا کہ۔ لاتسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ الآیہ یعنے آپس مین ایک دوسرے کو تاکید کرتے کہ اس قرآن پر کان نہ دھرو اور کانون کانون مچادو جیسا کہ ایک آیت مین آیا ہے اس سے منع فرمایا کہ نہین بلکہ تم کان دھر کر سنو تاکہ جو حکمتین و خوبیان اس مین بھری ہین اس سے تمکو نصیحت حاصل ہو۔ دوم احتمال یہ کہ کلام مستانف ہو یعنے یہان سے ایک جدید حکم شروع کرکے بیان فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جاوے یعنے آنحضرت صلعم پڑھ کر سناوین یا کبھی کوئی پڑھے۔ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ تو تم کان لگا کر سنو۔ وَاَنْصِتُوْا اور چپ رہو تاکہ حواس ٹھیک رہین اور خوض سے سمجھو اور نفع پاؤ۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ شاید تم رحم کیے جاؤ۔ یعنے اگر گوش دل سے یقین و انتفاع حاصل کرو تو اُمیدوار ہو کہ اللہ تعالے تمپر رحمت فرماوے۔ اور بعض نے کہا فاستمعوا لہ۔ کے یہ معنے ہین کہ اسپر عمل کرو اور اس کے حکم سے تجاوزمت کرو۔ اور یہ جیسے کہتے ہین کہ اے فلانے ہماری بات سُن یعنے اسی پر کاربند ہو۔ پھر واضح ہو کہ آیت مین استماع و انصات کا حکم آیا وجوب کے واسطے ہے یا سوا اسکے ہے۔ تو بیضاویؒ نے لکھا کہ ظاہر لفظ تو اسی کو مقتضی ہے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو استماع و انصات واجب ہے خواہ نماز مین ہو یا نماز سے باہر ہو ولیکن عامۂ علماء کے نزدیک نماز سے باہر یہ دونون مستحب ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ عامۂ علماء سے شاید شافعیہ عامہ علماء مراد لیے ہین واللہ اعلم و علماء حنفیہ کے نزدیک موافق اصول کے سننے والے پر مطلقاً ہر حال مین سننا و سکوت واجب ہے کما فی الخلاصۃ وغیرہا سوائے چند صورتون کے جو فقہ مین مستثنیٰ ہین اور وہین یہ تفصیل پوری تلاش کرنی چاہیئے۔ اور یہی حضرت حسن بصریؒ و اہل ظاہر کا قول ہے۔ مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جماعت کا امام اگر کوئی آیت رحمت یا آیۂ عذاب پڑھے تو مقتدی کو رحمت مانگنا یا عذاب سے پناہ چاہنا مکروہ ہے بلکہ سکوت کرے۔ کما فیما رواہ عبدالرزاق عنہ۔ ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جسنے کتاب اللہ تعالے کی کوئی آیت کان لگا کر سُنی تو اُسکے لیے کئی گونہ نیکی لکھی جائیگی اور جسنے اُسکو پڑھا اُسکے لیے قیامت مین نور ہوگا۔ رواہ احمد۔ معاویہ بن قرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے اپنے مشائخ مین سے ایک سے یہ بات پوچھی۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا تو جواب دیا کہ جو کوئی قرآن سُنے اسپر خاموش ہونا اور کان لگا کر سننا واجب ہے کما رواہ ابن مردویہ۔ پھر واضح ہو کہ بر تقدیریکہ آیت کریمہ استیناف ہو تو سبب نزول اسکا کیا واقع ہوا۔ اسمین اختلاف ہے۔ ایک قول یہ کہ نماز مین ہے اور اس مین دو قول گویا متحد المعنے ہین ایک یہ کہ نماز مین لوگ باتین کیا کرتے تھے اس سے ممانعت فرمائی۔ دوم یہ کہ نماز مین امام کی قرأۃ سننے و خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ قول دوم یہ کہ خطبہ جمعہ و عیدین مین نازل ہوئی ہے۔ قول سوم یہ کہ آنحضرت صلعم قرآن پڑھتے تھے اور [illegible]

جوان انصاری حاضر تھا تو جب آنحضرت صلعم کچھ پڑھتے وہ بھی وہی پڑھتا جاتا پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کما رواہ ابن جریر عن الزہری رحمہ اللہ۔ اور اس روایت کی اسناد جید ہے اور ائمہ حنفیہ کے واسطے دلیل ظاہر ہے کیونکہ نماز سے خارج استماع و انصات کا حکم ہوا ہے اور تکلف سے تاویل کرنا نہین چاہیئے ہے۔ واضح ہو کہ شیخ مفسرؒ نے قول دوم کو ارجح قرار دیا اور کہا کہ خطبہ مین باتین کرنی چھوڑنے کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور خطبہ ہی کو قرآن سے تعبیر کیا اسواسطے کہ خطبہ مین قرآن کی آیات ضرور ہوتی ہین۔ کمالین مین کہا کہ یہ قول سعید بن جبیر و عطاء و مجاہدؒ سے مروی ہے اور ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ خطبہ جمعہ و عیدین کے بارہ مین ہے۔ و فی تفسیر الحافظ ابن کثیرؒ حسن بصریؒ نے کہا کہ یہ آیت نماز مین و خطبہ سننے کے وقت ہے۔ اور سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ روز عید الفطر و عید اضحیٰ و روز جمعہ اور ان نمازون کے بارہ مین ہے جنمین امام جہر سے (آواز سے) پڑھے۔ اور اسی قول کو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا کیونکہ خطبہ جمعہ کے وقت خاموشی کا حکم ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مفسرؒ نے جو قول اختیار کیا وہ خلاف جمہور ہے اور ارجح بھی نہین حالانکہ خطبہ کتاب مین وعدہ کیا ہے کہ ارجح قول اختیار کرونگا۔ معالم و کشاف و بیضاوی وغیرہ مین اولیٰ و اصح قول اول قرار دیا کہ یہ آیت نماز مین استماع قراءۃ الامام و خود سکوت کرنے کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ خطبہ جمعہ و عیدین تو مدینہ مین ہوا ہے اور یہ آیت مکیہ ہے پس نزول اس کا نماز کی قراءۃ کے بارہ مین ہوا اور یہی قول حضرت حسن بصریؒ و زہری و نخعی کا ہے اور بیہقی نے امام احمد سے روایت کی کہ کہا کہ علماء نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ یہ آیت نماز کی قراءۃ مین نازل ہوئی ہے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت استماع و انصات کا حکم ہے ولیکن نماز فریضہ مین یہ اور زیادہ مؤکد ہوا ہے جبکہ امام جہر سے قراءۃ کرے جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ۔ انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا۔ یعنے امام اسی واسطے کیا گیا ہے کہ اسکے پیچھے اقتدار کیجاوے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو۔ رواہ مسلم و اہل السنن۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز مین لوگ باتین کیا کرتے تھے پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو خاموشی کا حکم کیے گئے۔ مترجم کہتا ہے کہ ابو ہریرہؓ نے کسی اور سے سنکر یہ سبب نزول روایت کیا ورنہ ابو ہریرہؓ کا اسلام لانا زمانہ خیبر مین بعد ہجرت کے واقع ہے۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نماز مین آپسمین ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے تھے پس قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ ابن جریر اور نیز ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انھون نے نماز پڑھی پس کچھ لوگون سے سُنا کہ وے امام کے ساتھ پڑھتے تھے پس جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ اے لوگو کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تم سمجھو اور کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تم بوجھو اور جب قرآن پڑھا جاوے تو اسکو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو فرمایا ہے رواہ ابن جریرؒ۔ پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسی نماز سے جسمین جہر سے قرارت فرمائی تھی سلام پھیر کر فرمایا کہ کیا تم مین سے کسی نے ابھی میرے ساتھ کچھ پڑھا ہے تو ایک نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ تو فرمایا کہ مین کہتا ہون کہ یہ میرے واسطے کیا ہے کہ مین قرآن مین منازعت کیا جاتا ہون راوی کہتا ہے کہ پھر جس نماز مین آنحضرت صلعم جہر سے قراءۃ فرماتے اس مین لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ قراءۃ کرنے سے باز رہے جبکہ اُنھون نے رسول اللہ صلعم سے یہ سُن لیا۔ رواہ احمد و اہل السنن و قال الترمذی حدیث حسن و صححہ ابو حاتم الرازی و زہری رحمہ اللہ نے جو تابعین مین سے بڑے ثقہ مشہور عالم ہین فرمایا کہ جن نمازون مین امام جہر سے پڑھے اس مین کوئی مقتدی کچھ نہ پڑھے اور مقتدیون کو امام کی قراءۃ کافی ہے اگرچہ وہ انکو اپنی آواز نہ سناوے ولیکن جن نمازون مین امام آہستہ پڑھتا ہے اُن مین مقتدی آہستہ بدون آواز نکالے پڑھین اور امام کے پیچھے والے لوگون مین سے کسی کو نہین چاہیئے کہ آہستہ یا آواز سے اُسکے پیچھے کچھ پڑھے کیونکہ

Marfat.com

اللہ تعالے فرماتا ہے واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ علماء مین سے ایک گروہ کا یہی مذہب ہے کہ
نماز مین مقتدی پر کچھ قراءۃ نہین واجب ہے نہ سورۂ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورۃ کی اور یہی امام شافعی کا قول قدیم اور مذہب امام مالک
کا ہے اور یہی امام احمدؒ سے ایک روایت ہے اور شافعیؒ نے قول جدید مین کہا کہ امام کے سکتات مین وہ سورۂ فاتحہ پڑھ لے اور یہی صحابہ و
تابعین واتباع مین سے ایک گروہ کا قول ہے۔ اور امام ابوحنیفہ واحمد بن حنبل نے کہا کہ مقتدی پر کچھ قراءۃ نہین واجب ہے نہ نماز سریہ مین
اور نہ جہریہ مین۔ بدلیل حدیث کہ جسکا امام ہو تو امام کی قراءۃ اُسکے واسطے قراءۃ ہے اور اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند مین مرفوع روایت کیا
اور مؤطا مالک مین جابر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے اور یہی اصح ہے۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین
روایت کیا کہ یہ نماز مفروضہ مین ہے۔ یعنے استماع قرآن وانصات کا حکم نماز مفروضہ مین ہے اور ایسا ہی عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے اور ابن جریر وغیرہ نے عبید بن عمیر وعطاء بن ابی رباح ومجاہد وغیرہم رحمہم اللہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے مترجم کہتا ہے کہ
جمہور کا قول اس کے سبب نزول مین کہ نماز مین استماع قرآن وانصات مین یہ حکم نازل ہوا ہے یہی صحیح ہے اور خطبۂ جمعہ وعیدین مین
استماع وانصات اس مین داخل ہے نہ آنکہ یہی سبب نزول واقع ہوا اسواسطے کہ سبب نزول فی الحقیقۃ متقدم ہوتا ہے اور جمعہ وعیدین
بعد ہجرت کے مدینہ مین واجب ہوئے ہین اور اس تکلف کی حاجت نہین کہ حکم پہلے نازل ہوگیا پھر سبب کا وجود ہوا حالانکہ نماز مین کلام
کرنے وغیرہ سے ممانعت واس مین استماع وانصات کی روایات موجود ہین پس متعین ہوا کہ نماز مین استماع وانصات کے واسطے یہ حکم نازل
ہوا ہے۔ پھر واضح ہو کہ نماز مین قرآن کا استماع وانصات جبھی ہوسکتا ہے کہ دوسرا شخص پڑھتا ہو کیونکہ خود پڑھنے والے سے انصات
کیونکر ہوگا پس جب امام پڑھے تو مقتدی پر استماع وانصات واجب ہے اور یہ بھی جب ہے کہ امام جہر سے یعنے آواز سے پڑھتا ہو۔ اور اسکا
حاصل یہ ہوا کہ جب نماز مین امام آواز سے قرآن پڑھے تو مقتدی اُس کے سُننے پر کان لگاوین خواہ دور کی وجہ سے اُن کو سنائی دے
یا نہ دے اور خاموش رہین اور جب امام آواز سے قرآن نہ پڑھتا ہو مثلاً ظہر یا عصر کی نماز ہو تو اس مین استماع وانصات کا حکم جاری
نہین ہوسکتا ہے پھر واضح ہو کہ جہریہ نمازون مین مقتدی پر امام کی ابتداء سے سب قراءۃ یعنے سورۃ الفاتحہ سے سننا وخود سکوت رکھنا
واجب ہے یا یہ حکم سوائے سورۃ الفاتحہ کے ہے۔ کلام اس مین سزاوار یون ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے بارہ مین شرع سے کیا حکم ثابت ہے وہ
بیان ہو پھر ہر دو صورت مین غور کرنا چاہئے پس صحیحین مین حدیث ہے جسکے معنے یہ ہین کہ نماز نہین اُس شخص کی جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔
ایک روایت مین ہے کہ ادا سے کافی نہین نماز اُس شخص کی جسنے فاتحہ نہ پڑھی۔ مترجم کہتا ہے کہ لفظ مین لاتجزی۔ ہے ومنہاج مین
بیضاویؒ نے کہا کہ الاجزاء ہو الاداء الکافی۔ یعنے کافی طور پر ادا ہونے کو اجزاء کہتے ہین یہین سے کہا گیا کہ اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھی اور
قرآن مین کچھ اور پڑھ لیا تو ادا کافی نہوگی بلکہ ناقص ہوگی اور یہ نہین کہ بالکل باطل ہوا اور اسی پر دلیل ہے قولہ تعالے فاقرؤا ماتیسر
من القرآن۔ یعنے پڑھو جو میسر ہو قرآن سے۔ اور اسی پر دلیل ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جسنے ایسی نماز پڑھی جسمین سورۂ فاتحہ نہ پڑھی
تو وہ خداج ہے یعنے ناقص ہے۔ رواہ الجماعۃ الا البخاری یہین سے حنفیہ نے فرمایا کہ بقدر ماتیسر تو قرآن فرض ہے کیونکہ دلیل قطعی متواتر سے
یعنے قرآن مجید سے ثابت ہے اور احادیث صحاح سے سورہ فاتحہ تمام پڑھنا نکلتا ہے لیکن یہ احادیث متواتر نہین ہین پس بسبب فرق متواتر وغیر
متواتر کے کہا کہ اول تو فرض ہے اور دوم واجب ہے۔ اور یہ فرق خود بدیہی ہے محتاج بیان نہین ہے بدین معنے کہ فرض وواجب اس
طور پر تفریق کیجاوے اور شارح منہاج نے یہ فرق تسلیم کیا اور کہا کہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ پھر ایک حدیث مین سورہ فاتحہ وزیادہ نہ پڑھنے والے

Marfat.com

نماز کو لاصلوۃ فرمایا۔ یعنے آنکہ اجزا نہین ہے۔ اور حدیث معروف جسمین حضرت صلعم نے ایک شخص کو جو اچھی طرح رکوع سجدہ پورا نہ کرتا تھا نماز کا کافی طریقہ سکھلایا اور ایک رکعت کا حال بیان فرماکر اُس سے کہا کہ اپنی تمام نماز مین ایسا ہی کر۔ تو اس سے بعض نے نکالا کہ ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ واجب ہے اور حق یہ ہے کہ اس سے یہ استدلال ضعیف ہے اسواسطے کہ اول رکعت مین سورۂ فاتحہ مع ماتیسر پڑھنے کا حکم دیا تھا پس اگر ایسا ہی کرنے سے ہر ہر جزو کی طرف اشارہ ہو تو ہر رکعت مین فاتحہ مع سورہ واجب ہوا جاتا ہے حالانکہ اس کا قائل کوئی نہین ہے ابو سعیدؓ کی حدیث مین البتہ آیا کہ ہم کو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ پڑھین۔ پس اگر یہ حدیث اپنے اسناد سے ثابت ہو تو دلیل ہوگی کہ ہر رکعت مین فاتحہ واجب ہے۔ اب یہ غور چاہیے کہ سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا وجوب تنہا پڑھنے والے اور امام پر ہے یا مقتدی پر بھی ہے پس بدلیل بعض روایات کے جنمین سورۂ فاتحہ کے ساتھ زائد کا بھی حکم ہے یہ ثابت ہوا کہ تنہا پڑھنے والے یا امام پر یہ حکم ہے کیونکہ مقتدی پر زائد پڑھنا کسی نے نہین کہا اور جابرؓ سے روایت ہے کہ جسنے کوئی رکعت پڑھی اور اس مین سورۂ فاتحہ نہین پڑھی تو اُسنے وہ نہ پڑھی الاآنکہ امام کے پیچھے ہو۔ اور بعض روایت سے معلوم ہوا کہ نماز فجر مین آنحضرت صلعم پر پڑھنا بھاری ہوگیا تو بعد سلام کے فرمایا کہ جب مین جہر سے قراءت کرون تو کوئی کچھ نہ پڑھے سوائے ام القرآن یعنے سورۂ فاتحہ کے کیونکہ جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اُسکی نماز نہین ہے۔ اور اسی حدیث کو ابن حبان نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس مین یون ہے۔ فلا تفعلوا ولیقرأ احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ۔ یعنے امام جہر سے پڑھتا ہو تو تم قراءۃ مت کرو اور چاہیے کہ تم مین سے آدمی سورۂ فاتحہ کو اپنے جی مین پڑھ لے۔ اسیطرح اس حدیث کو طبرانی وبیہقی رح نے بھی روایت کیا۔ اب مین سوال سابق کی طرف رجوع کرتا ہون کہ حکم استماع وانصات کا مطلقاً ہے یا سوائے سورہ فاتحہ کے ہے تو جواب کے دو طریقے ہین ایک تو بیان مذاہب مجتہدین اور دوم تحقیق مقام ولیکن اس مسئلہ کی تحقیق کے واسطے دوسرا مقام بسیط درکار ہے یہان فی الجملہ دلائل کے ساتھ بیان مذاہب پر اقتصار کیا جاتا ہے۔ داضح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ونیز تابعین واتباع رحمہم اللہ مین دونون مذہب والے موجود تھے اور بسبب اُلفت باہمی کے جو لوازم ومقتضیات ایمان سے ہے ایک دوسرے پر انکار نہین کرتے تھے پھر مجتہدین مین سے جس نے تاکید سورۂ فاتحہ پڑھنے پر نظر کی اُنھون نے مقتدی پر بھی امام کی قراءۃ کی حالت مین سورہ فاتحہ پڑھنا واجب جانا ہے لیکن یہ استدلال انکا تعمیم سے ہے یعنے مثلاً آنحضرت صلعم کا ارشاد جسکا حاصل یہ ہے کہ جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اُسنے نماز نہ پڑھی۔ یہ عام ہے امام ومقتدی دونون کو شامل ہے پس مقتدی پر بھی واجب ہے اور اس استدلال مین ضعف ہوجائیگا اگر یہ ثابت ہو کہ امام کی قراءۃ کے ساتھ مطلقاً معارضہ نہین ہوسکتا جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے اگرچہ آیت کریمہ بھی عام ہے پس میرا مقصود اثبات وتضعیف نہین اور نہ قواعد اصولیہ کے موافق تحقیق کرتا ہون بلکہ طریقہ اور راہ بتانا مقصود ہے۔ ہان اُن احادیث سے تقویت لائی جاتی ہے جن مین مقتدی کو سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور بعض علماء نے اسکو بھی نص نہین جانا کیونکہ آواز سے پڑھنے کی اجازت تو مسلم ہے کہ نہین دی گئی بلکہ بقرینہ روایات دیگر اس کی تاویل کرکے کہا گیا کہ عام اجازت سے مراد یہ کہ اپنے جی مین پڑھے یعنے خفیہ پڑھے پس بعید نہین کہ بقرینہ دلائل وروایات دیگر ورفع اختلاف کے جی مین پڑھنے سے (یعنے مقتدی کو ۱۲) حقیقی صورت مراد ہو اگرچہ پڑھنے کا اطلاق مجاز سہی یعنے دل مین پڑھنا ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ متضمن حمد وثناء الٰہی ودعا کو ہے اور خود حدیث قدسی قسمت الصلوۃ جو تفسیر سورہ فاتحہ مین گذری ہے اس کی شاہد ہے پس اس تقدیر پر یہی قول اصح ہوگا کہ امام کی قراءت سُننا اور خود سکوت کرنا مطلقاً واجب ہے جیسا کہ عموم آیت کریمہ سے ظاہر ہے اور نیز حدیث صحیح مسلم وغیرہ جو ابو موسیٰ اشعری رضؓ کی روایت سے گذری کہ اذا قرأ فانصتوا۔ یعنے جب امام تکبیر کہے تو تم اسکے ساتھ تکبیر کہو پھر

جب قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو۔ یہ شاہد قوی ہے اور حدیث مآلی انازع القرآن جو اوپر گزری اپنے عموم پر باقی ہے۔ اسکے بعد
ایسی رکعت پڑھی جسمین سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اُسنے نہ پڑھی الا آنکہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ تو اس سے جیسے اس امر کی تائید نکلی کہ مواضع امام
کے استماع و انصات مطلقاً واجب ہے ویسے ہی حدیث عموم و وجوب قراءۃ فاتحہ کے معنے ظاہر ہوے کہ امام و منفرد مراد ہے مقتدی
اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی جو اوپر گزری اس معنے کے واسطے صریح ہے اور حدیث انما جعل الامام لیؤتم بہ آخر کی مؤید ہے
دوسری حدیث ہے کہ جس نمازی کے آگے امام ہو تو امام کی قراءۃ وہی اس کی قراءۃ ہے پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معنے آیت کریمہ کے
اپنے عموم پر ہین یعنے جب امام قرارت کرے تو مقتدیون پر استماع و سکوت واجب ہے خواہ سورۂ فاتحہ پڑھے یا اس سے زائد اور سابق مین
بیان ہو چکا کہ یہی ائمہ حنفیہ کا اور مشہور امام احمدؒ کا مذہب ہے ہان دعا کرنا دل ہی دل مین جیسے امام آواز سے دعا کرتا ہے جائز ہے بلکہ
مؤکد ہے اور یہ گویا استماع و انصات کے معنے مین ہے۔ اب رہا یہ کہ جن نمازون مین امام جہر نہین کرتا تو پہلے بیان ہوا کہ اسمین آیت کریمہ کا
حکم جاری ہونا بنظر سبب نزول کے مقصود نہین ہے لہذا بعض ائمہ نے اس مین مقتدی پر قراءۃ فاتحہ واجب جانی ہے لیکن ائمہ حنفیہ نے
بدلیل حدیث قراءۃ الامام قراءۃ لہ کے کہا کہ امام ہی کی قراءۃ اس کی قراءۃ ہو گئی پس وہ نہ پڑھے لیکن اس سے عدم جواز نہین نکلتا ہے۔ ہان
ظہر کی نماز مین آنحضرت صلعم کے پیچھے کسی نے کچھ پڑھا تھا اور اسطرح پڑھا تھا کہ آنحضرت صلعم نے سُن لیا تو اسکو فرمایا حتی ظننت ان بعضکم قد
خالجنیھا۔ پس اس سے نکلتا ہے کہ مکروہ جانا ولیکن عدم جواز پر استدلال اس سے ضعیف ہے واللہ اعلم۔ بالجملہ بندۂ ضعیف کو یہان آیت کریمہ
کی تفسیر سے غرض ہے اور اس مین نماز سرّیہ مین یعنے جسمین امام جہر سے نہین پڑھتا استماع و انصات کا حکم جاری نہین پس اس سے بحث کی
بھی یہان کچھ ضرورت نہین ہے اور نماز جہریہ مین مطلقاً استماع و انصات جیسا ائمہ حنفیہ کا مذہب موافق ظاہر آیہ کریمہ ہے مترجم کے نزدیک
قوی و مختار ہے پس حاصل تفسیر موافق اس سبب نزول کے جو جمہور کا قول ہے یہ ہوا کہ نماز مین جب امام آواز سے قرآن پڑھے خواہ سورہ فاتحہ
پڑھتا ہو یا زائد اُس سے تو لوگون پر واجب ہے کہ کان لگا کر سنین اور خاموش رہین۔ اور لفظ آمین چونکہ قرآن مین سے نہین ہے لہذا جب
امام اسکو کہے تو مقتدی بھی آمین کہے خواہ آہستہ سے جیسا کہ ائمہ حنفیہ نے اجتہاد کر کے نکالا ہے یا آواز سے جیسا کہ ائمہ شافعیہ وغیرہ کا مختار ہے
بدلیل احادیث صحاح وغیرہ۔ حاصل آنکہ آمین کے وقت استماع و انصات اسوجہ سے نہین ہے کہ آمین قرآن سے نہین ہے۔ فافہم واللہ اعلم
ف عرائس مین ہے کہ قولہ تعالٰے واذا قرئ القرآن الآیۃ۔ اس مین اللہ تعالٰے نے سب بندون کو ارشاد فرمایا کہ قرآن کو اس حال سے
سنین کہ اُنکے دل حاضر ہون یعنے غفلت مین اڑے ہوے نہون بلکہ دل جمعی سے سنین اور نیتین سچی رکھین اور فضول باتون سے اپنے اسرار کو
ساکن رکھین اور یہ قرآن مجید کا احترام و وقار ہے پس جب حق عزوجل اپنے بندون کو دیکھیگا کہ خطاب کی منزل مین دست بستہ کھڑے اور
فرمان باری تعالٰے کی تعظیم و احترام کرتے ہین تو اُمید ہے کہ فضل سے اُن کے دلون کے اسرار کھول دیگا اور اپنے خطاب کے اسرار سے اُن کو
ذوق عطا فرماویگا اور لطیف اشارات و عجیب اخبار و غریب حکمتین اُنکو کرامت فرماویگا پس جس بندے نے اسکے اسرار کے مقامون کو الٰہی
کے نور سے دیکھا اور اللہ تعالٰے کے کلام پاک کو اسی سے سُنا تو قرآن مجید اسکے حق مین بصائر ہو گیا پس اس سے جمیع صفات کے انوار دیکھے گا
اور ان انوار مین مشاہدۂ ذات پاک جل جلالہ پاویگا اور قولہ ہذا بصائر من ربکم۔ کے معنے سے مستفیض ہوگا والحمد للہ رب العالمین واضح ہو کہ
حرف لعل اس مقام پر ادب و سکون کے ساتھ کلام الٰہی سننے والون کو اُمید دلاتا ہے یعنے جب تم ایسے ہو گے تو امیدوار رہو کہ اسکے انوار
انوار تم پر کشف کیے جاوین۔ بعض مشائخ نے کہا کہ استمعوا الآیہ کے معنے یہ ہین کہ دل لگا کر سُنو شاید تم کو دل کے کانون سے سنائی دے

Marfat.com

[او]ر جو حق تعالے نے تمکو خطاب فرمانے مین رکھی ہے اور لطائف فیوض سے سرفراز ہوکر بسبب خوبی استماع کے وصال تک پہونچو اور برکت [خط]اب سے اس کی رحمت مین غرق ہو جاؤ یعنے جیسے تمکو شریعت عطا ہوئی ہر ویسے ہی آداب خدمت سے توفیق ہو اور واضح ہو کہ اللہ تعالے نے [بن]دون کو جو نعمتین عطا فرمائی ہین ان مین سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آداب بندگی کی توفیق حاصل ہو اور یہ آداب وہ ہین جنسے انبیا علیہم السلام [ا]و اولیا رحمہم اللہ مخصوص فرمائے گئے ہین۔ استاد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر مین خاموشی اختیار کرنا ان لوگون کے آداب مین سے ہے جو درگاہ کے [در]وازہ پر ہین اور سرائر سے خاموشی ان لوگون کے آداب سے ہے جو درگاہ مین پہونچ گئے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے اپنے رسول پاک صلعم کو خفیہ یاد کا حکم دیا۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل مین گڑگڑاتا اور ڈرتا اور پکار سے کم آواز بولنے مین صبح اور شام کے وقتون اور مت

تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَ

رہ بے خبر جو لوگ پاس ہین تیرے رب کے بڑائی نہین رکھتے اسکی بندگی سے اور یاد کرتے ہین اسکی پاک ذات کو اور

سجدہ ع ۲۴ ۱۴

لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

اُسی کو سجدہ دیتے ہین

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً اور یاد کر تو اے محمد صلعم اپنے پروردگار کو اپنے جی مین یعنے بسرا بحالت تضرع یعنے تذلل کے اور بحالت خیفہ یعنے اُس سے خوف رکھنے کے۔ بیضاویؒ وغیرہ نے ذکر کیا کہ محتمل ہے کہ خطاب ہر مخاطب کو عام طور پر قرار دیکر مقتدیون کو حکم ہو کہ امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد خود یہ لوگ آہستہ قراءۃ کرین جیسا کہ شافعیؒ کا مذہب ہے۔ و قال ابن کثیرؒ فی التفسیر اور شیخ ابن جریرؒ نے اور اُنسے پہلے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے زعم کیا کہ مراد اس سے قرآن سننے والے کو حکم ہے کہ استماع کی حالت مین وہ اس صفت پر ہو یعنے اپنے جی مین ذکر کرتا جاوے ثم قال الحافظ اور یہ قول بعید ہے اور پہلی آیت مین جو حکم دیا گیا کہ استماع کے وقت سکوت و انصات رکھین اسکے منافی ہے اور استماع خواہ نماز مین مراد ہو جیسا کہ اوپر گزرا یا نماز و خطبہ جمعہ مین ہو بہر حال یہ معلوم ہے کہ زبان سے اسوقت ذکر کرنے کے بہ نسبت خاموشی افضل ہے چاہے آواز سے ذکر ہو یا آہستہ سے ہو۔ بالجملہ ان دونون علماء کے قول کی کسی نے اتباع نہین کی ہے انتہی کلامہ۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ حافظ کا ظاہر کلام یہان اور اوپر کی آیت کی تفسیر مین اسطرف میلان رکھتا ہے کہ مختار اسکے نزدیک استماع و انصات مین قول شیخ زہری و مالک رہے۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ شیخ حافظ کا اعتراض بر کلام ابن جریر و ابن زید اسی صورت مین وارد ہوتا ہے کہ ذکر نفسی سے مراد یہ ہو کہ آہستہ زبان سے پڑھے اور اگر حقیقت مین ذکر نفسی بدون حرکت زبان کے مراد ہو تو اعتراض وارد نہین ہوتا اور وہ انصات کے منافی نہین ہے۔ قال الخطیب فی السراج یہان ذکر سے اعم مراد ہے جو قراءۃ قرآن و دعا و دیگر اذکار سب کو شامل ہے اور ذکر فی النفس یعنے جی مین ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت و جلال کو جی مین حاضر لاوے کیونکہ جب زبان سے یاد کرنا بدون ذکر قلبی کے ہو یعنے دل مین یاد نہو اور زبان سے ذکر کرے تو وہ بیفائدہ ہوتا ہے اور اُس کا اُلٹا نہین ہے کیونکہ ذکر کا [فائدہ] یہی ہے کہ دل حاضر ہو اور جس کا ذکر کرتا ہے یعنے اللہ عزوجل کی عظمت دل مین آوے انتہی کلامہ۔ مترجم کہتا ہے کہ احادیث مین جو [امام] کے پیچھے نماز جہریہ مین قراءۃ و ذکر و فاتحہ کا حکم آیا ہے انکو اسی معنے کر ذکر نفسی پر محمول کرنے کے واسطے یہان سے شاہد صریح معلوم ہوا اور

ابوہریرہؓ جوراوی حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب الحدیث ہین اُنسے سوال کیاگیا کہ ہم کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہین تو [illegible]
کیاکرین تو جواب دیاکہ اپنے جی ہین پڑھ لے۔پس اس سے نکلا کہ امام کے پیچھے استماع وانصات کا حکم معلوم تھا اور یہان تعارض [illegible]
سوال کیا تو اُنھون نے جی ہین پڑھنے کا جواب دیا پس وہم تعارض دور ہوگیا اور سائل کو یہ وہم نہین تھا کہ ہر حال مین فاتحہ بجہر پڑھنے کا حکم
ہے تو امام کے پیچھے جہر کیونکر کرین جس سے آہستہ پڑھنے کا طریقہ بتلانے سے وہم دور ہوا۔اور وجہ ذکر نفسی مخصوص بقراءۃ فاتحہ ہونے کی یہ ہے
کہ وہ حمد وثنا ءالٰہی و دعا ہے اور مقصود اسمین تعظیم جلال الٰہی وتضرع ہے جسمین اشخاص کی حالت مختلف ہوتی ہے پس ہر ایک کے واسطے
ارشاد ہوا تاکہ اپنی حالت کے موافق فوز حاصل کرے اور یہ امور جو مترجم نے ذکر کیے ارشاد طریقہ لنظر آیات واحادیث ہے تاکہ تعصب وحمیت کو
چھوڑکر حق بات کی تلاش مین رہین پس ذکر نفسی پر محمول کرنے سے کسی تخصیص وغیرہ کی ضرورت نہین پڑتی اور سب مین اتفاق ہوجاتا ہے اور
اس مقام سے ذکر نفسی خود کلام مجید سے ثابت ہوا۔فافہم۔ قال الرازی مین نے بعض اکابر اہل دل کو سنا کہ جب مریدون مین سے کسی کو
خلوت وذکر کا حکم دینا چاہتے تو اسکو چالیس راتون تک خلوت وتصفیہ کا حکم دیتے پھر جب یہ مدت پوری ہوتی اور تصفیہ حاصل ہوتا تو
اللہ تعالے کے ننانوے پاک نام اسکو پڑھنے کا حکم دیتے اور مرید سے کہتے کہ ان نامون کے ذکر کے وقت اپنے قلب کو دیکھتا رہے جس نام کے سُننے پر
قال یعنے اسکو پڑھ کر سنائے جاتین ۱۲
اسکا شوق بڑھے اور دل مین اسکی تاثیر قوی بڑھے اس کو نگاہ رکھے پھر اس سے فرماتے کہ تو آگاہ رہ کہ اسی نام پاک کی مواظبت وذکر سے
تجھپر ابواب مکاشفات مفتوح ہونگے پس اسی کو ہر دم یاد مین رکھ اور یہ طریقہ لطیف وپسندیدہ ہے انتہی کلامہ۔پھر اس مقام پر اللہ تعالے نے
واذکر ربک۔فرمایا اور آذکر الٰہک یا اور کسی نام پاک سے نہین فرمایا اور ربک باضافت فرمایا پس اس مین نہایت رحمت وفضل واحسان کی
طرف دلالت ہے اور مقصود یہ کہ اس نام کے سنتے وقت بندہ خوش ہوکر پھولا نہ سماوے کیونکہ اس سے ایسے ایسے بے تعداد اقسام کے انعام
اسکو یاد آدینگے جس سے اسکی اُمید بہت قوی ہوجائیگی اور گاہے بمقتضاے طبیعت اس احسان پر نظر کرکے حضرت منعم عزوجل کی طرف تضرع
لاوے لیکن جب قولہ تضرعاً وخیفۃ۔دونون کو سنا تو خوف واُمید دونون بدرجہ کمال ہوجائینگے جیساکہ خبر مین وارد ہے کہ مومن کا خوف و
اُمید اگر تولے جاوین تو برابر نکلین اور بعض نے کہاکہ یہ حالت صحت کا حال ہے اور بنابر قول بعض علماء کے جسقدر امید کو غلبہ ہو اسیقدر
خوف بڑھتا ہے اور حالت مرض مین چاہیئے کہ جانب اُمید کو غلبہ ہو اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ایک جوان کے پاس
گئے درحالیکہ وہ موت مین تھا پس فرمایا کہ تو کیونکر اپنے آپ کو پاتا ہے۔عرض کیا کہ یارسول اللہ مین اپنے پروردگار سے اُمیدوار ہون ولیکن
گناہون سے خوفناک بھی ہون تو فرمایا کہ ایسے وقت مین یہ دونون باتین کسی مومن کے دل مین جمع نہین ہوتی ہین مگر آنکہ اللہ تعالے اس کی
اُمید اسکو پوری کردیتا ہے اور اسکے خوف سے اسکو امن مین کردیتا ہے کذا فی السراج مختصراً تفسیر سے واضح ہوا کہ یاد کر اپنے پروردگار کو اپنے
جی مین گڑگڑاہٹ وخوف کے ساتھ۔وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اے فوق السر ودون الجہر۔اور سر سے اوپر اور جہر سے نیچے قول کے ساتھ
یعنے درمیانی آواز سے نہ بالکل آہستہ ہو اور نہ بلند ہو۔بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ غدو اور آصال مین۔غدو جمع غدوہ اور وہ طلوع فجر سے طلوع
شمس تک یعنے پو پھٹنے سے سورج نکلنے تک غدوہ بضم اول کہلاتا ہے اور آصال جمع اصیل مانند ایمان ویمین ہے اور وہ عصر سے غروب آفتاب تک
ہے۔حاصل کلام آنکہ طلوع فجر سے سورج نکلنے تک اور عصر سے غروب تک اپنے پروردگار کو اپنے جی مین تضرع وخوف کے ساتھ
اور درمیانی آواز سے یاد کر۔وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور غافلون مین سے مت ہو۔یعنے اپنے پروردگار کی یاد سے اور ہر ایسی چیز
سے جس سے اس کی رضامندی وقرب حاصل ہو اس سے غافل مت ہو۔پس اگر خطاب آنحضرت صلعم کو ہے تو بمانند قولہ ولا تکونن

Marfat.com

ہونا مطلق [illegible] خطاب آپ کو اور مقصود امت والے لوگ ہین یا تعریض ہے کافرون پر یعنے تو اپنے
[illegible] این مشرکون کے جو ضلالت وگمراہی مین غافل پڑے ہین اور تاویل دوم وسوم اظہر ہے۔ اگر کہا جاوے کہ غدو
وآصال کی تخصیص کیون ہے تو جواب آنکہ دوام کی طرف ارشاد ہے یعنے ہمیشہ ایسا ہی کرا اور حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے کو بندہ کی وہ
عبادت پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑی ہو۔ اگر کہا جاوے کہ انھین دو وقتون مین منحصر ہے تو جواب یہ کہ نہین بلکہ ہمیشہ یاد الٰہی مین رہنا
مقصود ہے اور اسیواسطے کہا گیا کہ غدو اور آصال سے جملہ اوقات مراد ہین مگر تغلیباً اُن کو غدو وآصال کہا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ
پھر ان مین انھین دو وقتون کو ترجیح کیون دی گئی۔ تو جواب یہ کہ مفسرین نے اسکے وجوہ بیان کیے ہین ازانجملہ یہ کہ دونون وقت
باعتبار اوقات کے اشرف ہین اور یہ کہ فجر کو آدمی نیند سے اُٹھتا ہے جو چھوٹی موت ہے پس مستحب ہے کہ جاگتے ہی یاد الٰہی مین شکرانہ
ادا کرتا ہوا اُٹھے اور ایسا ہی آصال مین خواب کے وقت یاد الٰہی پر سونا مستحب ہے تاکہ اس موت کے وقت خاتمہ یاد پر ہو کیونکہ یہ نہین
جانتا کہ صبح کو اُٹھایا جاویگا یا خاتمہ عمر ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ بندہ جس حال پر مرا اُسی حال پر اُٹھایا جائیگا۔ تمام تفصیل
فتاوی ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ کتاب الاذکار جلد چہارم مین ہے۔ ازانجملہ آنکہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر روز اللہ تعالے کے ستّر ہزار فرشتے
صبح مین اُترتے اور بندون کے اذکار واعمال صالحہ لیکر بعد نماز فجر کے آسمان کو جاتے ہین اور اسیوقت دیگر ستّر ہزار اُترتے ہین اور دونون
گروہ باہم ملاقی ہوتے ہین اور دوسرا گروہ بعد نماز عصر کے چڑھتا ہے اور دیگر ستّر ہزار جدید اُترتے اور باہم ملاقی ہوتے ہین پھر اسیطرح برابر
جاری ہے پس بعد نماز فجر اور نماز عصر کے ہر دو گروہ کے صعود ونزول کا وقت متبرک ہے پس یاد الٰہی ہر دو وقت مستحب ہے واضح ہو
کہ یہ توجیہ وتاویل اس تقدیر پر ہے کہ اب بھی ایسا ہی فضل موجود ہے چنانچہ احادیث اسپر دلالت کرتی ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا
کہ اللہ تعالے نے شروع روز اور آخر روز مین کثرت سے یاد الٰہی کرنے کا حکم دیا جیساکہ دوسری آیت قولہ تعالے فسبح بحمد ربک قبل طلوع
الشمس وقبل الغروب۔ مین ہے اور یہ حکم اُسوقت تک تھا کہ معراج شریف واقع نہوئی اور پنجگانہ نماز فرض نہوئی تھی اور یہ آیت مکیہ ہے۔
مترجم کہتا ہے کہ آیت کریمہ اگرچہ مکیہ ہے لیکن اس سے نماز پنجگانہ فرض ہونے سے پہلے یہ حکم ہونا متیقن نہین ہوسکتا اس واسطے کہ معراج
بھی مکہ مین واقع ہوئی ہے اسیواسطے علماء نے موافق احادیث کے ان دونون وقتون کی فضیلت بیان کردی۔ پھر واضح ہو کہ خطاب
اگرچہ آنحضرت صلعم کو رکھا جاوے تاہم شمول اسکا امتیون کو بھی ہے اور اللہ تعالے نے ملائکہ کی عبادت سے مومنون کو آداب خدمت پر
رغبت کی دلائی۔ کما قال تعالے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ البتہ وہ بندے جو تیرے پروردگار کے پاس ہین۔ قرطبیؒ نے کہا کہ بالاجماع
اس سے ملائکہ مراد ہین۔ عند ربک سے مراد یہ کہ ایسے مقام مین ہین کہ سوائے اللہ تعالے کے وہان کسی کا حکم نافذ نہین ہے۔ اور بعض نے کہا
بالاعزاز والتکریم کہے ہے یعنے ازراہ کرامت کے انکو تقرب الٰہی حاصل ہے اور مسافت کی راہ سے نزدیکی مراد نہین ہے اسواسطے کہ اللہ عزوجل
مکان وزمان سے پاک برتر ہے اور ہر چیز اسکی مخلوق ہے۔ بالجملہ فرشتے جو آسمانون پر ہین۔ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ تکبر نہین
کرتے اللہ عزوجل کی بندگی کرنے سے کیونکہ اللہ تعالے جل جلالہ کی عظمت وکبریائی کے آگے خائف وہراسان وگڑگڑائے ہوئے
ہین چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آسمانون مین چار انگل جگہ نہین مگر آنکہ کوئی فرشتہ وہان سربسجدہ پڑا ہے اور برابر
اللہ کی تسبیح کرتے ہین۔ وَیُسَبِّحُوۡنَہٗ اور فرشتے اللہ تعالے کی تسبیح کرتے ہین یعنے ہر ایسی چیز سے جو جناب باری تعالے جل جلالہ کے
شایان نہین ہے پاکی بیان کرتے ہین۔ وَلَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ اور اسی کے واسطے سجدہ کرتے ہین۔ اس مین آدمیون پر تعریض ہے

کیونکہ یہ لوگ شرک وکفر کرتے اور سر بسجدہ نہین ہوتے ہین۔ حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ... ملائکہ اپنے پروردگار کے سامنے صف باندھتے ہین کہ پہلے صف پوری کرتے ہین پھر اُس کے بعد والے صف پوری کرتے ... بعد والے پوری کرتے ہین اسیطرح صفین بھرتے ہین اور باہم صف مین ملے ہوے جمے ہوے رہتے ہین الحدیث ... قرآن ... رہ ہے پڑھنے والے اور سننے والے دونون پر بالاجماع واجب ہے اور احادیث وآثار اس سجدہ و دیگر سجدات مین بہت ہین ... فی السراج اس آیت مین اشارہ ہے کہ اعمال کی دو قسمین ہین ایک اعمال قلوب ودوم اعمال جوارح پس اعمال قلوب ... یہ ہے کہ اللہ تعالے کو ہر ایسی چیز سے جو اُسکے سولے ہے پاک وبرتر سمجھے اور قولہ ویسبحونہ سے اس طرف اشارہ ہے اور اعمال جوارح ... اعضا سے ادا ہوتے ہین ان سے بقولہ ولہ یسجدون۔ اشارہ فرمایا پس اعتقاد پاکیزہ رکھے جو اللہ تعالے کے کلام وسنت رسول اللہ ... سے ثابت ہے اور اعمال خیر خواہ قلبی ہون یا جوارح سے ہون ادا کرے اور ملائکہ کے ساتھ موافقت کرے پس ثواب ان سے زیادہ پاویگا انشاء اللہ تعالے اور ملائکہ ایسے بندون کے واسطے مغفرت کی دعا کرتے ہین۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ مامن عبد یسجد للہ سجدۃً الحدیث۔ یعنے جو کوئی بندہ اللہ تعالے کے واسطے کوئی سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اُسکا درجہ بڑھاتا اور اُس سے گناہ میٹ دیتا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ نماز کے سوائے آنحضرت صلعم سجدہ کی سورہ پڑھتے اور آپ سجدہ کرتے اور ہم لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کرتے حتی کہ بعضے ہم مین سے اپنی پیشانی رکھنے کو ٹھکانا نہین پاتے تھے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آدمی نے جب سجدہ پڑھا اور سجدہ کیا تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہے کہ ارے میری موت آوے آدمی کو سجدہ کا حکم کیا گیا اُس نے سجدہ کیا تو اُس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا مین نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔ و فی الباب احادیث ف فی العرائس قولہ تعالے واذکر ربک فی نفسک۔ یاد کر اپنے پروردگار کو یہان تک کہ اپنے آپ کو حی القیوم کی بقا سے باقی اور اپنی خودی سے فانی کرے اس حال سے کہ تجھے اپنی عبودیت کا یقین ہو اور حضرت حق عز وجل کی جناب کبریائی مین سوائے اس کی عظمت وجلال کے تجھے اپنا نفس نظر نہ آوے اور غیر حق عز وجل کو نہ دیکھے اور یہی قولہ تضرعاً وخیفۃ کے معنے ہین کہ عظمت وجلال کے سوائے کچھ نظر نہ آوے اور اپنے بندہ ہونے کا یقین ہو۔ اور نیز قولہ واذکر ربک الخ یعنے پروردگار کے اوصاف سے اپنے نفس مین اس کو یاد کر گویا تو اسرار قدم کو اُٹھائے ہوئے ہے اور اپنے نفس واس کے اوصاف سے فانی ہے اور نیز یہ معنے ہین کہ یاد الٰہی عز وجل کو اپنے نفس تک پہونچا کیونکہ قلب ہی اُس کا تختگاہ ہے جسکو تو یاد کرتا ہے حسینؒ نے اس آیت مین کہا کہ واذکر ربک فی نفسک سے اشارہ ہے کہ یاد الٰہی کو اپنے نفس پر بھی ظاہر مت کر کہ وہ اس کے عوض کا خواستگار ہو اور سب سے زیادہ بہتر ذکر وہ ہے جسپر سوائے حق عز وجل کے اور کوئی واقف نہو اور علی ہذا جسقدر اذکار زیادہ خفی ہون اُسیقدر بہتر ہین۔ قولہ تعالے ولاتکن من الغافلین۔ یعنے ہم سے کسی اور طرف مشغول نہو اور ایسے لوگون مین سے مت ہو جو انعام فرمانے والے سے نظر خطا کر کے انعام کی طرف ڈالتے ہین۔ اشارہ مین حق تعالے نے اپنے رسول علیہ السلام کو خطرات وسواس سے نفس کو بچائے رکھنے کا حکم دیا اور کہا کہ مجھے میرے ساتھ یاد کر نہ اپنے ساتھ۔ کیونکہ جو حق تعالے کو اپنے آپ سے یاد کرے وہ غافل ہے اور جو اسی سے یاد کرے وہ ذکر وفکر سے اٹھا کر کشف جمال تک پہونچایا جاتا ہے۔ سہلؒ نے کہا کہ مین تم سے سچ بات یقین کے ساتھ کہ جس کا کوئی سانس بدون یاد الٰہی چلا گیا وہ غافل گیا۔ بعض نے کہا کہ غافل وہ شخص ہے جو اس بات سے غافل ...

Marfat.com

...ہونے کیا بعض نے کہا کہ وہ غافل ہے جو حقائق امور سے نادان رہا۔ اُستاد رحمہ نے کہا کہ تصریح یہ ہے کہ کشف جمال سے ... اور غیرہ یہ ہے کہ کشف جلال بحالت ہیبت ہوا اور یہ اکابر بندگان خدائے تعالے کا حال ہے اور جو اُن سے نیچے درجہ میں تو اُن کے احوال از راہ خوف و رغبت وغیرہ کے طرح طرح کے ہوتے ہین اور جو ان سب سے اوپر ہین وہ اصحاب بقار و فنار و صحو و محو ہین اور ان سے اوپر اصحاب حقائق ہین جو مقام تمکین مین ثابت ہین پس ان پر کسیطرح کا تلون اثر نہین کرتا اور کسی امتحان مین وہ مشاہدہ سے اور مقام بحق سے متزلزل نہین ہوتے ہین۔ پھر اللہ تعالے کے ان بندون کو جو بزرگ عارفین ہین سے ملائکہ مقربین مقام عندیہ مین ہر بُرے وصف و بدخصلت سے پاک اور درگاہ الٰہی مین بعبودیت حاضر ہین بیان فرمایا۔ بقولہ ان الذین عند ربک لا یستکبرون الآیۃ۔ یہ لوگ بروقت ظہور انوار عظمت کے عبودیت و فنار کے ساتھ ذات مقدس قدیم کی تنزیہ و پاکی بیان کرتے اور کشف جمال ازلی مین حیران و مبہوت ہین اور اگر قدرت کاملیہ حق سبحانہ تعالے سے حجاب نہوتا تو اس کشف جمال و جلال مین جل جاتے۔ ہکذا قال فی ہذا المقام ولیقول المترجم برخلاف ائمہ تفسیر کے شیخ نے اس مقام پر شاید ان الذین سے فرشتے و دیگر بندگان خاص بھی شامل مراد لیے ہین کیونکہ مقام کشف جمال مین مبہوت و عشق مین متحیر قرار دیا حالانکہ تحقیق ہے کہ ملائکہ اس صفت خاص مین شریک نہین بلکہ محض کشف جلال و اُس کے امثال مین شامل ہین۔ فلیتامل فی ہذا المقام حتیٰ یظہر لک حقیقۃ الحال واللہ اعلم

## سُورَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ وَھِیَ خَمْسٌ وَسَبْعُوْنَ اٰیَۃً

حضرت حسن بصری و عکرمہ و جابر بن زید و عطار و عبد اللہ بن الزبیر وغیرہم علما رمفسرین نے مطلق تصریح کر دی ہے کہ یہ سورہ مدنیہ ہے اور یہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور انھون نے اس مین سے کچھ استثنار نہین کیا۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ یہ سورہ بدر مین نازل ہوئی اور ایک روایت مین کہا کہ یہ سورۂ بدر ہے اور سعد بن ابی وقاص رض کی روایت جسمین درخواست شمشیر سعید بن العاص ہے اور عنقریب انشار اللہ تعالے آتی ہے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے جو ابن عباس رض کا قول ہے لیکن قرطبی رح نے لکھا کہ ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ یہ سورہ مدنیہ ہے سوائے سات آیتون کے یعنے قولہ واذ یمکر بک الذین کفروا الآیات۔ کے کہ یہ آیات مکیہ ہین اور اسی طرف مفسر رح نے اشارہ کیا بقولہ او الا قولہ واذ یمکر بک الذین آلخ۔ یعنے یہ سورہ تمام وکمال بدون استثنار کے مدنیہ ہے جیسا کہ جمہور سے اور اکثر روایات مین ابن عباس سے ثابت ہے یا یہ سورہ مدنیہ ہے سوائے قولہ واذ یمکر بک الآیات کے۔ اور یہ استثنار ان آیات کی تفسیر سے انشار اللہ تعالے واضح ہو گی لیکن اول قول کہ تمام سورہ مدنیہ ہے ارجح بلکہ اصح ہے اور اس سورہ تمام آیات پچھتر یا چھتر یا ستتر ہین اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی نماز مغرب مین اس سورہ کو پڑھا ہے کما رواہ الطبرانی بسند جید۔ اور ایک ہزار پچھتر (۱۰۷۵) کلمات اور پانچ ہزار اسی (۵۰۸۰) حروف ہین۔ ہکذا ذکرہ غیر واحد الحافظ ... مدنیۃ وآیاتہا اربعون وست آیات وکلماتہا الف وستمائۃ واحدی وثلثون کلمۃ وحروفہا خمسۃ آلاف ومائتان واربعۃ ... فاللہ اعلم قلت ہکذا فی النسخۃ الحاضرۃ والظاہر انہ من سہو الکاتب والصواب ما قال غیرہ فافہم۔ واضح ہو کہ آیات کا ... یقینی ہے اور اختلاف ان مین بوجہ عدم وقوف اہل شمار کے واقع ہوا اور یہ امور ہمہ مین سے نہین کیونکہ اس سے

کوئی کمی بیشی وکسی قسم کا تغیر کلام مین مطلقاً نہین ہوسکتا ہے اور تمام تحقیق اس کی ضمن مقدمہ
مدنیہ پچھتر یا چھہتر یا ستتر آیات کا ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع ہی اللہ تعو کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا مہربان ہے

يَسۡئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ

تجھ سے پوچھتے ہین حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت اللہ کا ہو اور رسول کا سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس مین

اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝

حکم مین چلو اللہ کے اور اُسکے رسول کے اگر ایمان رکھتے ہو

واضح ہو کہ تفسیر مین کلام تین طرح سے ہے۔ اوّل تفسیر موافق زبان عربی۔ دوم سبب نزول۔ سوم معانی و بیان مذاہب۔ واضح ہو کہ
قولہ یسئلونک۔ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ انفال کی حقیقت شرعی سے سوال کرتے ہین۔ دوم یہ کہ انفال معہودہ سے کہ کیونکر یہ مال غنیمت
تقسیم ہو جیسا کہ بیان سبب نزول سے ظاہر ہوگا۔ انفال جمع نفل بالتحریک مراد اس سے مال غنیمت ہے اور اصل مین نفل بمعنے زیادت ہے
اور غنیمت کو نفل اسواسطے کہا گیا کہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے فضل وعطیہ ہے اور اسواسطے کہ غنیمت اس اُمت کو دیگر اُمتون سے بطور
فضل وزیادت کے حلال کی گئی کیونکہ اگلی اُمتون پر حلال نہ تھی اور یہ منجملہ خصائص اس اُمت مرحومہ کے ہے جیسا کہ قولہ تعالے
تلک الرسل فضلنا بعضہم الآیہ کی تفسیر مین احادیث صحیحہ سے بیان ہو چکا ہے اور نفل اس مال کو بھی کہتے ہین جو امام المسلمین یا سردار لشکر
کسی ایسے غازی کے واسطے شرط کر دے جو خطرناک امر جہاد مین اپنے آپ کو ڈالے اور اسلیے اُسکو نفل کہتے ہین کہ یہ مال اُسکے معمولی حصہ
سے زائد ہوتا ہے اور نیز غنیمت کو نفل اسلیے بھی کہتے ہین کہ غازیون کو راہ حق مین جہاد کرنے سے جو ثواب ملتا ہے وہ نوبت کچھ ہے اور غنیمت
بھی ان کو بطور فضل وزیادت کے حلال فرمائی۔ لفظ نفل کا اطلاق دیگر معانی پر بھی آتا ہے از انجملہ قسم وابتغار وغیرہ ہے اور نافلہ نماز تطوع
کیونکہ وہ فرائض پر زائد ہے اور یہین سے کہا گیا کہ قولہ تعالے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک۔ مین نافلہ بمعنے زائد از فرائض پنجگانہ ہو اگرچہ
آنحضرت صلعم پر تہجد واجب تھی اور ایسے ہی قولہ علیہ السلام زادکم صلوۃ ہی خیر لکم الحدیث۔ دربارہ وتر کے اسی معنے پر ہے پس نفل فقہی
اصطلاح نفل متعین نہین ہوسکتی حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ رح نے کہا کہ وتر بدلائل شرعی واجب ہے۔ وصوم نفل یعنے زائد از رمضان و
واجبات۔ اور نیز نافلہ بمعنے فرزند کا فرزند کیونکہ فرزند سے زائد ہے خواہ پوتا ہو یا پوتی ہو ومنہ قولہ تعالے ویعقوب نافلۃ یعنے اسحٰق
سے زائد اسکے فرزند یعقوب کو ہم نے عطا کیا بالجملہ مراد یہان نفل سے غنیمت ہے والانفال ای غنائم اور ابن عباس رض
ای المغانم جمع مغنم کی اور یہی غنیمت سے مراد ہے یعنے جو مال کہ جہاد کے لوٹ مین حاصل ہو اور تعریف فقہ مین مسطور ہے
آیت کریمہ کے سبب نزول مین اختلاف ہے اور مفسر رح نے اختیار کیا کہ جنگ بدر کے لوٹ کے بارہ مین نازل ہوئی
آنحضرت صلعم کا جسمین آپ شریک تھے وہ غزوۂ بدر واقع ہوا اور اللہ تعالے نے اسمین مومنون کو باوجود قلت
دی اور عجیب وغریب معجزات آنحضرت صلعم کے ہاتھون پر ظاہر فرمائے اور کافرون کو خوار کیا۔ پس قولہ تعالے

Marfat.com

[illegible] مین جھگڑے اصحاب کہ یہ انفال کسکے لیے ہین یہی اکثر مفسرین کا قول ہے کہ آیت دربارہ مغانم بدر کے نازل ہوئی عن سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے سورۂ انفال کو پوچھا تو فرمایا کہ بدر مین نازل ہوئی۔ کما رواہ البخاری۔ حافظ ابن کثیر رح نے لکھا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی انفال بمعنے غنائم ہین اور وہ خالص آنحضرت صلعم کے واسطے تھے اس مین سے کسی کا کچھ نہ تھا مترجم کہتا ہے کہ ظاہر مراد یہ کہ غنائم بدر کو اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کے واسطے کر دیا پھر آپ نے اسکو جسطرح چاہا مسلمانون کے درمیان بانٹ دیا۔ فافہم۔ نیز ابن عباس رض سے ایک شخص نے انفال کا مسئلہ پوچھا تو جواب دیا کہ گھوڑا بھی نفل سے ہے اور آدمی کا مع سوار کا ساز و سامان بھی نفل ہے پھر اس نے اپنا سوال دوہرایا اور پھر ابن عباس رض نے وہی جواب دیا تب وہ بولا کہ مین اُس انفال کو پوچھتا ہون جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مجید مین ذکر فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ برابر وہ شخص پوچھتا گیا یہانتک کہ قریب ہوا کہ ابن عباس رض کو حرج مین ڈالے تو ابن عباس رض نے کہا کہ اس پوچھنے والے کی مثل ضبیع کی سی ہے جسکو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔ رواہ ابن جریر اور عبدالرزاق نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رض کا یہ حال تھا کہ جب اُن سے بات پوچھی جاتی تو فرماتے کہ مین تجھے حکم نہین دیتا اور نہ منع کرتا ہون۔ پھر ابن عباس رض نے کہا کہ قسم اللہ تعالے کی کہ آنحضرت صلعم کو اللہ تعالے نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ زجر کرین اور حکم دین اور حلال کو حلال بنا وین اور حرام کو حرام بنا وین پھر راوی نے اُسی شخص کا قصہ بیان کیا جسنے انفال سے پوچھنا شروع کیا تھا اور ابن عباس رض نے آخر کار کہا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ضبیع تھا کہ عمر رض نے اس کو مارا یہانتک کہ خون اس کی ایڑیون پر جا کر بہا تو سوال کرنے والے نے کہا کہ آپ ہوشیار ہو جائیے کہ آپ نے جو عمر رض کے حق مین تعریض کی تھی سو اللہ تعالے نے آپ سے اس کا بدلا لے لیا۔ قال الحافظ اسنادہ صحیح۔ پھر ابن کثیر رح نے لکھا کہ نفل کی تفسیر یہ کی گئی کہ نفل وہ مال جو امام المسلمین کسی غازی کو ایسے کافر مقتول کا گھوڑا و ہتھیار وغیرہ دیدے جسکو اسی غازی نے قتل کیا ہو اور بہتیرے فقہاء کی سمجھ مین نفل کے سے یہی معنے متبادر ہوتے ہین۔ مجاہد رح سے روایت ہے کہ سوال کرنے والون نے آنحضرت صلعم سے پانچوین حصہ کا حال پوچھا تھا جو چار پانچوین حصے تقسیم کرنے کے بعد رہتا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المترجم واضح ہو کہ اب جہاد مین یہ حکم ہے کہ جو کچھ لوٹ کا مال جمع ہو اُس کے پانچ حصے کیے جاوین اس مین سے پانچوان حصہ تو رسول اللہ صلعم کے واسطے ہے اور اس مین اختلاف ہے کہ وہ بیت المال مین رہیگا یا آنحضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہے اگرچہ اس زمانہ مین بعد وفات آنحضرت صلعم کے آنحضرت صلعم کے واسطے اسکا مخصوص ہونا متعذر ہے اور باقی چار پانچوین حصے غازیون پر موافق حکم شرع کے تقسیم ہوتے ہین۔ پس مجاہد رح کے قول کا یہ مطلب ہے کہ پانچوان حصہ جو نکال لیا گیا اس کے بارہ مین سوال کیا گیا تھا۔ اور عطاء بن ابی رباح سے اس آیت کے معنے مین روایت ہے کہ پوچھنے والون نے انند گھوڑے و غلام و باندی کے ہر ایسے مال کا حکم پوچھا جو بدون لڑائی کے مشرکون کے لشکر سے بھاگ کر مومنون کے قبضہ مین چلا آیا ہے بس حکم دیا کہ وہ خالص آنحضرت صلعم کے واسطے ہے جو چاہین کرین۔ قال الحافظ۔ عطاء رح کا یہ کلام مقتضی ہے کہ انھون نے انفال کو بمعنے فئے لیا ہے کیونکہ فئے البتہ وہ مال ہے جو بدون لڑائی کے قبضہ مین آیا اور وہ مخصوص آنحضرت صلعم ہے۔ اس کو جو چاہین کرین۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ و شعبی رح نے فرمایا کہ بروز زحف کچھ نفل نہین اور نفل جبھی ہے کہ دونون طرف کے لشکر نہ بھڑے ہون۔ اور ایک گروہ علماء نے کہا کہ انفال سے انفال سرایا مراد ہے۔ علی بن صالح بن حیی سے پہونچا ہے کہ آیت مین کہا کہ مراد انفال السرایا۔ ہے اور اُسکے معنے یہ ہین کہ امام المسلمین جو کچھ بعض سرایا کو باقی لشکر کے ساتھ انکے

Marfat.com

حصہ بانٹ سے زیادہ دبوے اور شعبیؒ نے اس کو مصرح بیان کر دیا ہے۔ اور شیخ ابن جریرؒ نے کہا کہ
ہے جو حصہ بانٹ سے زائد ہوا اور اسی کا شاہد ہے جو سبب نزول اس آیت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی سے
بدر کی لڑائی ہوئی اور میرا بھائی عمیرؓ شہید ہوا تو میں نے اس کے عوض میں سعید بن العاص کافر کو قتل کر ڈالا اور اس کی
اور اس کا نام ذو الکنیفہ تھا پس جب میں حضرت صلعم کے حضور میں لایا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو جا کر قبض میں بھیر دے
ہوا حالانکہ میرے دل میں بھائی کے قتل اور اسباب چھن جانے سے جو کچھ تھا اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پس میں تھوڑی دور
کہ سورہ انفال نازل ہوئی پس آنحضرت صلعم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اب جا کر وہ سامان لے لے۔ رواہ احمد و قد رواہ من وجہ آخر عن
(یعنے تلوار مذکور جو اچھی تھی ۱۲)
من ہذا و قد رواہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی و قال الترمذی حسن صحیح اور ابو داؤد طیالسیؒ نے مصعب بن سعد کے طریق سے
روایت کی کہ میرے حق میں چار آیتیں اتریں ایک تو میں نے بدر کے روز ایک تلوار مال غنیمت سے لا کر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ
تلوار آپ مجھے نفل دیدیجئے پس آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ جہاں سے تو لایا ہے وہیں اس کو رکھ دے پھر میں نے سوال کو دوہرایا تو فرمایا
کہ وہیں رکھ دے جہاں سے تو لایا ہے پھر یہ آیت اتری قولہ یسئلونک عن الانفال الآیہ۔ اور پوری حدیث تحت قولہ و وصینا الانسان
بوالدیہ حسنا الآیہ کی تفسیر میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی باقی تین آیتیں اس حدیث میں ایک یہی قولہ و وصینا الانسان۔ ہ اور دوم قولہ
انما الخمر والمیسر الآیہ ہے۔ اور سوم آیۃ الوصیۃ ہے۔ اس حدیث کو مسلمؒ نے بھی صحیح میں روایت کیا ہے۔ محمد ابن اسحاق نے ابا اسید مالک
بن ربیعہ سے روایت کی کہ میں نے ابن عائذ کی تلوار جسکا نام مرزبان کہلاتا تھا بدر کے روز پائی پھر جب آنحضرت صلعم نے لوگوں کو حکم دیا
کہ جو کچھ انکے ہاتھوں میں نفل ہے وہ سب غنیمت میں واپس کریں تو میں بھی اس کو جا کر ڈال آیا اور حضرت صلعم کی شان سے تھا کہ جو کوئی
آپ سے سوال کرتا اس سے نہیں نہ کرتے پس ارقم بن ابی الارقم مخزومی نے اس کو دیکھ کر حضرت صلعم سے مانگا تو آپ نے اسکو وہ تلوار دیدی
و قد رواہ ابن جریر من وجہ آخر۔ مترجم کہتا ہے کہ اس قول کا حاصل یہ ہے کہ بدر میں جو غنیمت جسکے ہاتھ آئی اسکے سوال کرنے کے بارہ
میں آیت اتری ہے ولیکن مفسر رحمہ اللہ و دیگر ائمہ تفسیر نے تمام نزول اس بارہ میں نہیں قرار دیا اسواسطے کہ تمام کلام اس سبب مذکور سے
خوب مرتبط نہیں ہے ہاں دوسرا اسباب نزول البتہ مناسب ہے جو عبادہ بن الصامت رضی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم
کے ساتھ نکلے اور بدر میں حاضر ہوئے اور لشکر اسلام اور لشکر مشرکین میں مقابلہ ہوا پس اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست فاش دی پس
ایک گروہ اہل اسلام کا دشمنوں کے پیچھے ہوا جو ان کو قتل کرتا اور قید کرتا تھا اور دوسرا گروہ لشکر کا مال غنیمت جمع کرتا تھا اور تیسرا گروہ
آنحضرت صلعم کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھا اس خوف سے کہ دھوکے سے دشمن آپ پر حملہ آور نہو پھر جب رات ہوئی اور لوگ سب جمع ہوئے تو
جن لوگوں نے غنیمت جمع کی تھی انھوں نے کہا کہ ہم نے اس مال کو جمع کیا ہے اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے اور دشمن کا تعاقب کرنے
والوں نے کہا کہ تم ہمسے زیادہ حقدار نہیں ہو ہم نے دشمن کو شکست دی اور بھگایا اور آنحضرت صلعم کے گرد حلقہ کرنے والوں نے کہا کہ ہم نے
دشمن کی طرف سے فریب کا خوف کر کے آنحضرت صلعم کو بیچ میں لے لیا اور اس کام میں مشغول رہے پس نازل ہوا قولہ یسئلونک عن الانفال
الآیہ۔ پس آنحضرت صلعم نے غنیمت تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دی۔ رواہ احمد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ وابن حبان والحاکم اور مانند اسکے
ابن عباسؓ سے بھی کئی طرق سے مروی ہے۔ امام القاسم بن سلام رہ نے ذکر کیا کہ انفال میں وہ غنیمت کے مال ہیں جو بلا لڑائی کے
حاصل ہوں اور وہ اموال جنکو مسلمان لوگ حربیوں سے پاویں پس بدلیل قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الانفال الآیہ پہلے انفال

Marfat.com

…ابن عباس سے… آنحضرت صلعم نے بدر کے روز اپنی رائے سے بدون پانچوان حصہ نکالے مسلمانون مین بانٹ دیا پھر اسکے بعد پانچوان حصہ نکالنے اور باقی اہل جہاد پر تقسیم کرنے کی آیت نازل ہوئی پس پہلی آیت منسوخ ہو گئی۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ … ابن عباسؓ سے روایت کیا اور یہی قول مجاہد وعکرمہ وسدی رح کا ہے اور ابن زید نے فرمایا کہ منسوخ نہین بلکہ … تفصیل اس کی بقیہ مین ہے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ غنائم بدر مین سے پانچوان حصہ نہ نکالا جانا منظور فیہ ہے بدلیل اس … مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دو اونٹنیان نوجوان ملی تھین۔ مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہی جو بخاری رح … کے حق مین دوسری آیت نازل ہونے کے بارہ مین حضرت سید الشہداء حمزہ رضہ کے ان دونون اونٹنیون مین سے ایک کا کوہان … ایک قصہ کے ساتھ روایت کی ہے واللہ اعلم۔ قال الخطیب اس مین اختلاف ہے کہ یہ آیت منسوخ ہی یا نہین۔ مجاہد … نے فرمایا کہ قولہ تعالے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول۔ اس آیت سے منسوخ ہے یعنے آیت انفال سے تو جملہ غنائم فقط آنحضرت صلعم کے واسطے تھے پھر آیۃ الخمس سے اللہ تعالے نے منسوخ فرما کر فقط پانچوان حصہ مخصوص فرمایا۔ اور بعض نے کہا کہ آیۃ الانفال … منسوخ ہے ویسے ایک راہ سے ناسخ بھی ہے یعنے اگلی اُمتون پر اموال غنیمت کے حرام تھے پس آیۃ الانفال سے اللہ تعالے نے اس اُمت مرحومہ کے واسطے حلال فرمائی اور اگلی شریعت کو اس سے منسوخ کیا۔ عبد اللہ بن زید بن اسلم نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ نہین ہے بلکہ ابھی ثابت ہے اور معنے یہ ہین کہ انفال جملہ واسطے اللہ تعالے واسکے رسول کے ہین یعنے رسول اللہ صلعم کو جہان جسطرح اللہ تعالے تقسیم کا حکم فرماوے وہان تقسیم کرین پھر طریقہ تقسیم کو قولہ واعلموا انما غنمتم من شئ الآیہ سے مصرح فرمایا۔ اگر کہا جاوے کہ پھر انفال کا واسطے اللہ تعالے ورسول کے ہونے کے کیا معنے ہین جبکہ اورون پر تقسیم ہونگی تو جواب یہ کہ اسکے یہ معنے ہین کہ تقسیم ان کی کسی اور کی رائے پر نہین ہے بلکہ اللہ تعالے جسطرح حکم فرماوے اور رسول اللہ صلعم اس کی تعمیل فرماوین۔ مترجم کہتا ہے کہ آیۃ الانفال دربارہ غنیمت بدر ہے اور اسوقت تک طریقہ تقسیم کی آیت یعنے آیۃ الخمس نازل نہین ہوئی تھی پس یہ کہنا پڑیگا کہ وقت حاجت کے بعد بیان کا نازل ہونا جائز ہی جیسا کہ اہل اصول مین سے بعض کے نزدیک متقرر ہوا ہے۔ اللہم الا ان یقال ان غنائم بدر خمست ایضاً ببیان من الوحی الخفی کما سبقت الاشارۃ الی ہذا فتذکر وعلی ذلک الوجہ فالمصیر الی القول بالنسخ یکون مرجوحاً لانہ ضروری متاخر فتدبر۔ بالجملہ آیت کریمہ سے یہ حاصل ہوا کہ انفال جملہ مخصوص بآنحضرت صلعم ہین کسی کو اس مین دعوی نہین ہان یہ رحمت خاصہ ہے کہ اللہ عز وجل نے ہم لوگون پر حلال فرما دیا پس جو کچھ حضرت صلعم موافق ارشاد حق سبحانہ تعالے بانٹ کر دیدین وہ پاک حلال ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ پس تقوی اختیار کرو اللہ عز وجل … یعنے اس کی طاعت کرو اور کسی حکم مین مخالفت نہ کرو اور غنائم کے بارہ مین آپس مین جھگڑا جھیڑ اچھوڑو۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ ذات کا لفظ موافق قول زجاج رح کے کسی شئ کی حقیقت ونفس کے معنے مین آتا ہے اور یہی متکلمین کا استعمال ہے اور بین کا لفظ … ظرف ہے اور جب اسمیہ ہو تو اس کے معنے وصل کے اور جدائی کے دونون ہوتے ہین پس یہ لغت بجملہ اضداد کے ہے مانند قرء کے … دونون پر آتا ہے اور قولہ تعالے لقد تقطع بینکم مین بقراءۃ رفع یہی معنے لیے گئے یعنے البتہ کٹ گیا تمھارا وصل ومیل۔ اور … مراد ہے یعنے ذات بینکم اے حقیقۃ وصلکم۔ یعنے اپنے میل کی حقیقت ونفس کو۔ یا کہا جاوے حقیقۃ ما بینکم۔ جو تمھارے درمیان … اس کی حقیقت کی اصلاح کرو باین طور کہ دلی دوستی رکھو اور جھگڑا چھوڑ دو جسمین اللہ تعالے واسکے رسول کی رضامندی … اللہ و رسولہ اِن کُنتُمْ مُؤْمِنِیْنَ اور تم لوگ کہا مانو اللہ تعالے واسکے رسول کا۔ یعنے اللہ تعالے ورسول اللہ صلعم جو تمکو حکم دین اُسکو مانو

واطاعت کرو۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ یعنے اگر ایسے ہو تو اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول [illegible]
کہ کیا ایسے نہ تھے جو حرف اِن سے فرمایا حالانکہ حرف اِن واسطے شک کے ہے تو جواب یہ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف [illegible]
سکتا پس حرف اِن۔ یہان شک کے لیے نہین بلکہ ان کو خوشی دلانے و اُبھارنے و جوش مین لانے کے لیے ہے [illegible]
لوگ تو متقی مومن ہو پس ضرور تم اللہ تعالےٰ و رسول صلعم کی پیروی کروگے۔ اگر کہا جاوے کہ اگر خطا سے کسی بندہ نے اللہ تعالےٰ [illegible]
رسول کی اطاعت نہ کی تو کیا وہ مومن نہ رہا حالانکہ اہل سنت تو فاسق مسلمان کو کافر نہین کہتے اور نہ دونون مین کوئی اور [illegible]
نکالتے ہین تو جواب یہ کہ مومن کا لفظ یہان اطلاق کے ساتھ ہے پس فرد کامل مراد ہوا یعنے کامل مومن ہو تو ضرور اطاعت کروگے اور [illegible]
ہے کہ فسق کرنے والا کامل ایمان والا نہین ہوتا بعض نے کہا کہ قولہ ان کنتم مومنین۔ ای ان کنتم دائمین علی الایمان ومستمرین علیہ۔ یعنے اگر تم
برابر ایمان پر ثابت رہنے والے ہو تو ضرور اطاعت کروگے جیسے قولہ اہدنا الصراط المستقیم۔ مین ہے کیونکہ یہ دعا کرنے والا تو صراط مستقیم پر ہے پس
مراد یہی کہ دائم ثابت رکھ ہم کو راہ مستقیم پر۔ عطا رح نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ و رسول کی اتباع و اطاعت یہی ہے کہ قرآن مجید و سنت
الرسول صلعم کی پیروی کرے۔ رواہ ابن ابی حاتم ف اصلاح ذات البین۔ شرع مین بہت بڑا کام ہے جابجا اللہ عزوجل نے حکم دیا اور
احادیث مین بہت کچھ ارشاد ہے حتی کہ دو مومنون مین صلح کرا دینے کی فضیلت معروف ہے اور حدیث مین ہے کہ تنافس مت کرو اور آپس مین
بغض مت رکھو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو اور اللہ تعالےٰ کے بندے بھائی بھائی بنے رہو۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ جسنے موقع مناسب
باتون سے دو مومنون مین صلح کرادی وہ جھوٹا نہین بولا۔ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ اس وقت مین آنحضرت صلعم بیٹھے تھے کہ
ناگاہ مسکرائے یہانتک کہ آپ کے دونون دندان مبارک کھل گئے تو عمر رض نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ
کونسی بات ہے جس پر آپ ہنسے تو فرمایا کہ میری اُمت مین سے دو آدمی حضرت رب العزۃ تبارک و تعالےٰ کی حضور مین ادب سے حاضر ہو کر بیٹھے اور
ایک نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے اس بھائی سے اس کا عوض لے جو اُسنے مجھپر ظلم کیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کو
اس کا مظلمہ دے۔ اس نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری نیکیون سے میرے پاس کچھ نہین رہا۔ تو مدعی نے عرض کیا کہ اے پروردگار
پھر یہ میرے گناہون مین سے اپنے اوپر لادے۔ حضرت انس رض کہتے ہین کہ اتنا کہکر رسول اللہ صلعم کی مبارک آنکھون سے آنسو جاری ہوے
پھر فرمایا کہ لوگو یہ بڑا بھاری دن ہوگا اس روز لوگ اس بات کے محتاج ہونگے کہ کون اُنکے گناہ اُٹھالے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مدعی سے
ارشاد کیا کہ تو اپنی آنکھ اُٹھاکر دیکھ۔ اُس نے جو دیکھا تو عرض کرنے لگا کہ اے میرے پروردگار مین تو چاندی کے شہر و سونے کے مکانات
موتیون و جواہرات سے جڑاؤ دیکھتا ہون۔ یہ کس نبی کے لیے ہین۔ یہ کس صدیق کے لیے ہین۔ یہ کس شہید کی قسمت کے ہین۔ ارشاد ہوا کہ جو
کوئی اس کے دام دے اُسی کے ہین۔ وہ عرض کرنے لگا کہ اے رب کریم اس کے دام بھلا کون دے سکتا ہے۔ فرمایا کہ تو بھی [illegible]
وہ بولا کہ میرے پاک پروردگار ارحم الراحمین مجھ بندے کے پاس کیا ہے فرمایا کہ ہان تو اپنے بھائی کو اسکا مظلمہ معاف کردے [illegible]
رب کریم مین نے چھوڑا معاف کیا۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اچھا اُٹھ اور اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت مین دونون داخل ہو۔ [illegible]
پڑھا فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم۔ تم اللہ تعالےٰ سے تقوی کرو اور اپنے ذات البین کی اصلاح کرو دیکھو اللہ تعالےٰ قیامت کے [illegible]
مین اصلاح فرماتا ہے۔ رواہ ابویعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی رح۔ ف فی العرائس قولہ تعالےٰ یسئلونک عن الانفال مجاہدہ
کرنے مین بندگان الٰہی کے ہر گروہ کو نفس کے ساتھ قتال و جہاد پیش آتا ہے پھر فتح و غنیمت ملتی ہے۔ پس مریدون کو [illegible]

ہین اور کرتے ہین وہ صفائی نیت و صفائی دل سے حاصل ہوجاتا ہے اور محبین کی غنیمت یہ کہ حالات مین ذوق ہوتا ہی اور عارفین کی غنیمت یہ کہ نور مشاہدات سے آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین۔ اب پوچھو کہ اس کا سوال کرنا کیا معنے ہین۔ سنو کہ آفتاب نبوت سے جو نور شریعت ظاہر ہوا اُسکو حاصل کرنا مانگتے تھے اور چاہتے تھے کہ راہ معرفت مین کس ادب کے ساتھ جاوین۔ یہ کرامت ہے کچھ اپنے حاصل کیئے نہین حاصل ہوسکتا لہذا فرمایا۔ قل الانفال للہ والرسول۔ یعنے یہ ہدایت اللہ تعالےٰ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہے جسکو چاہے عطا کرے اور رسول کے ساتھ خصوصیت اس راہ سے کہ اُمت کی تربیت کرنے مین آپ ہی سرفراز ہین او تعالےٰ تمام مخلوق سے بے پروا ہے اس کا رسول پاک اپنے نفس کی خواہش سے پاک اس کی رسالت ادا کرتا ہے۔ پھر راہ حق مین بندون کو اپنی عظمت و جلال سے ڈرایا اور آپس مین بندون کو مواسات کا حکم فرمایا بقولہ فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم۔ راہ حق مین کسی طرف التفات نہ کرو سوائے حق عزوجل کے۔ اور اسکی راہ مین اسی کے واسطے اپنے بھائیون کے دلون کی مواسات اسطرح کرو کہ انکی تربیت مین اپنی جان سے مصروف ہو۔ واطیعوا اللہ۔ یعنے حقیقت مین اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور شریعت مین رسول اللہ صلعم کی پیروی ہے۔ ان کنتم مومنین۔ یعنے اگر تم محبت کے دعوی مین سچے ہو تو ایسا ہی کرو۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر ایسے قول و فعل کو چھوڑ دینا جسپر شرع مین مذمت وارد ہوئی ہے یہی تقوی ہے۔ اُستادؒ نے کہا کہ تقوی یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہش و مراد چھوڑے اور حق تعالےٰ کی رضامندی چاہے۔ مترجم کہتا ہے کہ تقوی کے مراتب مختلف ہین جو بعض حواشی ہدایہ مین مفصل مذکور ہین اور سابق مین مترجم بھی ذکر کرچکا اور جو قول سہل رحمہ اللہ سے نقل ہوا اچھا درمیانی قول ہے کہ عموماً اسقدر تقوی کافی ہو ولیکن واضح رہے کہ مذمت سے مراد شرعی اطلاق مین وہ فعل ہوتا ہے جسپر عذاب کی وعید آئی ہے ولیکن یہان اولی یہ ہے کہ اس سے اعم معنے لیے جاوین حتی کہ جو کوئی اپنا مُنھ مسواک وغیرہ سے پاک کرکے نماز نہ پڑھتا ہو وہ بھی مخالف تقوی ہے فافہم پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے مومن بندون کی بعضی ٹھیک ٹھیک نشانیان ان کی سچائی کی بیان فرمائین اگر تو یہ نشانی کسی بندہ مین دیکھے یا خود وہ اپنے نفس کے غرور سے بچا ہوا ان نشانیون کو اپنے آپ مین دیکھے تو اسکے مومن ہونے مین شک نہوگا اور یہ انوار غیب وارد ہونے کی تاثیر ہے جو انکے دلون پر پہونچتی اور انکا اثر انکے چہرون سے ٹپکتا ہے۔ حاصل آنکہ اگر تم سچے مومن ہو تو مطیع رہو اور سچے مومن کی علامت فرمائی بقولہ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ

ایمان والے وہی ہین کہ جب نام آوے اللہ کا ڈر جاوین دل اُنکے اور جب پڑھے جاوین انپر اُسکے کلام زیادہ آوے انکو

إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ أُولٰئِكَ

ایمان اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہین جو کھڑی رکھتے ہین نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین وہی ہین

هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

سچے ایمان والے اُنکو درجے ہین اپنے رب پاس اور معافی اور روزی آبرو کی

اور دوسرے مقام پر منافقون کی مذمت و مومنون کی مدح مین فرمایا۔ واذا ما انزلت سورۃ فمنہم من یقول ایکم زادتہ ہذہ ایماناً فاما الذین آمنوا فزادتہم ایماناً وہم یستبشرون۔ یعنے جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو بعضے منافق کہتے ہین کہ اسنے تم مین سے کس کا ایمان بڑھایا جو سچے مومن ہین تو انکو سورہ ایمان بڑھاتی ہے اور وہ خوشی مین دل سے کھل جاتے ہین۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضؓ سے تفسیر آیت مین روایت کیا کہ منافقون کے دلون مین فرائض ادا کرنے کے وقت اللہ تعالےٰ کی یاد سے کچھ نہین سماتا اور وے لوگ

کسی آیت پر ایمان نہین رکھتے اور نہ انکو توکل ہے اور نہ بیچھے نماز پڑھتے ہین اور نہ زکوٰۃ دیتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے ان کی [illegible]
تو آگاہ کر دیا کہ وے مومن نہین ہین پھر مومنون کا وصف بیان فرمایا بقولہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ کلمہ انما حصر کے واسطے آتا ہے [illegible]
آیت مین جو صفت مذکور ہے وہ جنہین ہو وہی مومن ہون اور جنہین نہو وہ مومن نہون حالانکہ فاسق گنہگار بھی مومن ہوتا ہے [illegible]
ہے کہ المومنون سے مومنین کامل مراد ہین اور مفسرؒ نے کہا کہ وہ لوگ مراد ہین جنکا ایمان پورا ہے اسمین کمی نہین ہے اور یہ قول بنا بر [illegible]
مین کمی بیشی ہوتی ہے وسیاق الکلام فیہ انشاء اللہ تعٰ۔ یعنے پورے مومن وہی لوگ ہین۔ اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وہ
جنکی یہ صفت ہے کہ جب اللہ تعالے ذکر کیا جاوے تو انکے دل وجل مین ہوجاتے ہین مفسرؒ نے کہا کہ ذکر اللہ ای وعیدہ۔ یعنے اللہ تعالے کے
ذکر کیے جانے سے مراد یہ کہ اللہ کی وعید ذکر کیجاتی ہے یعنے جب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے کام پر جو بد کام ہے یون عذاب کرنے کا
حکم دیا ہے تو وے ڈر جاتے ہین۔ اور وجل بمعنے خوف ہے۔ وقال مجاہدؒ وجلت ای فرقت بروزن سمعت یعنے جو گھبرا کر خوفناک ہوجاتے ہین
وکذا قال السدی وغیر واحد رحمہم اللہ۔ وہذا کقولہ تعالے واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی۔ یعنے جو
بندہ اپنے پروردگار کے مقام سے ڈرا اور نفس کو اسکی خواہش مین مقام وحد سے بڑھنے سے روکا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے قلت بلکہ دو جنت
لقولہ تعالے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ یعنے جسنے مقام رب تعالے سے خوف کیا اسکے لیے دو جنتا ہین۔ وعن السدیؒ فی الآیۃ کہا کہ یہ
ایسے بندہ کا بیان ہے کہ کوئی ظلم یا گناہ کیا چاہتا تھا اس سے کسی نے کہدیا کہ اے مرد آدمی تو اللہ تعالے سے ڈر پس اس کا دل لرز گیا۔ قال
الخطیبؒ۔ حاصل آنکہ مومن جبھی کامل ہوتا ہے کہ اللہ تعالے سے خوفناک ہو کما فی قولہ والذین ہم من عذاب ربہم مشفقون۔ اور فی قولہ۔
الذین ہم فی صلوتہم خاشعون۔ اگر کہا جاوے کہ یہان تو ذکر الٰہی سے ڈر جانا بیان کیا اور دوسری آیت مین مطمئن ہونا آیا ہے اور ایک
آیت مین ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پس دونون مین جمع کیونکر ہے تو جواب یہ کہ دونون مین کچھ منافات نہین اسلیے کہ وجل تو خوف
عذاب سے ہے اور اطمینان بوجہ یقین کے ہوتا ہے اور یہی خوف و اُمید کا مقام ہے جو مومن کی شان ہے چنانچہ دونون ایک آیت مین جمع
ہوے یعنے قولہ تعالے تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ۔ مترجم کہتا ہے کہ دوسرا جواب یون ہوسکتا ہے
کہ بنا بر تاویل مذکور کے وجل تو ذکر وعید الٰہی سے ہے۔ اور اطمینان یاد الٰہی سے ہے پس موجب جدا جدا ہوا۔ تحقیق یہ ہے کہ خوف دو طرح کا
ایک گنہگارون کو عذاب کا خوف اور دوسرا پرہیزگارون کو عظمت و جلال الٰہی کا خوف پس یہ ہیبت ہے۔ اسی سے کہا گیا کہ وجل ایک
ہیبت ہے جس مین محبت ملی ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کے شمائل مین آیا کہ جو آپ کو دور سے دیکھتا وہ ہیبت کھاتا اور پاس بیٹھتا تو اُٹھنے کو
اس کا جی نہ چاہتا۔ پس مومن کے پاس جب اللہ عز وجل کا ذکر ہوا تو اس کا قلب وجل ہوجاتا ہے اور یہ ہر ایک کے مرتبہ کے موافق متفاوت
ہے۔ حاصل اس تحقیق کا یہ ہے کہ جو لوگ مومن کامل ہین انکے دل ذکر الٰہی سے وجل ہوجاتے ہین عقاب الٰہی ذکر ہونے کی حاجت نہین
ہے۔ ہان گنہگار البتہ عقاب الٰہی بیان ہونے سے ڈرتے ہین اور اُن کے حق مین وجل بمعنے ہیبت نہین بلکہ خوف ہے۔ پس کاملون کی ایک
پہچان تو وجل قلوب بذکر اللہ عز وجل ہے اور دوم۔ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا اور جب تلاوت کیجاوین اوپر
آیات الٰہی تو بڑھاتی ہین یہ آیتین انکو ایمان یعنے ان آیتون کے سننے سے انکا ایمان بڑھتا ہے مفسرؒ نے کہا کہ ایمان یعنے تصدیق [illegible]
ہے۔ اس قول سے اشارہ کیا کہ نفس تصدیق ایسی چیز ہے کہ اس مین کمی بیشی ہوتی ہے اور یہی امام شافعی وائمہ محدثین کا قول [illegible]
نے لکھا کہ ایمان کا گھٹ بڑھ جانا جمہور اُمت کا قول ہے بلکہ بمانند امام شافعی و امام احمد کے بہتیرون نے نقل کیا کہ اس قول [illegible]

...اسلالی علی الکا اسی آیت سے ہے کیونکہ اسمین ایمان بڑھنا منصوص ہے اور جب بڑھنا ثابت ہوا تو گھٹنا بالاستلزام ثابت ہوا اور کہا لیکن ... ہاکہ جو لوگ ایمان کے حق مین گھٹنے بڑھنے کے قایل نہین ہین یعنے جیسے امام ابو حنیفہؒ وغیرہ تو وہ کہتے ہین کہ آیت مین ایمان بڑھ جانے کے ... ہین کہ جس باتون پر ایمان پہلے تھا اب ان باتون مین کچھ باتین اور بڑھ گئین قلت یعنے یہ نہین کہ ایمان کی حقیقت بڑھ گئی اسلیے کہ وہ تو تصدیق کا نام ہے یعنے دل مین یقین رکھنا مثلاً اللہ تعالے واحد ہے اسپر یقین ہے تو مومن ہے اور اگر یقین مین کمی ہے تو وہ مذبذب اور متزلزل یقین ہوا پس منافق ہوا وہ مومن نہوا اور اسپر زیادتی بھی متصور نہین ہے۔ کرخیؒ نے کہا ہے کہ حقیقت ایمان کی یعنے یقین تو اکثر کے نزدیک نہ بڑھ سکتی ہے نہ گھٹ سکتی ہے ہان امام شافعی وغیرہ سے جو گھٹنا بڑھنا منقول ہے تو اس کی تاویل یہ ہے کہ تصدیق قابل قوت وضعف ہے پس اسی کو زیادتی وکمی سے تعبیر کیا کیونکہ بالیقین معلوم ہے کہ جو یقین کہ انبیاء علیہم السلام وارباب کشف وشہود کو حاصل ہے اس مین اور عوام اُمت والے آدمی کے یقین مین ضرور فرق ہے اور انبیاء واولیاء کا یقین قوی ہوتا ہے اسیواسطے کاملون کو فرمایا۔ وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ اور فقط اپنے پروردگار ہی پر بھروسا کرتے ہین نہ کسی اور پر۔ توکل یہ کہ اپنے سب کام اللہ تعالے کے سپرد کرے بسبب کمال یقین اس امر کے کہ جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور بندہ پر یہ البتہ لازم ہے کہ جہان تک عقل وحواس وشرع کی اجازت ہو اسکو بجا لاوے لیکن وہی ہوگا جو اللہ تعالے چاہے لہذا انکا قلب مطمئن ہوتا ہے اس مین اگر مگر کی گنجائش نہین ہوتی اور کبھی نہین سوچتے کہ اگر ایسا کرتے تو یون ہوتا اور مگر ایسے کیا تو یہ ہوا۔ بلکہ سب وہی ہوگا جو اللہ تعالے چاہے لہذا فرمایا قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ یہ تو انبیاء واولیاء کی تصدیق ہے اور عوام خواہ مخواہ بسبب عدم قوت تصدیق کے گھبرا جاتے ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ بعد تحقیق کے ظاہر ہوا کہ دونون فریق مین کچھ اختلاف نہین بلکہ لفظی بحث ہے اور خطیبؒ نے سراج مین لکھا کہ جنکے نزدیک ایمان تصدیق قلبی ہے وہ گھٹنے بڑھنے کے قائل نہین۔ اور جنکے نزدیک اعتقاد واقرار وعمل کے مجموعہ کا نام ہے وہ کمی بیشی کے قائل ہین۔ قلت وفیہ نظر۔ وعمر بن حبیبؒ نے کہا کہ ایمان کی زیادتی یہی کہ اللہ تعالے کو یاد رکھین واس کی حمد کرین اور نقصان یہی کہ سہو وغفلت مین پڑین۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخین ہین ان مین سے سب سے اونچی شاخ تو گواہی اس بات کی کہ لا الٰہ الا اللہ اور سب سے نیچی یہ کہ راہ مین سے موذی چیز ہٹا دینا۔ اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔ رواہ البخاری ومسلم۔ مترجم کہتا ہے کہ تیسیر الوصول مین اس حدیث کو ایمان کی تعریف مجازی مین داخل کرکے اشارہ کیا کہ یہ نفس حقیقت ایمان نہین پس اس سے زیادت ونقصان نفس حقیقت پر دلیل لانا سہو ہوگا اور تحقیق بات تو معلوم ہوچکی پھر زیادہ کلام بیکار ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے ہی پر توکل کرنا ہی اصل ہے اور تقوی مین بڑا درجہ ہے۔ پس آیت مین کامل مومنون کے تین صفات بہت عمدہ ترتیب سے بیان فرمائے مرتبہ اول تو یہ ہے کہ یاد الٰہی کے وقت دہل ہو اور دوم یہ کہ مقامات تکالیف سنکر خوشی سے یقین کو رونق ہو اور آخری مرتبہ یہ کہ سب سے منقطع ہوکر فقط اللہ تعالے پر اعتماد کرے اور سورۂ قل ہو اللہ احد پیش نظر رکھے۔ پھر یہ تینون مراتب تو ایسے احوال تھے جو قلب وباطن مین معتبر ہین اور یہی عمل مین پھر اُنسے ظاہر کی طرف منتقل کرکے فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اقامت کے معنے قائم کرنا اور یہ جبھی کہتے ہین کہ ٹھیک طور سے کیا ہو اسیواسطے مفسرؒ نے تفسیر مین کہا کہ یا تون بہا بحقوقہا۔ یعنے نماز کو اس کے جملہ حقوق کے ساتھ جسطرح چاہیے ہر ادا کرتے ... قتادہؒ نے فرمایا کہ نماز کی اقامت یہ ہے کہ جن جن وقتون مین نمازین ادا کیجاتی ہین اور وہ مواقیت کہلاتے ہین انکی محافظت رکھے ... وضو اور رکوع وسجود کی محافظت رکھے۔ مقاتلؒ نے فرمایا کہ اوقات کی محافظت اور پھر پورا اچھی طرح طہارت کرے اور رکوع

کو پورا و سجود کو پورا ادا کرے اور نماز میں قرآن کی قراءۃ کرے اور تشہد پڑھے اور آخر میں درود پڑھے [illegible]
مین ہے کہ نماز کی اوقات میں سے اول وقت ادا کرنا افضل ہے اور رکوع مین اور سجدہ مین تین تسبیح تک [illegible]
زیادہ کرنا افضل ہے۔ اور باقی تفصیل فقہ سے تلاش کرنا چاہیئے۔ بالجملہ کامل مومنون کے ظاہر افعال مین سے ایک یہ کہ نماز [illegible]
یعنے جسطرح ادا کرنی چاہیے اسطرح ادا کرتے ہین۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اور اس چیز مین سے جو ہم نے انکو رزق کی [illegible]
خرچ کرتے ہین یعنے اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرتے ہین۔ شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہ زکوۃ دینے اور جہاد مین خرچ کرنے اور [illegible]
نفقہ دینے وغیرہ سب کو خواہ فرض و واجب ہون یا مستحب ہون شامل ہے اور تمام مخلوق اللہ تعالے کی پرورش مین [illegible]
جو کوئی خلق کو نفع پہونچاوے وہی اللہ تعالے کو زیادہ محبوب ہے۔ قتادہ رحؒ نے فرمایا کہ اے بندہ خدا یہ تمام مال تیرے ہاتھ مین امانت
وعاریت ہے مگر تجھے خرچ کرکے ثواب لینے کا فضل دیا گیا ہے پس تو خرچ کرکے اس سے بڑھکر نعمت دائم و باقی حاصل کر ورنہ قریب ہے
کہ تو اسکو چھوڑ جاوے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہ لوگ یعنے جنکے یہ اوصاف بیان ہوے ہین یہی مومنین ہین حقا یعنے
سچ ٹھیک ٹھیک اس مین کچھ شک نہین۔ لَهُمْ دَرَجٰتٌ ان کی منزلتین ہین جنت مین۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے پروردگار
کے یہان۔ یعنے جنت مین کما فی قولہ ہم درجات عند اللہ۔ یا اللہ تعالے کے نزدیک ان کے بڑے بڑے مرتبے ہین۔ وَمَغْفِرَةٌ
اور مغفرت ہے یعنے اللہ تعالے ان کی لغزشون کو بخشیگا اور فضل فرماویگا۔ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ اور بڑا رزق ہے ف ظاہری اعمال
مین سے فقط نماز و انفاق زکوۃ وغیرہ کو مخصوص ذکر کیا اس واسطے کہ یہی دونون نفس پر زیادہ شاق ہین پس جب نفس ان مین
مطیع ہوا تو باقی اعمال فاضلہ مین ضرور مطیع ہوگا جیسے افعال قلوب مین سے خوف حق تعالے و اخلاص و توکل پر اکتفا فرمایا ہے پس
جب یہ افعال قلب اور یہ اعمال جوارح جمع ہوئے تو جملہ اخلاق پاکیزہ اس مین موجود ہونگے۔ واضح ہو کہ اصحاب حنفیہ نے کہا کہ آدمی کو
روا ہے کہ جب اس سے سوال کیا جاوے کہ تو مومن ہے تو کہے کہ ہان مین برحق مومن ہون۔ اور یون نہ کہے کہ انشاء اللہ تعالے مین مومن
ہون اور اصحاب شافعیہ نے کہا کہ آدمی کو یہی کہنا چاہیے کہ مین انشاء اللہ تعالے مومن ہون اور یون نہ کہنا چاہیے کہ انا مومن حقا۔ اور بعضے
محققین نے لکھا کہ دونون فریق مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ آدمی سے جب سوال کیا جاوے کہ تو ایمان لایا تو وہ انشاء اللہ
بطور شک کے نہین کہہ سکتا ہے کیونکہ ایمان تو تصدیق کا نام ہے پس یہی کہیگا کہ مین قطعی یقین رکھتا ہون اور رہا یہ کہ خاتمہ [illegible]
ہوگا تو اس کو کوئی نہین جانتا سوائے اللہ تعالے کے پس اس لحاظ سے یہی کہنا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالے مین مومن ہون یعنے جنتی ہون اگر
اللہ تعالے نے چاہا اور بعض نے کہا کہ اگر سوال کیا جاوے اور وہ کہے کہ انشاء اللہ تعالے مین مومن ہون اور انشاء اللہ تعالے سے [illegible]
نیت شک کی نہو بلکہ بطور تبرک کے ہو تو بھی جائز ہے جیسے قولہ ع۔ وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ یعنے زیارت قبور مین کہا کہ [illegible] انشاء اللہ
تم لوگون سے ملنے والا ہون۔ حالانکہ یہان قطعی علم ہے کہ اہل قبور سے آدمی ملیگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے [illegible]
ہے اسواسطے کہ اہل قبور سے لاحق ہونا جبھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے چاہے ورنہ اگر آسمان پر اٹھالے تو وہ قادر ہے اور [illegible]
ہونا قطعی نہین معلوم کیونکہ یہ اللہ تعالے کی مشیت پر ہے اور نیز احتمال ہے کہ لحوق باعتبار نیک انجام کے ہو یعنے [illegible]
سب کا انجام بخیر ہوا اور باہم ملاقی ہون پس یہ کہان سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ تعالے حدیث مین محض تبرک کیلیے ہے [illegible]
مروی ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ مومن ہین تو فرمایا کہ اگر تو پوچھتا ہے کہ اللہ تعالے و ملائکہ [illegible]

حساب وغیرہ پایمان رکھتا ہون تو مین قطعی ایمان رکھتا ہون اور اگر پوچھتا ہے کہ جن مومنون کا اللہ تعالے نے قولہ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم الآیہ مین ذکر کیا ہے تو مجھے نہین معلوم کہ مین ایسا ہون یا نہین ہون۔ وعن سفیان الثوریؒ جو کوئی اپنے حق مین یہ قطع کرلے کہ مین اللہ تعالے کے نزدیک مومن حق ہون۔ پھر یہ یقین نہ کرے کہ مین قطعی جنتی ہون تو آدھی آیت پر ایمان لایا۔ حاصل یہ کہ انجام کار کی راہ سے کسی کو معلوم نہین ہوسکتا کہ مین مومن ہون جیسے کوئی یقین نہین کرسکتا کہ مین جنتی ہون فافہم۔ قولہ تعالے ہم درجات عند ربہم الخ۔ یہ درجات اہل جنت کے اپنے اپنے ایمان واعمال کے موافق فضل آلہی سے متفاوت ہون گے چنانچہ صحیحین کی حدیث مین ہے کہ علیین والون کو اُنسے نیچے والے ایسے دیکھینگے جیسے تم افق آسمان مین ڈوبے ہوے جگمگاتے تارے کو دیکھتے ہو یعنے ایسے بلند منزل ہونگے تو صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ انبیاء علیہم السلام کے درجے ہین ان کو کوئی اور اُن کے سواے نہین پاویگا۔ آپ نے فرمایا کہ کیون نہین قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اور لوگ بھی جو اللہ تعالے پر ایمان لاسے اور رسولون کی تصدیق کی ہے پاوینگے۔ ابو سعید خدریؓ کی حدیث مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جنت والے آپس مین اپنے اوپر درجہ والون کو اسطرح دکھلا دینگے جیسے تم آسمان مین گھُسے ہوئے تارے کو آپس مین ایک دوسرے کو دکھلاتے ہو اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما انھین بلند درجہ والون مین سے ہونگے انپر اللہ تعالے نے نعمت فرمائی ہے۔ رواہ احمد واہل السنن۔ یہان بعض نے سوال وارد کیا کہ نیچے درجہ والون کو جب بلند درجہ والون کی فضیلت دیکھکر تمنا ہوئی تو عیش مکدر ہوگا پھر غم کیونکر نہوگا اور رزق کریم کیونکر رہا۔ اور جواب دیا کہ ہر شخص اپنی نعمت موجودہ مین ایسا مستغرق ہوگا کہ غیر کی طرف لحاظ بھی نہ کریگا۔ اور مترجم کہتا ہے کہ جواب مین تساہل ہے اور حق یہ ہے کہ ایسے حسد وغبطہ وتمنا وآرزو اور دیگر خصال جو پسندیدہ نہین ہین یہ دنیاوی جسم وقوی کی خاصیت ہین اسی واسطے یہ جسم دے کر ان بداخلاق سے بچنے کا امتحان رکھا گیا ہے اور وہان کے جسم مین یہ پلیدی نہوگی پس کسی کے اندر یہ خواہش پیدا نہوگی اسی واسطے کہا گیا کہ آخرت کے حالات کو دنیاوی احوال سے فقط نام کے سواے کچھ مناسبت نہین ہے علاوہ برین حسد وغبطہ وغیرہ کوئی فعل بدون خلق آلہی تعالے کے پیدا نہین ہوسکتا جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے پس جب اللہ تعالے نے اہل جنت سے بالکل رنج وغم دور کیا تو اپنے کرم سے وہ ایسی کوئی چیز نہین پیدا فرماویگا جس سے ان کو اندوہ ہو بلکہ جائز ہے کہ ہر ایسی حالت جس سے رنج پیدا ہونے کا گمان کیا جاتا ہے اس سے اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے خوشی پیدا ہو۔ اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جنت والے متفاوت درجات پر بعضے اونچے اور بعضے نیچے ہونگے پس جو لوگ اونچے ہین وہ نیچے والون پر اپنا فضل دیکھینگے اور جو نیچے ہین وہ اپنے اوپر کسی کی فضیلت نہین گمان کرینگے۔ مترجم کہتا ہے کہ اسکے معنے وہی ہین جو ہم نے اوپر بیان کردیے اور اسکے واسطے احادیث مین شواہد موجود ہین فاستقم ف فی العرائس فی قولہ تعالے انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم الآیہ اللہ تعالے نے اہل ایمان والایقان کا اسطرح وصف فرمایا کہ اوتعالے کا ذکر جاری ہونے اور خطاب سننے وکتاب پڑھنے کے وقت وجل مین ہوجاتے ہین جو ذکر آلہی سننے کے وقت اللہ تعالے کی دیدار عظمت وجلال سے پیدا ہوتا ہے اس کی تجلی سے انکے ایمان کو نور غیب بڑھتا ہے اور اُنکے ایقان کو نور قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالے کی طاعت مین ان کی رضامندی اچھی طرح ہونے سے راحت اُنس پیدا ہوتی یہان تک کہ وہ لوگ اسی کی عظمت سے خائف اور اُسی کی ربوبیت کے عارف اور اسی کی کفایت پر متوکل ہوجاتے ہین۔ ہمارے شیخ ابو عبداللہ بن خفیف قدس سرہ نے اس آیت مین وجل کے بیان مین فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ وجل کے احکام اہل وجل کے واسطے

Marfat.com

اسیوقت صحیح ہوتے ہین جب راٰن کا پردہ اور غفلت کے حجاب اُنکے دلون سے دور ہوتے ہین پس بسبب قوت علم وہ منازل [illegible]
سطوات خوف کا مشاہدہ ہوتا ہے پس رقت اشفاق کی وجہ سے لطیف وجل انکے دلون مین سماتا ہے اور دیدار [illegible]
دیدار مین جو کچھ پردہ تھا وہ اپنی استعداد کے موافق اُٹھ جاتا ہے پس ہیبت اپنا ظہور کرتی ہے۔ مترجم کہتا ہے یعنے اس [illegible]
عظمت سے میٹھا میٹھا رعب انپر چھا جاتا ہے اور یہی وجل کہلاتا ہے۔ ابو سعید خرازؒ نے فرمایا کہ بھلا تو نے اللہ تعالے کے ذکر کے وقت
یا اس کی کتاب مجید سننے کے وقت یہ وجل دیکھا۔ بھلا ذکر آلہی سننے کے وقت تیرا یہ حال ہوا کہ تو بول نہ سکتا ہو مگر اسی کے ساتھ بھلا تیرا
یہ حال ہوا کہ تو بہرا ہو گیا ہو ہر بات سننے سے سوائے اس سے اسیکا ذکر سننے کے۔ کہان تجھے یہ حاصل ہوا ہیہات تو بہت دور رہا۔ سہلؒ
رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قولہ سبحانہ عزوجل وجلت قلوبہم۔ ان کے دلون مین اس بات کی ہیبت چھا جاتی ہے کہ کہین اس پاک بے نیاز کی درگاہ
سے دور نہو جاوین پس ان کے اعضا ظاہری خوف کھا کر خدمت کی طرف جھک پڑتے ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ دوسری آیت مین جو ذکر
نماز و زکوٰۃ وغیرہ کا ہے اُس کا نکتہ بھی نکل آیا یعنے پہلے اوتعالے عزوجل کی عظمت و جلال کا خطور ہوتا ہے پس گڑگڑا کر اداے خدمت کی
طرف جھک پڑتے ہین فافہم۔ واسطیؒ نے کہا کہ وجل کے درجات متفاوت ہین ہر ایک کو اسکے مطالعہ کی مقدار وجل حاصل ہوتا ہے پس بسا اوقات
تو بندہ کو مواضع سطوت کا دیدار ہوتا ہے اور بسا اوقات مواضع محبت و مودت کا اور بسا اوقات نزدیک کرنے اور دور کر دینے کا دیدار ہوتا ہے شیخ جنیدؒ نے کہا کہ
حق عزوجل کے فراق سے انکے دل حالت وجل مین ہو جاتے ہین بعض نے کہا کہ وجل کے درجات موافق مطالعات کے متفاوت
ہوتے ہین پس اگر سطوت و عظمت آلہی کا مطالعہ ہوا تو بندہ ہیبت مین آجاتا ہے اور اگر مودت کا مطالعہ ہوا تو اس خوف سے کہ جاتی نہ
رہے وجل مین ہو جاتا ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ جسنے قرب حاصل ہونے کو ادب دیے جانے سے مطالعہ کیا وہ وجل مین ہو جاتا ہے اور
جسنے دوری دیے جانے کو دھمکی اور جھڑکی سے معلوم کیا وہ وجل مین ہو جاتا ہے اور جسنے اسکو اسطرح مطالعہ کیا کہ شہود سے غائب اور
اس کے سرمدیت سے قائم اور اس کے ازل و ابد سے خالی ہے تو ایسے حال مین کچھ وجل نہین ہوتا اور نہ کچھ اضطراب اور نہ تباعد اور
نہ اقتراب کیونکہ وہ محقق بذات اور فراموش از صفات ہے اور ذات مین ذات سے فنا رہے جیسے آنحضرت صلعم نے صفات سے ذات کی
طرف گریز فرمایا کما قال علیہ السلام اعوذ بک منک۔ یعنے تجھسے تیرے ہی ساتھ پناہ لیتا ہون۔ جنیدؒ نے قولہ واذا تلیت علیہم آیاتہ
زادتہم ایمانا الآیہ۔ مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف وصول نہین مگر باوتعالے۔ اُستادؒ نے کہا کہ وجل تو ان کو مقامات غفلت سے
نکالتا اور مساکن غیبت سے ہانک دیتا ہے اور جب تفرقہ کے جنگلون سے نکلکر مشاہدہ ذکر کی طرف آگئے تو سکون بحق عزوجل انکو حاصل
ہوگیا پس جب ان کو آیات آلہی سنائی گئین تو اُس سے ان کی تصدیق پر تصدیق بڑھتی گئی اور تحقیق پر تحقیق زیادہ ہوتی گئی جبکہ
اُنھون نے جلالت قدر حق عزوجل کو پہچانا اور اُسکے ادراک سے اپنے آپ کو قاصر یقین کیا تو اپنی امداد مین اسی کی رعایت پر توکل کیا
اور جیسے اسنے ابتدا مین ان کو اپنی عنایت سے چھڑایا ویسی ہی انتہا مین اس کی کفایت پر متوکل ہوے۔ عارفون کے ساتھ حق تعالے کی
سنت یہ ہے کہ اپنے کشف جلال و لطف جمال کے ساتھ انکو مودت مین لے لیا پھر جب اپنے جلال سے ان کو کشف کیا تو انکے دل حالت
وجل مین آگئے اور جب کشف جمال سے انپر ملاطفت کی تو انکے دل ٹھہر گئے کما قال تعالے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ بعضے مشائخ نے کہا
کہ وجل قلوب ان کو بسبب خوف فراق کے ہوتا ہے یعنے اس سے ڈرتے ہین کہ قرب و مشاہدہ سے دور کر کے دور فراق مین ڈالے جاوین
پھر راحت وصال سے ان کے دلون کو اطمینان و تسکین ہوتی ہے پس فراق کے ذکر سے فنا ہو جاتے ہین اور وصال کے ذکر سے باقی [illegible]

ہوجاتے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے اپنی راہ مین ان کا جان فدا کرنا بوصف مزید یاد فرمایا بقولہ الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقناہم ینفقون۔
پھر ان کے ایمان کامل ہونے کو بیان فرمایا۔ بقولہ اولئک ہم المومنون حقا۔ پس حقیقت ایمان کی شرط انھین خصلتون سے ہے جنکو
ان دونون آیتون کے بیان مین ذکر فرمایا پس جو کوئی ان خصائل مذکورہ سے آراستہ نہوا گویا وہ حقیقت ایمان سے آراستہ نہین ہی
یعنے یہ خصائل ہون تو حقیقی مومن ہوگا۔ تقوی ومومنون مین اصلاح اور انقیاد بوقت حکم اللہ تعالے والرسول بطریق اخلاص۔ اور
وجل قلب بوقت سماع قرآن وذکر آلہی اور مزید یقین بوقت استماع آیات۔ اور ترک تدبیر بوقت تقدیر اور قیام مناجات بصفت
صلوۃ اور انقطاع از اشتغال بدنیا اور مقدم رکھنا حقوق برادران ایمانی کو اپنی ذات پر پس جب یہ خصال پورے ہوے تب اسپر
حقیقی مومن ہونے کا نام صادق آیا بسبب قول آلہی عزوجل اولئک ہم المومنون حقا۔ پھر جب ایمان مین محقق ہوا تو جو تعریف اُسکے
بعد اللہ تعالے نے ذکر فرمائی اور جو وعدہ دیا ہے اس کا مستحق ہوا یعنے پوری مغفرت سے سرفراز ہوگا کیونکہ اللہ تعالے کے فضل کے سوا ے
اپنے خطرات کی طرف اس نے التفات نہین فرمایا اور اوتعالے اس کو اعلی درجات پر ترقی دیگا اور کشف مشاہدات کے وقت شراب
وصال سے سیراب فرماویگا کما قال تعالے لہم درجات عند ربہم ومغفرۃ ورزق کریم۔ اس مین بیان ہے کہ حقیقت ایمان یہ ہے کہ غیب کا
مکاشفہ ہوجاوے اور جو اللہ تعالے نے اُن کو وعدہ فرمایا ہے وہ ظاہر ہوجاوے۔ اسکی تصدیق حدیث حارثہ رضی اللہ عنہ سے
واضح ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس سے کہا کہ ہر شئی کی ایک حقیقت ہے پس تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ مین نے دنیا سے اپنے نفس کو منقطع کیا پس اپنی رات کو جاگتا رکھا اور اپنے دن کو مین نے پیاسا رکھا اور گویا مین اپنے پروردگار کے عرش کو
کھلا ہوا ظاہر دیکھتا ہون اور گویا مین اہل جنت کو جنت مین آپس مین ایک دوسرے کی زیارت کرتا دیکھتا ہون اور گویا دوزخیون کو
آتش مین بھونکتے چلاتے دیکھتا ہون پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو پہچان گیا پس اسکو لازم پکڑ۔ قال المترجم تخریج حدیث کی معجم طبرانی
مین ہے کما مر فی الحاشیہ۔ پس آیت وحدیث سے صحیح ہوا کہ حقیقت ایمان کی یہ ہے کہ غیب کی نظر سے غیب کا دیدار حاصل ہو اور
اسکا ثمرہ وہ ہے جو آیت مین اللہ تعالے نے ذکر فرمایا کہ معاملات روشن وحالات شریفہ حاصل ہون۔ بعض نے کہا کہ اس مین چند چیزین
مجتمع ہوئی ہین جس سے انکا ایمان محقق ہوا۔ اول تعظیم وذکر۔ دوم سماع کے وقت وجل۔ سوم تلاوت ذکر داس کے سماع کے وقت اظہار
زیادت ایمان۔ چہارم اللہ تعالے پر توکل۔ پنجم شرائط عبودیت پر قائم ہونا اسطرح کہ حکم کے موافق انکو پورا ادا کرنا۔ پھر حقیقت سے انکے
اوصاف کامل ہوگئے پس ایمان مین محقق ہوے۔ شیخ جنید رح نے قولہ ہم المومنون حقا مین کہا کہ حق ہوئی یعنے ثابت ومتحقق ہوئی یہ
بات کہ ان کے واسطے اللہ تعالے کی طرف سے سعادت ازلیہ سابق ہوچکی ہے۔ شیخ ابوبکر بن طاہر رح نے فرمایا کہ حقیقت ایمان کی پانچ
چیزون کے ساتھ ہوتی ہے یقین واخلاص وخوف وامید ومحبت۔ پس یقین ہونے سے شک سے نکل جاتا ہے اور اخلاص کی وجہ سے
ریا نہین رہتا ہے اور خوف ہونے سے مکر سے بچا رہتا ہے اور اُمید ہونے سے مایوسی سے بچتا ہے اور محبت ہونے سے وحشت وحیرت سے
بچتا ہے۔ اُستاد رح نے قولہ لہم مغفرۃ ورزق کریم۔ مین کہا کہ اللہ عزوجل کی شان ہے کہ گنہگارون کے عیب چھپاتا اور اُنکو فضیحت نہین
فرماتا ہے تاکہ افضال کے اُمیدوار ہونے سے محجوب نہو جاوین۔ اور عارفون کے مناقب چھپاتا ہے تاکہ اپنے اعمال واحوال پر ناز نہ کرین
اور رزق کریم وہ ہے جو انکو کشف اسرار سے حاصل ہوتا ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ آگے کی آیات مین اس امر کو ظاہر فرمایا کہ جو لوگ حقائق
ایمان کی اہلیت رکھتے ہین ان مین یہ لازم نہین ہے کہ بالکل فرشتہ کی طینت پر ہوجاوین بلکہ بعض طباع بشریت وحرکات نفس امارہ انمین

Marfat.com

رہجاتے ہین کہ حکم وامر آن کے وقوع پر انکا ظہور ہوتا ہے مگر اس سے جو تعریف انکے حق مین مقدر ہے وہ منقلب [illegible]
بلکہ فضل ورحمت سے سرفراز ہوتے ہین کیونکہ او تعالے جل جلالہ نے ان کرامات سے اُن کو اُنکے وجود سے پہلے ازل ہی مین [illegible]
اُن سے کسی علت وسبب ہونے کے محض اپنے فضل سے برگزیدہ فرمایا ہے۔ اور اس امر کو ظاہر فرمایا کہ ولی صادق اگرچہ [illegible]
پر پہونچ گیا ہو نفس کے بعض خطرات سے معصوم نہین ہوجاتا اور کسی نبی ورسول کے درجہ تک نہین پہونچ سکتا ہے حالانکہ بعض اوقات
خطرات سے فی نفسہ رسول معصوم نہین ہان بعصمت آلہی معصوم ہین یعنے کوئی خطرہ ان کو ضرر نہین پہونچا سکتا ہے اور ولی کے حق مین
یہ عصمت نبوت نہین ہوتی ہے ہان ایسے خطرات سے ان کو نقصان نہین پہونچتا بلکہ انکا اختصاص جو بسبب تقدیر وبرگزیدگی قدیم
کے ہے مقترن بصفت جمیلہ ہوجاتا ہے تاکہ کوئی گمان کرنے والا یہ گمان نہ کرے کہ ولی وہی ہوتا ہے جب تمام مدارج عبودیت کو تمام و
کمال ادا کرے کیونکہ تو یہ نہین دیکھتا کہ مقام نبوت تو بعض خطرات سے خالی ہی نہین پھر مقام ولایت کا کیا ذکر ہے اور ان تمام مقاصد
کو جو ہم نے مجملاً اوپر ذکر کردیا ہے یعنے حقیقی ایمان والا بعض طباع وحرکات بشریت سے خالی نہین ہوتا اور زلات بشریت اس کو
کچھ مضر نہین ہوتے ہین اگرچہ وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم نہو وے کیونکہ برگزیدگی تو اُنکے وجود سے سابق بتقدیر ازلی ہے اسکو
کلام او تعالے سے بتوفیق اللہ تعالے سمجھو وقد قال اللہ تعالے

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ۙ

جیسے نکالا تجکو تیرے رب نے تیرے گھر سے درست کام پر اور ایک جماعت ایمان والی ناراضی تھی

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ

تجھسے جھگڑتے تھے درست بات مین واضح ہوچکے پیچھے گویا انکو ہانکتے ہین موت کی طرف اور آنکھون دیکھتے ہین اور جو وقت وعدہ دیتا ہے

اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ

اللہ تمکو ایک ان دو جماعت مین سے کہ تمکو ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ جسمین کانٹا نہ لگے وہ ملے تمکو اور اللہ

اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ۚ

چاہتا تھا کہ سچا کرے سچ کو اپنے کلامون سے اور کاٹے پیچھا کافرون کا تا سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کرے جھوٹھ کو اور اگرچہ ناراضی ہون گنہگار

وجہ ارتباط اس کلام کی ماسبق سے بتقریر عرائس البیان مذکور ہوئی اور وہ بحسب المعنے پسندیدہ ہے اور اہل تفسیر نے اعراب قولہ تعو
كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ۔ مین اختلاف کیا کہ کاف کس سے متعلق ہے لیکن اولی یہ ہے کہ بعض معنے کلام پہلے بیان
کرکے تب اس کو ذکر کیا جاوے۔ واضح ہو کہ بالحق متعلق اخرج ہے یعنے حق وصدق کے ساتھ تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے
نکالا۔ بعض نے کہا کہ گھر سے یعنے مکہ سے اور مراد سفر ہجرت ہے اور جمہور نے کہا یعنے مدینہ سے اور مراد جہاد بدر ہے اور بدر ایک کنوان یا مقام
ہے یا کنوان بنانے والے کا نام تھا مگر اب وہ ایک مقام ہے جس مین پانی ملتا ہے اور سال مین ایک بار وہان عرب ایک میلہ کیا کرتے تھے
اور زمانہ جاہلیت کی رسوم برتتے تھے جو زمانۂ اسلام مین موقوف ہوئین۔ اور قریش کے ساتھ آنحضرت صلعم سے پہلی
لڑائی وہین واقع ہوئی۔ حاصل آنکہ جیسے تجھکو تیرے پروردگار نے حق کے ساتھ تیرے گھر یعنے مدینہ سے قتال بدر کے واسطے
نکالا۔ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ۔ جملہ حالیہ ہے۔ یعنے اور حال یہ کہ مومنون مین سے [illegible]

فریق البتہ کراہت رکھنے والا تھا یعنے اس نکلنے سے کراہت رکھتا تھا اگر کہا جاوے کہ یہ جملہ حال کیونکر ہو سکتا ہے اسلیے کہ حال اخراج مین ان لوگون کی کراہت متحقق نہ تھی بلکہ بعد خروج کے جب وادی ذفران مین پہونچے ہین تب کراہت پیدا ہوئی ہے جیساکہ قصہ مابعد سے واضح ہوگا۔ جواب یہ کہ حال مقدرہ ہے اے مقدرین الکراہتہ۔ اب جاننا چاہیے کہ تعریب کاف مین جو مقتضی تشبیہ چیز سے بچیزے دیگر ہے چند اقوال ہین۔ ایک یہ کہ تقدیر کلام یون ہے۔ اتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم فان ذلک خیر لکم کما ان اخراج محمد من بیتہ خیر لکم وان کرہہ فریق منکم۔ دوم آنکہ کاف متعلق بما بعد ہے یعنے کما اخرجک ربک من بیتک بالحق علی کرہ فریق منہم کذلک ہم یکرہون القتال ویجادلونک فیہ۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ اس امر کو مقتضی ہے کہ نکلنے کے وقت تحقیقاً بعض سے کراہت موجود تھی وفیہ نظر لما عرفت فتذکر۔ سوم آنکہ کاف بمعنے علی اور ما بمعنے الذی ہے اے امض علی الذی اخرجک ربک الخ۔ چہارم آنکہ کاف بمعنے اذ ہے اے اذکر اذ اخرجک ربک الخ۔ پنجم یہ کہ اصلحوا ذات بینکم اصلاحا کما اخرجک ربک۔ پس جماعت کی طرف خطاب کرنے سے ایک کی طرف رجوع ہے۔ ششم یہ کہ اطیعوا اللہ ورسولہ طاعۃ محققۃ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق۔ ہفتم یہ کہ یتوکلون حقا کما اخرجک الخ۔ اور ایسے ہی اس مقام پر بہت وجوہ اعراب ہین جنکو سمین رح نے مفصل ذکر کیا اور اولی وجہ وہ ہے جو زجاج رح نے بیان کی کہ تقدیر کلام یون ہے کہ الانفال ثابتۃ للہ والرسول وان کرہوا کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان کانوا کارہین۔ یعنے انفال سب مخصوص بآنحضرت صلعم ہین جیسے چاہین تقسیم کرین اور یہ لوگون کے حق مین بہتر ہے اگرچہ وہ اسکو گران سمجھین جیسے کہ حق تعالےٰ نے تجھے اُن غنائم کے حصول کے سبب مین جب پہلے گھر سے نکالا یعنے واسطے جہاد بدر کے تب بعضے لوگون نے مکروہ جانا تھا حالانکہ یہ اخراج بحق تھا اور انکے حق مین بہتر تھا۔ رازی رح نے کہا کہ جو وجوہ اس مقام پر مذکور ہوئے ہین سب سے یہ وجہ اعراب وبیان کی بہت اچھی ہے واضح ہو کہ کراہت ایک فریق مومنین کی بطریق عصیان وضعف الیقین کے نہ تھی بلکہ بمقتضائے بشریت تھی اور بات یہ تھی کہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین خبر پہونچی کہ ابوسفیان ملک شام سے بہت بڑا مال تجارت قریش کا لیے ہوے مکہ کو جاتا ہے پس حضرت صلعم نے لوگون کو آمادہ کیا کہ اہل شرک وکفر جو ان اموال کے سرکشی پر ملک الٰہی مین فساد مچاتے ہین اور راہ راست چھوڑے ہوئے ہین اس مال کو اُنسے چھین لو پس مومنون مین سے قریب تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی کے نکلے اور باقی لوگ سستی کرکے رہگئے کہ اس مال کے پیچھے کون جاوے اور ابوسفیان کو جو یہ خبر پہونچی کہ محمد صلعم مع اپنے اصحاب کے اس کی جستجو مین نکلے ہین تو اُس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجارہ پر اسواسطے مقرر کیا کہ مکہ کو جاکر قریش کو نفیر کرے کہ جلدی دوڑو تمھارا مال لٹا جاتا ہے پس ابوسفیان تو قافلہ کو لیکر راہ چھوڑ کر سمندر یعنے بحر قلزم کے کنارے کنارے ہو رہا اور مکہ مین سے دلاور بہادر قریب ایک ہزار مسلح جوان کے نکلکر بدر کے کنوین پر اُترے اور اس کو گھیر لیا اور شراب پینا و گانا و ناچ دیکھنا و اونٹون کے کباب لگانا شروع کیے۔ اور حضرت صلعم کے ہاتھ سے جب قافلہ نکل گیا تو حضرت جبرئیل ع نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالےٰ عزوجل تم کو وعدہ دیتا ہے کہ قافلہ یا نفیر دونون مین سے ایک طائفہ یعنے ایک گروہ تمھارا ہے چاہو قافلہ گرفتار کرکے لیلو اور چاہو یہ ہزار آدمی جو لڑنے آئے ہین ان کو لے لو۔ مومنون نے جو فقط تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے اور وہ بھی اچھے ساز وسامان سے نہ تھے بلکہ بہت سے ننگے بدن بدون زرہ و پورے ہتھیار کے تھے ان لوگون نے خوف کیا اور اُن کو رعب چھا گیا اور حضرت صلعم سے کہا کہ ہم تو بدون سامان کے قافلہ لینے کو نکلے تھے اب ایسی حالت مین دشمن سے کیونکر لڑین۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ تجھسے جدال کرتے ہین جھگڑتے ہین دربارہ حق کے بعد ظہور حق کے۔ یعنے حق انپر ظاہر ہوگیا کہ ہر چیز قبضہ قدرت الٰہی مین ہے

Marfat.com

کسی ساز وسامان وغیرہ کی تاثیر نہین ہے اور کوئی نفع وضرر بدون قضاے حق عزوجل کے نہین پہونچ سکتا [illegible]
کے مقتضی سے اللہ تعالے ہی پر بھروسا کرتے ہین پس بعد ظہور حق کے بمقتضاے بشریت اس مقام پر تجھے جھگڑتے ہین [illegible]
إِلَى الْمَوْتِ گویا وے موت کی طرف کھنچے جاتے ہین۔ وَهُمْ يَنظُرُونَ درحالیکہ موت کو آنکھون دیکھ رہے ہین۔ یعنے ظاہری اسباب
سب موجود دیکھنے سے گویا خود موت ہی کو دیکھ رہے ہین۔ پس یہ کراہیت انکو اس جہت سے تھی کہ تعداد بہت تھوڑی وسامان
جنگ بہت کم تھا گویا ایسے زبردست لشکر سے ایسی حالت مین مقاتلہ کرنا خواہ مخواہ قتل ہوجانا سمجھکر گھبرا گئے اور یہ بمقتضاے بشریت تھا
ورنہ توکل بحق سبحانہ تعالے کے منافی ہے۔ واضح ہو کہ اس لڑائی مین اللہ تعالے نے مومنون کو عجیب عجیب آیات قدرت دکھلائین
ازانجملہ یہ کہ باوجود اس حالت کے کہ ابتدا مین اس لشکر سے لڑنے جانا گویا موت کی طرف کھنچے جانا سمجھتے تھے اور انتہا مین ایسی کھلی
فتح دیدی۔ اور آمد ملائکہ اور خواب عاتکہ ہمشیرہ عباس رضہ وغیرہ کافرون کے واسطے بھی آیات تھین ولیکن سال آیندہ فی الجملہ غلبہ
مشرکین سے کافرون کو مکر مین ڈالدیا وعنقریب بیان آویگا انشاء اللہ تعالے۔ فی المعالم والسراج وغیرہ غزوۂ بدر مین آنحضرت صلعم
پہلے واسطے لڑائی کے نہین نکلے تھے بلکہ قافلہ کے واسطے نکلے تھے اور بات یہ ہوئی کہ ابوسفیان چالیس سوارون کے ساتھ جن مین
عمرو بن العاص ومخرمہ بن نوفل الزہری وغیرہ تھے شام سے قافلہ لیکر مکہ جاتا تھا اور اس مین قریش کی بکثرت تجارت تھی پس جبرئیل ع
نے آکر آنحضرت صلعم کو آگاہ فرمایا کہ آپ نے مومنون کو آگاہ کیا پس کثرت مال اور قلت دشمن کی نظر سے مومنون کو قافلہ سے تعرض کرنا
بھلا معلوم ہوا ولیکن کچھ لوگ ساتھ ہوئے اور کچھ لوگ بے پروائی کرکے ٹھہر گئے۔ جب ابوسفیان نے آنحضرت صلعم اور مومنون کا روانہ
ہونا سُنا اور وہ ملک حجاز مین پہونچکر ہوشیار بیدار اور متجسس اخبار تھا پس اسنے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت پر مقرر کرکے اہل مکہ کے
پاس روانہ کیا کہ بہت جلد اپنے قافلہ کی خبر لو۔ ضمضم کے آنے سے پہلے مکہ مین یہ واقعہ ہوا کہ عاتکہ بنت عبد المطلب جو عباس بن عبد المطلب
کی بہن تھین اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک اونٹ سوار اونچے ٹیلے پر آکر چلایا کہ اے آلِ غالب جلد اپنے مصارع کو چلو اور لوگ
اس کی طرف جمع ہوگئے پھر ایک فرشتہ آسمان سے اُترا اُسنے پہاڑ سے ایک پتھر لیکر اوپر پھینکا پس مکہ کا کوئی گھر نہ بچا جسمین اس پتھر کی
کرچ نہ گری ہو۔ عباس نے سنکر کہا کہ اسکو کسی سے مت بیان کر اور خود نکلکر ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ملاقات کرکے یہ خواب بیان کیا اور
اسکو پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی پس اُسنے اپنے باپ سے بیان کیا اور خواب فاش ہوگیا۔ پھر دوسرے روز عباس طواف کرنے لگے اور
ابوجہل مع ایک گروہ کے سایۂ کعبہ مین بیٹھا خواب عاتکہ کی باتین کرتا تھا اسنے کہا کہ اے عباس جب طواف سے فارغ ہو تو ادھر آنا پھر
مین فارغ ہوکر گیا تو اسنے کہا کہ اے بنو عبد المطلب یہ فتنہ تم مین کہان سے آیا یعنے خواب عاتکہ اور بولا کہ اے بنو عبد المطلب کیا تم اس پر
راضی نہوئے کہ تم مین سے مرد نبوت کا دعوی کرین یہانتک کہ عورتین مدعی ہوئین اب ہم تین روز تک تمھارا انتظار کرتے ہین اگر یہ بات سچ
ہوئی تو خیر ورنہ ہم تین روز بعد ایک نوشتہ لکھدین گے کہ عرب مین تمھارا خاندان بڑا جھوٹا ہے۔ عباس کہتے ہین کہ مجھسے اُس سے بہت باتین
نہین ہوئین غیر ازینکہ مین نے انکار کیا کہ عاتکہ نے کچھ نہین دیکھا۔ پھر شام ہوئی تو بنی عبد المطلب مین سے کوئی عورت نہ بچی جسنے مجھسے آکر
شکایت نہ کی ہو کہ تم نے اس فاسق خبیث کو اپنے مردون کی غیبت کرنے دیا یہان تک کہ اُسنے عورتون کی بدگوئی کی اور تم سنتے رہے
کیا تمھارے پاس کچھ غیرت نہین رہی۔ پھر مین تیسرے روز صبح کو گیا تاکہ ابوجہل خبیث کو چھیڑکر اسکی گفتگو کا بدلا لون۔ جب مین مسجد مین
پہونچا تو مین نے اُسکو دیکھا اور اسکی طرف چلا اور وہ دُبلا پتلا ترش رو تیز نظر تیز زبان آدمی تھا اتنے مین وہ دروازہ کی طرف سے نکل کر

Marfat.com

پھر حال جلدیا تو مین نے کہا کہ شاید میرے خوف سے چلدیا ہے حالانکہ جو اُسنے سُنا وہ مین نے نہین سُنا تھا یعنے اسنے ضمضم بن عمرو کی آواز سنی
کہ وہ بطن الوادی سے چلاتا اور گریبان پھاڑتا تھا کہ اے آل غالب اے قریش جلد دوڑو کہ محمد اور اُنکے ساتھیون نے تمھارے اموال
تجارت کو جو ابو سفیان کے ساتھ ہین گھیرا ہے پس ابو جہل نے ٹیلہ پر کھڑے ہوکر قریش کو نفیر کیا اور قریب ہزار مسلح جوان کے نکلکر جلد روانہ ہوکر
پہونچے تو اس سے کہا گیا کہ تمھارا قافلہ سمندر کے کنارے کی راہ لیکر سلامت بچ گیا اب لوٹ چلو پس اُسنے نہ مانا اور کہا کہ بدر کے مقام مین شراب
و کباب و راگ و رنگ کر کے مومنون کو خفیف کر کے واپس آوینگے پس بدر مین آکر اُترا اور پانی پر مشرکون نے قبضہ کر لیا محمد بن اسحاق بن یسار
نے زہری و عاصم و یزید بن رومان وغیرہ کی حدیثون کو جو عروہ بن الزبیر کے طریق سے ابن عباس رضؓ سے ہین مجتمع کر کے مختصر سیاق سے یون
ذکر کیا کہ رسول اللہ صلعم جب وادی ذفران مین پہونچے تو آپ کو خبر ملی کہ قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے نفیر کر کے نکلے اور روانہ ہوئے
ہین پس آنحضرت صلعم نے لوگون سے مشورہ مانگا تو بعض نے کہا کہ ہم کو نفیر سے لڑنے کی طاقت نہین۔ پھر مشورہ مانگا اور پھر بعض نے یہی جولدیا
کہ ہم تو عیر یعنے قافلہ کو لینے نکلے تھے اور نفیر سے لڑنے کی طاقت ہم کو نہین ہے پس آنحضرت صلعم کا چہرہ متغیر ہوگیا پس فوراً حضرت ابو بکر رضؓ نے
کھڑے ہوکر اچھا کلام کیا پھر عمر رضؓ نے کھڑے ہوکر اچھا کلام کیا پھر مقداد بن عمرو نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو آپ کو اللہ تعالےٰ نے حکم فرمادے
آپ اسی پر چلین اور ہم آپ کے ساتھ ہین اور قسم ہے اللہ عزّ وجل کی کہ ہم آپ سے ویسے نہ کہینگے جیسے بنو اسرائیل نے موسیٰ عؑ سے کہا تھا کہ فاذہب
انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون۔ بلکہ ہم یون کہینگے کہ فاذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون۔ اور قسم ہے اُس پاک پروردگار
کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ہم کو برک الغماد لیجاوین تو ہم اُس کے ورے نہ ٹھہرینگے یہانتک کہ وہان پہونچ جاوین پس حضرت
صلعم نے مقداد کو دعاے خیر دی۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ مراد آپ کی یہ تھی کہ انصار جواب دین کیونکہ بڑا گروہ وہی تھے اور
اُنھون نے جب عقبہ مین آنحضرت صلعم کے مکہ سے ہجرت کرنے سے پہلے آپ کے ساتھ بعیت کی تھی تو عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے ذمہ دار
ہونے سے بری ہین اسوقت تک کہ آپ مدینہ مین آجاوین پھر مدینہ پہونچنے کے بعد ہم آپ کو ہر ایسی چیز سے جس سے اپنی اولاد کو بچاتے ہین بچاوینگے
پس آنحضرت صلعم خیال فرماتے کہ شاید انصار یہی جانتے ہون کہ مدینہ پر اگر کوئی دشمن بقصد ضرر رسانی آنحضرت صلعم ہجوم کرے تو انپر بچانا و مدد
کرنا لازم ہے اور بس اور یہ لازم نہین کہ مدینہ سے ساتھ ہوکر دشمنون کے ملک مین مددگاری کرین۔ پس جب آنحضرت صلعم نے یون فرمایا تو سعد
بن معاذ رضؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ گویا آپ ہم کو مراد لیتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان۔ تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ تو آپ پر
ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور شہادت دی کہ جو کچھ آپ لائے سب برحق ہے اور اسپر ہم نے عہود و مواثیق دیے کہ بسر و چشم جان و دل
سے مطیع و فرمانبردار ہین پس جو کچھ آپ کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہو آپ اس راہ چلین پس قسم ہے اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ
آپ اگر ہم کو اس سمندر پر پیش کرین اور اُس مین گھُسین تو ہم بھی گھس پڑینگے ایک بھی نہین پیچھے رہیگا اور ہم اُسکو برا نہین جانتے کہ آپ ہم کو کل کے روز
کسی دشمن سے بھڑادین۔ ہم لڑائی کے وقت سراسر ثابت قدم اور بھڑ جانے کے وقت راسخ دم ہین اور اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری طرف سے
آپ کو ایسی باتین دکھلادے جس سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ اللہ تعالےٰ کی برکت پر ہم کو لے چلین۔ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
نے یہ بات کہی تو آنحضرت صلعم بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالےٰ کی برکت پر روانہ ہو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ تعالےٰ نے مجھسے
عیر و نفیر مین سے ایک گروہ کا وعدہ کیا ہے اور قسم ہے اللہ تعالےٰ کی کہ گویا مین اسدم قوم کے مصارع کو دیکھتا ہون یعنے جہان جہان اُن مین
کے مشہور لوگ قتل ہوکر گرینگے ہر ایک کے ٹھکانے کو دیکھتا ہون۔ قال ابن کثیر رحؒ اور عوفی رحؒ نے ابن عباس رضؓ سے اسکے مانند روایت کیا

Marfat.com

اور ایساہی سدیؒ وقتادہؒ وابن زیدؒ ودیگر علما رسلف نے بیان کیا ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے میدان جنگ مین لڑائی واقع ہونے سے پہلے ہر ایک کے مقتول ہونے کا ٹھکانا بتلایا تھا جس سے سر مو تجاوز نہین ہوا۔ اور یہ روایت سابق مین بیان ہو چکی ہے۔ اس تمام بیان سے واضح ہوا کہ قولہ تعالے یجادلونک فی الحق الخ مین بوجہ اضطراب کے بمقتضاے بشریت جو ماقعہ واقع ہوا وہ فقط بعض لوگون کی طرف سے تھا جنکے بدن پر زرہ بھی نہ تھے اور لڑائی کے واسطے بالکل آراستہ نہ تھے وہی یون خیال کرتے کانما یساقون الی الموت وہم ینظرون۔ اور یہ بات بھی ان کی طرف سے قبل وعدۂ الٰہی وبشارت کے واقع ہوئی تھی چنانچہ سبب مناقشہ یہ جب قتال کے واسطے روانہ ہونے پر متفق ہوئے تب حضرت صلعم نے اُن کو بشارت دی کہ اللہ تعالے نے مجھے عیر ونفیر دونون مین سے ایک گروہ کا وعدہ دیا ہے وقد قال تعالے۔ وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ اس مین یاد دلایا اپنے وعدہ کا اور اس کے پورا کرنے کا اور طائفتین سے مراد عیر ونفیر ہے اور جملہ انہا لکم بدل اشتمال ہے یعنے احدی الطائفتین کا وعدہ یہ کہ وہ تمھارے واسطے ہے اور یہ وعدہ بطور منع خلو سمجھا گیا یعنے دونون مین سے کوئی ایک طائفہ انکو ملیگا۔ اور عباس رضؓ بن عبدالمطلب نے اس سے منفصلہ حقیقیہ سمجھا چنانچہ امام احمد نے بسند جید ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ بدر کی لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت صلعم سے کہا گیا کہ اب عیر پر بھی بھیجئے اس سے کوئی روکنے والا نہین ہے اور عباس بن عبدالمطلب اسوقت مشرکون کے ساتھ بدر کے قیدیون مین تھے اُنھون نے آواز دی کہ یہ بات لائق نہین ہے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیون تو عرض کیا کہ اسلیے کہ اللہ تعالے نے آپ سے احدی الطائفتین کا وعدہ کیا تھا پس وہ پورا کر دیا۔ بالجملہ مومنون کو اللہ تعالے نے احدی الطائفتین کا مبہم وعدہ دیا ولیکن یہ لوگ چاہتے تھے کہ عیر ہم کو ملے اسواسطے کہ بہت مال تھا اور لڑائی سے بھی خطرہ نہ تھا چنانچہ فرمایا۔ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ اور تم یہی چاہتے تھے کہ بے شوکت والا یعنے بے ہتھیار وزرہ والا گروہ یعنے عیر تمکو ملے کیونکہ اسمین آدمی کم اور جنگی سامان کم تھا بخلاف نفیر کے کہ ایک ہزار کے قریب پورے مسلح تھے۔ وَیُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ۔ اور اللہ تعالے چاہتا تھا کہ ثابت وظاہر کرے حق کو اپنے کلمات کے ساتھ یعنے اس تقدیر کے ساتھ جو ازل مین اسلام کے ظاہر وغالب ہونے کے واسطے ثابت ہوئی ہے۔ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ اور اللہ تعالے چاہتا تھا موافق کلمات قدیم کے کہ قطع کرے دابر یعنے آخر کافرین کو باین طور کہ ان کی جڑ کاٹ دے چنانچہ اس واقعہ مین ابوجہل وغیرہ ان کے سرکش مدھ لوگون کو قتل کر دیا جس سے جڑ کٹ گئی پس چونکہ اللہ تعالے نے حکم قدیم مین یہ چاہا تھا لہذا مومنون کو قتال کا حکم اس لیے دیا کہ۔ لِیُحِقَّ الْحَقَّ تاکہ ثابت وظاہر کرے حق کو وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ اور میٹ دے باطل یعنے کفر کو۔ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ اگرچہ بڑے بُرا جانا کرین مجرم لوگ یعنے مشرک لوگ اگرچہ اسلام وحق کو بُرا جانا کرین مگر اللہ تعالے اسکو پورا کرنے والا ہے **ف فی العرائس** قولہ تعالے کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنین لکارہون یہ کراہت بخطرۂ نفسانی تھی پھر اور زیادہ کیا بقولہ یجادلونک فی الحق بعد ما تبین سدی رحمہ نے کہا کہ سمجھنے حق مین جدال کرتے ہین بعد ازانکہ انکو ظاہر ہوگیا کہ تو نہین کرتا مگر وہی جو تجھکو اللہ تعالے حکم فرمادے کانما یساقون الی الموت وہم ینظرون (کذا فی تفسیر ابن کثیر ۱۲) پاک ہے وہ معبود قادر قدیم جسنے اپنے ان بندون کو حقائق ایمان ودرجات وانوار ومکاشفات سے مخصوص فرماکر ان صفات کی کوئی پروا نہین کی تاکہ مخلوق کو معلوم ہو کہ فضل الٰہی عزوجل ان بندون پر سابق اور عنایت الٰہی اُنپر قدیم ہے اور آیت کریمہ کے معنے یہ ہین کہ اموال غنیمت کی تقسیم انہین موافق حکم ازلی کے ہے اور ان کے نفوس کی خواہش کے موافق نہین ہے جیسے تجھکو تیرے گھر سے تیرے پروردگار

Marfat.com

... کراہت کرتے تھے یعنے جہاد مین جیسے انکی کراہت تھی ایسے ہی اموال غنیمت کی تقسیم مین ہر
... نفس و مقتضائے بشریت ہے اور اس جہت سے نہین ہے کہ انکے دل حکم اللہ ورسول کے قبول سے انکار کرتے ہین اسلیے کہ وے
... اللہ تعالے ورسول پر کامل یقین رکھتے ہین اور یہی حال جملہ سالکین کا ہے کہ انکے نفوس انکے اوطان قلوب مین ہر دم نہین ٹھہرتے
... ان اوقات کے جنمین حق عز وجل کا مشاہدہ ہوتا ہے پس ان اوقات مین تو روے زمین پر جتنے قلوب اس کرامت سے مشرف ہین
... انوار غیب سے منور ہوکر تاریکی نفس و بشریت سے چھوٹ جاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ نفس کو کبھی امر حق سے الفت نہین ہوتی۔ اور بعض
... رضی جو اس مقام پر آنحضرت صلعم سے ہٹ مچائی تھی تو یہ بچون کی سی ہٹ تھی کہ پیار دیکھکر پانون پھیلائے کہ وے لوگ وصال کی گود
مین پالے جاتے تھے جیسے خلیل علیہ السلام نے ازراہ خلت و انبساط کے قوم لوط کے بارہ مین اللہ تعالے سے جھگڑا کیا کما قال اللہ تعالے یجادلنا
فی قوم لوط الآیہ۔ یعنے ابراہیم نے ہم سے قوم لوط کے بارہ مین جھگڑنا شروع کیا۔ پھر پردۂ نفس قبل مشاہدہ تک رہتا ہے پھر جب حق ہی حق رہا تو
پردہ اُٹھ گیا اور نفس کے آثار مین سے ایک ذرہ بھی باقی نہین رہتا ہو قال المترجم کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ اولیاء اُمت سے حجاب دور
اور مشاہدہ کا ظہور ہوتا ہے پھر کیا صحابہ اس سے بھی کم تھے کیونکہ ہم نے تحقیق اوپر بیان کردی کہ ہر ایک فرقہ کے واسطے مقام قرب مختلف ہین
پس اولیاء اُمت کو جو مرتبہ انتہاء درجہ کا ہے وہ پہلا قدم مرتبہ شہداء کا ہے اور انتہاء مرتبہ شہداء کا اول درجہ صدیقین کا ہے اور انتہاء
درجہ صدیقین کا اول مرتبہ نبوت ہے اور علی ہذا اگلی اُمتون مین سے جو صدیقین کو ملا وہ اس اُمت کے اولیاء کو نصیب ہوا واللہ تعالے اعلم
پس یہ فرقہ صحابہ رض کا اسوقت مین مقام غیبت مین تھا پھر جب انکی مراد انکو کھلی تو خوشی خاطر سے دوسری بار جنگ احد مین اپنی جان
قربان کرنا قبول کیا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے کی سنت جاری ہے کہ اہل سلوک کو انکے گھرون سے نکالتا ہے تاکہ غربت و مسافرت مین فرقت
کی تلخی پاوین اور بشریت و نفس جن چیزون سے مالوف ہے انکا اثر باقی نہ رہے اسیواسطے فرمایا کما اخرجک ربک من بیتک بالحق۔ اور
اشارہ حقیقت اس مین یہ ہے کہ مردان حق اپنے نفوس کے وطنون سے نکلکر میدان مشاہدہ مین حاضر ہوتے ہین تاکہ انکے ساتھ کسی غیر کا وجود
سواے حق کے نہ رہے۔ شیخ ابویزید بسطامی رح نے کہا کہ مین نے وصال کا سوال کیا تو حکم ہوا کہ اپنا نفس چھوڑ دے اور چلا آ۔ ابن عطاء رح
نے کہا کہ اشارہ ہے کہ اپنا گھر چھوڑ کر اندھے دلون کو نور حق سے زندہ کر اور قولہ وان فریقا من المومنین لکٰرہون یعنے وہ اپنے اوطان چھوڑنے
سے کراہت رکھتے ہین اور کسی بندہ کے واسطے صحبت و نصیحت کی حقیقت پوری نہین ہوتی جب تک اپنے اقارب کو چھوڑ کر وطن سے ہاتھ نہ
اُٹھاوے پس انکے وطنون سے نکال دیا کہ دوسرے شہرون مین جاوین پھر جب انکے نفس سے مطالبہ نہ رہا تو انکو واپس کر دیا کہ سواے
حق تعالے کے کوئی اور انکا مالک نہو وے۔ بعض نے اس آیت مین لکھا کہ تجھکو تیرے اوصاف سے فانی فرماکر باوصاف حق باقی کیا اور تیرے
... کے سکون واعتماد سے باہر کرکے حق سے ساکن و معتمد کیا تاکہ تو کسی مالوف پر ظاہر لحاظ نہ فرماوے پس تجھکو تیرے مالوفات سے نکالکر حق سے
... کیا کہ اسی سے تیرا قیام اور اسی پر تجھے اعتماد ہو اور مومنین سے ایک فریق تیری ظاہر مفارقت اوطان سے کراہت رکھتا ہے حالانکہ انکو یہ
... نہین کہ اس مفارقت سے تیرا وطن حق ہوگا۔ پھر حق تعالے نے قوم کی رفاہیت طلبی کو بیان فرمایا بقولہ وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون
... مین سنت الٰہی جاری ہوئی کہ ہر مشاہدہ کے وقت ایک مجاہدہ ہے اور ہر نعمت کے ساتھ ظہور فضل الٰہی ہے تاکہ مخلوقات اپنی بندگی کے
... قدم کا یقین کرین۔ بعض نے کہا کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ اپنی کوشش سے واصل بحق ہوگا وہ جاہل احمق ہے اور جسنے یہ گمان کیا کہ
... کوشش کے پہونچ جاویگا وہ کاہل واہی ہے۔ قولہ تعالے لیحق الحق ویبطل الباطل۔ اللہ تعالے نے سچی محبت والون اور جھوٹے دعوے

Marfat.com

والون مین اپنے لطف و کرم سے تیز کردی۔ نیز خطرات نفسانیہ جاری ہونے سے وہ اپنی جانین اللہ تعالیٰ کی
سچائی سے متصف ہون۔ قال المترجم یعنے نفس تو ہر ایک کو فریب دیتا ہے کہ تو مومن صادق ہے پس وہ اپنی جانون
سچے ہین۔ اور نیز مشاہدہ سے انکے دلون مین سچی محبت ڈالے اور انکے نفس کے خیالات کو باطل کردے۔ بعض نے کہا کہ تحقیق حق
کہ اُسپر متوجہ ہووین اور ابطال باطل اسطرح کہ باطل سے منہ موڑین۔ واسطیؒ نے کہا کہ تحقیق حق اسطرح کہ خاص تجلی فرمادے اور
باطل اسطرح کہ تاریکی باطل میٹ دے اور منکرون کو وحشت مین بھٹکا دے۔ بعض نے کہا کہ تحقیق حق تو کشف ہے اور ابطال باطل
سے۔ بعض نے کہا کہ تحقیق حق اسطرح کہ حکم حق پر راضی ہون اور سخط اور ترشروئی کو باطل کرین۔ بعض نے کہا کہ مومنون کے لیے تحقیق حق
اور کافرون کے باطل کو مٹادے۔ بعض نے کہا کہ اولیاء کو جذب کرلے اور مردودون کو اُلٹے پھیر دے۔ بعض نے کہا کہ اہل حق کی
روشن کرے اور مدعیون کے دعوے مٹادے

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا
جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو سو پہنچا تمھاری پکار کو کہ مین مدد بھیجونگا تمھاری ہزار فرشتے لگاتار آتے جاتے اور یہ تو دی
جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
اللہ نے فقط خوشخبری اور تاچین پکڑین دل تمھارے اور مدد نہین مگر اللہ سے بیشک اللہ زور آور ہے
ع ۱۰ حَكِيمٌ ۝ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم
حکمت والا جسوقت ڈالدی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اُتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اُس سے تمکو پاک کرے
بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ إِذْ
اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور محکم گرہ دے تمھارے دل پر اور ثابت کرے تمھارے قدم جسوقت
يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتون کو کہ مین ساتھ ہون تمھارے سو تم دل ثابت کرو مسلمانون کے مین ڈالدونگا دل مین کافرون کے
الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا
دہشت سو مارو اوپر گردنون کے اور مارو اُنکے پور پور یہ اسواسطے کہ وہ مخالف ہوئے
اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ
اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اُسکے رسول کا تو اللہ کی مار سخت ہے یہ تو تم چکھو
وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۝
اور جان رکھو کہ منکرون کو ہے عذاب دوزخ کا

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ ظرف متعلق لفعل محذوف ہے مانند اذکروا کے اے اذکروا وقت استغاثتکم ای تطلبون منہ الغوث الخ
یعنے یاد کرو وقت اپنے استغاثہ کا یعنے معرفت اللہ تعالے سے مدد طلب کرتے تھے کافرون پر فتح پانے کی۔ یہ دوسری نعمت الٰہی ہے
اور مقام مقتضی ماضی ہے لیکن مضارع بطریق حکایت حال ہے تاکہ وہی وقت یاد آجاوے۔ استغاثہ طلب غوث ...

عس مقابل کشف یعنے پردہ کردینا ۱۲

Marfat.com

[illegible] کی پس اُسنے مجھے مدد دی۔ اور کسی کی فریاد کو پہونچنا۔ غیاث اسم ہے۔ بالجملہ جب مومنون نے معلوم کیا کہ قتال
[illegible] کافرون کی کثرت وشوکت دیکھی اور اپنی قلت وبے سامانی تو اللہ عز وجل سے استغاثہ کیا اور معالم مین ہے کہ یون کہنا شروع
[illegible] اے پروردگار ہم کو ان دشمنون کافرون پر فتح دے اے غیاث المستغیثین ہماری فریادرسی فرما۔ اور مفسرؒ نے مانند بعض کے اشارہ
[illegible] اذکر یا فراذ مقدر ہے اور یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہے اور ضمیر جمع تستغیثون بطریق تشریف ہے۔ علی بن ابی طلحہ وغیرہ نے ابن عباسؓ
[illegible] کی کہ قولہ تعالے اذ تستغیثون ربکم۔ آنحضرت صلعم کی دعا کے بارہ مین ہے۔ امام احمد نے اپنے اسناد سے عمر بن الخطاب رضؓ سے
[illegible] کی کہ جب بدر کا روز ہوا تو آنحضرت صلعم نے اپنے ساتھیون کو کچھ اوپر تین سو دیکھا اور مشرکون کو ہزار سے اوپر دیکھا پس آنحضرت صلعم
[illegible] طرف مُنہ کرکے کھڑے ہوے اور تہ بند باندھے اور چادر اوڑھے تھے اور دعا مانگنی شروع کی۔ اللھم انجزنی ماوعدتنی الخ یعنے میرے
[illegible] گار جو تو نے مجھسے وعدہ فرمایا وہ پورا کر دے میرے مولی جو تو نے مجھے وعدہ دیا وہ پورا فرما دے میرے باری تعالے اگر اہل اسلام مین سے
[illegible] اگیا تو زمین مین تیری عبادت کی اُمید نہین۔ اسیطرح برابر اپنے پروردگار سے استغاثہ کرتے و دعا مانگتے تھے یہانتک کہ آپ کے
[illegible] مبارک سے چادر گر پڑی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر چادر اُٹھا کر اوڑھا دی اور ایک طرف سے آپ کو دبوچ لیا اور عرض کرنے لگے
[illegible] اللہ آپ کی مناجات اپنے پروردگار سے کافی ہے او تعالے عنقریب آپ کا وعدہ پورا فرمادیگا پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔
[illegible] ربکم فاستجاب لکم الآیہ۔ پھر جب یہ دن ہوا اور دونون گروہ بھڑ گئے تو اللہ تعالے نے مشرکون کو ہزیمت دی اور مومنون نے انمین
[illegible] آدمی قتل کیے اور ستر قید کیے۔ پھر آنحضرت صلعم نے ابوبکر وعمر وعلی رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو ابوبکر رضؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
[illegible] آپ کے بھائی بھتیجے کنبے قبیلہ کے ہین میری رائے مین آپ انسے فدیہ لے لیوین پس جو ہم نے لیا وہ ہمارے لیے کافرون پر قوت ہوگا اور
[illegible] اللہ تعالے انکو ہدایت دے تو یہ لوگ ہمارے قوت بازو ہوجاوینگے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا رائے ہے مین نے کہا
[illegible] اللہ میری تو وہ رائے نہین جو ابوبکر رضؓ کی رائے ہے بلکہ میری رائے مین تو آپ مجھے اجازت دین تو مین فلان کو قتل کرون یعنے اپنے
[illegible] قریب ناتے دار کا نام لیا۔ اور علی رضؓ کو اجازت دیجئے کہ وہ عقیلؓ کو قتل کرین اور حمزہؓ کو اجازت دیجئے کہ وہ فلان اپنے بھائی کو قتل
[illegible] عند اللہ تعالے اس امر کا ثواب ملے کہ ہمارے دلون مین مشرکون کی طرف کچھ میلان کبھی نہین ہے اور یہ لوگ مشرکون کے پیشوا ولیڈر
[illegible] رسول اللہ صلعم نے ابوبکر رضؓ کے قول کی طرف میل کیا اور اُنسے فدیہ لیکر چھوڑ دیا پھر جب دوسرا روز ہوا تو مین صبح کو آنحضرت صلعم
[illegible] گیا تو دیکھا کہ آنحضرت صلعم وابوبکر رضؓ روتے ہین۔ مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ وآپکا یار غار کیون روتے ہین آپ نے فرمایا
[illegible] تیرے ساتھیون پر فدیہ لینے کی وجہ سے اس درخت سے زیادہ قریب عذاب پیش ہوا آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا
[illegible] ہوا تھا اور اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تا قولہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا پھر جب
[illegible] سال آیا تو احد کے واقعہ مین جو انھون نے بدر کا فدیہ لیا تھا اسیقدر ستر آدمی شہید ہوے اور اصحاب رسول اللہ صلعم نے فرار کیا اور
[illegible] کے دندان پیشین ٹوٹے اور خود آپ کے سر مُبارک پر پکر در آیا جس سے آپ کے چہرہ مبارک پر خون جاری ہوا اور اللہ تعالے
[illegible] قولہ اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم الآیہ۔ یعنے یتمھارے نفسون کی طرف سے ہے کہ تم نے
[illegible] فدیہ لے لیا مدہ واہ مسلم وابوداؤد والترمذی وابن جریر وابن مردویہ وصححہ الترمذی وابن المدینی۔ ابوصالح سے روایت ہے
[illegible] حضرت صلعم نہایت ہی دراز عاجزی سے مناجات شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اپنی

مناجات بس فرمادین عنقریب اللہ تعالے آپکا وعدہ پورا فرمادیگا ذکرہ الحافظ فی تفسیرہ۔ ابن مسعود [illegible]
ایک موقع پر مین تھا اور انکو جو بات حاصل ہوئی وہ مجھے دنیا ومافیہا سے بہتر آتی ہے اور وہ یہ کہ حضرت [illegible]
کرتے تھے کہ مقداد نے آکر عرض کیا۔ یارسول اللہ ہم لیگ ویسے نہ کہینگے جیسے موسیٰ سے بنی اسرائیل نے کہا کہ اذہب انت [illegible]
آپ کے داہنے و بائین و آپ کے روبرو اور آپ کے پیچھے آپ پر جان فدا کرینگے پس آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا رواہ البخاری [illegible]
ابن عباس رضی نے کہا کہ بدر کے روز حضرت صلعم یون دعا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اُنْشِدُکَ عَہْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ پس ابوبکر نے آپ [illegible]
دست مبارک پکڑ لیا کہ یارسول اللہ آپ کو کافی ہے پس آنحضرت صلعم ہمپر یہ پڑھتے ہوے نکلے سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اسکو بھی بخاری [illegible]
نے روایت کیا ہے۔ بہرحال بدر کے روز آنحضرت صلعم کی طرف سے یا عموماً مومنون کی طرف سے بھی حضرت باری تعالے مین مدد کا استغاثہ [illegible]
اور حضرت صلعم نے بہت مناشدت کی۔ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ پس قبول کیا تمہارے پروردگار نے تمہارے استغاثہ کو یعنے اغاثہ فرمایا۔ عطف [illegible]
تستغیثون پر اور نعمت یاد دلانے مین یہ قبولیت بھی داخل ہے اور معطوف علیہ اگرچہ لفظاً مضارع ہے مگر معنے مین وقت یاد دلانے کے
ماضی ہے پس معطوف علیہ معنوی ماضی پر معطوف لفظاً و معنے ماضی کا عطف ہوا۔ اور قبولیت کی تفسیر یہ ہے کہ۔ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ
حرف جر حذف کرکے استجاب کے تحت مین منصوب المحل کیا گیا۔ یعنے بانی معینکم بالف مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یعنے قبولیت کا جواب دیا بایں طور
کہ مین تمھین مدد دینے والا ہون ہزار ملائکہ سے۔ مُرْدِفِیْنَ اے متتابعین یردف بعضہم بعضا۔ جو کہ مردف بکسر دال ہونگے یعنے پے درپے
ہونگے کہ بعض کا بعض ردیف ہوگا۔ کذا قال ابن عباس اور احتمال ہے کہ مردفین بمعنے آنکہ تمہارے لیے بجدت ہون چنانچہ ابن عباس رض سے
ایک روایت مین ہے کہ مردفین یعنے ممدین کذا قال مجاہدؒ و ابن کثیر و ابن زید۔ اور ایک روایت مین ابن عباس نے کہا کہ مردفین
یعنے ہر فرشتہ کے پیچھے فرشتہ تھا۔ اور ایک قراءۃ مین مردَفین بفتح دال ہے اور جبکہ ہر فرشتہ کے پیچھے فرشتہ تھا تو معنے ظاہر ہین کیونکہ جن
بعض کے پیچھے دوسرے ردیف ہین وہ مردف بفتح ہوئے اور پیچھے والے مردف بالکسر ہوئے پس دونون طرح تعبیر صحیح ہے اور شیخ عکبری نے
مفعول مردفین محذوف رکھا اے مردفین امثالہم۔ یعنے اپنے مثل دیگر فرشتون کو اپنے پیچھے رذیف کرنے والے تھے۔ وعلی ہذا ایک ہزار سے
زائد ہونگے اور ابن جریرؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتون کے ساتھ آنحضرت صلعم کے میمنہ
مین اُترے اور میمنہ مین اُسدن ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور میکائیلؑ ایک ہزار فرشتون کے ساتھ آنحضرت صلعم کے میسرہ مین اُترے اور [illegible]
اُسدن میسرہ مین تھا۔ قال ابن کثیرؒ اگر اسکی اسناد صحیح ہو تو یہ مقتضی ہے کہ الف ملائکہ مردفین بمثلہا تھے اسی واسطے بعض نے مردفین بفتح
الدال پڑھا ہے اور مشہور وہ ہے جو علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم و مومنون کو ہزار
ملائکہ سے مدد دی جمنین سے پانچ سو کو لیکر جبرئیلؑ داہنی طرف اُترے اور پانچ سو کو لیکر میکائیل بائین طرف اُترے۔ واضح ہو کہ یہان
دو سوال ہین۔ اول یہ کہ سورہ آل عمران مین تعداد زیادہ مذکور ہے اور یہان فقط ایک ہزار فرمائی۔ جواب دیا گیا کہ پہلے ایک ہزار
سے مدد کا وعدہ دیا پھر تین ہزار ہوے پھر پانچ ہزار ہوگئے جیسا کہ آل عمران مین مذکور ہوا۔ وکذا قال قتادہ رح۔ وعن الشعبی ؒ [illegible]
تو مردفین تھے اور تین ہزار منزلین تھے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک دونون مین کچھ منافات نہین ہے کیونکہ مومنون [illegible]
ایک ہزار لشکر سے گھبراہٹ ہوئی تھی تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ مین تمکو ایک ہزار ملائکہ مردفین سے مدد دونگا یعنے ملائکہ پے درپے [illegible]
جماعتون سے تمہاری مدد کو آدینگے جمنین سے اول جماعت ایک ہزار ہوگی پس اہین ایک ہزار ہی [illegible]

[illegible] جماعت ایک ہزار کی آکر اسطرح کھڑی ہوئی کہ آدھی داہنی طرف اور آدھی بائین طرف
[illegible] مذکور نہین سوائے قول علی کرم اللہ وجہہ کے کہ میمنہ مین ایک ہزار ٹھہرے اور ایسے ہی میسرہ مین سوال دوم
[illegible] قتال کیا یا نہین پس بعض نے کہا کہ قتال نہین کیا بلکہ جوان مردون کی صورت سپید کپڑے پہنے سفید عمامے باندھے جن کا
[illegible] دونون مونڈھون کے بیچ مین ڈالے ابلق گھوڑون پر سوار اسواسطے آئے کہ مومنون کو ثابت قدم رکھین اور اُن کی بھیڑ
[illegible] اور اگر قتال کرنا مقصود ہوتا تو ایک فرشتہ تمام دنیا کے ہلاک کرنے کو کافی ہے چنانچہ قوم لوط کے شہرون کو جبرئیل نے کیونکر
[illegible] اور ایک آواز سخت سے قوم صالح وغیرہ ہلاک کر دی - پھر اسقدر جماعت کثیرہ کی کیا ضرورت ہوتی لہذا قتال نہین کیا -
[illegible] ہے کہ یہ دلیل ضعیف ہے اسواسطے کہ جیسے جماعت مومنین کی بھیڑ بڑھانا مقصود تھی ویسے اسمین اور بھی فوائد حاصل تھے
[illegible] صف بستہ ہونا اور مضطرب نہونا اور آدمیون کی صورت مین لباس کی پسندیدہ ہیأت کی تعلیم وغیرہ اسیواسطے حدیث
[illegible] کا حکم دیا کہ وہ سیما ملائکہ ہے یعنے ملائکہ جب بصورت آدمی متمثل کیے جاتے ہین تو عمامہ کے ساتھ ہوتے ہین - اور ایسے ہی عمامہ کا
[illegible] پشت دونون کندھون کے بیچ مین لٹکانا وغیرہ اور نیز یہ تعلیم کہ دشمن کا قتل بقدرت الٰہی ہے اور ہتھیار امر ضروری نہین
[illegible] ذیل سے یہ بات ظاہر ہوگی - بالجملہ ایک فرشتہ کا تمام دنیا کے ہلاک کو کافی ہونا اس بات کے منافی نہین کہ فرشتون نے بدر
[illegible] قتال نہین کیا کیونکہ بالکل اہلاک تو مقصود ہی نہ تھا علاوہ برین اسی مقصود کے لیے ایک فرشتہ کی بھی ضرورت نہین ہے لہذا
[illegible] قول جمہور ہے کہ فرشتون نے بدر مین قتال کیا اور اسی پر دلیل ہے قولہ تعالے اذ یوحی ربک الی الملائکۃ الآیۃ - کیونکہ قولہ واضربوا
[illegible] بنان - اسپر تخصیص ہے اور حضور ملائکہ بدر مین خود ان ملائکہ کے واسطے مورث فضیلت تھا چنانچہ رفاعہ بن رافع سے روایت
[illegible] جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضرت صلعم سے پوچھا کہ آپ اہل بدر کو اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہین فرمایا کہ مسلمانون مین سے افضل یا ایسی
[illegible] بات کہی تو جبرئیل نے کہا کہ ملائکہ مین سے جو بدر مین حاضر ہوئے وہ بھی ایسے ہی ہین - رواہ البخاری - ابن عباس رضؓ نے کہا کہ مسلمانون
[illegible] ایک نے ایک مشرک کا پیچھا کیا ناگاہ اوپر سے کوڑا مارنے کی آواز سُنی اور کسی سوار نے کہا کہ اقدم حیزوم - یعنے اے حیزوم آگے بڑھ
[illegible] مشرک کو جو دیکھا تو گدی کے بل گر پڑا ہے اور دیکھا تو کوڑے کی چوٹ سے اُس کا چہرہ پھٹ گیا ہے پس مرد انصاری نے آکر
[illegible] صلعم سے عرض کیا تو فرمایا کہ تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مددوالون مین سے تھا - روایت ہے کہ ابوجہل ملعون جب زخمی پڑا
[illegible] تھا تو اُسنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ آواز کہان سے آتی تھی جو ہم کو بدحواس کرتی تھی حالانکہ ہم کسی شخص کو نہین دیکھتے
[illegible] وہ ملائکہ کی آواز تھی تو ابوجہل بولا کہ وہی ہمپر غالب ہوئے تم غالب نہین ہوئے ہو - ابو داؤد مازنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
[illegible] مین نے ایک مشرک کا پیچھا کیا کہ اسکو تلوار ماردون تو میری تلوار پہونچنے سے پہلے مشرک کا سر میرے سامنے آگرا - اور سہل بن
[illegible] اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز ہم مین سے آدمی اپنی تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کرتا اور تلوار پہونچنے سے پہلے
[illegible] کٹ کر گر پڑتا - اور ایسے ہی اور آثار کثیرہ ہین جو دلالت کرتے ہین کہ ملائکہ نے بدر کے روز قتال کیا - رہا یہ امر کہ سوائے بدر کے
[illegible] ہے یا نہین تو سلیمان جمل نے کہا کہ سوائے بدر کے اور کہین ثابت نہین ہوا - وقال الخطیب صحیح یہ ہے کہ اُنھون نے
[illegible] کیا اور کہین مانند احد و حنین وغیرہ کے قتال نہین کیا - اور یہی اکثر کا مختار ہے - وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی اور نہین کیا
[illegible] یعنے امداد ملائکہ سے مدد کو مگر بشارت یعنے تاکہ تمھارے دلون کو خوشی ہو اور اللہ تعالے کے وعدون پر مطمئن ہو - وَلِتَطْمَئِنَّ

Marfat.com

بِهٖ قُلُوْبُكُمْ اور تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہون اور اضطراب مین نہ پڑین [illegible] اور تعالے [illegible]
کے تمھین سے ہلاک کر دے۔ بلکہ خود بخود ہلاک کر دے وقد قال تعالے ولو شاء اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلو بعضکم ببعض [illegible]
تو کافرون سے یون انتقام لے لیتا ولیکن نہین چاہا اور تمکو جہاد کے واسطے حکم دیا تاکہ بعض کو بعض سے امتحان [illegible]
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور مدد و فتح نہین مگر اللہ تعالے ہی کی طرف سے یعنے درحقیقت مدد و نصرت فقط حضرت باری تعالے
کی طرف سے ہے اور کسی چیز سے نہین ہے اور ملائکہ کی امداد یا لشکر کی کثرت و سامان وغیرہ تو یہ سب وسائط ہین [illegible]
ہے پس تم ان چیزون سے نصرت مت سمجھو اور اگر یہ چیزین نہون تو فتح و نصرت سے مایوس مت ہو اور اس مین تنبیہ ہے [illegible]
واجب ہے کہ ہر حال مین فقط اللہ تعالے پر بھروسا کرے اور کسی دوسری چیز پر اعتماد نہ کرے کیونکہ اسی کے قبضۂ قدرت مین [illegible]
اُمور ہین اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اللہ تعالے عزیز حکیم ہے۔ یعنے وہی ہر چیز پر غالب اور سب اس کے
زیر حکم مقہور ہین اور وہی حکمت والا ہے جو کچھ جاری ہوتا ہے سب اُس کی حکمت ہے جسکی حقیقت تک بندہ کی سمجھ نہین پہونچ سکتی
پھر اللہ تعالے نے تیسری نعمت یاد دلائی بقولہ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً یاد کر یا یاد دلا دے جبکہ ڈھانپ دیا تم پر نعاس
کو واسطے امن پانے کے اس چیز سے جو تم کو پہونچے خوف سے مِّنْهُ حق تعالے کی طرف سے یعنے امن از جانب حق تعالے حاصل
ہونے کے لیے۔ یہ تفسیر بنا بر قول شیخ جلال کے ہے کہ امنہ کو مفعول لہ قرار دیا یعنے نعاس سے ڈھانکنا اسواسطے تھا کہ خوف سے امن
از جانب حق عز و جل حاصل ہو۔ قال فی الکمالین۔ یہ اس اعتبار سے کہ یغشی متضمن معنے یغشون ہے ورنہ ظاہر یہ ہے کہ امنہ بدل
از نعاس ہے یعنے تم پر نعاس ڈھانپ دی جو کہ امنہ از جانب حق تعالے تھی۔ نعاس ہلکی نیند کو کہتے ہین اور یہ عجیب نعمت تھی کہ باوجو
خوف و اضطراب کے انکو سلا دیا لہذا کہا گیا کہ معجزہ کے حکم مین تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قتال مین نعاس امن از جانب
حق تعالے ہے اور نماز مین نعاس از جانب شیطان ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ سجدہ مین جو بندہ سو جاتا ہے اُس کو اللہ تعالے
ملائکہ کو دکھلاتا ہے کہ دیکھو یہ میرا بندہ میری یاد مین سر بسجدہ سو گیا۔ قتادہ رح نے کہا کہ نعاس تو سر مین ہوتی ہے اور نیند دل مین
ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ جس رات کی صبح کو قتال واقع ہوا اُس رات مین نعاس کی دو وجہین تھین ایک یہ کہ صبح قتال مین [illegible]
چوبند ہون دوم یہ کہ خوف زائل ہو اور امن حاصل ہو جاوے۔ علی رض سے روایت ہے کہ ہم مین سوائے مقداد کے کوئی سوار
نہ تھا اور مین نے دیکھا کہ ہم مین سبھی سوتے تھے سوائے رسول اللہ صلعم کے کہ آپ درخت کے نیچے رات بھر نماز پڑھا کیے اور رو کر دعا [illegible]
یہان تک کہ صبح ہو گئی قال المترجم آنحضرت صلعم کو کسی طرح کا اضطراب و خوف نہ تھا بعض نے کہا کہ حالت قتال مین یہ نعاس
طاری ہوئی تھی۔ شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اُحد مین یہ واقعہ ہونا مشہور ہے اور بدر مین یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے لیس
امر سخت ہوتا ہے اور خوف طاری ہوتا ہے تو مومنون پر یہ نعاس چھا جاتی ہے جس سے انکے دل اللہ تعالے کی مدد و رحمت [illegible]
ہو جاتے ہین اور صحیحین مین ہے کہ بدر کے روز آنحضرت صلعم مع صدیق رضی اللہ عنہ کے عریش مین تھے اور دونون دعا مانگتے [illegible]
مین آنحضرت صلعم پر ایک اونگھ کے مانند خفیف نوم طاری ہوئی پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکر بشارت ہو [illegible]
آئے اور اُنکے اگلے دونون دانتون پر غبار پڑا ہے پھر عریش کے دروازہ سے یہ پڑھتے ہوئے نکلے سیہزم الجمع ویولون الدبر
کفار عنقریب ہزیمت کھاوین اور پیٹھ پھیرینگے۔ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً اور نازل کرتا [illegible]

Marfat.com

اللہ تعالے نے نعاس سے پہلے پانی برسایا پس غبار بیٹھ گیا اور ریگ جم گئی اور مومنون کے دل خوش ہوئے اور قدم
نعاس کے بعد پانی برسایا۔ لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ تاکہ اس سے تم کو پاک کرے یعنے وضو و غسل وغیرہ کی طہارت کر وجو
تھی۔ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ اور دور کردے تم سے رجز شیطان یعنے وسوسہ شیطان۔ اور وہ یہ کہ اُسنے
دلون مین وسوسہ ڈالا کہ اگر تم حق پر ہوتے اور تم مین اللہ تعالے کا رسول ہوتا تو تم اسطرح پیاسے نہوتے اور حالت جنابت و
نماز پڑھتے حالانکہ مشرک لوگون نے پانی پر قبضہ کیا ہے۔ اور تھوڑی دیر مین جب تمپر پیاس کا سخت غلبہ ہوگا تو مشرکین اپنے
کو باندھ لیجاوین اور قتل کرینگے پس اس سے اضطراب شدید پیدا ہوا اور جب مینھ برسایا تو مومنون نے خوب پیا اور نہائے
کو پلایا اور وسوسہ شیطان دور کردیا۔ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ۔ اور تاکہ بندش کرے تمھارے دلون پر یقین وصبر کے
وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اور تمھارے قدم ثابت کرے کہ ریگ مین نہ دھنس جاوین۔ کیونکہ مینھ پڑنے سے ریگ جم گئی تھی اور اسپر
چلنا ممکن ہوگیا۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن کثیرؒ نے علی بن ابی طلحہ وعوفی کی روایت ابن عباس سے ایسی ہی ذکر کی کہ بدر مین
تھی اسپر مشرکین قابض تھے اور مسلمانون کو پانی نہ ملنے سے ویسی حالت پیش آئی جو مذکور ہوئی پھر خوب پانی برسا جس سے
ہوئی اور مسلمانون ومشرکون کے درمیان ایک میدان بلند ریگ کا تھا پس جب مینھ سے وہ سخت ہوگئی تو قوم کی طرف
گئے۔ اور شعبی و زہری وغیرہ علماء سے روایت ہے کہ بدر کے روز ملہ کا پانی برسا تھا اور مشہور یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جو پہلا
پڑاؤ مین اُتر پڑے تھے پس خباب بن المنذر نے آکر عرض کیا کہ اگر بحکم الٰہی آپ یہان اُترے تو ہم کو بڑھنا روا نہین اور اگر لڑائی کے
قصد یہ پڑاؤ نہین ہے بلکہ آپ ہم کو لیکر قوم مشرکین سے قریب جو پانی ہے وہان اُترین اور ایک فرشتہ نے آکر حضرت باری تعالیٰ کا
بھیجا یا اور اس رائے کی خوبی بیان کی اور جبرئیل موجود تھے اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اسکو پہچانتا نہین ولیکن یہ
فرشتہ ہے کوئی شیطان نہین ہے پس حضرت صلعم روانہ ہوکر موافق رائے خباب کے قریب قوم کے اُترے اور درمیان مین
ریگ تھا اور ابن اسحاق نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کیا کہ وہ میدان نرم ریگ کا تھا جسمین پاؤن دھنستے تھے پس اللہ تعالیٰ
آسمان سے پانی برسا۔ اور مسلمانون کو صرف اسقدر پہونچا کہ زمین جم گئی اور چلنے سے معذور نہوئے اور قریش کو اسقدر پہونچا کہ
گئی اور چلنے سے عاجز ہوئے۔ ابن جریرؒ نے علی رضہ سے روایت کی کہ جس رات کی صبح جنگ بدر واقع ہوئی اسمین خفیف مینھ
درخت کے سایہ مین اور ڈھالون کے نیچے چھپ رہے اور آنحضرت صلعم نے لڑائی پر آمادہ کرتے ہوئے رات گذاری۔ بالجملہ
قول اختیار کیا کہ بدر کے تالاب پر مشرکین قابض ہوگئے تھے اور مومنون کو مینھ کے پانی سے سیرابی حاصل ہوئی اور مغازی
سے ثابت ہے کہ مشرکین بسبب شدت بارش و دلدل کے کوچ کرنے سے عاجز رہے اور مومنین نے بڑھکر تالاب پر
بارش کا پانی مومنون کو صرف اتنا پہونچا کہ ریگ جم گئی اور چلنے پر بخوبی قادر ہوگئے اور قدم جمنے لگے اور یہی قولہ ویثبت
مین۔ اور زمخشریؒ نے کہا کہ ربط کے واسطے ہوسکتا ہے یعنے جب اطمینان قلب وطہارت از رجس شیطان حاصل
قدمی ہوگی۔ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ یاد دلادے اے محمد صلعم جبکہ وحی فرمائی تیرے رب نے ملائکہ کو جن سے
تھی۔ اَنِّيْ مَعَكُمْ اے بانی۔ باین طور کہ مین تمھارے ساتھ ہون یعنے اپنے فتح ونصرت سے تمھارے ساتھ ہون۔
فَثَبِّتُوا پس تم ایمان والون کو ثابت قدم رکھو یا تثبیت باین طور کہ انکے ساتھ ہوکر لڑو۔ یا بشارت دینے سے اُنکے

دل مضبوط کرو پس فرشتہ آدمی کی صورت مین صف لشکر کے سامنے بیان کرتا کہ تم کو بشارت ہو
اور مشرکین بت پرست تھے ہین۔ یا اسطرح کہ مومنون کے دلون مین نیک الہام کرو جیسے شیطان کو وسوسہ
معیت کو بیان فرمایا بقولہ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ۔ مین عنقریب کافرون کے دلون مین رعب
وے ثابت قدم نہ رہ سکینگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنون پر نعمت تھی کہ مشرکون کے دلون مین خوف ڈالا
اَلْاَعْنَاقِ پس مارو کافرون کو اعناق کے اوپر۔ اعناق جمع عنق بمعنے گردن اور اسکے فوق وہ جگہ جہان ذبح کرتے ہین
سر کیونکہ یہ سب اعناق کے اوپر ہین اور بعض نے کہا کہ فوق یہان صلہ ہے اور مراد اعناق ہین یا فوق بمعنے علیٰ ہے یعنے
وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ بنان جمع بنانہ وہ ہاتھ پیرون کی انگلیون کے کنارے اور مراد یہان اطراف ہین کما قال ابن
جوڑ و بند ہین کما قال ابن عطیہ۔ معنے یہ کہ مارو کافرون کے کل اطراف کو۔ بعض نے کہا کہ سر و بنان کو خاصکر اسلئے ذکر کیا کہ سر
واشرف ہے و بنان ادنیٰ و اضعف ہے پس درمیان مین بدن کے جملہ اعضا داخل ہوگئے اور بعض نے کہا کہ سر کے ضرب سے
مرجاتا ہے اور انگلیون کے اطراف قطع کرنے سے ہتھیار وغیرہ تھامنے و لڑنے سے بیکار ہوجاتا ہے۔ ربیع بن انس سے مروی ہے
بدر کے روز لوگون کو ملائکہ کے مارے ہوے مقتول اس نشان سے معلوم ہوجاتے کہ مقتول کے سر و بنان پر جیسے آگ سے جلے ہوے
داغ ہوتے تھے۔ قال المفسر رح وغیرہ سہل بن حنیف رض سے روایت ہے کہ ہم نے بدر کے روز دیکھا کہ ہم مین کا آدمی مشرکون کے آدمی پر
تلوار کا حملہ کرتا پھر قبل اسکے کہ تلوار اس تک پہونچے اس کا سر جدا ہوکر گر پڑتا۔ رواہ الحاکم وصححہ البیہقی۔ پھر آنحضرت صلعم نے ایک مٹھی سنگ
لیکر مشرکون کی طرف ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ پس کوئی مشرک نہین بچا مگر آنکہ اس کی آنکھ مین اسکے ریزے بھر ہوے اور مشرک
نے بھاگنا شروع کیا اور مسلمان انکے تعاقب مین ہوے کہ انکو قتل کرتے و قید کرتے تھے۔ ذٰلِكَ یہ عذاب جو مشرکون پر واقع ہوا
بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے کہ انھون نے شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مخالفت کی اللہ تعالیٰ و اسکے رسول سے گویا اللہ تعالیٰ کی راہ
ایک شق چھوڑا اور آپ دوسری شق اختیار کی۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی مخالفت کرے اللہ تعالیٰ و اسکے
رسول سے تو اللہ تعالیٰ اسکو عذاب کریگا فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ پس اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔
مبتدا اور خبر محذوف ہے یعنے یہ تو عذاب ہے۔ فَذُوْقُوْهُ پس اسکو چکھو اے کافرو اس دنیا مین وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ
البتہ کافرون کے لیے آخرت مین۔ عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب یعنے دوزخ ہے جسمین ہمیشہ پڑے جلینگے۔ بجاے ضمیر
وان للکافرین فرمایا بغرض اہانت کے اور اس اشعار کے کہ عذاب آخرت ان کی شرک و کفر کا بدلا ہے کہ حق عزوجل نے
اسقدر نعمتین دین اور رسولون سے ہدایت کی مگر وہ کچھ نہ مانے سواے اسکے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ سے منہ موڑین
نہین ف فی العرائس قولہ اذ تستغیثون ربکم الخ۔ استغاثہ مقام شکوی و تواضع مقام انبساط اور رسما بدیدا
حالت استغاثہ مین اس سے تعرض کیا وہ اس سے اسی کی طرف فرار کرتا اور اسکو اسی سے طلب کرتا ہے اور اسی کے
نہ از جانب خود چنانچہ قوم مومنین نے اس سے استغاثہ کے ساتھ اپنی مراد پر معونت چاہی کہ فتح و غنیمت حاصل ہو
ملائکہ کی امداد سے ان کی فریادرسی کی پھر ان کو غیر کی طرف نظر رکھنے سے موڑا چنانچہ فرمایا وما النصر الا من عند اللہ
قبولیت اسوجہ سے ظاہر ہوئی کہ سچی التجاے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور پوری قبولیت

Marfat.com

اور بعض نے کہا کہ جسنے سچی التجا رسے استغاثہ کیا فوراً اسکی التجا رقبول ہوتی ہے۔ شیخ نصر آبادی نے کہا کہ استغاثہ
استغاثہ اس سے اور دوسرا استغاثہ اسکی طرف پس جو استغاثہ اس سے ہوتا ہے ایسے استغاثہ کرنے والے کو جواب نہین
استغاثہ ہمیشہ معلق ہوتا ہے۔ اور جو استغاثہ اسکی طرف ہے اسی کی طرف انبیاء و اولیاء کی قبولیت ہوتی ہے۔ اور نیز شیخ
نفس کا یہ استغاثہ ہے کہ اسکو حصہ بقا رملے اور ہمیشہ اسمین عافیت رہے اور قلب کا استغاثہ از خوف تقلیب ہے یعنے وہ
جاوے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بندہ کا قلب ہمیشہ اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہے جدھر چاہے اُدھر
کا استغاثہ طلب راحت ہے اور سر باطن کا استغاثہ درخواست ہے کہ اُن اسرار پوشیدہ پر آگاہی ہو جو سینون مین چھپے ہوئے
نے فرمایا کہ جسقدر انسان کو اپنی محتاجی ظاہر ہوئی ہو اُسی کے موافق استغاثہ ہوتا ہے اور حق عز وجل کو قدرت مین منفرد جان لے
ت کے دور کرنے پر قادر ہے۔ قولہ تعالے وماجعلہ اللہ الا بشری ولتطمئن بہ قلوبکم۔ امداد ملائکہ کی بشارت اسواسطے کہ وعدون کی
نے سے بندون کے دل با نوار بقا رمطمئن ہون اور دلیل و برہان کی خواہش بسبب ضعف یقین کے ہوتی ہے اور اگر یقین بدرجۂ
انیت کا تعلق کسی برہان سے نہوتا پھر وسائط سے مومنون کی نظر اپنی عزت و کبریائی کی طرف پھیر دی بقولہ وما النصر الا من
حقائق اس آیت مین یہ ہے کہ نصرت آلہی کشف انوار مشاہدہ سے ان روحون کے لیے جو شوق سے بیخود ہین پس اپنے وصال
ن کو قہریات پر فتح وظفر دیتا ہے باین طور کہ اپنے لطف کے میدان سے ان لوگون کے روبروے قہریات کو محض اپنے لطف وکرم
ہے بعض نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے آثار نصرت وسلامتی کے بیان فرمائے پس جسنے ذلت وافتقار ظاہر کرکے نصرت وسلامتی
وہ کبھی نہ پاویگا اسواسطے کہ قدرت قوت سے فتح ونصرت وسلامتی چاہنا اپنی قوت قدرت پر اعتماد ہے اور یہ ربوبیت سے
پھر بھلا وہ کون پلید ہے جو ربوبیت سے منازعت کرکے سلامت بچے۔ ہرگز نہین وہ ضرور مقہور وخوار ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ
بدر مین یہ سب واقع ہوا چنانچہ جب کثیر تعداد سے قریش کا لشکر نظر پڑا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے پروردگار
اور غرور کرتے آتے اور تیرے رسول کو جھٹلاتے اور تیری عبادت سے مُنھ موڑتے ہین۔ اور مومنون کا استغاثہ آیت مین بیان
عز وجل نے عاجزی سے مدد ونصرت وسلامت چاہنے والون کو غالب کیا اور تکبر وغرور والون کو خوار وبرباد کیا۔ فافہم۔ پھر
جلال کو بیان فرمایا بقولہ ان اللہ عزیز حکیم۔ اُس کا عزیز ہونا یہ کہ کسی علت وعمل سے اُسکی مخلوق مین سے یعنے جو کچھ اسولے اُسکے
کو یہ مجال نہین کہ اسکے جمال وجلال مین سے کچھ مطالعہ کرے یعنے ہدایت اسی کی طرف سے ہے اور حکیم ہونا یہ کہ مومنون کو
اپنے اور انھین کو اس قرب سے سرفراز کرنے مین مخصوص کیا۔ واسطیؒ نے فرمایا کہ عزیز وہ ہے کہ جو اسکے طلب کرنے والے ہون
اسکو نپاوین اور اسی کے کرم سے جب پاوین تو اسکے حضور مین عاجز وہیچ ہو جاوین۔ اُستاد رحؒ نے کہا کہ عزیز کو ڈھونڈھنے
سے پاتا ہے اور چاہت والا اسی کے کرم سے ملجاتا ہے راہ تو آسان ہے ولیکن جبھی کہ اس کا لطف شامل حال ہو جاوے
پھر وصل وفصل وقرب وبُعد سے عزیز وپاک ہے اسکی درگاہ مین تو بدون اسکے کرم وفضل کے کیسطرح راہ نہین ہے۔
بادشاہ بنے پر اترایا اور وہان مقبول نہین تو نجاست کے ناپاک گڈھے سے بدتر جہنم کے کھڈ مین ڈالا گیا اور اگر دنیا مین
والے پر آنے سے عار وننگ رکھتے ہین اور وہان مقبول ہے تو دنیا کے ہر بادشاہ سے کرورون مرتبہ افضل ہے الخ۔
پھر اللہ تعالے نے اپنی راحت ابدان وترویح روح کے امتنان کے ساتھ نعاس کا کرم فرمایا بقولہ اذ یغشیکم النعاس امنۃ

منہ۔ نعاس یہ ہے کہ خون جو قلب کے گرداگرد ہے اس سے بخارات اُٹھکر موافق عجیب خلقت آلہی کے دماغ کو دیتے ہین پس جب تیزی فکر و ہیجان سے اعصاب دماغی مین کلال لاحق ہوتا ہے تو یہ بخارات خون کے صاف ہو کر ... پہونچکر پٹھون کو بھاری کر دیتے ہین اور رفتہ رفتہ جب تمام عروق و قلب مین ایسی کیفیت ہوجاتی ہے تو حواس باطل ہوکر ... صفات انسانیہ مین سے ہے اللہ تعالے اس سے پاک و برتر ہے کما قال تعالے لاتاخذہ سنۃ ولا نوم۔ پھر جب اللہ تعالے اپنے اولیا کو راحت جسمانی دیتا ہے تو نعاس سے انکے انقباض کو دور کرتا اور مقام انبساط مین پہونچاتا ہے۔ اور واضح رہے کہ نعاس مین مکاشفات کی صورتین اور ہاتف غیب کی آوازین عالم غیب سے سنائی دیتی ہین اور قلب کی آنکھون مین غیبی صورتین بالبداہتہ نظر آتی ہین جن سے ... امن حاصل ہوتا ہے کما قال تعالے امنۃ منہ۔ یعنے اطمینان و امن از جانب حق تعالے تھی یعنے مزید امتحان و غلبۂ نفس و شیطان سے امن دیدیا۔ عبداللہ بن مسعود رضنے فرمایا کہ جہاد و لڑائی مین اللہ تعالے کی طرف سے نعاس امن ہوتی ہے اور نماز مین شیطان کی طرف سے غفلت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلعم کی نیند نعاس ہی ہوتی تھی اسی واسطے فرمایا کہ میری آنکھین سوتی ہین اور میرا دل نہین سوتا ہے۔ کیونکہ قلب جب سویا تو عالم ملکوت مین سے کچھ نہین دیکھتا۔ اور یہی اولیاء کا حال ہے کہ ہر حال مین انکے دل جاگتے رہتے ہین اور سونا انکا بہت نہین ہوتا اور جسنے عالم غیب مین سے کچھ دیکھا اُس کا دل اسوقت مین حالت نعاس ہی مین ہوتا ہے۔ سہلؒ نے فرمایا کہ نعاس کا نزول دماغ سے ہوتا ہے اور اس حالت مین دل زندہ ہوتا ہے اور نیند کا حلول دل مین ظاہر ہوتا ہے اور یہان نعاس کا فائدہ یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے انکو آگاہ کیا کہ فضل و کرم آلہی عزوجل ان کی کمائی و قدرت سے نہین ہے پس انکو انکے نفس و اختیار سے فانی کردیا پھر ان کے دشمنون کے دلون مین رعب ڈالکر بھگا دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر۔ یعنے ایک مہینہ کی راہ تک مجھے رعب سے فتح و نصرت دی گئی ہے۔ جب بندہ اپنے حول و قوت سے بری ہوا تو اللہ تعالے کی فتح و نصرت آجاتی ہے اور وہ اپنی سب مرادین پاجاتا ہے۔ پھر اللہ تعالے نے انپر اپنی رحمت نازل کرنے کا احسان بیان فرمایا وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ۔ ظاہری پانی سے اشباح پاک ہوجاتے ہین اور آب معرفت سے ارواح پاکیزہ ہوتے ہین۔ پھر جب ارواح نے افعال و صفات کے مقام و حقیقت کو پہچان لیا تو ذات پاک سے عارف ہوجاتی ہین۔ پس انکی مثال ایسی ہے جیسے سمندر مین سیپیان پڑی ہین پس دریاے افعال مین ارواح کی سیپیان ہین جو صفات کے موتی بحر ذات سے لیتی ہین اور یہ موتی حقیقت و معرفت کے ہین۔ بعض نے کہا کہ جب دلون پر یقین کے پانی پڑتے ہین تو اُن مین سے اختلاج و شک سب دُھل جاتا ہے جیسے قولہ لیطھرکم بہ۔ سے ظاہر ہے کہ طرح طرح کی مخالفت و خوف و وسوسہ شیطان سب اس پانی سے دھوکر انکے دلون کو مضبوط کردیا۔ پھر اس باران رحمت کا وصف بیان فرمایا بقولہ ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام یعنے اس باران یقین سے اُنکو معرفت عبودیت اور ربوبیت دیکر انکے دلون کو معرفت آلہی مین مرتبط و مستقیم کردیا اور وحشت فرقت انکے دلون سے دور کرکے دیدار و وصل کے شوق مین مستقیم و ثابت قدم فرمایا اور اس تجلی کا حاصل یہ ہوا کہ انکے بدن تو طاعات پر مرتبط و قائم ہوگئے اور انکی عقلین آیات آلہی سے مرتبط ہوئین اور انکے قلوب انوار صفات سے مرتبط ہوئے اور اُنکی روحین انوار ذات سے اور انکے اسرار علوم ازلی ابدی سے مرتبط ہوئے۔ پھر جب وہ لوگ اسطرح مستغرق ہوئے تو انکی دستگیری فرمائی اور فناء سے نکالکر انکو مقام بقا مین ... اگر ایسا نہوتا تو ظہور ربوبیت کے پہلے ہی ہلہ مین فنا ہوجاتے کہ پھر حکمت آلہیہ انسے اس وجہ سے ظہور نہوتی اسلیے کہ ... کبریا و عزت کو کون اُٹھا سکتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اپنے اولیاء کے دلون کو صبر کے ہتھیار سے بلا و مشقت اُٹھانے پر ...

...مقام بلند ابراہیم ابنائے سے مرتبط کیا اور اہل استقامت کے قدم جمائے کہ جملہ احوال میں مستقیم ہوئے اور قدم نہیں ہٹاتے
... القلب تین طرح کے ہیں اول آنکہ خلق سے مربوط ہیں۔ دوم آنکہ اسماء و صفات سے مربوط ہیں۔ سوم وہ جو حق عز و جل سے
بصفت تفرید و تجرید مربط ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ
ایمان والو جب بھڑو تم کافرون سے میدان جنگ مین تو مت دو اُنکو پیٹھ اور جو

يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ
کوئی انکو پیٹھ دے اُس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا ملتا ہو فوج مین سو وہ لے پھرا غضب

اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝
اللہ کا اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بُری جگہ جا ٹھہرا

اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندون کو حکم دیتا ہے کہ کافرون سے لڑائی مین مت بھاگو اور سوائے تحرف قتال یا تحیز بسوئے فئہ کے جو کوئی بھاگا وہ اللہ تعالےٰ کے غضب مین پڑکر جہنمی ہوگا چنانچہ فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان لانے والے بندو یعنے جنکی شان ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسا کرتے اور اسی کی تاثیر سے ہر بات جانتے ہین اور فتح و نصرت اسی کی طرف سے یقین کرتے ہین پس اُن کو خطاب کیا کہ اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا زحف بمعنے آہستہ آہستہ نزدیک ہونا اور اصل مین چوتڑون کے بل کھسلنا یقال زحف الصبی جب بچہ چوتڑون کے بل ذرا رینگنا شروع کرے پھر لڑائی مین دشمن کیطرف چلنے والے کو زاحف کہنے لگے اور یہان زحفا مصدر حال ہے اے زاحفین۔ تزاحف بمعنے آپس مین ایک دوسرے سے نزدیک و قریب ہونا۔ اور لشکر کثیر کو بھی زحف کہتے ہین اور مصدر سے نام رکھا گیا اور چھوٹے لشکر کو جو بہت شجاع ہو زحف اس معنے کہتے ہین کہ بسبب شجاعت کے گویا بہت بڑا لشکر ہے کہ کبھی شکست نہین کھاتا۔ بالجملہ اصلی معنے سے جو لڑنے والے پر اطلاق ہوا تو شاید اسوجہ سے کہ لشکر کثیر کی چال جب آپس مین گو نجے ہوئی بنتی ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ گویا چوتڑون کے بل کھسلتے ہین اگرچہ حقیقت مین وہ تیز رفتار ہون اور یا اسوجہ سے کہ مقابل صف قتال مین جب دشمن کی طرف بڑھتے ہین تو دانون سے آہستہ بڑھتے ہین بالجملہ اس تشبیہ سے اسکا لازم مقصود ہے یعنے اجتماع و کثرت یا وے اپنی کثرت سے زحف کرتے ہین لہذا مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے آنکہ جب بھڑو تم کافرون سے درحالیکہ مجتمع ہو وقال ابن کثیر رحمہ اللہ یعنے جب تم کافرون سے بھڑو و نزدیک ہو جاؤ فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ادبار جمع دبر بمعنے مقعد اور یہ مقابل قبل بمعنے مقام پیشاب ہے اور نیز دُبر بمعنے ظہر یعنے پشت آتا ہے اور یہان اسی معنے مین ہے یعنے کافرون سے لڑنے مین انکو پیٹھ مت دو مقصود اس سے لازمی معنے ہین یعنے انکے سامنے سے مت بھاگو۔ اور ابن عطیہ نے کہا کہ بجائے اظہار کے ادبار کہنے مین فصاحت ہے اس فعل کی شناعت و مذمت زیادہ نکلتی ہے پس آگاہ کر دیا کہ ایسے فعل شنیع کو مت اختیار کرو۔ حاصل آنکہ کافرون کے روبرو ہوکر انکو اپنی پیٹھین مت دو۔ درحالیکہ تم بھاگنے والے ہو۔ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اور جو کوئی اس روز کافرون کی طرف پیٹھ پھیرے کسی صورت مین اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ سوائے دو صورتون کے ایک یہ کہ قتال کے واسطے بھاگنا لڑائی مین کافرون کے ساتھ چال کی ہو بایں طور کہ مکر سے کافر کو اپنا بھاگنا دکھلایا حالانکہ مقصود اسکا یہ ہے کہ اچانک اس پر

Marfat.com

لوٹ پڑے اور اسکو قتل کر ڈالے تو اسطرح کرنے مین مضائقہ نہین کما نص علیہ سعید بن جبیر [illegible]
متحیز ہو کسی فئہ یعنے جماعت کی جانب۔ یعنے انضمام۔ ومل جانا چاہتا ہو مسلمانون کی کسی جماعت کی جانب [illegible]
جماعت کفار پر حملہ کر کے انکو قتل وشکست دے تو یہ بھی جائز ہے اور ہمارے نزدیک یہ شرط نہین ہے کہ جس فئہ کی طرف متحیز [illegible]
اس سے قریب مقام مین ہو حتی کہ اگر کسی سریّہ مین ہو اور وہان سے فرار کر کے پورے لشکر کے سردار کے پاس آگیا یا بڑے سردار [illegible]
کے پاس بھاگ آیا تو بھی جائز ہے چنانچہ امام احمد نے اپنے اُستاد سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مین ایک [illegible]
پس لوگون کے پانوٗن اکھڑ گئے اور مین بھی انکے ریلے مین بھاگا پس ہم لوگون نے آپس مین کہا کہ ہم اب کیا کرین کہ ہم زحف سے بھاگے [illegible]
غضب الٰہی مین پڑے پھر ہماری رائے ہوئی کہ مدینہ مین رات بسر کرین پھر یہ رائے ہوئی کہ آنحضرت صلعم کے روبرو پیش ہون پس اگر [illegible]
توبہ قبول ہو تو خیر ورنہ چلے جاوینگے پھر رات بھر پڑے رہے اور صبح نہین ہوئی تھی کہ ہم نے درگاہ نبوت پر حاضر ہو کر اجازت مانگی تو آنحضرت
صلعم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کون قوم ہے ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین بھگوڑے ہین تو فرمایا کہ نہین بلکہ تم متحیزین ہو اور مین
تمہارے واسطے فئہ اور مین تمام مسلمانون کے لیئے فئہ ہون پس ہم لوگون نے بڑھکر آپ کے ہاتھ چوم لیے۔ وقد رواہ ابو داؤد والترمذی
وقال حدیث حسن۔ اور جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بسبب کثرت لشکر مجوس کے جسر فارس پر شہید ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
اگر میری طرف متحیز ہو کر چلا آتا تو مین اسکے لیے فئہ ہو جاتا۔ کما رواہ محمد بن سیرین عنہ وابو عثمان نہدی رح نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ اس قصہ مین کہا کہ اے لوگو مین تمہارے واسطے فئہ ہون۔ اور مجاہد رح نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین ہر مسلمان کے لیے فئہ
ہون اور عبد الملک بن عمیر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اے لوگو تم اس آیت کے معنے سمجھنے مین دھوکا نہ کھانا۔ یہ تو فقط
روز بدر کے واسطے تھی اور اب مین ہر مسلمان کے لیے فئہ ہون۔ بالجملہ معنے یہ ہوئے کہ جو کوئی لڑائی مین کفار کے روبرو سے مُنھ موڑ کر پیٹھ دے
سوائے اسکے کہ لڑائی کے داؤن گھات کے لیے منحرف ہو یا کسی گروہ اسلام سے خواہ قریب ہو یا بعید ہو حتی کہ بڑا امام ہو قوت وانضمام
حاصل کرے پس سوائے ان دونون صورتون کے جو کوئی کفار سے بھاگے فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ تو وہ پھرا اللہ تعالے کے
غضب مین۔ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ اور جہنم اسکا ٹھکانا ہے۔ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بُری جگہ پھر جانے کی ہے یہ جہنم ف اولی جاننا چاہیے
کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ کافر لوگ بہ نسبت مسلمانون کے دوچند سے زائد نہون۔ بقولہ تعالے الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن
منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین الآیۃ۔ پس اگر کافر لوگ دوچند سے زائد ہون اور جہاد کرنے والا بھاگ جاوے تو جائز ہے اور یہ سب [illegible]
اس قول کے کہ یہ آیت محکمہ ہے منسوخہ نہین ہے بلکہ دوچند کافر ہونے سے مخصص ہے یعنے اس آیت مین تو سوائے دو صورتون کے
کوئی صورت مستثنیٰ نہ تھی بلکہ عام تھی پھر یہ تیسری صورت اور مستثنیٰ ہوئی لیکن چونکہ دوسری آیت منفصلہ ہے لہذا اسکو مستثنیٰ [illegible]
بلکہ مخصص قرار دیا لہذا بعد اس تخصیص کے اپنے عموم پر باقی ہے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا [illegible]
قول یہ ہے کہ فرار کرنا فقط صحابہ رضی اللہ عنہم پر حرام تھا کیونکہ جہاد انپر فرض عین تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible]
وغیرہ مین مروی ہے لڑائی سے بھاگنے کو موبقات سبعہ مین [illegible] شمار فرمایا اور اسکا مقتضی یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ ہے پس شاید اس [illegible]
والے علماء اسکو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین مخصوص کہتے ہونگے ورنہ ظاہر مقتضائے حدیث یہ ہے کہ وہ سب [illegible]
رضی اللہ عنہ کی تخصیص نہین ہے۔ قول سوم یہ کہ فرار فقط خاصۃً صحابہ انصار رضی اللہ عنہم پر حرام تھا کیونکہ خاص [illegible]

لہ [illegible] ۱۲ منہ
ٹہ [illegible] ۱۲

ت پر بیعت کی تھی۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ قول تو قول دوم سے بھی زیادہ محل تامل ہے اور جو اشکال ان دونون قول پر وارد
پوشیدہ نہیں ہین۔ اور قول چہارم یہ کہ اس آیت سے مراد خاص اہل بدر ہین کیونکہ اگر وہ تحیز چاہتے تو سوائے مشرکون کے انکو
یا ملتا کیونکہ مسلمان اسوقت اور کہان تھے اور آنحضرت صلعم جنکی طرف اصلی تحیز تھا وہ ساتھ ہی تشریف رکھتے تھے اور رہا بعد
بعض مسلمان بعض کے واسطے فئہ ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی قول قوی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور شیخ ابن کثیرؒ
کہ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ وابن عمر وابن عباس وابو ہریرہ وابو سعید رضی اللہ عنہم وابو نضرۃ ونافع وسعید بن جبیر وحسن بصری
و قتادہ وضحاک وغیرہم رحمہم اللہ علماء سلف وخلف سے مروی ہے اور انکی حجت یہ ہے کہ عصابۂ اہل بدر کے واسطے کوئی اور عصابہ
ایسا شوکت والا نہ تھا کہ جسکی طرف فرار کر کے منضم ہوتے اور مدینہ مین جو اہل اسلام باقی تھے وہ بسبب بعیت حضرت صلعم کے
وم کے حکم مین تھے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنی دعا مین کہا اللهم ان تهلك هذه العصابة لا تعبد في الارض۔ اور اقوال عمر رضی اللہ عنہ
وابو عبیدہ رضہ کے عموماً پہلے مذکور ہوئے اور ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نافع رحمہ اللہ نے انسے پوچھا
ایسی قوم ہین کہ دشمنون یعنے کافرون سے قتال کرنے کے وقت ثابت قدم نہین رہتے ہین اور ہمکو نہین معلوم کہ ہمارے واسطے فئہ ہمارا امام
ا لشکر ہے تو فرمایا کہ فئہ تو رسول اللہ صلعم ہین مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اذا لقيتم الذين كفروا زحفا الآية۔ تو فرمایا کہ یہ
بدر کے دن اُتری پس نہ اسکے پہلے کے لئے ہے نہ اسکے بعد کے لیے۔ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھون نے قولہ تعالے
ومن يولهم يومئذ دبره الآية مین کہا کہ یہ تو فقط اہل بدر ہی کے حق مین اُتری ہے رواہ ابو داؤد والحاکم والنسائی وابن جریر وابن مردویہ
عبد اللہ بن المبارک نے باسناد صحیح حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی کہ قولہ ومن يولهم يومئذ دبره الآية مین کہا کہ یہ تو روز بدر کے
لیے حکم تھا اور رہا اب تو اگر کسی جماعت مسلمین یا شہر اسلام کی طرف بھاگ آیا تو کچھ مضائقہ نہین ہے اور نیز ابن المبارک رحمہ اللہ
ابن ابی حبیب سے روایت کی کہ اللہ تعہ نے اس آیت سے واجب کر دیا تھا کہ بدر کے روز جو کوئی بھاگیگا وہ دوزخی ہے پھر
اسکے بعد اُحُد کا واقعہ ہوا۔ اور بعض جماعت نے جگہ چھوڑ دی تو اللہ تعالے نے فرمایا۔ ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان تا قولہ
عفا الله عنهم الآية۔ پھر جب اسکے سات برس کے بعد حنین کا واقعہ ہوا تو فرمایا ثم وليتم مدبرين ثم يتوب الله من بعد ذلك على من يشاء
... رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے کہا۔ استغفر الله الذي لا اله الا هو واتوب اليه تو اسکی مغفرت
... اگرچہ وہ زحف سے بھاگا ہو۔ رواہ ابو داؤد والطبرانی والترمذی۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر دشمن سے
... کے بعد ان سببون مین سے کسی سبب کے بغیر فرار کرے تو حرام ہے۔ اور حق یہ ہے کہ مومنون کو جہاد مین بمقابلہ کفار کے
لازم ہے بشرطیکہ اسباب فرار مین سے کوئی سبب جواز کا موجود نہو اور اگر بدون ان اسباب کے فرار کیا مثلاً بسبب
بزدلی کے تو جمہور کے قول پر مرتکب کبیرہ ہے۔ فليتامل والله اعلم۔ وفی السراج۔ ہرگاہ بدر کی لڑائی سے واپس ہوئے تو
... کافرون کے قتل کرنے پر افتخار کیا۔ ایک نے کہا کہ مین نے فلان مشرک کو مارا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے اس سے زبردست کو
مارا۔ پس نازل ہوا۔

...وهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج وَلِيُبْلِيَ

...مارا لیکن اللہ نے مارا اور تو نے نہین پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی اور کیا چاہتا تھا

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ

ایمان والون پر اپنی طرف سے خوب احسان تحقیق اللہ ہے سنتا جانتا یہ تو ہو چکا اور جان رکھو کہ اللہ سست کرنیوالا ہے کافرون کا

اس کلام مین اللہ تعالے نے تنبیہ کرکے ظاہر فرمادیا اور مومنون کے اعتقاد کو کامل کردیا کہ بندون کے افعال کا پیدا کرنیوالا حق تعالے ہے اور بندہ خود اپنے افعال پر تمام قادر و انکا خالق نہین ہے پس جو بھلائی کہ بندون سے صادر ہو اس مین اللہ تعالے کی حمد و ثنا کرین کہ اُسی نے انکو توفیق دی و اعانت کی اسی واسطے فرمایا۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ۔ بیضاوی و زمخشری نے کہا کہ فاء جواب شرط محذوف پر داخل ہے اے ان افتخرتم بقتلهم فلم تقتلوهم۔ یعنے اگر تم آپس مین مشرکون کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو تو تم نے انکو قتل نہین کیا۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ولیکن اللہ تعالے نے انکو قتل کیا۔ ابن ہشام رحمہ اللہ نے اسکو رد کیا کہ جو جواب منفی بلم ہو اسپر فاء داخل نہین ہوا کرتی ہے پس ارتباط کلام بماقبل کے واسطے ہے اور معنے یہ ہین کہ مشرکون کے لشکر کو جو تعداد و سامان مین تم سے بہت زیادہ تھا تمنے اپنی طاقت و قوت سے میدان بدر مین قتل نہین کیا بلکہ انھون نے اللہ تعالے و اسکے رسول کی مخالفت کی اور توحید خالق سبحانہ سے تکبر کیا پس اللہ تعالے ہی نے انکو قتل کردیا۔ اور مقصود اس سے یہ کہ اہل ایمان اپنی قوت و قدرت سے بیزار ہو کر توحید الٰہی پر قائم ہون۔ وقد قال تعالے ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة الآية۔ وقال تعالے ولقد نصركم الله فى مواطن كثيرة ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئًا وضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين۔ پس نصرت فقط اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہے اور ہتھیار و سامان وغیرہ جمع کرنا و اس مین کوشش کرنا موافق بشری عادت کے انپر لازم ہے ورنہ فتح و نصرت اسی پر موقوف نہین وقد قال تعالے كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين۔ پس صابر ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ انکو فتح و نصرت الٰہی حاصل ہوگی پس خالق فتح و نصرت وہی پاک خالق عز وجل ہے اور اسی طرح اپنے حبیب رسول محمد صلعم کی ایک مٹھی ریت کنکریان ملی ہوئی مارنے کے واقعہ مین بھی یون ہی فرمایا۔ یعنے بدر کے روز حضرت صلعم ایک عریش مین جو آپ کے واسطے لوگون نے بنادی تھی دعا و تضرع کرتے رہے پھر قولہ سيهزم الجمع ويولون الدبر۔ پڑھتے ہوے نکلے اور ایک مٹھی ریگ کنکریان ملی ہوئی لیکر حکم دیا کہ جب مین اسکو مارون تو تم لوگ بھی کافرون پر حملہ آور ہو پھر وہ مٹھی خاک جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میدان سے اُٹھوائی تھی لیکر کافرون پر ماری درحالیکہ وہ لوگ ابوجہل کے کہنے سے سب کے سب حملہ کرکے مسلمانون کی جماعت کو گرفتار کرکے لیجانے پر بڑھے تھے۔ پس آنحضرت صلعم نے وہ مٹھی بھر خاک و کنکریان انکو مارین اور فرمایا۔ شاهت الوجوه۔ قبیح ہو جاوین یہ چہرے پس کوئی مشرک نہ بچا جسکی آنکھون و مُنھ و ناک مین کچھ خاک و کنکریان نہ بھر گئی ہون اور مشرکون پر جب یہ آفت آئی اور مسلمان حملہ آور ہوئے تو انھون نے پیٹھ پھیری اور بھاگنا شروع کیا تو اس واقعہ کی نسبت بھی او تعالے نے فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ۔ اور نہین پھینک مارا تو نے اے محمد صلعم قوم مشرک کی آنکھون کو۔ اِذْ رَمَيْتَ۔ جبکہ تو نے ایک مٹھی کنکر ملی ریگ انکو پھینک ماری تھی۔ کیونکہ بشر کے پھینکنے سے ایک مٹھی خاک کا یہ اثر نہین ہو سکتا کہ اتنے بڑے لشکر کی آنکھون مین بھر جاوے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ ولیکن اللہ تعالے نے اُسکو پھینک مارا یعنے اللہ تعالے نے ان مین یہ اثر پہونچایا۔ حاصل آنکہ وہ مشت خاک جو تیرے پھینکنے سے اسقدر مؤثر ہوئی جسقدر کسی بشر کے مقدور مین نہین تو وہ اسی وجہ سے مؤثر ہوئی کہ اللہ تعالے کی تاثیر سے تھی۔ پس اُسکا پھینکنا تو رسول اللہ صلعم کے واسطے ثابت رکھا چنانچہ اذ رميت فرمایا اسوجہ سے کہ ظاہر مین وہ پھینکنا آنحضرت صلعم سے پایا گیا اور پھر جو اسکی نفی کی چنانچہ فرمایا وما رميت تو یہ نفی اسکے اثر کے اعتبار سے ہے جو بشری طاقت سے باہر اور محض بتاثیر قدرت

پس اس تدبیر کا حقیقی فاعل وہی حضرت رب العزۃ جل سلطانہ ہے لہذا گویا رسول اللہ صلعم سے اسکا وجود ہی نہین ہوا پس معلوم ہو گیا کہ
فاعل دیگر سوائے حضرت حق تعالے کے کوئی نہین ہے۔ واضح ہو کہ حضرت ابن عباس رضہ و سدی رحمہ اللہ و ابو معشر و محمد بن قیس و محمد بن
المسیب و عبدالرحمن بن زید و عروہ و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و بہت سے ائمہ تابعین سے اس رمی کی تفسیر یہی مروی ہے کہ بدر کے روز آنحضرت صلعم
کے مشت خاک کافرون کو مارنے اور انکی حالت مذکورہ بالا ہو کر ہزیمت اُٹھانے کے بارہ مین ہے اگرچہ آنحضرت صلعم نے حنین کے روز بھی
ایسا ہی کیا تھا۔ اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے اور عبدالرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ خیبر مین آنحضرت صلعم نے ایک تیر مارا اور وہ ہوا مین
بلند ہوا اور اُسنے قلعہ کے اندر جاکر ابن ابی الحقیق کو جو اپنے گھر کے اندر بچھونے پر آرام کرتا تھا قتل کر دیا پس نازل ہوا قولہ و ما رمیت اذ رمیت
الآیۃ۔ اس کی اسناد جید ہے ولیکن شاید عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر پر قصہ مشتبہ ہو گیا اگرچہ یہ واقعہ صحیح ہے ولیکن سیاق سورۂ انفال تو قصۂ بدر
مین ہے پس اگر واقعہ خیبر کا ذکر درمیان مین آوے تو اثنائے قصہ مین ایک اجنبی بات آجائیگی اور یہ ایسی بات نہین کہ ایسے عالم پر جو امام ہے پوشیدہ ہے
پس ظاہر یہ ہے کہ مراد عبدالرحمن رح کی یہ ہے کہ قولہ و ما رمیت اذ رمیت الآیۃ عام ہے جو واقعہ بدر کے ساتھ واقعہ خیبر وغیرہ کو بھی شامل ہے
یعنے وہ رمی بھی بتاثیر الٰہی عز و جل ہوئی ہے۔ اور ایسے ہی ابن جریر و حاکم نے جو باسناد صحیح سعید بن المسیب و زہری رحمہا اللہ سے روایت کی کہ
اُحد کے روز جو حضرت صلعم نے ابی بن خلف ملعون کو مارا تھا اسکے بارہ مین یہ آیت ہے اور قصہ یہ ہے کہ اُحد کے روز جب آنحضرت صلعم
پہاڑی پر جانے لگے تو ابی بن خلف نے دیکھا اور گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ آج اگر آپ بچ گئے تو مین نہ بچا اور پہلے اس سے مکہ مین کہا کرتا کہ اس
گھوڑے کو مین نے خوب کھلایا پلایا ہے تاکہ اسپر سوار ہو کر محمد کو قتل کرون اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا تھا کہ نہین بلکہ مین اس کو
قتل کرونگا پس اُحد کے روز جب آیا تو مسلمانون نے چاہا کہ دور ہی سے اسکے مقابل ہون مگر حضرت صلعم نے حکم دیا کہ آنے دو اور جب قریب آیا
تو آپ نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے سانگ لیکر اسکو پھینک ماری اور وہ تمام لوہے مین غرق تھا پس اسکے ترقوہ کے نیچے بہت خفیف سا
زخم لگا جس سے کئی مرتبہ گھوڑے پر سے لڑکھڑایا اور آنحضرت صلعم نے پھر اسکو قتل نہین کیا اور یون ہی چھوڑ دیا اور وہ اس زخم کے درد سے
بہت چیختا و چلاتا تھا اور ساتھی اسکے کہتے کہ یہ تو کچھ بھی زخم نہین وہ جواب دیتا کہ اگر تمام ملک حجاز پر بانٹا جاوے تو کوئی زندہ نہ بچے اور تم
نہین دیکھتے کہ اُنھون نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین اسکو قتل کرونگا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ وہ چند روز تک اس عذاب الیم مین زندہ رہکر مرا اور
اسی کے متصل عذاب برزخ مین تا قیامت گرفتار رہیگا جو عذاب آخرت سے متصل ہے اس قول کی بھی وہی تاویل ہے کہ مراد ہر دو امام کی یہ
ہے کہ آیت الرمی عام ہے اسکو بھی شامل ہے و قال الرازی رح یہ کچھ بعید نہین کہ آیت کے تحت مین اور وقائع بھی داخل ہون اسواسطے
لفظ عام ہے اور اسی کا اعتبار ہے اگرچہ سبب نزول خاصۃ واقعہ بدر ہووے فافہم۔ قولہ تعالے۔ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ اے فعل ذلک لیقہر
الکافرین خذلانا و لیبلے المومنین۔ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا اے عطاء حسنا وہی الغنیمۃ۔ یعنے اس قول کا عطف ایک محذوف پر ہے جو رمی مذکور
کی علت ہے اور معنے یہ کہ اللہ تعالے نے ایسا فعل اسواسطے فرمایا کہ کافرون کو خواری کے ساتھ مقہور کرے اور اسواسطے کہ مومنون کو اس سے
عطاء حسن دیوے یعنے غنیمت عطا فرماوے۔ اور عروۃ بن الزبیر رح نے کہا اے لیعرف المومنین من نعمہ علیہم الخ۔ یعنے تاکہ مومنون کو پہچنوا دے
نعمتین جو اُنپر فرمائی ہین کہ انکو انکے دشمنون پر اسطرح فتح دی تاکہ وہ حقوق نعمت کی شکرگزاری کرین۔ واضح ہو کہ بلاء بمعنے محنت و مشقت
و سلامت و نعمت ہر دو ضد معنے مین ہے اور مراد یہان بلاء سے نعمت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ لاقوالہم۔ عَلِيْمٌ باحوالہم۔ یعنے
اللہ تعالے کی صفت ہے کہ وہ سمیع و علیم ہے پس مومنون کے اقوال کا بھی سننے والا اور انکے احوال کا جاننے والا ہے۔ قال الخطیب این

Marfat.com

ترغیب وترہیب دونون ہین کہ بندہ اپنے مولی پر جو سمیع علیم ہے بھروسا کرے اور ڈرے کہ ظاہری امور پر مغرور [illegible]
دلون کی باتین اور بھید خوب جانتا ہے پس مومن صادق رہے۔ ذٰلِکُم۔ اسے ذلک الابلاء حق یہ انعام برحق [illegible]
کَیْدِ الْکٰفِرِیْنَ۔ اور اللہ تعالے دہن وضعف مین ڈالنے والا ہے کافرون کے مکر کا۔ اسمین باوجود اس فتح وغنیمت [illegible]
بشارت ہے کہ آیندہ بھی اللہ تعالے کافرون کے مکر وفریب وانکے باطل باتون کو ضعیف کرنے والا ہے۔ واضح ہو کہ اہل علم یہان [illegible]
سمجھتے ہین کہ جو لوگ دین پر ثابت وقائم ہون انکو مضرت نہ پہونچیگی ولیکن اہل کفر والحاد ردے زمین سے مٹنے والے نہین ہین اور حدیث
مین ہے کہ برابر ایک گروہ میری اُمت مین سے حق پر ادر غالب رہیگا انکو کوئی خواری چاہنے والا ضرر نہین پہونچا سکتا یہان تک
کہ امر الٰہی قائم ہوجاوے۔ ہذا والحمد للہ علی ذلک ف فی العرائس قولہ تعالے فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم ومارمیت الآخر۔ واضح ہو کہ عارفین کو
یہان مقام اتحاد حاصل ہے اور اتحاد مین انکے نزدیک چند مقامات ہین ایک اتحاد بافعال اور دوم اتحاد بصفات وسوم اتحاد بذات۔ اور یہان
اشارہ اتحاد افعال واتحاد صفات کی طرف ہے پس قتل جو فعل قوم تھا اسکی اضافت اپنی طرف کرنا اتحاد فعل ہے اور یہ مقام جمع وتفرقہ ہے اور
صحابہ رضی اللہ عنہم کو تفرقہ در جمع حاصل ہوا پس جبکہ یون فرمایا کہ فلم تقتلوہم۔ تو انکے واسطے فعل ثابت ہونے کے بعد انسے نفی کی پس جب وہ
مباشر قتل تھے تو مقام تفرقہ مین تھے اور جب اس فعل کی نسبت اپنی طرف فرمائی تو وہ مقام جمع مین ہوے پس تفرقہ تو عالم صورت ورسم خلیقت
ہے جبکہ وہ خلق ہوتے ہین از مصدر خاصہ فعل او تعالے ہین اور اس راہ سے کہ وہ اپنے جملہ ذرات سے قائم بفعل خاص او تعالے ہین تو عین
انکا عین فعل خاص او تعالے ہے پس او تعالے نے اپنے فعل خاص سے انکے لیے مقتولین کی بصفت قہر قتل ہونے کی تجلی فرمائی پس وے لوگ
مع فعل خاص کے واحد ہین اور اضافت بسوے ذات او تعالے اضافت حقیقیہ ہے اسلیے کہ سوا اسکے فعل خاص کے درمیان مین کسی وجہ سے
غیر کا وجود نہین ہے۔ اور اسی طرح عرش سے ثری تک جملہ مخلوق کے احکام انھین دو جہت سے ثابت ہین یعنے بجہت فعلیہ وبجہت خلقیہ ولیکن
جبکہ وقت مباشرت قتل کی تجلی فعل بسوے فعل نہ تھی تو اسوقت مین خاصیت اتحاد افعال کا حکم نہوا وہ مارنے والے کے ہاتھ مین تلوار کے مانند
تھے بلکہ تلوار وہاتھ بحسب مراتب وترقی کے ایک ہین۔ اور جبکہ مصدر واحد ہے تو عرش سے تحت الثریٰ تک درمیان مین سوائے حق سبحانہ تعالے
کے کوئی غیر موجود نہین ہے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے یہان خاصیت اتحاد صفت بھی ہے کیونکہ اسکی صفت سے اتصاف پایا ہے اسدم
کہ او تعالے کو بطریق کشف تجلی صفت کے قلب وروح وعقل وسر وظاہر وباطن وصورت مین معائنہ کیا پس تمام وجود نبی صلعم کا نور صفت
مین مستغرق ہوا اسی واسطے فعل آنحضرت صلعم کو اپنی صفت کی طرف مضاف کیا نہ اپنے فعل کی طرف۔ اسلیے کہ قوم تو انوار آیات دیکھنے مین
تھے اور آنحضرت صلعم بحر صفات سے عبور کر کے میدان آیات طے کر کے دیدار انوار صفات وخاصیت اتحاد ذات مین تھے اور صفت فعل وصفت
خاص دونون صفتون کے اتصاف اور دونون مقامون کے اتحاد کے بعد آنحضرت صلعم کو اوراک جلال ذات اور اسمین فنا ہونا اور اسکے
ساتھ باقی ہونا اور اسکی ازلیت وابدیت مین مستغرق ہونا اور اولیت وآخریت سے سر نکالنا واقع ہوا اسی واسطے آنحضرت صلعم آئینہ ذات و
صفات وفعل ہو گئے پس اللہ تعالے نے آپ کو اپنی ذات پاک وحدہ لاشریک کے اس واسطہ کے ساتھ پہچنوانے کو نکالا جیسے اپنے خلیفہ آدم علیہ السلام
کو ملائکہ کے عرفان کے لیے نکالا اور آدم علیہ السلام متصف ومتحد بصفت تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعد اتحاد بنور صفات کے متحد بنور ذات
تھے اور نور ذات سے متحد ہونے مین آدمؑ سے بڑھکر تھے پس جبکہ بندہ مصطفے حبیب مجتبیٰ محمد صلعم کا اتحاد بدرجہ کمال تھا۔ تو اللہ تعالے نے
مخلوق کو اسکے اتحاد سے آگاہ فرمایا۔ بقولہ تعالے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ تجلی فعل وصفت وذات مین حدوثیت کے اوصاف [illegible]

[illegible] من رآنی فقد رأی الحق ومن عرفنی فقد عرف الحق مترجم کہتا ہے کہ جملہ من عرفنی فقد عرف
[illegible] ثابت مقصود شیخ یہ ہے کہ قولہ من رآنی الخ کی یہ تفسیر ہے۔ فافہم پس آنحضرت صلعم کا تفرقہ عین فعل مین جمع
مین آپکا جمع ہونا عین ذات مین جمع الجمع تھا اور عین ذات مین از راہ الوہیت کے جمع بدون تفرقہ ہے اور از راہ خلیقت
[illegible] مین نے اس آیت مین بطور اسا اشارہ مقام اتحاد و اتصاف بجمع و تفرقہ کا ذکر کیا ہے اور اسکے معنے کسی کی سمجھ مین نہیں
[illegible] شخص کے جو صدد عشق رکھتا ہو اور بسط محبت اور روح شوق وانس مشاہدہ وانبساط معرفت و فنا ر معرفت و توحید و بقار
[illegible] اسکو وہ علم لدنی حاصل ہو جو ظاہر عالمون و سمجھدارون کے نزدیک علم مجہول ہے۔ پھر مشائخ نے جو اس آیت کے اشارہ مین کہا ہے
[illegible] رح ہے کہ قولہ و ما رمیت اذ رمیت الخ مین کہا کہ تو پھینکنے والا نہ تھا مگر ہمارے ساتھ۔ اور تو اس سے کچھ مصیبت پہونچانے والا
[illegible] ہماری معونت ہے کہ ہمین نے تجھکو اس قوت سے مدد دی۔ بعض نے کہا کہ قولہ ما رمیت یعنے تو نے یہ مشت خاک نہین پھینکی و لیکن تیرے جمع پھینک
پس اللہ تعالے نے تجھکو تجھسے غائب کردیا پھر تو نے پھینکا اور حال یہ کہ ہمین تجھسے پھینکنے والے تھے یعنے گویا آنحضرت صلعم صرف واسطہ تھے اگرچہ یہان
واسطہ کی بھی گنجائش نہین مگر عبارت مین سمجھانا اسیقدر ممکن ہے۔ پس پھینکنا ظاہر مین آنحضرت صلعم سے پایا گیا اور درحقیقت وجود اسکا درگاہ
عظمت کبریا حق عز وجل سے تھا اسواسطے کہ وہان تفرقہ نہین ہے۔ استاد رح نے فرمایا کہ۔ اذ رمیت۔ تفرقہ ہے اور۔ ولکن اللہ رمی۔ جمع ہے
اور تفرقہ راجع بصفت عبودیت ہے اور جمع راجع بشان ربوبیت ہے۔ پھر بندون کو اپنی رمی سے اور انسے قہر دور کرنے سے مقام نعمت ظاہر
فرمایا یعنے اہل ایمان سے قہر دور رکھنے اور انکے دشمنون کو قہر مین مبتلا کرنے اور انکی طرف سے انعام کے طور پر خود رمی فرمانے سے مقام نعمت انکو
ظاہر فرمایا بقولہ و لیبلی المؤمنین منہ بلاء حسنا۔ جیسے اپنی صفت کے انوار سے اپنے حبیب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھر دیا اور اسرار قتل سے انکے
دلون کو منور کیا یہ بلاء حسن تھی جسنے انکو مخصوص فرمایا تاکہ اس سے معرفت خاص حاصل کرین اور انکو اپنے مکر قدیم و قہر سے بچایا۔ پھر واضح ہو کہ بلاء
حسن یہ کہ اولیار کے دلون مین محبت واقع ہو اور اصفیار کے واسطے کشف جمال ہو اور نجبار کے لیے سماع خطاب ہو۔ اور جنید رح سے جب اس
آیت کو پوچھا گیا تو کہا کہ بلاء حسن یہ کہ حکم کے وقت بندہ ثابت قدم رکھا جاوے اور اسمین جو خفیات مکر ہین انسے محفوظ فرمایا جاوے اور غیر کو دیکھنے
کے وقت توحید و تفرید حضرت خالق عز وجل مین لغزش نپاوے۔ رویم رح نے کہا کہ بلاء حسن یہ کہ نزول بلار سے دیدار حق اسپر سبقت کرے
پس بلار گذری چلی جاوے اور اسکو خبر بھی نہو اسوجہ سے کہ وہ دیدار حق مین مستغرق کردیا گیا ہے۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ بلاء حسن وہ ہے
کہ اسکے آنے مین تجھکو صبر عطا ہو اور تو اسپر راضی ہوجاوے۔ مترجم کہتا ہے کہ واضح رہے کہ بلار اگرچہ ترقی درجات و تقرب و ثواب کی مورث
ہے لیکن سوائے مردمیدان رضار کے اس مین ہر بندہ صابر نہین ہوتا لہذا اللہ تعالے سے عافیت مانگے اور بلار سے پناہ مانگے اور بحسب تقدیر
جب بلار نازل ہو تو اسمین اللہ تعالے سے صبر کی درخواست کرے واسأل اللہ تعالے بفضلہ السلامۃ والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ وھو ربی حسبی
نعم الحبیب و نعم المولے و نعم النصیر۔ علی بن موسی الرضا رح نے اپنے باپ سے انھون نے امام جعفر صادق ؓ سے روایت کی کہ بلاء حسن یہ کہ انکو انکے
نفوس سے فانی کردے پس جب انکے نفوس سے انکو فانی کردیا تو وہی انکی مراد ہوا۔ استاد رح نے کہا کہ بلاء حسن یہ ہے کہ خوشی و خوشحالی مین بندہ کو
[illegible] توفیق حاصل ہو اور محنت مین صبر کی توفیق ملے بعض نے کہا کہ بلاء حسن یہ کہ عین بلار مین اسکو مشاہدہ نصیب ہو۔ پھر بلار فراق و محبت
[illegible] برداشت کرنے والون کے دلون کو راحت کی ٹھنڈی ہوا دی بقولہ ان اللہ سمیع علیم۔ اہل درد کے نالہ جان گداز سننے والا اور
[illegible] دلون کی حالت جاننے والا ہے۔ استاد رح نے کہا کہ اسمین ایک قوم کے لیے تنغیص ہے اور ایک قوم کے لیے تہدید ہے۔ جو بندے

درد فراق کے باوجود تسلیم واطاعت مجھکائے بیٹھے ہین انکی لبیک سننے والا ہے انکی بات کو وقت [illegible]
سے اذا ماتنی الناس روحا وراحۃ پتمنیت ان اشکو الیہ فیسمع ؛ یعنے وقت وہ ہے کہ لوگ راحت وآرام کی [illegible]
کہ کچھ درد فراق بیان کرتا اور سن لیا جاتا مترجم کہتا ہے کہ بجملہ درجات کے حدیث الرؤیا مین ہے کہ صلوۃ باللیل والناس نیام
مین کہ لوگ خواب غفلت وراحت مین پڑے ہین بندہ نماز مین مشغول کھڑا ہے۔ وقد قال تعالے تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم
خوفا وطمعا ومما رزقناهم ینفقون۔ یعنے بستر راحت سے انکے پہلو الگ ہو کر نماز مین کھڑے ہوئے اور اپنے پروردگار سے بیبت کے ساتھ
وخشوع سے دعا مانگتے ہین۔ الی آخر الآیۃ۔ فافہم واللہ اعلم۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنی درگاہ کی طرف رجوع [illegible]
بندون کو اپنی قدرت کاملہ سے عجیب غریب امور خلاف عادت کے ساتھ ان لوگون پر فتح ونصرت دی جو مثل اس زمانہ کے بعض [illegible]
کے معجزات رسول اللہ صلعم سے منکر وموذی اور خلاف عادت کو سحر سمجھتے اور نفس کے بندے بتون کی پرستش کرتے تھے پھر بھی ان کو
تنبیہ فرمائی۔ بقولہ تعالے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ

اگر تم چاہو فیصلہ سو پہنچا تم کو فیصلہ اور اگر باز آؤ سو تمھارا بھلا ہے اور اگر پھر کروگے تو ہم بھی پھر کرینگے اور نہ کام

تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

نہ آویگا تم کو تمھارا جتھا کچھ اگرچہ بہت ہون اور جانو کہ اللہ ہے ساتھ ایمان والون کے

ع ۹

اس خطاب مین مفسرین نے اختلاف کیا کہ کافرون کو ہے یا مومنون کو ہے اور مفسر رح نے قول اول اختیار کیا اور وہی جمہور کا قول ہے۔
بسبب ظاہر دلالت کلام کے اور بسبب اسکے کہ امام احمد نے زہری رح کے طریق سے عبداللہ بن ثعلبہ سے روایت کی کہ ابوجہل نے بدر کے روز
کہا کہ اے پروردگار ہمارے ہم دونون گروہ مین سے جو ناتے کا قطع کرنے والا ہو اور ایسی چیز لایا ہو جو ہم نہین پہچانتے ہین اسکو کل کے روز
ہلاک کردے۔ پس وہی استفتاح کرنے والا تھا۔ وقد رواہ النسائی والحاکم۔ اور ایسا ہی ابن عباس ومجاہد وضحاک وقتادہ ویزید بن رومان
وغیرہم سے مروی ہے۔ اور سدی رح نے کہا کہ مشرکون نے مکہ سے نکلتے وقت خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا تھا کہ اے پروردگار ہمارے دونون لشکرون
مین سے اعلی کو اور دونون گروہون مین سے بزرگ کو اور دونون قبیلون مین سے بہتر کو فتح دے پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا
یعنے اگر تم استفتاح چاہتے ہو اے کافرو یعنے فیصلہ وقضا چاہتے ہو۔ فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ تو آگیا تم پاس فیصلہ یعنے جو کوئی ظالم وناتا کاٹنے
والا وغیرہ تھا وہ ہلاک ہوا اور وہ ابوجہل واسکے ساتھی مقتول تھے اور دونون گروہ مین سے جو گروہ اعلی واکرم تھا وہ فتح دیا گیا یعنے
آنحضرت صلعم ومومنین نے فتح پائی۔ یہان سے ملائکہ کے بدر مین قتال کرنے اور کافرون کو ایسی فاش شکست ہونے کا بھید بھی ظاہر ہوا فافہم
وَاِنْ تَنْتَهُوْا اور اگر تم باز رہو کفر سے اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑنے سے فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔ وَاِنْ تَعُوْدُوْا
اور اگر تم پھر نبی صلعم کی لڑائی کی طرف عود کروگے تو۔ نَعُدْ ہم بھی اسکو تم پر فتح دینے مین عود کرینگے مترجم کہتا ہے کہ احسن تفسیر [illegible]
قولہ وان تعودوا نعد۔ اگر تم پھر استفتاح کروگے تو ہم اعادہ کرینگے۔ قالہ السدی۔ اور حاصل یہ کہ مطلق لڑائی وجہاد جو رسول [illegible]
کے درمیان مشروع ہوا اسمین تو سنت الٰہی یہ ہے کہ کبھی مومنون کی فتح اور کبھی کافرون کا زور ہو جاتا ہے تاکہ ابتلا ہو [illegible]
مومن مین تیز ہو جاوے اور اہل ایمان جو دنیا سے بے رغبت ہین بعض شہادت پاوین ودیگر مصالح [illegible]

یعنی نازل ہوا [illegible]

[illegible] رسول اللہ تعالیٰ اپنے رسولون کو فتح دیتا ہے اور کافرون کو ہلاک فرماتا ہے۔ جب تجھے یہ بات معلوم ہوگئی تو
[illegible] مین [illegible] کہ اسکے بعد احد وغیرہ مین کافرون کو فی الجملہ غلبہ کیون ہوا۔ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا اور
[illegible] جماعت کچھ دفع نکریگی۔ وَلَوْ كَثُرَتْ اگرچہ تمہاری جماعت کثیر ہو۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ تعالیٰ مومنون کے
[illegible] تعالیٰ کی فتح و نصرت انکے ساتھ ہے پس کسی کو انپر غلبہ نہین ہے۔ یہ بنا بر نیکہ ان بکسر اول ہے جیسے کہ اکثر کی قراءۃ ہے
[illegible] حفص کی قراءۃ مین ان بفتح بتقدیر لام ہے یعنے ولان اللہ مع آہ۔ واضح ہو کہ معاملہ رسالت مین آیات الٰہی برابر واقع
[illegible] قائم ہونیتک آتی جاوینگی پس ایمان لانیوالے ایمان لاوینگے اور گمراہ تو سوائے جہنم مین جانے کے کچھ نہ مانینگے پس
[illegible] مین بھی اشارہ ہے کہ مشرکین بڑی جماعت جمع کرینگے چنانچہ غزوۂ خندق و غزوۂ احزاب مین یہی ہوا کہ قریش بہت بڑی جماعت
[illegible] مومنون کو نابود کر دینا چاہیئے کہ فیصلہ ہو جاوے پس اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور انکو خوار پھیر دیا اور عجیب معجزات ظاہر ہوئے
[illegible] انشاء اللہ تعالیٰ وہان بیان آویگا یہ تفسیر تو بنا بر قول اول کے ہے اور جن لوگون نے کہا کہ یہ خطاب مومنون کو ہے وہ یہ معنے بیان کرتے
[illegible] جب رسول اللہ صلعم و مومنون نے اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور فرمایا ان تستفتحوا فقد جاءکم آہ۔ یعنے جس فتح کا
[illegible] دیا تھا اور تم نے مانگی تھی وہ تم کو پہونچی پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اسکی بندگی لازم پکڑو۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہی قول اولے
[illegible] واسطے کہ فقد جاءکم الفتح۔ مومنون ہی کے ساتھ بن سکتا ہے۔ اور رد کیا گیا کہ یہ اسوقت ہے کہ حقیقی معنے مراد ہون تو البتہ حقیقی نصرت
[illegible] مومنون ہی کو ملی ہے اور اگر مجازاً ہو جیسے ذق انک انت العزیز الکریم مین تو کافرون کے حق مین بھی بنتا ہے۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ
[illegible] مشرکون کو بطریق تہکم ہے یعنے لو یہی تمہارے لیے فتح ہے مترجم کہتا ہے کہ فتح وہ انکا استفتاح تھا کہ فصل قضاء ہو اور یہ مستلزم ہے
[illegible] مومنون کو نصرت ہو اور کافرون کو ہلاکت پس حقیقۃً بھی فتح آگئی۔ ہان فتح بمعنے نصرت فقط مومنون کو حاصل ہوئی ہے پس خطاب کافرون
[illegible] اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ وان تنتہوا فہو خیر لکم آہ۔ اسواسطے کہ مومنون سے انتہاء مقصود نہین اور تہدید اعادہ بھی انکے حق مین
[illegible] نہین ہے۔ اور بعض نے بنا بر قول دوم کے یون تقریر کی کہ اے مومنو اگر تم نے اللہ تعالیٰ سے فتح مانگی تو تمکو بدر کے روز نصرت دی گئی اور
[illegible] تنتہوا فہو خیر لکم۔ اور اگر تم کافر قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑنے سے باز رہو جیسے تم نے بلا اجازت کے بدر کے قیدیون کے ساتھ کیا اور نیز لڑائی
[illegible] کرنے اور دنیا کے مال کی طرف رغبت کرنے سے باز رہو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور قولہ وان تعودوا نعد۔ سے مقصود توبیخ ہے
[illegible] دوبارہ ایسا کروگے تو پھر ہم ملامت کرینگے۔ مترجم کہتا ہے کہ ملامت اگر بمعنے حرمت ہے تو قیدیون کے فدیہ مین دو امر لازم آوینگے
[illegible] آنحضرت صلعم نے کیونکر قبول کیا اور دوم آنکہ مال فدیہ جو بر وجہ حرام حاصل ہوا وہ کیونکر حلال ہوا لہذا ملامت بطریق کراہت تنزیہی
[illegible] تحریمی واجب الترک ہے اور اسوقت ابہام کی وجہ بھی نہ تھی اور مآل اسکا جواز ہے اور یہ خلاف مقصود ہے علاوہ برین آگے قولہ ولن
[illegible] آہ نہین بنتا ہے اور نیز قولہ وان اللہ مع المومنین کے اس تقدیر پر کیا معنے ہین پس محض تکلف و تعسف سے توجیہ کرنا ساقط ہے
[illegible] کہا کہ ان تستفتحوا مین مومنون کو خطاب ہے اور مابعد مین کافرون کو تو اسمین تفکیک النظم و انتشار الضمائر وغیرہ محذور لازم
[illegible] معلوم ہوگیا کہ صرف فتح کے معنے کی وجہ سے یہ سب تکلفات بعیدہ کرنا عجیب ہے حالانکہ حقیقت سے مجاز یہان ابلغ ہے
[illegible] بمعنے طلب فصل القضاء جیسے قولہ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ مین ہے بے تکلف درست ہین
[illegible] کہ قتلاً پہونچ گیا اگر صرف اسی واقعہ مین ورنہ اگر مطلقاً ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے اور یہ سب بمقتضائے حکمت بالغہ

Marfat.com

آلہی و امر قدیم کے ہے۔ پس قولہ ان تعودوا نعد میں حدوث کا دخل نہین [illegible]

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ [illegible]

اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور اس سے مت پھرو [illegible]

کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ [illegible]

جنھون نے کہا کہ ہمنے سُنا اور وہ سنتے نہین بدتر سب جاندارون مین اللہ کے پاس [illegible]

الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَھُمْ وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ لَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ

جو نہین بوجھتے اور اگر اللہ جانتا اُنمین کچھ بھلائی تو انکو سُناتا اور جو انکو اب سُنا وے تو اُلٹے بھاگین منہ پھیر کر

اللہ تعالے مومنون کو اپنی بندگی اور اپنے رسول کی طاعت کا حکم فرماتا اور مخالفت سے اور کافرون سے مشابہت پیدا کرنے سے منع فرماتا ہے کہ۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اطاعت کرو اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم کی۔ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ اور اعراض مت کرو اس سے باین طور کہ اسکے حکم سے خلاف کرو۔ وَ اور حال یہ کہ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ تم قرآن و نصیحت کی باتون کو سنتے ہو یعنے جان بوجھکر مخالفت مت کرو۔ یہ تفسیر بنا بر اینکہ عنہ کی ضمیر راجع بجانب رسول اللہ صلعم ہے کیونکہ طاعۃ الرسول وہی طاعۃ اللہ تعالے ہے اور جائز ہے کہ بمانند قولہ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ۔ کے ہر ایک دونون مرجع کی طرف راجع ہو اور بعض نے کہا کہ اطیعو سے امر مفہوم کی طرف راجع یعنے عن امرہ۔ اسکے حکم سے اعراض مت کرو۔ پھر واضح ہو کہ یہ بنا بر اینکہ خطاب مومنون کو ہے جیسا کہ ظاہر بلکہ اظہر ہے اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے اور یہ حکم بطریق تثبیت ہے تاکہ جمے رہین۔ اور بعض نے کہا کہ آمنوا سے مراد زبانی ایمان کے مدعی یعنے منافق ہین۔ ابن عطیہؒ نے کہا کہ یہ احتمال اگرچہ ہوسکتا ہے لیکن بہت ضعیف ہے کیونکہ مستقل طور پر انکو ایمان سے متصف کرنا از جانب عالم الغیب والشہادۃ باوجودیکہ انمین دلی تصدیق نہین ہے بہت بعید احتمال ہے اور تالیف قلوب کا احتمال نہین کیونکہ عام خطاب مبہم مین بہت جگہ انکی سخت تفضیح کی گئی ہے۔ فتامل۔ علاوہ برین آگے انکو ایسی صفت سے منع کیا جو نفاق سے ہے فقال۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا اور مت ہو جاؤ مانند ایسے لوگون کے جنھون نے کہا کہ ہم نے سُنا۔ وَ اور حال یہ کہ۔ ھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ وے سنتے نہین ہین یعنے ایسا سننا نہین سُنتے جو نصیحت پذیر ہو اور سمجھ سے ہو پس بیفائدہ سننے کے سبب سے فرمایا کہ وے سنتے نہین کیونکہ سننے کا جو فائدہ تھا وہ ندارد ہے۔ اب رہا یہ کہ ایسے لوگ کون ہین تو ایک قول یہ کہ مشرک ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ و مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ بنی عبد الدار مین سے چند آدمی تھے اور آگے آتا ہے اور ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ مشرک مراد ہین اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ منافق مراد ہین کیونکہ ظاہر کرتے ہین کہ ہم نے سُنا و مانا حالانکہ ایسے نہین ہوتے ہین اور مفسرؒ نے دونون کو جمع کر دیا کیونکہ مشرک ہو یا منافق کسی کا فہم وسماع صحیح نہین ہوتا۔ پھر ایسون کی مذمت فرمائی لقولہ۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ دواب جمع دابہ جو زمین پر چلتا ہو اگرچہ آدمی ہو پس جو آدمیون پر اطلاق ہوا تو یہ اطلاق حقیقی ہے اور بعض نے کہا کہ مجازی کیونکہ یہ شریر بمنزلہ جانورون کے بلکہ انسے بدتر ہین الشر دواب مین سے بدتر۔ عِنْدَ اللّٰہِ اللہ تعالے کے علم مین یا اسکے حکم مین۔ الصُّمُّ الْبُكْمُ بہرے گونگے یعنے اس جنس کے دواب سننے سے بہرے اور حق بات کہنے سے گونگے۔ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ایسے لوگ ہین جو سمجھتے نہین ہین پس انکے کان و زبان [illegible] کے باوجودیکہ انکو ان حواس سے فائدہ نہ ملا لہذا انکے نفی کی جیسے قولہ لہم قلوب لا یفقہون بہا الآیۃ [illegible]

Marfat.com

[illegible] عند الله [illegible] الانعام نہین بلکہ انعام تو اپنے حواس سے جسقدر ہین اپنا کام لیتے ہین بخلاف کافرون و منافقون
[illegible] نے ان [illegible] الدواب یعنے جانداروں مین سے جو روے زمین پر چلتے ہین یہ جانور بہت بد ہین ان مین
[illegible] ہے۔ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا۔ اور اگر اللہ تعالے کو انمین بھلائی معلوم ہوتی یعنے انکو حق بات سنا دینے اور اسکی ہدایت
[illegible]۔ البتہ انکو سنا دیتا اسطرح کہ سمجھ کا سننا سنتے۔ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ۔ اور اگر اللہ تعالے انکو سناتا یعنے بالفرض اُن کو
[illegible] اللہ تعالے جانتا ہے کہ انمین کچھ بھلائی نہین ہے تو یہ نتیجہ ہوتا کہ۔ لَتَوَلَّوْا اس سے مُنہ موڑ لیتے۔ وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اس حال سے کہ
[illegible] ہوتا کیدہے کیونکہ تولی و اعراض ایک ہی ہے اور مقصود یہ کہ علم الٰہی مین تحقیق ہو چکا کہ وے ایمان نہ لاوینگے اور اللہ تعالے کو
[illegible] معلوم ہے پس اگر بالفرض اللہ تعالے انکو سناتا تو بھی عناد و جحود سے مُنہ موڑ کر اعراض کنندہ ہو جاتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ
[illegible] یعنی عبد الدار کے چند نفر نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ قصی بن کلاب کو زندہ کیجئے اور وہ نیکبخت آدمی تھا زندہ ہو کر آپ کی
[illegible] دیگا تو ہم سب آپ پر ایمان لے آوینگے پس اللہ تعالے نے رد کر دیا کہ ان خبیثون کو ایمان سے کیا مناسبت ہے یہ درحقیقت
[illegible] بہرے ہین جیسے تیری باتون پر عناد سے اپنے آپ کو کہتے ہین اور اگر اللہ تعالے انکے لیے قصی کو زندہ کرکے اسکا کلام انکو سنوا دے
[illegible] سے سحر و جادو کہکر کافر کے کافر بنے رہینگے۔ حاصل آنکہ معنے قولہ ولو اسمعهم آہ اگر انکو اللہ تعالے مرے ہوؤن کو زندہ کرکے تیرے
[illegible] ت پر انکی گواہی سنوا دے تو بھی موافق تقدیر الٰہی کے یہ مومن نہونگے واضح ہو کہ اللہ تعالے ہدایت و کفر کا خالق وہی ہادی وہی موفق
[illegible] اسکی ہدایت کے کسی چیز سے ہدایت نہین ہوتی پس ظاہر کے لیے ایک آیت کافی ہے۔ اور جب وہ کافی نہو تو کثرت سے آیات و معجزات
[illegible] بالت گمراہ کنندہ ہے کیونکہ آیات کو مؤثر سمجھتا ہے پس کافر رہا بلکہ مستوجب عقوبت مزید و شدید ہو گیا لہذا جن انبیاء کی اُمت کی
[illegible] یت پر ہٹ پوری ہوئی وہ ایمان نہ لانے پر عذاب کیے گیے فوفی العرائس قولہ ولا تکونوا کالذین قالوا آہ۔ اللہ تعالے نے
[illegible] باطل دعوون سے جنمین کچھ معنے باطنی نہین ہین ڈرایا و پرہیز کرنے کو فرمایا کیونکہ سماع ظاہر بدون فہم و متابعت حکم کے غفلت کا سننا
[illegible] جھوٹے مدعیون کو جانورون سے زیادہ غافل کہا۔ بقولہ ان شر الدواب عند اللہ الصم آہ۔ ہاتف غیب کی بشارت سننے سے
[illegible] فضائل معرفت پھیلانے سے گونگے ہین اور یہ جہالت انکو اپنے نفس سے جاہل ہونے سے ملی ہے اور صانع عز و جل کی معرفت از راہ
[illegible] حاصل ہوتی ہے پس جہان عقل بادشاہ بدن ہے اس شخص سے وہ یہی مقتضی ہوتی ہے کہ نظر اسکی حق ہی پر ہوا ور حق ہی سنے اور حق ہی
[illegible] نے کہا کہ حس سننے والے کو اثر و زیادہ فائدہ نہین ملا اور اسکی حال مین ترقی نہوئی وہ سننے والا اور کان دھرنے والا نہین ہے
[illegible] حقیقت وہی ہوتا ہے جسکو زیادہ فائدہ یا زیادت حال ہوا اور جو سماع وعظ سے بدون اسکے لوٹا وہ نقصان مین رہا بعض نے کہا
[illegible] ذکر سننے و سمجھنے سے بہرے اور دائمی تلاوت و طلب زیادت سے گونگے ہین وہی خطاب سے غافل و بے عقل ہین نہین جانتے کہ
[illegible] مین پیدا ہوے اور کہان جاوینگے اور کیا انجام ہوگا استاد رحہ نے فرمایا کہ خطاب و اسکے بھید کے سمجھنے سے بہرے ہین اور حس سے
[illegible] اسکے دیکھنے سے اندھے ہین اور جس امر سے فہم و عقل ہے اور اسکی طرف ارشاد کیے گئے تو اسکے قبول کرنے سے گونگے ہین پس جسکو
[illegible] خوار کہا اسکا رتبہ ہر خسیس و ذلیل و خوار سے زیادہ بدتر ہے پھر او تعالے نے بیان فرمایا کہ خطاب کی فہم و ادراک حقائق اور
[illegible] محرومی موافق قسمت ازلی و حکم قدیم ہے بقولہ ولو علم اللہ فیہم خیرا آہ۔ یعنے اگر علم قدیم الٰہی مین انکے لیے برگزیدہ کرنے کی
[illegible] خطاب کی حقیقت [illegible] سے آگاہ فرماتا لیکن چونکہ ازل مین بھلائی سے برگزیدہ نہ تھے لہذا انکو لطائف کلام نہین سنائے

Marfat.com

اور نہ انکو اخبار عجیبہ وحقائق غریبہ سے آگاہ کیا اور بیان فرمایا کہ اگر انکو بالغرض اس سے آگاہ فرماوے [illegible]
اعراض کنندہ ہونگے کیونکہ ازل مین وہ اس سے محروم ہو چکے ہین۔ **قال المترجم** شاید شیخ نے یہ ارادہ کیا [illegible]
اعراض ممکن نہین کیونکہ دونون مین منافات ہے جیسے ہدایت بمعنے وصول کے بعد اضلال وفراق نہین ہوتا [illegible]
نے فرمایا کہ جو علم تم سنتے ہو یہ الفاظ ہین جنکو اپنے علماء سے سنتے ہو اور انکے معانی کو اپنے دل کے کانون سے اللہ تعالےٰ سے سنو [illegible]
گرنہ جانوگے تو اسکے نفع کی بہ نسبت تمکو اسکا ضرر زیادہ ہوگا۔ بعض نے فرمایا کہ سننے مین بھلائی کی نشانی یہ ہے کہ اپنے اوصاف [illegible]
فناء ہونے کے طور پر سنے اور حق سے حق کے ساتھ سُنے۔ **قال المترجم** یعنے قوت سمع جو حق عزوجل سے پرہیزگاری کے ساتھ عطا [illegible]
اس سے سنے۔ استاد رحمہ نے فرمایا کہ سابقہ تقدیر نے جسکو محروم کیا وہ اس دنیاوی وجود کی خدمات سے قرب والون مین سے نہین [illegible]
**قال المترجم** یعنے کبھی حکمت الٰہیہ اس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ کسی بندہ کو کچھ توفیق خدمات عطا ہو جیسے ابلیس وبلعم باعورا کو دی گئی لیکن [illegible]
تحقیقی نہین ہوتا۔ فافہم۔ جب محروم ومردود لوگون کا حال بیان ہو چکا تو اہل قرب اور برگزیدہ لوگون کو متابعت رسول اللہ صلعم کی راہ [illegible]
قرب ومشاہدہ کے لیے طلب کیا بقولہ تعالےٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ ا[للَّهَ]

اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور رسول کا جسوقت بلاوے تمکو ایک کام پر جسمین تمھاری زندگی ہے اور جان لو کہ ا[للہ]

يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

روک لیتا ہے آدمی سے اُسکے دل کو اور یہ کہ اُسی پاس تم جمع ہوگے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ اسمین مومنون کو اللہ تعالےٰ نے استجابت کا حکم دیا۔ استجابت بمعنے اجابت ہے
اجیبوا اللہ آہ۔ جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے تفسیر مین ذکر کیا اور وہ قول ابو عبیدہ ہے پس سین وتار زائدہ ہین اگرچہ استعمال لفظ مین استجابت [illegible]
بلام آتا ہے جیسا یہان اور اجابت خود بلا حرف متعدی ہوتا ہے اور کبھی استجابت بھی خود متعدی ہوتا ہے اور اجابت کے معنے قبولیت حکم ہے [illegible]
اطاعت کرنا پس ظاہر ہوا کہ تاکید ہے کیونکہ سابق مین اطاعت کا حکم بقولہ اطیعوا اللہ ورسولہ۔ دیا گیا ہے اور فرق یون کہا جا سکتا ہے کہ [illegible]
حکم اطاعت عموماً تھا اور یہان اگرچہ عموم ہے لیکن بصورت خاص بیان فرمایا اور مقید کیا بقولہ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ یعنے اے ایمان [illegible]
استجابت کرو اللہ تعالےٰ واسکے رسول کے واسطے جبکہ بلاوے تمکو اس چیز کے لیے کہ زندہ کرتا ہے تمکو اس سے۔ **قال البخاریؒ** لما یحییکم [illegible]
جس سے تمھاری اصلاح فرماتا ہے اور ضمیر دعا مین یہان بھی مانند قولہ ولا تولوا عنہ۔ کے افراد آیا اور توجیہ وہی ہے جو وہان مذکور ہوئی [illegible]
للرسول پر لام کا اعادہ بغرض تاکید ہے یعنے حکم کتاب اللہ جو منصوص ہین انکے سوائے جو رسول حکم دے وہ بھی مانو کیونکہ وہ بھی حکم الٰہی [illegible]
حدیث مین ثابت ہے کہ مجھکو دیا گیا قرآن اور اُسکے ساتھ اسکے مثل اور بھی یعنے سنت لہٰذا حدیث مین آپ نے اہل بدعت کے [illegible]
کر دیا کہ آدمی تکیہ لگا کر بیٹھے اور کہے کہ یہ بات تو مجھے کتاب الٰہی مین نہین ملتی ہے پس ہوشیار کر دیا کہ جو حکم سنت سے ثابت ہے وہ [illegible]
واجب العمل ہے اور عموم قولہ تعالےٰ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتہوا مثبت صریح ہے پس معتزلہ وغیرہ جو اکثر [illegible]
کی خبر غیب کے جو بطور معجزہ واقع ہوئی ہے مصداق پیدا ہوئے۔ بالجملہ جن امور سے آنحضرت صلعم نے دعوت فرمائی کہ انکو [illegible]
کرنا فرض ہے اور اسمین اہلسنت کے درمیان خلاف نہین۔ اور خبر واحد ظنی وغیرہ ہونے کا جو ائمہ حنفیہ وغیرہ کا قول [illegible]

Marfat.com

ہے امین ہین اگر واحد عادل نے روایت کی یا جو اسکے حکم مین ہے وہ ثابت تو ہوئی مگر امین قطع نہین
ہوا ہو یا جو معنے اسنے ذکر کیے انکے سمجھنے مین سہو ہوا ہو اور مانند اسکے لہذا خبر متواتر و مشہور کو قطعی لیتے ہین یہ کلام
ہو کہ امر حیات دہندہ سے کیا مراد ہے تو اسمین اختلاف تفاسیر ہے بعض نے کہا کہ علوم شرعیہ ہین کیونکہ علم حیات اور
نے کہا کہ قرآن و حدیث کے اوامر و نواہی مین طاعت کے ساتھ استجابت کا حکم ہے جس سے حیات ابدی ملتی ہے۔ بعض
ظاہری سبب حیات ہے کیونکہ دشمن پر جب جہاد نہ کیا جاوے تو وہ حملہ آور ہوگا اور شہادت تو موجب حیات ہے۔ یہی محمد
سدی نے کہا کہ ایمان ہے کیونکہ کافر مردہ اس سے زندہ ہوتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ حق ہے۔ قتادہؒ نے کہا کہ
نے آخر دین لیا جو سب کو شامل ہے اور اشارہ کیا کہ اختلاف تفاسیر نہین بلکہ تفسیر بطور مثال کے ہے اگرچہ بقرینہ سیاق
متعلق بجہاد زیادہ ہے اور احتمال ہے کہ لما یحییکم مین لام تعلیل ہو یعنے رسول صلعم کی دعوت قبول کرو اسلیے کہ اس سے
ہے۔ اور صحیح مین حدیث ابو سعید بن المعلی سے روایت ہے کہ مین مسجد مین نماز پڑھتا تھا کہ اتنے مین آنحضرت صلعم نے مجھے پکارا
نہین کی پھر مین نماز سے فارغ ہوکر آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نماز مین تھا تو فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے
رسول اذا دعاکم۔ اور ایک حدیث مین ابی بن کعب کے ساتھ ایسا ہی واقعہ آیا ہے اور اسمین جب حضرت صلعم نے کہا کہ مجھے
تعالے نے وحی کے ساتھ حکم بھیجا کہ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم۔ یعنے جب بلاوے و پکارے تو استجابت کرو پس ابی بن کعب نے
رسول اللہ مجھے معلوم تو تھا مگر خطا ہوئی اور انشاء اللہ تعالے اب ایسا نہ کرونگا۔ رواہ الترمذی و قال حسن صحیح۔ واضح ہو کہ یہان دو فائدے
طرح استجابت مخصوص بآنحضرت صلعم تھی اور اب کسی کو یہ اختیار نہین ہے کہ کسی اور کے واسطے نماز توڑ دے۔ اور بعض نے کہا کہ نماز
تو در صورتیکہ اسکو گمان ہو کہ دیر کرنے مین باپ کو ملال ہوگا تو نماز توڑ کر جواب دے۔ دوم آنکہ ظاہر آیت سے تو وقت
مین ایک یہ کہ فی الفور استجابت کرو اور دوم یہ کہ استجابت کرو خواہ بفور یا کسی عذر سے کچھ دیر کے بعد ولیکن جب حدیث کو
ہوتا ہے کہ فی الفور استجابت مقصود ہے کیونکہ ابو سعید و ابی بن کعب نے نماز سے سلام پھیر کر استجابت کی تھی اور آنحضرت صلعم
پس معلوم ہوا کہ فی الفور استجابت واجب ہے اور حنظلہ بن صفوان غسیل الملائکہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہمصحبت تھے کہ
واسطے حضرت صلعم کی طرف سے پکار ہوئی اور وہ اسوجہ سے نہ نہائے کہ استجابت مین تاخیر ہوگی لہذا اسیطرح جاکر شہید ہوے
بتلایا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکا کیا حال تھا کہ ملائکہ اسکو غسل دیتے ہین اسکی جورو سے دریافت کرو۔ پس اس سے یہ سبب
سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جو امر کہ مطلق ہو کسی قید کے ساتھ نہو وہ فی الفور تعمیل کرنے کے لیے ہوتا ہے اور یہ بحث دراز ہے
بالجملہ یہان آیت بقرینہ حدیث کے دلیل ہے کہ رسول اللہ صلعم کے حکم کی استجابت فوراً چاہیئے اور چونکہ اب خود تشریف
سے جو حکم ثابت ہو اسکی استجابت بفور واجب ہے پس اگر اسیوقت ادا کرنے کا ہو تو اسیوقت یا مطلق ہو اور اگر وقت
اور اسمین بھی توضیح و بحث باقی ہے واللہ الہادی الی الصواب و الیہ المرجع و المآب۔ وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ
جان رکھو کہ اللہ تعالے حائل ہوتا ہے آدمی اور اسکے قلب کے درمیان مین۔ یعنے جب ایسا ہے تو کسی کو بدون اسکے
نہین کہ چاہے ایمان لاوے اور چاہے کافر ہو جاوے۔ واضح ہو کہ معنے مین اختلاف تفاسیر ہے بعض نے کہا کہ مراد
تعمیل کرو پہلے اس سے کہ جن دلون سے تم کو سمجھ ہے وہ اللہ تعالے کے مقدر کیے ہوے وقت موت آجانے سے

زائل ہو جاوین پس تمکو قدرت نہ رہے بعض نے کہا کہ بدر کے روز مسلمانون کو کثرت دشمن سے خوف تھا ... وہ پاک خالق عزیز جلیل چاہے خوف کے بعد امن دیدے جیسے تمکو کیا اور امن کے بعد خوفناک کردے جیسے ... اور یہی شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا۔ **قال ابن عباس رض**۔ اللہ تعالے مومن کے درمیان اور کفر و معاصی کے درمیان حائل ... کے درمیان اور ایمان و طاعت کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ یہی قول سعید بن جبیر و ضحاک و مجاہد و عکرمہ و ابو صالح وغیرہم کا ہے ... کہ یہ کلام بمانند قولہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہے۔ **مترجم** کہتا ہے قتادہ رح کی غرض فقط یہ ہے کہ حائل ہونا جناب باری تعالے کا ... وقوت کے ساتھ ہے جیسے حبل الورید سے اقرب ہونا علم کے ساتھ ہے اور بیان معنے مین سدی رح نے کہا کہ او تعالے حائل ہوتا ہے درمیان آدمی اور اسکے دل کے پس سوائے اسکے ارادہ کے اور کسی کو قدرت نہین کہ خود ایمان یا کفر اختیار کرے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ مفسر رح نے یہی قول اختیار کیا اور بعض نے لکھا کہ اسی قول پر عقلی دلائل بھی قائم ہین اسوجہ سے کہ قلوب کے احوال یا تو اعتقادات ہین یا دواعی وارادات ہین اور ان چیزون کے لیے کوئی فاعل حقیقی قادر مختار ضرور ہے جیسا کہ اپنے موقع پر ثابت ہو چکا ہے اور ایسا فاعل خالق وہ اللہ تعالے عز وجل ہے اور کوئی نہین پس قلب مین موافق مشیت کے متصرف فقط او تعالے ہی ہے پس قلب کے اعتقاد سے یا ادراک وفہم سے چاہے منع کرے اور چاہے عطا کرے۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے پاک برتر ہے اُسکا حائل ہونا دو چیز کے درمیان مین کیونکر متصور ہے تو جواب یہ ہے کہ مجازاً حائل فرمایا اور مراد لازم ہے اور بعض محشی بیضاوی نے کہا کہ حول اصل مین بمعنے تغیر از حالی بحالی اور نیز بمعنے انفصال از غیر آتا ہے اور دوسرے معنے کا صلہ لفظ بین سے آتا ہے بخلاف اول کے کہ یحول الشیٔ بمعنے یتغیر اے وہ شے متغیر ہوتی ہے۔ اور یحول بینہما۔ دونون مین منفصل ہوتی ہے پس اللہ تعالے کے حائل ہونے کے معنے یہ کہ آدمی و اسکے دل کے درمیان مین منفصل ہوتا ہے لیکن چونکہ حقیقۃ انفصال حضرت باری تعالے مین متصور نہین لہذا یہ کنایہ ہے کہ وہ پاک پروردگار بندہ سے نہایت قریب ہے اور ابو السعود رح نے کہا کہ یہ کلام تمثیل ہے کہ اللہ تعالے بندہ سے بہت قریب ہے **مترجم** کہتا ہے کہ یہان سے ظاہر ہوا کہ قول قتادہ رح جو اوپر بیان ہوا وہ تفسیر معنے و تاویل دونون کو متضمن ہے۔ ولیکن بنا بر تفسیر مختار شیخ رح کے جو موافق قول سدی رح ہے یون اولی ہے کہ یہ تمثیل اس اعتبار سے ہے کہ جیسے حائل چیز دو چیزون کو اپنی خواہش وارادہ کے موافق نہین ملنے دیتی ہے ویسے ہی ارادہ آلہی درمیان بندہ و اسکے قلب کے حائل ہے پس اپنی مراد کے موافق ایمان و کفر نہین کر سکتا فافہم وتامل۔ ربیع بن انس رح سے مروی ہے کہ علم آلہی حائل ہوتا ہے اور حسن رح نے کہا کہ حائل ہونا باعتبار قرب کے ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ حائل ہوتا ہے یہان تک کہ آدمی کو نادان چھوڑ دیتا ہے یعنے آدمی کا قلب ہی محل فہم تھا پس جب قلب اسکو نہ ملا تو بے سمجھ رہگیا اور یہ معنے پسندیدہ ہین اور اولی یہ ہے کہ جب شان آلہی اعلی و اجل ہے اور حائل ہونا جس شان سے اسکی جناب پاک کے لائق ہووے ممکن ہے تو اسکی کیفیت سے ہمکو تعرض کرنا کچھ ضرور نہین بلکہ ہم ایمان لاتے ہین کہ اللہ تعالے حائل ہوتا ہے جیسے وہ چاہے کیونکہ وہ قادر ہے لیکن جو طریقہ حائل ہونے کا ایسا ہے کہ وہ جناب باری تعالے کی شان کے لائق نہین ہے اس سے وہ پاک ہے اور یہ بحث اوپر بھی گذر چکی ہے فافہم وتذکر بالجملہ آدمی کو اللہ تعالے سے یہ توفیق مانگنی واجب ہے تا کہ اسی کی ہدایت و توفیق سے آدمی کو رسول اللہ صلعم کے حکم پر استجابت نصیب ہوا اور متقی مومن اس دنیا سے گذر جاوے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آدمیون کے دل حضرت الرحمن کی دو انگلیون کے بیچ مین ایک دل کیطرح ہین انکو جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے پھر فرمایا کہ اے میرے پروردگار دلون کے پھیرنے والے ہمارے دلون کو اپنی طاعت پر پھیر دے۔ رواہ مسلم۔ واضح ہو کہ انگلیون سے کوئی یون نہ سمجھے کہ حقیقۃ انگلیان مراد ہین اسلیے کہ یہ کفر ہے اور اللہ تعالے جسم و جسمانیات وغیرہ تمام مخلوق سے بری ہے بلکہ ...

Marfat.com

[illegible] دخرین جب قولہ ہو آخذ بناصیتہا - یعنے ہر چیز اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہے - اور بعض نے فرمایا کہ یہ
[illegible] کی کیفیت و ماہیت فہم بشری سے باہر ہے کیونکہ ذات باری تعالے و اسکی صفات کی حقیقت و کیفیت کا کسی کو علم نہین ہے
[illegible] صفت کا بھی علم نہین ہو سکتا - جاننا چاہیے کہ اسی معنے کے احادیث سنن و مسانید مین بہت ہین اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ و
[illegible] وغیرہم سے مروی ہین چنانچہ حدیث نواس مین ہے کہ کوئی قلب نہین مگر آنکہ وہ اصابع الرحمن رب العالمین کے بیچ مین ہے جب چاہا
[illegible] رکھا اور جب چاہا اسکو موڑ دیا اور اکثر دعا کرتے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک - یعنے اے دلون کو لوٹ پوٹ کرنے والے
[illegible] پاک مولا تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھیو - اور حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا مین اس معنے مذکور کے بعد یہ ہے کہ پھر مین نے
[illegible] کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ دعا نہین سکھلاتے جسکو مانگا کرون - فرمایا کہ ہان یون دعا کر - اللھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذہب غیظ قلبی واجرنی
[illegible] مضلات الفتن ما احییتنی میرے پروردگار نبی محمد کے رب تو میرے گناہ بخشدے اور میرے دل کا غیظ دور کر دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے
[illegible] فتنون سے جو گمراہ کرنے والے ہون مجھے چھوڑا لے (یعنے محفوظ رکھ ۱۲) - رواہ احمد - وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ اور جان رکھو کہ اسی کی طرف تم محشور ہوگے - یعنے
[illegible] مین رب تبارک و تعالے کی طرف تمہارا اٹھنا ضرور ہے **ف فی العرائس** - قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول آہ - اس کلام
[illegible] ندار کے ساتھ خطاب ہے پس ندار سے انکی روحون کو معطر فرمایا اور دعار سے دلون کے کان کھولے اور لذات خطاب سے انکے اسرار باطن کو
[illegible] شوق مین بھر دیا پس لطف حکم و انوار قرب سے خوشدل ہوگئے - اسکی توضیح یہ ہے کہ قولہ استجیبوا للہ - یعنے اللہ تعالے ہی کے واسطے قبولیت کی اطاعت
کرو نہ اپنے نفوس کے واسطے اور نہ عوض طلب کرنے کے لیے - اے لوگو اپنی جان و مال قربان کرو اس بلانے والے پر جسنے ازل مین تم کو تمہارے حادث
ہونے سے پہلے بلایا اور آپ سے اپنی طرف ندار فرمائی اور محبت سے تمکو دعوت فرمائی تم بھی اسکی محبت مین قربان ہوجاؤ اور اسی کے حکم کی فرمانبرداری
مین رسول اللہ صلعم کی اجابت کرو - **قال المترجم** شیخ نے قولہ اذا دعاکم - کی ضمیر حضرت حق عزوجل کے نام پاک کی طرف راجع فرمائی اگرچہ اقرب
مرجع لفظ رسول ہے واللہ تعالے اعلم - بہرحال معنے یہ ہین کہ طاعت رسول اللہ صلعم بحکم الٰہی عزوجل ہے پس اللہ تعالے ہی کے حکم و طاعت سے رسول اللہ
صلعم کی استجابت ہوئی - پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ لما یحییکم یعنے اسوجہ سے کہ وہ تمکو روح صغریٰ و روح کبریٰ سے زندہ فرماتا ہے - روح صغریٰ از عالم
ملکوت ہے جو نعوت جبروت یعنے روح کبریٰ سے ہے - اور نیز حیات بمشاہدہ ازلیت و قرب ابدیت ہے جو معرفت صفات و ذات پاک سے حاصل ہے -
[illegible] رح نے اس آیت مین کہا کہ انوار دعار سے روح منور ہو کر حذف علائق پر آمادہ ہوئی اور مشقت شدید جو بدون محبت صادقہ کے گران ہوتی ہے
آسان ہوگئی اور ہر مصیبت انکے نزدیک ہیچ ہوگئی پس سلامت اوقات کو غنیمت جانکر حی القیوم عزوجل سے زندہ ہو کر بحیات جاودانی فائز ہوے
**قال المترجم** جنگ احد مین عورتون کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی کو پوچھتی تھین حالانکہ انکے باپ و بیٹے وغیرہ شہید ہوے اور کہتی تھین کہ اگر
آنحضرت صلعم زندہ ہین تو ہر مصیبت بعد آپ کے آسان ہے پس اہل عقل اس مقام سے خود غور کر سکتے ہین - والسلام - **واسطی** رحمہ اللہ نے کہا کہ
لما یحییکم - حیات یہ کہ ہر علت سے ظاہری ہو یا باطنی ہو پاک کر دیا - جعفر رح نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کے حکم کی طاعت کرو تاکہ اس سے تمہارے دل
[illegible] ہوے - اور نیز فرمایا کہ حیوۃ سے مراد معرفت ہے کما قال تعالے فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ - بعض نے کہا کہ قولہ استجیبوا للہ الآیہ ہین اللہ تعالے کے لیے استجابت
باطن سے اور رسول اللہ صلعم کے واسطے استجابت کرنا ظاہری حال سے یعنے ظاہر احکام جو رسول صلعم کے حکم کے موافق بجالاؤ وہ خلوص نیت کیساتھ
[illegible] سے مراد یہ کہ رسول اللہ صلعم کی متابعت سے نفوس زندہ ہونگے اور غیوب کے مشاہدہ سے دل زندہ ہوگا اور یہ اسطرح کہ تمام طاعت
[illegible] کی تقصیر [illegible] اللہ تعالے سے حیا کرو - جعفر صادق رح نے کہا کہ دلون کی زندگی بمعاشرت ہے اور روحون کی زندگی بمحبت اور نفوس کی

Marfat.com

بنا ابعت ہے۔ پھر جب انکو بلایا کہ شوق کے ساتھ مقام مشاہدہ کیطرف آؤ تو انکو آگاہ کردیا کہ کشف جلالی و [illegible]
اختیار مین نہین بلکہ قبضۂ قدرت الٰہی مین ہین۔ کما قال واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ۔ یعنے تمھارے دل قبضۂ [illegible]
عاجزی کے ساتھ مانگو کہ تمکو پاک کرکے تمھارے لیے عطا فرما دے حالانکہ دلون کی یہ صفت ہے کہ دریاے صفات وذات [illegible]
ساتھ فانی ہین پس تم انکو پاؤ تو معرفت سے ملجاؤ اسیواسطے آیا ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ کیونکہ وہی نفس النفس اور قلب القلب اور [illegible]
الروح وعقل العقل وحیات الحیوۃ ہے اور حضرت صلعم نے دلون کا بحر صفات وذات مین فانی ہونا اس عبارت سے بیان فرمایا [illegible]
بین اصبعین من اصابع الرحمن الحدیث بعض نے کہا کہ اسمین اشارہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے اولیاء کے دلون کو انسے لیکر صفات کی [illegible]
چنانچہ حدیث مذکور مین آگے ہے کہ یقلبہا کیف یشاء۔ یعنے صفات مین منقلب فرماکر انپر معرفت ومحبت کی مُہر لگاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ قولہ یحول بین المرء
وقلبہ۔ یعنے خطاب الٰہی سمجھنے مین اسکی عقل وفہم کے درمیان تسخیر الٰہی حائل ہے بعض نے کہا کہ مومن وایمان کے درمیان اور کافر وکفر کے درمیان حائل ہوتا
ہے پس ازل مین جو مقدر فرماتا ہے اسیطرف پھیر دیتا ہے بعض نے کہا کہ یہان حیلولت از کفر ہے تاکہ سوائے حق تعالے کے اور طرف رجوع نہون قال المترجم
قلوب جب قبضۂ قدرت الٰہی مین مسخر ہین اگرچہ ماسوائے قلوب کے باقی اعضاء بھی بدرجۂ اولی مسخر ہین تو صلاح وفساد قلب کے واسطے آدمی کو ہر
حال مین اللہ تعالے سے التجا کرنی ضرور ہے اسی واسطے حدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ مین یہ دعا کرنا آیا کہ اے میرے معبود مالک تو میرے
گناہ بخشدے اور میرے دل کا غیظ دور کردے اور مرتے دم تک سب ایسے فتنون سے جو گمراہ کرنیوالے ہین بچالے۔ کما رواہ احمد اور خود اللہ تعالے نے فرمایا

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۤصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور بچتے رہو اُس فساد سے کہ نہ پڑیگا تم مین سے ظالمون پر چنکر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

اللہ تعالے اپنے مومن بندون کو تحذیر فرماتا ہے کہ ہر ایسے فتنہ سے بچین جو موجب فساد قلب ہے یعنے خواہ مخواہ دل ایسے فتنہ کے وقت خلاف راہ
صواب اختیار کرتا ہے اور یہ موافق تسخیر الٰہی ہوتا ہے۔ پس اس سے بچنے کا حکم دیا۔ بقولہ۔ وَاتَّقُوْا یہ خطاب مومنون کو عموماً ہے خواہ فی الحال وہ صالح
متقی ہون یا گنہگار غیر متقی ہون یعنے بچو تم لوگ فِتْنَةً فتنہ سے۔ مراد فتنہ سے ہر ایسا امر ہے جس سے قلب متزلزل ہوتا ہے جیسے قحط وگرانی و
ظالمون کا غلبہ اور آپس کا نفاق اور فاجرون بدکارون کی سرکشی ونیکون کا انکو منع نہ کرنا اور آدمی کا خود مغرور ہوجانا اور مانند اسکے بہت امور
ہین جن سے قلب مین فساد آتا ہے یا باوجود سلامت قلب کے انسان بکروہ مصیبت مین گرفتار ہوجاتا ہے جس سے فساد قلب کا خوف ہے پس یہ
ضرور نہین کہ فتنہ مین قلب سالم نہ رہے بلکہ محل خوف سے پرہیز کا حکم دیا کہ تم بچو ہر ایسے فتنہ سے جو لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۤصَّةً
خاصکر انھین لوگون کو نہ پہونچیگا جنھون نے تم مین سے ظلم کیا یعنے خلاف شرع برتاؤ کیا بلکہ عام ہوگا کہ خلاف شرع برتاؤ کرنے والون کے ساتھ وہ
لوگ بھی اس فتنہ سے مصیبت اُٹھاوینگے جو شرع پر قائم تھے۔ واضح ہو کہ لاتصیبن مین لا کیسا ہے اس مین دو وجہ ہین ایک یہ کہ لا نہی کا ہے اور
ظاہر مین اصابت پر فتنہ کو نہی ہے یعنے فتنہ مت پہونچے لیکن معنے مین مخاطبین کو نہی ہے یعنے تم ایسے فتنہ مین مت پڑو دوم یہ کہ لا نفی ہے اور
یہ جملہ صفت فتنہ واقع ہے یعنے بچو ایسے فتنہ سے جسکی یہ صفت ہوگی کہ خاصکر ظالمون ہی تک نہین رہیگا بلکہ عام ہوکر ظالم وصالح سب کو گھیر لیگا
اور یہ تقریر اگرچہ واضح ہے لیکن اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ لاتصیبن بنون تاکید ہے باوجودیکہ یہان قسم نہین اور نہ طلب ہے [illegible]
پر ایسی صورت مین تاکید ما نانحویون کے نزدیک اختلافی ہے اور فراء رح نے کہا کہ امر بلفظ نہی کے جواب مین ہے۔ کما فی قولہ ادخلوا مساکنکم لا
یحطمنکم سلیمان الآیۃ مبرد رح نے کہا کہ یہ نہی بعد امر کے ہے اور ظالمون کو ظلم سے ممانعت ہے اے لا یقربن الظلم یعنے ظلم کے پاس [illegible]

[illegible] جیسے کوئی کہے کہ لاارینک ہہنا۔ اے لاتکن ہہنا۔ یعنے جسنے کہا کہ مین تجھے یہان نہ دیکھون اسکے معنے یہ ہین کہ تو یہان
[illegible] اگر یہان رہا تو دیکھیگا اور بعض نے کہا کہ لاتصیبن جواب قسم محذوف ہے اور وہ جملہ مجموعہ صفت فتنہ ہے اے فتنۃ واللہ لاتصیبن
[illegible] فتنہ ہے کہ واللہ تم مین سے فقط ظالمون ہی تک مخصوص نہوگا بلکہ ظالم ہون یا غیر ظالم سب کو عام ہو جاویگا۔ پھر اس آیت کی تفسیر
[illegible] مین تامل کرنا چاہیے پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتنہ بمعنے بلا ہے اور وہ امر جو آیندہ ہونے والا ہے۔ امام احمد رح نے اپنی اسناد
کیساتھ مطرف سے روایت کی کہ ہم نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے ابو عبد اللہ آپ لوگون کو کیا ہوا کہ پہلے آپ نے خاموشی کر کے
امین خلیفہ رسول اللہ کو ضایع کیا جو شہید کیا گیا یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظالمون نے شہید کر ڈالا پھر اب آپ لوگ آئے ہین کہ اسکے خون کا
مطالبہ کرتے ہین پس زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم و ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین مدتون یہ آیت پڑھی کہ واتقوا
فتنۃً لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ اور ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ ظالمون کے ظلم کے فتنہ مین ہم ہی پھنسنے والے ہین یہان تک کہ ہوا جو ہوا۔ وقد رواہ
البزار وروی النسائی من طریق الحسن عن الزبیر نحوہ وبہذا الطریق رواہ ابن جریر ایضاً باسنادہ عن الحسن رح کہ زبیر رض نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کے
زمانہ مین ہم کو اللہ تعالے نے قولہ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الآیۃ سے خوف دلایا تھا اور ہم یہ نہین جانتے تھے کہ ظالمون کے فتنہ مین عام پھنسنے والے
ہم ہی ہو جاوینگے۔ داؤد بن ابی ہند رحمہ اللہ نے حسن بصری رح سے اس آیت مین روایت کیا کہ یہ آیت حضرت علی و عمار اور طلحہ و زبیر
رضی اللہ عنہم کے حق مین نازل ہوئی۔ سفیان الثوری نے اپنی اسناد سے حضرت زبیر رض سے روایت کی کہ قولہ تعالے واتقوا فتنۃ لاتصیبن الآیۃ
مین کہا کہ مین نے یہ آیت ایک زمانہ تک پڑھی اور ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس سے کون لوگ مراد ہین پھر ظاہر ہوا کہ ہمین لوگ اس سے مراد لیے گئے
تھے۔ **قال الحافظ** وقد روی من غیر وجہ عن الزبیر رضی اللہ عنہ۔ **وقال المترجم** حسن بصری رح نے جو کہا کہ یہ آیت چار صحابہ رض کے
حق مین نازل ہوئی تو یہ باعتبار تاویل کے ہے یعنے تاویل بمعنے ما یؤول الیہ الامر جیسا کہ کئی مقام پر سابق مین معانی تاویل کی توضیح گذر چکی ہے
اور حاصل یہ کہ جب نازل ہوئی تو مبہم نازل ہوئی تھی اور یہ نہین معلوم تھا کہ مآل کار مین کون لوگ اس آیت کے مصداق ہو جاوینگے۔ پھر
ظاہر ہوا کہ یہ چار صحابہ رض اسکے مصداق ہوگئے کیونکہ جب مصر کے کمبخت لوگون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہا تو صحابہ رضی اللہ عنہم
انکو زبانی فہمائش کرتے اور ہتھیار اٹھا کر ممانعت نہین فرماتے تھے۔ پس ظالمون نے آخر حضرت عثمان خلیفۃ الرسول صلعم کو شہید کیا پس فتنہ برپا ہوا
جسمین یہ ظالم خبیث ہی مبتلا نہوئے بلکہ عام ہوگیا اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مبتلاے فتنہ ہوگئے اور بخصوصیت حضرت علی و عمار و
طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کی اسوجہ سے ہے کہ طرفین سے یہ دو دو سردار تھے ورنہ عموماً اور صحابہ بھی اس عجیب فتنہ مین مبتلا ہوے اور ایسا گم صم فتنہ تھا
کہ طرفین حکم شرع مین معذور قرار پاتے ہین کیونکہ بعض وجوہ اگر ایک طرف ہین تو بعض دیگر دوسری طرف ہین اگرچہ بعد تمام غور و کمال بحث
کی حالت فتنہ سے خارج یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حق بجانب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھا اور اسی پر ائمہ اہل سنت نے اتفاق کیا ہے لیکن اسپر بھی
معلوم ہے کہ اس حالت مین شرع سے طرفین معذور ہین پس حق عز وجل نے اس قرن برگزیدہ کو جو آنحضرت صلعم کے جان نثار تھے شہید کر کے
[illegible] اور صحیح ہوا کہ اہل بدر کے حق مین جو آیا ہے کہ اللہ عز وجل نے اہل بدر کے حق مین فرمایا کہ تم جو چاہو وہ کرو مین نے تمہین بخشدیا۔ **قال**
[illegible] رحمہ اللہ۔ یہ آیت خاصکر اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی چنانچہ جنگ جمل مین وہ لوگ بسبب ظلم و فتنہ اہل مصر کے خود مبتلا ہوے
[illegible] ہوے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسکو صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین مخصوص کہا۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ
[illegible] اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالے نے مومنون کو حکم دیا کہ جو امر شرع مین منکر ہے اسکو اپنے روبرو برقرار ہونے دین تاکہ ایسا نہو کہ اللہ تعا

Marfat.com

سب کو عموماً مبتلاے فتنہ کرے۔ شیخ حافظ عماد۔ نے کہا کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے اور اسی واسطے عماد [illegible]
حق مین بھی ہے اور ایسا ہی ضحاک و یزید بن ابی حبیب وغیرہم نے فرمایا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مین سے کوئی [illegible]
فتنہ نہو کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ الآیۃ۔ پس جو کوئی تم مین سے فتنہ سے پناہ مانگے اسکو چاہیے کہ گمراہی [illegible]
فتنون سے پناہ مانگے۔ رواہ ابن جریر۔ پس آیت کی تفسیر مین یہ قول کہ (یہ آیت صحابہ رض وانکے سواے اور لوگ سب کے حق مین [illegible]
خطاب فقط صحابہ رض کے ساتھ ہے۔) یہی قول صحیح ہے انتہی کلامہ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خطاب اگرچہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے ولیکن [illegible]
ہے اور معنے یہ ہین کہ مومنون کو اللہ تعالے عموماً تحذیر فرماتا ہے کہ جو امر شرع مین منکر ہے اسکو جہان تک تم سے ممکن ہے اپنے روبرو ہونے [illegible]
کیونکہ یہ فتنہ ہے اور ایسے فتنہ مین یہی نہوگا کہ گناہ کا کام کرنے والے ہی عذاب پاوین بلکہ ان ظالمون کے ساتھ بے گناہ بھی مبتلاے بلا ہوجاوینگے
پس ہر مومن کو اس سے تحذیر ہے فقط صحابہ رض کی کچھ خصوصیت نہین ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہین وہ احادیث جنمین فتنون سے پرہیز کا حکم
عموماً وارد ہے اور یہ احادیث اس کثرت سے ہین کہ انکو جمع کرکے الگ ایک کتاب بنائی جاوے جیسا کہ بہت سے ائمہ علما کی مفرد تصانیف
ہین کیونکہ وجوہ فتنہ بہت ہین لیکن یہان ان احادیث مین سے بعض احادیث تحذیر لکھی جاتی ہین۔ عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عز وجل عموم سب بندون کو بسبب خاص بعضے بندون کے بدفعل کے عذاب مین نہین مبتلا فرماتا جبتک
کہ وہ لوگ اپنے روبرو ان بدکارون کے کام کو دیکھکر منع نکرین درحالیکہ وہ منع کرنے پر قادر ہون۔ پس اگر منع کرسکتے تھے اور انھون نے منع نہ کیا
تو اللہ تعالے بدکام کرنے والون کو اور نہ کرنے والون کو سب کو مبتلاے عذاب فرماتا ہے۔ رواہ احمد۔ عدی بن عمیرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم
نے فرمایا کہ جب زمین پر گناہ کیے گئے تو جو شخص وہان حاضر ہو اگر اسنے اس گناہ کے فعل سے انکار کیا یعنے ہاتھ سے روکا اگر روک سکتا ہو اور نہ زبان
سے سمجھایا اگر کرسکتا ہو اور نہ دل ہی سے بُرا جانا تو یہ شخص ایسا ہے جیسے وہان تھا ہی نہین۔ اور جو شخص وہان تو حاضر نہ تھا مگر جب اسکو معلوم
ہوا تو اس نے یہ فعل پسند کیا تو یہ ایسا ہے جیسے خود اسمین حاضر تھا۔ کذا ذکرہ ابن الاثیر فی جامع الاصول۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ ضرور تم ایسی باتون کا حکم کروگے جو شرع
مین اچھی ہین اور ایسی باتون سے منع کروگے جو شرع مین بُری ہین اور یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے اپنے پاس سے تم پر ایک عذاب بھیجدیگا پھر تم اس سے
(یعنے اگر ایسا نہ کروگے)
دعائین کروگے اور قبول نہونگی۔ رواہ احمد اور ایک روایت مین ہے پھر تم پر ایک قوم کو مسلط کردیگا اور تم دعائین مانگوگے مگر قبول نہونگی۔
اور حذیفہ رضی اللہ عنہ خود کہتے تھے کہ زمانہ رسول اللہ صلعم مین آدمی ایک بات بولتا تھا جس سے منافق ہوجاتا تھا اور مین اب ایک جلسہ مین تم مین
کے آدمی سے چار بار ایسا کلمہ سنتا ہون پس قسم ہے کہ تم امر معروف کا حکم کروگے اور امر منکر سے منع کروگے اور بھلائی پر آمادہ کروگے اور یا یہ ہوگا کہ
تم سب کو اللہ تعالے مبتلاے عذاب کردیگا یا جو تم مین سے شریر بدکار ہین وہ تم پر سردار کیے جاوینگے پھر تم مین سے نیکوکار بڑے دعا کیا کرینگے اور وہ
قبول نہو گی۔ رواہ احمد۔ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری سے ثابت ہے کہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے جہاز مین نیچے کے رہنے
والے اگر پانی لینے کے لیے اور اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لیے اسمین چھید کرین اور اوپر والے منع نہ کرین تو سب کے سب غرق ہوجاوینگے
ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب میری اُمت مین بدکاریان ظاہر ہونگی تو اللہ تعالے اپنے [illegible]
عذاب مین مبتلا کریگا۔ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا انمین نیکوکار بندے نہونگے تو فرمایا کہ ہان ہونگے۔ مین نے عرض کیا کہ انکی کیا [illegible]
ہوگی فرمایا کہ وے بھی بدکار لوگون کے ساتھ مبتلا ہوکر پھر اللہ تعالے کی مغفرت مین ہوجاوینگے۔ رواہ احمد۔ وعن الحسن بن جندب [illegible]

Marfat.com

...ین گناہ کرے اور ان مین کوئی ایسا ہو جو عزت والا اور روکنے والا ہے وہ انکو منع نہ کرے درحالیکہ منع کرسکتا ہے تو اللہ تعالے سب کو عذاب مین مبتلا کریگا رواہ احمد و ابوداؤد۔ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ جب زمین مین بدکاریان ظاہر ہونگی تو اللہ تعالے زمین والون پر اپنا عذاب نازل فرماویگا۔ مین نے عرض کیا کہ انمین اللہ تعالے کے فرمانبردار بندے بھی ہونگے فرمایا کہ ہان ہونگے پھر وہ اللہ تعالے کی رحمت و رضوان مین ہو جاوینگے۔ رواہ احمد۔ حاصل یہ ہے کہ لوگون پر واجب ہے کہ آپس مین ایک دوسرے کو بھلی باتون کا حکم کرین اور بری باتون سے منع کرین اور ممانعت کی کیفیت حدیث صحیح مین یون وارد ہے کہ ہاتھ سے منع کرے اگر قدرت ہو ورنہ زبان سے منع کرے ورنہ دل سے برا جانے اور اس سے نیچے پھر رائی برابر ایمان نہین ہے۔ واضح ہو کہ یہان بعض کو یہ وہم پیدا ہوا کہ بدون کے عذاب مین نیک بھی پھنس گئے حالانکہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ لاتزر وازرۃ وزر اخری۔ یعنے کوئی جان کسی دوسری جان کا گناہ نہین لادیگی۔ کرخیؒ نے کہا کہ اسکا جواب یون دیا گیا کہ جو امر شرع مین برا ہے جب لوگ اسکے کرنے پر مجتمع ہوے تو ہر دیکھنے والے پر واجب ہے کہ اسکو بگاڑے بشرطیکہ قادر ہو اور جب وہ خاموش ہوا تو سب کے سب گناہگار ہوئے پس کرنے والے تو بدفعلی سے اور خاموشی والے رضامندی سے اور اللہ تعالے نے راضی کو بھی بمنزلہ عامل کے قرار دیا ہے پس عقوبت مین بھی شریک ہوگئے۔ قسطلانی رحمہ اللہ نے شرح بخاری مین کہا کہ امر منکر پر راضی ہونے کی نشانی یہ ہے کہ جو امور شرع مین منکر ہین انکے ہونے سے جو خلل دین مین پڑتا ہے اس سے اسکو کچھ ایسا الم و درد نہو جیسا اپنے مال و اولاد کے گم و نیست ہونے سے دردناک ہوتا ہے پس جو ایسا ہے وہ فعل منکر پر راضی قرار پاویگا۔ اور اسی اعتبار سے وہ عذاب مین گرفتار ہوگا۔ بعض نے کہا کہ آیت مین احتمال ہے کہ عذاب وہ مراد ہو جو اسطرح ہوتا ہے کہ بعضے آدمی دوسرون پر مسلط کئے جاوین اور انکو دکھ درد پہونچاوین۔ مترجم کہتا ہے کہ اشکال و وہم میرے نزدیک کچھ وارد ہی نہین ہے جس سے جواب دیا جاوے اسلیے کہ قولہ لاتزر وازرۃ الآیۃ۔ سے تو یہ ثابت ہے کہ کوئی دوسرے کا گناہ نہین اٹھاویگا اور اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے بعض فتنہ بسبب بدکاری ظالمون کے ایسے بھیجیگا جسمین صالحین بھی مبتلا ہو جاوینگے پس صالحین پر یہ ابتلا بطریق عذاب نہوگا اور نہ انکو فاجرون کا گناہ اٹھانا پڑا اسلیے کہ صالح وہ اسیوقت ہین کہ انھون نے منکر سے بحسب مقدور انکار کیا ہو ورنہ وہ بھی داخل فاجرین تھے اور اپنے فجور پر ماخوذ ہوے پس صالحین جو فعل منکر سے انکار کرتے تھے وہ اس ابتلاء مین مرحوم ہین چنانچہ حدیث ام المومنین ام سلمہ و عائشہ رضی اللہ عنہما مین مصرح ہے کہ صالحین تو اس فتنہ مین رضوان و مغفرت الٰہی مین ہو جاوینگے لہذا طاعون کی موت کو شہادت فرمایا اور نیز طاعون کو عذاب کہا گیا ہے پس جو لائق تعذیب ہین انکے لیے طاعون عذاب ہے اور جو بقضاء الٰہی اس طاعون مین ہلاک ہوے اگر صالحین سے تھے انکے لیے یہ رحمت و شہادت ہے غایۃ ما فی الباب یہ کہ انکے واسطے ایسی چیز پیش ہوئی جو فاجرین کے لیے عذاب تھی لہذا بدل مین رحمت و رضوان الٰہی پایا اور یہ بوجہ تعمیم از جانب قضا رہے۔ فلیتامل فانہ دقیق و اختلط الفرق علی کثیر منھم واللہ تعالے اسالہ الہدایۃ فی البدایۃ والنہایۃ۔ پھر واضح ہو کہ صالحین مومنین کو جو فتنہ عامہ سے تحذیر فرمائی وہ اس معنے کر ہے کہ منکر شرعی کو برقرار نہ رکھین یعنے انکار جو انکے اختیار مین ہے اسکو بجا لاوین اور نیز بوجہ عدم انکار کے حصہ رحمت و غفران سے محروم ہو کر حصہ عذاب نہ اٹھاوین پھر متنبہ کیا بقولہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور جان رکھو کہ اللہ تعالے شدید العقاب ہے یعنے جو اس سے نافرمانی کرے اسکے واسطے کوئی عذاب کرنے والا ایسا شدید نہین جیسا اللہ تعالے کا عذاب شدید ہے پس شدید العقاب ہونا اللہ تعالے کا جو اسکی صفت ہے انھین لوگون پر ہے جو نافرمانیان کرین خواہ انکو دنیا مین عذاب کرے یا آخرت مین جیسے اللہ تعالے ارحم الراحمین عموماً ہے اور مطیع بندون کے واسطے خصوصاً بھی ہے پس اگر کسی نافرمانی کرنے والے بندہ کو دنیا مین مہلت دیدے تو یہ بھی بمقتضائے رحمت عامہ ہے اگرچہ وہ آخرت مین

Marfat.com

جو دار الجزا ہے ہرگز عذاب سے رہا نہوگا الا آنکہ او تعالے چاہے لیکن یہ اسکی قدرت کا بیان ہے اور معلوم ہے کہ [illegible]
ابدون قبول ہونے توبہ کے دم نکل گیا وہ عذاب مین پڑے واعوذ باللہ تعالے من عذابہ۔ ف و فی العرائس قولہ تعالے [illegible]
الذین ظلموا الآیۃ۔ جن لوگون کو دین مین سمجھ ہے انکو اللہ تعالے نے جھوٹے دعوے کرنے سے ڈرایا اور جھوٹے وہ دعوے [illegible]
مدعی دعوے کرتا ہے وہان تک پہونچا نہوپس اس سے وہ خود اور سوا اسکے اور مرید فتنہ مین پڑ جائینگے کیونکہ جس نے اپنی ذات [illegible]
کی جبلی لیاقت اسکو نہین ہے وہ ہر مقصود سے محروم ہوجائیگا اور جو کوئی اسکی پیروی کریگا چونکہ وہ حق و باطل مین تمیز نہین کر سکتا [illegible]
چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبی زور شیخ ابو عثمان نے فرمایا کہ حرام سے مال کمانا بھی منجملہ ان فتنون کے
ہے جس سے کمانے والے کے سوا دوسرا ابھی عذاب مین پڑ جاتا ہے قال المترجم یعنے لوگون کو چاہیے کہ جسکو حرام طور پر کمائی کرتے دیکھین اسکو دو کین
استاد رح نے فرمایا کہ اسمین اشارہ ہے کہ جب اپنے نفس کو کسی لغزش مین ڈالیگا تو اس سے قلب تک فتنہ پہونچیگا یعنے وہ سخت ہوجائیگا اور نفس کو
اس سے عقوبت ملیگی اور قلب سے جب لغزش ہوئی بایںطور کہ اسنے ناجائز فعل کا ارادہ کیا تو اسکا فتنہ سر باطنی تک پہونچیگا یعنے اس پر حجاب
طاری ہوگا۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ مرد زاہد نے جب شرعی رخصت کو قبول کیا یعنے قدر کفایت سے زیادہ دنیا کی چیزون کو لیا اگرچہ وہ وجہ
حلال سے ہون تاہم اُسکا فتنہ مبتدیون کو پہونچیگا یعنے وہ اسکا فعل دیکھکر دنیا کی طرف رغبت کرینگے اور قلیل کفایت پر اکتفا چھوڑ کر آخر کار
دنیاوی اشغال مین منہمک ہوکر میدان غفلت مین سرگردان ہوجاوینگے اور مرد عابد نے اگر اوراد و وظائف ترک کرنے کی طرف میل کیا تو جو مرید
کہ مجاہدہ مین قدم بڑھائے اور ہاتھ پھیلائے تھا اسکو دیکھکر کسل مین پڑ جائیگا انجام کار مجاہدہ و ریاضت چھوڑ کر نفس کی خواہشون مین پڑ جائیگا
چنانچہ قول حکمت ہے کہ تیزی شباب کے ایام مین فارغ البال ہونا انسان کے دین کو تباہ کرتا ہے انتہی کلامہ۔ پھر اللہ عز و جل نے اہل ایمان کو

انعام یاد دلایا۔ بقولہ

وَاذْكُرُوٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ

اور یاد کرو جسوقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوے ملک مین ڈرتے تھے کہ اُچک لین تم کو لوگ پھر اُسنے تمکو جگہ دی اور

وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

زور دیا اپنی مدد سے اور روزی دی تمکو ستھری چیزین شاید تم حق جانو

وَاذْكُرُوٓا اِذْ اَنْتُمْ یہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین صحابہ رض کو ہے اور جملہ صحابہ رضی اللہ عنہ کو بھی ہوسکتا ہے۔ بالجملہ
دشمنون سے انکی حمایت کرنے کی نعمت اُنکو یاد دلائی کہ واذکروا اذ انتم قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ اور یاد کرو وہ وقت کہ تم تھوڑے
تھے کہ ضعیف بنائے گئے تھے زمین مین۔ یہ آیت بعد واقعۂ بدر کے نازل ہوئی اور زمین سے مراد زمین مکہ ہے اور اسکو علی الاطلاق لفظ ارض سے
یاد فرمایا اسلئے کہ اُسکی عظمت بڑی ہے گویا وہی پوری زمین ہے یا اسلیے کہ تمام زمین مین اُنکا وہی حال تھا جو زمین مکہ مین تھا یعنے مستضعف تھے اور
کمزور ضعیف بنائے گئے تھے چنانچہ فرمایا۔ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمکو اُچک لیجاوین۔ خطف جلد لے لینا اور
الناس سے مراد کفار مکہ ہین اور عکرمہ رح نے فرمایا کہ کفار عرب اور وہب رح نے فرمایا کہ اہل عجم ہین۔ حاصل یہ کہ تم وہ وقت یاد کرو کہ زمین مکہ مین
تم لوگ تھوڑے اور کمزور بنائے ہوئے یہ ڈرتے تھے کہ کافر لوگ تمکو بآسانی گرفتار کرلین۔ فَاٰوٰىكُمْ پس تمکو جگہ دی یعنے مدینہ مین [illegible]
کردیا۔ اٰوی بمد و بقصر بمعنے لانا یعنے اللہ تعالے نے تمکو مدینہ سے یا انصار رض سے ملا دیا و بمعنے جگہ دینا اور دینا ظاہر ہے تو [illegible]

Marfat.com

... بدر میں تمہاری مدد فرمائی۔ وَرَزَقَکُم ... قوی کیا چنانچہ منجملہ مواطن نصرت کے یوم بدر ہے یاد رکھے روز ملائکہ سے تمہاری مدد فرمائی۔ وَرَزَقَکُم
مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ... پاکیزہ چیزون سے از انجملہ اموال غنیمت ہین جو اُنکے لیے حلال فرمائے حالانکہ اگلی اُمتون مین سے کسی کے لیے
حلال نہ تھے۔ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تاکہ تم اللہ کی نعمتون کا شکر کرو بایںطور کہ اسکی اطاعت سے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی استجابت
... اور ... لعل بیان اُن لوگون کی طرف سے خود امیدوار ہونے کے معنے مین بھی ہو سکتا ہے یا تقدیر کلام یہ کہ ارادۃ ان تشکروا ہذہ النعم۔
... انعام اس ارادے سے فرمائے کہ تم شکر کرو۔ اور یہ فعل الٰہی کی حکمت کا بیان ہے نہ یہ کہ فعل الٰہی معلل بدین غرض ہے تاکہ کہا جاوے کہ
اللہ تعالےٰ کا فعل کسی غرض سے نہین ہوتا ہے کیونکہ معلل بغرض ہونے کے تو یہ معنے ہین کہ کسی نفع لینے یا ضرر دور کرنے کی غرض سے نہین ہوتا کیونکہ
اللہ عز وجل کی جناب مین کچھ احتیاج نہین ہے اور یہ معنے نہین کہ اُسمین کوئی حکمت نہین ہے بلکہ افعال الٰہی سراسر حکمت ہین۔ فافہم۔ اور خطاب
اگرچہ صحابہ مہاجرین کیواسطے ہو مگر وہ تمام مومنون کو طرح طرح کے انعام واکرام ملنے جانے سے شامل ہوتا گیا اسی واسطے قتادہ بن دعامہ سدوسی رح
نے فرمایا کہ یہ گروہ عرب تمام لوگون سے ذلت اور ننگا بھوکا ہونے مین بڑھا ہوا تھا جو جیتا تھا وہ بدبخت اور جو مرا وہ جہنمی واللہ مین نہین جانتا ہون
کہ روے زمین پر اُسوقت مین کوئی ان سے زیادہ بدحال ہو یہان تک کہ اللہ عز وجل نے اپنے کرم سے اسلام کو بھیجا اور ان لوگون کو مشرف فرما کر
دنیا کے ملکون مین مکنت وشوکت دیکر انکے قدم بادشاہون کی گردنون پر رکھے یہ جو تم دیکھتے ہو اسی اسلام کی بدولت ہے پس اے لوگو اللہ کی نعمتون کا
شکر کرو کہ تمہارا پروردگار سبحانہ وتعالےٰ منعم ہے اور شکر کو پسند فرماتا اور شکر گذارون کی نعمتین بڑھاتا ہے۔ ہکذا ذکرہ ابن کثیر فی التفسیر۔ ف و
فی العرائس قولہ تعالےٰ واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض۔ اللہ عز وجل نے اپنے اولیا پر احسان رکھا کہ اُنکی تعداد اگرچہ تھوڑی ہے
مگر اللہ عز وجل کے نزدیک عظمت کی راہ سے بڑھے ہوئے ہین پھر بندگان عارفین سے اُنکی جماعت بڑھائی حالانکہ دشمنون کی شرارت و
معصیت وقلت احترام سے خوفناک تھے چنانچہ فرمایا۔ تخافون ان یتخطفکم الناس۔ کیونکہ ابتدائی احوال مین اُنکا یہی حال تھا پھر جب اللہ عز وجل نے
انکو مقام مشاہدہ مین جگہ دی اور انوار ہیبت کا لباس پہنایا اور شربت وصل سے سیراب کیا تو بہ نصرت الٰہی وہ دشمنان خدا پر غالب ہوئے اور
انکے دشمن انکے سامنے ذلیل وخوار ہو گئے چنانچہ فرمایا۔ فاٰوٰکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبٰت۔ یہ ایوا یعنے ٹھکانا دینا اپنے قہر سے نکال کر اپنے
لطف کی طرف ہے اور تائید یہ کہ انوار ہیبت سے اُنکے چہرے منور کیے اور طعام قرب سے انکو کھلایا۔ لعلکم تشکرون۔ اپنے معبود کو جبکا شکر کرتے ہو
اُسکے اداے شکر سے عاجز ہو کر اسکی معرفت حاصل کرو۔ اُستاد رح نے فرمایا کہ جسم وجسمانیات کا رزق تو پاکیزہ حلال غذا ہے اور روح و
سر باطنی کا رزق طرح طرح کے انوار سے ہے۔ پھر جب اللہ عز وجل نے اپنے انعام سے ایسے بلند درجات پر پہونچایا تو راہ مستقیم مین خیانت کرنے سے
اُنکو دھمکایا و ڈرایا یعنے راہ الٰہی مین شیطان ونفس کے وسوسہ سے خیانت نہ کرین و مستقیم رہین۔ بقولہ تعالےٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

ع ۳ / ۹

اے ایمان والو چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے یا چوری کرو آپس کی امانتون مین اور جان کر

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد جو ہین خراب کرنے والے ہین اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے

... مین اللہ عز وجل نے خیانت سے منع فرمایا اور یہ حکم مومنون پر فریضہ ہے اور اسمین کچھ خلاف نہین۔ رہا یہ کہ سبب نزول اس
... کیا ہوا تھا تو اسمین اختلاف تفاسیر ہے اور مفسرین کے نزدیک ارجح یہ ہے کہ ابو لبابہ بن المنذر رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی جبکہ

Marfat.com

رسول اللہ صلعم نے بعد قوم یہود بنی قریظہ کو محاصرہ کیا اور اسکو زمانہ گذرا تو ان بدبختون نے حضرت صلعم سے ... پس آنحضرت صلعم نے ابو لبابہ کو بھیجا انسے یہود نے مشورہ لیا اور کہا کہ کیا ہوگا۔ انکے مال وعیال اس گڑھی مین انکے پاس تھے پس انھون نے اشارہ کیا یعنے حلق پر انگلی پھیری اور اشارہ سے بتلایا کہ قتل کیے جاؤگے پھر فوراً سمجھے کہ مین نے مال و اولاد کی محبت مین اللہ تعالے و رسول کی خیانت کی پس شرم سے حضرت صلعم کے پاس واپس نہ آئے بلکہ باہر ہی باہر مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوکر مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھا اور قسم کھائی کہ کچھ نہ چکھونگا یہانتک کہ اللہ تعالے میری توبہ قبول فرمادے یا مین مرجاؤن آنحضرت صلعم نے جب سُنا تو فرمایا کہ میرے پاس آتا تو مین اسکے لیے استغفار کرتا اب چونکہ حق عزوجل سے بلا واسطہ رجوع لایا ہے تو اللہ تعالےٰ جو حکم فرمادے اسی حال مین قریب ایک ہفتہ کے گذرا کہ شدت تکلیف سے بار بار غش آتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالے نے توبہ قبول فرمائی جیسا کہ اگلی آیت مین آتا ہے پس لوگ خوش ہوکر انکے پاس بشارت دیتے ہوے آئے اور کھولنا چاہا تو قسم دلائی کہ کوئی نہ کھولے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم خود اپنے ہاتھ سے کھولین پھر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ مین نے نذر کی ہے کہ اپنے مال سے صدقہ دیکر الگ ہون تو آپ نے فرمایا کہ فقط ایک تہائی صدقہ کرنا تجھکو کافی ہے۔ کذا قال ابن ابی حاتم والزہری۔ اور بعض نے کہا کہ غزوہ تبوک سے بچھڑ رہنے کی وجہ سے اُنھون نے ایسا کیا تھا و ابن عبد البر نے استیعاب مین کہا کہ یہ وجہ احسن ہے واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہے کہ سیاق آیت سے یہ قصہ اوفق ہے۔ اور ابن جریر رح نے اپنی اسناد کے ساتھ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارہ مین نازل ہوئی۔ ظاہر یہ ہے کہ واقعہ شہادت عثمان رض بھی بمانند دیگر امور خیانت کے عموم آیت مین شامل ہے اور نیز ابن جریر رح نے عطاء بن ابی رباح کے طریق سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ ابو سفیان جو اس وقت تک مشرک تھا مکہ سے باہر نکلا تو جبرئیل علیہ السلام کے آگاہ کرنے سے حضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو سفیان فلان مقام پر ہے پس پوشیدہ نکلکر اس تک پہونچکر گرفتار کرو پس منافقون مین سے ایک شخص نے اسکو لکھ بھیجا و آگاہ کردیا تب نازل ہوا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول الآیۃ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر خطاب بلفظ یا ایہا الذین آمنوا مقتضی نہین کہ منافق کے معاملہ مین نزول ہوا مگر آنکہ یون کہا جاوے کہ وہ باعث ہوا اور فہمائش سچے مومنون کو واقع ہوگئی ولیکن تامل سے خالی نہین اور شیخ حافظ عماد رح نے فرمایا کہ اس روایت کے اسناد و سیاق منظور فیہ ہے یعنے ٹھیک نہین ہے۔ ہان صحیحین مین حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ البتہ اسکے مانند آیا ہے ولیکن وہ دوسرا واقعہ تھا اور حاطب رضی اللہ عنہ منافق نہ تھے چنانچہ سال فتح مکہ مین حاطب رض نے بوجہ اسکے کہ حاطب رض کے اموال وغیرہ مشرکون کے قبضہ مین تھے بدون کسی ناتے داری کے لہذا اُنھون نے آنحضرت صلعم کے ارادہ کا انکو خط لکھ بھیجا جسکو حضرت صلعم نے جبرئیل کے آگاہ کرنے سے حضرت علی و زبیر بن العوام رض کو بھیجکر پکڑوا منگایا اور حاطب رض نے حاضر ہوکر سچا حال عرض کردیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسوقت غصہ مین کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اس منافق کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے کہ اسنے اللہ تعالے و اسکے رسول کی خیانت کی پس آپ نے روکا اور فرمایا کہ یہ شخص واقعہ بدر مین شریک تھا اور تجھے کیا معلوم ہے اللہ تعالے اہل بدر کے دلون پر مطلع ہوا کہ اُسنے فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو کرو کہ مین نے تم کو بخشدیا۔ یہ اس قصہ طویل کا حاصل مذکور ہوا۔ پس یہ واقعہ اور ہے اور دلالت کرتا ہے کہ آیت خیانت پہلے نازل ہوچکی ہے۔ وقال السدی رح بعضے لوگ آنحضرت کی بات سنکر اسکو پھیلاتے یعنے چھپائے نہین رکھتے تھے یہانتک کہ مشرکون کو خبر پہونچ جاتی۔ بالجملہ یہ امور داخل عموم آیت ہین۔ واللہ اعلم۔ قال الحافظ رحمہ اللہ صحیح یہ ہے کہ حکم اس آیت کریمہ کا عام ہے ہر قسم کی خیانت سے ممانعت کو شامل ہے اگرچہ نزول اسکا کسی سبب خاص سے ہو اور جمہور علماء کے نزدیک یہی اصول ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار ہے خصوص سبب پر مدار نہین ہے۔ اور خیانت جملہ گناہ کو شامل ہے ...

Marfat.com

[illegible] خیانت در اصل بمعنے نقص ہے جیسے وفا بمعنے تمام ہر پھر امانت ووفا کی ضد حالت پر اسکا اطلاق ہوا کیونکہ جبکی
[illegible] بعض نے کہا کہ خیانت بمعنے غدر یعنین معجمہ ہے وموید اول ہے جو علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ لا
[illegible] تنقصوا نقصان مت کرو یعنے فرائض الٰہی مین کمی مت کرو۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم کی سنت ترک کرکے گناہ کرنے سے
[illegible] خیانت مت کرو۔ پس قولہ تعالےٰ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ اے ایمان والو مت خیانت کرو اللہ تعالےٰ کی۔ یعنے جو
[illegible] اللہ تعالےٰ نے انپر فرض فرمائی ہین انمین نقص وکمی کرنے سے منع فرمایا۔ وَالرَّسُوْلَ اور رسول کی۔ یعنے رسول صلعم نے جو امور مسنون
[illegible] اُن ہین خیانت مت کرو۔ اگر کہا جاوے کہ علی ہذا جو امور سنت ہین جب انکا ترک کرنا روا نہوا تو واجب ہوگئے۔ پس جواب یہ ہے
[illegible] سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم نے بوحی خفی انکو مقرر کیا۔ پس جس امر کو بطور واجب مقرر کیا جیسے نماز عیدین مثلاً انکو کبھی ترک نہین کرسکتا
[illegible] کبھی کرنے اور احیانًا ترک کرنے کے طور پر مسنون فرمائے انکو اسی طرح رکھے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس تقدیر پر سنن رواتبہ کو مثلاً اگر بالکل کوئی
[illegible] ترک کرکے فرائض پر اکتفا کرے تو وہ گنہگار ہوگا جیسا کہ علما رکا اصح قول ہے اگرچہ بعض نے اس مین کلام کیا بنظر ظاہر حدیث صحیح کے کہ ایک
[illegible] نے آکر فرائض اسلام روزہ ونماز وغیرہ کا سوال کیا اور آنحضرت صلعم نے بقدر فرض بیان فرمایا اور اس نے کہا کہ مجھپر کچھ اور بھی ہے
[illegible] نے فرمایا کہ نہین مگر آنکہ تو بطور تطوع ادا کرے پھر بعد بیان جملہ ارکان کے وہ یون کہتا ہوا واپس ہوا کہ واللہ نہ مین اسپر گھٹاؤنگا نہ بڑھاؤنگا۔
[illegible] حضرت صلعم نے لوگون کو فرمایا کہ اگر یہ اپنے قول مین سچا ہوا تو فلاح پائی۔ والحدیث فی الصحاح والسنن پس اسمین سنتون کا ذکر نہین باوجود اسکے
[illegible] نے اسکو مفلحون مین سے فرمایا اور علما رنے اسکے کئی طور سے جواب دیے جو شروح حدیث مین مذکور ہین اور مترجم کو یہ جواب ظاہر ہوا کہ (اسپر)
[illegible] سے اشارہ تمام کیفیت مذکورہ کی طرف ہے یعنے فرائض مع تطوع کے اور سنن بھی داخل تطوع ہین پس مراد اعرابی کی یہ تھی کہ فرائض
[illegible] فرائض تطوع کو بطور تطوع ادا کرنے مین کمی نکرونگا اور نیز اسپر کچھ اپنی راے سے بڑھاؤنگا بھی نہین جیسے اس زمانہ کے لوگون نے
[illegible] خوثیہ وصلوٰۃ معکوسہ وغیرہ نکالی ہین جو گناہ ہین نہ تطوع۔ فافہم۔ بالجملہ اس تفسیر پر خیانت مین تفصیل ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی خیانت
[illegible] فرائض الٰہی مین مت کرو اور رسول اللہ صلعم کی خیانت انکے سنن مین مت کرو یعنے جو بات جس طور سے وہ تمپر مسنون کرین اسمین خیانت مت کرو۔
[illegible] نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے جو احکام ایمانی بامانت رسول اللہ صلعم تمکو پہونچائے باین طور کہ رسول اللہ صلعم نے تم کو تعلیم کیے اور تبلیغ کیے انمین
[illegible] صلعم کی خیانت مت کرو کیونکہ جیسے اطاعت رسول عین اطاعت الٰہی ہے ویسے ہی خیانت رسول صلعم بھی عین خیانت الٰہی ہے وعلےٰ ہذا۔
[illegible] ہوا کہ جو امور اللہ تعالےٰ نے بوحی جلی اپنی کتاب مین فرمائے اور جو بوحی خفی بزبان رسول اللہ صلعم پہونچائے ان مین تم اللہ تعالےٰ اور
[illegible] کی خیانت مت کرو۔ اس تفسیر مین کوئی اشکال نہین ہے اور یہ بمانند قولہ تعالےٰ اطیعوا اللہ والرسول۔ ہے اور عروہ بن الزبیرؒ نے
[illegible] مین کہا کہ رسول کی خیانت سے یہ مراد کہ ظاہر مین اسکو حق پر عمل کرکے راضی کرو اور باطن مین اسکے برخلاف ہو کیونکہ یہ اپنی امانتون کی بربادی
[illegible] خیانت ہے اور اسی کے مانند عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ منافقون کی طرح اللہ تعالےٰ ورسول کی خیانت سے منع فرمایا ہے۔ وَتَخُوْنُوْا
[illegible] ولا تخونوا امانٰتکم۔ اور اپنی امانتون کی خیانت مت کرو۔ یہ تخونوا پر عطف ہے اور لا کے تحت مین داخل وبصیغہ نہی ہے۔ امانات
[illegible] وہ چیز جس پر امین کیے گئے خواہ دین کے کامون مین سے کوئی امر ہو یا اور اس کے مانند ہو جیسے ابو لبابہ اس بھید کے امین تھے جو
[illegible] مرکوز تھا۔ بالجملہ منع کیا کہ اللہ تعالےٰ واس کے رسول کی اور جن امور پر امین ہو انمین خیانت مت کرو۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
[illegible] کی خیانت بے اچھا نہین ہے پس عمداً مت کرو یا تم جاہل نہین ہو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ

Marfat.com

فِتْنَةٌ حرف اِمّا۔ لفظ انما میں زائدہ ہے جسنے انّ۔ کو عمل کرنے سے معطل کر دیا اور جملہ مفعول اعلموا ہے۔ آپنے اموال [illegible]
اموال واولاد۔ فتنہ ہین یعنے تمہارے لیے فتنہ ہین اور تم کو آخرت سے روکنے والے ہین۔ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ [illegible]
اللہ تعالے کے پاس اجر عظیم ہے پس مال واولاد پر نگاہ رکھکر اللہ تعالے واسکے رسول کی خیانت کرکے اس اجر عظیم کو ملنے [illegible]
رازی رح اس آیت سے استدلال ہوسکتا ہے کہ نفل عبادت کے واسطے تخلیہ کرنا نکاح کے شغل سے بہتر ہے کیونکہ مال کی کمائی [illegible]
فتنہ مین پڑ جائیگا اور خطیب رح نے کہا کہ یہ تو فقط ایسے شخص کے حق مین ہے جو نکاح کا محتاج نہو ورنہ عدم نکاح کا فتنہ اس [illegible]
اس صورت مین نکاح افضل ہے۔ کما لا یخفی۔ واضح ہو کہ فتنہ دو طرح کے ہین ایک وہ کہ جسمین پڑنا گمراہی ہے اور دوم وہ کہ اسمین گمراہی لازم
نہین بلکہ وہ فتنہ بمعنے امتحان ہین جیسے اولاد اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آپؐ نے ہر دو نواسہ مکرم مین سے کسی کو لیکر فرمایا کہ یقین ہو جاؤ آدمی کو
یعنے حضرت حسنؓ و حسینؓ
نامرد کر دیتے ہو یعنے جہاد کرنے مین تمہارا خیال کرکے موت سے بدلی کرتا ہے ایسے ہی اور چند کلمات فرمائے پھر کہا کہ تم اللہ تعالے کے ریحان بھی ہوتے
بالجملہ آدمی کو اموال واولاد کی محبت و پرورش مین ثواب ہے اور ان کی وجہ سے کوئی امر ناجائز کا مرتکب ہونا عذاب ہے پس اس امتحان مین
ثابت رہنے کی دعا مانگتا رہے وقد قال تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون
اور فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروہم الآیۃ لیکن محل امتحان یہ رکھا گیا کہ انکی محبت بالطبع انسان مین مجبول ہے
اور انسان مکلف ہے کہ ایمان وصدق کے ساتھ رہے اور ایمان مین محبت اللہ تعہ و رسول صلعم کی غالب ہو بلکہ تحقیق یہ ہے کہ طبعی محبت بمقتضائے قوائے
بہیمیہ ہے اسواسطے انسان و دیگر حیوانات مین محبت اولاد یکسان موجود ہوتی ہے اور محبت ایمانی بمقتضائے نورانیت روح و صفاء سر باطن ہے لہذا
جب ایمان کامل ہوتا ہے تو بواسطہ حکومت قلب و روح کے جسمانیات سب مطیع ہوتے ہین اور حرکت محبت طبعی کی اولاد و اموال کی طرف تنہا ہوجاتی ہے
اور اللہ تعالے و رسول صلعم کی طرف مع جنود روح و سر باطن ہوتی ہے پس ایمان کامل کے ساتھ محبت حق عز وجل وہی اغلب بلکہ اسی کا وجود ظاہر
ہوتا ہے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ اور اثر مین ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے آدمی تو مجھکو طلب کر مجھے پاجاویگا پس اگر تو نے مجھے
پایا تو سب کچھ پایا اور اگر مین تجھے نہ ملا تو تجھے کچھ نہ ملا اور مین تجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہون۔ کذا ذکرہ الحافظ عماد رحمہ اللہ اور صحیحین مین رسول اللہ صلعم
سے روایت ہے کہ تین باتین ہین جسمین یہ ہون اسنے ایمان کی حلاوت پائی جسکو اللہ تعالے واسکا رسول سب اور چیزون سے زیادہ محبوب ہون اور
جو کسی کو محبوب رکھے تو اللہ تعالے ہی کے واسطے محبوب رکھے اور جسکو کفر کی طرف پھر جانے سے یہ محبوب ہو کہ وہ آگ مین جلایا جاوے یعنے اگر کوئی اسکو
آگ مین جلاوے تو وہ جل جانا پسند کرے اور کفر مین جانا پسند نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلعم کی محبت تو جان و مال و اولاد سب سے مقدم ہے
چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ کوئی تم مین سے مومن نہین جب تک کہ ایسا نہو
کہ مین اس کے نزدیک اس کے جان و مال و اولاد و سب لوگون سے زیادہ محبوب نہون۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صاف باطن کے ساتھ کہا تھا کہ
یارسول اللہ آپ مجھے سب چیزون و آدمیون سے زیادہ محبوب ہین سوائے اپنی جان کے تو حضرت صلعم نے انکار فرمایا پس اللہ عز وجل نے
یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل سے دور کر دیا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ تو مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہین تو فرمایا کہ
الآن یا عمر یعنے اب تو اے عمر مومن کامل ہوگیا اور جو شخص کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جانتا ہے کہ تیر و تلوار کے سامنے آنحضرت صلعم کی طرف
سے سینہ سپر ہوتے تھے اور سینہ پر برچھیان کھاتے اور آنحضرت صلعم پر جانین قربان کرتے اور پھر بھی شرم سے سرنگون تھے وہ جانتا ہے کہ وہی [illegible]
کاملین تھے اور سمجھتا ہے کہ ایمان کی کیا شان ہے والحمد للہ حمدا کثیرا والصلوۃ والسلام علے خیر خلقہ محمد عبدہ ورسولہ مبارکا طیبا [illegible]

Marfat.com

يا ايها الذين آمنوا لا تخونوا الله والرسول الآية ۔ اللہ عز وجل نے جب تمکو معالم ربوبیت کے اور حقائق عبودیت کے پہنچوائے اور عارف
بنایا تمکو چاہئے کہ لایق والون سے چھپا کر خائن مت بنو اور جو کچھ تم نے میرے رسول صلعم کی شریعت و علم ماثور مین سے پایا ہے اسکو اہل طلب
سے مت چھپاؤ ۔ قال علیہ السلام بلغوا عنی ولو آیۃ ۔ یعنے حضرت صلعم کی حدیث پاک مین ہے کہ تم لوگ میری طرف سے اورون کو تبلیغ
کرو مجھے پہنچاؤ اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو ۔ پھر جب اسکو پہچان لیا تو اسپر عمل کرو اور اس امانت مین جو اللہ تعالے نے تمہارے سینون مین ودیعت
رکھی ہے کچھ خیانت مت کرو باین طور کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا لوگون کو پہونچانا اور معروف شرعی کا حکم کرنا اور ممنوع شرعی سے منع کرنا چھوڑ دیا سیواسطے
فرمایا ۔ وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون ۔ یعنے پھر ان امانات مین جو تمہارے سینون مین حاصل ہوئین انمین خیانت مت کرو حالانکہ تم جان چکے ہو یا
خیانت کرنے مین یہ بات جانتے ہو کہ جو علم تمکو اللہ تعالے نے دیا اسکا حق ادا کرنے مین تم خائن ہوئے جاتے ہو ۔ اور نیز واضح رہے کہ جسنے ایمان سے
اللہ تعالے کی معرفت حاصل کی پھر اللہ تعالے کے سوائے کسی غیر کی طرف التفات کیا تو اسنے اللہ تعالے کی محبت و امانت مین خیانت کی حالانکہ
معرفت کی ودیعتین جو سینون مین ہین وہ اس امر کی موجب ہین کہ کوئی خطرہ نفسانی یا شیطانی دل مین نہ آنے پاوے ۔ شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ
نے کہا کہ جو کوئی درپردہ اللہ تعالے کی خیانت کرتا ہے اللہ تعالے علانیہ اسکا پردہ کھول دیتا ہے بعض نے کہا کہ درپردہ خیانت الٰہی یہ ہے کہ دنیا کی
ریاست و دولت یا بزرگ عالم فاضل پیر مشائخ بننے کی محبت اسکے دل مین ہو اور جسقدر اسکا درحقیقت حال ہے اس سے زیادہ اظہار
کرے یہ تو اللہ تعالے کی خیانت کی اور رسول اللہ صلعم کی خیانت یون کریگا کہ شریعت کے امور چھوڑ دے اور مراد یہ نہین ہے کہ فرائض و واجبات
چھوڑ دے کیونکہ اُنسے خیانت ہی نہین بلکہ کفر ہو جاتا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ شریعت کے آداب کو اور حضرت صلعم کی سنتون کو چھوڑ دے اور انمین
سستی کرے اور لوگون سے معاملات و برتاؤ مین کھوٹا ہو اور آدمیون سے اخلاق اچھے نہ رکھے اور مومنون سے بدسلوکی کرے اور انکی نصیحت کو
ترک کرے ۔ قولہ تعالے واعلموا انما اموالکم الخ ۔ اس مین حق سبحانہ تعالے نے ظاہر کر دیا کہ جسنے اپنی معیشت مین مال پر بھروسا کیا اور اپنی نصرت
اپنی اولاد سے چاہی یعنے اعتماد کیا تو وہ راہ حق مین غیر سے فتنہ مین پڑ گیا ۔ بعض نے فرمایا کہ اموال تمہارے فتنہ ہین یعنے جب تم انکو جمع کر رکھو
تو فتنہ ہین اور اگر نیک باتون مین خرچ کرو تو نعمت ہین ۔ بعض نے کہا کہ مال اس شخص کے لیے فتنہ ہے جو اس سے بدفعلی کرنا چاہے اور نعمت ہے
اُس شخص کے لیے جو اسمین اللہ تعالے کا خزانچی ہو یعنے موافق حکم الٰہی کے اسمین سے لیوے اور جسطرح شرع نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح
خرچ کرے ۔ مترجم کہتا ہے کہ مال کی مذمت مین بہت احادیث وارد ہین اور ایک حدیث مین ہے کہ بنی اسرائیل مین تو عورتون سے فتنہ برپا
ہوا تھا اور میری امت کا فتنہ مال سے ہوگا ۔ یعنے ابتدا اسکی مال سے ہوگی اگرچہ انجام کار تو عورتون و لونڈون وغیرہ ہزارون فتنہ مین مبتلا
ہو گئے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ۔ اور بعض احادیث مین مال کی مدح بھی آئی ہے چنانچہ فرمایا نعم المال الصالح للرجل
الصالح ۔ یعنے مال حلال مرد نیکوکار کے واسطے بہت اچھا وسیلہ ہے یعنے وہ اس سے اپنی آخرت کے امور بتوفیق الٰہی درست کر لیتا ہے پس قول
بعض مشائخ اسی بنا پر ہے یعنے آیات و احادیث مین توفیق بیان کر دے کہ یہ مراد ہے اور ایسی ہی اولاد سب خراب نہین بلکہ منجملہ دائمی اعمال
ابکے ایک فرزند صالح کو فرمایا ہے جو والدین کے واسطے دعا کرتا رہے یا ایسا فعل کرے جس سے متواتر ثواب پہونچے ۔ واضح ہو کہ بالاتفاق
علما کے نزدیک اپنے ہاتھون کی محنت و مشقت سے کمائی کرکے کھانا بہ نسبت کمائی نہ کرنے کے بہتر ہے اور اگر اس کی نگاہ لوگون کے نذرانہ
کی طرف رہے تو اسپر کمائی واجب ہے ۔ پھر بالاجماع حرام طور سے مال کمانا حرام ہے اور بعض اقوال ائمہ حنفیہ سے جو بعض صورتون مین
بطور حرام کے کمائی حلال ہونے کا وہم کیا گیا ہے وہ بہتان ہے اور خلاف مقصود کے معنے بیان کیے گئے جیسا کہ مترجم نے اس بحث کو اسکے

Marfat.com

مقام پر شرح کر دیا ہے۔ اور بطور وجہ مشتبہ کے احتراز کا حکم ہے اور متاخرین مشائخ نے کہا کہ اس زمانہ مین ...
کیونکہ مشتبہ سے خالی بہت کم بلکہ شاید کالعدم ہے۔ کما صرح بہ فی کتاب الکراہیۃ۔ پھر جو مال بوجہ حلال کمانا ممکن ہے ...
... کرنا اکثر محققین مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے اگرچہ اس سے امور خیر مین صرف کرنے کی نیت کرے۔ اور مترجم کے نزدیک ...
حدیث مین اجمال فی الطلب کا حکم ہے یعنے تلاش رزق مین آہستگی اور وقار کے ساتھ اگر فضل الٰہی سے اسکو مال ...
کو اتنی تلاش ہی مین نہ ملے تو اسکو وجوہ خیرات مین صرف کرنے کی صورت مین اچھا ہے اور محبت سے جمع کرنے کی صورت مین فتنہ ...
سخت تلاش کی صورت مین اگرچہ بقدر مقدر ہی ملیگا فتنہ سے خالی نہین ہے۔ فلیتامل فیہ واللہ اعلم۔ شیخ ابو الحسین وراق ...
سوائے اللہ تعالے کے دنیا و آخرت مین سے جس چیز پر تو نے اعتماد کیا وہ تیرے واسطے فتنہ ہے یہان تک کہ تو سب سے منھ موڑ کر اپنے مولی عزوجل
کی جناب مین متوجہ ہو اور اسی پر اعتماد کرے۔ واضح ہو کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا لاتخونوا اللہ والرسول الآیتین تو ارجح قول ...
ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے حق مین تعلیم و عتاب تھا۔ پھر توبہ نازل فرمائی بقولہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

اے ایمان والو اگر ڈرتے رہوگے اللہ سے تو کر دیگا تم مین فیصلہ اور اُتار دیگا تم سے تمھارے گناہ اور تم کو بخشے گا

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

اور اللہ کا فضل بڑا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو۔ إِن تَتَّقُوا اللَّهَ اگر تم تقوی اختیار کروگے اللہ تعالے کا یعنے جو امور کہ قولہ تعالے اولئک الذین صدقوا و اولئک ہم المتقون کے اوصاف مشار الیہ دوسرے پارہ مین مجمل گزرے اور تفصیل اسکی بھی فی الجملہ وہان مذکور ہوئی ہے۔ اور یہ ترک خیانت وغیرہ سب کو شامل ہے پس اگر ان امور سے تم تقوی اختیار کروگے تو يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا تم تین افضال سے سرفراز کیے جاؤگے ایک یہ کہ اللہ تعالے تمھارے لیے فرقان کر دیگا۔ ابن عباس رض و مجاہد و سدی و عکرمہ و ضحاک و قتادہ و مقاتل وغیرہم رحمہم اللہ نے کہا کہ فرقان بمعنے نجات ہے اور مجاہد رح نے کہا یعنے دنیا و آخرت کی نجات۔ اور ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ فرقان یعنے نصرت۔ اور مؤید اول ہے قولہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً۔ یعنے نجات۔ اور ابن اسحاق نے کہا کہ فرقان یعنے حق و باطل مین فرق و تمیز۔ قال الحافظ یہ تفسیر اعم ہے اسواسطے کہ جسنے اسطرح تقوی اختیار کیا کہ اللہ تعالے کے احکام بجا لایا اور مناہی سے باز رہا اسکو حق و باطل مین تمیز و معرفت حاصل ہوتی ہے پس وہ سبب نصرت و نجات و مخرج از تنگی دنیا ہوتا ہے اور قیامت مین سبب وسعت و سعادت ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ اور اللہ تعالے تم سے تمھارے سیئآت کی تکفیر کریگا۔ سیات جمع سیئہ بمعنے برائی ہے گویا گناہ بندہ کے لیے اس کی بدی و عیب ہین اور تکفیر بمعنے ڈھانپ دینا پس بدیون کے ڈھانپ دینے اور ظاہر نہ فرمانے سے مراد یہ کہ وہ تعالے انکو محو کر دیگا اور ان پر مواخذہ نہ فرمائیگا بلکہ بخشدیگا چنانچہ امر سوم بھی فرمایا کہ وَيَغْفِرْ لَكُمْ۔ اور بخشدیگا سیئات کو تمھارے لیے۔ بعض نے کہا کہ تکفیر سیئات سے صغیرہ گناہون کا محو کرنا مراد ہے اور یغفر لکم سے کبیرہ گناہون کی مغفرت مراد ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ تقوی سے یہان ظاہر یہ ہے کہ اجتناب از کبائر مراد ہے پس بمانند قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاتکم الآیۃ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ گناہ سابق و لاحق کی مغفرت مراد ہے بالجملہ ... و معرفت حاصل ہوئی اور گناہ مغفور ہوے تو عین رحمت مین داخل کیا گیا لہذا فرمایا۔ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ...

Marfat.com

...بہشت دیگا... یعنی دو حصے پاؤ گے بمانند قولہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وآمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ و
...واللہ غفور رحیم پھر واضح ہو کہ افضال مذکورہ مشروط بتقوی ہین یعنے اگر تقوی رکھو گے تو یہ امور و انعام تم کو
...ظاہر و باطن متقی ان افضال کا سزاوار ہے۔ جاننا چاہیے کہ سبب نزول اگرچہ شخص واحد کے حق مین تھا لیکن خطاب بصیغۂ
...عموم کہہ ہے یعنے جو کوئی ایسا کریگا وہ اس انعام کا مستحق ہوگا ف وفی العرائس قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ الآیۃ
...اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا کہ جو کوئی اپنے سر باطنی کو مال و اولاد اور دنیا و آخرت وغیرہ سوائے اللہ تعالے کے اور سب چیزون سے خارج
...اللہ تعالے اسکے دل مین جو محل تقوی ہے انوار غیب کی شمع روشن کرتا ہے جس سے اسکو ملکوت مین اور شیطانی وسواس مین فرق نظر آتا ہے
...نے فرمایا کہ فرقان ایسا نور ہے جس سے حق و باطل مین فرق کھلتا ہے جنید رح نے فرمایا جب بندہ نے تقوی اختیار کیا تو اللہ تعالے
اسکے لیے ایسا تبیان دیتا ہے جس سے حق و باطل مین فرق ہو اور یہ نتیجۂ تقوی ہے۔ پھر شیخ سے کہا گیا کہ تقوی کیا فرقان نہین ہے فرمایا کہ ہان
ولیکن اول تو اللہ تعالے کی طرف سے ہدایت ہے اور دوم بندہ کا حاصل کیا ہوا ہے۔ پس جب اُسنے تقوی کیا تو اس سے حق و باطل مین تفرقہ
پیدا ہوا۔ استاد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرقان سے حق و باطل مین تفرقہ بوجہ علم وافی و الہام الٰہی کے حاصل ہوتا ہے۔ پس علماء کا فرقان اُنکے دلائل
ہین اور عارفون کا فرقان اُنکے عرفانی فضائل ہین پس فرقۂ اول کو اپنے نفس کی کوشش ہے اور فرقۂ دوم کو پروردگار کی بخشش ہے پس فرقان
اللہ تعالے کی طرف سے معرفت دینا اور تکفیر اللہ تعالے کی طرف سے تخفیف یعنے گناہون کا محو کرنا اور غفران یعنے گناہون کی مغفرت تو یہ اللہ تعالے
کی طرف سے بندہ کے حق مین تشریف و بزرگی ہے جس سے وہ اکرام جنت سے فائز ہوتا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَ

اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجکو بٹھا دین یا مار ڈالین یا نکال دین اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور

اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○

اللہ کا فریب سب سے بہتر

یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ کو چھوڑ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے چلے آنے کے بعد نازل ہوئی جسمین اللہ تعالے نے اپنے رسول حبیب صلعم
کو وہ نعمتین یاد دلائین جو کافرون کے نرغہ سے ہجرت کرنے کے وقت انعام فرمائی تھین بقولہ۔ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اے واذکر
یا محمد وقت مکر الکافرین بک یعنے اے محمد صلعم وہ وقت یاد کر کہ تیرے ساتھ کافر لوگ مکر باندھتے تھے درحالیکہ وے لوگ دار الندوہ مین تیرے بارے
مین مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ لِيُثْبِتُوْكَ تاکہ تجھکو قیدخانہ مین بند رکھین و تیرے بیڑیان ڈالین۔ ابن عباس و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ لیثبتوک
اے لیوثقوک یعنے تاکہ تجھکو مضبوط باندھین اور عطاء و ابن زید نے فرمایا اے لیحبسوک یعنے تجھکو قیدخانہ مین بند کرین اور سدی رح نے ان دونون کو
جمع کیا اور یہی مفسر نے اختیار کیا ہے کہ تثبیت بمعنے حبس و وثاق دونون ہے یعنے تاکہ تجھکو بندش کے ساتھ قید رکھین۔ اَوْ يَقْتُلُوْكَ یا تجھکو
قتل کرین یعنے کئی آدمی ایکساتھی چوٹ سے سب کے سب تجھکو مار ڈالین۔ اَوْ يُخْرِجُوْكَ یا تجھکو مکہ سے نکال دین یہ سب انکی متفرق رائین
تھین وَيَمْكُرُوْنَ اور وے مکر کرتے تھے تیرے ساتھ مین۔ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ اور اللہ تعالے انکے ساتھ مکر کرتا تھا یعنے اُنکے مکرون کو اسطرح باطل
کیا کہ تیرے تئین تجھکو آگاہ کر دیا اور حکم دیدیا کہ تو یہان سے نکل جا۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اور اللہ تعالے سب مکر کرنیوالون سے زیادہ
...بنانے والا ہے۔ تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ سنید رح نے عبید بن عمیر سے مرسلاً اور ابن جریر رح نے مطلب بن ابی وداعہ سے

Marfat.com

موصولاً روایت کی کہ ابو طالب نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ قوم کے لوگ جو آپکے حق مین مشورہ کرتے [illegible]
یہ چاہتے ہین کہ مجھے قید یا قتل کرین یا نکال دین ابو طالب نے تعجب سے کہا کہ تمکو کسنے تبلایا آپ نے فرمایا کہ میرے [illegible]
تمہارا پروردگار کیا اچھا رب ہے تم اس سے بھلائی کی درخواست کرو آپ نے فرمایا کہ ہان بلکہ اللہ تعالے آپ ہی مجھ [illegible]
نازل ہوئی قال ابن کثیر رح ہذا اثر غریب بل منکر یعنے یہ روایت ٹھیک نہین ہے کیونکہ ابو طالب کے مرنے کے قریب [illegible]
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مددگار نہ دیکھا تو دار الندوہ مین یعنے مشورت خانہ مین جمع ہو کر ایسا مشورہ کیا تھا [illegible]
کئی طریق سے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قریش کے ہر قبیلہ مین سے چند اشراف آدمی دار الندوہ مین مشورت کے لیے آنے لگے [illegible]
ایک بوڑھے آدمی کی صورت بنکر اُنکے سامنے ہوا اور کہا کہ مین نے سُنا تھا کہ تم لوگ اس مرد صابی کے حق مین مشورہ کرنا چاہتے ہو تو مین بھی [illegible]
شریک ہون اور مین اہل نجد مین سے ہون پس کافرون نے غنیمت جانکر مشورہ مین اسکو شریک کیا پھر ایک نے مشورہ دیا کہ اسکو زنجیرون [illegible]
اور اُسکی موت کے منتظر رہو تاکہ زہیر و نابغہ وغیرہ اگلے شاعرون کی طرح وہ بھی مرجاوے پس شیخ نجدی یعنے ابلیس ملعون بولا کہ واللہ میری یہ رائے
نہین ہے کیونکہ اگر اُسکو قید کروگے تو دروازہ کے اندر سے اسکی باتین مشک کی طرح اُڑینگے اور شاید اُسکے ساتھی لوگ ایکبار تمپر حملہ آور ہو کر [illegible]
لڑائی کے تم سے چھڑا لیجا دین یا تمکو یہان سے نکال دین سبھون نے یہ بات پسند کی پھر ایک نے کہا کہ اُسکو یہان سے نکال دو تمہاری نظر سے غائب
جہان چاہے جو چاہے کرتا پھرے اور تمکو اُسکی اذیت سے راحت ملے کیونکہ تمہارے آلہہ کو بُری طرح بیان کرتا ہے۔ پھر شیخ نجدی بولا کہ
واللہ یہ تو رائے نہین ہے کیونکہ اُسکی میٹھی باتین دلون کو لے لیتی ہین پس شاید وہ غیر ملک مین اپنا گروہ جمع کرکے تم پر حملہ کرے اور تمہارے اشراف کو
قتل کرکے ملک چھین لے۔ پس اور کوئی رائے سوچو۔ تب ابو جہل ملعون بولا کہ واللہ مجھے ایک رائے سوجھی جو قابل تعریف ہے کہ تم ہر قبیلہ قریش
مین سے ایک نوجوان بہادر چھانٹو اور ان سب کے ہاتھ مین ایک ایک شمشیر بران دیدو پھر یہ سب ایکبارگی ایک ہی ضرب سے اُسکا کام تمام کر دین
پس اُسکا خون ان سب قبائل پر متفرق ہو جائیگا۔ اور مین گمان کرتا ہون کہ اس گروہ بنی ہاشم کو تمام قبائل قریش سے لڑنے کی طاقت نہو لہذا ناچار
وے لوگ دیت قبول کرینگے اور تمکو اسکی طرف سے راحت ہو جائیگی پس شیخ نجدی بولا کہ واللہ کیا خوب رائے ہے۔ پس اسی بات پر سب متفق [illegible]
اور جبرئیل علیہ السلام نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قوم کے مکر کی خبر دی اور کہا کہ آج رات مین آپ اپنے خوابگاہ مین نہ سوئین اور اللہ تعالے
نے ہجرت کا حکم دیدیا۔ پھر مدینہ آنے کے بعد اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس واقعہ مین سلامت رکھنے کی نعمتین یاد دلائین۔ قال ابن [illegible]
اور اسی سیاق کے مانند سدی رح و مجاہد رح و عروہ و قتادہ رح و مقسم رح وغیرہم سے مروی ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام
نے حکم پہونچایا کہ آج رات مین آپ اپنے بستر پر نہ سوئین تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے سبز خطکی چادر اوڑھ [illegible]
یہان سو رہو کیونکہ آنحضرت صلعم کے پاس کافرون وغیرہ کی ودیعتین تھین کہ وہ لوگ آپ کو امین صادق الیقین کرتے تھے پس آپ نے بجائے اپنے [illegible]
علی کرم اللہ وجہہ کو امین کر دیا۔ اور خود نکلے تو دیکھا کہ قوم کے لوگ ننگی تلوارین لیے کھڑے ہین پس آپ نے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور [illegible]
تا قولہ فاغشیناہم فہم لا یبصرون پڑھتے ہوئے وہ خاک انکے سرون اور آنکھون پر جھونکتے ہوئے نکلے چلے گئے اور اللہ تعالے نے اُنکی بینائی [illegible]
کر دین اور وہ سر جھکائے کھڑے رہے اور حاکم کی روایت ابن عباس مین ہے کہ خاک و کنکری ان کفار مین سے جسکے لگی تھی وہ بدر کے روز [illegible]
پھر جب پو پھٹی تو یہ کفار ملعون ایکبارگی گھس پڑے۔ پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو شرمندہ ہوکر پوچھا کہ تمہارے [illegible]
فرمایا کہ وہ تو تمہارے سامنے سے رات ہی کو چلے گئے اب مجھے نہین معلوم کہ کہان ہین اور حال یہ ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]

سلہ از منتخب حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ در اوائل نقل ۱۳ منہ یعنی نزول ۱۲

[illegible] بیٹھ رہے پھر جب کافرون نے نشان قدم پہچاننے والون کو ساتھ لیکر تلاش کیا تو انھون نے
[illegible] لیکن کافرون نے غار کے منھ پر مکڑی کا جالا بہت سا تنا ہوا دیکھکر کہا کہ یہان جاتے تو جالا نہوتا پس اللہ تعالیٰ نے
[illegible] دیا واضح ہو کہ تین روز اس غار مین مقیم ہوکر مدینہ کی طرف روانہ ہونے مین عمدہ عمدہ اسرار و لطائف ہین جنکے ذکر کی یہان
[illegible] محمد ابن اسحٰق نے قولہ ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ کی تفسیر مین عروہ سے ذکر کیا کہ معنے یہ ہین کہ مین نے بکید متین انکو مکر مین گرفتار کرکے
[illegible] بعض نے کہا کہ مکر کے معنے کسی امر مین خفیہ تدبیر کرنا اور حیلہ کرنا اور چونکہ اللہ عز وجل اپنی مخلوق پر قاہر و قادر ہے کوئی ذرہ بدون
[illegible] نہیں کرسکتا لہذا اگر یہ معنے احتیال یہان بطریق حقیقت مراد نہین ہوسکتا بلکہ مجاز بطریق مشاکلت مراد ہے یعنے انکے مکر و حیلون کے
[illegible] تدبیر سے خلاص فرمایا لہذا بسبب مقابلہ کے اسکو مکر کہا اور مشاکلت عمدہ باب بلاغت سے ہے کما لا یخفی علی الماہر۔ اور بعض نے کہا
[illegible] معنے ہین کہ کافرون کو اُنکے مکر کا بدلا دینے والا ہے اور آیت مین اشارہ ہے کہ ہر کر بمقابلہ تقدیر و فعل الٰہی کے باطل ہوجاتا ہے ف و فی
[illegible] قولہ واللّٰہ خیر الماکرین اللہ تعالیٰ نے ماکر ہونا اپنی پاک ذات کا وصف فرمایا اور اس مکر سے اپنی سمجھ کے موافق مکر کے معنے مت سمجھو جیسے صفات
[illegible] نہین سمجھ سکتے ہو کیونکہ مکر الٰہی معنے حیلہ و مخائیل و اباطیل سے پاک ہی بلکہ مکر الٰہی اس غضب ازلی کا اثر ہے جو مردود بندون کے چہرون پر
[illegible] ازلیہ کے داغ دیا گیا ہے پس بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ آدمی ایسی صورت مین ظاہر کیا جاتا ہے جس سے لوگون کی نظر مین بندہ مقبول
[illegible] ہوتا ہے حالانکہ ازل مین وہ مردود قرار پاچکا ہے پس اللہ تعالیٰ انکو اس راہ کے مکر و قہر سے آگاہ نہین فرماتا اور ظاہر مین انوار سعادت کا
[illegible] پہناتا ہے حالانکہ اُسکی باگ قہر و شقاوت کے ہاتھ مین ہوتی ہے پس وہ ظاہر مین اپنے آپ کو لباس طاعت سے آراستہ دیکھتے ہین اور اپنے
[illegible] تاریکیون سے غافل ہین اُسکی وجہ یہی ہے کہ مکر ازل سے اُنکی آنکھین پٹ ہین انھین کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا
[illegible] انھم یحسنون صنعا۔ یہ تو اس مکر کا بیان ہے جس سے اہل کفر مردود و مطرود ہین اور رہے اولیاء اللہ یعنے مومن بندے تو انکو مکر سے سب
[illegible] کا امتحان پیش آتا ہے اور یہ علم مجہول سے ہے اور وہ مقام التباس ہے جہان عین فعل مین عین صفت بوصف جمع و تفرقہ ظاہر ہے قال
[illegible] یعنے عین فعل مین عین صفت خلق و ایجاد وغیرہ ہر مقام پر ظاہر ہے پس تفرقہ مکر اور جمع بھی الا آنکہ جمع و تفرقہ کو اپنی حد پر رکھنے کی معرفت
[illegible] لہذا اہل حق ان مقامات مین نظر حقیقت کی دعا کرتے ہین فافہم۔ اور یہ لطائف مشاہدہ متشابہات مین ہی جیسے استواء عرش و نزول بجانب آسمان
[illegible] دیگر صفات باری عز اسمہ۔ اور یہ جو ہم نے ذکر کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول شریف رایت ربی فی احسن صورۃ الحدیث مین مجموع موجود
[illegible] حدوث مین قدم کو معائنہ کیا اور یہ مقام عشق و بسط و انبساط و انس و شوق ہی شبلی رحہ نے فرمایا کہ باطنی نعمتون مین مکر ہوتا ہے اور ظاہری
[illegible] استدراج ہوتا ہے۔ قال المترجم یعنے مثلاً اگر کسی مشرک کو قبولیت دعا یا غیب کی بات بتانے کا شیوہ حاصل ہے تو یہ استدراج ہی کیونکہ
[illegible] کوئی کرامت نہین ہے۔ فافہم۔ بعض نے فرمایا کہ مکر دو طرح کا ہوتا ہے ایک جس سے التباس ہوجاوے اور دوسرا وہ کہ ہلاک کردے یعنی
[illegible] جاوے۔ استاد رحہ نے فرمایا کہ منجملہ مکر کے یہ بھی ہے کہ بعضے لوگون کا نام نیک دور تک مشہور ہوتا ہے اور بہت طاعت ادا کرتے ہین اور
[illegible] بہت مقبول ہوتے ہین پھر اُنکے اسرار باطنی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیرون سے متعلق اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غافل ہوتے ہین حالانکہ
لوگ انکو مقبول و مکرم سمجھتے ہین پس یہ بھی انکے واسطے مکر ہے اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ فافہم

[illegible] عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

[illegible] ہماری آیتین کہین ہم سُن چکے ہم چاہین تو کہہ لین ایسا یہ کچھ نہین مگر احوال ہین

الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا

پچھلون کے اورجب کہنے لگے یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا

السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ

آسمان سے یا لا ہمپر دکھ کی مار اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا اُنکو جبتک تو تھا ان مین اور ہے اللہ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ

نہ عذاب کریگا انکو جبتک بخشواتے رہین اور انمین کیا ہے کہ عذاب نہ کرے اُنکو اللہ اور وہ روکتے ہین

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

مسجد حرام سے اور اسکے اختیار والے نہین اسکے اختیار والے وہی جو پرہیزگار ہین لیکن وہ اکثر خبر نہین رکھتے

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

اور اُنکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کے پاس مگر سیٹیان بجانی اور تالیان سو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کا

اللہ تعالے کفار قریش کے تمرد وعناد وکفر وفساد وباطل دعوی سے خبر دیتا ہے کہ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا جب ہماری آیات یعنے قرآنمجید کے آیات انکو پڑھ سنائی جاتی ہین۔ قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا تو کہتے ہین کہ ہم نے انکو سُن لیا۔ لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا اگر ہم چاہین تو اسکے مثل کہہ لین۔ یہ فقط زبانی دعوی تھے کہہ لینا معلوم کیونکہ بارہا انکو تحدی کی گئی کہ قرآن کے چھوٹے سورہ کے مثل یا دس آیت کے مثل ہی بنالاؤ اگر سچے ہو مگر کچھ بھی نہوسکا ہان فرعون کے دعوی خدائی کی طرح اپنے پیروکارون کو بہکانے اور جی خوش کرنے کو محض جھوٹون کے مانند دعوے کرتے تھے اور سعید بن جبیر وسدی وابن جریج وغیرہم رحمہم اللہ تعالے نے کہا کہ ایسی زبان درازی کرنے والا نضر بن الحارث بن کلدہ تھا اور وہ تجارت کے واسطے ملک شام وفارس وحیرہ وغیرہ مین جاتا اور بادشاہان فارس ورستم واسفندیار کے قصص سُن آتا پس قریش کے جلسون مین بیان کرتا اور پوچھتا کہ بھلا میرا قصہ عمدہ ہے کہ محمد کا صلے اللہ علے رسولہ محمد وآلہ وسلم۔ اور یہ اس ملعون کی کمال جہالت تھی کہ فساد قلبی سے آنحضرت صلعم کے مواعظ بلیغہ وفضائل اخلاق کی تعلیم وایمان وتوحید کی تفہیم کو جھوٹے قصص بتلاتا تھا کما حکاہ اللہ تعالے من قولہ۔ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ نہین ہے یہ جو محمد صلعم سمجھاتے ہین مگر اساطیر الاولین۔ لہذا اپنی بدزبانی کے سزا کو پہونچا کہ بدر کے روز قید ہوا اور آنحضرت صلعم نے اسکو اپنے روبرو قتل کرادیا حالانکہ قیدیان بدر کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا تھا لہذا مقداد بن الاسود نے جنھون نے اسکو گرفتار کیا تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو میرا قیدی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب اللہ وآیات الٰہی مین زبان درازی کرتا تھا اور اسکے قتل کا حکم دیا پھر مقداد رضہ نے وہی عرض کیا تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے میرے معبود پروردگار سبحانہ اپنے فضل سے مقداد کو مستغنی کردے پس مقداد نے کہا کہ مین یہی چاہتا تھا یعنے اس مردود کے عوض مال لینے کا مجھے لالچ نہ تھا پس نضر مذکور اپنے کیفر کردار کو پہونچ گیا اور حضرت صلعم نے بدر کے روز تین کافرون کو باندھ کر قتل کیا ایک عقبہ بن ابی معیط کو اور دوسرے طعیمہ بن عدی کو اور تیسرے نضر بن الحارث کو کما فیما رواہ ابن جریر عن سعید رح اور بعض نے جو بجائے طعیمہ کے مطعم بن عدی ذکر کیا وہ سہو ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کے حق مین موذی نہ تھا بلکہ طائف سے واپس ہونے کے روز اسنے آپ کو اپنے پڑوس وحفظ مین لیا تھا اور وہ بدر کے روز زندہ نہ تھا چنانچہ حدیث مین قیدیان بدر کی نسبت فرمایا کہ اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان پلیدون کے بارہ مین مجھسے سفارش کرتا تو مین یہ سب اسکو ہبہ کر دیتا۔ وقال سعید رح اسی نضر بن الحارث مردود نے کہا تھا کہ

مثل ہذا ان ہذا الا اساطیر الاولین۔ واساطیر جمع اسطورہ بالضم یعنے اگلون کے حالات لکھے ہین انھین سے سیکھکر بیان کرتا ہے کما فی آیۃ اخری وقالوا
اساطیر الاولین اکتتبہا فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا جسکو ذرہ برابر بھی شعور ہے وہ جانتا ہے کہ آنحضرت صلعم نبی اُمی کی نسبت کافر سطرود کا یہ قول محض
کذب وعناد تھا مگر زمانہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ جہالت وغباوت مین ضرب المثل تھے جیسے بعد نور اسلام کے عقل و دانش مین یکہ ہوگئے اور
یہ بھی یہود و نصاری پر حقیقت اسلام کی حجت تا قیامت قائم ہے۔ پھر واضح ہو کہ عناد و تمرد سے تو نضر وغیرہ ایسی باتین کہتے وانکی پیروی کرنیوالے
کمال جہالت وحماقت سے اسکو یقین کر لیتے تھے چنانچہ آیندہ جو قول حکایت فرمایا اسی پر مبنی ہے۔ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ
مِنْ عِنْدِكَ اور جب کفار قریش نے کہا کہ اے اللہ تعالے ہمارے اگر یہی حق ہو جو محمد صلعم بیان کرتے ہین تو۔ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ
برساوے ہمپر پتھر آسمان سے۔ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ یا ہمپر دُکھ دینے والا عذاب لا۔ اس مین اظہار کرتے تھے کہ ہم کو اس کے باطل ہونے پر یقین ہے
کیونکہ جزا مذکور ایک شرط پر معلق کیا اور شرط باطل یقین کی لہذا جزا ثابت نہوگی۔ اور شیخ حافظ عماد رح نے کہا کہ قرآن سے انکو سخت عناد تھا
اور اس کلام سے عیب لگایا کیونکہ لایق یون تھا کہ اگر یہی حق ہے تو ہم کو اس سے ہدایت دے اور اسکے اتباع کی توفیق دے مگر کمال عداوت
وکثرت جہالت وشدت تکذیب سے یون کہا کہ یہی حق ہو تو ہمپر عذاب نازل کر دے۔ امطار کا اکثر استعمال عذاب کی چیز مین ہے جیسے مطر کا استعمال
امر رحمت مین ہے پس امطار حجارہ سے نزول بطریق عذاب مراد ہے اور حجارہ کے ساتھ امطار بطریق استعارہ یا مجاز ہے اور شاید یہ مراد ہو کہ آسمان
سے جسطرح پانی کے قطرات متواتر ومتوالی برستے ہین اسیطرح بجاے باران رحمت کے عذاب برسا دے۔ کفار قریش بھی اگلے کافرون کے قدم بقدم
تھے چنانچہ قوم شعیب علیہ السلام نے بھی کہا کما قال تعالے فاسقط علینا کسفا من السماء۔ بلکہ یہ اُنسے بڑھے ہوے نکلے کہ اللہ تعالے سے فی الحال
عذاب کی درخواست کی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قائل اس قول کا ابوجہل مردود تھا۔ کما فی البخاری۔ اور ابن عباس رض
نے کہا کہ یہ بھی نضر بن الحارث کا قول ہے۔ اور عطا رح نے کہا کہ اسکے حق مین کچھ اوپر دس آیات قرآنی نازل ہوئے ہین جنسے اسکی شقاوت ظاہر ہوتی
ہے اور مجاہد وغیرہ ایک جماعت تابعین نے بھی اسکو نضر مردود کا قول بیان کیا اور مفسر رح نے دونون روایتون مین توفیق دیدی کہ کفار قریش
مین سے ابوجہل ونضر وغیرہ بہتیرے ایسا کہتے تھے اور جو زبان سے نہین کہتے وہ کہنے والون کے قول پر اعتماد رکھتے تھے چنانچہ ابن مردویہ نے بریدہ رض
سے روایت کی کہ اُحُد کے روز عمرو بن العاص کو مین نے گھوڑے پر سوار یہ کہتے دیکھا کہ اے اللہ تعالے اگر یہی حق ہے جو محمد صلعم کہتے ہین تو مجھے اور میرے
گھوڑے کو زمین مین دھنسا دے۔ بالجملہ حق تعالے نے دوسری آیت مین یہ جواب دیا ہے کہ کافرون کے لیے مہلت مقدر و وقت مقرر ہے ورنہ عذاب
نازل ہوتا اور یہان فرمایا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط اور ایسا نہین ہے کہ اللہ تعالے ان کافرون کو انکی درخواست کے
موافق عذاب کرے اس حال مین کہ تو اے محمد صلعم انکے درمیان مین موجود ہے کیونکہ عذاب جب نازل ہو تو عموماً سب حاضرین کو گھیر لیتا ہے اور
کسی اُمت پر عذاب نہین طاری ہوا مگر جبھی کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول ومومنون کو اسمین سے باہر نکال لیا پس ایک تو یہ وجہ تھی کہ آنحضرت صلعم
انکے درمیان موجود تھے اور دوم یہ کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ اور اللہ تعالے انکو عذاب کرنے والا نہین اس
حال مین کہ وے استغفار کرتے ہین۔ ابن جریر رح نے یزید بن رومان ومحمد بن قیس سے روایت کی کہ اہل مکہ نے جب یہ بات کہی تو شام کو نادم ہو کر
استغفار کیا کہ اے پروردگار ہم نے جو عذاب کا استفتاح کیا تھا اس سے ہم مغفرت مانگتے ہین۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی پس
استغفار سے حالت طواف مین استغفار مراد ہے کیونکہ قریش والے طواف مین مغفرت مانگتے تھے۔ نیز ابن عباس رض نے کہا کہ انکو دو امان تھے
ایک تو نبی صلعم اور وہ دنیا سے تشریف لے گئے اور دوم استغفار اور وہ باقی ہے۔ ونیز ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالے کسی قوم پر اسوقت تک

Marfat.com

عذاب نہین کرتا کہ انبیا ر انکے روبرو موجود ہون - اور کہا کہ قولہ وہم یستغفرون - یعنے انمین ایسے لوگ ہین جنکے لیے ازل ...
پس انکا استغفار یہ ہے کہ نماز مین پڑھینگے - اور ایسا ہی مجاہد وعطیہ وعکرمہ وسدی وسعید بن جبیر سے مروی ہے اور ضحاک و ابو مالک ...
کرنے والون سے وہ لوگ مراد ہین جو مومنین مکہ مین موجود تھے اور کافرون نے انکو قید کر رکھا تھا - اور ترمذی نے ابو موسی رضہ سے مرفوعا ...
کہ اللہ تعالے نے میری اُمت کے واسطے دو امان نازل کیے بقولہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الآیۃ - پس جب مین دنیا سے چلا جاؤن ...
اُنکے لیے استغفار کو قیامت تک چھوڑ جاؤنگا - اور ترمذی نے اسکے اسناد مین کچھ کلام کیا ولیکن شاہد اسکی وہ حدیث ہے جسمین شیطان کو اللہ ...
نے جواب دیا ہے کہ قسم مجھے اپنے عزت وجلال کی کہ بندے جب تک مجھسے مغفرت چاہینگے مین انکو بخشتا جاؤنگا - رواہ احمد والحاکم وصححہ - اور فضالہ
بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندہ مومن اپنے پاک پروردگار سے استغفار کرتا ہے اسوقت تک ...
سے امن مین ہے - رواہ احمد - مترجم کہتا ہے کہ ظاہر احادیث بطریق استنباط واجتہاد ہے یعنے جب کافرون کے حق مین اللہ تعالے نے عذاب ...
رکھنا دو باتون کی جہت سے بیان فرمایا کہ وجود آنحضرت صلعم وانکا استغفار تو مومنین اُمت بدرجۂ اولے اسکے مستحق ہین فافہم - پھر واضح ہو کہ ...
کو یہان ایک اشکال پیش آیا کہ وجود پاک آنحضرت صلعم وقت نزول آیت کریمہ کے مدینہ منورہ مین تھا کیونکہ سورۂ انفال مدنیہ ہے پس دفع عذاب
بوجہ آنحضرت صلعم کے روبرو کفار موجود ہونے کے کیونکر ہوا اور مین نے مفسرین مین سے کسی کو صریح اس سے متعرض نہین پایا اور شاید جواب یہ ...
کہ وجود آنحضرت صلعم کا خصوص مکہ مین دافع عذاب نہین بلکہ دنیا مین آپ کا وجود شریف باعث دفع عذاب ہے اور علی ہذا یہ خاص رحمت اس
اُمت کے لیے ہے ورنہ اگلے انبیاء اس شہر سے نکال کر جب دوسرے شہر مین پہونچائے گئے تو قوم پر عذاب نازل ہوتا تھا اور شاید بعید یہ ہے ...
بعثت آنحضرت صلعم کی کسی قوم کے واسطے خاص نہین ہے بلکہ تمام روے زمین پر جتنے لوگ ہین وہ اس رحمۃ للعالمین کے طفیل رحمت مین
پائے ہوئے ہین لہذا مدینہ مین آپ کا ہونا بلکہ دنیا مین کہین ہوتے باعث دفع عذاب ہے ہان استغفار البتہ انھین لوگون سے مخصوص ہوگا
اسکے عامل ہون - پس کفار مکہ عذاب کے مستحق تھے ولیکن دو باتون مزبورہ کی وجہ سے انپر سے عذاب دفع فرمایا فافہم وقال تعالے - وَمَا لَهُمْ
اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ - اور انکو خود کونسا استحقاق ہے کہ اللہ تعالے انپر عذاب نہ فرما دے حالانکہ انکی حرکتین یہ ہین کہ - وَهُمْ يَصُدُّوْنَ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وے لوگ روکتے ہین حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ مومنین کو مسجد الحرام سے یعنے خانہ کعبہ کے طواف کرنے ...
قال المفسر اگر پہلے استغفار کرنے سے طواف مین انکا استغفار کرنا مراد ہے تو یہ آیت پہلی آیت کی ناسخ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ ...
سے ہجرت فرمانے کے بعد بدر وغیرہ مین ان کافرون کو عذاب فرمایا اور ایسا ہی عکرمہ وحسن سے قول نسخ کو روایت کیا ہے وشاید مراد انکی نسخ ...
سو بالجملہ مفسر رح کے اس کلام مین تامل ہے کیونکہ نسخ کی ضرورت نہین بلکہ جب انھون نے استغفار وندامت ترک کی اور مومنین سے عناد کر کے ...
طواف سے روکنے مین مبالغہ کیا تو عذاب کیے گئے کما فی الکمالین اور مترجم کہتا ہے کہ دونون آیتون مین کچھ منافات نہین کیونکہ دوسری آیت ...
اُنکے استحقاق کا بیان ہے - وقال ابن کثیر اس مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وہ لوگ لائق عذاب ہین ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ...
موجود ہونے اور انکے استغفار سے تعذیب دور رہی پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی تو بدر مین انکے بڑے بڑے رئیس قتل وقید ہوے اور قتادہ وسدی
وغیرہ علماء تابعین نے فرمایا کہ وے لوگ استغفار نہین کرتے تھے ورنہ عذاب نہ پاتے اسکو ابن جریر رح نے اختیار کیا پس اگر مستضعفین مومنین ... کے
درمیان استغفار نہ کرتے ہوتے تو انپر عذاب طاری ہوتا جیسا کہ واقعۂ حدیبیہ مین آنحضرت صلعم کو عمرہ ادا کرنے سے روکنے کے بیان مین نازل ...
رجال مومنون ونساء مومنات لم تعلموہم ان تطؤہم فتصیبکم منہم معرۃ بغیر علم لیدخل اللہ فی رحمتہ من یشاء لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا ...

...ہے کہ اس تقدیر پر وہ اشکال وارد ہے جو سابق مین مذکور ہوا کہ سورہ انفال مدنیہ ہے پس نزول آیت کے وقت آنحضرت صلعم وہان
...یہ آیات اس سورہ مین سے مستثنی یعنے مکیہ قرار دیے جاوین تو دفع اشکال ہوسکتا ہے و شیخ ابن جریر رح نے اپنی اسناد سے ابن ابزی
...کی کہ جب نبی صلعم مکہ مین تھے تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ پھر جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو
...فرمایا وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون۔ اور کہا کہ انمین کچھ مومنین مستضعفین باقی رہگئے تھے جو استغفار کیا کرتے تھے پھر جب وہ بھی نکل آئے
...فرمایا ومالہم الا یعذبہم اللہ الخ۔ اور کہا کہ پھر اللہ تعالے نے فتح مکہ کا حکم دیا اور یہی وہ عذاب تھا جسکا وعدہ فرمایا تھا۔ قال ابن کثیر رح
...کے مانند ابن عباس و ابو مالک و ضحاک وغیرہم سے مروی ہے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ تعالے وما کان اللہ
...وہم یستغفرون سے مشرکون کو مستثنی کرکے فرمایا۔ ومالہم الا یعذبہم اللہ وہم یصدون عن المسجد الحرام۔ ان اقوال مین سے اولے قول ابن ابزی رح
...جسکی طرف مترجم نے اشارہ کیا وہ احسن ہے واللہ اعلم۔ پھر واضح ہو کہ بعض نے روکنے سے سال حدیبیہ مین آنحضرت صلعم و صحابہ کو عمرہ سے روکنے
...تفسیر کی اور اس تقدیر پر تعذیب سے بدر مین عذاب دیے جانے کی تفسیر لائق نہین ہے کیونکہ واقعہ بدر تو ہجرت کے دوسرے سال ہوا اور
...مین روکنا چھٹے سال پیش آیا ہے۔ فافہم۔ بلکہ معنے یہ ہین کہ کفار اپنے آپ کو متولی مسجد الحرام زعم کرتے اور مومنون کو جو واقعی مستحق ہین اس سے روکتے ہین
...فرمایا۔ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ط اور حال یہ کہ یہ کافر لوگ مسجد الحرام کے اولیا نہین ہین جیسا کہ اپنے زعم باطل مین کہتے ہین کہ ہم لوگ متولیان خانہ کعبہ
...کہ پاک مسجد کے تولی کافر و مشرک نجس کو لائق نہین۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ مسجد الحرام یعنے خانہ کعبہ کا کوئی متولی نہین سوائے ان
...لوگون کے جو متقی ہین یعنے شرک و کفر سے تقوی و بچاؤ رکھتے ہین۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ولیکن بہتیرے انمین سے یہ جانتے نہین کہ انکو
...کی کچھ ولایت نہین ہے بعض نے کہا کہ اکثر کی قید سے نکلتا ہے کہ اقل یعنے تھوڑے انمین سے یہ بات جانتے بھی تھے ولیکن عناد سے نہین مانتے تھے
...کل مراد ہین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ آپ کے اولیا کون لوگ ہین فرمایا کہ ہر متقی اور
...آیت پڑھی ان اولیاءہ الا المتقون رواہ ابن مردویہ۔ اور رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے قریش کو فرمایا کہ میرے
...تم مین سے متقی لوگ ہین رواہ الحاکم و صححہ۔ محمد بن اسحاق و سدی وغیرہ نے آیت مین کہا کہ متقون سے آنحضرت صلعم و صحابہ رضی اللہ عنہم مراد
...قال مجاہد رح جہاد کرنے والے مراد ہین چاہے کہین ہون پھر اللہ تعالے نے کافرون کی ان حرکات کو ذکر کیا جو جہالت سے مسجد الحرام کے پاس کیے
...اور رکھتے تھے بقولہ۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ط صحیح بخاری مین مجاہد سے روایت ہے کہ مکاء بمعنے
...ڈالنا اور تصدیہ صفیر یعنے باریک آواز اور یہ روایت غریب ہے اور قوی روایت مجاہد سے مانند قول حضرت عبد اللہ بن عمر و
...اور عکرمہ و سعید بن جبیر و ابو رجاء و محمد بن کعب و حجر بن عنبس و سبط بن شریط و قتادہ و عبد الرحمن بن زید کے یہ ہے کہ مکاء بمعنے صفیر
...نے کہا کہ وہ لوگ اپنے منھ مین انگلیان داخل کرتے تھے اور سدی نے کہا کہ حجاز مین ایک سفید پرند کو مکاء کہتے ہین اس کی آواز کی
...نکالتے تھے و تصدیہ بمعنے تصفیق یعنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز نکالنا اور یہ صدد سے بروزن تفعلہ مصدر باب تفعیل ہے۔ ابن ابی حاتم نے
...سے روایت کی کہ قریش کے لوگ زمانہ جاہلیت مین ننگے طواف کرتے اور تصفیر و تصفیق بجاتے تھے اور ایسا ہی ان ائمہ علما سے مروی
...کے معنے مین اوپر گذرا۔ اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کی کہ زمین پر اپنے گال رکھکر سیٹیان و تالیان
...بعضے کہا کہ یہ حرکت اسواسطے کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم اپنی نماز مین بھول جاوین اور زہری رح نے کہا کہ مومنین سے ٹھٹھا کرتے تھے
...ابن سعید بن جبیر و ابن زید سے ہے کہ تصدیہ سے مراد راہ الٰہی سے لوگون کو روکنا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس تقدیر پر ماخوذ از صدد

بتشدید دال ہوگا اور مفسر رح نے قول اول اختیار کیا پس معنے یہ ہین کہ نہ تھی نماز اُنکے نزدیک بیت کی یعنے نزدیک خانہ کعبہ کے مگر ... اس حرکت مکار و تصدیہ کو ان لوگون نے بجاے اُس نماز کے قرار دیا تھا جسکا حکم دیے گئے تھے۔ استثنار مکار و تصدیہ کا باوجودیکہ ... جنس صلوۃ سے نہین ہین مشرکون پر ملامت کی غرض سے ہے۔ اور بعض نے کہا کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ مشرک لوگ مسجد الحرام کے پاس جو نماز و عبادت ... گہہ ہے مکار و تصدیہ کرتے تھے اس غرض سے کہ اہل ایمان کو نماز و عبادت سے بھٹکا دین اور یہ فعل زیادہ شنیع تھا کیونکہ اپنے آپ حکم الٰہی کی فرمانبرداری ترک کر کے اُن بندون کو بھی روکا جو عبادت مین مشغول ہوتے تھے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے غضب کے ساتھ آگے مخاطب کر کے فرمایا فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ یہ التفات از غیبت بسوے خطاب ہے یعنے اب چکھو عذاب بسبب اسکے کہ تم کفر کرتے تھے یعنے انکار توحید کے باوجود اہل توحید سے دشمنی کرتے اور اُنکو ایذا دیتے تھے۔ ضحاک و ابن جریج و محمد بن اسحاق نے کہا کہ یہ عذاب وہ ہے جو واقعہ بدر مین اُنکو پہونچا اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ دنیا و آخرت دونون کے عذاب کو شامل ہے کیونکہ بدر مین کافر کا قتل ہونا سخت عذاب آخرت مین پڑنا ہے **ف فی العرائس** قولہ تعالےٰ وما کان اللہ لیعذبہم الآیۃ۔ آنحضرت صلعم اپنی حالت حیات و ممات مین جمہور کے واسطے رحمت کاملہ تھے چنانچہ مخالفت کرنے والون کے سر سے آپکے وہان موجود ہونے کی صورت مین ایسا عذاب جو اُنکو بالکل میٹ دیوے دور کیا کیونکہ جس آنکھ نے آپکو دیکھکر نور پایا وہ جڑ سے ناپید کرنے کے لائق نہین رہی اگرچہ آپکے مراتب و شرف منازل دیکھنے سے وہ محروم رہی ہو کیونکہ آپکا سایہ بھی رحمت الٰہی کی گود مین تھا اور جسکو غفلت سے ہوشیار کرنے کے واسطے اُسکے نفس پر کوئی کوڑا لگا وہ عذاب الٰہی سے چھوٹنے کی علامت ہے۔ اس مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی قوم کو مردود اور دور کرنے کا عذاب نہ دیگا جن سے تو قریب ہووے کیونکہ جسنے تجھکو دیکھا حق کو دیکھا وہ حق سے محجوب نہ رہا۔ شیخ ابوبکر الوراق نے کہا کہ اللہ ایسی قوم مین بدعتین نہ پھیلائیگا جن مین تو موجود ہووے اور نہ اُنکو گناہون مین ماخوذ کریگا درحالیکہ وے استغفار کرتے ہون بعض اکابر نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم امان اعظم ہین جب تک آپ زندہ رہے تو جس قوم کے روبرو تھے اُنکو مبارکباد ہے اور پوری مبارکباد کون دیسکتا ہے اور جب تک آپکی سنت باقی ہے تب تک آپ باقی ہین پھر جب کسی قوم نے آپکی سنت مٹائی وے لوگ بلا و فتنہ کے منتظر رہین۔ استاد رح نے کہا کہ آنحضرت صلعم جن پشتون مین منتقل ہوے وہ معذب نہوے اور آج کہ سامنے موجود ہین یہ قوم معذب نہونگی اور یہ اجلال قدر و اکرام محل نبوی ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور جب آپ اُنکے درمیان سے نکلے تو بھی عذاب نہ پاوینگے کیونکہ آپکے خادم اُنمین استغفار کرتے رہینگے۔ بعض نے کہا پڑوس کے واسطے حقوق ہین اور بزرگون کا پڑوسی اُنکے سایہ انعام مین ہوتا ہے پس کافرون نے اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب سے تمتع نہ لیا تاہم آپکے پڑوس کی برکت سے عذاب اُنسے دور رہا **شعر** فاحبہا واحب منزلہا الذی ٭ حلت بہ واحب اہل المنزل ٭ یعنے مجھے وہ محبوب ہے اور وہ گھر بھی محبوب ہے جہان وہ اُترا اور اُس گھر والے بھی محبوب ہین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کوئی عداوت کرے اُسکو دنیا مین بالکل نیست و نابود کرنے کا عذاب اگرچہ نہو لیکن آخرت مین ایسا ہی عذاب ہوگا بقولہ تعالےٰ وما لہم الا یعذبہم اللہ کیونکہ انھون نے احترام نبوت مین قصور کیا۔ واضح ہو کہ جو شخص سچا مومن ہے اسکے واسطے عذاب آخرت سے چھٹکارے کی بشارت ہے کیونکہ آنحضرت صلعم قیامت مین انھین کے درمیان ہونگے اور اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیدیا کہ آنحضرت صلعم جنکے بیچ مین ہون وہ عذاب نہ پاوینگے پس آخرت مین اہل ایمان کو حفظ و امان ہے۔ پس قسم پوری ہونے کے واسطے اور دوزخ کی آگ بجھانے کے واسطے تو مومنین دوزخ مین جائینگے عذاب کے لیے نہ جائینگے کیونکہ سچائی ایمان کے ساتھ اُن پر مومن کا لفظ تحقیقی ہے اور آنحضرت صلعم نے دوزخ کا قول مومن کے ساتھ بیان فرمایا کہ جز یا مومن فان نورک اطفأ ناری۔ یعنے دوزخ کہیگی کہ اے مومن تم جلدی سے گذر جاؤ کہ تمھارا نور تو میری آگ بجھائے دیتا ہے بالجملہ مومن و کافر دونو دوزخ مین

ہین کافر تو دوزخ مین عذاب چکھتے رہینگے اور مومنین صراط پر سے بجلی کوندھنے والی کی طرح گذر کر جنت رضوان مین داخل ہونگے پس اگر آپکی امت مین سے بعض مجرمون کو آگ پہونچی بھی تو خلود کی راہ سے نہو گی بلکہ خلوص کی جہت سے ہو گی پھر اللہ تعالے نے کافرونکو عذاب بھیجنے کا سبب بیان فرمایا بقولہ وہم یصدون عن المسجد الحرام الآیۃ۔ کافر ایسے کام کرتے تھے جو اُنکو روا نہ تھے پس اللہ تعالے سے جاہل ہو کر کہان سے اُنکو اہل الحرم ہونے کی لیاقت حاصل ہوئی جسپر وہ کہا کرتے تھے کہ متولی بیت اللہ ہمین ہین جسکو چاہین آنے دین جاہین نہ آنے دین حالانکہ یہ نہین جانتے تھے کہ مومنین کو ہم نہین روک سکتے ہین کیونکہ اُنہون نے غیر حق کی طرف نظر کرنے سے اپنی آنکھین مقدس کی ہین پس وہی اس خانہ کعبہ کی طرف نظر کرنیکے سزاوار ہین جو بحکم قولہ تعالے فیہ آیات بینات مقام ابراہیم الخ کے آئینہ تجلی صفات الٰہی ہو۔ فافہم اور یہ بحث و اشارات لطائف تحت قولہ فیہ آیات بینات۔ اور قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام۔ وغیرہ گذر چکے ہین

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ

جو لوگ کافر ہین خرچ کرتے ہین اپنے مال کہ روکین اللہ کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کرینگے پھر آخر ہوگا

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

ان پر پچھتاوا اور آخر مغلوب ہونگے اور جو کافر رہین گے دوزخ کو ہانکے جاوینگے تا جدا کرے اللہ ناپاک کو پاک سے

ع ۱۸ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۠

اور رکھے ناپاک کو ایک پر ایک پھر اسکو ڈھیر کرے سارا پھر ڈالے اسکو دوزخ مین وہی لوگ ہین نقصان پانے والے

اللہ تعالے نے کافرون کے حرکات کفریہ بواسطۂ دل و جان کے بیان کے بعد انکی مالیہ امداد کا حال بیان فرمایا بقولہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ۔ جو لوگ کافر بنے ہین وے اپنے مالون کو خرچ کرتے ہین لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ تا کہ راہ الٰہی سے روکین۔ محمد بن اسحاق نے امام زہری و محمد بن یحییٰ بن حبان و عاصم بن عمر بن قتادہ و حصین بن عبد الرحمن پر وتے سعد بن معاذ رض سے روایت کی ہو کہ قریش والے جب بدر کے روز مصیبت سے قتل و قید ہوئے اور بچے ہوئے و قید سے چھوٹے ہوئے مکہ مین پہونچے اور ابو سفیان بھی بھاگ کر قافلہ لیکر مکہ پہونچا تو عبد اللہ بن ابی ربیعہ و عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ وغیرہ نے تمام قریش مین گشت کیا اور ابو سفیان کو سرغنہ کرکے یہ رائے قرار دی کہ قافلہ تجارت کے اموال سے لشکر جمع کرکے محمد صلعم سے اپنے مقتولون کا بدلا لیوین پس سبھون نے اس مال کو اس کام مین خرچ کرنے پر اتفاق کیا۔ اور ابن عباس سے بھی مروی ہے کہ انھین لوگون کے حق مین قولہ ان الذین کفروا ینفقون اموالہم الآیۃ نازل ہوئی ہے اور ایسا ہی سعید بن جبیر و مجاہد و حکم بن عتیبہ و قتادہ و سدی و ابن ابزیٰ سے مروی ہوا کہ ابو سفیان کے جنگ اُحد مین مال خرچ کرنے کے بارہ مین یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ و فی البیضاوی و المعالم وغیرہ۔ ابو سفیان نے جنگ اُحد کے واسطے علاوہ جماعات قریش کے دو ہزار عرب جمع کیے تھے اور چالیس اوقیہ سونا جسکا ہر اوقیہ بیالیس مثقال ہوتا تھا خرچ کیا۔ ضحاک رح نے کہا کہ آیت اُن کافرونکے حق مین ہے جو بدر کے روز لڑنے آئے تھے۔ اُنمین سے بارہ آدمی سب کو کھانا دیتے تھے اور وہ ابو جہل و عتبہ و شیبہ و نبیہ و منبہ دونون پسر حجاج کے اور ابو البختری بن ہشام و نضر بن الحارث بن کلدہ و حکیم بن حزام و ابی بن خلف و ربیعہ بن الاسود و حارث بن عامر بن نوفل و عباس بن عبد المطلب تھے۔ قال الحافظ" سبب نزول آیت کا اگرچہ خاص ہو لیکن آیت عام ہے یعنے اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہے

Marfat.com

کہ جن لوگون نے کفر اختیار کیا ہو لے بالفعل کافر ہین چاہے پھر مومن ہو جاوین وہ لوگ سبیل الٰہی سے منع کرنے کو اپنے اموال خرچ کرتے ہین
سبیل اللہ سے مراد دین الٰہی و رسول اللہ صلعم کی پیروی ہو پس وہ لوگ جان و مال سے یہ کوشش کرتے تھے کہ لوگ اسلام سے رکین اور آنحضرت
صلعم سے لڑنے و جان و مال صرف کرتے تھے۔ پس اللہ تعالے نے معجزہ کے طور پر آنحضرت صلعم کی زبان سے بوحی جلی یہ غیب کی خبر دی
فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ یعنی پس عنقریب ان اموال کو خرچ کرینگے پھر یہ اموال انپر حسرت و ندامت
ہونگے پھر خود مغلوب و پست ہو جاوینگے۔ بالجملہ یہ خبر غیب ہو کہ کافر ابھی باز نہ آوینگے خرچ کرینگے اور پھر حسرت اٹھاوینگے اور مغلوب ہو جاوینگے
وقد قال تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اللہ تعالے اپنے نور کو پورا کرنے والا یعنے کلمۂ توحید جہانتک مشیت الٰہی مین ہو پورا پھیلا دینے والا ہو اگرچہ
کافر بڑے برا مانا کرین۔ پس قولہ فسینفقونہا یعنی عنقریب کافرون کی طرف سے مالون کا پورا خرچ کرنا جی بھر کے جہانتک کرسکتے ہین واقع ہوگا۔ قال البیضاوی کہ
اول مین جو فرمایا کہ ینفقون اموالہم۔ تو وہ شاید فی الحال انکے خرچ کرنے کا بیان ہو یعنی بدر کے روز انھون نے خرچ کیا۔ اور قولہ سینفقونہا مین ذکر
آیندہ یعنے اُحُد وغیرہ مین خرچ کرنے کا بیان ہو قال المترجم یہ تاویل عمدہ ہو اور اس تاویل پر اقوال مفسرین مین اتفاق ہو جاتا ہو کیونکہ
جنھون نے اہل بدر کے انفاق مین آیت کا نزول بیان کیا وہ بنظر قولہ ینفقون اموالہم ہے اور جنھون نے حصہ داران قافلہ ابوسفیان و اسکے
ساتھیون کے حق مین بیان کیا وہ بنظر قولہ فسینفقونہا ہو فافہم۔ ثم قال البیضاوی۔ اور احتمال یہ بھی ہو کہ دونون انفاق سے مراد واحد ہو اور اول
کا مساق اُنکے انفاق کی غرض بیان کرنا یعنی راہ الٰہی سے روکنے مین خرچ کیا کرتے ہین اور دوم کا مساق یہ کہ انجام کار جب خرچ کر لینگے تو حسرت و
ندامت اُٹھاوینگے کیونکہ مقصود حاصل نہوگا۔ اور ثم تکون حسرۃ کی ضمیر راجع باموال ہو اور اسمین مبالغہ ہو کہ خود یہ اموال حسرت ہو جاوینگے
حالانکہ مراد یہی کہ ان اموال کا خرچ کرنا انجام کار مین انپر حسرت ہوگا کہ ناحق ہم نے مال برباد کیا اور کچھ فائدہ نہوا کیونکہ بحکم قولہ ثم یغلبون آخرکار
مغلوب ہو جاوینگے اگرچہ درمیان مین بمقتضاے حکمت بالغہ الٰہی کے الحرب سجال۔ لڑائی ڈول کے مانند چلا کریگی اور کبھی مومنون کی فتح اور کبھی
کافرون کا غلبہ ہو جائیگا لیکن آخر بحکم قولہ تعالے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یعنے اللہ تعالے نے مقدر کردیا ہو کہ آخرکار رسول ہی غالب ہون
پس کافر مغلوب و مطیع ہو جاوینگے۔ اور یہی طریقہ انبیاء علیہم السلام و انکی قوم کے درمیان سنت الٰہی ہے چنانچہ حدیث صحیح بخاری
آنحضرت صلعم کے ہرقل بادشاہ روم کو خط لکھنے کے بارہ مین ہو اسمین موجود ہو کہ ہرقل نے ابو سفیان سے پوچھا کہ
تمھارے انکے درمیان لڑائی کا کیا حال رہتا ہو تو ابوسفیان نے کہا کہ کبھی وہ غالب رہتے ہین اور کبھی ہم غالب رہتے ہین تو ہرقل بولا کہ
انبیاء علیہم السلام کا یہی طریقہ رہتا ہو یہانتک کہ آخرکار وہی غالب ہو جاتے ہین۔ اور قولہ ثم اس حرف مین دو قول ہین کہ درنگی زمانہ
کی راہ سے بھی ہوسکتی ہو یعنے ان لوگون کی فی الحقیقت کوئی ترتیب نہین ہو۔ پھر اللہ تعالے نے وعید و تہدید کے ساتھ سمجھا دیا کہ انجام کار
مغلوب ہو جاؤگے تو اس انفاق سے ندامت ایک امر آسان ہی سہی ولیکن جو لوگ تم مین سے اس درمیان مین مرے یا لڑائی مین مارے گئے
وہ حسرت کے ساتھ خواری و عذاب مین پڑے اور جو باقی رہے اور مغلوب ہو کر ایمان سے منھ موڑے رہے وہ بھی اسی حال پر مرتے
عذاب پاوینگے اور جیسے یہ خبر غیب سچ ہوئی جو فی الحال تمھارے خیال مین نہین سماتی بسبب اسکے کہ اہل کفر کی تعداد بہت سامان بہت اور
لڑنے والے و بہادر بہت ہین و مومنین فقیر کمزور تھوڑے سے شکستہ حال ہین یہ لوگ بھلا کیا غالب ہونگے لیکن اللہ تعالے نے جو فرمایا ویسا ہی ہوا
اسیطرح جو کفر پر مرا وہ بھی عذاب مین ضرور پڑیگا بقولہ تعالے وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جو لوگ کافر ہوے یعنی اپنے کفر پر اٹے رہے کہ
انہین سے بعضے مسلمان ہوگئے یا وہ لوگ جو کافر ہوے خواہ اسطرح کہ پہلے ہی سے کافر تھے اسی پر جمے رہے اور خواہ مغلوب ہوکر

لام لانے اور دلمین کافر ہے اور خواہ اسلام لاکر پھر مرتد ہو گئے اور پھر گئے اور اسی حال پر مر گئے تو اِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ
لوگ جہنم کی طرف محشور کیے جاوینگے یعنی ہانکے جاوینگے ۔ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۔ جمہور کی قراءۃ ۔ لیمیز
دون تشدید کے از مازمیز میزا ہی اور حمزہ وکسائی ویعقوب کی قراءۃ بتشدید از تمییز ہی اور یہ تمیز کی نسبت مبالغہ مین زیادہ ہی و معنے یہ کہ تاکہ
اللہ تعالے متمیز کر دے خبیث کو طیب سے یعنی خبیث کو جدا کر کے ایک طرف کر دے اور طیب کو ایک طرف ممتاز کر دے اور خبیث وطیب کی
تفسیر مین اقوال ہین ۔ سدی رح نے کہا کہ کافر کو مومن سے الگ کر دے اور علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اہل شقاوت کو
اہل سعادت سے جدا کر دے ۔ بعض نے کہا یعنی فساد کو صلاح سے جدا کر دے ۔ وقال البیضاوی اس تقدیر پر لیمیز
کا لام متعلق بلفظ یحشرون ہی یعنے کافرون کو جہنم کی طرف اسواسطے محشور کیا جائیگا کہ کافر کو یا شقی کو یا فساد کو مومن سے یا سعید سے
یا صلاح سے جدا کر دے ۔ ثم قال اور شاید خبیث سے وہ مال مراد ہو جو کافرون نے رسول اللہ صلعم کی عداوت مین خرچ کیا اور طیب سے
وہ مال جو مومنون نے آپ پر نثار ہونے مین آپ کی نصرت مین خرچ کیا اور لام مذکورہ اس صورت مین قولہ ثم تکون علیہم حسرۃ ۔ سے متعلق ہی اور
اسی کو مفسر جلال رح نے اختیار کیا ولیکن بظاہر قول اول ارجح ہی واللہ اعلم ۔ وقال الحافظ رح قولہ لیمیز اللہ اس تمیز مین دو احتمال ہین ایک یہ
کہ آخرت مین اسطرح تمیز فرمائی جاویگی کمافی قولہ فزیلنا بینہم الآیۃ اور کقولہ یوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون ۔ اور دوسری آیت مین ۔ یومئذ یصدعون
اور کما قال تعالے وامتازوا الیوم ایہا المجرمون ۔ وقال المترجم وعلی ہذا التعلق لام کا یحشرون سے متعین ہوگا ۔ اور احتمال دوم یہ کہ دنیا
مین یہ تمیز ہو باعتبار اعمال کے اور لام اس صورت مین کافرونکو انفاق اموال کی قدرت دینے کا بیان ہی یعنی کافرونکو اللہ تعالے
نے راہ الٰہی سے روکنے مین مال خرچ کرنے کی قدرت اسلیے دیدی کہ خبیث کو طیب سے متمیز فرما دے کہ کون دشمنان حق سے جہاد کرنے مین
اطاعت کرتا ہی اور کون حق سے لڑنے مین جان ومال سے آمادہ ہی اور اللہ تعالے کو علم قدیم سے سب معلوم ہی لیکن یہان متمیز و ظاہر
ہونے کو ایسا کیا ۔ کمافی قولہ تعالے وما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ ولیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا ۔ اور مانند قولہ ما کان اللہ
لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ۔ بالجملہ اس صورت مین آیت کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے تمکو کافرون کے ساتھ جہاد
مین اسواسطے مبتلا کیا اور کافرون کو اموال خرچ کرنے پر قابو دیدیا کہ خبیث وطیب مین تمیز ہو جاوے ۔ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ
عَلَىٰ بَعْضٍ اور تاکہ کر دے خبیث کو بعض کو بعض پر یعنے فریق کفار کو بعض کے اوپر بعض کو کر کے فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا ۔ پس ملا دے ان
سب کو کہ کثرت ازدحام سے گویا ابر متراکم ہو جاوین اور جتھے جتھے سب جمع ہو کر ایک پورا جتھا ہو جاوین یا یہ معنی ہین کہ کافر نے جو کچھ خرچ کیا اسکو
اسواسطے ملاوے اور دونون کو جمع کرے تاکہ عذاب مین زیادتی ہو فَيَجْعَلَهُ فِي [illegible] ۔ پس اس کل مجموعہ کو جہنم مین ڈالدے ۔
أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۔ یعنی اس کل جتھے والے سب لوگ جو فریق خبیث والے ہین وہی خاسرین ہین یعنے خسارہ اٹھانیوالون مین
سے ہین کیونکہ انھون نے اپنے جان ومال دونون سے خسارہ اٹھایا اور دائمی عذاب مول لیا ۔ وفی العرائس قولہ تعالے لیمیز اللہ
الخبیث من الطیب ۔ اللہ تعالے نے قیامت مین حشر خلائق سے بازار محبین وعاشقین وعارفین کے گرم وبارونق کرنے کا ارادہ
کیا جسدن ان بندونکے لیے کشف جلال وجمال ہوا اور جھوٹے مدعی بندون سے انکو متمیز کیا جاوے پس ازل مین ہر مخلوق
نے اقرار ربوبیت واظہار عبودیت کیا تھا لیکن کافر تو بالکل جھوٹے نکلے اور اسلام والے بھی بہتیرے مدعی ہو کر ولی کے بھیس مین
دغا کماتے ہین پس میدان قیامت مین ان گمراہ کافرون سے سچے اللہ تعالے والے بندے متمیز کیے جاوین کیونکہ گمراہون سے

Marfat.com

نے دکھانے سُنانے وجاہ ، منزلت حاصل کرنے کو دنیا اور اہل دنیا کی طرف مُنہ رکھا ہو بعض نے کہا کہ قولہ لیمیز اللہ الخبیث
اہل اللہ تعالیٰ کو ہوا جس نفس وشیطان سے جو ازراہ امتحان آتے ہین پاک کرے ۔ بعض نے کہا کہ الخبیث من الطیب یعنی
مخلص صادق سے اور کافر کو مومن سے اور عاصی کو مطیع سے الگ کرے ثم قال تعر

قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوٓا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ

تو کہہ دے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہو انکو جو ہو چکا اور اگر پھر وہی کرینگے تو

مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ۝

ہو چکی ہے روش اگلون کی

قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوٓا ۔ تو کہدے اے محمد صلعم ان لوگون سے جو کافر ہین مانند ابو سفیان و اُسکے ساتھیون کے کیونکہ یہ لوگ اسوقت تک کافر تھے اگرچہ ابو سفیان وغیرہ بعض ان مین سے پیچھے مسلمان ہوگئے ۔ لام لفظ للذین پر لام تبلیغ ہے یعنے قول کا ان لوگون تک پہونچانے کے لیے ہو وقدمر فیما سبق بالجملہ کافرون کو یہ بات پہونچادے کہ ۔ إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ اے ان ینتھوا عن معاداۃ الرسول بالدخول فی الاسلام یغفرلہم ما قد سلف من ذنوبہم ۔ یعنی اگر وے لوگ باز آوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کرنے ولڑنے سے باین طور کہ اسلام مین داخل ہو جاوین تو انکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ۔ واضح ہو کہ ان ینتھوا کو مطلق چھوڑ گیا اور یہ نہین فرمایا کہ کس چیز سے باز آوین اور احسن تقدیر وہ ہے جو بیضاوی رہ سے اوپر مذکور ہوئی یعنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت ولڑائی سے باز آوین اور وہ بھی اسطرح کہ اسلام مین داخل ہو کر باز آوین ابن عطیہ رہ نے کہا کہ اس خصوصیت کے ساتھ باز آنا جواب شرط سے معلوم ہوا کیونکہ اگلے گناہ معاف ہونا بدون اسلام کے نہین ہوسکتا ۔ وفی البیضاوی بعض قراۃ مین تنتھوا بتاء خطاب اور نغفر بصیغہ معروف وفاعل اللہ تعالے اور بجاے لہم کے لکم بضمیر خطاب ہو ۔ لے ان تنتھوا یغفر لکم ما قد سلف ۔ اگر اے کافرو تم باز آؤ تو اللہ تعالے تمہارے اگلے گناہ بخشے گا ۔ قال ابن عطیہ رح اور اس قراۃ پر اداے رسالت انہین الفاظ پر مقصور ہو گی یعنے کافرون کو یہی الفاظ پہونچاوین ۔ بخلاف قراۃ اولی کے کہ وہ اس معنی کے پہونچانے پر ہے خواہ کسی الفاظ سے ہو ۔ اس آیت مین دلیل ہو کہ اسلام سے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہین ۔ عمرو بن العاص سے روایت ہو کہ اللہ تعالے نے جب میرے دل مین اسلام ڈالا تو مین نکلکر روانہ ہو کر مدینہ مین آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہاتھ بڑھاوین کہ مین آپ سے بیعت کرون پس آپ نے داہنا ہاتھ بڑھایا پس مین نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو فرمایا کہ تجھے کیا ہوا مین نے عرض کیا کہ مین کچھ شرطین کرنا چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ شرطین کیا کریگا مین نے عرض کیا کہ یہ ہو کہ آپ مجھے معاف فرماوین یا میرے واسطے استغفار کرین ۔ تو فرمایا کہ اے تجھے یہ نہین معلوم ہوا کہ اسلام تو اگلے گناہونکو ڈھادیتا ہو اور ہجرت بھی اپنے سے پہلے گناہون کو ڈھاتی ہو اور حج بھی اس سے اگلے گناہون کو ڈھاتا ہو ۔ رواہ احمد و مسلم اور صحیح کی حدیث ابن مسعود رض مین بھی اسلام و توبہ کے حق مین ایسا ہی مذکور ہو ۔ شیخ یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ نے کہا کہ توحید وہ چیز ہے کہ اپنے سے اگلے گناہون حتی کہ کفر کو ہدم کر دیتی ہو پھر بھلا اپنے بعد کے گناہون کو ڈھانے سے کیونکر عاجز ہوگی ۔ کذا فی السراج ۔ اور صحاح سے یہ بھی ثابت ہو کہ حالت اسلام سے پہلے جو نیکیان کی ہین یعنی ایسے کام کیے ہین جو اسلام کی حالت مین کرے تو اجر ثواب پاوے تو بعد اسلام لانے کے اجر بھی ثواب پاویگا بالجملہ آیت سے ثابت ہوا کہ اسلام لانے سے اگلے گناہ مغفور ہو جاتے ہین وقال الزمخشری رح اس سے امام ابو حنیفہ رح نے یہ استدلال کیا

Marfat.com

جو کوئی اسلام لاکر پھر نعوذ باللہ مرتد ہوگیا اور ہنوز مقتول نہوا تھا کہ وہ پھر اسلام لے آیا تو مرتد رہنے کے دنون مین جو عبادات اس سے چھوٹ گئے ہین اُنکی قضا لازم نہین ہو بلکہ مغفور ہین۔ خفاجی رح نے احکام القرآن سے امام مالک کا بھی یہی قول نقل کیا ہو مگر شافعی رح نے ان دونون سے خلاف کیا ہو اور واضح ہو کہ قہستانی نے ذکر کیا کہ اسلام لانے کے بعد نماز روزہ زکوۃ ونذر وکفارہ کو قضا کرے اور شمس الائمہ نے کہا کہ قضا اسوجہ کہ ان چیزونکا چھوڑنا معصیت ہو اور مرتد ہونے سے معصیت ساقط نہین ہوتی۔ کما فی قاضیخان اور تمرتاشی مین ہے کہ عامہ علماء کے نزدیک جو گناہ اُسنے حالت ردت مین اور اس سے پہلے کیے ہین وہ ساقط ہوجاتے ہین اور بہت سے محققین کے نزدیک ساقط نہین ہوتے ہین اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہو کہ اگر اسپر دو مہینہ کے پے درپے روزے واجب ہوئے ہون پھر وہ مرتد ہوگیا پھر اُسنے توبہ کی واسلام لایا تو اسکے ذمہ سے قضا ساقط ہوگئی کما فی التتمہ اور تفتازانی رح نے حاشیہ کشاف مین کہا کہ امام ابو حنیفہ رح نے جو اس آیت سے احتجاج کیا کہ جو کوئی زمانہ دراز تک گناہون کا مرتکب ہوا پھر مرتد ہوگیا پھر وہ اسلام لایا تو اسپر کوئی گناہ باقی نہین رہا یہ احتجاج بہت ضعیف ہو کیونکہ قولہ للذین کفروا سے وہ کافر مراد ہین جو ابتداء سے کفر سے یعنی اصلی کافر اور قولہ ما قد سلف سے وہ افعال جو حالت کفر اصلی مین اُنسے سرزد ہوئے ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ کفر اصلی سے تخصیص کرنا خلاف ظاہر ہو اور خلاف اصل ہو اور ما بعد مین لفظ کو بلا ضرورت مجاز پر محمول کرنا پڑیگا اور ظاہر یہ ہو کہ للذین کفروا اصلی کفر والون وارتداد سے کفر والون سب کو شامل ہو جیسا کہ دلالت کرتا ہو اسپر بقیہ پیغام یعنی قولہ وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ لے وان یعودوا یعذبوا یا اہلاک۔ اگر عود کرینگے تو ہلاکت کا عذاب دیے جاوینگے۔ فقد مضت سنتنا فی الاولین باہلاکہم۔ کیونکہ اگلی متون مین ہمارا یہ طریقہ جاری ہوچکا ہو کہ ہم نے انکو عذاب سے ہلاک کیا پس ایسا ہی ہم انکے ساتھ کرینگے۔ ظاہر ہوا کہ قولہ فقد مضت الخ تعلیل جزاء محذوف قت ہو جس سے بہ نسبت جزاء ظاہر کرنے کے خوف دلانا زیادہ ہو۔ واضح ہو کہ اگر کفر اصلی پر اقتصار ہو تو یہان عود بمعنی استمرار لینا پڑیگا یعنے اگر اصلی کافر لوگ اسلام نہ لائے و باز نہ آئے بلکہ اپنے کفر پر مستمر رہے تو ہلاک ہونگے اور درصورت شمول کفر اصلی وکفر ارتداد کے عود کے ایسے معنی کی جو دونون کو شامل ہون ضرورت ہو۔ وفی الجمل لفظ عود مین اشعار ہو کہ ایسی حالت کیطرف بازگشت ہو جس سے سابق مین ملبس تھا پس معنی یہ ہین کہ اگر اسلام مین داخل ہونے کے بعد اُنھون نے کفر ومحاربہ النبی صلعم کیطرف عود کیا تو ہلاک ہونگے قال المترجم کچھ کھلتا نہین کہ صاحب الجمل کی کیا مراد ہو کیونکہ اگر یہ مراد ہو کہ کلام اہل ارتداد مین خاص ہو تو ظاہر ہو کہ ابتدائے کلام نہین بنتا کیونکہ قولہ قل للذین کفروا۔ اس صورت مین مرتدون سے مخصوص ہوگا پس معنے یہ ہونگے کہ مرتدون سے کہو کہ ارتداد سے باز آوین انکے گذشتہ گناہ بخشے جاوینگے اور اگر عود کرکے دوبارہ مرتد ہوے تو ہلاک ہونگے۔ فعلی ہذا ارتداد دوم پر قتل کرنا واجب ہوگا وہو خلاف المذہب کیونکہ دوبارہ وسہ بارہ بھی توبہ قبول ہو والبحث فی موضعہ اور اگر اول مین کفر اصلی کے شمول کے ساتھ ہو تو یہان مرتدون سے تخصیص بلا وجہ ہو۔ اور شاید صاحب جمل کی غرض یہ ہو کہ یہ شق ثانی تردید محذوف کی ہے اور تقدیر کلام یون ہو کہ قل للذین کفروا ان ینتہوا عن الکفر ویدخلوا فی الاسلام یغفر لہم ما قد سلف ثم اذا دخلوا فلیثبتوا علیہ الا فان یعودوا یہلکوا کما قد مضت سنۃ الاولین۔ لیکن اسپر بھی وارد ہو کہ ارتداد سے مراد ہلاک ہو مگر آنکہ ہلاک بروجہ معروف بتقدیر ارتداد لیا جاوے علاوہ برین تکلف بدرجہ تعسف ہو اور ظاہر وہی ہو جو ہم نے اول ذکر کیا کہ مقام اول وثانی دونون مین کفار اصلی کے ساتھ مرتدون کا شمول ہے مگر کہا جاوے کہ ان یعودوا مین اگرچہ شمول اہل ارتداد کا اشعار ہو کیونکہ عود حالت سابق مین داخل ہونے کو کہتے ہین لیکن کفر اصلی کو بھی شامل ہو اور وہان عود کے معنی نہین بنتے لہذا مجاز کی ضرورت ہوئی جواب یہ کہ بضرورت عموم مجاز کے طور پر لیا جاوے بخلاف کفر اصلی پر اقتصار ہونے کے کہ عود کے معنی استمرار کے محض مجاز ہین فافہم اور جواب اسکا یون ہوسکتا ہو کہ قولہ قل للذین کفروا ان ینتہوا مین

انتہاء از محاربۃ الرسول صلعم باقرار اسلام۔ مراد ہے پس یہان عود سے مراد یہ کہ محاربۃ النبی صلعم کی طرف عود کرینگے تو ہلاک ہونگے پھر حاصل یہ ہوا کہ کافرون سے کہدیا جاوے کہ محاربہ نبی صلعم سے باز آوین اور جب عداوت نہوئی تو از راہ عادت کے صداقت ظاہر ہوئی اور وہ اسلام ہے پس انکے گذشتہ معاصی جنمین سے ایک یہ بھی تھا کہ اللہ تعالے کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑے تھے معاف ہونگے اور اگر عود کریے پھر دوبارہ لڑے زمانہ آیندہ مین جیسے ایک مرتبہ لڑ چکے ہین اور یہ مستلزم ہے کہ اسلام نہ لائے تو اگلون کی طرح ہلاک ہونگے۔ یعنی اگلی امتون کی طرح جنھون نے اپنے انبیاء علیہم السلام سے مخالفت کی تھی پس اسمین وعید و تہدید و تمثیل ہر سہ انواع موجود ہین اور یہی جمہور مفسرین کا قول سنۃ الاولین کی تفسیر مین ہے اور سدی و محمد بن اسحاق وغیرہ نے کہا کہ اولین سے مقتولین بدر مراد ہین یعنی جیسے بدر والے کافرون کو ہم نے ہلاک کیا کہ وے باز نہ رہے ایسے ہی اگر تم بھی محاربۃ الرسول صلعم کی طرف عود کروگے اور باز نہ ہوگے تو ہلاک ہونے کے متوقع رہو اور حق یہ ہے کہ تفسیر مین کچھ اختلاف نہین اور معنی یہ ہین کہ تمھارے لیے اگلون کی حالت سے عبرت موجود ہے جنھون نے انبیاء علیہم السلام سے مقاتلہ کیا جیسے اہل بدر ہلاک ہو چکے ہین والیہ اشار البیضاوی و پوشیدہ نہین کہ اولین کی تفسیر اہل بدر کے ساتھ رکھنے کسے عود کے معنی مین کچھ اشکال نہین رہتا فافہم۔ پھر اللہ تعالے نے اعلاء کلمہ پاک کی مومنون کو تاکید فرمائی۔ بقولہ

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ

اور لڑتے رہو ان سے جب تک نہ رہے فساد اور ہو جاوے سب حکم اللہ کا پھر اگر وہ باز آوین تو اللہ

بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

انکے کام دیکھتا ہے اور اگر وہ نہ مانین تو جان لو کہ اللہ ہے حمایتی تمھارا کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار

وَقَاتِلُوهُمْ اور لڑو تم اے مومنو ان کافرون سے حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ۔ یہانتک کہ نہ پایا جاوے فتنہ۔ حرف کان یہان تامہ ہے بمعنی وجد کے اور فتنہ بمعنی شرک ہے جیسا کہ ابن عباس رض و ایک جماعت علماء تابعین سے مروی ہے پس قولہ لاتکون فتنۃ اے لاتوجد شرک یعنی شرک پایا نجاوے۔ اور عروہ رح وغیرہ نے کہا کہ کوئی ایسا فتنہ نہ پایا جاوے جس سے مسلمان اپنے دین کی راہ سے فتنہ مین ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ بہت سے ایسے امور پیش آتے ہین جنکی وجہ سے مسلمان کو اپنے دین مین فتنہ نظر آتا ہے بمقتضاے ظاہر اس تفسیر کے انمین سے ہر بات پر جہاد لازم ہوا اور یہ نہین ہے اسواسطے کہ بعد قول لا الہ الا اللہ کے یعنی بعد اقرار ارکان اسلام کے یا ادائے جزیہ کے کفار محفوظ ہین پس مرجع اسکا بھی قول اول ہی کی طرف ہوگا کہ شرک نہ پایا جاوے۔ اگر کوئی کہے کہ وجود شرک کی بالکل نفی تو خلاف مشیت ہے تو کہا جاویگا کہ ہان ولیکن۔ اس سے یہ لازم آیا کہ برابر ہمیشہ جہاد کیا کرین چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ الجہاد ماض۔ اور بیضاوی رح نے دوسرے جواب کی طرف اشارہ کیا چنانچہ کہا کہ قولہ حتی لاتکون فتنۃ اے لایوجد فیہم شرک۔ خاص ان لوگون مین یعنے قریش مین یا عرب مین شرک نہ پایا جاوے اور ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ اہل عرب سے جزیہ قبول نہ کیا جائیگا سواے اسلام کے اگرچہ سواے عرب کے اہل کتاب یا اہل عجم سے جزیہ مقبول ہے و قدم البحث فیما سبق۔ حاصل آنکہ تم ان کافرون سے یہانتک لڑو کہ شرک انمین نہ رہے وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ اور دین نقط اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو جاوے کسی اور بت وغیرہ کی پرستش نہ رہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یعنی توحید خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو۔ وعن الحسن وابن جریج وقتادہ۔ یعنی یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہین و اقرار کرین۔ وفی الصحیحین آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھے حکم الٰہی ہے کہ لوگون سے قتال کرون۔ یہانتک کہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہین پھر جب اُنھون نے یہ کلمہ کہا تو انکی جانین و اموال محفوظ ہوگئے

تعالیٰ الحدیث۔ یعنی جہاد سے محفوظ ہوگئے پھر اگر انہون نے ظلم سے کسی کو قتل کیا تو قصاص مین قتل ہونگے یا زکوۃ مین مال دینگے فَاِنِ انْتَهَوْا پس اگر کافر لوگ باز رہے کفر و شرک سے فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تو اللہ تعالیٰ انکے کامون کا دیکھنے والا ہی۔ یعنے ظاہر شرع مین اقرار کلمہ شہادت سے وہ جہاد و قتل سے محفوظ ہو جاوینگے اور باطن مین اگر وہ منافقون کیطرح صدق دل سے کلمہ توحید نہین کہتے ہونگے تو اسکو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی انکے موافق انکو جزا دیگا لہذا حدیث صحیحین مذکورہ بالا کے آخر مین فرمایا وحسابہم علی اللہ تعالیٰ یعنی باطنی حساب انکا اللہ تعالیٰ جانتا ہی وہ محاسبہ فرماویگا اور انکو سچائی و جھوٹ کے موافق بدلا دیگا پس ہم لوگ فقط ظاہر کے موافق عمل کرینگے اسی واسطے منافقون کا نفاق جاننے کے باوجود انکے قتل سے منع فرمایا ہی۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا اے وان اعرضوا عن الاسلام فلا تخشوہم اگر وے لوگ اسلام سے منہ موڑین تو تم لوگ انسے مت ڈرو۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ پس جان رکھو یعنی اس یقین پر قائم رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ یعنے ناصر و مددگار و تمہارے امور کا متولی ہی ضرور اسپر بھروسا کرنا واجب ہی نِعْمَ الْمَوْلٰى بھلا اچھا وہ مولیٰ ہی۔ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ اور بھلا اچھا وہ ناصر ہے پس جب وہ مولیٰ و ناصر ہی تو خوشی سے بندہ پھولا نہ سماوے کیونکہ ولایت و نصرت بس اسی کی ہی اور باقی وہم و خیال ہی۔ شیخ ابن کثیرؒ نے یہان ذکر کیا کہ عبد الملک بن مروان نے عروہ رحمہ اللہ کو خط لکھکر آنحضرت کے ابتدائی حالات حتی کہ مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے تک پوچھے تھے اسکے جواب مین عروہؒ نے بعد حمد و صلوۃ کے لکھا کہ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو نبوت عطا فرمائی پس کیا اچھا نبی اور کیا اچھا اسکا نبی کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ اسی کی ہدایت پر ہمارا خاتمہ بخیر کرکے جنت مین ہمکو اسکے دیدار سے مشرف فرماوے پس جب اسپر نور نازل کیا یعنے قرآن مجید تو پہلے پہل کافر لوگ کچھ سننے کو جھکتے تھے حتی کہ جب بتون کی مذمت آئی تو منہ موڑ کر منکر ہوئے اور جب انکے سردار لوگ طائف کی تجارت سے واپس آئے تو لوگون کو سخت ملامت کرنی شروع کی اور فتنہ برپا ہوا پس وہی اس فتنہ مین بچا جسکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور بہتیرے جو آپ کے مطیع ہوئے تھے اس فتنہ مین مرتد ہو گئے پھر جبتک اللہ تعالیٰ نے چاہا تب تک ٹھہرے بعد اسکے حبشہ کے بادشاہ صالح نجاشی[1] کی طرف مسلمانون کو ہجرت کا حکم دیا پس اکثر اہل اسلام بخوف فتنہ دین کے وہان چلے گئے اور یہ پہلا فتنہ تھا پھر چند اشراف صاحب منعت داخل اسلام ہوئے تو کافرون کی طرف سے تشدد و فتنہ انگیزی مین ڈھیل ہوئی پس حبشہ والے بھی مکہ مین آگئے اور اسلام بڑھنا شروع ہوا اور مدینہ مین بہت سے اوس و خزرج کے لوگ مسلمان ہوکر برابر مکہ آنے لگے اور قریش والون نے خوف کرکے پھر فتنہ برپا کیا جس سے اہل اسلام کو بھوک پیاس وغیرہ کی سخت تکلیف پہونچی اور یہ دوسرا فتنہ تھا اور مدینہ سے ستر سردار آکر بیعت مین داخل ہوئے کہ ہمارے یہان جو کوئی آپ کے تابعین سے داخل ہوگا اسکے ہم ویسے ہی مددگار ہین جیسے اپنے بال بچون کے جبتک وہ وہان رہے پس آنحضرت صلعم کو بھی ہجرت کا حکم آگیا بعد ازآنکہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہ کو آپنے پہلے سے مدینہ جانے کا حکم دیدیا تھا۔ پس اس دوسرے فتنہ مین آنحضرت صلعم نے بھی ہجرت فرمائی کیونکہ کفار قریش ایسی ایسی سختیون و تکلیفون مین ڈالتے تھے کہ اسلام والے اپنے دین مین بڑے فتنہ مین پڑتے تھے اور اسی بارہ مین اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ الآیۃ۔ رواہ ابن جریر وقد لخصہ المترجم وقال الحافظ اسنادہ صحیح۔ اور بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے آکر انسے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین فرمایا۔ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیۃ۔ پس آپ قتال کیون نہین کرتے الیٰ آخر الحدیث اور اسمین ہی کہ پھر اسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ قاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فتنہ

[1] نجاشی لقب تھا نام اصحمہ تھا ۱۲

دور کرنے کو ہم نے رسول اللہ صلعم کے عہد میں ایسا کر لیا جبکہ اسلام تھوڑا تھا اور آدمی اپنے دین کی راہ سے فتنہ میں پڑ جاتا تھا کہ کافر لوگ
قتل کرتے یا قید کرتے تھے یہانتک کہ اسلام بڑھ گیا اور لوگ بہت ہو گئے اور فتنہ نہ رہا۔ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ بصرہ میں آئے تو پوچھا کہ فتنہ کی لڑائی میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جانتا نہیں کہ فتنہ کیا چیز ہے آنحضرت صلعم
مشرکون سے قتال کرتے تھے کہ انکے پاس جانا فتنہ تھا اور یہ قتال جو تم لوگ واسطے ملک و سلطنت کے کرتے ہو یہ نتھا۔ ابن مردویہ نے
فتنہ ابن الزبیر و حجاج میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی اور اسامہ بن زید و سعد بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی
انکار قتال کو روایت کیا ہے۔ پس حاصل یہ کہ آیت میں جس قتال کا حکم دیا گیا وہ فتنہ شرک دور کرنے کے واسطے ہے۔
فافہم واللہ اعلم **ف** وفی العرائس قولہ تعالے وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ الخ۔ اسمین نفوس امارہ کافرون کی طرف اشارہ ہے
اور اُسکا قتال یہ کہ مجاہدہ کے ساتھ اسکو مارے تاکہ خلاف حق خواہشون سے وہ باز رہے اور مطیع سنن اسلام ہو جاوے
تاکہ انوار یقین اور ضیاء اسلام کے گلزار شاداب و سرسبز شگفتہ ہون نور توحید کے واسطے قلب متفرد رہے پس اُسمین سوائے
خطرات حق کے کوئی خطرہ نہ آوے اور قلب اسکے دریائے محبت مین غرق اور روح اسکی فضائے ہویت مین حائم اور
عقل اسکی میدان ازل و ابد مین حیران رہے ان مین سے کوئی کسی غیر پر نظر نہ ڈالے کیونکہ نفس ایک پردہ تھا درمیان مین ہوا ور
اسی حکمت بالغہ کے ساتھ ابقاء محبت اور نفوس پر نصرت کا انعام حضرت باری تعالے نے فرمایا جیسا کہ خود اپنی مدح فرماتا ہے بقولہ
نعم المولے ونعم النصیر اولیاء کے واسطے نعم المولے ہے نیکوکارون کے واسطے نعم النصیر ہے ان بندگان خاص کو ازل ہی مین اپنی ولایت
ومحبت کے انعام سے سرفراز فرمایا اور وہی بدون کسی سبب کے جو انکی طرف سے پیدا ہو وے ابد تک اُنکے نفوس پر تولی خاص
انکو منصور فرمائیگا۔ بعض نے کہا کہ نعم المولے اسکے لیے جسنے اُس سے موالاۃ کی اور نعم النصیر اسکے لیے جس نے نصرت چاہی۔
بعض نے کہا کہ اولیاء کے واسطے نعم المولے ہے اور مریدین کے واسطے نعم النصیر ہے۔ بعض کہتے ہین کہ قبل کسی عبادت و تکلیف کے
اپنی ذات پاک کی معرفت دینے مین نعم المولی ہے۔ قال المترجم یعنی کیا اچھا متولی امور ہے کہ جس نے نعمت معرفت اس آسانی
سے انعام فرمائی لہذا نعم المولے ہے۔ اور امور عبادت مین تخفیف کرتے اور ثواب مین کئی گونہ بڑھانے مین نعم النصیر ہے نیکیان
بڑھاتا ہے اور بُرائیان گھٹاتا ہے۔ فافہم

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ النَّاصِرُ

## تَمَّ التَّاسِعُ وَيَتْلُوهُ الْعَاشِرُ